عزازیل عارب نبیطہ سطروں اور زروعہ کو لے کر یمن کے شہر مارب سے باہر نمودار ہوا۔ اس کا ساتھی تبر اس سے اجازت لے کر چلا گیا تھا۔ عزازیل اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مارب شہر سے باہر ایک کوہستانی سلسلے پر نمودار ہوا جس کے سامنے حد نگاہ تک پانی کی ایک جھیل پھیلی ہوئی تھی عزازیل تھوڑی دیر تک ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے رفیقو یہ بائیں طرف کوہستانی سلسلوں میں وادی کے اندر تم جو شہر دیکھتے ہو یہی یمن کی عظیم قوم سبا کا شہر مارب ہے یہ جو تم اپنے سامنے پھیلی ہوئی جھیل دیکھتے ہو اسے یہاں کے لوگ سد مارب کہہ کر پکارتے ہیں اس بند سے پہلے دونوں طرف کے پہاڑوں پر جب بارش ہوا کرتی تھی تو پانی سیلاب کی صورت میں آیا کرتا تھا اور ہر سال اس مارب شہر کو نقصان پہنچا کر گزرا کرتا تھا پھر قوم سبا کے بادشاہوں نے اس مارب شہر کو بچانے کے لئے یہ بند تعمیر کیا اب اس کوہستانی سلسلے میں جتنے بھی چشمے یا ندی نالے ہیں ان کا پانی اس بند میں جمع ہوتا ہے اس کے علاوہ بارشوں کے موسم میں جب اس کوہستانی سلسلے پر بارشیں ہوتیں ہیں تو اس کا پانی بھی اس بند میں آ کر جمع ہو جاتا ہے اس طرح اس مارب شہر کو اس بند کی وجہ سے سیلاب سے بچا لیا گیا ہے۔

سنو میرے ساتھیوں اس بند کے اندر اوپر نیچے پانی نکالنے کے لئے تین دروازے رکھے گئے ہیں تاکہ پانی کا یہ ذخیرہ انتظام کے ساتھ شہر کے لوگوں اور زمین کی آبپاشی کے لئے استعمال میں لایا جا سکے سب سے پہلے اوپر کا دروازہ کھول کر پانی لیا جاتا ہے جب اوپر کا پانی ختم ہوتا ہے تو اس سے نیچے کا پھر اس سے بھی نیچے کا دروازہ کھول کر پانی کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے سال بھی پھر بارشوں کا زمانہ آتا ہے تو پانی پھر اوپر کے دروازے تک بھر جاتا ہے اس طرح سال بھر اس بند سے پانی لے کر نا صرف لوگوں کے پینے کے لئے کام میں لایا جاتا ہے بلکہ اس سے اس سارے علاقے کی آبپاشی کا انحصار ہے۔

یمن کے یہ کوہستانی سلسلے جن کے اندر یہ بند بنا ہوا ہے اس بند کی وجہ سے نا صرف یہ کہ کوہستانی سلسلوں کے اندر جو وادیاں ہیں وہ سرسبز بنا دی گئی ہیں بلکہ اس بند کے پانی سے صحرا کے ایک حصے کو بھی آباد کر کے زراعت کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ مارب شہر کے اطراف میں جس شاہراہ پر بھی تم سفر کرو گے اس کے دونوں طرف اس تسلسل کے ساتھ تمہیں باغ دکھائی دیں گے کہ دیکھنے والے کو یہی دکھائی دے گا جیسے یہ دو ہی باغ ہوں جو اس کے دائیں بائیں میلوں تک پھیلتے چلے گئے ہوں اس بند کی وجہ سے یمن کے علاقے کی زرخیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھ کر اس بند سے آباد کیے



جائے والے باغوں میں سے گزر جائے تو جب وہ اس باغ سے نکلے گی تو اس کے سر پر رکھی ہوئی خالی ٹوکری درختوں سے ٹوٹ کر گرنے والے پھلوں سے بھر جائے گی یعنی اس قدر بہتات ہے پھلوں کی یمن کے ان باغوں کے اندر اور یہ سب کچھ اسی بند مارب کی وجہ سے ہے۔

پانی جب بند کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو دروازے سے باہر ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا ہے پانی اس تالاب میں جمع ہوتا ہے اور پھر اس تالاب سے بارہ نہریں نکالی گئی ہیں جو مختلف سمتوں کو جاتی ہیں اور میلوں دور تک سارے علاقے کو سیراب کرتی ہیں۔ اس علاقے میں فصلوں کے علاوہ باغات بھی بڑے عمدہ ہوتے ہیں جس کی بنا پر یہاں اناج ہی نہیں پھلوں کی بھی بہتات ہے میرے ساتھیوں یہ کوہستانی سلسلے کے ایک طرف وادی کے اندر مارب نام کا شہر دیکھتے ہو یہ کبھی قوم سبا کا مرکزی شہر ہوا کرتا تھا پر افسوس اس کی مرکزیت اس سے چھین لی گئی ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا کس بنا پر اس شہر کی مرکزیت چھین لی گئی ہے کیا اس قوم نے اپنے لئے کوئی اور شہر آباد کرلیا ہے جو اس سے بھی زیادہ خوبصورت اور اہم ہو اور اسے انہوں نے اپنا مرکزی شہر بنالیا ہو اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا سنو میں تمہیں اس قوم کی تاریخ مختصر الفاظ میں سناتا ہوں پھر تمہیں اندازہ ہو گا کہ پہلے اس شہر کی کیا اہمیت تھی اور اب اس کی اہمیت کو کس بنا پر گھٹا کر رکھ دیا گیا ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب نبیطہ سطرون اور زردعہ خوش ہو گئے تھے پھر سطرون بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا ہاں آقا آپ ہمیں ضرور اس قوم کی تاریخ سے آگاہ کریں سطرون جب خاموش ہوا تو عزازیل بولا اور ان چاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیوں سبا جنوبی عرب کی ایک بہت بڑی قوم کا نام ہے جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل ہے۔ قدیم دور میں سبا ایک شخص کا نام تھا اس کی اولاد کو سبا کہا جاتا ہے جو کئی ایک بڑے بڑے قبائل میں تقسیم ہو چکی ہے قوم سبا سے تعلق رکھنے والے قبائل میں زیادہ تر بنوکندہ، بنو حمیر، بنو ازد، بنو عشر، بنو مذحج، بنو انمار، بنو آملہ، بنو جرام، بنو لخم شامل ہیں بہت قدیم زمانے سے دنیا میں عرب قوم کا شہرہ چلا آ رہا ہے ان کے ہمسائے اور بنو غسان میں رہنے والی بڑی بڑی قوموں مثلاً اہل بابل اور آشوریوں نے ان میں اپنے ہاں سابوم کہہ کر پکارا تھا اس قوم نے بڑے عروج و زوال کے دور دیکھے ہیں لیکن زوال کے قریب پہنچتے پہنچتے یہ قوم دوبارہ اس طرح سنبھل جاتی ہے اور پھر اپنے عروج کو پا لیتی ہے اللہ

کے نبی داؤد کے دور میں یہ قوم اپنی عسکری قوت کے لحاظ سے انتہائی طاقتور اور زراعت کی وجہ سے بے حد دولت مند خیال کی جاتی تھی اطراف و اکناف کے قبائل میں اسکا بڑا چرچا تھا آغاز میں یہ لوگ آفتاب پرست تھے پھر جب ان کی ملکہ بلقیس اللہ کے نبی سلیمان کے ہاتھ پر ایمان لے آئی تو اس علاقے کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے مجھے ان کے اسلام قبول کرنے کا بے حد دکھ اور افسوس ہوا لہٰذا میں نے ان کے اندر اپنا کام کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں وحدانیت بھلا کر شرک میں ملوث کرنے میں کامیاب ہو گیا اس سلسلے میں میں نے کیا کامیابیاں حاصل کیں یہ تمہیں میں بعد میں مارب کے مندروں کی طرف لے جا کر عملی ثبوت دکھاؤں گا کہ اس علاقے میں میں نے کس قدر محنت کی ہے اور مجھے کس قدر کامیابیاں حاصل ہوئیں پہلے میں تمہیں مختصر الفاظ میں اس قوم کی تاریخ سے آگاہ کرتا ہوں۔

اس قدیم قوم کی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلے دور میں اس قوم سبا کے حکمران مکرب کہلایا کرتے تھے اغلب ہے کہ یہ لفظ عربی کے لفظ مقرب کا ہم معنی تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بادشاہ انسانوں اور دیوتاؤں کے درمیان اپنے آپ کو واسطہ قرار دیتے تھے یا دوسرے الفاظ میں یہ کاہن بادشاہ تھے اس دور میں قوم سبا کا پایہ تخت سروا شہر تھا جس کے کھنڈر آج بھی مارب شہر سے مغرب کی جانب ایک دن کی راہ پر پائے جاتے ہیں اور خریبہ کے نام سے مشہور ہیں اس دور میں مارب کے اس مشہور بند کی بنیاد رکھی گئی تھی پھر وقتاً" فوقتاً" مختلف بادشاہوں نے اس بند کی توسیع کا کام کیا۔

اس قوم کی تاریخ کے دوسرے دور میں اس کے حکمرانوں نے مکرب کا لفظ چھوڑ کر ملک کا لقب اختیار کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت میں مذہبیت کی جگہ سیاست غالب آ گئی تھی اس زمانے میں قوم سبا اور اس کے بادشاہوں نے سروا شہر کو چھوڑ کر اس مارب شہر کو دارالسلطنت بنا لیا اور اسے غیر معمولی ترقی دی اس دور میں قوم سبا نے خوب ترقی کی اور اس کے اطراف میں جو قومیں بستی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ اس کی عسکری طاقت کی معترف تھیں بلکہ اسے دنیا کی ایک انتہائی دولت مند قوم خیال کرتی تھیں۔

اس قوم کے تیسرے دور میں اچانک اس قوم کے ایک ذیلی قبیلے حمیر نے خوب طاقت اور زور پکڑا یہاں تک کہ یہ قبیلہ باقی پر غالب رہا اور قوم سبا کا حکمران قبیلہ بن گیا عددی لحاظ سے بھی یہ قبیلہ دوسرے قبیلوں کی نسبت زیادہ بھاری اور طاقت ور تھا بنو حمیر کے اس دور میں مارب شہر کو چھوڑ کر ریدان شہر کو پایہ تخت بنایا گیا یہ شہر قبیلہ حمیر کا بھی مرکزی شہر تھا بعد میں بنو حمیر کو نہ جانے کیا ہوا انہوں نے ریدان شہر کا نام بدل کر ظفار رکھ دیا اور شہر

یمن کے مشہور شہر یوریم کے قریب ایک مدور پہاڑی پر واقع ہے بنو حمیر ہی کی دور سلطنت میں اس علاقے کو پہلے یمنت پھر یمنات کہہ کر پکارا جانے لگا یہی لفظ بعد کے دور میں بگڑ کر یمن مشہور ہو گیا۔ آج کل اس علاقے کو یمن ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے ان دنوں بنو حمیر ہی اس پر حکومت کر رہے ہیں اور ان کا مرکزی شہر ذفار اپنے تمدنی لحاظ سے اپنے عروج پر جا رہا ہے یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل خاموش ہوا تو عارب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا آپ کی بڑی نوازش آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں قوم سبا کی تاریخ کے متعلق آگاہ کیا اور آپ کی یہ بھی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں مارب شہر کا یہ بند دکھایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ دنیا کے اندر پہلی مصنوعی جھیل ہے جو ہم نے دیکھی ہے یقیناً اس جھیل کی تعمیر انسان کا ایک بڑا کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اس علاقے میں اناج اور پھلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اے آقا اس بندھ کو دیکھنے کے بعد کیا آپ ہمیں مارب شہر کی طرف نہیں لے جائیں گے تاکہ ہم اس شہر کے مندروں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ان علاقوں میں وحدانیت کے خلاف شرک کی ابتدا کرنے کے لئے آپ کو کس قدر جدوجہد اور کوشش کرنا پڑی اور آپ اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے عارب کی گفتگو سن کر عزازیل ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ کہنے لگا ہاں میرے ساتھیوں آؤ اب میں تمہیں مارب شہر کی طرف لے کر چلتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ اس کوہستانی سلسلے سے اتر کر قریب ہی مارب شہر کی طرف چل دیئے تھے۔

عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ کو لے کر مارب شہر میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ انہیں شہر میں گھما کر اس کے مختلف حصے دیکھاتا رہا پھر وہ پتھروں کی ایک بہت بڑی وسیع اور بلند عمارت کے سامنے آن کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میرے دوستوں میرے رفیقو مارب شہر کا یہ سب سے بڑا مندر ہے آؤ اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر خوش ہوئے پھر وہ اس کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہوئے تھے وہ عمارت عجیب سی وضع کی تھی بڑے بڑے کوہستانی پتھروں کو تراش کر اس کی دیواریں کھڑی کی گئیں تھیں اس عمارت کی چھتیں پختہ اور مخروطی تھیں عمارت میں داخل ہونے کے بعد مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ کے ساتھ ایک بہت بڑے بت کے سامنے آن کھڑا ہوا یہ ایک ایسا بت تھا جسے نگاہ اوپر اٹھا کر تکنا پڑتا تھا اور یہ ایک ہی چٹان تھی جسے تراش کر وہ بت

بنایا گیا تھا اس بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیوں! یہ یمن کا سب سے بڑا دیوتا ہے اس کا نام علمکہ دیوتا ہے اور اسے چاند دیوتا بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ قوم سبا کا سب سے بڑا دیوتا ہے تم اسے دیوتاؤں کا دیوتا کہہ کر پکار سکتے ہو یمن کے بادشاہ اپنے آپ کو اسی دیوتا کے وکیل کی حیثیت سے اطاعت کا حقدار قرار دیتے ہیں ہر چھ ماہ بعد اس دیوتا کا تہوار منایا جاتا ہے اس دیوتا کے چھوٹے چھوٹے بت جنگی رتھوں میں رکھ کر مارب شہر کے اطراف میں گھمائے جاتے ہیں اس روز مارب شہر میں جشن کا سا سماں ہوتا ہے لوگ جوق در جوق شام کو اس مندر میں داخل ہوتے ہیں اور اس علمکہ دیوتا کے سامنے نظر و نیاز پیش کرتے ہیں اور اپنی منتیں ماننے کے ساتھ ساتھ چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل خاموش ہو گیا پھر وہ آگے آگے بڑھنے لگا تھا۔

یہاں تک کہ عزازیل ایک بہت بڑے نسوانی مجسمے کے سامنے آن رکا یہ مجسمہ بھی ایک ہی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا تھوڑی دیر تک عزازیل اس عورت کے مجسمے کو بڑے غور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو یہ عشر دیوی ہے اور دوسرے الفاظ میں یہاں کے لوگ اسے زہرہ دیوی بھی کہہ کر پکارتے ہیں یہ یمنیوں کی سب سے بڑی دیوی ہے جس طرح وہ علمکہ کو دیوتاؤں کا دیوتا کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح عشر کو دیویوں کی دیوی خیال کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عشر علمکہ دیوتا کی بیوی ہے اس قدر تفصیل بتانے کے بعد عزازیل پھر آگے بڑھا اور قریب قریب کھڑے دو بتوں کے سامنے جا رکا وہ بھی چٹانیں تراش کر بنائے گئے تھے اپنی شکل و صورت سے وہ دونوں بت آپس میں ملتے جلتے تھے معمولی سا فرق ان کے جسمانی حصے میں دکھایا گیا تھا ان دونوں بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے دوستوں یہ جو دونوں بت ہیں ان میں ایک کو ذات حمیم اور دوسرے کو ذات بعدان کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ ایک ہی دیوتا کے دو روپ ہیں پہلے اسے ذات حمیم کہہ کر پکارا جاتا تھا اس کی شکل و صورت یہ تھی جو تم داہنے والے بت کو دیکھتے ہو بعد میں اس دیوتا کے جسم میں تھوڑی بہت تبدیلی کی گئی اور تبدیل شدہ دیوتا کا نام ذات بعدان رکھ دیا گیا اسے سورج دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور علمکہ کے بعد اسے دوسرا بڑا دیوتا خیال کیا جاتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل پھر آگے بڑھ گیا تھا۔

تھوڑا سا آگے جا کر عزازیل پھر رکا اور دو مجسموں کے سامنے کھڑا ہو گیا ان میں ایک



مجسمہ مردانہ اور دوسرا نسوانی تھا دونوں مجسمے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کھڑے اس طرح دکھائی دیتے تھے کہ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر تک عزازیل ان مجسموں کو دیکھتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ بھی قوم سبا کے دیوتا ہیں اس میں جو مردانہ ساخت کا ہے اس کا نام حوبس دیوتا ہے یہ بارش اور زرخیزی کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور قوم سبا میں اسے بڑے وقار اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ جو حسین عورت کا مجسمہ کھڑا ہے یہ حریمت دیوی کا مجسمہ ہے یہ ہواؤں طوفانوں اور مصیبتوں کی دیوی خیال کی جاتی ہے اور اہل سبا اسے حوبس دیوتا کی بیوی خیال کرتے ہیں یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد عزازیل آگے بڑھ گیا اور چھوٹے چھوٹے جو قوم سبا کے بت تھے ان کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بتانے لگا تھا۔

یہاں تک کہ جب عزازیل ان سارے دیوی اور دیوتاؤں کے متعلق تفصیل سے بتا چکا اور عزازیل اس عمارت سے نکلنے لگا تو عارب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے آقا کبھی اس سرزمین پر وحدانیت کا پرچار تھا اور لوگ خدا واحد کی بندگی اور عبادت کرتے تھے اور اس کے بعد آپ نے اس قوم کو یہاں تک لا کھڑا کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ان لوگوں کو ان دیوی دیوتاؤں کی طرف لانے اور شرک میں مبتلا کرنے کے لئے بڑے جدوجہد بڑی کوشش اور محنت کی ہے عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل بڑا خوش ہوا اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا عارب میرے دوست میرے بھائی تمہارا اندازہ درست ہے کبھی ان سرزمینوں میں وحدانیت کا بڑا شہرہ تھا لوگ خدا کی بندگی کرتے تھے خدا کے لئے عبادت گاہیں اور اس کے گھر تعمیر کرتے تھے لیکن بعد میں میں نے ان میں شرک کا زہر گھولنا شروع کیا آہستہ آہستہ میں ان لوگوں کو وحدانیت سے منحرف کرتا چلا گیا تم دیکھتے ہو کہ بہت کم لوگ جن کا شمار کیا جا سکتا ہے وحدانیت پر قائم ہیں ورنہ قوم سبا کی اکثریت اپنے انہیں دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش میں مشغول ہے اسی طرح کی گفتگو کرتے ہوئے وہ عمارت سے باہر نکل آئے پھر عارب عزازیل کو مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

اے آقا اب آپ کا کیا لائحہ عمل ہے جس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا میں تو اب جاؤں گا عارب پھر بولا اور پوچھا کہ ہمارے متعلق آپ کا کیا خیال ہے اس پر عزازیل نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا میرا خیال ہے کہ تم چاروں ابھی مارب شہر میں ہی قیام کرو اگر کسی موقع پر کسی سلسلے میں تم چاروں کی ضرورت پڑی تو میں یہیں مارب شہر میں آکر تم لوگوں سے رابطہ قائم کروں گا سنو میرے ساتھیوں اس شہر کے غربی حصے میں جھیل کے بالکل قریب ایک انتہائی خوبصورت سرائے ہے جس کی عمارت بڑے بڑے خوبصورت پتھروں سے بنائی

گئی ہے اس عمارت میں قیام کے دوران جھیل کا پانی اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے باغات صاف اور واضح دکھائی دیتے ہیں اور بہت اچھا منظر پیش کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ تم اسی سرائے میں قیام کرو آؤ میں تمہیں اس سرائے میں چھوڑ کر پھر کوچ کرتا ہوں عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ نے عزازیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا عزازیل ان چاروں کو بند مارب کے قریب ہی ایک سرائے میں لایا وہاں ان چاروں کے لئے اس نے دو کمرے حاصل کئے اور اس سرائے میں ان کے قیام کا بندوبست کرنے کے بعد عزازیل اس سرائے سے کوچ کر گیا تھا۔

رومن ماضی میں اپنی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں لگے رہے تھے لیکن سکندر اعظم کی موت تک انہوں نے اپنے اطراف و اکناف کے شہروں چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور کمزور حکمرانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں شکست دی اس طرح ان رومنوں نے نا صرف یہ کہ اپنی سلطنت میں بے پناہ وسعت پیدا کر لی بلکہ اپنی عسکری حیثیت بھی انہوں نے پہلے کی نسبت کئی گناہ مضبوط کر لی تھی رومنوں کی اس قوت و طاقت کا اندازہ لگاتے ہوئے مورخین یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر سکندر اعظم مشرق کی فتوحات سے فارغ ہونے کے بعد زندہ سلامت مقدونیا پہنچ جاتا اور پھر وہ مغرب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرتا تو اسے رومنوں کے مقابلے میں یقیناً شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔

اٹلی میں رومنوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت سے جہاں سسلی میں سیراکیوز کی سلطنت کے یونانی خائف تھے وہاں افریقہ اور سسلی کے کنعانی بھی رومنوں کی اس قوت و طاقت کو شک و شبہ اور اندیشوں بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے اسی دوران سسلی میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس کی بناء پر حالات نے رومنوں اور کنعانیوں کو میدان جنگ میں ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کیا۔

وہ یوں کہ سیراکیوز کے حکمران اگا تھکر کا اچانک انتقال ہو گیا اس اگا تھکر نے اپنی زندگی میں باغی قبائل پر مشتمل ایک لشکر تیار کر رکھا تھا جسے وہ کنعانیوں کے خلاف جنگوں میں استعمال کرتا تھا اگا تھکر کی موت کے بعد جب ایک شخص ہیارو سیراکیوز کا حکمران بنا تو ان قبائل کے جنگجوؤں نے ایک طرح کی سیراکیوز کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی انہوں نے سسلی کے مشہور شمالی شہر اور بندرگاہ میسنا پر قبضہ کر لیا اور میسنا کے لوگوں میں انہوں نے کسی کو قتل کر دیا کسی کو شہر سے باہر نکال دیا جنگجو قبائل نے میسنا کی اس بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد شہر کی ہر چیز اپنی ملکیت میں لے لی تھی اس کے بعد انہوں نے اپنا ایک لشکر ترتیب دیا اور میسنا کی بندرگاہ کے اطراف میں یہ لوگ سسلی کے دوسرے چھوٹے شہروں

اور قصبوں پر قبضہ کرنے لگے تھے۔

اس صورت حال کی خبر جب سیراکیوز کے نئے حکمران ہیارو کو ہوئی تو اس نے ایک جرار لشکر تیار کیا اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ مسینا پر قبضہ کرنے والے ان باغی قبائل کو کچل کر رکھ دے گا لہٰذا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے شمال کی طرف پیش قدمی کی اور مسینا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے شہر پر قبضہ کرنے والے قبائل کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے تاکہ آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ سیراکیوز کے نئے حکمران ہیارو سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے اس مجلس و مشاورت کے نتیجے میں ان قابض قبائل کے سردار دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ کچھ قاصد افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیے جانے چاہییں اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو سسلی ہی میں جو کنعانیوں کی تو آبادیاں ہیں ان ہی کی طرف قاصد بھجوائے جائیں اور سیراکیوز کے حکمران کے خلاف ان کی مدد اور حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہمیں سیراکیوز کے حکمران ہیارو کے خلاف کنعانیوں کی مدد نہیں حاصل کرنی چاہیے اس طرح ہو سکتا ہے کہ کنعانی خود ان علاقوں پر قابض ہو کر نہ صرف یہ کہ سیراکیوز کو ان کی سلطنت سے محروم کر دیں بلکہ ہمیں بھی اس شہر سے نکال باہر کریں لہٰذا ہمیں کنعانیوں کے بجائے رومنوں سے مدد حاصل کرنی چاہیے ان کا خیال تھا کہ رومن اب ماضی کی حکومت نہیں رہے بلکہ وہ ان علاقوں کی سب سے بڑی قوت اور طاقت بن چکے ہیں ان لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر سمندر اور خشکی میں کہیں بھی رومن یا کنعانی ٹکرائے تو رومن کنعانیوں کو شکست دیں گے دوسرے یہ کہ رومنوں کو اسلئے بھی اپنی مدد کیلئے بلانا چاہتے تھے۔ اسلئے کہ اٹلی کے رومن ان کے شہر مسینا سے بالکل قریب تر تھے اور وہ کنعانیوں کی نسبت جلدی ان کی مدد کو پہنچ سکتے تھے۔

اس سلسلے میں مسینا شہر میں قابض ہونے والے قبائل کا آپس میں کوئی اتحاد اور تعاون کا فیصلہ نہ ہو سکا ایک گروہ نے کچھ قاصد کنعانیوں کی طرف روانہ کئے اور سیراکیوز کے حکمران ہیارو کے خلاف ان کی مدد اور حمایت کے طلبگار ہوئے دوسرے گروہ نے اسی وقت اپنے قاصد رومنوں کے مرکزی شہر روم کی طرف بھجوا دیئے تھے اور انہوں نے رومنوں سے التماس کی تھی کہ سیراکیوز کے حکمران ہیارو کے خلاف ان کی مدد کی جائے۔

مسینا شہر پر قابض ہونے والے قبائل کے قاصد جب رومنوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رومنوں سے مدد اور حمایت کی التماس کی رومنوں کی حکمرانی میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی

ان کی مدد کا طلب گار ہوا تھا اسلئے کہ ان علاقوں میں انہوں نے نئی نئی طاقت اور قوت حاصل کی تھی جب مسینا شہر کے قاصد روم شہر میں پہنچے تو رومن فی الفور مسینا والوں کی مدد پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اپنی سینٹ کے ممبران کا اجلاس طلب کیا تاکہ مسینا کی طرف سے آنے والے قاصدوں کو کوئی معقول جواب دیا جا سکے۔ سینٹ کا یہ اجلاس کئی ہفتوں تک جاری رہا اور سینٹ "فوراً" کوئی فیصلہ نہ کر سکی اس دوران مسینا شہر کی طرف سے آنے والے قاصد روم میں ہی ٹھہرے رہے کافی دنوں کے مشورے کے بعد آخر رومنوں کی سینٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ اب چونکہ رومن ایک بڑی طاقت ہیں اسلئے اسے ہمسایوں کی مدد کرنی چاہئے تاکہ حکومت پھلے پھولے انہوں نے دو لشکر تیار کئے ایک سمندر کے ذریعے شہر کی بندرگاہ کی طرف اور دوسرا خشکی کے راستے اٹلی سے مسینا کی بندرگاہ کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف مسینا کے جو قاصد کنعانیوں سے مدد حاصل کرنے کے لئے گئے تھے انہیں خاطر خواہ جواب ملا جونہی یہ قاصد قرطاجنہ پہنچے کنعانیوں نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے نامور جرنیل ہانو کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو انہوں نے جنگی جہازوں میں سوار کر کے مسینا کی بندرگاہ کی طرف روانہ کیا۔ ہانو بڑی برق رفتاری سے سسلی کی شمالی بندرگاہ مسینا کی طرف بڑھا۔ جہاں پر پہلے سے سیراکیوز کے حکمران ہیارو نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ ہیارو کو جب یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کا ایک بڑا بحری بیڑہ مسینا والوں کی مدد کے لئے آ گیا ہے تو اس نے کنعانیوں سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اس نے بات چیت کر کے کنعانیوں سے صلح صفائی کر لی اور خود لشکر لے کر پیچھے ہٹ گیا اس طرح کنعانیوں کا بحری بیڑہ اپنے سالار ہانو کی سرکردگی میں آگے بڑھ کر بندرگاہ میں داخل ہوا اور شہر کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ کنعانی ابھی مسینا کی بندرگاہ کے انتظامات کرنے میں ہی مصروف تھے کہ رومنوں کا جرنیل کلاڈیوس بھی اپنا لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ مسینا کی بندرگاہ کے سامنے نمودار ہوا۔ اس طرح مسینا کی بندرگاہ کے باہر معاملات کو سلجھانے کے لئے رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان گفت و شنید اور پیغامات کے تبادلے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

رومنوں کو خطرہ تھا کہ اگر مسینا کی بندرگاہ پر کنعانی قابض ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے خطرات پیدا ہو جائیں گے اس لئے مسینا سسلی کی انتہائی شمالی بندرگاہ تھی اور اگر وہاں تک بھی کنعانی پہنچ گئے تو کسی وقت بھی وہ اٹلی میں داخل ہو کر رومنوں کے ساتھ برسرپیکار ہو سکتے تھے۔ اسی بناء پر مسینا کے سلسلے میں رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس نے معاملات طے کرنے کے لئے کچھ شرائط پیش کیں۔ ان شرائط کو کنعانیوں کے جرنیل ہانو نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی گفت و شنید کے دوران سیراکیوز کا حکمران ہیارو بھی رومنوں سے مل گیا۔

رومنوں اور کنعانیوں کی اس گفت و شنید کی ناکامی کے نتیجے میں خلیج مسینا میں رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں چونکہ سیراکیوز کا حکمران ہیارو بھی رومنوں کے ساتھ مل گیا تھا لہٰذا کنعانیوں کو بیک وقت دو قوتوں سے ٹکرانا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے مسینا کی بندرگاہ سے انہیں پسپا ہونا پڑا۔ نتیجتاً" رومن مسینا کی بندرگاہ پر قابض ہو گئے۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست کے بعد کنعانی کچھ چوکنے ہو گئے انہیں خطرات دکھائی دینے لگے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رومن آگے بڑھ کر انہیں سسلی ہی سے نکال باہر کریں۔ لہٰذا سسلی میں انہوں نے اپنی عسکری قوت کو بڑھانا شروع کیا۔ مختلف شہروں سے لشکر جمع کر کے اپنے دفاع کو مزید استحکام بخشنا شروع کیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سسلی کے مشہور شہر اگر جنتم کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہیں پر انہوں نے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو جمع کر کے ایک بڑے لشکر کو ترتیب دینا شروع کیا اور اسی شہر میں انہوں نے خوارک اور ہتھیاروں کے ذخائر بھی جمع کرنے شروع کر دیئے تھے۔

اسی دوران کنعانیوں کا جرنیل ہانو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلا گیا تاکہ رومنوں کے خلاف وہاں سے مدد حاصل کر لے۔ جبکہ سسلی میں کنعانیوں کے معاملات انکا ایک جرنیل ہانی بال چلانے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ کنعانیوں نے سسلی کے شہر اگیری جنتم کو اپنا مرکز بنا کر وہاں اپنی قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے تو انکا جرنیل کلاڈیوس حرکت میں آیا اپنے بحری بیڑے اور اپنے لشکر کو وہ اگری جنتم لایا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے تیز رفتار قاصد اپنے افریقی مرکز قرطاجنہ کی طرف بھجوائے اور رومنوں کے خلاف مدد طلب کی۔ قرطاجنہ سے ہانی بال کی مدد کے لئے کنعانیوں کا جرنیل ہانو اپنے ساتھ ایک لشکر لے کر آیا اس لشکر میں ہاتھی بھی شامل تھے اپنے اس لشکر کے ساتھ ہانو اگری جنتم شہر سے باہر رومنوں کے سامنے خیمہ زن ہوا تھا۔ سسلی میں آتے ہی ہانو نے رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔ رومنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اس نے پہلے اپنے سوار دستوں کو آگے بڑھایا اور انہیں حکم دیا کہ رومنوں کے ساتھ ٹکرانے کے بعد آہستہ آہستہ پسپائی اختیار کرتے ہوئے اپنے بڑے لشکر کی طرف آنے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی ہانو نے اپنے باقی لشکر کو میدان جنگ میں دائیں بائیں خوب پھیلا دیا تھا تاکہ رومن جب ان کے سوار دستوں کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھیں تو ان پر دائیں بائیں سے ضرب لگا کر انہیں مغلوب کرنے کی کوشش کی جائے پس ہانو نے

ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنے سوار دستوں کو جب آگے بڑھایا تو رومن جو مسینا شہر کی فتح کے نشے میں ابھی تک ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری تندی اور تیزی کے ساتھ کنعانیوں کے ان سوار دستوں پر حملہ کر دیا تھا۔

کنعانیوں کے یہ سوار دستے اپنے جرنیل کی ہدایت کے مطابق آہستہ آہستہ جنگ کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ رومنوں نے خیال کیا کہ ہم سے یہ دستے شکست کھانے کے بعد پیچھے ہٹنے لگے ہیں لہٰذا وہ اور زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے ان پر آگ بگولا ہو کر حملہ آور ہونے لگے تھے اسی تگ و دو میں وہ کافی آگے بڑھ آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ہانو کے لشکر کے بڑے حصے کی طرف پہنچ گئے تھے۔ عین اس وقت ہانو رومنوں پر اس طرح حملہ آور ہوا جیسے کوئی درندہ اپنی کھچار سے نکل کر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ ہانو نے بیک وقت دائیں بائیں سے رومنوں پر حملہ کر دیا تھا اور ہانو کا حملہ ایسا زور دار اور ایسا ہولناک تھا کہ رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر پیچھے ہٹے اور اپنے پڑاؤ کے قریب جا کر اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ عین ان ہی دنوں سیراکیوز کا حکمران ہیارو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ رومنوں کی مدد کو پہنچ گیا تھا۔ لہٰذا رومنوں کے وہ حوصلے جو ہانو کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد پست ہو گئے تھے۔ وہ پھر بحال ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اگر ہیارو لشکر لے کر نہ آتا تو شاید اس شکست کے بعد رومن واپس چلے جاتے لیکن ہیارو کی آمد کے بعد انہوں نے کنعانیوں کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کچھ عرصہ تک دونوں لشکر اپنے درمیان صرف ایک میل کا فاصلہ رکھ کر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے۔ اسی دوران اگری جنتم شہر میں قحط نمودار ہو گیا تھا کھانے پینے کی اشیاء بالکل نایاب و مفقود ہو گئی تھیں۔ اس صورت حال کی اطلاع ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو بھی دے دی اور اس سے التماس کی کہ رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی کی جائے تاکہ رومنوں کو یہاں سے بھگایا جائے اور شہر میں کھانے پینے کی اشیاء لانے کا بندوبست کیا جائے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانو نے رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی تھی حالانکہ وہ کچھ عرصہ مزید جنگ کو التوا میں ڈال کر اپنی تیاری کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ تاہم یہ جنگ شروع ہوئی تو ہانو کے مقابلے رومنوں کے علاوہ سیراکیوز کا بھی لشکر تھا۔ اس جنگ میں رومنوں اور سیراکیوز کے ہاتھوں کنعانیوں کو شکست ہوئی ہانو اور ہانی بال اگری جنتم کو رومنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے بچے کچھے لشکر کے ساتھ اپنے بحری بیڑہ میں منتقل ہو گئے تھے۔ رومن فتح کے نعرے بلند کرتے ہوئے اگری جنتم شہر میں داخل ہوئے اور شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس فتح کے بعد رومن یہ

خیال کرنے لگے تھے کہ کنعانیوں کو سسلی سے نکالنا کوئی مشکل کام نہیں لہٰذا انہوں نے تہیہ کر لیا کہ سسلی سے کنعانیوں کو نکال کر خود سسلی پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں جو سب سے بڑی رکاوٹ انکے سامنے تھی وہ کنعانیوں کا طاقت ور بحری بیڑہ تھا جس کی مدد سے وہ سسلی میں اپنا اقتدار قائم رکھ سکتے تھے۔ لہٰذا کنعانیوں کی بحری قوت کا مقابلہ کرنے کے لئے رومنوں نے بڑی تیزی سے کنعانیوں ہی کی طرز پر اپنے جنگی بحری جہاز تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے۔ گو رومنوں کے پاس پہلے ہی سے ایک بحری بیڑہ تیار تھا لیکن اس جنگ میں انہوں نے اندازہ لگایا کہ کنعانیوں کے جہاز ان سے زیادہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ جنگ میں زیادہ موثر ثابت ہوئے ہیں۔ خوش قسمتی سے اس جنگ میں کنعانیون کا ایک جہاز بھی رومنوں کے ہاتھ لگ گیا۔ لہٰذا اسی طرز پر رومنوں نے بڑی تیزی سے اپنے لئے بھی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے۔ دوسری طرف سیراکیوز کے حکمران ہیارد نے بھی رومنوں کے کہنے پر اپنے بحری بیڑے میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا کہ تاکہ بحری جنگ میں وہ بھی رومنوں کی مدد کر سکے۔

رومنوں نے جب اپنا بحری بیڑہ تیار کر لیا تو بحری جنگ کرنے کے لئے وہ سمندر میں کنعانیوں کے مقابل آئے۔ سمندر کے اندر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ جنگ کی ابتداء میں کنعانیوں نے رومنوں کو بدترین شکست دی اور انکے کافی جہاز انہوں نے سمندر میں ڈبو دیئے۔ قریب تھا کہ رومن بحری جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد اٹلی کی طرف بھاگ جاتے پر انکی خوش قسمتی کہ عین موقع پر سیراکیوز کے بحری بیڑے نے کنعانیوں کی پشت پر حملہ کر دیا۔ جسکی وجہ سے رومنوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے بھی سامنے کی طرف سے کنعانیوں پر تیزی سے حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ اس دو طرفہ حملے کی وجہ سے کنعانیوں کو شکست ہوئی اور انکا جرنیل ہانو بچے کھچے لشکر کے ساتھ افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔

○

رومنوں کے مقابلے میں کنعانیوں کو اس جنگ میں بے شمار نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ رومنوں کے صرف چھبیس جہاز اس جنگ میں سمندر میں غرق ہوئے جبکہ انکا کوئی بھی جہاز کنعانیوں کے ہاتھ نہ لگا۔ دوسری طرف کنعانیوں کے تقریباً سو جہاز سمندر میں غرق ہو گئے اور ساٹھ کے قریب انکے جہاز رومنوں کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ اس طرح خشکی اور سمندر دونوں میں رومنوں نے کنعانیوں کی طاقت کو مکمل طور پر کچل دیا تھا۔ ان بحری اور بری

فتوحات کے بعد رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ لہٰذا اس نے سوچا کہ ان حالات میں اگر وہ سسلی سے نکل کر افریقہ میں داخل ہو تو کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کو بڑی آسانی سے فتح کر کے کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایہ کر سکتا ہے۔

یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کلاڈیوس نے نہ صرف یہ کہ سسلی سے مزید بحری جہاز حاصل کیے بلکہ یہاں سے اس نے کچھ یونانیوں کو بھی اپنے لشکر میں بھرتی کرنے کے ساتھ ساتھ اٹلی سے مزید رومن دستے بھی بلا لئے۔ پھر اس نے اس بڑے لشکر کے ساتھ سسلی سے افریقہ کی جانب کوچ کیا تھا۔ افریقی ساحل پر ایک محفوظ جگہ اس نے اپنے بحری بیڑے کو لنگر انداز کر دیا۔ ساحل پر اتر کر اس نے کنعانیوں کے علاقے میں دور دور تک گھس کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ کلاڈیوس چاہتا تھا کہ اس کا بحری بیڑہ ایک جگہ محفوظ پڑا رہے جبکہ وہ کنعانیوں کے علاقے میں لوٹ مار کر کے دولت کے انبار اپنے بحری بیڑے میں جمع کرتا رہے اور جب کبھی بھی کنعانی اس کے مقابلے میں کوئی لشکر روانہ کریں اسے شکست دیتا رہے اور اس طرح آہستہ آہستہ افریقہ میں بھی کنعانیوں کی قوت کو کمزور کرتا ہوا آخر کار ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ پر بھرپور ضرب لگائے اور قرطاجنہ پر قبضہ کر کے کنعانیوں کا مکمل طور پر دنیا سے خاتمہ کر دے۔ اپنے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کلاڈیوس نے افریقہ میں دور دور تک بڑی تیزی سے لوٹ مار کرنا شروع کر دی تھی۔

رومنوں کی اس لوٹ مار کا نتیجہ یہ نکلا کہ افریقہ میں کنعانیوں کے اندر جو قدیم افریقی قبائل تھے اور جو اب تک کنعانیوں کی فرمانبردار اور مطیع بن کر زندگی بسر کرتے رہے تھے۔ رومنوں کی اس لوٹ مار سے ان قبائل کی حوصلہ افزائی ہوئی انہوں نے بھی کنعانیوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرتے ہوئے اپنی اپنی سمت سے کنعانی علاقوں میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔ اس نازک صورت حال میں کنعانی حکمران بڑے فکرمند اور پریشان ہوئے ایک طرف ان کے اپنے قبائل انکے خلاف بغاوت کر چکے تھے تو دوسری طرف رومن سسلی سے نکل کر افریقہ میں انکی مرکزی سلطنت میں داخل ہو کر چاروں طرف لوٹ مار برپا کئے ہوئے تھے۔ تیسری طرف گزشتہ جنگوں میں کنعانیوں کی بحری اور بری طاقت مکمل طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔

اس صورت حال سے کنعانیوں کے تجارت پیشہ لوگ بے حد فکر مند ہوئے۔ انہیں نہ صرف یہ فکر تھی کہ ان کی سرزمین انکے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔ بلکہ انکی تجارت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا کنعانی جو اس وقت مکمل طور پر دنیا کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے انہیں اپنے حکمرانوں کے سامنے دولت کے ڈھیر اور انبار لگا دیئے اور ان سے استدعا کی کہ

کسی نہ کسی طرح اپنی سرزمین کی حفاظت کی جائے۔ باغی قبائل کو دوبارہ مطیع بننے پر مجبور کیا جائے اور رومنوں کو اپنی سرزمین سے مار بھگایا جائے۔ دولت کے اس قدر انبار پانے کے بعد کنعانی حکمرانوں نے بڑی تیزی سے اپنے علاقوں میں نئی بھرتی شروع کی۔ بے شمار جوانوں کو انہوں نے اپنے لشکر میں شامل کیا پھر اس لشکر کے انہوں نے دو حصے کئے۔ لشکر کا ایک حصہ انہوں نے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں دے کر مغرب کی طرف روانہ کیا تاکہ رومنوں سے جنگ کر کے انہیں اپنی سرزمین سے باہر کرے۔ جب کہ دوسرے حصے کو انہوں نے بڑی تیزی سے اعلیٰ قسم کی جنگی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ تربیت کا یہ کام کنعانیوں نے اپنے ایک بہترین اور لاجواب جرنیل ایکسنتی پوس کے سپرد کیا تھا۔ اس ایکسنتی پوس نے دن رات ایک کر کے اپنے لشکر کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

دوسرا لشکر کنعانیوں کے تین جرنیلوں کی سرکردگی میں رومنوں کی طرف بڑھا۔ رومنوں کو بھی خبر ہو چکی تھی کنعانیوں کا ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے انکے مرکزی شہر قرطاجنہ سے کوچ کر چکا ہے۔ لہٰذا وہ بھی لوٹ مار ختم کر کے کنعانی لشکر کی طرف بڑھے۔ ایک کوہستانی سلسلے کے قریب کنعانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ انکے لشکر کا اکثر حصہ جنگ میں کام آگیا اور جو سپاہی جنگ سے بچے وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر قرطاجنہ کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد رومنوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آہستہ آہستہ لوٹ مار کرتے ہوئے قرطاجنہ شہر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس نے کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے صرف پانچ میل دور ٹیونش کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ اب کلاڈیوس کا مقصد یہ تھا کہ ٹیونش میں چند روز قیام کر کے اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرے اس کے بعد وہ قرطاجنہ پر آخری ضرب لگائے اور کنعانیوں کا دنیا سے خاتمہ کر کے رکھ دے۔

دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل ایکسنتی پوس نے دن رات ایک کر کے اپنے لشکر کو بہترین جنگی تربیت دے لی تھی۔ رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی حالیہ شکست کے بعد اس ایکسنتی پوس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے اس تربیت یافتہ لشکر کے ساتھ ٹیونش کی طرف کوچ کرے گا اور ہر صورت میں رومنوں کو شکست دے کر انہیں اپنی سرزمین سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔ اپنے ان خیالات کا اظہار جب ایکسنتی پوس نے اپنے حکمران طبقے سے کیا تو ایکسنتی پوس کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا گیا اور ایکسنتی پوس کو حکمران طبقے نے ٹیونش کی طرف پیش قدمی کر کے رومنوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت دے

دی تھی۔ یہ اجازت ملنے کے بعد ایکسنتی پوس نے نہ صرف یہ کہ تیزی سے اپنے لشکر میں مزید اضافہ کیا بلکہ اپنے رسد اور کمک کے وسائل کو بڑی تیزی سے بہتر بنانے لگا۔ تاکہ وقت ضائع کئے بغیر وہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ٹیونش کی طرف کوچ کر سکے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک قرطاجنہ شہر کی ایک نواحی سرائے ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز یوناف سرائے کے مطبخ سے اپنا اور بیوسا کا کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوا کہ کمرے میں بیوسا پہلے سے اس کا انتظار کر رہی تھی کھانے کی اشیاء یوناف نے بیوسا کے سامنے رکھی پھر وہ اسے کسی قدر حیرت ملے جلے جذبات میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو بیوسا میں سمجھتا ہوں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی بدبختی کی ابتداء ہونے والی ہے۔ اس پر بیوسا نے چونک کر پوچھا کیا ہوا۔جواب میں یوناف متفکر سے انداز میں کہنے لگا۔

فکرمندی کی بات یہ ہے کہ رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کو بدترین شکست ہوئی ہے اور انکے اکثر لشکری جنگ میں کام آچکے ہیں۔ اس شکست سے رومنوں کے حوصلے ایسے بڑھے ہیں کہ رومن جرنیل کلاڈیوس اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا قرطاجنہ سے صرف پانچ میل دور ٹیونش کے مقام پر پڑاؤ کر چکا ہے اور سنا ہے کہ کلاڈیوس کا یہ ارادہ ہے کہ چند دن اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کے بعد وہ قرطاجنہ پر ضرب۔لگائے گا اور کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دے گا۔ دوسری طرف رومنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کنعانیوں نے اپنے جرنیل ایکسنتی پوس کو ٹیونش کی طرف پیش قدمی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ایکسنتی پوس انتہا درجے کا دلیر، دانش مند اور شجاع جرنیل ہے اور مجھے امید ہے کہ اپنے تربیت یافتہ لشکر کو حرکت میں لا کر یہ ضرور رومنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کر سکے گا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہم دونوں بھی اس ایکسنتی پوس کے لشکر میں شامل ہو کر حالات کا جائزہ لیں۔ اب کہو تمہاری کیا مرضی ہے۔ اس پر بیوسا مسکراتے ہوئے کہنے لگی جو آپ کی مرضی ہے وہ ہی میری مرضی۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر یہ بات ہے تو آؤ کھانا کھائیں اور پھر سرائے کو چھوڑ کر ایکسنتی پوس کے لشکر میں شامل ہو جائیں مجھے امید ہے کہ شام تک ایکسنتی پوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹیونش کی طرف کوچ کر لے گا۔ اس لئے کہ رومنوں کی راہ روکنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ہے۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں میاں

بیوی نے پہلے کھانا کھایا پھر وہ سرائے سے نکل کر ا یکسینٹی پیوس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ اسی روز شام کے قریب کنعانیوں کا جرنیل ا یکسینٹی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا راستہ روکنے کے لئے یُوٹش کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

رات کے پہلے حصے میں ہی کنعانی جرنیل ا یکسینٹی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ یُوٹش پہنچ گیا تھا۔ رات کا باقی حصہ اس نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کے لئے کہا اور صبح سویرے ہی دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے لگے تھے۔ رومنوں کو امید تھی کہ وہ کنعانیوں کے اس لشکر کو بھی پہلے کی طرح مار بھگائیں گے اس لئے کہ ا یکسینٹی پیوس کے ساتھ جو لشکر تھا۔ اس کی تعداد رومنوں کے لشکر سے کم تھی۔ جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی اپنی صفیں درست کر رہے تھے۔ اس وقت ا یکسینٹی پیوس اپنے ان سو ہاتھیوں کو حرکت میں لایا تھا جو اس کے لشکر میں شامل تھے۔ شاید وہ ان ہاتھیوں کو اپنے لشکر کے اگلے حصے میں رکھ کر رومنوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اسی موقع پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ا یکسینٹی کے پاس آئے پھر یوناف ا یکسینٹی پیوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ میرا نام یوناف اور میری بیوی کا نام بیوسا ہے۔ ہمارا تعلق تو ایشیائی سرزمینوں سے ہے اور تمہارے لشکر میں ہم اجنبی ہیں لیکن کنعانی چونکہ ایک ایشیائی قوم ہی ہیں لہٰذا ایشیاء کی نسبت سے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک زمانہ دیکھ رکھا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس جنگ میں ایسا گر بتا سکتا ہوں۔ جسے تم استعمال کر کے ان رومنوں کے خلاف بہترین کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر ا یکسینٹی پیوس چونک سا پڑا اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی اور بڑے شوق سے اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہارے پاس وہ کون سا گر ہے جسے استعمال کر کے رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس پر یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو ا یکسینٹی پیوس میں دیکھ چکا ہوں کہ تمہارے لشکر میں سو کے قریب ہاتھی بھی شامل ہیں۔ ان ہاتھیوں کو اپنے لشکر کے اگلے حصے میں فصیل کے طور پر استعمال کرو۔ اپنے لشکر کے سامنے اپنے ہاتھیوں کو پھیلاؤ اور ہاتھی کے پیچھے دس دس جوان ایسے مقرر کرو جو نیزوں اور تیروں سے مسلح ہوں۔ جس وقت جنگ کی ابتداء ہو گی تو رومن سب سے پہلے گروہ در گروہ ان ہی ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ان کی سونڈیں کاٹنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ ہاتھیوں کو نقصان پہنچا کر انہیں ہوانگیختہ کیا جائے اور انہیں اپنے ہی لشکر کے

لئے نقصان دہ بنا دیا جائے۔ جب رومن ایسا کرنے لگیں تو ہر ہاتھی کے پیچھے جو تمہارے دس جوان ہوں گے وہ نیزوں اور تیروں سے کام لیتے ہوئے ہاتھیوں پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کو مٹی کا ڈھیر بناتے چلے جائیں۔

سنو ا یکسینٹی پیوس اپنے باقی لشکر کے تم دو حصے کرو۔ دونوں حصوں کو سامنے کھڑے ہاتھیوں کے دائیں اور بائیں کناروں پر لے جاؤ تمہارے وسطی حصے کی طرف سے جو تمہارے یہ تربیت یافتہ ہاتھی رومنوں کے وسطی حصے کو روک لیں گے۔ لیکن عین اس موقع پر جبکہ وسطی حصے پر جنگ اپنے عروج پر ہو گی تم دائیں بائیں کناروں سے رومنوں پر زور دار حملے کر دو تو وسطی حصے پر دباؤ کم ہو جائے گا۔ اس طرح جہاں کناروں کی طرف سے رومنوں پر پہلے ہی سے دباؤ بڑھ رہا ہو گا وہاں وسطی حصے سے ہی جنگی ہاتھی آگے بڑھ کر رومنوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلانا شروع کر دیں گے جس کے نتیجے میں تمہیں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ہونے والی جنگ میں رومنوں کو بدترین شکست ہو گی۔

یوناف کی یہ تجویز سن کر ا یکسینٹی پیوس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو اپنے لشکر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ سنو یوناف تمہاری تجویز نہ صرف بہترین ہے بلکہ قابل عمل بھی ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ اس کو اپنا کر ہم رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میاں بیوی بھی اس جنگ میں میرے ساتھ رہو اور مجھے اپنے ایسے ہی مشوروں سے مستفید کرتے رہو۔ مجھے امید ہے تمہارے ان مشوروں کی بناء پر میرے لئے مزید کامیابیوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ضرور میں اور میری بیوی تمہارا ساتھ دیں گے۔ ا یکسینٹی پیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ تاکہ جنگ کی ابتداء سے پہلے ہم اپنے لشکر کی ترتیب کو درست کر لیں۔ ا یکسینٹی پیوس کی خواہش پر یوناف اور بیوسا اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔

رومن اپنے لشکر کو صف آراء کر چکے تھے۔ ا یکسینٹی پیوس نے بھی جلدی جلدی اپنے لشکر کے اندر تبدیلی کرنا شروع کی تھی۔ لشکر کے آگے اس نے اپنے ہاتھیوں کو رکھا۔ ہاتھیوں کے اوپر مہاوت کے علاوہ جو اس نے اپنے ہتھیاروں سے لیس لشکرے بیٹھا رکھے تھے۔ ان کے علاوہ ہر ہاتھی کے پیچھے اس نے دس مسلح جوان رکھے جو نیزوں اور تیروں سے آراستہ تھے اور ان ہاتھیوں کے پیچھے اس نے اپنے لشکر کی تھوڑی سی تعداد رکھی تاکہ ہاتھیوں کے پیچھے کام کرنے والے جوانوں میں سے اگر کوئی زخمی ہو کر ختم ہو جائے تو پچھلے

لشکر سے مزید لشکری ان کی جگہ لیتے رہیں۔ باقی لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کر کے دائیں بائیں کناروں پر صف آراء کر دیا تھا۔ ا یکسینٹی پوس جب اپنے لشکر کی یہ تربیت درس کر چکا تو رومنوں کے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجنے لگے۔ جس کے جواب میں کنعانیوں کے لشکر میں بڑی بڑی ایشیائی دمنیں حرکت میں آئیں تھیں۔ اور ان پر ضربیں پڑنے لگی تھیں۔ جس کے جواب میں میدان جنگ طبل اور دفوں کی آوازوں سے بری طرح گونج اٹھا تھا۔ ان ہی آوازوں پس پردہ رومنوں نے کنعانیوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔

رومن زایچوں کی بجھارت' عجائبات کے اوہام اور مقدر کی نحوست کی طرح حرکت میں آئے۔ شوق رزم آرائی میں وہ کسی تشنہ دین عفریت' آگ کے ایندھن' قہر کے سیلاب' بدی کے دھوئیں کی طرح آگے بڑھے تھے اور کنعانیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے چاہا تھا کہ اپنے تیز حملوں سے وہ چاروں طرف موت کی خاک' بے دینی کے سیلاب اور کذب کی ریگ کھڑی کر دیں۔

دوسری طرف کنعانیوں نے بھی کمال جرات مندی اور استقامت کا مظاہرہ کیا تھا۔ رومن سب سے پہلے کنعانیوں کے ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ تاکہ انہیں نقصان پہنچا کر پسپا ہونے اور انکے اپنے ہی لشکریوں کو نقصان پہنچانے پر مجبور کر دیں لیکن ان کے مقابلے میں وہ کنعانی جو ہاتھیوں کے پیچھے پہرہ دے رہے تھے۔ زندگی کی رونقوں' زرفشاں کرنوں' دھند کی مسافت اور دینی روح کی طرح حرکت میں آئے جو رومن آگے بڑھ کر چاہتے تھے کہ ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انکی سونڈیں کاٹ کر یا انہیں زخمی کر کے نقصان پہنچائیں اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیں ان پر کنعانی کچھ ایسے انداز سے حملہ آور ہوئے کہ اپنے نیزوں اور اپنی تیز تیر اندازی سے اپنے ہاتھیوں کی طرف بڑھنے والے رومنوں کے سینے چیر کر رکھ دیئے تھے۔ جس کے نتیجے میں اندھا دھند ہاتھیوں کی طرف بڑھنے والے رومن چیخ و پکار کرتے ہوئے رک گئے تھے۔ اگلی صفوں کے رومن پیچھے ہٹنے لگے تھے اور پچھلی صفوں نے رومنوں کے اندر ایک افراتفری برپا ہونے لگی تھی۔

وسطی حصے میں رومنوں کو روک دینے کے بعد کنعانیوں کے جرنیل ا یکیسٹی پوس نے اپنے پہلوؤں کے لشکر کے ساتھ رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔ پہلے کنعانیوں کا دایاں پہلو حرکت میں آیا اور اس کے بعد میں لشکر کا یہ حصہ عجیب سے انقلابی شعور صبح کی زرفشانی' ذوق خود آرائی اور سناٹے کی چھاؤں کی طرح حملہ آور ہوئے۔ رومنوں کو خون آلود اور ان کی صفوں کو درہم برہم کرتے لگے تھے۔ اس لشکر کے حملہ آور

ہونے کے ساتھ ہی ساتھ کنعانیوں کا دوسرا پہلو بھی حرکت میں آ چکا تھا۔ وہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے مایوسی کے نقاب لئے قہر کی بارش' نحوست کی گھڑیوں اور ظلمتوں کی زنجیروں کی طرح بڑی سرعت کے ساتھ رومنوں پر چھانے اور حاوی ہونے لگا تھا۔

میدان جنگ میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے پوری طرح بھڑک اٹھے تھے۔ چاروں طرف خاموشیاں اور صدائیں خاک اور خون' سازش و سرگوشیاں' تہذیب و تاریخ اور تعمیر و تخریب ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے۔ عداوت اور محبت' امن و جنگ فتح مندی کے نعرے اور مغلوبوں کی فریاد' صداقت و ناراستی اور شرافت و بدی ایک دوسرے پر ضرب لگاتی ہوئی۔ اپنے مقابل کو زیر و مغلوب کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

میدان جنگ طوفان کی جوش مارتی ہوئی دیگ کی طرح بھڑک اٹھا تھا۔ چاروں طرف دلخراش صدائیں بلند ہو رہی تھی۔ ہر سمت موت کی دیویاں شرارت اور کجروی' زخم و ذکت' کانٹوں اور پھندوں' زہر بھری آوازوں اور جنونی طلب سے لیس ہو کر رقص کناں ہو گئی تھیں۔

رومنوں کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ کنعانیوں کے ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں بری طرح نقصان پہنچائیں گے اور انہیں زخمی کر کے جب پسپا ہونے پر مجبور کریں گے تو پسپا ہوتے ہوئے ہاتھی اپنے ہی لشکریوں کو نقصان پہنچائیں گے اور عین اس موقع پر وہ زور دار حملے کرتے ہوئے میدان جنگ سے کنعانیوں کے قدم اکھاڑ پھینکنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی ہر تدبیر اور ہر تجویز برباد اور ناکارہ گئی۔ اس لئے کہ وہ جنگی ہاتھیوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ اس لئے کہ جو لشکری اپنے ہاتھیوں کے پیچھے محافظوں کے طور پر ہی کام کر رہے تھے انہوں نے آگے بڑھنے والے رومنوں کو چھلنی کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں کنعانیوں کے مہاوت اپنے ہاتھیوں کو حرکت میں لائے۔ یہ خونخوار اور بپھرے ہاتھی آگے بڑھے اور رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے چاروں طرف تباہی و بربادی پھیلانی شروع کر دی تھی۔ ہاتھیوں کے اس ریلے کو رومن روکنے میں بری طرح ناکام ہوتے ثابت ہوئے تھے۔

عین اس موقع پر کنعانیوں کے دائیں بائیں پہلو پر جنگ کرنے والے لشکریوں نے اپنے حملوں میں انتہا درجے کی تیزی اور قوت پیدا کر لی۔ وہ عجیب سے سکرو و سرور میں شعلہ ریز آگ' امواج تند خو کی طرح حملہ آور ہوتے تھے اور رومنوں کے سارے وجدان اور عرفان کو انہوں نے انہیں پٹنا شروع کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں رومن پیچھے ہٹنے لگے

تھے۔ رومنوں کا یہ پیچھے ہٹنا ہی رومنوں کی بربادی اور کنعانیوں کی فتح مندی کا باعث بن گیا۔ اس لئے کہ ان کے پیچھے ہٹنے سے کنعانیوں کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور وہ اپنے مقدر کے ناخدا بن کر رومنوں کے لئے آلام کا مشروع ہیولوں کا غبار قہرمانیت کا سیلاب بنتے ہوئے بڑی تیزی سے ان پر چھا گئے تھے۔

عین اس موقع پر جبکہ کنعانی تین اطراف سے رومنوں پر طوفان کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ یوناف اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا ا یکینٹی پیوس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو ا یکینٹی پیوس میری تجویز تمہارے خوب کام آئی لیکن اب میں تجھے ایک اور تجویز بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ تو دیکھتا ہے کہ تین اطراف سے تیرا لشکر رومنوں کا قتل عام شروع کر چکا ہے۔ تھوڑی دیر تک مجھے امید ہے کہ رومن بھاگ کھڑے ہونگے۔ تو ایسا کر کہ جو لشکر تو نے اپنے ہاتھیوں کے پیچھے متعین کر رکھا ہے اسے حکم دے کہ وہ چکر کاٹ کر رومنوں کی پشت پر جائیں اور حملہ آور ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ تھوڑی دیر تک رومن میدان جنگ سے بھاگ کر واپس جائیں گے۔ لیکن جونہی یہ مڑیں پشت سے تمہارا یہ لشکر حملہ آور ہو گا اس طرح اس میدان جنگ میں رومنوں کا مکمل طور پر صفایا ہو جائے گا اور کسی کو میدان جنگ سے بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا اس طرح یہ جنگ رومنوں کے لئے عبرت بن کر رہ جائے گی۔ کہ کسی کی سرزمین میں داخل ہو کر لوٹ مار کرنے کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں۔

ا یکینٹی پیوس نے یوناف کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا۔ للذا اسی وقت اس نے اپنے لشکر کے اس حصے کو رومنوں کی پشت پر سے حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا جو ہاتھیوں کے پیچھے احتیاط کے طور پر رکھا گیا تھا۔ ا یکینٹی پیوس کا حکم پاتے ہی وہ لشکر بڑی تیزی سے چکر کاٹ کر رومنوں کی پشت کی طرف گیا اور ایسے انداز میں رومنوں پر حملہ آور ہوا کہ رومنوں کی پشت انہوں نے چھید کر رکھ دی تھی۔

تین اطراف سے پہلے ہی رومنوں کا قتل عام شروع ہو چکا تھا۔ اب جو چوتھی طرف سے بھی ان کا قتل عام شروع ہوا تو رومن بری طرح تلملا و بلبلا اٹھے تھے۔ جب ان کے لشکر میں یہ خبر پھیلنے لگی کہ پشت کی طرف سے جب ایک کنعانی لشکر ان پر حملہ آور ہو گیا ہے تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ انہوں نے لڑنا بند کر دیا تھا اور کسی نہ کسی طریقے سے ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے تھے لیکن کنعانی چاروں طرف سے گھیر کر ان کا قتل عام کر چکے تھے۔ للذا اس جنگ میں بے شمار رومن کنعانیوں کے ہاتھوں مارے گئے اور ان کے جرنیل کلاڈیوس کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

اس طرح ٹیونش کے میدانوں میں کنعانیوں نے بڑی مہارت اور بڑی دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے رومن لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور باقی کو انہوں نے رومنوں کے سپہ سالار کلاڈیوس کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا۔

جنگ کے خاتمے اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد کنعانی جرنیل ا یکینٹی پیوس اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کھڑے تھے۔ اور دونوں کے قریب آ کر ا یکینٹی پیوس اپنے گھوڑے سے اترا۔ پہلے وہ بھاگ کر یوناف کے گلے ملا اور اس کے بعد اس کی پیشانی چومی اور شکرگزار لہجے میں وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے دوست! میرے عزیز! تمہارا مشورہ یقیناً میرے لئے اس جنگ میں کارگر ثابت ہوا ہے تم دیکھتے ہو کہ تمہاری تجویز کو اپناتے ہوئے میں ان رومنوں کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہوا ہوں۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اس سرزمینوں میں اجنبی ہو۔ یہ تو کہو تم نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو' ا یکینٹی پیوس میں اپنی بیوی کے ساتھ قرطاجنہ شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے ہوں۔ اس پر ا یکینٹی پیوس جھٹ سے بولا! اب تم سرائے میں قیام نہیں کرو گے۔ میں تم دونوں میاں بیوی کے رہنے کے لئے قرطاجنہ شہر میں بہترین انتظامات کروں گا۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ سرائے ہی میں قیام کروں گا۔ ہاں میں تم لوگوں کے ساتھ رابطہ اور تعلق برقرار رکھوں گا اور کسی بھی موقع پر میں اپنی خدمات تمہارے حوالے کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔ یوناف کا یہ جواب سن کر ا یکینٹی پیوس کسی حد تک مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے ارد گرد جمع ہو جانے والے چھوٹے سالاروں کو حکم دیا کہ رومن قیدیوں کو ان کے جرنیل کلاڈیوس سمیت اسکے سامنے پیش کیا جائے۔ اس پر وہاں کھڑے کچھ سالار بھاگتے ہوئے ایک سمت چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد رومن جنگی قیدیوں کو ا یکینٹی پیوس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان قیدیوں میں سب سے آگے آگے رومنوں کا جرنیل اور سالار کلاڈیوس تھا۔ جب یہ سارے جنگی قیدی صفوں کی صورت میں ان کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ تب ا یکینٹی پیوس نے رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو رومنوں کے سالار' یہ جنگ تمہیں کیسی لگی۔ تم اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکل کر سسلی میں داخل ہوئے تو یہ بات ہمارے لئے قابل برداشت تھی۔ لیکن تم نے یہ جرات و ہمت کیسے کی کہ سسلی سے تم نے افریقہ میں داخل ہونے کی حماقت کر ڈالی اور اب

تمہیں اس جنگ میں شکست کے بعد اپنی حماقت کا احساس ہو چکا ہو گا۔ سنو کلاڈیوس کنعانی ابھی زندہ و بیدار ہیں۔ اور اس قدر وسائل رکھتے ہیں کہ کسی موقع پر بھی تمہارے سامنے اپنی پسند اور اپنی مرضی کا لشکر کھڑا کر کے حالات کو اپنے حق میں پلٹا دے دیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سسلی سے افریقہ میں داخل ہو کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ ا یکسینٹی پیوس اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی اس کے بعد کلاڈیوس بولا اور کہنے لگا۔

سنو ا یکسینٹی پیوس میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میرے مقابلے میں تم بہترین جرنیل اور سالار ثابت ہوئے ہو۔ دوسری بات جو دوران جنگ میں نے دیکھی وہ یہ کہ تمہارے لشکری پہلی جنگوں میں حصہ لینے والے کنعانیوں سے زیادہ تربیت یافتہ تھے اور جنگ کی ابتدا کرتے وقت تم نے میرے حملے کو روکنے کے بعد جو جارحیت اختیار کی تھی۔ وہ بہترین انداز اور عمدہ تنظیم کے تحت تھی۔ جس کی بنیاد پر تمہیں اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے اور میرے ان ساتھیوں کو قیدی بنا لیا گیا ہے اور ہماری زندگی کا دارومدار اب کنعانیوں کے حکمرانوں پر منحصر ہو گا۔ لیکن قرطاجنہ شہر کی طرف کوچ کرنے سے قبل میں تمہارے سامنے ایک التجا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم ان سب رومنوں کو معاف کر دو تاکہ واپس اپنے گھروں کو جا سکیں۔ اس سلسلے میں تم لوگ اگر کوئی شرط عائد کرنا چاہتے ہو تو ہم وہ بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ جو شرائط تم مقرر کرو گے۔ وہ شرائط میں لے کر روم شہر کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہماری سینٹ نے وہ شرائط تسلیم کر لیں تو معاہدہ اپنی تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر سینٹ نے وہ شرائط ماننے سے انکار کر دیا تو میں تم لوگوں کے ساتھ شریفانہ عہد کرتا ہوں کہ میں واپس آ جاؤں گا اور اپنے لئے ان ساتھیوں کے ساتھ اس وقت تک غلامی کی زندگی بسر کروں گا جب تک تم لوگ پسند کرو گے۔ کلاڈیوس کی اس تجویز پر ا یکسینٹی پیوس بولا اور کہنے لگا۔

سنو کلاڈیوس جنگی قیدیوں سے متعلق شرائط طے کرنا یا اس سلسلے میں کوئی اہم فیصلہ کرنا۔ میرا کام نہیں۔ یہ میری قوم کے حکام پر منحصر ہے کہ وہ تمہاری اس التجا پر کیا فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری یہ التجا میں اپنے حکام تک ضرور پہنچاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ا یکسینٹی پیوس رک گیا پھر اس نے اپنے لشکر کو رومنوں کے پڑاؤ کا سارا سامان سمیٹ کر قرطاجنہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ا یکسینٹی پیروس اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

ا یکسینٹی پیوس جب ایک فاتح کی حیثیت سے قرطاجنہ شہر میں داخل ہوا تو قرطاجنہ شہر میں اس فتح کی خوشی میں ایک جشن کا سماں برپا ہو گیا تھا۔ کئی روز تک حکام کے کہنے پر شہر میں چراغاں رہا فتح کی یاد میں جشن منایا جاتا رہا۔ اس کے بعد ا یکسینٹی پیوس نے کلاڈیوس کی فریاد حکام تک پہنچائی۔ قرطاجنہ کے حکمرانوں نے کمال فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومن قیدیوں کے لئے چند شرائط پیش کیں اور ساتھ ہی رومنوں سے جنگ مسلط کرنے کی سزا کے طور پر بھاری رقوم بھی طلب کیں۔ اور یہ شرائط لے کر انہوں نے کلاڈیوس کو روم شہر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

○

کلاڈیوس روم شہر میں اپنی سینٹ کے سامنے پیش ہوا پہلے اس نے افریقہ میں رومنوں کی شکست کے اسباب سینٹ کے سامنے پیش کئے اس کے بعد اس نے وہ شرائط بتائیں جو صلح کے لئے کنعانیوں نے اس کے ہاتھ روانہ کی تھیں۔ ساتھ ہی سینٹ کو تاوان جنگ کی وہ رقم بھی بتا دی گئی جو کنعانیوں کو ادا کی جانی تھی۔ رومنوں کی سینٹ نے نہ صرف یہ کہ کنعانیوں کی ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ وہ اس بات پر بھی برہم اور خفا ہوئے کہ افریقہ میں کلاڈیوس کو شکست ہوئی ہے لہٰذا آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد سینٹ کے ممبران نے کلاڈیوس کی موت کا حکم جاری کر دیا۔ اس طرح جس روز کلاڈیوس شرائط لے کر روم شہر میں داخل ہوا تھا۔ اسی روز اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

کلاڈیوس کی موت کے بعد رومن حکمرانوں نے اس کی بیوی کی تسلی اور تشفی کے لئے یہ کیا کہ روم شہر میں دو کنعانی قیدی تھے دونوں قیدیوں کو کلاڈیوس کی بیوی کے حوالے کر دیا تاکہ ان دونوں سے انتقام لے سکے اور اپنے شوہر کی موت کو فراموش کر دے۔ کلاڈیوس کی بیوی انتہائی ظالم اور سخت بدمزاج تھی۔ اس عورت نے ان دونوں کنعانیوں کو بھوکا پیاسا رکھنا شروع کر دیا۔ چند ہی روز بعد ان میں سے ایک بھوکا پیاسا مر گیا۔ اس پر کلاڈیوس کی بیوی حرکت میں آئی اور دوسرے کو اس نے بہت کم مقدار میں کھانا اور پانی مہیا کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک عرصہ تک سسک سسک کر جان دے۔ کلاڈیوس کی بیوی کی یہ حرکت دیکھتے ہوئے اس کے ملازموں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کنعانی کو یوں سسک سسک کر مارنے کی اجازت نہ دی بلکہ انہوں نے اس معاملے کی اطلاع شہر کے عام لوگوں کو کر دی۔ رومن شہر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ کلاڈیوس کی بیوی اس طرح کنعانیوں پر مظالم روا رکھے ہوئے ہے تو انہوں نے شہر کے اندر

ہنگامے کرنا شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ شہر کے اندر خانہ جنگی کا سا عالم برپا ہو جاتا اس پر روما کے حکمران حرکت میں آئے اور کلاڈیوس کی بیوی سے زندہ بچنے والے کنعانی کو چھڑا کر آزاد کر دیا۔ اس طرح روما کے لوگ اس کنعانی کی آزادی پر مطمئن ہو گئے تھے۔

دوسری طرف ٹیونش کے میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد کنعانیوں کے حوصلے بے حد بلند ہو گئے۔ افریقہ سے رومنوں کو نکالنے کے بعد انہوں نے اپنے دوسرے بڑے جرنیل حملکو برقہ کو حکم دیا کہ وہ ایک بحری بیڑہ تیار کرے اور اس بحری بیڑے میں اپنا ایک بہترین لشکر سوار کر کے وہ سسلی پر حملہ آور ہو اور اس سے قبل جو سسلی میں کنعانیوں کے مقبوضہ جات تھے انہیں بحال کرنے کی کوشش کرے۔ یہ حکم ملتے ہی حملکوبرقہ بڑی تیزی سے اپنے جنگی جہاز تیار کرنے کے ساتھ ساتھ جس لشکر کو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ لے جانا چاہتا تھا اسے تربیت دینے لگا تھا۔ جب کہ اپنے جرنیل ایکینٹی پیوس کو کنعانیوں کے حکمرانوں نے قرطاجنہ شہر میں نئے لشکر کی بھرتی اور تربیت کا کام سونپ دیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا نے ابھی تک قرطاجنہ کے نواح میں سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز وہ دونوں میاں بیوی اس سرائے کی مطبخ سے کھانا کھا کر نکلے ہی تھے کہ سامنے سے انہیں کنعانیوں کے جرنیل ایکینٹی پیوس اور حملکوبرقہ سرائے میں داخل ہوتے دیکھائی دیئے۔ ان دونوں نے بھی یوناف اور بیوسا کو دیکھ لیا تھا لہٰذا ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے دونوں میاں بیوی کو رکنے کا اشارہ کیا تھا جس پر یوناف اور بیوسا سرائے کے کھلے صحن میں رک گئے تھے۔ ایکینٹی پیوس اور حملکوبرقہ ان دونوں کے قریب آئے پھر ایکینٹی پیوس یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا

سنو یوناف تم جانتے ہو کہ ٹیونش کے میدانوں میں رومنوں کے خلاف ہمیں بہترین کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں اور ان کامیابیوں میں تمہاری دانش مندانہ رائے ہی شامل تھی۔ سنو اب یہ ہمارا جرنیل حملکوبرقہ عنقریب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ تم اس حملکوبرقہ سے پہلے ہی متعارف ہو اس لئے کہ ٹیونش کی جنگ میں یہ لشکر کے ایک حصے کے سالار کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم حملکوبرقہ کے ساتھ سسلی کی طرف چلے جاؤ تم اس کے ساتھ رہو۔ اسے اپنے مشوروں سے نوازتے رہو اور مجھے امید ہے کہ تمہارے مشوروں کی وجہ سے حملکوبرقہ کو سسلی میں کامیابیاں



نصیب ہوں گی۔ ایکینٹی پیوس کی اس تجویز پر یوناف نے بڑے غور سے بیوسا کی طرف دیکھا۔ دونوں میاں بیوی نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر یوناف اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔ میں حملکوبرقہ کے ساتھ اس کے بحری بیڑے میں سسلی کی طرف جانے کو تیار ہوں۔

حملکوبرقہ اور ایکینٹی پیوس دونوں یوناف کا یہ جواب سن کر خوش ہو گئے تھے۔ ایکینٹی پیوس پر ایسی سرشاری طاری ہوئی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر یوناف سے لپٹ گیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔ اس پر حملکوبرقہ خود یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوناف میں اپنے بحری بیڑے کی تیاری کا کام مکمل کر چکا ہوں۔ اس بار میں نے بحری بیڑے کے لئے بہترین جہاز تیار کروائے ہیں اور جو لشکر اس بحری بیڑے میں میرے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہو گا اس کی تربیت کا بھی بہترین انتظام اور اہتمام کیا گیا ہے۔ میرے الفاظ کو تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ بحری بیڑہ اور لشکری دونوں ہی بہترین انتظامات اور تربیت پر تیار کیے گئے ہیں۔ چند روز تک میں اپنے اس بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہوں گا۔ اس پر یوناف حملکوبرقہ کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ جب بھی تم سسلی کی طرف روانہ ہو گئے تو مطمئن رہو میں تمہارے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا۔ یوناف کا یہ جواب ایکینٹی پیوس اور حملکوبرقہ دونوں ہی کے لئے اطمینان بخش تھا۔ لہٰذا وہ اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے سرائے سے چلے گئے تھے۔ چند ہی روز بعد حملکوبرقہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف کوچ کر دیا اور اس کوچ میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اس کے ساتھ شامل تھے۔

اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حملکوبرقہ جب سسلی کے ساحل کے قریب آیا تو جہاز کے عرشے پر اپنے پہلو میں بیٹھے یوناف کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔ سنو یوناف میرے دوست تم دیکھتے ہو سسلی کا ساحل اب ہمارے سامنے قریب ہی ہے۔ اس موقع پر میں تم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ رومنوں پر اپنے حملے کی ابتداء ہمیں کیسے اور کہاں سے کرنی چاہیے حملکوبرقہ کے اس استفسار پر یوناف نے تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا کر سوچا پھر اپنا رخ اس نے حملکوبرقہ کی طرف کیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو برقہ! جس وقت رومنوں نے کنعانیوں کو سسلی سے نکالا تھا اس وقت انہوں نے اپنے لشکر اور اپنے سازو حرب و ضرب کا مرکز اگر جنٹم شہر کو بنایا تھا لیکن اب اگر جنٹم کو انہوں نے چھوڑ کر سسلی کے ایک گمنام ساحلی شہر للی بیوم کو اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ للی بیوم



چھوٹا سا ساحلی شہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین بندرگاہ بھی ہے اور اس شہر کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر ایسا مضبوط قلعہ ہے جسے تین اطراف سے بلند کوہستانی سلسلے گھیرے ہوئے ہیں اور ایک سمت مضبوط پتھروں کی فصیل ہے جسے توڑ کر قلعے کے اندر داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ جب تک اس قلعے کو فتح نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی بھی حملہ آور لی بیوم پر مکمل طور پر قابض نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ہمیں اپنے حملے کی ابتداء ہی لی بیوم نام کے شہر ہی سے کرنی چاہیے۔

اور حملہ کچھ اس طرح کیا جائے کہ جس سمت ہم بڑھ رہے ہیں اس سمت سسلی کے ساحل تک ہم آگے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ جس ساحل پر ہم اتریں گے۔ لی بیوم وہاں سے چند میل مغرب کی طرف پڑتا ہے۔ لی بیوم کو فتح کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ ساحل پر اترنے کے بعد تم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصے کو ساحل پر ہی اتار دو اور وہ دن میں گھاس میں چھپا رہے اور رات کو تاریکی کی اوٹ میں وہ لی بیوم کے ساحلی شہر کی طرف بڑھے۔ جب کہ لشکر کے دوسرے حصے کو تم اپنے بحری جہازوں میں سوار کر کے لی بیوم کا تیزی سے رخ کرو۔

رومن یہی سمجھیں گے کہ کنعانی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ لی بیوم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا وہ ضرور اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائیں گے اور تمہارے بحری بیڑے کا مقابلہ کر کے تمہیں مار بھگانے کی کوشش کریں گے میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری بحری طاقت خوب پرقوت اور مجتمع ہے اور مجھے امید ہے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ تم سمندر میں رومنوں کو شکست دے سکتے ہو۔ دوسری طرف خشکی پر تمہارے لشکر کا دوسرا حصہ رات کی تاریکی میں بڑی تیزی سے لی بیوم کی طرف بڑھے اور رسوں کی سڑھیاں پھینک کر وہ لی بیوم کے قلعے پر چڑھنے کی کوشش کرے اور جس وقت سمندر کے اندر رومنوں کا بحری بیڑہ تمہارے ساتھ ٹکرا رہا ہو اس وقت ہی تمہارے لشکر کے دوسرے حصے کو لی بیوم کے قلعے پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ اس لئے کہ تمہارے ساتھ جنگ کے دوران ہی رومنوں کے بحری بیڑے کو خبر ہونی چاہیے کہ ان کی پشت پر ان کے شہر لی بیوم پر کنعانی قبضہ کر چکے ہیں اور جب انہیں یہ خبر پہنچے گی تو یاد رکھنا تمہارے مقابلے میں سمندر کے اندر رومنوں کو بدترین شکست ہو گی اور ایک دفعہ تمہارے سامنے پسپا ہونے کے بعد انہیں پھر سسلی میں کہیں بھی تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے قدم جمانے کی جگہ نہ ملے گی اور جب ایسا ہو گا تو پھر تم لوگ سسلی کے اندر اپنی من مانی کر سکو گے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو حملکوبرقہ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا یوناف

سمندر میں جہاں تک نگاہ اٹھتی تھی رومنوں کے جہاز ہی جہاز دکھائی دیتے تھے۔ رومن جرنیلوں نے ابھی تک اپنے لشکریوں کو ساحل پر اترنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے لشکری ابھی تک اپنے جہازوں ہی میں رہ کر ان کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ دونوں رومن جرنیل چاہتے تھے کہ کچھ دن اسی طرح ان کا بحری بیڑہ سسلی کے دونوں شہروں کے درمیان کھڑا رہے اور کنعانیوں کے سالاروں اور لشکریوں پر ان کے اس عظیم بحری بیڑے کا خوف طاری ہوتا رہے اس کے بعد وہ اچانک ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیں گے لیکن دوسری طرف حملکوبرقہ اور امیر البحر آدربال بھی رومنوں سے نمٹنے کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کر چکے تھے۔

○

ایک روز جبکہ یوناف' بیوسا' حملکوبرقہ اور آدربال ساحل سمندر پھر کھڑے رومن بیڑے کا نظارہ کر رہے تھے کہ حملکوبرقہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میرے دوست تو نے دیکھا کہ رومن ہم سے مقابلہ کرنے کے لئے کس قدر بڑا بحری بیڑہ لے کر آئے ہیں اور میرے مخبروں نے مجھے یہ بھی اطلاع کی ہے کہ اس بحری بیڑے میں کم از کم ایک لاکھ رومن لشکری سوار ہیں جو سسلی پر حملہ آور ہوں گے۔ اے میرے دوست کہو رومنوں سے ہمیں کس طرح نمٹنا چاہیے۔ حملکوبرقہ کے اس سوال پر یوناف کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ حملکوبرقہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو برقہ میرے دوست اپنے امیر البحر آدربال سے کہو کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھے اور سمندر کے اندر لمبا چکر کاٹنے کے بعد رومن بحری بیڑے کے اس سرے کی طرف جائے جو دریپلون شہر کی طرف ہے۔ بحری بیڑے کا دوسرا حصہ اپنے کسی تجربہ کار سپہ سالار کی کمانداری میں دے اور اسے بھی رات کی تاریکی میں سمندر کے اندر لمبا چکر کاٹنے کے بعد وہ اپنے حصے کے بحری بیڑے کو لے کر رومن لشکر کے دوسرے سرے کی طرف چلا جائے جو ساحلی شہر کیمپنہ تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ کام سرانجام دینے کے بعد تم خود بھی لی بیوم میں اپنے لشکر کو تیار رکھو۔

ان امور کی تکمیل کے بعد رومنوں کے رد عمل کا انتظار کیا جائے مجھے امید ہے کہ چند ہی یوم تک رومن ضرور اپنے کسی نہ کسی رد عمل کا اظہار کریں گے اور لی بیوم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جہازوں سے اپنے لشکریوں کو خشکی پر اتاریں گے۔ جب وہ ایسا کر کے لی بیوم کا محاصرہ کرنا چاہیں تو تم شہر کے اندر محصور ہو جانا

اب رومن جرنیل یہ کام کریں گے کہ لی یوم کا محاصرہ کر کے تمہیں مغلوب کرنے کی کوشش شروع کر دیں گے جب یہ کوشش شروع ہو جائے تو تم اپنے قاصد بھجوا کر اپنے بحری بیڑے کے دونوں حصوں کو رومنوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دینا۔ تمہارے دونوں بحری بیڑے یہ کام کریں گے کہ وہ سامنے اور پیچھے کی طرف سے رومن بحری بیڑے پر حملہ آور ہو کر ان کے جہازوں کو آگ لگانا شروع کر دیں گے اور جو رومن ان جہازوں کی حفاظت پر مامور ہوں گے ان کا قتل عام شروع کر دیں گے جبکہ خشکی کی طرف سے تم شہر کا محاصرہ کرنے والے رومنوں پر خوفناک حملے شروع کر دینا اس طرح جب تین اطراف سے رومنوں پر ضرب پڑے گی تو میرے خیال میں وہ زیادہ دیر تک سمندر میں ٹھہر نہ سکیں گے اور نہ ہی لی یوم کا محاصرہ جاری رکھ سکیں گے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہو گیا تو حملکوبرقہ اور آدربال دونوں ہی کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی پھر حملکوبرقہ آگے بڑھ کر بڑے پرجوش انداز میں یوناف سے لپٹ گیا اس کی پیشانی چومی پھر دھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ یوناف میرے دوست تمہاری تجویز بہترین اور انتہائی کارگر ہے اور مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کر کے سمندر اور خشکی دونوں ہی طرف ہم رومنوں کے دامن اور جھولی میں بدبختی اور شکست ڈال کر رکھ دیں گے۔ میرے خیال میں اب ہمیں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے عمل کی ابتداء کر دینی چاہیے۔ یوناف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے حملکوبرقہ کی تائید کی دوسری طرف آدربال بھی حملکوبرقہ کی تائید کر رہا تھا۔ پھر وہ سب حرکت میں آئے بحری بیڑے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ان کی منزل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ جبکہ حملکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں محصور ہو کر رومنوں کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

چند روز تک اپنے بحری بیڑے کو سمندر میں کھڑا کرنے کے بعد آخر دونوں رومن جرنیل حرکت میں آئے انہوں نے اپنے لشکر کو ساحل پر اترنے کا حکم دیا پھر انہوں نے لی یوم کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ایک لاکھ رومن لی یوم کے اطراف میں پھیل کر شہر کا محاصرہ کر چکے تھے۔ انہوں نے شہر پر تیر اندازی کرنے کے ساتھ شہر کی فصیل کے برجوں پر پتھر بھی پھینک کر فصیل اور اس کے برجوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ کئی بار رومنوں نے رسوں کی سیڑھیوں کی مدد سے شہر کی فصیل پر بھی چڑھنے کی کوشش کی لیکن فصیل کے اوپر سے کنعانیوں کی جوابی تیر اندازی اور ان کے خونخوار حملوں کے باعث رومن فصیل پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ کنعانی جرنیل حملکوبرقہ نے ابھی تک اپنے بحری بیڑے کے دونوں حصوں کو رومنوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیا تھا۔ دراصل وہ

چاہتا تھا کہ محاصرے کو تھوڑا سا طول دے کر رومنوں کو تھکا دے۔ اس کے بعد وہ خود بھی ان پر پرجوش حملے شروع کر دے۔ ساتھ ہی ان کے بحری بیڑے پر دو طرفہ حملہ کروانے کے بعد انہیں مکمل طور پر بوکھلا کر رکھ دے اسی لئے حملکوبرقہ شہر میں محصور ہو کر جنگ کو طول دینے لگا تھا۔

دوسری طرف رومن بھی جنگ کے اس طویل ہونے کو اپنے لئے برا شگون خیال کرنے لگے تھے لہٰذا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وقت ضائع کئے بغیر وہ لی یوم پر قبضہ کرنے کی کوششیں کریں گے۔ ایک روز وہ شہر کی فصیل توڑنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور جب فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے رومن لشکر نے شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو ان کے لئے ایک قیامت برپا ہو گئی اس وقت حملکوبرقہ نے اپنے قاصد بھجوا کر اپنے دونوں بحری بیڑوں کو رومن بحری بیڑے کے دونوں سروں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ خود حملکوبرقہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آ گیا تھا۔

وہ رومن جو فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے لی یوم شہر میں داخل ہوئے تھے حملکوبرقہ ان پر آفاق کے کسی مشعل بردار، آزردہ برگشتہ ہیولوں کے غبار اور خوابیدہ ارادوں کو پکارتی موت کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ جس قدر بھی رومن فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے شہر میں داخل ہوئے تھے حملکوبرقہ نے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے باہر نکل کر رومنوں پر حملہ کر دیا تھا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ شہر کے ٹوٹے ہوئے حصے کے قریب حملکوبرقہ پر قابو پا لیں لیکن حملکوبرقہ ان کے درمیان اور ان کے سامنے مضبوط چٹانوں کی صلابت کی طرح کھڑا ان سے جنگ لڑ رہا تھا۔

رومن لشکر میں جب یہ خبر پھیلی کہ جو رومن فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے شہر میں داخل ہوئے تھے ان کا کنعانیوں نے خاتمہ کر دیا ہے اور اب کنعانی شہر سے باہر نکل کر رومنوں سے جنگ کرنے لگے ہیں تو چاروں طرف سے رومن کیثر دھوئیں کی طرح سمٹتے ہوئے بادو باراں کے طوفان، سمندر کی ہیبت اور آندھیوں کی ہلاکت خیزی کی طرح کنعانیوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ انہیں امید تھی کہ وہ بہت جلد کنعانیوں کو اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس لئے کہ حملکوبرقہ تو اپنے لشکر کے ساتھ ان کے لئے اجل کا قاطع طریق، ان کی رگ رگ میں سنسنی دوڑاتے ہوئے انہیں مژدہ مرگ و اجل سے دوچار کرنے لگا تھا۔ شہر سے باہر ہولناک اور خون ریز جنگ شروع ہو گئی تھی۔ کنعانی اور رومن ایک دوسرے کے خلاف سر دھڑ کی

بازی لگا دینے پر تل گئے تھے۔

عین اس وقت جبکہ لی بیوم شہر سے باہر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان جنگ اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ کنعانی بحری بیڑے نے رومنوں کے بحری بیڑے کے دونوں اطراف سے ایک ساتھ حملہ شروع کر دیا تھا۔ ایک طرف سے خود امیرالبحر آدربال اپنے لشکر کے ساتھ شعلہ ریز آگ کی طرح حملہ آور ہوا اور اس نے جہازوں میں سوار رومنوں کی روح روح میں اضطراب' رگ رگ میں وحشت اور برگ برگ میں آتش بھر کے رکھ دی تھی۔ اس نے رومن بحری بیڑہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے طلسمات کا ایک سماں باندھ دیا تھا اور رومنوں کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان کے بحری جہازوں کو آگ بھی لگانے لگا تھا اس طرح سمندر کے اندر رومنوں کے جہاز پرانی بوسیدہ لکڑی کی طرح جلنے لگے تھے۔

دوسری طرف سے آدربال کا نائب امیرالبحر رومن بحری بیڑے کے دوسرے سرے پر چیختے چنگارتے بحر شور' پریشان لمحوں کے فروغ اور نا آشنا تب و تاب کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ وہ اپنے بلاحوں کے ساتھ رومنوں پر صاعقہ وار جھپٹا تھا اور ان کی اصنام خیالی اور خمار ابلیس کے سے تکبر کو اس نے جگر آشوب لمحوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ رومن بحری بیڑے کے دونوں طرف سے کنعانی حملہ آور ہو چکے تھے۔ جبکہ خشکی پر لی بیوم سے باہر نکل کر ہملکوبرقہ نے رومنوں کے اندر ایک طوفان اور آہوں کا شور برپا کر کے رکھ دیا تھا۔ کافی دیر تک یہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ رومنوں کو یہ خبریں پہنچنے لگی کہ کنعانیوں نے ان کے بحری بیڑے پر دو طرفہ حملہ کر کے انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ خبریں سن کر ساحل پر ہملکوبرقہ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے رومنوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی ان پر گھبراہٹ اور افسردگی طاری ہو گئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹ کر کم از کم اپنے بحری بیڑے کی حفاظت ہی کر سکیں جب انہوں نے ایسا اقدام اٹھانا چاہا ہملکوبرقہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس تندی اور زور سے حملہ آور ہوا کہ اس نے رومن لشکر کے بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کچھ رومن سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت کم ایسے تھے جو تیر کر صرف تین بحری جہازوں میں سوار ہو کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ باقی جہازوں میں سے کچھ کو کنعانیوں نے آگ لگا کر ڈبو دیا تھا اور جو جہاز بچے تھے ان پر کنعانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

لی بیوم کی اس جنگ میں خشکی اور سمندر دونوں پر کنعانیوں کو رومنوں کے مقابلہ میں شاندار کامیابی اور فتح نصیب ہوئی تھی۔

عزازیل اپنے ساتھ عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ کو یمن کی طرف لے گیا تھا۔ اس نے ان چاروں کو کچھ عرصہ یمن میں گھوم پھر کر شرک کی ترقی اور ترویج کا جائزہ لینے کے لئے کہا اس کے بعد اس نے انہیں ایران کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا لہٰذا عزازیل کے حکم کے مطابق عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ چاروں یمن سے نکل کر ایران میں داخل ہو چکے تھے۔ ایران میں اس وقت سلیوکس کی حکومت تھی جو سکندر کے بہترین جرنیلوں میں تھا۔ ایران اور خراسان میں سلیوکس نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے بعد دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس وقت تک ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ پنجاب میں چندر گپت موریہ اپنی حکومت کو خوب مستحکم کر چکا تھا۔ لہٰذا وہ ایک جرار لشکر لے کر سلیوکس کے مقابلے پر آیا۔ سلیوکس کو خبر ہوئی چندر گپت موریہ ہندوستان میں طاقت اور قوت حاصل کر چکا ہے اور یہ کہ اگر وہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس کے شکست اٹھانے کے بھی خطرات ہیں۔ لہٰذا اس نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بجائے چندر گپت موریہ سے اپنے تعلقات مستحکم اور مضبوط کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بجائے سلیوکس نے چندر گپت سے مصالحت کر لی۔ چندر گپت نے سلیوکس کو پانچ سو ہاتھی تحفے میں پیش کیے جس کے جواب میں کوہ ہندو کش کا سارا یونانی علاقہ چندر گپت کے حوالے کر کے اس کے ساتھ دوستانہ روابط استوار کر لئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ان تعلقات کو مزید مضبوط کرنے کے لئے سلیوکس نے اپنی بیٹی چندر گپت سے بیاہ دی تھی۔

دو سو انچاس قبل مسیح میں جن دنوں کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان سسلی کے شہر لی بیوم کے سلسلے میں خون خوار جنگ ہوئی تھی ان ہی دنوں یعنی دو سو انچاس قبل مسیح میں ایران کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہوا یہ اشکانی تھے جنہوں نے ایران میں سلیوکس کے خلاف بغاوتوں اور سرکشی کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ خاندان اشکانی کا مورث اعلیٰ ارشک نام کا ایک شخص تھا جس نے اشکانی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ ارشک کون تھا کس زمانے میں ہوا کیسے اس نے ترقی کی اس سلسلے میں جو روایات ہمارے سامنے آتی ہیں ان کی رو سے ارشک اور تیرداد دو بھائی تھے جو فریاپات کے بیٹے تھے۔ بلخ ان کا وطن تھا۔

کہتے ہیں کہ سکندر کے نائب سلیوکس نے ایک شخص ڈیوڈوٹس کو بلخ' سغد اور مرو کا حکمران مقرر کیا تھا۔ ان علاقوں کا حکمران بننے کے بعد ڈیوڈوٹس نے ایسی قوت اور طاقت پکڑی کہ اس نے سلیوکس کے خلاف بغاوت کر دی اور بلخ' سغد اور مرو میں اس نے اپنی ایک خودمختار حکومت قائم کر لی تھی۔ اسی زمانے میں ارشک اور تیرداد دونوں بھائی ڈیوڈوٹس

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ڈیوڈوٹس ان کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا اور انہیں اپنے ہاں مہمان رکھ لیا۔ ڈیوڈوٹس کے پاس رہتے ہوئے اندر ہی اندر ان دونوں بھائیوں نے طاقت اور قوت حاصل کرنا شروع کر دی پھر ایک ایسا وقت آیا کہ دونوں بھائیوں نے مل کر ڈیوڈوٹس کو ہلاک کر دیا اور بلخ' سغد اور مرو کی متحدہ سلطنت پر دونوں بھائی قابض ہو گئے۔

دونوں بھائیوں میں سے ارشک حکومت کرنے لگا۔ دونوں بھائیوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور سلیوکس سے مزید علاقے چھین کر اپنی سلطنت میں انہوں نے اضافہ کرتے ہوئے خوب قوت پکڑ لی۔ اس کے علاوہ دونوں بھائیوں نے گرگان کے علاقے میں ایک نیا شہر بسایا جس کا نام انہوں نے ایران کے آخری فرماں روا دارا کے نام پر رکھا۔ یہ شہر پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے اردگرد چشمے بہتے تھے۔ جس کی بنا پر اس شہر کے اطراف میں خوب کھیتی باڑی کی جا سکتی تھی۔ پہاڑوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ بھی رکھا جا سکتا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ سلیوکس کی حکومت عراق اور دوسرے شمالی حصوں پر محدود ہو کر رہ گئی تھی جبکہ ایران کے اندر اشکانیوں نے اپنی حکومت قائم کرلی تھی اور ارشک ان کا پہلا بادشاہ قرار پایا تھا۔

اس خاندان نے ارشک اول سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار یوں کیا کہ ارشک اول کے بعد جتنے حکمران بھی اس خاندان میں ہوئے وہ اپنے نام کے ساتھ لفظ ارشک ضرور لگانے لگے تھے۔

249 قبل مسیح میں جب سسلی میں رومن اور کنعانی ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار تھے ان دنوں مشرق میں اب یہ حالت تھی کہ ہندوستان پر چندر گپت موریا حکمران ہو گیا تھا جبکہ ایرانی اور شمالی علاقوں میں دو متوازی حکومتیں قائم ہو گئیں تھیں۔ ایک حکومت سلیوکس کی تھی۔ سلیوکس نے دریائے دجلہ کے کنارے سلوکیا نام کا شہر آباد کیا جو بابل سے 40 میل کے فاصلے پر تھا اور اسی سلوکیا کو اس نے اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

دوسری متوازی حکومت ان علاقوں میں اشکانیوں کی تھی جنہوں نے اپنے لئے نیا مرکزی شہر دارا کے نام سے آباد کر لیا تھا۔ اپنی حکومت کو خوب مستحکم کرنے کے بعد ا شک اول 247 ق۔ م میں اپنے ہی نیزہ بردار کے ہاتھوں اچانک زخمی ہو جانے کی وجہ سے مر گیا اس کی موت کے بعد اس کا بھائی تیرداد ا شک دوئم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔

دوسری طرف سلیوکس کو بھی ایک شخص کیرانس نے عین اس وقت حملہ آور ہو کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جب کہ وہ عبادت میں مصروف تھا۔ سلیوکس کے بعد اس کا بیٹا اینٹی اوکس باپ کا جانشین بنا اینٹی اوکس فوت ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا سلیوکس دوم کے نام سے

تخت نشین ہوا۔ اس سلیوکس دوم نے خراسان کا رخ کیا جو چار سال سے خودمختار ہو چکا تھا۔ خراسان کا حکمران سلیوکس کے مقابلے پر آیا لیکن سلیوکس کے کثیر لشکر کے سامنے اس کا بس نہ چلا اور پسپا ہوا دشت کویر کی طرف نکل گیا لیکن جلد ہی وہ واپس لوٹا اور سلیوکس کے علاقوں میں اس نے مار دھاڑ شروع کر دی تھی انہی مہموں کے دوران یہ سلیوکس دوم شام کے رخ پر سفر کر رہا تھا کہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا اس سلیوکس دوئم کے بعد اس کا بیٹا سلیوکس سوئم کے نام سے یونانیوں کا حکمران بنا یوں ان علاقوں میں یونانیوں اور اشکانیوں کی دو متوازی حکومتیں بڑی تیزی سے پروان چڑھنے لگی تھی۔

ا شک دوئم کے دور حکومت میں جو سب سے اہم واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ مصر کے حکمران بطلیموس کو جب یہ خبر ہوئی کہ ایران اور اس کے شمالی علاقوں میں سلیوکس کے جانشین کمزور ہو گئے ہیں تو وہ اپنا ایک لشکر لے کر مصر سے نکلا اس کا ارادہ تھا کہ ان سارے یونانی مقبوضہ جات کو اپنے سلطنت میں شامل کر کے ایشیا میں یونانیوں کی ایک وسیع اور طاقتور سلطنت قائم کرے لگا بطلیموس جب ان علاقوں میں داخل ہوا تو اس وقت یونانیوں کا حکمران سلیوکس دوئم تھا۔ بطلیموس نے اسے شکست دی اور انطاکیہ پر قابض ہو گیا پھر آگے بڑھ کر فرات تک کا علاقہ سلیوکیوں سے لے لیا اب وہ فرات کو عبور کر کے مزید آگے بڑھا اور سلیوکی مقبوضہ جات ایک ایک کر کے فتح کر لئے چنانچہ عراق' آشور' بابل' شوش' پارس اور میدیا بطلیموس کے تسلط میں چلے گئے تھے اب بطلیموس کا حوصلہ ایسا بڑھا کہ وہ مزید پیش قدمی کرتے ہوئے بلخ کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن اسی دوران اسے مصر سے ایسی خبریں ملیں کہ مصر داخلی شورشوں کا شکار ہو گیا ہے لہٰذا ان شورشوں کا خاتمہ کرنے کے لئے بطلیموس اپنے لشکر کے ساتھ مصر واپس چلا گیا تھا۔

○

اشک دوئم مصر کے حکمران بطلیموس کی یلغاروں کی وجہ سے سخت ہراساں تھا اس کی واپسی کی خبر سنی تو بڑا مطمئن ہوا اپنے لشکر کو اس نے ترتیب دیا اور گرگان کے علاقے کی طرف بڑھا بڑی قوت سے اس پر حملہ آور ہوا اور گرگان کے اکثر علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر کے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر لیا۔ اشک دوئم نے اپنی سلطنت کو خوب مضبوط اور مستحکم کیا اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا اردوان اشک سوئم یا اردوان اول کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔

○

ایشیا کے بعد روم، اٹلی اور سسلی میں ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ اس طرح کہ لی بیوم کنعانیوں کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد رومنوں نے اپنی اس شکست کا بدلہ اور انتقام کا تہیہ کر لیا تھا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنی تمام بندرگاہ پر جنگی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے چند ہی ماہ میں رومنوں نے دو سو بحری جنگی جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کر لیا پھر وہ کسی ایسے موقع کا انتظار کرنے لگے جو سسلی پر حملہ آور ہونے کے لئے مناسب اور سود مند ہو۔

اسی دوران رومنوں کو یہ خبریں ملیں کہ سسلی میں جس قدر کنعانیوں کا بحری بیڑہ تھا وہ سارا سسلی کی طرف آ رہا ہے تاکہ سسلی میں جو کنعانی آباد ہیں یا ان کا جو وہاں لشکر ہے ان کے لئے وہاں سستے داموں غلہ مہیا کیا جا سکے۔ رومنوں نے اس موقع کو کنعانیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین سمجھا۔ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ جو بحری بیڑہ افریقہ سے سسلی کی طرف آ رہا ہے اس پر حملہ آور ہو کر اگر اسے برباد کر دیا جائے تو طاقت اور قوت میں ایک طرح سے کنعانیوں کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی اور وہ زیادہ عرصہ تک سسلی میں رومنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے رومنوں نے اپنے ایک جرنیل کیٹاوس کو اپنے ایک بحری بیڑہ کا سپہ سالار مقرر کیا اور کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا رومن سپہ سالار کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بڑی تیزی سے اٹلی سے روانہ ہوا اپنے آگے اس نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں روانہ کر دی تھیں تاکہ وہ افریقی ساحل سے سسلی کی طرف آنے والے کنعانیوں کے بحری بیڑے کی نقل و حرکت سے اسے آگاہ کر سکیں ایسا کرنے کے بعد کیٹلوس بڑی تیزی سے سسلی کی طرف بڑھا اور سسلی کے ایک جنوب مغربی جزیرے ڈریپنوم پر قبضہ کرنے کے بعد وہ کنعانیوں کے بحری بیڑے کا بڑی شدت سے انتظار کرنے لگا تھا۔

اسی دوران سمندر میں تیز اور تند طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ افریقہ سے جو کنعانیوں کا بحری بیڑہ سسلی کر طرف آ رہا تھا اس کا سپہ سالار ہانو تھا جس وقت سمندر میں طوفان اٹھے تو اس ہانو نے اپنے بحری بیڑے کو سسلی کے جنوب میں پراتام کے جزیرے میں لنگر انداز ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ چونکہ کنعانیوں کے جہاز اناج اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے تھے اور ہانو انہیں طوفان کی نذر کر کے اپنی قوم کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اپنے جہازوں کی حفاظت کے لئے اس نے ہرا کے جزیرے میں لنگر انداز ہونا پسند کیا تھا دوسری طرف رومنوں کے سپہ سالار کیٹلوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ افریقہ کی طرف سے آنے والے کنعانیوں کے بحری بیڑے کا سپہ سالار ہانو ہے اور اس وقت یہ بحری بیڑہ ہرا کے جزیرے

میں لنگر انداز ہے اسے یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ کنعانیوں کے یہ جہاز غلے اناج اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے ہیں لہٰذا سمندر میں جونہی طوفان تھما کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آیا اور بڑی تیزی سے وہ ہرا کی طرف بڑھا تاکہ کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہو۔

اگر کنعانیوں کا جرنیل حملکوبرقہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہوتا تو رومن جرنیل کیٹلوس کو کبھی بھی کنعانیوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کی ہمت اور جرات نہ ہوتی لیکن حملکوبرقہ اس وقت سسلی کے کوہستان اریکس پر اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھا اور کنعانی جرنیل ہانو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کوہستان اریکس کا ہی رخ کر رہا تھا تاکہ وہ اناج، غلہ اور ہتھیار جو وہ افریقہ سے لے کر آیا تھا حملکوبرقہ کے حوالے کرے۔

رومن جرنیل کیٹلوس عین اس وقت کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا جب کنعانی بحری بیڑے کو ان کا جرنیل ہانو جزیرہ ہرا سے کوچ کر کے سسلی کے ساحل کی طرف لے جا رہا تھا۔ گہرے سمندر میں اچانک رومن بحری بیڑہ کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا اس جنگ میں رومنوں کو یہ فوقیت تھی کہ ان کے جہاز خالی تھے لہٰذا وہ بڑی تیزی سے دائیں بائیں اور آگے پیچھے حرکت کر سکتے تھے جبکہ دوسری طرف کنعانیوں کے بحری جہاز اناج اور اسلحے سے بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے جنگ میں تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے جس کی وجہ سے اس بحری جنگ میں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کو نقصان اٹھانا پڑا تاہم کنعانی جرنیل ہانو نے بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا اور رومنوں کے ساتھ جنگ کرتے کرتے وہ برابر سسلی کے ساحل کی طرف بڑھتا رہا سسلی کے ساحل تک پہنچتے پہنچتے رومنوں نے کنعانیوں کے 50 جہازوں کو سمندر میں ڈبو دیا تھا اور 70 پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا باقی کو ہانو سسلی کے ساحل پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کوہستان اریکس میں جب حملکوبرقہ کو اپنے بحری بیڑہ کے نقصان کی اطلاع ملی تو وہ بڑا متفکر اور پریشان ہوا اس لئے کہ اپنی بحری قوت کے مفلوج ہو جانے کی وجہ سے وہ سمندر میں رومنوں کا تعاقب نہ کر سکتا تھا جبکہ رومن خشکی پر اتر کر حملکوبرقہ کا سامنا نہ کرنا چاہتے تھے وہ جانتے تھے کہ اگر خشکی پر اتر کر انہوں نے حملکوبرقہ کا سامنا کیا تو حملکوبرقہ انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا اسی بنا پر رومنوں اور کنعانیوں میں گفت و شنید کا سلسلہ چلا اور کئی دن کے صلاح و مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ کنعانی اور رومن دونوں ہی سسلی کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اور اپنے اپنے لشکر کو لیکر اپنے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہو جائیں یہ

شرائط طے ہونے کے بعد ہملکوبرقہ اور ہانو اپنے بحری بیڑے کو لے کر قرطاجنہ کی طرف چلے
گئے تھے جبکہ رومن جرنیل کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا
تھا تاہم سسلی میں کنعانیوں کو پہلے کی طرح تجارتی مراعات حاصل تھیں۔

○

امن کے اس دور میں رومنوں اور کنعانیوں دونوں پر ایک طرح کی مصیبتیں اور
ابتلائیں آ پڑی تھیں۔ رومن ان مصیبتوں سے کچھ اس طرح دو چار ہوئے کہ امن کے
اس دور میں اٹلی کے شمال میں کوہستان ایلپس اور اپنیائنس کے درمیان وحشی اور
خونخوار گال آباد تھے۔ انہوں نے رومنوں کے خلاف سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغاوتیں
کر دیں تھیں۔ رومن کافی عرصہ ان وحشی گالوں کے ساتھ الجھے رہے اس میں رومنوں کا
کافی نقصان بھی ہوا تاہم کافی جدوجہد کے بعد وہ گال قبائل کو دبانے اور ان کی بغاوتوں کو
ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسری طرف کنعانیوں پر مصیبتوں کے پہاڑ کچھ اس طرح ٹوٹے کہ جب کنعانی اور
رومن دونوں کے لشکروں نے سسلی کو خالی کر دیا تو سسلی میں بے شمار کنعانی ایسے تھے جو
پہلے سے وہاں آباد تھے اور تجارتی لین دین کرتے تھے امن کے اس دور میں کنعانی اور
رومن دونوں کی رضامندی سے سسلی کے مغربی حصے کا گورنر ایک شخص گاسکو کو مقرر کیا گیا
تھا۔ نسلی لحاظ سے یہ شخص یونانی تھا۔ اس گاسکو نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے بعد
رومنوں کے کہنے پر ان کنعانیوں اور افریقہ سے تعلق رکھنے والے دوسرے قبائل کے لوگوں
کو سسلی سے نکالنا شروع کر دیا تھا۔ یہ گاسکو اس طرح کرنے لگا کہ ہر روز کئی کئی جہاز یہ
کنعانیوں اور افریقہ کے رہنے والوں کے بھر کر افریقی ساحل پر بھیجنے لگا اس طرح سسلی سے
نکالے جانے والے لوگوں کے ہٹ کے ہٹ افریقی ساحل پر جمع ہونے لگے تھے یہ اکٹھے
ہونے والے لوگ کنعانیوں کی حکومت سے مطالبہ کرنے لگے تھے کہ ان کے رہنے اور ان
کے کھانے پینے کا معقول بندوبست کیا جائے لیکن کنعانی گزشتہ دنوں میں رومنوں کے ساتھ
طویل جنگ میں الجھے رہنے کی وجہ سے معاشی طور پر کمزور ہو چکے تھے لہٰذا وہ بروقت سسلی
سے آنے والے ان لوگوں کی مدد نہ کر سکے۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سسلی سے آنے والے ان لوگوں کے اندر کنعانیوں اور سسلی
کے گورنر گاسکو کے درمیان انتقامی جذبے ابھرنے لگے ان انتقامی جذبوں سے دو آدمیوں نے
خوب کام لیا ان دو میں سے ایک کا نام سپنڈیوس اور دوسرے کا نام ماتھو تھا۔ سپنڈیوس کا

تعلق کنعانی قوم سے تھا جبکہ ماتھو کا تعلق قدیم افریقی قبائل سے تھا یہ دونوں انتہائی جنگجو،
دلیر اور بہادر تھے لہٰذا جو لوگ سسلی سے نکالے جانے کی وجہ سے افریقی ساحل پر جمع ہو
گئے تھے ان سب کو ان دونوں نے اپنے ساتھ ملا کر ایک قوت بنانا شروع کر دیا تھا۔ ان
باغی لوگوں کو ساتھ ملا کر ان دونوں نے افریقی ساحل پر شب خون مارنے شروع کر دیئے تھے
یہ ہر روز کئی کئی شہروں پر اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے اس طرح انہوں نے افریقی ساحل
پر اپنے لئے خوراک کے انبار جمع کر لئے تھے۔ ان شب خونوں اور حملوں میں ان کے ہاتھ
بے شمار مال و دولت بھی لگا جس کے بل بوتے پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جو لوگ بھی
سسلی سے نکل کر افریقہ آئے ہیں انہیں ایک بہترین لشکر کی صورت میں ترتیب دے کر
کنعانی حکومت کے خلاف حرکت میں آیا جائے اور حکومت کو تبدیل کر کے خود کنعانیوں کی
سلطنت پر قبضہ کر لیا جائے ساتھ ہی مغربی سسلی کے حکمران گاسکو کو بھی سزا دی جائے جس
نے انہیں سسلی سے نکلنے پر مجبور کیا اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لئے سپنڈیوس اور
ماتھو دونوں نے ان لوگوں کو جنگ کی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ جو سسلی سے نکل کر
افریقہ میں داخل ہوئے تھے۔

ان باغیوں کی تعداد آہستہ آہستہ کچھ اس طرح بڑھی تھی کہ ان کی تعداد کنعانیوں کے
لشکر سے بھی کہیں زیادہ ہو گئی تھی انہوں نے مزید کام یہ کیا کہ انہوں نے اپنے لئے ایک
بحری بیڑہ بھی تعمیر کرنا شروع کر دیا تھا جب ان کا بحری بیڑہ تیار ہوا تو سب سے پہلے یہ سسلی
کے خلاف حرکت میں آئے اپنے بحری بیڑے کو لے کر یہ سسلی کی طرف روانہ ہوئے
سسلی کے ساحل پر انہوں نے حملہ کیا گاسکو جو مغربی سسلی کا گورنر تھا ان کے خلاف جنگ
کے لئے نکلا لیکن گاسکو کو ان باغیوں نے شکست فاش دی گاسکو کو اس جنگ میں زندہ گرفتار
کیا گیا اور مغربی سسلی پر ان باغیوں کا قبضہ ہو گیا بعد میں ان باغیوں نے گاسکو کو موت کے
گھاٹ اتار دیا۔ سسلی میں گاسکو سے انتقام لینے کے بعد یہ باغی پھر افریقی ساحل کی طرف
گئے اپنے لشکر کو بہترین انداز میں انہوں نے منظم کیا اور کنعانیوں کی سلطنت کے خلاف
حرکت میں آئے سب سے پہلے ان باغیوں نے اپنے جرنیل سپنڈیوس اور ماتھو کی سرکردگی
میں کنعانیوں کے مغرب میں سب سے بڑے شہر ہیپو پر حملہ کیا۔ ہیپو میں جو مختصر سا
کنعانیوں کا محافظ لشکر تھا وہ باغیوں کی تاب نہ لا سکا اور اسے شکست ہوئی اور باغیوں نے
ماتھو اور سپنڈیوس کی سرکردگی میں ہیپو شہر پر بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا۔

اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ان باغیوں کے حوصلے اور ولولے کچھ اس طرح بڑھے
کہ ایک شہر کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا اس طرح یکے بعد دیگرے دوسرے شہر

فتح کرتے ہوئے کنعانیوں کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف بڑھتے گئے یہاں
تک کہ کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے چند ہی میل کے فاصلے پر ان باغیوں نے
کنعانیوں کے دوسرے بڑے شہر بوتیکا پر قبضہ کر لیا تھا۔

ہپو شہر سے لے کر بوتیکا تک جتنا بھی علاقہ تھا اس پر باغیوں کے قبضہ کرنے کی وجہ
سے کنعانیوں کی ہوا ایسی اکھڑی کہ ان کے دوسرے مقبوضہ جات میں بھی بغاوتیں اٹھ کھڑی
ہوئیں تھیں ان دنوں اسپین اور سسلی کے درمیان پڑنے والے جزائر **سارڈینیا** اور کارسیکا پر
بھی کنعانیوں کا قبضہ تھا۔ ان بغاوتوں کی وجہ سے **سارڈینیا** اور کارسیکا میں بھی کنعانیوں کے
خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ کنعانیوں کے مفادات کو وہاں سخت نقصان پہنچایا گیا۔
رومنوں نے جب دیکھا کہ کنعانیوں کے خلاف جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں تو وہ بھی
کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آئے اس وقت تک رومن وحشی گالوں کی طرف سے اٹھنے
والی بغاوت کو مکمل طور پر دبا چکے تھے لہٰذا فی الفور انہوں نے اپنی توجہ **سارڈینیا** اور کارسیکا
پر مبذول کی وہاں کی بغاوتوں کا انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور **سارڈینیا** اور کارسیکا
دونوں جزائر پر رومنوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

باغی سردار سینڈیوس اور ماتھو شہر پر شہر فتح کرتے ہوئے جب بوتیکا پر بھی قابض ہو
گئے تو کنعانی حکمران چونک سے پڑے انہوں نے اپنے جرنیل ہانو کی سرکردگی میں باغیوں کی
سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا بوتیکا شہر سے باہر ہانو اور باغیوں کے درمیان ایک خوفناک
جنگ ہوئی جس میں ہانو نے باغیوں کو شکست دی بظاہر باغی شکست کھانے کے بعد ادھر ادھر
منتشر ہو گئے تھے اس فتح کے بعد ہانو آنے والے حالات سے بے خبر اپنی فتح کا جشن منانے
لگا تھا کئی روز تک فتح کا یہ جشن جاری رہا۔ منتشر ہونے والے باغیوں کو جب یہ پتا چلا کہ ہانو
اپنی فتح کا جشن منا رہا ہے تو وہ پھر ایک جگہ جمع ہوئے ماتھو اور سینڈیوس سارے منتشر
باغیوں کو اکٹھا کر کے اس وقت ہانو پر حملہ آور ہوئے جب وہ مدہوشی کے عالم میں جشن کی
خوشیاں منا رہے تھے۔ باغی سردار ماتھو اور سینڈیوس اس زور اور خونخواری سے حملہ آور
ہوئے کہ انہوں نے ہانو کے لشکر کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا اس طرح ہانو کی فتح کو ان باغی
سرداروں نے اس کی بدترین شکست میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

ہانو کو شکست دینے کے بعد باغی سرداروں نے بوتیکا پر قبضہ کر لیا اپنی پوزیشن وہاں
مستحکم کرنے کے بعد انہوں نے وہاں سے بھی کوچ کیا اور قرطاجنہ شہر کی طرف بڑھے یہ
صورت حال دیکھتے ہوئے کنعانیوں کے حکمران انتہائی فکر مند ہوئے اب باغیوں سے نمٹنے کے
لئے صرف ایک ہی جرنیل تھا جو ان کی امیدوں کا سہارا اور ان کی شکست کو فتح میں تبدیل

کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتا تھا یہ ہملکوبرقہ تھا جس نے گزشتہ کئی جنگوں میں رومنوں کی
جڑیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ پس باغیوں کا سامنا کرنے کے لئے کنعانیوں نے بڑی تیزی
سے ایک لشکر ترتیب دیا اس لشکر کی کمانداری ہملکوبرقہ کو سونپ دی۔ ہملکو برقہ بڑی تیزی
سے حرکت میں آیا۔ اس وقت تک باغی سردار اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ شہر کے مغرب
میں بہنے والے دریا ماکار کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہملکوبرقہ بھی بڑا دانش مند آدمی تھا وہ
سمجھ گیا کہ اگر باغی دریا کے کنارے تک پہنچ گئے ہیں تو پھر کوئی بھی طاقت اور قوت انہیں
قرطاجنہ شہر میں داخل ہونے سے روک نہیں سکتی تھی لہٰذا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا
دریائے ماکار کے پل کو عبور کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو گھات میں
بٹھا دیا اور دوسرے لشکر کے ساتھ وہ باغیوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا۔

دریائے ماکار سے چند میل کے فاصلے پر باغی سرداروں اور ہملکوبرقہ کے درمیان
خوفناک جنگ ہوئی عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر اور اپنی خونخواری پر تھی برقہ کا
وہ لشکر جو اس نے گھات میں بٹھا رکھا تھا حرکت میں آیا اس نے لشکر کی کمانداری برقہ کا
داماد حسدروبل کر رہا تھا۔ یہ حسدروبل بڑی جرأت مندی اور کمال دانش مندی کے ساتھ
حرکت میں آیا اور اپنی گھات نکل کر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ باغی لشکر کے پہلو میں آیا پھر
ایسے زور دار ایسے پرجوش عزم کے ساتھ یہ حملہ آور ہوا کہ اس نے باغیوں کے ایک پہلو
کو کاٹتے ہوئے ان کی صفوں کے اندر انتشار اور افراتفری پیدا کر دی تھی۔ دوسری طرف
جب ہملکوبرقہ کو پتا چلا کہ اس کا داماد گھات سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہو رہا ہے تو اس
نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی اس طرح دریائے ماکار کے قریب ہملکوبرقہ
اور اس کے داماد حسدروبل نے مل کر باغیوں کو بدترین شکست دی شکست کھانے کے بعد
باغی لشکر بوتیکا شہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔

اس جنگ میں یوناف اور بیوسا بھی ہملکوبرقہ کے لشکر میں شامل تھے شکست کھانے کے
بعد باغی جب اجتماعی طور پر بوتیکا شہر کی طرف بھاگ گئے تو دریائے ماکار کے کنارے
ہملکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا وہ چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کو ستانے کا موقع
فراہم کرے اور اس کے بعد نئے محاذ کی ابتداء کرے اس دوران ہملکوبرقہ کی خوش قسمتی
کہ جنوبی علاقوں کے رہنے والے وحشی اور خونخوار بربر قبائل کا ایک سردار بھی اپنے لشکر
کے ساتھ ہملکوبرقہ کی مدد کے لئے آ پہنچا جس کے شامل ہونے سے باغیوں کے مقابلے میں
اب ہملکوبرقہ کی طاقت خوب مضبوط ہو گئی تھی۔

دریائے ماکار کے کنارے پر چند روز پڑاؤ کرنے کے بعد ایک زور ہملکوبرقہ یوناف اور

یوسا کے خیمے میں داخل ہوا وہ دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے
حملکوبرقہ آگے بڑھ کر یوناف کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا۔
یوناف میرے بھائی میرے دوست تم نے ہمیشہ جنگوں میں مفید مشوروں سے نوازا ہے
اب جب کہ ہم دریا کے کنارے باغیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو کہو اب
ہمیں کیا قدم اٹھانا چاہیے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب جو تمہیں کرنا
ہے وہ بالکل ظاہر ہے یہاں زیادہ دیر پڑاؤ کر کے اپنا وقت برباد نہ کرو بربر وحشی قبائل سردار
کے ملنے سے تمہاری قوت میں اضافہ بھی ہو چکا ہے لہٰذا تم وقت ضائع کئے بغیر فی الفور شہر
بوتیکا کی طرف بڑھو تاکہ یہاں سے بھاگنے والے باغیوں کو زیادہ سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے
بوتیکا پر اپنی پوری قوت اور پورے زور کے ساتھ حملہ کرو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ
اگر تم نے بوتیکا باغیوں سے واپس لے لیا اور انہیں شکست دے دی تو پھر کہیں بھی
تمہارے مقابلے میں ان کے پاؤں نہ جم پائیں گے اور جگہ جگہ ان کی ہوا اکھڑتی جائے گی
اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر ان باغیوں کو زیادہ مہلت دی گئی تو ہو سکتا ہے کہ رومن بھی ان
باغیوں کی مدد کو پہنچ جائیں تم جانتے ہو کہ رومن پہلے ہی کنعانیوں کی ان بغاوتوں اور
کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر کنعانیوں کے جزائر سارڈینیا اور کارسیکا پر قبضہ کر چکے ہیں لہٰذا
میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ فی الفور باغیوں کے خلاف حرکت میں آؤ اور وقت ضائع
کئے بغیر ان کا قلع قمع کر کے رکھ دو۔

حملکوبرقہ نے یوناف کے اس مشورے کو بے حد پسند کیا اسی روز اس نے دریائے
ماکار سے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور بڑی تیزی سے اس نے بوتیکا شہر کی طرف پیش قدمی کی تھی
دوسری طرف بوتیکا شہر میں باغیوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ حملکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ
بوتیکا شہر کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا اپنے دونوں سرداروں سینڈیوس اور ماتھو کی
سرکردگی میں باغی متحد ہوئے اور حملکوبرقہ سے مقابلہ کرنے کے لئے بوتیکا شہر سے باہر صف
آراء ہوئے تھے۔

دریائے ماکار کے کنارے سے حملکو کی بوتیکا کی طرف پیش قدمی کے دوران کنعانیوں
کا دوسرا جرنیل ہانو بھی اپنے شکست خوردہ اور بچے کھچے لشکر کے ساتھ حملکوبرقہ سے آ ملا
تھا۔ اس طرح ہانو کے آ جانے سے حملکوبرقہ کی قوت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔ حملکوبرقہ
جب اپنے لشکر کے ساتھ بوتیکا کے قریب آیا تو اس نے دیکھا اس کی آمد سے پہلے ہی
دشمن اس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے صف آراء ہو چکا تھا۔ حملکوبرقہ ایسا جرات مند
اور دلیر سپہ سالار تھا کہ اس نے دشمن کی اس صف بندی کو کوئی اہمیت نہ دی اپنے لشکر

کیساتھ جو اس کے پاس سامان رسد اور خوراک کے ذخیرے تھے اس نے انہیں پیچھے ہی
ڈھیر کر دیا اس کے بعد اسے دشمن کو حملہ آور ہونے میں پہل نہیں کرنے دی بلکہ وہ خود
امواج تند خو شعلہ ریز آگ، چیختے چنگھاڑتے بحر پر شور اور پریشان لمحوں کے فروغ کی طرح
باغیوں کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔
باغیوں کا خیال تھا کہ وہ بوتیکا شہر سے باہر حملکو کے لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں
گے لیکن حملکوبرقہ نے اپنے پہلے حملے میں ہی ان کی حالت شکستہ پائیدان اور پرانی لکڑی
جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ بوتیکا کے باہر حملکوبرقہ اپنی پوری کاوش و اخلاص کے ساتھ سنگین
موت، سنسان مسافت اور ممتحن جوہر انسان بن کر باغیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ ان کی باطن
کی خباثت کو تجبّل و حماقت میں بدلتے ہوئے حملکوبرقہ نے باغیوں کو کاٹنا شروع کر دیا تھا۔
باغیوں کے سردار سینڈیوس اور ماتھو نے اپنی سی پوری کوشش کی کہ حملکوبرقہ کے
سامنے اپنے لشکر کے حوصلے بلند رکھیں کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ دریائے ماکار کے بعد اگر
بوتیکا شہر کے باہر بھی ان کو شکست ہوئی تو پھر کہیں بھی حملکوبرقہ ان کے قدم نہیں جمنے
دے گا۔ لہٰذا وہ زور زور سے چیختے چلاتے ہوئے اپنے لشکریوں کو پورے جوش اور عزم کے
ساتھ کنعانیوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دیتے رہے تھے۔
لیکن ان باغی سرداروں کی بدقسمتی کہ ان کی کوئی بھی ترغیب اور حربہ اور حوصلہ
کامیاب نہیں ہو سکا اس لئے کہ حملکوبرقہ کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی وہ تو ان
لشکریوں کے اوپر آہن شکن اور تقدیر کے ترکش کا کڑا تیر بن کر شام کے غمگین سایوں اور
رات کے سرد ویران اندھیروں کی طرح بڑی تیزی سے ان کے اوپر چھانے لگا تھا۔ دونوں
باغی سردار یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ وہ بوتیکا شہر کے باہر حملکوبرقہ کو شکست دے کر
دریائے ماکار کے کنارے اپنی شکست کا بدلہ لے لیں گے لیکن یہاں معاملات ان کی امیدوں
اور خواہشات کے الٹ پڑ رہے تھے حملکوبرقہ فطرت کی پراسرار قوت اور بیکراں آرزوں
کے سرسام کی طرح باغیوں کا قتل عام کر چکا تھا اور اس نے باغیوں کی حیوانی طلب اور ذہنی
رفعت کو موت کی خاموشی میں ڈبو کر رکھ دیا تھا۔
حملکوبرقہ کی طرف سے جنگ میں لمحہ بہ لمحہ بڑھتے ہوئے دباؤ کو باغی سردار زیادہ دیر
برداشت نہ کر سکے پھر ایک ایسا لمحہ بھی آیا کہ حملکو نے باغیوں کی اگلی صفوں کا قتل عام
کرتے ہوئے ان کا مکمل صفایا کر دیا تھا۔ اگلی صفوں کے خاتمے کے بعد پچھلی صفوں کے
باغیوں پر ایسا خوف اور لرزہ طاری ہوا کہ وہ حملکوبرقہ کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنی جانیں
بچانے کے لئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ یہی وہ برے آثار تھے کہ جن سے دونوں سردار بچنا

چاہتے تھے لیکن اب بات ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی اس لئے کہ حملکوبرقہ کے سامنے ان کے لشکر میں افراتفری اور بد نظمی پھیل چکی تھی چند لمحوں بعد ایسا موقع بھی آیا کہ باغیوں کا لشکر مکمل طور پر شکست کا سامنا کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اس جنگ میں باغیوں کے جرنیل سینڈیوس اور ماتھو کو حملکوبرقہ نے زندہ گرفتار کر لیا۔ ان کی گرفتاری سے باغیوں کے رہے سہے حوصلے بھی جاتے رہے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ حملکوبرقہ نے پوری طاقت سے ان کا تعاقب کیا اور دور تک ان کا قتل عام کرتے ہوئے میدان جنگ اور اس کے نواح میں ان کی لاشیں ہی لاشیں بکھیر کر رکھ دی تھیں۔

بو تیکا سے باہر کھلے میدانوں میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد حملکوبرقہ نے دم نہیں لیا بلکہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح ہیپو شہر کی طرف بڑھا جسے باغیوں نے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ ہیپو پر بھی حملکوبرقہ دھول نچاتے بگولوں' موت کے پیغامبر کی طرح حملہ آور ہوا دشمن پر وہ لمحوں کے اندر شب ہجراں کے زہر طاقت و جبروت کی آندھی اور دلدل کی حصار کی طرح چھا گیا تھا اور ان کی تقدیر کی نوحوں میں اس نے کارک اور شکست بھر کر رکھ دی تھی۔ ہیپو شہر کے باہر حملکوبرقہ کے ہاتھوں باغیوں کو بھرپور شکست ہوئی۔ جواب میں باغی ہیو شہر میں محصور ہو کر جنگ کرنے لگے تھے لیکن حملکوبرقہ اور اس کے لشکریوں کے حوصلے کچھ ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ وہ کالے کوسوں کی پرہول رات' شام کے بے انت اندھیروں اور تاریکیوں کے تیز جھکڑوں کی طرح ہیپو شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ شہر کی فصیل پر بڑی مہارت سے حملکو نے باغیوں کا قلع قمع کر دیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ فصیل سے اتر کر شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ شہر میں اس کے داخلے کے بعد عجیب سا منظر پیش آیا تھا۔ اس نے باغیوں کے ہر مسلح جوانوں کے سینوں سے زندگی کی آخری رمق چھینتے ہوئے انہیں بدترین اور موت کے کڑے سفر میں ڈال دیا تھا۔ شہر کے اندر حملکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ خزاں کی رتوں اور اندھے ریگستان کے طوفانی سایوں کا کھیل شروع کر دیا تھا۔

ہیپو شہر میں جس قدر باغی ٹھہرے ہوئے تھے حملکو نے پوری طرح ان کا صفایا کر دیا تھا حملکو کی اس کامیابی پر ہیپو شہر کے کنعانیوں نے شاندار طریقے سے نہ صرف یہ کہ حملکو کا استقبال کیا بلکہ کئی روز تک وہ اس کے لئے ضیافتوں کا اہتمام کرتے ہوئے فتح کا جشن مناتے رہے۔ ہیپو کو فتح کرنے کے بعد حملکو اپنے لشکر کے ساتھ پھر حرکت میں آیا۔ اب باغیوں کے پاس صرف ٹیونش کا قصبہ رہ گیا تھا جو کہ بندرگاہ تھا اور جس پر باغیوں کا مستحکم قبضہ تھا لیکن اب کسی بھی جگہ حملکوبرقہ باغیوں کو معاف کرنے پر تیار نہ تھا ایک روز رات

کی تاریکی میں وہ ٹیونش پر حملہ آور ہوا اور ٹیونش میں جس قدر باغیوں کا لشکر تھا اس میں پوری طرح ان کا قتل عام کردیا اور ٹیونش کی بندرگاہ پر باغیوں کے جس قدر بحری جہاز کھڑے تھے ان پر حملکوبرقہ نے قبضہ کر لیا تھا۔

حملکوبرقہ کی ان شاندار فتوحات نے جہاں کنعانیوں کی سلطنت میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا وہاں حملکوبرقہ کی ان کامیابیوں نے اس کے لئے کنعانیوں کے دل بھی جیت لئے اب کنعانی عوام بڑی قوت اور بڑے پرجوش انداز میں یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ حملکوبرقہ کو کنعانیوں کا بادشاہ بنا دیا جائے لیکن حملکوبرقہ حکمران بن کر اپنی قوت اور اپنی صلاحیتوں کو زنگ آلود نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے چاہنے والوں سے یہ استدعا کی کہ حکمران بننے کے بجائے وہ کنعانی لوگوں کا سپہ سالار رہنا ہی پسند کرے گا اس لئے کہ سپہ سالار کی حیثیت سے وہ اپنے ملک کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کر سکتا ہے کنعانیوں نے حملکوبرقہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا حملکوبرقہ کو کنعانی لشکر کا مستقل طور پر سالار اعظم مقرر کر دیا تھا۔

حملکوبرقہ جو اپنی دلیری' شجاعت' دانش مندی اور فہم و فراست میں جواب نہیں رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کر دے وہ رومنوں کو اپنا بدترین دشمن سمجھتا تھا اور دل کی گہرائیوں سے ان سے نفرت اور کینہ رکھتا تھا۔ وہ دلی طور پر یہ چاہتا تھا کہ افریقہ میں باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد سسلی کا رخ کرے سسلی پر کنعانیوں کا قبضہ کرنے کے بعد وہ مغرب کی طرف بڑھے اور سسلی اور اسپین کے درمیان سارڈینیا اور کارسیکا پر حملہ آور ہو کر وہاں سے رومنوں کو نکالے اور پھر کنعانیوں کا قبضہ مستحکم کر دے یہ وہ سوچیں تھیں جنہیں برقہ مکمل کرنا چاہتا تھا لیکن ان کی تکمیل کے راستے میں بڑی دشواریاں اور رکاوٹیں تھیں۔ وہ اس طرح کہ سسلی' سارڈینیا اور کارسیکا پر قبضہ مستحکم کرنے کے لئے اسے ایک عظیم الشان بحری بیڑے کی ضرورت تھی جو اس وقت حملکوبرقہ کو میسر نہ تھا۔

○

ٹیونش کی بندرگاہ پر باغیوں کو آخری اور فیصلہ کن شکست دینے کے بعد ایک روز حملکوبرقہ سمندر کے کنارے اس جگہ آیا جہاں یوناف اور اس کی بیوی سمندر کے کنارے خشک ریت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حملکوبرقہ یوناف کے قریب ریت پر بیٹھ گیا اور اس نے سوالیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے میرے دوست میرے عزیز ماضی کے برخلاف گزشتہ جنگوں میں تم نے میری کارگزاری کو کیسا پایا؟ حملکوبرقہ کے اس سوال پر

یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ کہنے لگا بلاشبہ تم باغیوں کے خلاف اس طرح حرکت میں آئے ہو جس طرح میں دیکھنا چاہتا تھا۔ یقیناً" افریقہ کے باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد تم نے کنعانی قوم کے لئے ایک بہت بڑی اور قابل تعریف خدمت انجام دی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو حملکوبرقہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک اور سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا نمودار ہوا اور اسے کے دیکھتے ہی حملکوبرقہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا۔

وہ سوار حملکوبرقہ کے قریب آ کر گھوڑے سے چھلانگ لگا کر اترا۔ اس کے پیچھے گھوڑے پر ایک نو دس سال کا لڑکا بھی بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھتے ہی حملکوبرقہ اپنی جگہ سے تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا اور لڑکے کو اپنی چھاتی سے لپٹا کر اسے پیار کرنے لگا پھر وہ حملکوبرقہ نے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے اور اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے ملو یہ میرا بیٹا ہانی بال ہے۔ حملکوبرقہ کے الفاظ سن کر یوناف اور بیوسا اپنی جگہ سے اٹھے یوناف نے آگے بڑھ کر ہانی بال کو اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا بیوسا نے آگے بڑھ کر ہانی بال کی پیشانی چوم لی پھر حملکوبرقہ نے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہانی بال سے کہا کہ اے میرے فرزند یہ دونوں میاں بیوی ہیں جن کے نام یوناف اور بیوسا ہیں ان کے پاس کچھ مافوق الفطرت قوتیں ہیں جن کی وجہ سے جنگ میں بہترین اور سود مند مشورے یہ مجھے دیتے رہتے ہیں اے میرے بیٹے تم کہو تم نے قرطاجنہ سے یہاں آنے کی زحمت کیسے کی جواب میں حملکوبرقہ کا بیٹا ہانی بال کچھ کہنے کے بجائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا اپنے بیٹے کے یوں رونے پر حملکوبرقہ کچھ پریشان ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو تسلی دے کر چپ کرانے کے ساتھ وہ سوار جو اس کے بیٹے کو لے کر آیا تھا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور پھر پوچھا تم جانتے ہو کہ میرا بیٹا کیوں رو رہا ہے؟ اس پر وہ سوار بولا اور کہا آپ کا بیٹا اس لئے رو رہا ہے کہ آپ کی بیوی چند یوم بیمار رہ کر مر گئی ہے لہٰذا اس کی موت کے بعد میں آپ کے بیٹے کو آپ کے پاس پہنچانے کے لئے آیا ہوں یہ خبر سن کر حملکوبرقہ غمزدہ ہو گیا تھا اس کے آنسو بہہ نکلے تھے۔ پھر وہ اپنے بیٹے ہانی بال کی طرف بڑھا اور اس کو لپٹا لیا۔ تھوڑی دیر تک دونوں باپ بیٹا رو رو کر آنسو بہاتے رہے پھر یوناف آگے بڑھا اس نے دونوں باپ بیٹے کو الگ کیا اور ان کو تسلی دے کر چپ کرایا۔ تھوڑی دیر تک حملکوبرقہ سنبھل گیا اور اس نے آنے والے سوار سے کہا اب تم جاؤ اب میرا بیٹا جنگ میں میرے ساتھ رہے گا لہٰذا وہ سوار اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ یوناف' بیوسا' حملکوبرقہ اور اس کا بیٹا سمندر کے کنارے پھر ریت پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک چاروں

خاموش بیٹھے رہے پھر اس کے بعد حملکوبرقہ پھر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے دوست میرے بھائی اپنے بیٹے کی آمد سے پہلے میں تم سے یہ مشورہ کرنے آیا تھا کہ اب مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور خواہش یہ ہے کہ کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کروں اور یہ اس وقت ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کنعانیوں کے لئے سسلی کے علاوہ **سارڈینیا** اور جزیرہ کارسیکا پر بھی قبضہ کر لوں لیکن ایسا کرنے کے لئے تم جانتے ہو کہ مجھے ایک عظیم الشان بحری بیڑے کی ضرورت ہے۔ جب میں سسلی' **سارڈینیا** اور کارسیکا کی طرف بڑھوں گا تو رومن ضرور میرے خلاف حرکت میں آئیں گے اور سمندر میں مجھے روکنے کی کوشش کریں گے تم جانتے ہو کہ رومنوں کی بحری قوت اس وقت عروج پر ہے۔ لہٰذا سسلی' **سارڈینیا** اور کارسیکا پر قبضہ کرنے کے لئے مجھے رومنوں کو سمندر میں نیچا دکھانا ہو گا اور ان کے بحری بیڑے کو مکمل طور پر شکست دے کر مفلوج کرنا ہو گا اسی صورت میں ان جزائر پر قبضہ کر کے میں کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کر سکتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ میرے پاس ایسا بحری بیڑا نہیں جسے میں رومنوں کے خلاف استعمال کر سکوں میرے قبضے میں چند بحری جہاز ضرور آئے ہیں جو باغیوں کے تھے جن پر میں نے ٹیونش کی بندرگاہ پر قبضہ کیا ہے اور یہ اس قابل نہیں ہیں کہ میں ان کو بحری بیڑے کی شکل دے کر رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کر سکوں۔ لہٰذا میرے بھائی کوئی طریقہ قاعدہ کلیہ سوچو کہ بحری جنگ سے بچتے ہوئے رومنوں کے خلاف فتوحات حاصل کروں اور اپنی قوم کی عزت اور رفعت کر بڑھا لوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد حملکو برقہ جب خاموش ہوا تو یوناف کچھ دیر گردن جھکا کر خاموش رہا پھر وہ کہنے لگا سنو حملکو میرے دوست میرے عزیز میرے بھائی میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ہے کہ جس پر عمل کر کے تم یقیناً رومنوں کو بدترین شکست دیکر انکے نقصان اور انکی بربادی کا سبب بن سکتے ہو۔ سنو برقہ تمہیں کھلے سمندر میں رومنوں سے ٹکرا کر سسلی اور **سارڈینیا** اور کارسیکا پر حملہ آور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بحری جہاز تمہارے ہاتھ لگے ہیں ان کو استعمال کرو۔ ان بحری جہازوں کے ذریعے حرکت میں آکر اپنے لشکر کو سمندر عبور کر کے ہسپانیہ کی حدود میں لے جاؤ تم جانتے ہو ہسپانیہ میں تجارت کے سلسلے میں بہت سے کنعانی آباد ہیں جب تم ہسپانیہ پر حملہ آور ہو گے تو وہ کنعانی تمہارا ساتھ دیں گے انکے زریعے تمہیں اپنے لشکر کیلئے رسد اور کمک کا سامان فراہم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تم جب جلد اپنی طاقت اور قوت بڑھاتے ہوئے ہسپانیہ پر قابض ہو جاؤ ہسپانیہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی قوت کو خوب مستحکم اور مضبوط کرو اپنے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرو۔ جب یہ

کام تم کر چکو تو ہسپانیہ سے نکل کر خشکی کے راستہ تم اٹلی میں داخل ہو اور رومنوں پر خشکی پر ضرب لگاؤ مجھے یقین ہے کہ رومن خشکی پر تمہارے سامنے جم نہیں سکیں گے جو سسلی سارڈینیا اور کارسیکا میں ہیں اس طرح بحری جنگ کئے بغیر ہی وہ ان جزائر سے نکل کھڑے ہونگے تاکہ وہ خود کو مجتمع کر کے خشکی میں تمہارے ساتھ جنگ کر سکیں۔ اگر ان جنگوں میں ساتھ ساتھ تم اپنی قوت بڑھاتے رہو تو مجھے امید ہے کہ رومنوں کے خلاف تمہیں ایسی کامیابیاں حاصل ہونگی جو اس سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوئی ہونگی۔

یوناف کی یہ تجویز سن کر ہملکو برقہ ایسا خوش ہوا کہ اچھل کر وہ کھڑا ہو گیا آگے بڑھ کر وہ گھٹنوں کے بل یوناف کے سامنے گرا پھر وہ یوناف کو گلے لگا کر خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ اسکے بعد وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم نے مجھے بہت مفید مشورہ دیا ہے میں واقعی اگر افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ پر حملہ آور ہو سکتا ہوں لیکن میرے بھائی اس معاملے میں ایک رکاوٹ اور تشویش ہے اور وہ یہ کہ میرے حکمران کبھی بھی مجھے افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت نہیں دیں گے اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا کہ تم ان پر ظاہر ہی نہ کرو کہ تم ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے لگے ہو تم انکو یہ ہی پیغام پہنچاؤ کہ تم افریقہ کے مغربی اور دور دراز کے وحشی قبائل کو زیر کر کے انکے خلاف فتوحات حاصل کر کے کنعانیوں کی سلطنت کو وسیع کرنا چاہتے ہو یہ چکر دے کر تم ہسپانیہ میں داخل ہو جاؤ اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرو یوناف کی یہ تجویز سن کر ہملکو برقہ مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔

○

عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ چاروں نے اشکانیوں کے مرکزی شہر دارا سے باہر ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا ایک روز عارب نبیطہ اور زروعہ سرائے کے کمرے میں بیٹھے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ سطرون باہر سے کمرے میں داخل ہوا وہ بڑا سنجیدہ اور کسی قدر تفکرات میں ڈوبا ہوا لگتا تھا ان تینوں کے سامنے وہ آکر بیٹھ گیا پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میرے ساتھیو میرے ساتھ آج ایک ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب' نبیطہ اور زروعہ تینوں نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر عارب بولا اور سطرون سے پوچھا کہ سنو سطرون تمہارے چہرے سے یوں لگتا ہے جیسے تم کسی شے سے بے حد متاثر ہوئے ہو کہو تمہارے ساتھ کیا

معاملہ پیش آیا سطرون تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اور عارب کے پیچھے جو اسکی نیلی دھند کی قوتیں پھیلی اور بکھری ہوئی تھیں انکی طرف غور سے دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا میرے عزیز و میرے ساتھیو میں نے اس دارا شہر کے نواح میں ایک عجیب و غریب لڑکی دیکھی ہے جو اپنے حسن میں طائر فردوس اور شوخ و طرار لڑکی ہے اسکی خوبصورتی حیات بخش ہے اسکی آواز آبشاروں کا ترنم اور اسکی سانس پھولوں کی مہک ہے اس لڑکی کا جسم شباب کی امنگوں کا ابلتا چشمہ ہے۔ جبکہ اسکے چہرے پر نسوانی وقار اور طلسمات کے شگرفی رنگ برستے ہیں پہلی نظر میں وہ لڑکی مجھے کوکب سحرا اور اوس میں رچی خوشبو لگی اسکے حسن اسکی خوبصورتی اسکی جوانی اسکی کشش اسکے جذب نے میرے دل میں تجسس اور ذہن میں تحیر بھر کر رکھ دیا ہے۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب نبیطہ اور زروعہ تینوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر عارب بولا اور سطرون سے پوچھنے لگا وہ کونسی لڑکی ہے جسے دیکھ کر تمہاری یہ کیفیت ہو گئی ہے۔ اور تم نے اسے کہاں اور کس جگہ دیکھا ہے۔ اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا سنو ساتھیو میں دارا شہر کے مغرب میں بہنے والی ندی کی طرف چلا گیا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی کو اپنا ریوڑ چراتے ہوئے دیکھا اسکے ساتھ اسکا بھائی بھی تھا۔ لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ ہو گی جبکہ لڑکا چودہ پندرہ برس سے زیادہ نہ ہو گا۔ بس یہی وہ لڑکی ہے جسکے حسن جسکی جوانی نے مجھے متاثر کیا ہے شام کو پھر اس لڑکی کی طرف جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کہاں رہتی ہے پھر اس کے گھر جاؤں گا اور اس لڑکی کے گھر والوں سے اس لڑکی کا رشتہ طلب کروں گا میں اس لڑکی سے شادی کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا شام کو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ لڑکی کیسی اور کس قدر خوبصورت ہے یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو سطرون نے اس بار زروعہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سنو زروعہ اگر میں اس لڑکی کو اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں تو تمہیں اس سلسلے میں کوئی اعتراض تو نہ ہو گا اس پر زروعہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی نہیں تم اس جیسی اور لڑکیوں کو بھی اپنی زندگی کا ساتھی بناؤ تب بھی مجھے تمہارے ان اقدام پر کوئی اعتراض اور احتجاج نہیں ہو گا زروعہ کا جواب سن کر سطرون خوش ہو گیا وہ عارب کی طرف دیکھ کر کہنے لگا سنو عارب میرے خیال میں شام سے کچھ پہلے وہ لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ریوڑ کو ہانک کر ضرور اپنے گھر کی طرف جائے گی۔ پس شام سے کچھ پہلے اس لڑکی کی طرف جائیں گے پھر

میں تمہیں وہ لڑکی دکھاؤں گا اور پھر تم دیکھنا کہ وہ کیسی خوبصورت اور حسین ہے۔ عارب نے سطرون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ وقت گزارنے کیلئے باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔

○

شام سے تھوڑی دیر پہلے سطرون عارب زروبد اور نبیطہ سرائے سے نکل کر دارا شہر کے مغرب میں ان کھلی وادیوں کی طرف گئے جن کے بیچوں بیچ ایک ندی بہتی تھی جس کے کنارے کافی بلند تھے اور جسکے اندر نیلے پانی کی ایک دھار اسکے درمیان بہتی تھی انہوں نے دیکھا کہ اس ندی کے کنارے چھوٹا سا ایک ریوڑ چر رہا تھا اور ریوڑ کے ایک طرف ایک لڑکی اور لڑکا ایک چٹان پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ سطرون نے اس لڑکی اور لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہی لڑکی ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے اسکے ساتھ اسکا بھائی بیٹھا ہوا ہے اس پر عارب بولا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو سطرون ایسا کرتے ہیں کہ یہاں سے سیدھا آگے جاتے ہیں اور دونوں بھائی بہن کے پاس سے گزرتے ہیں اس طرح ہم یہ بھی اندازہ لگا لیں گے کہ وہ لڑکی کیسی خوبصورت ہے پھر تھوڑا سا آگے نکل کر ہم اوٹ میں بیٹھ جائیں گے اور ان دونوں پر دھیان رکھیں گے جب یہ سورج غروب ہونے کے قریب اپنے ریوڑ کو ہانک کر چلیں گے تو ہم وہیں بیٹھے رہیں گے جب کہ تم ان دونوں کے پیچھے لگ جانا اور جس گھر میں داخل ہوں وہاں داخل ہو کر اسکے ماں باپ سے اس کا رشتہ طلب کرنا سطرون نے عارب کی اس تجویز کو پسند کیا لہذا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

اس لڑکی اور اسکے بھائی کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ چاروں ندی کے اندر اتر گئے تھے ندی میں جا کر عارب سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو سطرون تمہارا کہنا درست ہی تھا وہ لڑکی واقعی شب عروسی کے قصے کی طرح حسین اور سحر و جذب میں اپنا جواب نہیں رکھتی وہ عروس فطرت کے حسن شاداب کی طرح روح کو پرفشاں کر دینے والی ایک لڑکی ہے اسکے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اسکے خوبصورت اور حسین چہرے پر ستاروں جیسا میٹھا اور مدھ بھرا تبسم تھا اور اسکا جسم مجھے شام کے زرپاش جلوؤں اور مثل رنگ سحر محسوس ہوا تھا سنو سطرون جس انداز میں تم نے اس لڑکی کی تعریف کی تھی واقعی یہ لڑکی اس تعریف پر صحیح پوری اترتی ہے تم نے اس لڑکی کو اپنانے اور اسے اپنا ساتھی بنانے کا جو فیصلہ کیا ہے تو اس فیصلے کو میں بہترین فیصلہ قرار دے سکتا ہوں اس لڑکی کی یوں تعریف کرنے پر سطرون نے عارب کا شکریہ ادا کیا

پھر وہ ندی کے اندر خشک ریت پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے وہ لڑکی اور اسکا بھائی جب اپنے ریوڑ کو سمیٹتے ہوئے ایک طرف ہانکنے لگے تھے تو عارب نے فوراً سطرون کو مخاطب کر کے کہا سنو سطرون وہ دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو ہانکنے لگے ہیں لہذا تم انکے تعاقب میں لگ جاؤ اس پر سطرون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ فاصلہ رکھ کر ان دونوں بہن بھائی کے پیچھے لگ گیا تھا۔ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے ندی کے کناروں سے ذرا ہٹ کر شمال کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ کوئی آدھا میل آگے جا کر ندی کے کنارے ایک بستی آ گئی تھی جسکے مکانوں کا سلسلہ ندی کے کنارے کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے اس بستی کے ایک گھر میں داخل ہو گئے تھے سطرون تھوڑی دیر باہر رک کر انتظار کرتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور اس مکان کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اسی لڑکے نے دروازہ کھولا تھا جو تھوڑی دیر پہلے اپنی بہن کے ساتھ ریوڑ کو ہانکتا ہوا گھر آیا تھا۔ سطرون نے بڑی نرمی بڑے پیار سے اس لڑکے کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے خوش نصیب بچے تیرا نام کیا ہے؟ اس پر وہ لڑکا بولا اور کہنے لگا میرا نام بابک ہے۔ سطرون نے پھر پوچھا تھا تمہارے گھر میں کوئی بڑی عمر کا مرد ہے جس سے میں ایک موضوع پر گفتگو کر سکوں اور سنو تم گھر کے کتنے افراد ہو اس پر بابک پھر بولا اور کہنے لگا ہم گھر کے صرف تین افراد ہیں ایک میں ایک میری بہن میدخت اور ایک ہمارا دادا سابور ہے۔ اس پر سطرون پھر بولا اور بڑی تیزی سے پوچھا اور تمہارے ماں باپ کہاں ہیں اس پر بابک بولا ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں ہم اپنے دادا کے پاس رہ رہے ہیں اور ریوڑ چرا کر گزر بسر کرتے ہیں اس پر سطرون پھر کہنے لگا میں ایک اہم موضوع پر تمہارے دادا سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تم اپنے دادا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ سطرون نام کا ایک جوان اس سے ملنا چاہتا ہے اس پر وہ لڑکا بولا اور سطرون سے کہنے لگا آپ یہیں رکیں میں ابھی اپنے دادا سے بات کر کے آتا ہوں اسکے ساتھ ہی وہ لڑکا بھاگتا ہوا اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور سطرون سے کہنے لگا میرے دادا جنکا نام میں نے آپ کو سابور بتایا ہے وہ دیوان خانے میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اسکے ساتھ ہی سطرون اس لڑکے کے ساتھ اسکے گھر میں داخل ہوا وہ لڑکا اسے مکان کے دائیں جانب دیوان خانے میں لے گیا جہاں ایک بوڑھا پہلے سے وہاں بیٹھا شاید سطرون ہی کا انتظار کر رہا تھا اپنی عمر کے لحاظ سے وہ بوڑھا اسی () برس کے قریب ہو گا سطرون جب اندر داخل ہوا تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سطرون کا استقبال کیا وہ لڑکا سطرون کو کمرے میں چھوڑ کر مکان کے دوسرے حصے کی

طرف چلا گیا تھا۔ سطرون اس بوڑھے کے قریب بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر سطرون اس بوڑھے سابور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر میں ایک سچی بات کہوں تو آپ اس کا برا تو نہیں مانو گے؟ جواب میں بوڑھا سابور بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے اجنبی میں نہیں جانتا تمہارا کیا نام ہے تم کون ہو اور کس مقصد کیلئے تم مجھ سے ملنے کیلئے آئے ہو بہرحال تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو میں برا نہیں مانوں گا اس پر سطرون پھر بولا اور کہنے لگا میرا نام سطرون ہے اور میں بہت کھاتے پیتے اور صاحب حیثیت لوگوں میں سے ایک ہوں اصل بات یہ ہے کہ میں آپکی پوتی میدخت کو کئی بار اپنا ریوڑ چراتے ہوئے دیکھ چکا ہوں میں اسے پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنا لوں اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے گزارش کر سکوں کہ تم اپنی پوتی میدخت کو مجھ سے بیاہ دو۔ سطرون کی یہ بات سن کر بوڑھے کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے ہمدردانہ انداز میں کہنے لگا۔

سنو سطرون جو بات تم نے کہی ہے اس میں برا ماننے کا کوئی پہلو نہیں ہے کیونکہ جس گھر میں بیٹی ہوتی ہے وہاں اس طرح کے پیغام آیا ہی کرتے ہیں جو تم نے سوال کیا ہے میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ میری پوتی میدخت کی سگائی اور منگنی پہلے ہی ہمارے ہمسایوں کے لڑکے سے ہو چکی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے ہیں لہٰذا میں میدخت کو تمہارے ساتھ کیسے اور کیونکر منسوب کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر میدخت کی بات میرے ہمسایوں کے لڑکے سے طے نہ ہوتی تو میں تمہارے معاملے پر ضرور غور کرتا۔ بوڑھے سابور کی یہ بات سن کر غصے اور غضب میں سطرون کا چہرہ تبدیل ہونے لگا تھا لیکن جلد ہی کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا کہنے لگا کہ اگر میدخت کی پہلے ہی کہیں سگائی ہو چکی ہے تو پھر مجھے اسے اپنا ہمسفر بنانے کا کوئی حق نہیں اسکے ساتھ ہی سطرون سابور کے کسی جواب یا ردعمل کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل کر صحن میں آیا اور اس نے دیکھا کہ کمرے کے دروازے کے قریب ہی میدخت اور اس کا بھائی بابک شاید اسکی ساری گفتگو سن چکے تھے۔ سطرون نے ایک گہری نگاہ میدخت پر ڈالی پھر وہ صحن کو عبور کرتا ہوا مکان سے نکل گیا تھا۔

دوسرے روز سطرون حرکت میں آیا بدی کی ابتداء کی اور میدخت کے منگیتر کو اس نے اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جب وہ بستی کے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔ چند روز کا وقفہ ڈال کر سطرون پھر سابور کے ہاں داخل ہوا اس وقت سابور اپنے صحن میں

پریشانی کی حالت میں ایک کھاٹ پر بیٹھا ہوا تھا سطرون اسکے سامنے دوسری کھاٹ پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک وہ میدخت کے منسوب کی موت پر سابور کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا رہا پھر وہ اپنے مطلب کی طرف آیا اور کہنے لگا۔

اے بزرگ سابور تم جانتے ہو میں پہلے بھی میدخت کے رشتے سے متعلق تمہارے، پاس حاضر ہوا تھا اب جبکہ میدخت کا جو منسوب ہے کسی ظالم شخص نے اسے قتل کر دیا ہے تو پھر میں میدخت کو اپنا ساتھی بنانے کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں سطرون کی یہ گفتگو سن کر اس بوڑھے کا چہرہ لال سرخ ہو گیا تھا پھر وہ بولا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو اجنبی! اچھا ہوا تم اس وقت آئے ہو جب میری پوتی اور پوتا دونوں ہی ریوڑ چرانے باہر گئے ہوئے ہیں۔ سنو تم کسی طرح بھی میری پوتی میدخت کو اپنا ساتھی بنانے کے لائق نہیں ہو جب تم پہلی بار مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے تو میں تمہاری اصلیت سے آگاہ نہیں تھا۔ اس بار تم آئے تو میرے تمہارے متعلق کیا جذبات ہیں سنو میں تمہیں بتاتا ہوں گو میں مانتا ہوں کہ میدخت کا منسوب مارا جا چکا ہے لیکن یہ بات اپنے دل میں رکھو کہ میدخت اور اسکا بھائی اور خود میں بھی اس بات کے قائل ہیں کہ میدخت کے منگیتر کو قتل کرنے والے تم ہو کیونکہ اسکے قتل سے صرف ایک دن پہلے تم میدخت کو مجھ سے مانگنے کے لئے آئے تھے اور جس دن تم مجھ سے مانگنے آئے اس سے دوسرے روز تم نے میدخت کے منسوب کو کھیتوں میں قتل کر دیا سن اجنبی اس طرح کا معاملہ پہلے کبھی ہماری ان بستیوں میں نہیں ہوا لہٰذا تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے اس لئے کہ اگر میں نے آواز دیکر ہمسایوں سے یہ کہہ دیا کہ تم انکے بیٹے کے قاتل ہو تو معاملہ بہت بڑھ جائے گا لوگ تجھے ماریں گے پیٹیں گے تیری ذات پر تھوکیں گے لہٰذا تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے سابور کی یہ گفتگو سن کر سطرون کی حالت قہر و ریخت، سفاک تقدیر، گرم جوالا اور موت کے تاریک ہیولوں کی سی ہو کر رہ گئی تھی اسکی آنکھوں میں بے یقینی کے دھندلکے اور بے انت رتوں کا عذاب جوش مارنے لگا تھا اسکے چہرے پر حقیقت کے جمال کی جگہ اسم افروز بیداریاں، تواضع و چاہت کی جگہ سلگتی نظروں کی آنچ اور نرمی اور ملاطفت کی جگہ پھٹتے بارود کی سی کیفیت رقص کرنے لگی تھی۔ پھر وہ بولا اور بوڑھے سابور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن بوڑھے سابور تو میری اصلیت اور میری حقیقت [illegible] نہیں میں ایسی قوت اور طاقت رکھتا ہوں کہ اگر تو میدخت کو میرے ساتھ بیاہنا نہ بھی چاہے تو بھی میں میدخت کو

زبردستی حاصل کر سکتا ہوں یہ الفاظ سن کر بوڑھے سابور کا چہرہ غصے میں لال سرخ ہو گیا تھا وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سطرون اپنی جگہ سے اٹھا ایک ہاتھ اسکے منہ پر رکھا اور دوسرا اسکی گردن پر لے گیا پھر بوڑھے سابور کو اس نے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اس کا خاتمہ کرنے کے بعد اسے لاش کی صورت میں چارپائی پر بچھا کر اس پر ایک چادر ڈال دی۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔

سطرون اس جگہ آیا جہاں ندی کے کنارے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو چراتے تھے اس وقت وہ دونوں بہن بھائی ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے آپس میں خوش گپیاں کر رہے تھے۔ سامنے ندی کے کنارے انکا ریوڑ چر رہا تھا سطرون ان دونوں کے پاس آیا وہ دونوں اسے دیکھ کر پریشان اور فکر مند ہو گئے انکے قریب آ کر سطرون نے غور سے میدخت کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میدخت شاید تمہیں تمہارے دادا نے بتا دیا ہو گا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور تمہیں اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ اگر تو انکار کرے تب بھی میں تجھے حاصل کر سکتا ہوں اس پر میدخت غصے اور خفگی میں بولی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ تم میرے منسوب کے قاتل ہو سطرون نے بڑی ڈھٹائی سے کہا میں صرف تمہارے منسوب ہی کا قاتل نہیں بلکہ ابھی میں تھوڑی دیر پہلے تمہارے دادا کا بھی خاتمہ کر کے آیا ہوں اس لئے کہ اس نے مجھے تمہارے ساتھ بیاہنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب تم دونوں میرے ساتھ چلو اور اگر انکار کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر میدخت آپے سے باہر ہو گئی تھی وہ چاہتی تھی کہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی سطرون کو دے مارے کہ سطرون آگے بڑھا ایک ساتھ اس نے دونوں بہن بھائی کو دبوچ لیا پھر وہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا اور دوسرے ہی لمحے اس نے میدخت اور اسکے بھائی بابک کو دارا شہر کے باہر سرائے کے اس کمرے میں پہنچا دیا تھا جہاں اس نے قیام کر رکھا تھا۔

میدخت اور بابک کو ایک چارپائی پر گرانے کے بعد سطرون کمرے میں بیٹھے ہوئے عارب زروعہ اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے ساتھیو یہ ہے وہ لڑکی جس کا نام میدخت ہے اور جسے میں پسند کرتا ہوں میں اسے آج زبردستی اسکے بھائی کے ساتھ اٹھا لایا ہوں۔ آج سے یہ میری بیوی ہے اور اسکا بھائی میرے ساتھ رہے گا تاکہ یہ اپنی بہن کی جدائی میں ادھر ادھر بھاگتا اور شور نہ مچاتا پھرے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی بے چارے جواب میں کچھ بھی نہ کہہ سکے تھے کیونکہ وہ سطرون کی ان سری قوتوں کو جنہیں استعمال کرتے ہوئے وہ ان دونوں کو پلک جھپکتے ہوئے سرائے میں لے آیا تھا۔ بڑے

پریشان اور فکر مند تھے۔ وہ دونوں عجیب سے خوفزدہ سے انداز میں سطرون کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ اس موقع پر سطرون نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ میدخت کا بھائی بابک تو تمہارے ساتھ اسی کمرے میں ہی قیام کرے گا۔ جبکہ میں اپنے اور میدخت کے لئے ایک علیحدہ کمرہ کا انتظام کرتا ہوں۔ اس مقصد کیلئے میں سرائے کے مالک کی طرف جاتا ہوں تاکہ وہ مجھے ایک اور کمرہ مہیا کر دے۔ اتنی دیر تک تم لوگ ان دونوں بہن بھائی پر نگاہ رکھنا اسکے ساتھ ہی سطرون اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا نے تیونس کی بندرگاہ پر ہملکو برقہ کے لشکر میں ایک خیمہ میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ وہ دونوں میاں بیوی شام کے وقت اکٹھے بیٹھے تھے اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف چونک کر مستعد سا ہو گیا۔ بیوسا بھی ابلیکا کی گفتگو سننے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ اپنا ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا فوراً بولی اور کہنے لگی یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی فوراً اٹھ کھڑے ہو اور سطرون کے خلاف ایک مہم کیلئے تیار ہو جاؤ اسکے بعد ابلیکا نے سطرون کے ہاتھوں میدخت اور بابک کی بے بسی اور میدخت کے منسوب اور اسکے دادا کے قتل کی پوری روداد سنا ڈالی تھی۔ یہ بات سننے کے بعد یوناف بے چین ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بیوسا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی میں تم دونوں کے ساتھ ہوں ابھی اور اسی وقت ایران میں دارا شہر کے پاس اس سرائے کی طرف کوچ کرو جس میں سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ نے قیام کر رکھا ہے میں اس سرائے تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں عارب نبیطہ اور عارب کی نیلی دھند کی قوتوں کو میں سنبھال لوں گی تم سطرون پر وارد ہونا جبکہ اگر زروعہ بھی حرکت میں آئی تو اسکے سامنے بیوسا جم جائے گی۔ اس طرح ہم ان سے میدخت اور اسکے بھائی بابک کو چھڑا کر نیکی کا ایک کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور طوفانی انداز میں وہ تیونس کی بندرگاہ سے ایران کے شہر دارا کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

عارب نبیطہ اور زروعہ سرائے کے کمرے میں بڑی بے چینی سے سطرون کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سطرون لوٹا اسکے ہاتھ میں ایک چابی تھی جسے اس نے

عارب کو دکھاتے ہوئے کہا دیکھ میرے ساتھی میں اپنے اس کمرے سے ایک کمرہ چھوڑ کر اگلا کمرہ سرائے کے مالک سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب میں اس میدخت نام کی لڑکی کو اس کمرے میں لے جاتا ہوں تم اس کے بھائی کو یہیں روکے رکھو اب یہ دونوں مستقل ہمارے ساتھ رہیں گے۔ اس پر سطرون آگے بڑھا میدخت کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس نے اوپر اٹھایا اس پر میدخت کا بھائی بابک بے چارہ ان سب کی منت سماجت کرنے لگا وہ کبھی عارب کبھی سطرون اور کبھی نبیطہ اور زروعہ کے پاؤں پکڑتا اور باری باری ان سے التجا اور فریاد کرتا کہ ان دونوں بہن بھائی کو چھوڑ دیا جائے اور یہ کہ اسکی بہن کو بے آبرو نہ کیا جائے لیکن عارب سطرو نبیطہ اور زروعہ میں سے کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی جب وہ زیادہ ہی منت سماجت پر اتر آیا تو سطرون نے بڑی سفاکی سے اپنے پاؤں کی ایک ضرب اسکی پسلیوں پر لگائی اور وہ لڑکا بے چارہ بل کھاتا ہوا کمرے کے ایک کونے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں جا پڑا تھا۔

اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے میدخت بے چاری پنجرے میں بند کسی پرندے کی طرح تڑپ اٹھی تھی اپنا ہاتھ چھڑا کر اس نے بھائی کی طرف بھاگنا چاہا لیکن اس کے بازو پر سطرون کی گرفت ایسی مضبوط اور سخت تھی کہ وہ اپنا آپ چھڑا نہ سکی تھی بے چاری تڑپ کر اور پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی اور پریشان کن آواز میں کہنے لگی۔

کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم سب لوگ پست اور پامال ہو گیا تم سب ہی اعمال نامہ گناہگار کی طرح سیاہ اور جنس زدہ مخلوق ہو گیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم سب ہی موت کی مشعلیں روشن کرنے والے ہو پر سنو گمراہی سے گام ملا کر چلنے والو کفن فروشی گور کنی کرنے والو بچوں کی چیخوں ار عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں، عصمتوں کے ملبوں پر قہقہے لگانے والو سنو شرف آدمیت کے دشمنو! نفس کے اسیرو! اگر اس وقت میرے وقت کی طنابیں اور لگامیں تمہارے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں تو مت بھولو اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا بھی ہے جو خالق اور مالک کہلاتا ہے۔ تمہارے جبر تمہارے ستم تمہارے ظلم کے سامنے میں اسی کے آگے فریاد کرتی ہوں اپنی اقبال مندی پر قہقہے لگانے والو اس کائنات کے خالق کے قہر کی لاٹھی سے ڈرو سطرون، عارب، زروعہ، یا نبیطہ میں سے کسی نے بھی میدخت کی اس گفتگو کا جواب نہ دیا بلکہ اس گفتگو سے سطرون کی حالت لمحہ بہ لمحہ غضبناک ہو گئی تھی اور وہ غصے میں سانپ کی طرح پھنکارنے لگا تھا۔

سطرون میدخت کو جب زبردستی کھینچتا اور گھسیٹتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے قریب آیا تو اچانک اس دروازے کے باہر یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے یوناف کو دیکھتے ہی

سطرون غضبناک ہو گیا۔ میدخت کا پکڑا ہوا ہاتھ اس نے چھوڑ دیا میدخت بے چاری نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور بھاگ کر وہ اپنے بھائی کی طرف گئی اسے اپنی گود میں سمیٹ کر ڈھارس تسلی اور دلاسہ دینے لگی تھی۔ بابک اپنے آپ کو اپنی بہن کی گود میں دیکھ کر کچھ سنبھل گیا تھا اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ عین اس موقع پر سطرون نے جوش مارتے الاؤ کی طرح یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے! خیر کے گماشتے! میری راہ سے ہٹ جا یہ لڑکی اب میری ملکیت ہے میں اسے اپنی بیوی بنا چکا ہوں میں جانتا ہوں تو اسکی مدد کے لئے آیا ہو گا لیکن اگر تو نے میرے راستے کی دیوار میری راہ کا روڑا بننے کی کوشش کی تو پھر لکھ رکھ میں تیرے تصور تیرے تخیل تیرے یقین تمناؤں اور تیری امیدوں تیری خواہشوں میں عذابوں کا فشار موت کے سناٹے بھر کر رکھ دوں گا قبل اس کے کہ سرائے کے اس کمرے سے باہر میں تیرے اور تیری بیوی بیوسا کیلئے کفن فروش اور گورکن ثابت ہوں میں تم دونوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم دونوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر میدخت کے چہرے پر کچھ امید اور رونق نمودار ہو گئی پھر وہ اپنے بھائی بابک کو مخاطب کر کے کہنے لگی سن بابک میرے بھائی لگتا ہے جو لوگ مجھے اٹھا کر لائے ہیں یہ بدی اور گناہ کے مجسم ہیں اور یہ جو دونوں میاں بیوی اس سطرون نام کے جوان کی راہ روکے کھڑے ہیں اور جنہیں اس سطرون نے نیکی کے نمائندے کہہ کر پکارا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس کائنات کے خالق نے میرے آنسوؤں اور آہوں میں ڈوبی ہوئی دعا کو قبول کیا ہے دیکھ میرے بھائی میں یہ محسوس کر رہی ہوں جیسے اس کمرے میں اب نیکی اور بدی کی قوتیں آپس میں ٹکرائیں گی شاید یہ کمرے میں قیام کرنے والے اور یہ باہر سے آنے والے دونوں میاں بیوی پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ماضی میں بھی یہ ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے ہوں سطرون کی گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ آنے والے بھی کوئی معمولی قوت والے نہیں میرا خیال ہے کہ وہ بھی ان ہی جیسے مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہوں گے۔ بس میرے بھائی مجھے امید لگ چکی ہے کہ میری آبرو سرعام لٹے گی نہیں بلکہ ہم دونوں بہن بھائیوں کی جان بچ جائے گی یہ دونوں آنے والے نیکی کے نمائندے شاید ہمارے نجات دہندہ ہی ثابت ہوں۔

یہاں تک کہتے کہتے میدخت خاموش ہو گئی اس لئے کہ اس نے دیکھا سطرون کی گفتگو کے جواب میں یوناف کے چہرے کی شکنوں میں غضب کی خونخواری، بھیانک عداوتیں اور نہ تھمنے والے طوفان جوش مارنے لگے تھے جبکہ اسکی آنکھوں کے اندر مرگ کے خونی بھنور

رقص کر رہے تھے ایسا لگتا تھا سطرون کی گفتگو سن کر یوناف کے اندر سنسان اجاڑ، بھبھوکا سی چنگاریاں اور سلگتی خزائیں جوش مارنے لگی ہوں۔ تھوڑی دیر تک یوناف کی ایسی کیفیت رہی پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون تیری عداوت اور رقابت تیرے رشک و حسد تیرے غرور و نخوت تیری آتش مزاجی و تمرد تیری قسادت قلبی اور حیوانی طلب کے سامنے میں نیکی کا ایک نمائندہ بن کر آیا ہوں میں تم لوگوں سے ٹکرانا نہیں چاہتا پر میں تم لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑکی اور اسکا بھائی دونوں میرے حوالے کر دو۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سطرون نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تیرے حوالے کیسے کر دوں جبکہ یہ لڑکی میری بیوی ہے۔ اور میری بیوی کی حیثیت سے وہ تیرے ساتھ کیوں جانا پسند کرے گی۔ سطرون کی گفتگو کے جواب میں یوناف کہنے لگا اگر تو اس لڑکی کو اپنی بیوی ہی کہتا ہے تو ذرا اس سے پوچھ کر تو دیکھ یہ میرے ساتھ جانے پر آمادہ ہے کہ نہیں یوناف کی اس گفتگو پر سطرون کے چہرے پر بڑی غضبناکیاں پھیل گئی تھیں پھر بڑی خونخواری سے اس نے میدخت اور بابک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا سنو میدخت اور بابک کیا تم دونوں اس اجنبی کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہو اس پر میدخت فورا بولی اور کہنے لگی ہاں ہم دونوں بہن بھائی ان دونوں اجنبیوں کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں میدخت کی یہ گفتگو سن کر سطرون بڑی تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا اور چاہتا تھا کہ اپنے پاؤں کی ایک لات وہ میدخت کو دے مارے کہ اسی وقت یوناف ہواؤں کے وحشی بہاؤ کی طرح جوش میں آیا اور اعصابی ضعف طاری کر دینے والا ایک مکا اس نے سطرون کی گردن پر دے مارا تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ سطرون ایک طرف جھک سا گیا اور میدخت اسکے پاؤں کی ضرب سے محفوظ رہ گئی تھی یوناف کا مکا کھانے کے بعد سطرون اور زیادہ خونخوار کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ اس موقع پر اچانک زروعہ حرکت میں آئی اس نے ایک زہریلی اور لمبی چھلانگ بیوسا پر لگائی تھی اور بیوسا پر اس نے لگاتار گھونسوں اور مکوں کی بارش کر دی تھی۔ زروعہ نے آنا" فانا" بیوسا کو اپنے نیچے گرا لیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ زروعہ طاقت اور قوت میں بیوسا سے کہیں زیادہ ہو۔ بیوسا بیچاری کی یہ حالت دیکھتے ہی یوناف زروعہ کی طرف لپکا اس نے دو گھونسے زروعہ کے ایسے مارے کہ زروعہ بل کھاتی اور چیختی پیچھے ہٹتی تھی عین اس موقع پر سطرون رگوں میں اچھلتے خون، نخش ناتک اور راہوں کے آشوب کی طرح حرکت میں آیا اندھیروں کے بھنور اور زہر آلود تشدد کی مانند وہ یوناف پر حملہ آور ہوا لگاتار کئی ضربیں اس نے یوناف کی گردن اسکے چہرے اور اسکے کاندھوں اور پیٹ پر بھی دے ماری تھیں۔ ان ضربوں کے

منہ سے خون بھی بہہ نکلا تھا۔

سامنے یوناف بے چارا بری طرح کراہ اٹھا تھا اور اسکے منہ سے خون بھی بہہ نکلا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ ایسے موقع پر عارب نیبطہ اور عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی یوناف اور بیوسا کے خلاف حرکت میں آنا چاہ رہی تھیں مگر وہ آگے نہ بڑھ پا رہی تھیں شاید ابلیکا انکے خلاف حرکت میں آ چکی تھی اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک کہ عارب نیبطہ اور انکی نیلی دھند کی قوتیں بری طرح چیخنے لگی تھیں شاید ابلیکا نے ان پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یہ کیفیت دیکھتے ہوئے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی کمرے سے باہر نکل آئے تھے سطرون کے ہاتھوں بری طرح پٹنے کے بعد یوناف ایک بار پھر کھڑا ہوا اس نے آگے بڑھ کر سطرون کو ضرب لگانا چاہی لیکن سطرون نے ہوا میں ہی اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر روک لیا پھر گردن کے نیچے یوناف کے اس نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ یوناف ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا عین اس موقع پر زروعہ پھر بیوسا پر حملہ آور ہوئی تھی وہ چاہتی تھی کہ پہلے کی طرح بیوسا کو پھر پیچھے گرا کر اسکی پٹائی کرے لیکن یوناف پھر طوفان کی طرح حرکت میں آیا تھا ایک طرف سے ہٹ کر اس نے سطرون سے پہلو بچایا پھر پاؤں کی ایک ایسی ٹھوکر زروعہ کی گردن کے نیچے لگائی کہ زروعہ انتہائی شدت کی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے پشت کی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ اس طرح زروعہ پر ضرب لگا کر یوناف نے بیوسا کو اسکے حملے سے بچا لیا تھا لیکن اس وقت تک سطرون پھر یوناف پر حملہ آور ہو چکا تھا۔

سطرون نے پہلے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر یوناف کے پیٹ پر ماری پھر اسکی پیٹھ پر لگاتار اس نے دو تین گھونسے ایسے مارے کہ یوناف اسکی ضربوں کی شدت سے دوہرا ہو کر کراہ رہا تھا۔ قبل اسکے کہ سطرون یوناف پر مزید ضربیں لگاتا اچانک وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور پیٹھ کے بل گر گیا شاید ابلیکا اسکے خلاف بھی حرکت میں آ گئی تھی اور اس پر ضرب لگا کر یوناف کی مدد کی تھی۔

یوناف نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جونہی اسکے قریب سطرون نے بے بسی کی حالت میں گرا وہ بھاگ کر میدخت کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا دیکھ میری بہن یہ شیطانی نمائندے اور گناہ کے گماشتے ہیں دیکھ تو اور تیرا بھائی ہمارے ساتھ آؤ میرا نام یوناف ہے اور وہ لڑکی جو میرے ساتھ آئی ہے میری بیوی ہے اور اس کا نام بیوسا ہے ہم تم دونوں بہن بھائی کی ان ظالموں اور ستم گروں کے ہاتھوں سے جان بچانا چاہتے ہیں اس پر میدخت فورا بولی اور کہنے لگی میں اور میرا بھائی بابک تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہیں اس پر یوناف نے آنکھ سے بیوسا کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں وہ

حرکت میں آئی یوناف نے میدخت کا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ بیوسا بھاگ کر آگے بڑھی اس نے میدخت کے بھائی بابک کا بازو پکڑا پھر وہ دونوں کو کھینچتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بھاگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سطرون اور زروعہ بھی اٹھ کر انکے پیچھے پیچھے بھاگے تھے تاکہ انہیں سیڑھیوں سے نیچے نہ اترنے دیں سیڑھیوں کے نزدیک جا کر اچانک یوناف نے میدخت کا ہاتھ چھوڑ دیا عین اس موقع پر جب پیچھے کی طرف سے سطرون اس پر ضرب لگانے لگا تو یوناف نے اسکا ہوا میں اٹھا وہ ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچ کر اسے اپنے سامنے لایا پھر اسکے پیٹ میں ایسی لات ماری کہ سطرون بری طرح سیڑھیوں پر لڑھکتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا پھر آناً فاناً یوناف نے زروعہ کو بھی پکڑا تھا اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں اوپر اٹھا کر بری طرح اس نے دیوار سے ٹکرانے والے سطرون کے اوپر دے مارا تھا۔ پھر اس نے ایک لمبی زہریلی جست لگائی پوری قوت کے ساتھ وہ سطرون اور زروعہ کے اوپر گرا پھر اسے زروعہ کے منہ چہرے ناک اور اسکے سر پر ضربیں لگانی شروع کر دیں تھیں۔ بیوسا نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اس نے بابک کا پکڑا ہوا بازو چھوڑ دیا وہ زمین پر گری ہوئی زروعہ کی طرف بڑھی اور اسکے منہ اسکے پیٹ اسکی پیٹھ اسکی ریڑھ کی ہڈی پر اس نے اپنے پاؤں اور اپنے ہاتھوں سے ایسی ضربیں لگائیں کہ زروعہ درد کی شدت سے بری طرح چیخ چلا اٹھی تھی اسکے بعد ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئی یوناف اور بیوسا ایک بار پھر حرکت میں آئے پہلے کی طرح وہ میدخت اور بابک کے ہاتھ پکڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہی یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے میدخت اور بابک کو لیکر وہ انکی بستی کے اندر جا نمودار ہوئے پھر شاید ابلیکا انکی رہنمائی کر رہی تھی اسلئے کہ وہ میدخت کے گھر میں داخل ہوئے جب انہوں نے ایسا کیا تو میدخت نے بڑی حیرانی اور پریشانی میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میرے بھائی تجھے کیسے پتا چلا کہ ہماری کونسی بستی ہے اور تو نے یہ کیسے جانا کہ یہ ہمارا گھر ہے جس میں تو ہمیں لے آیا ہے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا دیکھ میری بہن جس طرح تجھے اٹھانے والے کچھ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں ایسے ہی میں بھی کچھ خرق عادت طاقتوں کا مالک ہوں دیکھ میں تیرے ساتھ لمبی گفتگو کر کے وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ وہ بدی کے گماشتے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے لہٰذا تو جلدی سے ایسا کر کہ مجھے ایک کوئلہ اور چھری لا دے میدخت نے مزید کوئی بات نہ کی

بھاگی بھاگی وہ مطبخ کی طرف گئی وہاں سے وہ ایک کوئلہ اور ایک چھری لے آئی یوناف نے آگے بڑھ کر وہ کوئلہ اور چھری لے لی۔ اور پھر وہ سامنے والے کمرے میں گیا دائیں ہاتھ کی دیوار پر جلدی جلدی اس نے سطرون کی شبیہ بنائی پھر چھری اور شبیہ پر اس نے اپنا آتشی عمل کیا پھر وہ بیوسا میدخت اور بابک کو لے کر اس دیوار کے پاس کھڑا ہو گیا تھا عین اس وقت آندھی اور طوفان کی طرح سطرون زروعہ' بیوسا اور عارب اور نیلی دھند کی قوتیں میدخت کے گھر میں داخل ہوئیں تھیں یوناف فوراً حرکت میں آیا وہ چھری جو اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اس شبیہ کے پیٹ میں گاڑ دی جو اس نے دیوار پر بنا رکھی تھی اس چھری کا اس شبیہ کے پیٹ میں گاڑا جانا تھا کہ سطرون زمین پر گرا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ کر بری طرح واویلا اور شور کرنے لگا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ بہت بڑی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو۔ سطرون کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عارب نبیطہ زروعہ اور نیلی دھند کی قوتیں اس کمرے سے باہر ہی رک کر سطرون کی طرف پریشانی اور تعجب سے دیکھنے لگی تھیں۔

یوناف نے چھری دیوار پر سطرون کی شبیہ میں ہی گڑھی رہنے دی۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوئلے پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر اس نے وہ کوئلہ عارب کی نیلی دھند کی قوتوں کے اندر جب پھینکا تو نیلی دھند کی وہ قوتیں چیختی چلاتی ہوئی بہت پیچھے ہٹتی چلی گئی تھیں اسکے ساتھ ہی یوناف آگے بڑھا اپنے پاؤں کی ایک زبردست ٹھوکر اس نے کچھ اس وقت اور اس انداز سے عارب کے پیٹ میں ماری کہ عارب ہوا میں کئی پلٹیاں کھاتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا تھا ابھی زروعہ اور نبیطہ نیلی دھند کی قوتوں کی پسپائی اور عارب کی تکلیف دہ حالت پر پریشان ہی ہو رہی تھیں کہ یوناف آندھی اور طوفان کی طرح زروعہ کی طرف بڑھا اس نے اسے دونوں شانوں سے اٹھا کر سامنے والی دیوار کی طرف دے مارا اتنی دیر میں بیوسا بھی حرکت میں آ چکی تھی وہ نبیطہ پر برس پڑی۔ نبیطہ کے بال پکڑ کر اس نے اسکے دائیں بائیں کئی طمانچے دے مارے اسکے بعد اسے اسکی گردن سے پکڑا وہ اسکی پشت پر آئی اسکی پیٹھ پر بیوسا نے ایسا گھونسہ مارا کہ نبیطہ بے چاری بل کھاتی ہوئی عارب کے قریب جا گری تھی۔

کمرے میں میدخت اور بابک یوناف اور بیوسا اس کامیابی پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کر رہے تھے یوناف جب عارب اسکی نیلی دھند کی قوتوں اور زروعہ سے فارغ ہوا تو زمین پر لیٹے ہی لیٹے سطرون نے اسکے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تم نے مجھے جس اذیت میں مبتلا کیا ہے ایک بار اس سے مجھے نجات دو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میدخت نام کی اس لڑکی کو

کبھی بھی گزند پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ یوناف آگے بڑھا اپنے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر اس نے سطرون کے شانے پر اس قوت سے لگائی کہ سطرون بلبلا اٹھا تھا اسکے بعد دوسری اور تیسری ضرب بھی اس نے سطرون کے دوسرے شانے اور پیٹھ پر دے ماری تھی درد کی شدت سے سطرون دوہرا ہو کر زمین پر لوٹنے لگا تھا۔ پھر آخرکار اس نے یوناف کے پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ اے نیکی کے نمائندے ایک بار تو مجھے اس ازیت سے نجات دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان دونوں بہن بھائی کو کسی تکلیف میں مبتلا نہ کروں گا اسکے ساتھ ہی یوناف کمرے میں گیا سطرون کی شبیہہ میں جو چھری گڑی تھی وہ اس نے نکال لی پھر وہ بلند آواز میں سطرون سے کہنے لگا۔ سطرون سنو تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ آئندہ تم میدخت اور اسکے بھائی بابک کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاؤ گے اور اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو میں دوبارہ تمہیں اسی ازیت میں مبتلا کرونگا اور پھر میں تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گا زندگی بھریاد رکھو گے۔

یوناف نے جس وقت دیوار پر بنی سطرون کی شبیہ سے چھری نکالی تو سطرون ٹھیک ٹھا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا اتنی دیر تک زمین پر گرے ہوئے عارب زروعہ اور نبیطہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ نیلی دھند کی قوتیں بھی قریب آگئی تھیں سطرون کے قریب آکر عارب نے بڑی پشیمانی اور تاسف کے انداز میں کہا سنو سطرون تم اچانک جب تکلیف میں مبتلا ہوئے تو میں بڑا بدحواس ہو گیا تھا میں بروقت تمہیں یہ بتانا بھول ہی گیا تھا کہ جب کبھی بھی یوناف تمہیں ایسی ازیت میں مبتلا کرے تو تم اپنی ہیئت اور اپنی شکل تبدیل کر دیا کرو اس طرح تمہیں اس ازیت سے نجات مل جائے گی اس لئے کہ جس چیز کی یہ شبیہہ دیوار پر بناتا ہے اس پر جب یہ چھری مارتا ہے تو اسی شکل اور شبیہہ کے انسان کو ازیت اور نقصان پہنچتا ہے۔ اگر شکل بدل لی جائے تو انسان اس ازیت میں مبتلا نہیں رہتا۔ یہ حربہ یوناف ماضی میں ہمارے اور آقا عزازیل کے خلاف بھی استعمال کرتا رہا ہے اور ہم یہ طریقہ استعمال کر کے اس سے بچتے رہے ہیں۔

اس پر سطرون نے غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا سنو عارب جو دیوار پر شبیہہ بنا کر کسی کو ازیت میں مبتلا کرنے کا حربہ یوناف ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے تو کیا یہ حربہ تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس پر عارب بولا اور کہنے لگا سنو سطرون یہ عمل اس یوناف نے مصر کی ایک عظیم کاہنہ سے حاصل کیا تھا یہ عمل یہ سحر یہ راز ہم نے اس کاہنہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس راز کو ہم سے پہلے ہی یوناف لے اڑا لہذا میں عزازیل اور نبیطہ اس عمل کو حاصل کرنے میں ناکام رہے اب یہی عمل گاہے بگاہے یوناف

ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے اور اسی عمل کی وجہ سے یہ اکثر اوقات ہمارے خلاف برتری اور کامیابی بھی حاصل کر لیتا ہے اس پر سطرون شرمندہ اور کھسیانا سا ہو کر بولا آؤ عارب چلیں اب ان لوگوں سے تعارض کرنا اچھا نہیں ہے اگر دوبارہ یوناف نے اسی ازیت میں مبتلا کر دیا تو میں سمجھتا ہوں یہ ازیت دوبارہ میرے لئے ناقابل برداشت ہو گی۔ یوناف زروعہ اور نبیطہ نے سطرون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں نیلی دھند کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

ان چاروں کے جانے کے بعد میدخت اور اسکا بھائی بابک دونوں کمرے سے نکل کر صحن میں آئے پھر میدخت نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا میرے بھائی تم کون ہو تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے کہاں سے آئے ہو تمہیں کیسے خبر ہو گئی کہ ہم ان مکاروں اور شیطانی قوتوں کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا سن میدخت میری بہن میں اور میری بیوی بیوسا دونوں ہی نیکی کے نمائندے ہیں جہاں کہیں بھی شیطانی قوتیں نیکی کے خلاف بدی کا لبادہ اوڑھ کر حرکت میں آتی ہیں یا جہاں کبھی بھی ابلیسی طاقتیں مظلوم انسانوں کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتی ہیں میں اور میری بیوی دونوں وہاں پہنچتے ہیں اور اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ بدی کی ان قوتوں کو کسی پر حاوی نہ ہونے دیں۔ تم اپنے دل میں یہ بات لکھ رکھو کہ جس طرح یہ شیطانی قوتیں مافوق الفطرت انداز میں حرکت میں آ سکتی ہیں اسی طرح ہم نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے کچھ خرق عادت قوتیں رکھتے ہیں جنہیں استعمال کر کے ہم ان بدی کے گماشتوں کو زیر اور مغلوب کرتے ہیں دیکھ میری بہن میں اور میری بیوی اب یہاں سے کوچ کریں گے مجھے امید ہے کہ سطرون آئندہ تم دونوں بہن بھائیوں کو تنگ نہیں کرے گا۔ اور اگر کبھی وہ ایسا کرے تو وہ چھری جو میں نے تم سے لی تھی وہ چھری تم دیوار پر بنی ہوئی شبیہہ پر گاڑ دینا اور پھر تم دیکھنا کہ سطرون کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اب تم دونوں بہن بھائی اپنے گھر میں پرسکون زندگی کی ابتداء کرو اور مجھے امید ہے کہ سطرون تم سے آئندہ کوئی تعارض نہیں کرے گا۔ یوناف کا جواب سن کر میدخت اور بابک دونوں ہی خوش ہو گئے تھے اس کے بعد یوناف اور بیوسا انہوں نے ان بہن بھائیوں سے اجازت لی ان کے مکان سے باہر نکل کر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دوبارہ وہ پہلے کی طرح ٹیونش کے ساحل پر حملکوبرقہ کے لشکر میں جا شامل ہوئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ ٹیونش کے ساحل پر قیام کے دوران ایک روز عظیم کنعانی جرنیل حملکوبرقہ نے یوناف اور بیوسا کو طلب کیا جب وہ دونوں میاں بیوی حملکوبرقہ کے خیمے میں

داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ خیمے کے اندر صرف تین افراد بیٹھے ہیں ایک خود حملکوبرقہ دوسرا اسکا داماد حسد روبال اور تیسرا حملکوبرقہ کا نو سالہ بیٹا ہانی بال تھا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جب اس خیمے میں داخل ہوئے تو حملکوبرقہ نے ان دونوں میاں بیوی کو تعظیم دیتے ہوئے اٹھ کر ان دونوں کا استقبال کیا اس کی دیکھا دیکھی اسکا داماد حسد روبال اور بیٹا ہانی بال بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر جب یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی آگے بڑھ کر حملکوبرقہ کے پہلو میں بیٹھ گئے تب وہ تینوں بھی اپنی جگہ پر جم گئے اسکے بعد حملکوبرقہ بولا اور یوناف اور بیوسا دونوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

سنو یوناف اور بیوسا تم جانتے ہو کہ میں تم دونوں میاں بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں تم دونوں کی حیثیت میرے ہاں نہایت ہی قابل اعتماد اور بھروسے کے عزیزوں جیسی ہے۔ مختصر الفاظ میں تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ میں یوناف کو اپنا بھائی اور بیوسا کو اپنی بہن تصور کرتا ہوں مجھے تم دونوں کی دانشمندی فہم و فراست اور جنگی مہارت پر بھی پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی سمت قدم اٹھانے والا ہوں اور یہ قدم اٹھانے سے پیشتر میں تم دونوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہاری مشاورت سے میں کوئی صحیح اقدام کرنے میں کامیاب ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد حملکوبرقہ جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور بڑے غور اور انہماک سے اس نے حملکوبرقہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سنو برقہ میرے عزیز پہلے یہ کہو کہ تم کونسا عملی قدم اپنے لشکر کے ساتھ اٹھانا چاہتے ہو اس پر حملکوبرقہ فوراً بولا اور کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم جانتے ہو کہ ماضی میں میری قوم کی دنیا کے اندر بڑی حیثیت عزت اور تکریم تھی لیکن گذشتہ سالوں میں کنعانیوں کو رومنوں کے ہاتھوں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے جسکے نتیجے میں سسلی کے علاوہ جزائر سارڈینیا اور کارسیکا میں کنعانیوں کے مفاد کو بری طرح نقصان پہنچا ہے میں ان جزائر میں کنعانیوں کے مفادات کی بحالی کا اہتمام تو نہیں کرنا چاہتا اسلئے کہ یہ ایک مشکل اور دشوار کام ہے اور اسکے لئے رومنوں کے ساتھ ہماری نہ ختم ہونے والی جنگ شروع ہو جائے گی اور یہ جنگ کے علاوہ سمندر میں بھی تمام ساحلوں پر پھیل جائے گی اور ایسا کر کے میں اپنی قوم کو مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ اپنی قوم کی سطوت، عزت اور شہرت کی بحالی کیلئے میں ایک نیا اور انوکھا اقدام کرنا چاہتا ہوں۔

اور وہ یہ کہ میں اپنے موجودہ لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کروں گا۔ مغرب میں ابھی تک بے شمار قبائل ایسے ہیں جو آزادہ رہ کر گزر بسر کر رہے ہیں ان قبائل کے

اندر بے شمار ایسے بھی قبائل ہیں جو ماضی میں کنعانی شہروں اور قصبوں پر بے دریغ حملے کر کے لوٹ مار کا باعث بنتے رہے۔ اور کنعانی ان ہی باغی قبائل سے خاطر خواہ نالاں بھی رہے ہیں۔ میں بظاہر اپنی قوم کو یہی تاثر دوں گا کہ اپنے لشکر کے ساتھ میں مغرب کے ان ہی باغی قبائل کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں اور ان کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں تاکہ آنے والے دور میں کنعانیوں کے لئے کسی مصیبت اور خطرہ کا باعث نہ بنیں۔

پس سنو یوناف میرے بھائی اس کام کے درپردہ میں ایک بہت بڑی مہم سر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان صحرائی قبائل پر حملہ آور ہو کر اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد میں بڑی تیزی سے مغرب کی طرف پیش قدمی کروں گا اور طنجہ کے ساحل تک جا پہنچوں گا۔ وہاں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر کے میں ایک بحری بیڑہ تیار کراؤں گا اس بحری بیڑے کی مدد سے میں افریقی ساحل اور اسپین کے درمیان پڑنے والے سمندر کو عبور کروں گا اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ اسپین پر حملہ آور ہوں گا۔ میں تو چاہتا ہوں جہاں سسلی سارڈینیا کارسیکا اور دوسرے جزائر میں کنعانیوں کے مفادات کو نقصان پہنچا ہے وہاں اسپین کو فتح کر کے ان نقصانات کی تلافی کر دی جائے۔

سنو یوناف میرے بھائی اس موضوع پر تمہاری رائے طلب کرنے سے پہلے میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اسپین کے ساحل کے ساتھ ساتھ پہلے سے میری قوم کی تجارتی چوکیاں قائم ہیں ہمارے تجارتی بیڑے اسپین کے ساحل پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں ان بحری بیڑوں کو جنگ میں استعمال کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ اس طرح عام لوگوں کو بھی خبر ہو جائے گی کہ میں اسپین پر حملہ آور ہونا چاہتا ہوں جبکہ میں ابھی ان باتوں کو خفیہ رکھنا چاہتا ہوں۔ طنجہ کے ساحل پر اس مقصد کے لئے میں اپنا ایک عظیم الشان بحری بیڑہ تیار کروں گا جسکی مدد سے میں اسپین پر حملہ آور ہوں گا۔ میرے لشکر میں بہت سے سپاہی ایسے ہیں جو اسپین کے ساحل سے خوب آشنا اور واقف ہیں اور یہ لوگ میرے لئے بڑے مددگار اور سودمند ثابت ہوں گے اب تم کہو یوناف میرے بھائی کہ میری اس مہم کے سلسلے میں تمہاری کیا صلاح اور تمہارا کیا مشورہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد حملکوبرقہ جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو برقہ مغربی صحراؤں کے باغی قبائل کو مغلوب کرنے کی آڑ میں اسپین پر حملہ آور ہونے کی تمہاری تجویز بہترین اور عمدہ ہے اگر تم اسپین کی اپنی مہم میں کامیاب رہو تو پھر تم یقیناً کنعانیوں کے مفادات کی بحالی کا کام سرانجام دے سکتے ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اسپین میں داخل ہونے کے بعد جب تم شمال کی طرف اپنی فتوحات کا سلسلہ وسیع سے وسیع

تر کرتے چلے جاؤ گے تو اس سرزمین میں بھی تمہیں رومنوں سے خطرات ضرور درپیش ہونگے اس لئے جنوب سے شمال کی طرف تم یلغار کرتے ہوئے جب پیش قدمی کرو گے تو رومنوں کی شمالی سرحدیں چونکہ اسپین سے ملتی ہیں لہٰذا وہ تمہیں اپنے لئے ضرور خطرہ تصور کریں گے اور ضرور تمہارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کریں گے ایسی صورت میں میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ اسپین کے ساحل پر اترنے سے پہلے ایک بہترین بحری بیڑے کے ساتھ ساتھ ایک پرقوت اور جرار لشکر بھی تیار کرو تاکہ اسپین پر قبضہ کرنے کے بعد اگر تمہیں رومنوں کے خلاف جنگ کرنا پڑتی ہے تو تم کوئی پس و پیش اختیار نہ کرو۔

سنو برقہ اسپین کو فتح کرنے کے بعد جب رومنوں کے ساتھ تمہارا سامنا ہوتا ہے اور تم اگر رومنوں کے مقابلے سے پہلو تہی کرتے ہو اور ان کے ساتھ ٹکرانا نہیں چاہتے ہو تو اس طرح تم کنعانیوں کے مفادات کو مزید نقصان پہنچانے کا باعث ہو گے اور دنیا کے اندر کنعانیوں کی رہی سہی عزت اور شہرت بھی جاتی رہے گی لہٰذا اسپین کے ساحل پر تمہیں اپنی پوری تیاریوں کے ساتھ اترنا ہو گا تاکہ رومن جب تمہارے سامنے آئیں تو تم بے محابہ ان سے ٹکرا سکو اگر تم شمالی اسپین کی سرحدوں پر رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح تم ماضی میں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی کھوئی ہوئی عزت و شہرت کی بحالی کا فریضہ انجام دے سکتے ہو اور اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو تمہاری حیثیت کنعانیوں کے عظیم جرنیلوں اور باعظمت رہنماؤں میں شمار ہونے لگی گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو حملکوبرقہ بولا اور کہنے لگا۔

یوناف میرے بھائی تمہاری تجویز تمہاری رائے بہترین اور عمدہ ہے تم فکرمند نہ ہو میں مغربی صحراؤں کے باغی قبائل کی پوری طرح سرکوبی کرنے کے بعد طنجہ کے ساحل پر نہ صرف یہ کہ بہترین بحری بیڑہ تیار کروں گا بلکہ اپنے لشکر میں بھی اضافہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ باغی قبائل جب میرے مطیع ہوں گے ان میں سے بھی بھرتی کر کے میں اپنے لشکر کو بڑھاؤں گا اسکے علاوہ اسپین کے ساحل پر اترنے کے بعد وہاں بھی بھرتی کا سلسلہ جاری رکھوں گا اور اپنے لشکر کی تعداد کئی گنا بڑھا کر رکھ دوں گا اب جبکہ تم میرے ساتھ میرے اس حملے کی تائید کر رہے ہو تو تمہاری رائے اور اصلاح کی روشنی میں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے مغرب کی طرف کوچ کریں گے تم دونوں میاں بیوی بھی میرے ساتھ ہو گے۔ میرے داماد حسد روبال اور بیٹا ہانی بال بھی میرے ساتھ ہو گا پہلے ہم مغرب کے صحرائی باغی قبائل کی مکمل سرکوبی کریں گے اسکے بعد اسپین پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اب تم دونوں میاں بیوی جا کر آرام کرو اسلئے

کہ کل صبح ہی صبح کوچ کیا جائے گا۔ اسکے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی یوناف اور بیوسا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ حملکوبرقہ کے خیمے سے نکل کر ہاتھ ڈالے اپنے خیمے کی طرف جا رہے تھے۔

دوسرے روز حملکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ تیونس کے ساحل سے کوچ کیا اور وہ صحرا کے اندر مغرب میں بسنے والے ان باغی قبائل کی طرف بڑھا تھا جو وقتاً "فوقتاً" کنعانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقوں میں لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم کرتے رہتے تھے اپنے لشکر کے ساتھ حملکوبرقہ اپنی اساطیری شخصیت میں موت کی نگاہ اور عناصر ترکیبی کو منتشر کر دینے والے ڈھول نچاتے ہوئے بگولوں کی طرح ان باغی قبائل پر وارد ہوا تھا اور اپنے تیز حملوں میں اسی نے ان سارے قبائل کے دم خم نکالنے شروع کر دیئے تھے۔

افریقہ کے صحراؤں میں یہ باغی قبائل طوفان کے طائر سیاہ جیسے خوفناک، امن کے کھیتوں میں زہر بونے والے اجنبی دلدل کی جاؤ جیسے خطرناک اور ظلمات کے سفر جیسے بھیانک خیال کئے جاتے تھے لیکن حملکوبرقہ نے ایسے برق رفتار حملوں سے ان باغی قبائل کے جسم و روح کے مرکب کو دھنکی ہوئی اون اور بکھرے پتنگوں کی طرح منتشر کرنا شروع کر دیا تھا۔ باغی قبائل کے خلاف صحراء میں جگہ جگہ حملکوبرقہ نے داستان ازم و الم کھڑی کرتے ہوئے اور انہیں خاک کا رزق بناتے ہوئے مٹی کے ڈھیر کی طرح ان کی لاشوں کے تودے لگانے شروع کر دیئے تھے۔ اس نے باغی قبائل کی ساری قوتیں منجمند کر کے رکھ دی تھیں اور صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ جس طرف بھی حملکوبرق اپنے لشکر کے ساتھ رخ کرتا باغی قبائل اس طرح سے اسکے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوتے جیسے پرندے دھماکوں کی آواز سے درختوں سے اڑنے لگتے ہیں۔

ان باغی قبائل کی طاقت کے پشتوں اور قوت جبروت کے زعم کو توڑنے اور ان کے درد کے آنگن میں جلتی دھوپ پھیلائے اور ان کی صفوں میں اپنی فتح اور کامیابی کے علم گاڑنے کے بعد چند ہفتوں تک اپنے لشکر کے ساتھ حملکوبرقہ نے صحراء کے اندر ہی پڑاؤ کیئے رکھا تاکہ اس دوران اگر کوئی اور قبیلہ ان کے خلاف سر اٹھائے تو اسکا قلع قمع کیا جا سکے۔ اس دوران اپنی کامیابی کی ساری خبریں وہ اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ بھی روانہ کرتا رہا۔

قرطاجنہ کا حکمران طبقہ حملکوبرقہ کی کامیابیوں پر بے حد خوش ہوا وہ مطمئن تھے والے دور میں اب افریقہ کے باغی قبائل کنعانیوں کیلئے نقصان دہ ثابت نہ ہو دوسری طرف حملکوبرقہ نے اپنے حکمران طبقے کو یہ خبر تک نہ ہونے دی کہ باغی

اور فرمانبردار کرنے کے بعد وہ اسپین کا رخ کرے گا بلکہ اس نے اپنے حکمران کو یہی تاثر دیا کہ باغی قبائل کی قوت کو مغلوب کرنے کے بعد وہ کچھ عرصہ ان کے اندر ہی قیام کیئے رکھے گا تاکہ پھر انہیں کبھی کنعانیوں کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت اور جرات نہ ہو۔ قرطاجنہ کے حکمرانوں نے حملکوبرقہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا وہ مطمئن ہو گئے کہ حملکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کے باغی قبائل کے اندر ہی پڑاؤ کیئے ہوئے ہے۔

دوسری جانب باغی قبائل کو سر کرنے کے بعد حملکوبرقہ بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف پیش قدمی کی اور طنجہ کے مقام پر وہ ساحل سمندر پر آ رکا۔ یہاں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ آس پاس کی بستیوں، قصبوں اور شہروں سے اس نے اپنے لئے سامان رسد اور خوراک کے بہترین ذخیرے بھی جمع کر لئے تھے اسکے بعد اس نے اپنے لشکر کو قریبی جنگلوں میں پھیلا کر لکڑی حاصل کی اور اس سے جہاز تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے تاکہ ایک مضبوط بحری بیڑہ تیار کر کے اسپین پر حملہ آور ہو سکے۔ اب ایک طرف اسپین پر حملہ آور ہونے کیلئے بڑی تیزی سے بحری بیڑہ تیار ہونے لگا تھا۔ دوسری طرف حملکو کے حکم پر سمندر کے کنارے کنعانیوں کے سب سے بڑے دیوتا بعل کیلئے ایک قربان گاہ بھی تیار ہونے لگی تھی۔ اس ساحل پر حملکوبرقہ کا دوسرا بیٹا ماگو بھی اس سے آ ملا تھا۔

جب یہ قربان گاہ تیار ہو گئی تو اس قربان گاہ کے اندر حملکوبرقہ نے بعل اور ملکرت دیوتاؤں کے علاوہ عشتار دیوی کا بت بھی اس قربان گاہ کے اندر رکھا پھر وہ اپنے بیٹے ہانی بال کو اس قربان گاہ میں لے گیا اس نے اپنے بیٹے کو دیوتاؤں کے سامنے کھڑا کیا اور دیوتاؤں کے نام کی قسم دلا کر اس نے ہانی بال سے عہد لیا کہ وہ جب تک زندہ رہے گا رومنوں کے خلاف کام کرتا رہے گا اور یہ کہ وہ ہمیشہ کنعانیوں کی شہرت اور ان کی سربلندی اور ان کے مفادات کی خاطر رومنوں کے مفادات پر ضرب لگاتا رہے گا اپنے باپ کا حکم مانتے ہوئے ہانی بال نے بعل دیوتا کے سامنے سربسجود ہوتے ہوئے اپنے باپ کے ساتھ عہد کرتے ہوئے قسم کھائی کہ وہ اپنی ساری زندگی کو رومنوں کے خلاف وقف کر کے رکھ دے گا اور یہ کہ اپنی کنعانی قوم کے مفادات اور اس کی عزت و آبرو کی خاطر وہ ہمیشہ رومنوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب رکھنے کی کوشش کرے گا۔ جب ہانی بال یہ قسم دیوتاؤں کے سامنے کھا چکا تو حملکو ایسا خوش ہوا کہ اس نے چند یوم تک اپنے لشکر کو جشن منانے کا حکم دیا۔ صحرا کے اندر چند روز تک میلے کا سا سماں رہا پھر ایسا ہوا کہ حملکوبرقہ کا بحری بیڑہ بھی تیار ہو گیا لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو بحری بیڑے میں سوار کرایا اور اسپین پر

حملہ آور ہونے کے لئے وہ سمندر میں بڑی تیزی سے کوچ کر گیا تھا۔

○

اپنے باپ حملکوبرقہ کے ساتھ ہانی بال اسپین کے ساحل پر اترا تو اس وقت اس کی عمر صرف نو برس تھی۔ حملکوبرقہ اسپین کے ساحل پر اتر کر بڑا کامیاب اور کامران رہا اپنے لشکر کے ساتھ لگا تار 9 سال تک وہ اسپین کے خلاف برسرپیکار رہا اس دوران اسپین کی حکومت اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملکوبرقہ کے سامنے اپنا دفاع کرتی رہی اس کے علاوہ اسپین کی حکومت کو رومنوں کے علاوہ دیگر یورپی ممالک سے بھی مدد ملتی رہی اسپین کی حکومت کا خیال تھا کہ وہ حملکوبرقہ کی اس مہم کو مکمل طور پر ناکام بنا کر رکھ دے گی حملکوبرقہ پورے نو برس تک اسپین کے خلاف برسرپیکار رہا یہاں تک وہ ایک جنگ کے دوران مارا گیا۔ حملکوبرقہ کی موت کے بعد اس کے داماد حسدروبال نے سپہ سالار کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا۔

حملکوبرقہ کا داماد بھی لگا تار آٹھ برس تک اسپین میں برسرپیکار رہا اور جنوبی اسپین کو فتح کرنے کے بعد اس نے وہاں ایک منتخب حکومت قائم کر لی تھی۔ آٹھ سال کی اس جدوجہد کے بعد حسدروبال ایک جنگ کے دوران اسپینیوں کے ہاتھوں مارا گیا حسدروبال کے بعد ہانی بال نے لشکر کی سپہ سالاری سنبھالی۔ ہانی بال ایک ایسا دلیر ایک ایسا شجاع اور جوانمرد تھا جو آج تک کنعانی قوم میں پیدا نہ ہوا تھا وہ انتہا درجے کا نڈر اور اپنی قوم کی عزت اور عظمت پر اپنی جان کو قربان کر دینے والا تھا۔

ہانی بال کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ بے حد دلیر تھا اور بہت کم خفا ہوا کرتا تھا وہ گرمی اور سردی دونوں خوب اچھی طرح برداشت کرنے کا عادی تھا۔ کھانے پینے کی طرف بہت کم دھیان دیتا تھا۔ جو ملتا تھا کھا لیتا تھا۔ سونے کی طرف بھی اس کی رغبت کم تھی بس جو فالتو وقت اسے ملتا اس میں وہ نیند کر لیا کرتا تھا۔ لباس کے سلسلے میں بھی وہ کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا کرتا تھا بس وہ عربوں جیسا جبہ اور عبا پہن کر اپنے عام لشکریوں میں سو رہتا تھا لیکن جس چیز پر وہ سب سے زیادہ دھیان اور توجہ دیا کرتا تھا وہ اس کی سواری اور اس کے ہتھیار تھے۔ وہ اپنے نیچے بہترین اور عمدہ نسل کا گھوڑا رکھتا تھا اور اپنے ہتھیاروں کے انتخاب میں بھی اس کا نقطہ نظر بہت بلند اور واضح تھا۔

ہانی بال کا باپ حملکوبرقہ اور اس کا بہنوئی حسدروبال لگا تار سترہ سال تک اسپین میں برسرپیکار رہے تھے اور وہ اس طویل عرصے میں زیادہ سے زیادہ آدھے اسپین کو فتح کرنے

میں کامیاب ہو سکے تھے۔ ہانی بال نے نو سال اپنے باپ کے زیر کمان کام کیا تھا اور آٹھ سال تک اپنے بہنوئی کے زیر نگرانی وہ جنگوں میں حصہ لیتا رہا تھا اس طرح اسپین میں اس نے لگا تار سترہ سال تک جنگی تجربات حاصل کئے اب اس کی عمر چھبیس برس ہو چکی تھی جب اپنے بہنوئی حسدوربال کی موت کے بعد وہ اپنے لشکر کا سپہ سالار بنا تھا۔

سپہ سالار بننے کے بعد ہانی بال طوفانی انداز میں اسپین کے خلاف حرکت میں آیا اور یکے بعد دیگرے اسے شکستیں دیتے ہوئے باقی ماندہ علاقہ بھی اس نے چھیننے کے بعد اپنے قبضے میں کرنا شروع کر دیا تھا۔ لشکر کا سپہ سالار اور کماندار اعلیٰ بننے کے بعد ہانی بال کو اسپین میں جو سب سے بڑی مہم پیش آئی وہ دریائے ٹیگوس کے کنارے تھی۔ دریائے ٹیگوس کے کنارے اسپین کے سب سے زیادہ وحشی خونخوار اور بربریت پسند قبائل آباد تھے یہ ایک طرح سے نیم آزادانہ زندگی بسر کر رہے تھے اسپین کی حکومت کبھی بھی ان قبائل کے خلاف کامیابی حاصل نہ کر سکی تھی اور وہ ہمیشہ شمالی اسپین اور فرانس کی حدوں تک اپنی من مانی کیا کرتے تھے ان وحشی قبائل کے متعلق اسپین اور فرانس کے سرحدی لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ بے تعلقی کے گھنے جنگل میں پھڑپھڑاتے۔ بچھو جیسے خطرناک اور بدگمانی کے انگاروں جیسے ہولناک ہیں ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ وحشی قبائل اپنے دشمنوں کے گھروں کو راکھ اور ان کے لوح دل پر آدھی رات کا سناٹا طاری کر دینے والے لوگ ہیں۔

لیکن اب ان وحشی قبائل کا مقابلہ اسپین کی حکومت یا ہانی بال کے باپ ہملکوبرقہ یا اس کے بہنوئی حسدروبال سے نہیں تھا بلکہ ان قبائل کا پالا اب خود ہانی بال سے پڑنے والا تھا جو اہل طلب و علم اور اہل جاہ و حشم کی زیست کی ساری یکسوئی دھو ڈالنے کا فن خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ ہانی بال ایک ایسا جرنیل ایک ایسا کماندار تھا جو اپنے دست ہنر سے قاتل کو قتل کے آداب سکھانا بھی جانتا تھا اور دوسری طرف وہ لباس رسوائی طہارت اور پاکیزہ و پسندیدگی کے پیوند لگانا بھی خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

ہانی بال جب باغی اور خونخوار قبائل کے خلاف حرکت میں آیا تو سارے قبائل دریائے ٹیگوس کے کنارے جمع ہو گئے انہیں کچی اور پختہ امید تھی کہ جس طرح ماضی میں انہوں نے اپنے آپ کو ہملکوبرقہ اور حسدروبال کے سامنے زیر اور مغلوب نہیں ہونے دیا اسی طرح وہ ہانی بال کو بھی اپنے مقابلے میں کامیاب اور کامران نہ ہونے دیں گے لہٰذا اپنی پوری طاقت اپنی پوری قوت اور اپنی پوری انفرادی تعداد کے ساتھ وہ ہانی بال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے دریائے ٹیگوس کے کنارے جمع ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ہانی بال بھی طوفانی انداز میں پیش قدمی کرتا ہوا دریائے ٹیگوس کے سامنے ان باغی قبائل سے جنگ

کرنے کے لئے آکر خیمہ زن ہوا تھا۔

دونوں لشکروں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کیں حملے کی ابتداء وحشی اور خونخوار گال قبائل کی طرف سے ہوئی تھی۔ وہ ایک دم اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دھوپ کی ابرق' بے وارثی کی شام اور عقوبت کدے کی طرح ہانی بال کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے حملہ آور ہوتے وقت ان وحشی قبائل کے افراد کی آنکھوں میں خار اور ان کے چہروں پر بے چہرگی کا موسم جوش مار رہا تھا۔ وہ اس انداز اور اس بے باکی سے ہانی بال اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے گویا وہ ہانی بال اور اس کے لشکریوں کی حیات کی دھوپ اور زندگی کا محور چھین کر اپنے سامنے ان کی حالت کھوئی ہوئی تلوار کے متلاشی طیور جیسی کر دینا چاہتے ہیں۔

لیکن ان وحشی اور خونخوار قبائل کو اپنی خواہش اور اپنی امیدوں میں مکمل طور پر ناکامی ہوئی تھی اس لئے کہ وہ ماضی کی طرح اپنے حق میں بہتر امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے جبکہ اس بار ان کا مقابلہ ہانی بال سے تھا جو خون کے سمندر میں بھی کود جانے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا ان خونخوار اور باغی قبائل کے حملوں کو روکنے کے بعد ہانی بال خاک سے آگ بن گیا تھا وہ آگ خون اور دھویں کی طرح حرکت میں آیا اور اس انداز میں اس نے دریائے ٹیگوس کے کنارے خونخوار قبائل پر حملہ ہونا شروع کیا جیسے سیلاب ٹوٹ پڑا ہو یا طوفان زمین پھاڑ کر نکل کھڑا ہوا ہو دریائے ٹیگوس کے کنارے خونخوار قبائل پر حملہ آور ہوتے وقت ہانی بال چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو کہہ رہا تھا۔ سنو کنعانیوں کے فرزندوں ان خونخوار قبائل پر اس طرح حملہ آور ہو کہ سپین کی سرزمین پر ان کے ذمہ کوئی آنگن اور ان کے سر پہ کوئی چھت مت رہنے دینا انہیں اپنے سامنے سرخمیدہ اور سرکشیدہ کرنا اور ان کی حالت روح کی راکھ اور پھٹے آنچل کی دھجیوں' مسلی اوڑھنیوں' عکس بے منظر' ابر گریزپا شجر سے کٹے ہوئے سائے کی طرح اور جلا وطن امیدوں جیسی بنا کر رکھ دینا۔

ہانی بال کے ان الفاظ نے اس کے لشکریوں میں نیا جوش ایک ولولہ بھر کے رکھ دیا تھا وہ ایک اندھی قوت اور بے مہابہ طاقت کی طرح سپین کے ان وحشی قبائل کو گھیر کر ان کا قتل عام کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال کے لشکر کے سامنے وہ وحشی قبائل پوری طرح مغلوب اور زیر ہوتے دکھائی دے رہے تھے اور پھر چند ساعتوں کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال کے لشکر نے ان خونخوار قبائل کا مکمل طور پر قتل عام شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے بہت کم کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنے کا موقع ملا ورنہ اکثریت کو ہانی بال نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا تھا یوں ہانی بال نے دریائے ٹیگوس کے کنارے اسپین

کی ایک وحشی اور خونخوار قوت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

دریائے ٹیگوس کے کنارے ان وحشیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہانی بال آندھی اور طوفان کی طرح سپین میں حرکت میں آیا ہر شہر پر وہ اندھے سایوں سفاک وستعوں اور ہانپتی خاموشیوں کے بھیانک کھنڈرات کی طرح چھا گیا۔ ہر قصبے کو انہوں نے خونخوار خوابوں کے سایوں' زندگی کے اجڑے شمشان اور تاریک روحوں کے استھان کی صورت دی۔

ہر بستی کو اس نے تاریک روحوں کے استھان' گونگے سیاہ تاب اندھیرے' ریت کے سمندر اور صحراؤں کے سراب میں تبدیل کیا ہر قلعے کو اس نے مسمار کر کے اس کی حالت تشنہ ساحل' پیاسی ریت' نفرتوں' کشاوتوں اور شکاوتوں جیسی کی۔ ہر لشکر پر وہ عناد و انتقام روح کی گھٹن اور جبر مسلسل بن کر طاری ہوا اور ہر دشمن کے لئے اسپین میں وہ فریب دفا کا صحرا خوگر آلام اور زہر بھرا جام ثابت ہوا اسپین کی حکومت نے ہانی بال کی اس نقل و حرکت کو روکنے کی بہتری کوشش کی لیکن بری طرح انہیں ناکامی ہوئی ایک شہر سے دوسرے شہر ایک قصبے سے دوسرے قصبے اور ایک بستی سے دوسری بستی میں جست لگاتا ہوا ہانی بال مہینوں میں نہیں بلکہ ہفتوں میں پورے سپین پر آندھی اور طوفان کی طرح چھا گیا تھا۔

اسپین پر اپنا قبضہ اور استملیہ مکمل کرنے کے بعد ہانی بال نے کچھ عرصہ اپنے لشکر کو ستانے کا موقع دیا اس کے لشکر میں جو اسپین کے رضا کار شامل ہو گئے تھے انہیں اس نے ان کی کئی ماہ کی تنخواہ پیشگی دے کر گھر جا کر آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس لئے کہ سردیاں سر پر آ گئی تھیں اور وہ پوری سردیاں اپنے لشکر کو آرام کرنے دینا چاہتا تھا۔ اسپین کے ان گھر بھیجے جانے والے لشکریوں کو اس نے تاکید کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ جونہی سردیاں ختم ہوں اور بہار شروع ہو وہ فوراً" اس کے لشکر میں لوٹ آئیں تاکہ نئی مہم کی ابتداء کی جائے ہانی بال نے اسپین کے ان لشکریوں کو یہ بھی ترغیب دی کہ اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے انہیں بے شمار فوائد اور بے انت دولت حاصل ہو گی لہٰذا اپنے بقایا لشکر کو پوری سردیاں ہانی بال نے اسپین میں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا جونہی سردیاں ختم ہوئیں اسپین کے وہ رضا کار جو چھٹی پر گئے تھے وہ بھی لوٹ آئے یوں ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کو تیار کیا اور اب اس نے اسپین سے باہر اپنی مہم کی ابتداء کی تھی۔

اسپین کو مکمل طور پر اپنے زیر نگیں کرنے کے بعد ہانی بال نے سگنتوم شہر کا رخ کیا یہ شہر بظاہر تو اسپین اور اٹلی کی سرحد پر واقع تھا پورے اٹلی پر چونکہ اب رومنوں کی حکومت تھی لہٰذا اس شہر کو بظاہر تو رومن اسپین کے ساتھ ایک حد فاصل سمجھتے تھے لیکن ہانی بال کے حالیہ حملوں اور فتوحات کے پیش نظر رومنوں نے اس سگنتوم شہر میں اپنا ایک

بہت بڑا لشکر جمع کر دیا تھا اس سگنتوم شہر کا قلعہ بڑا مضبوط تھا۔ شہر کے گرد بڑے بڑے پتھروں کی ایک ایسی فصیل تھی جسے رومن کم از کم ناقابل تسخیر ضرور خیال کرتے تھے۔ رومنوں کو خدشہ تھا کہ اسپین پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال ضرور اپنی قوت کا رخ اٹلی کی طرف کرے گا لہٰذا انہوں نے سگنتوم شہر میں اس احتیاط کے تحت اپنا ایک بہت بڑا لشکر جمع کر دیا تھا تاکہ جب اسپین سے نکل کر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کا رخ کرے تو سگنتوم میں اسے شکست دے کر واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا جائے۔

سگنتوم بنیادی طور پر یونانیوں کا شہر تھا جو ایک آزاد اور خود مختار شہر شمار کیا جاتا تھا لیکن جب ہانی بال نے اسپین میں پے در پے فتوحات حاصل کیں تو یونانیوں کو اس کی طرف سے خطرہ ہوا لہٰذا انہوں نے رومنوں سے التماس کی کہ وہ اس شہر کی حفاظت کریں۔ رومن پہلے ہی چاہتے تھے کہ اس سرحدی شہر میں لشکر جمع کر کے ہانی بال کی پیش قدمی کو روکا جائے یہ ساری خبریں ہانی بال کو بھی اس کے جاسوسوں کی مدد سے پہنچ گئی تھیں لہٰذا ہانی بال نے اسی سگنتوم شہر کو اپنا ہدف اپنا نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ہانی بال اپنے وطن کی مانگ کا تارا اپنی قوم کے وقار کی رگ بن کر جانکاہ لمحوں آورش کے بے کل سانسوں کی طرح قدم قدم پر ٹھوکر اور نفس نفس پر ضرب لگاتا ہوا سگنتوم شہر کی طرف بڑھا تھا۔ راستے میں پڑنے والے کوہستانوں کی چوٹیوں کو اور لہلہاتے کھیتوں کو اس نے پامال کیا گاتے چشموں کے بہتے امرت پانی اور چمکتی بل کھاتی ندیوں کو اس نے بے دھڑک عبور کیا خوابوں کے سبز موسموں' گہرے اندھیرے کی ویران راتوں اور زندگی کی ساری گرمی کو اپنا ہمنوا بناتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سگنتوم شہر کے سامنے آنمودار ہوا تھا۔

سگنتوم شہر میں جو یونانیوں اور رومنوں کا مشترکہ لشکر تھا اس کے سالاروں اور کمانداروں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہانی بال کے سامنے اس شہر میں محصور رہ کر مقابلہ کیا جائے ہانی بال نے دو ایک روز تک اس شہر پر حملہ آور ہو کر فتح کرنے کی کوشش کی جب اس نے اندازہ لگایا کہ اس شہر کے دروازے اس قدر مضبوط ہیں کہ انہیں توڑنا انتہائی مشکل کام ہے اور شہر کی فصیل ایسے بڑے بڑے اور مضبوط پتھروں سے بنی ہوئی تھی کہ اس میں شگاف کرنا جان جوکھوں کا کام تھا دو دن تک اپنے لشکریوں کے ساتھ کئی جگہ سے ہانی بال نے رسیوں کی سیڑھی کی مدد سے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن فصیل کے اوپر سے یونانی اور رومنوں کی طرف سے اس قدر کھولتا پانی آگ کے انگارے اور تیر پھینکے جاتے کہ ہانی بال کے لشکریوں کو مجبوراً" پیچھے ہٹنا پڑتا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانی بال نے اپنے لشکر کی اسلحہ تیار کرنے والی بھٹیاں گرم کیں لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر بنائے گئے پھر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بڑے شہتیروں کو جنگی رتھوں کے اندر رکھا گیا ان رتھوں کے اوپر اور اگلے حصوں کو لکڑی کے بڑے بڑے تختوں سے ڈھانپ دیا گیا تاکہ جو گھوڑے اور لشکری ان رتھوں پر کام کریں فصیل کے اوپر سے جو تیر اندازی کی جائے ان سے وہ محفوظ رہیں۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال انتہائی غضبناکی اور غصے کے عالم میں حرکت میں آیا۔ لوہے کے مینڈھے کے سر لگے ان شہتیروں کو کئی جگہوں سے بری طرح بار بار شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرایا گیا جس کے نتیجے میں فصیل کئی جگہ سے پھٹ گئی اور اس میں شگاف پیدا ہو گئے اب ہانی بال کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ سگنتوم شہر میں داخل ہونا انتہائی سہل اور آسان ہو گیا تھا لیکن جس وقت اس نے فصیل میں شگاف کئے تھے اور وہ شہر میں داخل ہونے کے متعلق سوچ رہا تھا اسی وقت اس کے جاسوسوں نے اسے یہ خبر دی کہ رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر سگنتوم شہر والوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا ہے اور وہ اس وقت چند میل کے فاصلے پر ہے اور ہانی بال کے لشکر پر ضرب لگانے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا ہے۔

ہانی بال کو جس وقت یہ اطلاع دی گئی اس وقت وہ اپنے گھوڑے پر سوار سگنتوم شہر کی فصیل میں ڈالے جانے والے شگاف کو بڑے غور اور اطمینان سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دائیں پہلو میں اس وقت یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بھی فصیل کے اندر پڑنے والے شگافوں کا جائزہ لے رہے تھے اپنے ان جاسوسوں کے جانے کے بعد ہانی بال یوناف کی طرف متوجہ ہوا اور بڑی اپنائیت میں وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا یوناف میرے عزیز اس کائنات میں زندگی بسر کرتے ہوئے تم نے ایک طویل عرصہ گزارا ہے میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تم خرق عادت اور مافوق البشریت قوتوں کے مالک بھی ہو اس لئے کہ جس طرح جوان اور توانا تم میرے باپ کے دور میں تھے اب بھی تم دونوں میاں بیوی ویسے کے ویسے ہی ہو میں تم دونوں میاں بیوی کو گزشتہ سترہ برس سے اسی حالت اور کیفیت میں دیکھتا آ رہا ہوں اس موقع پر جبکہ میں سگنتوم شہر کی فصیلوں میں شگاف ڈال چکا ہوں اور دوسری طرف سے رومن میری پشت پر حملہ آور ہونے والے ہیں مجھے کیا کرنا چاہیے کیا میں اپنے لشکر کے ساتھ فصیل میں پڑنے والے شگافوں سے شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر کے رومنوں کا مقابلہ کروں یا کھلے میدانوں میں اپنی طرف پیش قدمی کرتے والے رومنوں پر حملہ آور ہوں یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال خاموش ہوا تو یوناف نے گردن

جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ ہانی بال کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ہانی بال میرے عزیز! اس موقع پر جب کہ تمہارے لشکری لوہے کے بڑے بڑے مینڈھوں کے سر ٹکرا کر سگنتوم شہر کی فصیل میں شگاف ڈال چکے ہیں میرے خیال میں اگر تم ان شگافوں کے ذریعے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرو گے تو شہر کے اندر جو محافظ لشکر موجود ہے اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر تمہیں شہر میں داخل ہونے سے روکے گا لہٰذا تمہیں شہر میں داخل ہونے کے لئے ان کے ساتھ طویل جدوجہد کرنا پڑے گی اتنی دیر تک پشت کی طرف سے آنے والے رومن بھی پہنچ جائیں گے اور وہ بھی تمہاری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں گے اس طرح تمہارا لشکر دو طرفہ حملے میں پس کر رہ جائے گا اس صورت حال سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس جگہ تم نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے یہاں سے اپنا پڑاؤ ہٹا کر پیچھے ہو جاؤ کم از کم دو میل تک اپنے لشکر کو شمال کی طرف لے جاؤ ایسی صورت میں رومنوں کا آنے والا لشکر اور شہر کے محافظ دونوں ہی تمہارے سامنے رہیں گے اور پشت کی طرف سے تمہیں کسی حملہ کا خطرہ اور اندیشہ نہ رہے گا اور اگر آنے والے رومنوں کا لشکر اس شہر کے محافظوں کے لشکر کے ساتھ مل کر تمہارے سامنے آ جائے پھر بھی خطرے کی کوئی بات نہیں ہے تم بڑی آسانی سے متحدہ لشکر کو شکست دے کر شہر میں داخل ہو سکو گے۔

ہانی بال کو یوناف کا یہ مشورہ بے حد پسند آیا اور اس نے اسی وقت اپنے لشکر کو وہاں سے اپنا پڑاؤ ختم کر کے دو میل شمال کی طرف جانے کا حکم دیا ہانی بال کے لشکری یہ حکم سنتے ہی آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے اپنی ہر چیز کو انہوں نے لمحوں اور ساعتوں کے اندر سمیٹ کر رکھ دیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے وہاں سے کوچ کیا اور وہاں سے دو میل شمال میں جا کر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈال دیا تھا۔

ایسا کرنے کے تھوڑی دیر بعد رومنوں کا نیا آنے والا لشکر بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ رومن یہ امید لگائے بڑی تیزی سے سگنتوم شہر کی طرف بڑھے تھے کہ وہ ہانی بال کے لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے لیکن سگنتوم شہر کے پاس پہنچ کر جب انہیں یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ ختم کر کے دو میل شمال میں جا کر بیٹھ گیا ہے تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی تاہم ہانی بال کے اس خطرے کو ٹالنے کے لئے انہوں نے ہانی بال کے لشکر سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا تھا شہر کے محافظ لشکر کے جرنیل نے رومنوں کے سالار کو یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر ہانی بال کے لشکر سے مقابلہ کرے لیکن رومن جرنیل نے اس کی اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار

کر دیا بلکہ اس نے مشورہ دیا کہ شہر کا محافظ لشکر شہر کے اندر ہی رہے اور وہ اکیلا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال کے لشکر سے ٹکرائے گا۔

رومن جرنیل نے شہر کے محافظ لشکر کے جرنیل کو تنبیہہ کی کہ اگر وہ بھی میرے ساتھ مل کر ہانی بال سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے خطرہ اور خدشہ ہے کہ ہانی بال جیسا تیز نڈر اور فہم و فراست رکھنے والا جرنیل کہیں دوسری سمت چلا جائے اور پھر وہ شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لے ایسی صورت میں وہ ہم دونوں کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا۔ رومن جرنیل کی یہ تجویز شہر کے محافظ لشکر کے سالار کو پسند آئی لہٰذا شہر کا محافظ لشکر شہر کے اندر ہی رہا اور انہوں نے بڑی تیزی سے حرکت میں آتے ہوئے فصیل کے اندر پڑنے والے شگافوں کو پر کر کے پھر پہلے جیسا مضبوط اور مستحکم بنا دیا تھا دوسری طرف رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھا تاکہ ہانی بال سے ٹکرائے اور اسے پسپا کر کے اسپین کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دے۔

ہانی بال کے لشکر کے سامنے آتے ہی رومن جرنیل نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیتے ہوئے جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔ رومن اپنے پورے نسلی پاگل پن میں جسموں کا آشوب' زبان کا جبر اور وقت کے افلاک پر حسد کا نگار خانہ بن کر ہانی بال اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے رومن کنعانیوں کو عموری اور آرامی عربوں کا رشتہ دار سمجھ کر اپنے سے ہیچ اور کمتر خیال کرتے تھے حملہ آور ہونے میں انہوں نے دیر اس لئے نہ کی تھی کہ وہ اچانک حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھول گئے تھے کہ ان کا پالا ان کا واسطہ کسی عام جرنیل سے نہیں بلکہ ہانی بال سے تھا جو جنگ کے درمیان دشمن کی صفیں الٹ دینے کا فن خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

رومنوں کے اس حملے کے سامنے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ عداوت کی سخت چٹان ثابت ہوا تھا پھر دفاع سے نکل کر جب اس نے جارحیت اختیار کی تو وہ نوحے بانٹتی تاریکیوں اور بارود کے سوداگر کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ جلتے بجھتے شعلوں کی دستک کی طرح اس نے رومنوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور ہانی بال کے جوابی حملے کے سامنے رومن یوں محسوس کر رہے تھے جیسے ناگ پھنی کے جنگل میں ان پر سلگتا ہوا صحرا اور سمندر اپنے پورے تلاطم کے ساتھ وارد ہو گیا ہو۔ یہ جنگ زیادہ دیر نہ رہ سکی اس لئے کہ ہانی بال نے سامنے کی طرف سے حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

سامنے کی طرف سے وہ خود حملہ آور رہا اور دائیں بائیں سے دو جرنیل اپنے لشکر کو پھیلاتے ہوئے ایک طرح سے رومنوں کو گھیرتے لگے تھے جلدی ہی ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا گھیراؤ کر لیا اور پھر چاروں طرف سے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ سگنتوم شہر سے دو میل پر کھلے میدانوں میں ہانی بال نے اس جنگ میں کسی بھی رومن کو بھاگنے کا موقع نہ دیا سارے رومنوں کا اس نے صفایا کر کے رکھ دیا اور ان کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد ہانی بال پھر سگنتوم شہر کی طرف بڑھا۔ پہلے کی طرح بڑی جانفشانی کے ساتھ اس نے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر لگے شہتیر فصیل سے ٹکرا ٹکرا کر فصیل کے اندر کئی جگہ سے شگاف پیدا کر دیئے تھے پھر مزید انتظار کئے بغیر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اس طرح سگنتوم شہر میں داخل ہوا جس طرح زندگی کے گلستان میں موت کی آہٹ' وقت کے تیز منجدھار میں زہر آلود شب اور ایک سیل بے پناہ داخل ہوتا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال اور اس کے لشکریوں نے خوب موت کا کھیل کھیلا ہر روح کو انہوں نے زخمی اور ہر جسم کو انہوں نے گھائل کیا سگنتوم شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا اس کا انہوں نے پوری طرح قتل عام کیا اور ہر شہری کی امیدوں اور ارمانوں میں آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ شہر کے اندر جس قوت نے بھی کنعانیوں سے ٹکرانے کی کوشش کی کنعانیوں نے اس کا دامن شعلوں اور شراروں سے بھر دیا ہر قوت کو انہوں نے شہر کے اندر اندر ریزہ ریزہ آئینوں اور پارہ پارہ عکس میں تبدیل کر دیا تھا۔ شہر کے محافظ لشکر کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد ہانی بال نے سگنتوم شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

سگنتوم شہر پر قبضہ کرنے اس کے حالات اس کا نظم و نسق درست کرنے اور اس پر اپنا ایک حاکم مقرر کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تھا۔ اس نے دریائے ایبرو کے کنارے آ پڑاؤ کیا تھا اور یہ وہ دریا تھا جس کے آگے رومنوں کی باقاعدہ سلطنت کا آغاز ہوتا تھا۔ اس وقت تک چونکہ سردیاں شروع ہو گئی تھیں لہٰذا ہانی بال نے اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اسپین کے وہ لشکری جو ہانی بال کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے انہیں اس نے چھٹیاں دے دیں تاکہ وہ سردیاں اپنے گھروں میں گزار سکیں۔ یہ سپاہی سردیاں گزارنے کے بعد بھاگے بھاگے ہانی بال کے لشکر میں دوبارہ شامل ہو گئے تھے اس لئے کہ ان گرمیوں میں انہیں بے شمار فوائد حاصل ہونے کی امید تھی۔

جب سردیاں گزر گئیں اور موسم بہار کا آغاز ہوا تو ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ حرکت

میں آیا شاید وہ رومنوں پر بھرپور ضرب لگا کر نہ صرف یہ کہ رومنوں کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا بلکہ اس قسم کو بھی پورا کرنا چاہتا تھا جو افریقی ساحل پر اس کے باپ نے بعل دیوتا کے سامنے اس سے لی تھی۔ بہرحال رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے ہانی بال نے دریائے ایبرو کو پار کیا اور نوے ہزار پیدل اور بارہ ہزار سوار فوج کے علاوہ وہ اپنے اکیس ہاتھیوں کے ساتھ دریائے ایبرو کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کی سلطنت میں بڑی تیزی سے کوہ ایلپس کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

○

دوسری طرف عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ نے ایران میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ ایران کے متعلق ہم پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ سکندر اعظم کے بعد ایران کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی ایک حصے پر یونانیوں کی حکومت رہی اور دوسرے حصے پر ایران کا اشکانی خاندان حکمران ہو گیا تھا۔ یونانی حصے پر اس وقت انٹی اوگس حکمران تھا جبکہ اشکانی سلطنت کا حکمران اشک سوئم تھا۔ اشکانی سلطنت اپنے ہر بادشاہ کو اشک کہہ کر ہی پکارتی تھی پہلے دو اشک کے بعد اشک سوئم ایران کے آدھے حصے کی سلطنت پر حکمران ہوا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اشک سوئم نے جب یونانی حکمران انٹی اوگس کو ایشیائے کوچک کی مہم میں مصروف دیکھا تو اس نے اپنی مملکت کو وسیع کرنا چاہا پہلا قدم اس نے ہیڈیا کی طرف اٹھایا اور اس شہر کو اس نے مسخر کر لیا پھر گرگان کے پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا کروستان پہنچا اور سارے علاقے کو مطیع کرتا ہوا وہ مزید پیش قدمی پر آمادہ ہوا اس طرح اس نے گرگان کے بعد ہمدان' کلاہ اور بین النہرین کو بھی فتح کر کے اپنے تسلط میں لے لیا تھا۔

دوسری طرف یونانی حکمران انٹی اوگس بھی اشک سوئم کی ان مہموں سے فکر مند ہوا اپنی چھوٹی موٹی مہموں سے فارغ ہونے کے بعد انٹی اوگس نے اشک سوئم کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا مورخین کہتے ہیں کہ اس لشکر میں کم از کم ایک لاکھ پیادہ اور بیس ہزار سوار تھے اس لشکر کے ساتھ یونانی حکمران انٹی اوگس حرکت میں آیا اور وہ علاقے جو اشک سوئم نے فتح کر لئے تھے وہ اس نے واپس لینے کا تہیہ کیا۔

انٹی اوگس سب سے پہلے آرمینیا کی طرف بڑھا اور پہلے ہی زوردار حملے میں اس نے آرمینیا کو فتح کر لیا پھر میڈیا کا رخ کیا وہاں اشک سوئم نے مزاحمت کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا ہوا تھا چنانچہ میڈیا پر بھی انٹی اوگس قابض ہو گیا اس کے بعد انٹی اوگس آندھی

اور طوفان کی طرح آگے بڑھتا چلا گیا میڈیا پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کیا یہاں اس نے اور اس کے لشکریوں نے خوب لوٹ مار کی اور ایرانیوں کی سب سے بڑی دیوی انا ہیدہ کے مندر کے خزانے کو بھی لوٹا اور مندر کو بھی انہوں نے گرا کر زمین کے برابر کر دیا تھا۔

میڈیا ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اشک سوئم نے چاہا کہ جیسے بھی بن پڑے انٹی اوگس کا راستہ روکے چنانچہ اس نے زیر زمین بہنے والے پانی کی کریزوں کو پتھروں سے بھروا دیا تاکہ دشمن کو پانی نہ مل سکے اور وہ لوٹ جانے پر مجبور ہو جائے بعض مقامات پر اس نے پانی کے اندر زہر بھی ملا دیا تھا لیکن اشک سوئم کی یہ ساری تدبیریں بھی کارگر ثابت نہ ہو سکیں کیونکہ انٹی اوگس بڑی برق رفتاری سے شہر پر شہر فتح کرتا چلا جا رہا تھا۔

پیشتر اس کے کہ اشک سوئم پانی کو مزید ضائع کرتا انٹی اوگس ایک لمبا چکر کاٹ کر اس کے شہر صدور پہنچ گیا اور یہ شہر بھی اس نے فتح کر لیا انٹی اوگس کا خیال تھا کہ اس قدر فتوحات کے بعد اشک سوئم ضرور مغلوب ہو کر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا لیکن اشک سوئم ہر قیمت پر اپنی مملکت کی مدافعت کرنا چاہتا تھا انٹی اوگس کا مقابلہ کرنے کے لئے اشک سوئم نے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا اس نے جب دیکھا کہ کسی بھی میدان میں وہ انٹی اوگس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ اس کے شہر پر شہر فتح کیے جا رہا ہے تو اشک سوئم نے وحشی اور خونخوار سکائی قبائل کا رخ کیا وہ گرگان پہنچا اور سکائی قبائل کے سرداروں سے اس نے انٹی اوگس کے خلاف مدد طلب کی۔ سکائی انٹی اوگس کے خلاف اشک سوئم کی مدد پر آمادہ ہو گئے اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا گیا اتنی دیر تک انٹی اوگس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اشک سوئم کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا۔

کوہ ایلپس کی دشوار گزار راہوں کو عبور کرتا ہوا انٹی اوگس گرگان تک آن پہنچا تو اشک سوئم نے سکائی قبائل پر مشتمل جو لشکر تیار کیا تھا اس کا سامنا انٹی اوگس کو کرنا پڑا۔ اشک سوئم کا خیال تھا کہ وہ سکائی قبائل کی مدد سے بہت جلد انٹی اوگس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کی امید بیکار گئی اس لئے کہ یہ جنگ طول پکڑ گئی تھی۔ انٹی اوگس نے بڑی جرات مندی اور دلیری سے سکائی قبائل کا سامنا کیا تھا جب جنگ طول پکڑنے لگی تو انٹی اوگس اور اشک سوئم دونوں یہ چاہنے لگے کہ کسی نہ کسی طرح ان کے درمیان صلح ہو جائے۔ لہٰذا دونوں نے آپس میں گفت و شنید کی اور انٹی اوگس نے یہ شرط پیش کی کہ اشک سوئم بلخ پر قبضہ کرنے میں انٹی اوگس کی مدد کرے تو وہ اشک سوئم کی خود مختاری کو تسلیم کر لے گا۔

چنانچہ اس شرط پر انٹی اوگس اور اشک سوئم میں صلح ہو گئی۔ اشک سوئم نے بلخ پر

قبضہ کرنے کے لئے اینٹی اوگس اور اشک سوئم دونوں کے متحدہ لشکر کو بلخ کے حکمران یوتی ڈیموس(۱) کے مقابلے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لہٰذا اینٹی اوگس بلخ سے واپس لوٹ گیا جبکہ اشک سوئم بھی واپس جا کر اپنی سلطنت پر حکمرانی کرنے لگا تھا۔

بلخ میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد اینٹی اوگس نے سکندر اعظم کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کیا تھا بلخ کو فراموش کر کے اس نے ہندوستان کا رخ کرنے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے اس نے کوہ ہندو کش کو عبور کر کے کابل کا رخ کیا پھر درہ خیبر سے گزر کر ہندوستان میں داخل ہوا۔ ہندوستان میں اس وقت راجہ اشوک کے جانشین حکمران تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ اینٹی اوگس ہندوستان پر حملہ آور ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ اینٹی اوگس سے صلح کر لی جائے چنانچہ زر کثیر اور ہاتھیوں کا تحفہ اینٹی اوگس کو پیش کیا گیا اور اسے یہ التماس کی گئی کہ وہ ہندوستان میں مزید پیش قدمی نہ کرے اینٹی اوگس نے اس پیش کش کو قبول کر لیا وہ واپس لوٹا اور سرحدوں کو پامال کرتا ہوا حلمند دریا کے کنارے کنارے سیستان کی طرف چلا گیا تھا۔ صحرائے لوط کو عبور کر کے اینٹی اوگس ایرانی شہر بزم شیر آیا اور یہاں بھی اس نے اپنے لئے بہت فوائد حاصل کئے اس کے بعد اس نے یہاں سے بھی پیش قدمی کی۔ سردیوں کا موسم اس نے کرمان میں بسر کیا اس کے بعد اس نے خلیج فارس کا رخ کیا اور کرا شہر کو مسخر کرنے اور مالی اور معاشی فوائد حاصل کرنے کے بعد وہ واپس اپنے مرکزی شہر چلا گیا تھا۔

اشک سوئم اپنی اشکانی سلطنت کو کچھ مضبوط اور مربوط بنانے کے بعد اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا فریاپت اشک چہارم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا سربراہ بنا تھا۔ دوسری طرف یونانی سلطنت پر اینٹی اوگس ہی حکومت کر رہا تھا لیکن اب اینٹی اوگس کی قوت بھی دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی جبکہ بلخ کی حکومت اس کے مقابلے میں دن بدن ترقی کرتے ہوئے بڑی تیزی سے طاقت اور قوت حاصل کرتی جا رہی تھی اس طرح قدیم ایرانی سلطنت میں بیک وقت تین حکومتیں پرورش پا رہی تھیں۔ ایک بلخ کی حکومت دوسری یونانیوں کی حکومت تیسری اشکانی سلطنت۔

○

عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ نے ابھی تک اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ چاروں بیٹھے کسی موضوع پر باہم گفتگو کر رہے تھے سطرون کو کوئی خیال گزرا اور ایک دم اس نے چونکتے ہوئے عارب کو مخاطب کرتے

(۱) تاریخ ایران کہتی ہے کہ یہ اپنے پیش رو ڈیوڈوٹس کا خاتمہ کر کے حکمران ہوا تھا (تاریخ ایران مقبول بیگ بدخشانی)

ہوئے کہنا شروع کیا عارب میرے دوست میرے بھائی ایک عرصہ ہوا ہم نے یوناف اور بیوسا کی کوئی خبر نہیں لی اس دنیا میں جب میں اپنے اطراف میں نگاہ دوڑاتا ہوں تو مجھے صرف ایک یوناف ہی دکھائی دیتا ہے جس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں مجھے صحیح لطف اور سرور آتا ہے اس لئے کہ اور کوئی اس کے علاوہ ایسا ہے ہی نہیں جو میرے ساتھ مقابلہ کر سکے یوناف کے ساتھ گزشتہ مقابلوں میں میں نے یہ تو اندازہ لگا لیا ہے کہ میں اس سے زیادہ طاقتور اور زور آور ہوں گو میری ضربوں کے جواب میں وہ بھی مجھے خوب ضربیں لگاتا ہے لیکن تم جانتے ہو کہ بالآخر غلبہ میں ہی اس پر حاصل کرتا رہا ہوں اور اس غلبے میں میرے لئے کمال سرخوشی اور اطمینان کا پہلو نکلا کرتا تھا۔ گزشتہ دنوں آقا عزازیل جب ہم سے ملنے آئے تھے تو انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور ہانی بال اسپین کو فتح کرنے کے بعد رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے اٹلی میں داخل ہوا چاہتا ہے لہٰذا میری خواہش ہے کہ آؤ چاروں ہانی بال کے لشکر کی طرف کوچ کریں وہاں کوئی اچھا موقع دیکھتے ہوئے یوناف اور بیوسا پر ضرب لگائیں اور ان پر ثابت کریں کہ نیکی کے نمائندے ہونے کے باوجود وہ دونوں ہمارے سامنے زیر اور مغلوب ہیں اور ہم جب بھی چاہیں انہیں مار مار کر اپنا مقصد اور اپنا مطلب حل کر سکتے ہیں۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا سطرون میرے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی ہے یوناف پر ضرب لگانا اور اس کو اپنے سامنے زیر کرنا ہمیشہ سے میری دلی خواہش رہی ہے جب کبھی بھی وہ اذیت دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اگر تم یوناف سے ٹکرا کر اسے پھر سے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا چاہتے ہو تو آج ہی یہاں سے کوچ کرتے ہیں اور ہانی بال کے لشکر کا رخ کرتے ہیں اور وہاں یوناف پر ایسی ضرب لگائیں گے جسے وہ صدیوں تک یاد رکھے گا۔ عارب جب خاموش ہوا تو نبیطہ بولی اور کہنے لگی۔

کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے اس کام کی اپنے اس ارادے کی اطلاع آقا عزازیل کو بھی کریں تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ جائیں مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر ہم چاروں یوناف اور بیوسا کے مقابلے میں ناکام رہے تو جو حالت ہم ان کی بنانے کے بارے میں سوچ بچار کر رہے ہیں کہیں ایسی ہی حالت وہ ہماری نہ بنا کر رکھ دے۔ اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں یوناف سے صرف سطرون ہی ٹکرائے گا میں تم اور زروعہ علیحدہ کھڑے ہو کر سطرون کے ہاتھوں یوناف کی بے بسی کا منظر دیکھیں گے اور ہاں ہم بیوسا سے

پھر کوئی تعرض نہیں کریں گے اس پر نبیطہ پھر بولی اور کہنے لگی جب سطرون کے مقابلے میں یوناف مار کھانے لگے گا تو ظاہر ہے کہ بیوسا بھی یوناف کی مدد کے لئے میدان میں اترے گی تم لوگ جانتے ہو کہ شروع میں بیوسا یوناف سے بدترین نفرت کرتی تھی مگر اب وہ اس سے دیوانگی کی حد تک محبت اور پیار بھی کرتی ہے لہٰذا وہ کسی بھی صورت یوناف کو زیر اور مغلوب نہیں دیکھ سکتی اگر سطرون نے اس مقابلہ میں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو بیوسا ضرور میدان میں اترے گی اس بار زروعہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اگر سطرون اور یوناف کے مقابلے میں بیوسا نے میدان میں اترنے کی کوشش کی تو پھر ہم تینوں بھی ان کے مقابلے کے لئے جم جائیں گے اور ان دونوں میاں بیوی کو مار مار کر ان کی شکل اور ہیئت ہی تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ اس پر نبیطہ پھر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے بولی ایسا کرنا ہمارے لئے کسی بھی صورت آسان نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اگر ہم سب مل کر ان دونوں پر وارد ہوں گے تب ابلیکا جو ایک نا آشنا اور ایک بھرپور اجنبی طاقت ہے بھی ہمارے خلاف حرکت میں آئے گی اور جب ابلیکا ہم پر ضرب لگائے گی تو پھر ہم میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور اس کے مقابلے میں ہمیں کہیں پناہ بھی نہ ملے گی تم لوگ جانتے ہو کہ ماضی میں کئی بار ابلیکا آقا عزازیل پر بھی ضرب لگا کر اسے مقابلے کے میدان سے بھاگ جانے پر مجبور کر چکی ہے۔ لہٰذا ابلیکا ہی وہ اصل آفت اور مصیبت ہے جو ہمیشہ سے ہمارے مقابلے میں یوناف اور بیوسا کو غالب اور کامیاب رکھتی رہی ہے اس بار سطرون بولا اور کہنے لگا شروع میں تو ہم صرف یوناف سے ہی تعلق رکھیں گے بیوسا پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے اور اگر بیوسا نے بھی میدان میں کودنا پسند کیا اور اس کی وجہ سے ابلیکا بھی میدان میں آئی تو پھر ہم ابلیکا سے بھی نپٹ لیں گے۔ اس پر بھی ہم ثابت کریں گے کہ جس طرح مقابلے میں ہم یوناف اور بیوسا کے لئے دشوار گزار اور مشکل ہیں ویسے ہی زوردار اور طاقتور ہم ابلیکا کے مقابلے میں بھی ثابت ہوں گے سطرون کی گفتگو سے نبیطہ کو کچھ ڈھارس ہوئی تو پھر چاروں آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس سرائے سے اسپین اور اٹلی کی سرحد کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

اسپین سے نکل کر اٹلی کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال کا خیال تھا کہ وہ لگاتار چند روز تک پیش قدمی کرے گا یہاں تک کہ اٹلی کے کوہستان ا۔لپس پر جا کر اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرے گا اس کے بعد وہ اٹلی کے اندرونی

حصوں میں اپنی فتوحات کا طوفانی آغاز کرے گا لیکن کوہستان ا۔لپس تک پہنچنے سے قبل اسے راستے میں پڑنے والے دریائے ایبرو دریائے پیرا نیز اور دریائے رون کو عبور کرنے کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں پھیلے ہوئے رومنوں اور وحشی گال قوم کے لشکروں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا یہ وحشی گال شمالی اٹلی میں آباد تھے اور یورپ کے اندر انہیں ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا یہ انتہائی قسم کے خونخوار اور بربریت پسند قبائل تھے اور اپنے جس دشمن کے خلاف بھی یہ حرکت میں آتے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے تھے ان سارے خطرات کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا تھا۔

دریائے ایبرو اور دریائے پیرانیز کو اس نے بڑی آسانی سے عبور کر لیا اس کے بعد وہ بڑی تیزی سے یلغار کرتا ہوا دریائے رون تک آ پہنچا تھا راستے میں جتنے قصبے شہر اور بستیاں پڑتی تھیں ان سب کو اس نے فتح کیا وہاں سے اس نے بیشمار مال و دولت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کے لئے خوراک اور اناج کے بھی وسیع ذخائر حاصل کر لئے تھے۔

دریائے رون کے کنارے اس نے اپنے لشکریوں کے درمیان ہاتھ آنے والی ساری دولت تقسیم کر دی تھی جس کی وجہ سے اس کے لشکریوں کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے تھے۔

دریائے رون کو عبور کرنے سے پہلے ہانی بال نے وہاں اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تا کہ مزید آگے پیش قدمی کرنے سے قبل اس کے لشکری ستا لیں لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو وہاں تین روز تک دریائے رون کے کنارے پڑاؤ کرنے اور آرام کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

○

ایک روز یوناف اور بیوسا اپنے لشکر سے تقریباً دو میل شمال میں دریائے رون کے کنارے چہل قدمی کرنے کے بعد اپنے لشکر میں واپس جا رہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑی چٹان کے قریب ابلیکا نے یوناف کی گردن پر بڑا تیز لمس دیا۔ ابلیکا کی طرف سے یہ لمس ملنے کے بعد یوناف چونک سا پڑا تھا اس کی حالت اور کیفیت دیکھتے ہوئے بیوسا بھی سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا اس سے کچھ کہنے والی ہے۔ اپنا ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے عزیز میرے حبیب! مجھے غور سے سنو میں تمہارے لئے ایک بہت اہم خبر رکھتی ہوں۔ عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ نے اشکانی قوم کے مرکزی شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا اچانک وہاں انھوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ وہ اتنے

عرصے سے بیکار بیٹھے ہیں لہٰذا تم پر ضرب لگانی چاہئے اب وہ آندھی اور طوفان کی طرح تم پر وارد ہونے کے لئے دریائے رون کا رخ کر رہے ہیں لہٰذا ان کے آنے سے قبل تم لوگ مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جہاں تک میرا خیال ہے سطرون اکیلا تم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ یوسا پر بھی حملہ آور ہوئے یا تم دونوں کے مقابلے میں عارب نبیطہ اور زروعہ نے بھی آنے کی کوشش کی تو پھر میں ان کے خلاف آگ اور طوفان کی طرح حرکت میں آؤں گی اور ہاں اگر سطرون اکیلا تم سے مقابلہ کرتا ہے تو میں نے جب دیکھا کہ وہ تم پر غالب آنے کی کوشش کر رہا ہے تو میں اس پر بھی ایسی ضرب لگاؤں گی کہ اسے تمہارے سامنے بے بس کر کے رکھ دوں گی۔

ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور یوسا کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے۔ یوناف وہاں بیٹھ گیا۔ چٹان کے قریب اس نے اپنے خداوند کے حضور ایک طویل سجدہ کیا پھر وہ دوزانو ہو کے بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے بڑی رقت بڑی عاجزی سے وہ دعا مانگتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”اے اللہ اے سارے جہانوں کے ناظم اور مدبر عزازیل کے گماشتے خزاں کے ساتھی اور بکھرے لمحوں کے امین بن کر میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ اے اللہ روپ کے یہ زشت من کے کالے اور نیکی کے خیالات سے مبرا وہموں کے پرستار جبر مسلسل اور فریب وفا کا صحرا بن کر مجھ پر روح کی کٹھن زخموں کی جلن طاری کرتے ہوئے میری حالت بے لباس بستی تشنہ ساحل اور پیاسی ریت جیسی کر دینا چاہتے ہیں۔ اے آسمان کو بزم انجم سے سجانے والے زمین کو قبائے خاک عطا کرنے والے بدی کے ان گماشتوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے رات کی آنکھوں میں تاریکی بکھیرنے والے اور دن کے چہرے پر اجالا پھیلانے والے میں تم سے ہی عزازیل کے ساتھیوں کے مقابلے میں اور نصرت کی التجا کرتا ہوں“۔

یوناف بیچارا چٹان کے پاس بیٹھا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے بڑی عاجزی بڑی انکساری کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا جبکہ یوسا بیچاری طائر بر شکستہ کی طرح اس کے قریب کھڑی تھی اس کی آنکھوں میں ہزاروں سوال ہونٹوں پہ گہری چپ چہرے پر غبار آلود اداسی چھائی ہوئی تھی وہ بیچاری قبر کی تنگی کے منظر جیسی بے سکوں لہو سے رنگین صلیب جیسی افسردہ اور زہر آلود رُت جیسی لاچار دکھائی دے رہی تھی۔ وہ محبت سے بھرے عجیب سے جذبوں کے ساتھ بڑے غور اور انہماک سے یوناف کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ دعا ختم کرنے کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھا محبت اور چاہت بھرے انداز میں وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوسا سطرون نبیطہ عارب اور زروعہ ہم دونوں پر وارد ہونے والے ہیں اگر سطرون اکیلے نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تو ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جانا میں اس سے ٹکراؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میرا خدا جسے میں نے ابھی پکار پکار کر التجا اور التماس کی ہے وہ مجھے سطرون کے سامنے مایوس اور مغلوب نہیں رکھے گا۔ مجھے امید ہے کہ بدی کے سامنے وہ نیکی معصیت کے سامنے خیر اور برائی کے سامنے اچھائی کو وہ فنا اور زیر نہ ہونے دے گا۔ یوناف ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ خاموش ہو گیا اس لئے کہ اس چٹان کے قریب اور ان دونوں میاں بیوی کے سامنے سطرون عارب' نبیطہ اور زروعہ نمودار ہوئے تھے اور پھر سطرون چند قدم آگے بڑھا پہلے اس نے ایک بھیانک اور مکروہ قہقہہ لگایا پھر تکبر بھرے انداز میں وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے اٹلی کی اس سر زمین کے اس دریا کے کنارے تم پر میں آوازوں میں گونجتی جدائی' ہجر کے لمحے اور لمحوں کی سی بے بسی طاری کروں گا۔ تیرے دل کا آئینہ مکدر اور تیرے ضمیر کی حالت وقت کے تیز منجدھار میں ندامتوں کے مناظر جیسی کروں گا۔ سن خاک کے پیکر سن وقت گزیدہ شخص تیرے شیشے کے خوابوں پر میں چراغ آخر شب طاری کر کے رہوں گا دیکھ نیکی کے نمائندے میں سطرون اپنی ذات کے بے اتھاہ سمندر میں ناقابل تسخیر ہوں۔ بجھنا میرا مقصود نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے دشمنوں کی روح زخمی اور جسم گھائل کر دیا کرتا ہوں۔ دیکھ دریائے رون کے کنارے میں تجھے ایسی اذیت تجھے ایسی ذلت آمیز اذیت میں ڈالوں گا کہ تو اسے صدیوں یاد رکھے گا اب میں تیرے پیچھے پڑ چکا ہوں تجھ سے تیرا لقمہ تجھ سے تیری ساری قوت چھین کر رہوں گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بھی بڑی غضبناکی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے اتنی لاف زنی اور اتنے تفاخر و تکبر سے کام مت لے دیکھ میں بھی بوندوں میں بہہ جانے والا ریت سے کٹ جانے والا اور بے انت خلاء میں کی بھول بھلیوں کا کوئی مسافر نہیں ہوں تمہارے مقابلے میں میں اپنا معیار شرف قائم دائم رکھوں گا۔ تیری آمد سے پہلے میں اپنے آقا اپنے مالک اور اپنے رب کو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ پکار چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ دریائے رون کے کنارے میں تیری ساری سرمستیاں اور مکاریاں و خوش گمانی اور تیرے سارے نشتر پندار کو مٹا کے رکھ دوں گا۔ سن سطرون اس بزمگاہ ہستی میں اس رزمگاہ ہستی میں جینے کے وسائل تم نہیں میرا اللہ بانٹتا ہے اور میں اسی کی فصیل ذات پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی مدد اور نصرت کے بل بوتے پر میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اگر تو نے میرے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو تیری میں خون چاہتی خواہشوں

کو لہو لہو کر کے رکھ دوں گا۔

جواب میں سطرون یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے کالی شرپسندی سراب وشت گمان اور عذاب بے نوائی کی طرح آگے بڑھا۔ دکھ کے سایوں کی طرح اس نے اپنا ہاتھ بیکراں خلاؤں میں بلند کیا تاکہ یوناف پر احساس معطل کر دینے والی ایک ضرب لگائے لیکن اپنا ہاتھ فضاؤں میں بلند کر دینے کے بعد وہ ضرب لگانے کے لئے اپنا مکا یوناف پر گراتا ہی چاہتا تھا کہ یوناف برق کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا ہوا میں اچھلتے ہوئے اس نے سطرون کا اٹھا ہوا بازو پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا اس کے بعد اس نے ایک جست فضا میں لی پوری قوت سے اس نے اپنے دونوں پاؤں ٹھوکر کے سے انداز میں سطرون کے پیٹ میں دے مارے تھے یہ کافی ہولناک ضرب تھی جو سطرون کے پیٹ میں لگی تھی اس ضرب کو لگاتے کے ساتھ ساتھ یوناف نے اس کا پکڑا ہوا بازو بھی چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے سطرون بل کھاتا ہوا تھوڑی دور جاگرا تھا اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے سطرون کی حالت نسلوں کی نفرت،طلسمات کے گمان خواہشوں کی دھوپ اور حبس کے لمحوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی وہ زمین پر گر گیا تھا اور انتہائی بے بسی اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا اس موقع پر یوناف اس سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے عزازیل کے بدکار ساتھی! تیری ستم کاری کے سامنے میں مجبوری کا کھیل تیرے وہم و گمان کے ساحل پر کانچ کا ٹکڑا اور تیرے خوابوں کے سایوں میں میں بے بسی کا بھنور نہیں بنوں گا بلکہ تیری ساری بدگمانی پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ تیرے خیالات کی وحشت کو ماند کر کے رکھ دوں گا۔ اٹھ اور میرے ساتھ ٹکرا پھر دیکھ خداوند قدوس فتح اور شکست کا فیصلہ کس کے مقدر میں لکھتا ہے۔

یوناف کے اس چیلنج پر سطرون ایک زہریلی جست کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا دیوانگی کے انداز میں اور ایک جنونی کیفیت میں وہ یوناف کی طرف بڑھا اس بار اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کے پیٹ چہرے اور کندھے پر لگا تار کئی مکے دے مارے تھے۔ جنہیں یوناف کمال جرات مندی اور ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے برداشت کر گیا تھا ساتھ ہی وہ کسی زہریلے انسان کی طرح حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنی کہنی سطرون کی گردن کے بالائی حصے پر ماری اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں کی ٹھوکر اس نے سطرون کے دائیں گھٹنے پر لگائی پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح مڑا اور اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ سطرون کی ناک اور آنکھوں پر اس قوت سے مارا تھا کہ تکلیف کے باعث سطرون بری طرح بلبلا اٹھا تھا اور بل کھاتا ہوا کئی گز پیچھے لڑھک گیا تھا۔

یوناف کی کارگزاری کو دیکھ کر بیوسا کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں رقص کر رہی تھیں اس کے خوبصورت ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ مچل رہی تھی جبکہ دوسری طرف عارب نبیطہ اور زروعہ کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی وہ تینوں سطرون کی مدد کرنے کے لئے پر تول ہی رہے تھے کہ اس موقع پر بیوسا بلند آواز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ سنو بدی کے گماشتو اگر تم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر سطرون کی مدد کرنے کی کوشش کی تو پھر لکھ رکھنا دریائے رون کے کنارے ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا اور اس طوفان میں تمہاری حالت بگولوں اور آندھیوں کے اندر اڑتے ہوئے خس و خاشاک سے مختلف نہ ہوگی لہٰذا یوناف اور سطرون کو آپس میں ٹکرانے دو اور دیکھو حالات کس کے حق میں پلٹا کھاتے ہیں۔ بیوسا کی یہ گفتگو سن کر عارب نبیطہ اور زروعہ کسی حد تک سنبھل گئے تھے اور انہوں نے آگے بڑھ کر سطرون کی مدد کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

یوناف نے جب اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ سطرون کے چہرے پر مارا اور سطرون لڑکھڑاتا ہوا دور گرا تو یوناف آگے بڑھ کر اس کے قریب آیا اور اسے پھر مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ سطرون اٹھ آج دریائے رون کے کنارے تو دیکھے گا کہ تو اس قابل نہیں کہ مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکے دیکھ سطرون جب تک میرا اللہ میرا خداوندا اس کائنات کا ناظم اور مدبر میرے ساتھ ہے اور جب تک مجھے اس کی مدد اور حمایت حاصل ہے میں تیرے جیسے کتوں کو مار مار کر بھگاتا رہوں گا۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون تیخ پا ہو گیا تھا وہ اٹھ کر کھڑا ہونا ہی چاہتا تھا کہ یوناف پھر آگے بڑھا اور لگاتار پاؤں کی کئی ٹھوکریں اس نے سطرون کے پیٹ میں دے ماری تھیں سطرون بری طرح جھک گیا تھا اس موقع پر یوناف پھر حرکت میں آیا فضاؤں کے اندر اس نے لمبی جست لی اور پھر اپنی دونوں کہنیاں اپنی پوری قوت کے ساتھ اس نے سطرون کی پیٹھ پر دے ماری تھیں۔ سطرون درد کی شدت کے باعث بوجھ لدے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا اور کافی حد تک لڑھکتا ہوا وہ پیچھے کی طرف ہٹ گیا تھا۔

یوناف آندھی اور طوفان کی طرح سطرون کے خلاف حرکت میں آیا تھا شاید اب وہ سطرون کو سنبھلنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا اپنے دونوں پاؤں کو باری باری اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے سطرون پر بری طرح لاتوں مکوں اور طمانچوں کی بارش کر دی تھی۔ یوں یوناف بری طرح سطرون کو مارتا رہا یہاں تک کہ جب وہ بالکل ہی مضمحل دکھائی دینے لگا تو اچانک یوناف کسی شاہین کی طرح آگے بڑھا نیچے جھک کر اس نے سطرون کو اپنے دونوں ہاتھوں میں فضا کے اندر بلند کر دیا تھا پھر اس نے اسے زروعہ کے

پاؤں کے قریب بری طرح پٹخ دیا تھا پھر وہ چلاتے ہوئے عارب نبیطہ اور زروعہ سے کہنے لگا۔

سنو خداوند کے باغیو! سنو عزازیل کے ساتھیو! تم لوگ بڑے تفاخر اور بڑے گھمنڈ کے ساتھ میری طرف آئے تھے کہ دریائے رون کے کنارے مجھے مغلوب کر کے میری بے بسی اور لاچارگی کا تماشہ دیکھ سکو پر سن رکھو کسی کو فتح نصیب یا شکست خوردہ بنانا کسی انسان کسی فرشتے یا جن کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ سارے کام خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھے ہیں وہی مقدرات کا بنانے اور قسمتوں کا بگاڑنے والا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ کس قدر تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ سطرون میرے ساتھ ٹکرانے کے لئے آیا تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ اپنے خداوند کی مدد کے سہارے میں نے اسے مار مار کر اس کی حالت نیم غشی کی سی کر دی ہے لہٰذا تم تینوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اور اس سطرون کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ سطرون بھی یوناف کی یہ غیض و غضب کی گفتگو سن چکا تھا لیکن اس پر ایسا لاغرپن اور ایسی لاچارگی طاری ہوگئی تھی کہ وہ مزید یوناف کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا لہٰذا وہ چاروں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے رون کے کنارے سے شاید وہ واپس اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر کی اس سرائے کی طرف چلے گئے تھے جہاں انھوں نے پہلے سے قیام کر رکھا تھا۔۔

ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے چند روز تک قیام کیے رکھا اس دوران اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو پار کرنے کے لئے اس نے بہترین انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے کچھ مخبر دریائے رون کے کنارے شمال کی طرف روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ دریا کا پاٹ کس جگہ سے تنگ ہے جہاں سے اسے آسانی کے ساتھ عبور کیا جاسکے۔ دریائے رون کے کنارے قیام کے دوران ہانی بال نے مقامی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کی چھوٹی اور بڑی کشتیاں تیار کروانا شروع کیں اس کے علاوہ اس نے بڑے بڑے لٹھوں کے ٹھاٹ بنا کر ان پر خوب مٹی ڈال کر اور اس مٹی کو کوٹ کر اس پر لپائی کر دی گئی تھی تاکہ لٹھوں کے ان ٹھاٹھوں کے ذریعے ان ہاتھیوں کو دریائے رون پار کرایا جا سکے جو ہانی بال کے لشکر میں شامل تھے۔

جب یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے تو ہانی بال نے دریائے رون کے دوسرے کنارے وحشی اور خونخوار گالوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس دوران

اس کے مخبروں نے اسے یہ بھی اطلاع کر دی تھی کہ شمال میں تقریباً بیس میل اوپر جاکر دریا کا پاٹ ایک جگہ تنگ ہے جہاں سے دریا کو با آسانی عبور کیا جا سکتا ہے یہ اطلاع پانے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اس نے اپنے ایک جرنیل ہانو کی سرکردگی میں دیا۔ یہ ہانو نوجوان تھا اور کنعانیوں کے ماضی کے ایک بہترین جرنیل بوملکر کا بیٹا تھا۔ لشکر کی تقسیم کے بعد ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو حکم دیا کہ وہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں بیس میل شمال کی طرف چلا جائے وہاں سے وہ مخبروں کی رہنمائی میں دریائے رون کو پار کرے اور پھر وہ دریا کے دوسرے کنارے لمبا چکر کاٹتے ہوئے وحشی گالوں کی پشت پر نمودار ہو کر ان پر اچانک حملہ آور ہو جائے اور جب وہ ایسا کر چکے گا تو ہانی بال بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ سے دریا کو پار کرے گا جس جگہ اس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور سامنے کی طرف سے گالوں پر حملہ آور ہوجائے گا اس طرح وحشی گالوں کو اس دو طرفہ حملے سے پیس کر رکھ دیا جائے گا۔ لہٰذا ہانو اپنے مخبروں کی اطلاع کے مطابق اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ہانو ایک دلیر نوجوان اور مہم جو نوجوان تھا رات کی تاریکی میں اس نے دریائے رون کو اس جگہ سے عبور کیا جس کی نشاندہی مخبروں نے کی تھی دریا کے دوسرے کنارے جاکر اس نے اندھیرے کی آڑ میں ایک لمبا چکر کاٹا پھر وہ گالوں کی پشت پر جاکر بڑی تیزی سے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا۔دوسری طرف ہانو کی روانگی کے بعد ہانی بال بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کرنے کی تیاریاں کرنے لگا یہاں اس نے جو چھوٹی بڑی کشتیاں تیار کی تھیں اس نے اس میں اپنے پیدل دستوں کو سوار کروا دیا اور لٹھوں کے جو بڑے بڑے ٹھاٹ اس نے بنائے تھے اس میں سے کچھ پر اس نے اپنے ہاتھی سوار کروائے باقی اس نے اپنے گھوڑ سواروں کو بٹھا دیا تھا اس طرح وہ دریا عبور کرنے کے لئے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح کنعانیوں کا نوجوان اور مہم جو جرنیل ہانو دریائے رون کے اس پار گالوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا گو ہانو کے لشکر کی تعداد گالوں کے لشکر سے بہت کم تھی پھر بھی ہانو ایسی دلیری سے حملہ آور ہوا جیسے دل کے آبگینوں کی خاموش تہوں میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو اس اچانک حملے سے گال اول اول تو پریشان ہوئے تھے لیکن جلد ہی انھوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ انھوں نے جب دیکھا کہ پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے تو انھوں نے

ہانو کے اس لشکر کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے بڑی تیزی سے ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن جواب میں ہانو بھی کسی صف شکن مرد جری کی طرح جذبہ حب الوطنی کی شمع سے لیس ہو کر ان پر قلزموں کے مدوجزر کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور ان کے جھوٹے خوابوں اور کالے آنگنوں میں دعاؤں کی کرچیوں کی سی کیفیت پیدا کر کے رکھ دی تھی ہانو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے پیمانہ شب و روز میں جانثاری کے لمحوں اور جان طلب لمحات کی طرح آگے بڑھتے ہوئے وحشی اور خونخوار گالوں پر وحشت میں ٹھٹھری طویل اندھیاری رات اور آگ و موت کے خونی کھیل کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا۔

اتنی دیر تک ہانی بال نے بھی اپنے لشکر اور ہاتھیوں کے ساتھ دریائے رون کو عبور کر لیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال جب دریائے رون کے بائیں کنارے پر پہنچا تو دشمن کی پشت اب اس کی طرف تھی اس لئے کہ اس سے پہلے ہی اس کا جرنیل ہانو دشمن سے برسرپیکار ہو چکا تھا دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے ہانی بال کے پاس یہ سنہری موقع تھا لہٰذا آنا" فانا" اس نے اپنے لشکر کو ترتیب کیا پھر وہ نسلوں کی نفرت طلسمات کے گمان اور خواہشوں کی دھوپ کی طرح وحشی اور خونخوار گالوں کی پشت سے حملہ آور ہوا تھا ہانی بال کے یوں حملہ آور ہوتے ہی جنگ کی حدت بڑھنے لگی لڑائی کا دامن پھیلتا رہا۔ آہ و فغاں کے شعلے شدت اختیار کرتے چلے گئے لفظ بناتی اور خون چاٹتی سامنے کی طرف سے ہانو اور پشت کی طرف سے ہانی بال کے حملہ آور ہو جانے کی وجہ سے وحشی اور خونخوار گالوں کے لئے مرگ کی عمیق گہری گھاٹیوں میں قیامت کی گھڑیاں موت کی نمود کے مناظر عذاب بے نوائی اور قتل گاہوں کے آلاؤ جوش مارنے لگے تھے۔ وحشی گال ہانی بال اور ہانو کے دو طرفہ حملے کا زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکے لہٰذا وہ شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے ہانی بال اور ہانو دونوں نے ملکر تھوڑی دور تک ان خونخوار گالوں کا تعاقب کیا ان کا خوب قتل عام کر کے ان کی تعداد کو انھوں نے کم کر کے رکھ دیا اور ان کے ساتھ جو مال و اسباب تھا وہ سب ان سے چھین لیا دریائے رون کے کنارے ہانی بال اور ہانو کے ہاتھوں وحشی گالوں کی یہ بدترین شکست تھی گالوں کو شکست دینے کے بعد ہانی بال نے پھر اٹلی کے اندر پیش قدمی کی یہاں تک کہ وہ آنسر شہر میں جا پہنچا۔

اس شہر میں اسے ایک نئی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ آنسر شہر کا جو حکمران تھا وہ رومنوں کے شہزادوں میں سے ایک تھا۔ جبکہ اس کا چھوٹا بھائی بھی اسی شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ اور یہ بھی آنسر شہر کی حکومت کا متمنی تھا۔ ہانی بال کو جب اس صورتحال سے

آگاہی ہوئی تو اس نے آنسر کے حکمران کے چھوٹے بھائی سے فورا" رابطہ قائم کیا اور اسے یہ شرط پیش کی کہ اگر وہ اسے اسکے لشکر کے لئے رسد اور کمک فراہم کرے تو وہ اسے آنسر کی حکومت حاصل کرنے میں مدد دے گا آنسر کے حکمران کا چھوٹا بھائی اس بات پر آمادہ ہوگیا لہٰذا آنسر پر حملہ آور ہو کر ہانی بال نے اس کے حکمران کو وہاں سے مار بھگایا اور اس کے چھوٹے بھائی کو آنسر کا حکمران بنا دیا جواب میں آنسر کے اس حکمران شہزادے نے ہانی بال کو ہر وہ چیز مہیا کی تھی جس کی ہانی بال نے خواہش کی تھی اس طرح آنسر میں چند روز قیام کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کے اندر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی میں داخل ہو کر دور دور تک ترکتاز اور یلغار کئے ہوئے تھا تو رومن اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کہاں چھپے بیٹھے تھے صورتحال یہ تھی کہ رومن ان دنوں اپنے شمالی علاقوں میں خونخوار گالوں ہی کے ساتھ الجھے ہوئے تھے ان وحشی گالوں نے رومنوں کے علاقوں پر لگاتار شب خون مار کر ان کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔ وہ رومنوں کے شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے اور ہر چیز چھین کر ان شہروں اور بستیوں کے رہنے والوں کا قتل عام کر دیتے تھے بڑی مشکل سے ان گالوں کا خاتمہ کرنے کے بعد رومن ہانی بال کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تھے فی الفور انھوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے ایک مانے ہوئے اور آزمودہ کارنیلوس کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اور کارنیلوس کے چھوٹے بھائی نائیوس کو اس کا ماتحت بنانے کے بعد کنعانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا کارنیلوس اور نائیوس دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے دریائے رون کی طرف بڑھے تھے یہاں پہنچ کر جب انھیں یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے دریائے رون کے کنارے وحشی گالوں کو بدترین شکست دی ہے اور اب وہ دریائے رون کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھ گئے ہیں تو کارنیلوس اور نائیوس دونوں بھائیوں کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ہانی بال کا تعاقب کریں بلکہ وہ دریائے رون سے ہی اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

جبکہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ ویائن کے مقام پر جا پہنچا یہاں ہانی بال نے دریا کا کنارہ چھوڑ دیا اور دائیں طرف ہٹ کر وہ اٹلی کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا تھا ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے وہ دوبارہ سینٹ جینکس کے مقام پر دریائے رون کے کنارے آ کر پھر پیش قدمی کرنے لگا تھا یہاں تک کہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے جب وہ سینٹ برنارڈ کے مقام پر آیا تو اس

کے سامنے اذیتوں اور مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہو گئے تھے۔

اور وہ اس طرح کہ کوہستانی سلسلوں کے وحشی اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر ہانی بال کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے وہ حشرات الارض کی طرح پہاڑوں کے اندر سے نمودار ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام کریں اور ان کے لشکر کی ہر چیز چھین کر دوبارہ کوہستانی سلسلوں میں روپوش ہو جائیں لیکن ان کوہستانی وحشیوں کے مقابلے میں ہانی بال نے کمال نظم و ضبط شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کیا جونہی اس نے دیکھا کہ یہ پہاڑی وحشی قبائل ان پر حملہ آور ہونے لگے ہیں ان کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی اس نے اپنے آپ کو تیار کر لیا اور ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی ہانی بال کا یہ حملہ ایسا خونخوار تیز اور تند تھا کہ اس نے سامنے آنے والے ہر وحشی اور خونخوار قبائلی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کوہستانی سلسلوں کے اندر ہانی بال کے حملے کے نتیجے میں دور دور تک ان پہاڑی افراد کی لاشیں پھیل اور بکھر گئی تھیں۔

ایک بار ان کا صفایا کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اس پیش قدمی کے دوران یہ پہاڑی قبائل رات کی تاریکی میں اچانک نمودار ہو کر ہانی بال کے لشکر پر شب خون مارتے تھے اور اسے کافی نقصان پہنچاتے رہے تاہم ہانی بال بڑے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹلی کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی جاری رکھی یہ پہاڑی قبائل دن کے وقت ہانی بال کے لشکر پر حملہ آور نہ ہوتے تھے اس لئے کہ انہیں خدشہ تھا کہ جوابی کاروائی کر کے ہانی بال انہیں نیست و نابود کر دے گا اس لئے کہ ایک بار وہ اس کے ہاتھوں دن کی لڑائی میں کافی نقصان اٹھا چکے تھے لہٰذا وہ رات کی تاریکی کا سہارا لے کر صرف شب خون مارنے پر ہی اکتفا کر رہے تھے تاہم ہانی بال بھی اپنے لشکر کے ساتھ پہلے کی نسبت چوکنا ہو گیا تھا اور ان سے بچنے کے لئے اس نے دور تک اپنے جاسوس پھیلا دیئے تھے جن کی بتائی ہوئی خبروں کی روشنی میں ہانی بال پیش قدمی کرتا رہا۔

ان وحشی پہاڑی قبائل نے جب دیکھا کہ ہانی بال کسی طرح بھی ان کے قابو نہیں آتا تو ان کے کچھ سردار ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے رویئے کی انہوں نے معافی مانگی اور ہانی بال کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں تک اس کے لشکر کی رہنمائی کریں گے ہانی بال نے بظاہر ان کی رہنمائی کو قبول کر لیا لیکن اندرونی طور پر وہ ان پر اعتماد اور بھروسہ نہ کر رہا تھا اور احتیاط کے طور پر اس نے اپنے لشکر کو ہر بری صورتحال سے نمٹنے کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا تاہم ان پہاڑی قبائل کے رہبروں کی رہنمائی میں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

یہ پہاڑی قبائل کے راہبر ہانی بال اور اس کے لشکر کو ایک ایسی وادی میں لے آئے جو چاروں طرف سے بلند اور ناقابل عبور کوہستانی سلسلوں سے گھری ہوئی تھی ہاں مشرق کی طرف ایک چھوٹا سا درہ تھا جس سے نکل کر اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ کوہستانی سلسلوں سے گھری ہوئی اسی وادی میں ان پہاڑی قبائل نے اچانک اس کے لشکر پر حملہ کر دیا ہانی بال چونکہ ان قبائل کے راہبروں پر مکمل اعتماد اور بھروسہ نہ کر رہا تھا لہٰذا وہ متوقع صورتحال کے لئے تیار تھا اس نے بھی جوابی حملہ کیا اور تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد اس نے پہاڑی قبائل کے ان وحشیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا بہت کم لوگوں کو بھاگ کر اپنی جانیں بچانا نصیب ہوا۔

پہاڑی قبائل نے جب دیکھا کہ ان کے دوسرے لشکر کو بھی ہانی بال کے مقابلے میں بدترین شکست ہوئی ہے تو انہوں نے اپنی دونوں شکستوں کا ہانی بال سے انتقام لینے کا عہد کر لیا تھا یہ پہاڑی قبائل فوراً حرکت میں آئے اور مشرق کی طرف جو درہ اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں کی طرف کھلتا تھا اس درے کو انہوں نے بھر دینے کا ارادہ کر لیا تاکہ انہی وادیوں کے اندر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سسک سسک کر مر جائے اس درے کو بھرنے کے لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ کوہستانی سلسلوں کے اوپر انہوں نے بڑی بڑی چٹانیں نیچے لڑھکانا شروع کر دیں یہ چٹانیں اتنی بڑی تھیں کہ تین تین چار چار سو آدمی اکٹھے ان کو نیچے کی طرف دھکیل دیتے تھے اس طرح لگا تار چٹانیں نیچے گرانے سے درہ پر کر کے اسے انہوں نے ناقابل عبور بنا کر رکھ دیا تھا۔

پہاڑی قبائل کے لشکر کو بری طرح شکست دینے کے بعد جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اس درے کی طرف بڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ درہ مکمل طور پر بند کیا جا چکا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانی بال بڑا متفکر ہوا اس لئے کہ اس درے کے بند ہو جانے سے اس کے لئے مشکلات کھڑی ہو سکتی تھیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں کو عبور تو کر سکتا تھا لیکن اس میں اس کے لشکر کے نقصان ہونے کا اندیشہ تھا۔ دوسرے ہانی بال کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اس کے لشکر میں جو ہاتھی تھے وہ ان بلند کوہستانی سلسلوں کو عبور نہ کر سکتے تھے لہٰذا اس درے کے بند ہو جانے پر ہانی بال پریشان اور متفکر ہو گیا تھا۔ اسی فکر مندی میں اس نے یوناف اور بیوسا کو طلب کیا یہ دونوں میاں بیوی جب اس کے سامنے آئے تو ہانی بال نے بڑی پریشانی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ اٹلی کے میدانوں میں داخل ہونے کے لئے صرف

ایک ہی درہ ہے جسے ان پہاڑی قبائل نے پر کر دیا ہے۔ اب تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو آگے بڑھنے کے لئے مجھے کیا طریقہ استعمال کرنا چاہئے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اگر میں اس کوہستانی سلسلوں کو عبور کرتا ہوں تو اس میں میرے لشکریوں کا کافی نقصان ہونے کا احتمال ہے اس لئے کہ سرما کا موسم شروع ہو چکا ہے اگر میں ان کوہستانی سلسلوں کو عبور کروں تو کسی بھی وقت برف باری شروع ہوئی تو میرے لشکر کے تباہ و برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے دوسری طرف سامنے یہ درہ ہے جسے پر کر دیا گیا ہے اور اس کا کھولنا میں سمجھتا ہوں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور پھر میرے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اپنے لشکر کے ہاتھیوں کو کیسے اور کس طرح نکالوں یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال خاموش ہوا تو یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ہانی بال اس درے کے بند ہو جانے پر فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ درے کو اتنی بڑی بڑی چٹانوں سے پر کر دیا گیا ہے جنہیں ہٹانا بڑا مشکل اور دشوار ہے لیکن میرے ذہن میں ایک طریقہ ہے جسے استعمال کر کے اس درے کو کھولا جا سکتا ہے یوناف کے یہ الفاظ سن کر ہانی بال چونک سا پڑا تھا پھر وہ بولا اور کہنے لگا سن میرے بھائی اگر تیرے ذہن میں کوئی طریقہ ہے تو جلدی سے بتاؤ تاکہ اس پر عمل کر کے درے کو کھولا جائے اور اپنے لشکر کے ساتھ میں اٹلی کی وادیوں میں داخل ہو سکوں جواب میں یوناف کہنے لگا۔

سن میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ان وادیوں میں بے شمار درخت ہیں ان درختوں کو کٹواؤ چند روز تک ان کی لکڑی کو خشک ہونے دو پھر جن چٹانوں سے ان دروں کو پر کر دیا گیا ہے ان چٹانوں کے سامنے اور اوپر جہاں تک ممکن ہو لکڑیاں ڈال دی جائیں پھر ان لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے اور جب آگ بھڑک اٹھے تو اور لکڑیاں ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے جب یہ چٹانیں خوب گرم ہو کر سرخ ہوں گی تو تم دیکھو گے کہ یہ خودبخود پھٹنے لگیں گی اور چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہو جائیں گی جس کے بعد اس درے کو کھولنا تمہارے لئے انتہائی آسان ہو جائے گا۔

ہانی بال کو یوناف کی یہ تجویز بے حد پسند آئی اسی روز اس نے درخت کٹوانے کا عمل شروع کر دیا تھا اور جب درختوں کی لکڑیاں خشک ہو گئی تو وہ لکڑیاں ان چٹانوں پر ڈال دی گئیں پھر آگ لگا دی گئی پھر یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ آگ کے اندر لکڑیاں ڈالی جاتی رہیں چٹانیں گرم سرخ ہو کر پھٹتی رہیں اور چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہوتی رہیں اس طرح آگ کا یہ سلسلہ آگے بڑھایا جاتا رہا یہاں تک کے درے کے اندر جس

قدر چٹانیں تھیں انہیں گرم سرخ کر کے ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہانی بال کا لشکر طوفانی انداز میں حرکت میں آیا درے کے اندر بکھرے ہوئے پتھروں کو ہٹا کر درہ صاف کر دیا گیا پھر ہانی بال اپنے لشکریوں اور ہاتھیوں کے ساتھ اس وادی سے نکل کر اٹلی کی ان وادیوں میں اور میدانوں میں داخل ہو گیا تھا جو اوستا کے نام سے مشہور تھے۔

کوہستان ایلپس کو عبور کرنے اور اوستا نام کی وادیوں میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا اور اپنے لشکریوں کو اس نے چند روز تک مکمل آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تھا اس لئے کہ کوہستان ایلپس کے اندر پہاڑی قبائل سے ہانی بال کے لشکری کئی روز تک لگا تار جدوجہد کرتے رہے تھے اس دوران چونکہ ہانی بال کے لشکر کا نقصان بھی کافی ہوا تھا لہٰذا اپنے لشکریوں کو آرام کا موقع فراہم کر کے وہ ان کے اوسان بحال کرنا چاہتا تھا اوستا کی وادیوں میں پڑاؤ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے جاسوس چاروں طرف پھیلا دیئے تاکہ وہ دشمن پر نگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ آس پاس میں نمودار ہونے والی تبدیلیوں کی اطلاع بھی بروقت ہانی بال کو دیتے رہیں اوستا کی انہی وادیوں کے اندر قیام کرنے کے دوران ہانی بال کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ اس وادی کے تھوڑی ہی دور شمال میں کوہستانی سلسلے کے اندر دور دور تک وحشی گال قبائل کے ٹھکانے ہیں اور وہ کسی بھی وقت کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے لئے نقصان اور خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔

یہ خبریں ملنے کے بعد ہانی بال نے وحشی گال قبائل کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں جن سے اسے پتا چلا کہ گال قبائل میں سے سب سے زیادہ طاقتور تارینی نام کا ایک قبیلہ ہے پس اسی قبیلے کے سردار سے ہانی بال نے رابطہ قائم کیا اور اسے پیش کش کی کہ رومنوں کے خلاف وہ آئندہ جنگوں میں اس کے ساتھ اتحاد کرے اور جس قدر ان جنگوں میں کنعانیوں کو فوائد حاصل ہوں گے اس میں تارینی قبیلہ بھی پورا پورا حقدار ہو گا لیکن تارینی قبیلوں کو اپنی طاقت اور قوت پر ایسا بھروسہ اور گھمنڈ تھا کہ انہوں نے بڑے تکبر اور تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے ہانی بال کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور مزید انہوں نے اقدام یہ کیا کہ دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر وہ ہانی بال کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے متعلق تیاریاں کرنے لگے تھے۔

ہانی بال کو جب خبر ہوئی کہ تارینی قبیلہ دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے تو ہانی بڑا غضبناک ہوا اس نے بڑے خلوص بڑی ایمانداری سے تارینی قبیلے کو اپنے ساتھ ملنے اور اتحاد کرنے کی پیش کش کی تھی لیکن اس

کی پیش کش ٹھکرائے جانے کی وجہ سے اس نے تارینی قبیلے کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور جب اسے خبر ہوئی کہ تارینی قبائل دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر کنعانیوں کے خلاف لشکر تیار کر رہے ہیں تو اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے آندھی اور طوفان کی طرح تارینی قبیلے کی طرف پیش قدمی کی ہانی بال کی سرکردگی میں کنعانی خون آشام عقابوں، چڑھتی ندی، پیاسے ساحل کی طرح تارینی قبیلے پر حملہ آور ہوئے اور وحشی گلوں کی شجاعت کے طاقوں میں مرگ اور رقص ہستی میں موت بھر کر رکھ دی تھی ہانی بال کے حملے ایسے زور دار اور جان لیوا تھے کہ وحشی گال قبائل جنہیں اپنی شجاعت اپنی دلیری اپنی جرات مندی پر بڑا بھروسہ بڑا گھمنڈ تھا ان کی حالت ہانی بال نے ریت پر لکھی تحریروں اور بے نام خواہشوں کی سی بنا کر رکھ دی تھی۔ کوہستانی سلسلوں کے اندر تارینی قبیلے کی ہانی بال نے بدترین حالت کی انہیں ذلت آمیز شکست دی اور ان کا قتل عام کیا اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے تارینی قبیلے کے سرداروں نے ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور رومنوں کے خلاف اس کا ساتھ دینے کا عہد کیا تارینی قبیلے کی دیکھا دیکھی دوسرے گال قبائل بھی ہانی بال کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ ہانی بال کے لشکر کو طاقت پہنچانے کے لئے اپنے بہترین جنگجو جوان مہیا کئے بلکہ ہانی بال کے لشکر کو بہترین رسد کا سامان انہوں نے فراہم کیا تھا یوں شمالی اٹلی کے وحشی گال قبائل کو مکمل طور پر زیر اور مغلوب کرنے کے بعد اٹلی میں ہانی بال نے اپنی پوزیشن خوب مضبوط اور مستحکم کر لی تھی۔

دوسری طرف رومنوں کی حکومت کو جب یہ اطلاع ملی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے اسپین سے نکل کر اٹلی کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد اپنے سامنے آنے والے ہر قصبے اور ہر شہر میں موت کا بازار گرم کرنا شروع کر دیا ہے تو انہوں نے ایک ایسا لشکر تیار کیا جس کی تعداد ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا بڑی تھی اس لشکر کا سالار رومنوں نے اپنے سب سے دلیر، شجاع، جرات مند اور تجربہ کار جرنیل کارنیلوس کو بنایا اور کارنیلوس کو حکم دیا کہ وہ تیزی سے شمال کی طرف بڑھے ہانی بال اور اس کے لشکریوں کو اٹلی کی سرحد ہی پر روک دے۔

کارنیلوس کو پکا اور پختہ یقین تھا کہ اٹلی میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال زیادہ پیش قدمی نہ کر سکے گا اس لئے کہ اس کے سامنے کوہستانی ایلپس کا طویل بلند اور خطرناک سلسلہ تھا اس کوہستانی سلسلے کے اندر ایسے ایسے پہاڑی قبائل آباد تھے جو کسی بھی حملہ آور کو وہاں سے گزرنے ہی نہ دیتے تھے لہٰذا کارنیلوس کا یہ خیال کہ وہ خود کوہستان ایلپس

سے گزر کر ہانی بال اور اس کے لشکر پر ایسی ضرب لگائے گا کہ وہ واپس اسپین کی طرف بھاگ جانے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن کوہستانِ ایلپس کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے راستے میں رومن جاسوسوں نے کارنیلوس کو یہ خبریں پہنچائیں کہ ہانی بال نہ صرف یہ کہ کوہستان ایلپس سے گزر کر اوستا کی وادیوں میں خیمہ زن ہو چکا ہے بلکہ اس نے کوہستان ایلپس کے اندر پہاڑی قبائل کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اوستا کے شمال میں وحشی گالوں کو بھی مغلوب کر کے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے یہ اطلاع پا کر کارنیلوس نے اس شاہراہ کو چھوڑ دیا جو کوہستان ایلپس کی طرف جاتی تھی اب وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا تھا جو پائیسا شہر سے ہوتی ہوئی اپنائن کی وادیوں کی طرف جاتی تھی دوسری طرف ہانی بال کو بھی رومنوں کے جرنیل کارنیلوس کی پیش قدمی کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا اس نے بھی اوستا کی وادیوں سے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور اس سمت بڑھا جس طرف سے کارنیلوس اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرتا چلا آ رہا تھا۔

ہانی بال اور کارنیلوس دونوں اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی تیزی سے ایک دوسرے کی طرف پیش قدمی کرتے رہے یہاں تک کہ رومن جرنیل کارنیلوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے تائینوس کے کنارے آ رکا۔ بڑی تیزی کے ساتھ اس دریا پر کارنیلوس نے پل تعمیر کرایا جس کے ذریعے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے تائینوس کو پار کیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے دریائے پو کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا جبکہ ہانی بال بھی اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

اب صورت احوال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ کنعانی دریائے پو کو اپنے دائیں جانب رکھتے ہوئے مشرق کی طرف بڑھ رہے تھے جبکہ رومن ان کا سامنا کرنے کے لئے بڑی تیزی سے مغرب کی سمت بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پورا ایک دن دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھتے رہے یہاں تک کہ اگلے روز صبح دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے نمودار ہوئے اور جنگ کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے اپنے پڑاؤ کر لئے تھے۔

رومن جرنیل کارنیلوس نے اپنے لشکر کو جنگ سے پہلے کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ اپنے سواروں کو اس نے لشکر کی چند اگلی صفوں میں رکھا اس کے بعد اس نے پیدل دستوں کو جما دیا تھا۔ پیدل دستوں کو اس نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ جونہی جنگ شروع ہو اور اس کے سوار دشمن سے ٹکرائیں تو وہ دائیں اور بائیں طرف سے آگے کو نکلتے ہوئے دشمن کے پہلوؤں پر ضرب لگانے کی کوشش کریں دوسری طرف کنعانیوں کا جرنیل ہانی بال بھی بڑا دانشمند بڑا تیز اور بڑا جرات مند تھا لشکر کی ترتیب اس نے بھی بڑے خوب انداز میں کی

اس نے سارے کنعانی سواروں کو اگلے حصے کے وسط میں رکھا جبکہ دائیں اور بائیں پہلوؤں پر اس نے افریقہ کے خونخوار سواروں کو مقرر کیا تاکہ وسطی حصے کے علاوہ اگر رومن کنعانیوں کے پہلوؤں پر بھی ضرب لگانے کی کوشش کریں تو افریقہ کے وہ بربر اور وحشی قبائل جنگ میں رومنوں کی دھول اڑا کر رکھ دیں۔ یہ انتظامات کرنے کے بعد جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھے تھے۔

پھر جنگ کی ابتداء ہوئی اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ابلیس کے زہریلے عنوان' ہزاروں وسوسوں' بے بہتا غم کی پرتوں' صف در صف ان تفکرات کی قطار در قطار نوکیلی ابتلاؤں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ موت بے نام لمحوں کی سرسراہٹ کی طرح ہر در پر صدا دیتی آندھیوں کی طرح چیخ پکار کرتی ہوئی دستک دینے لگی تھی۔ خزاں کے بوجھل تفکرات میدان جنگ میں چاروں طرف غلبہ کرنے لگے تھے قلب و جگر کے خاموش زخموں پر نمک چھڑکا جانے لگا تھا ہر کوئی پتھریلے لمحات میں سانسوں کے خودکار عمل کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

رومنوں کو قوی امید تھی کہ وہ اس جنگ میں غالب اور فتح مند رہیں گے اس لئے کہ کنعانیوں کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی مزید برآں یہ کہ انہیں پشت کی طرف سے رسد اور کمک کا سامان وافر مقدار میں ملتا چلا جا رہا تھا جبکہ کنعانی اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں اپنے وطن سے بہت دور دشمن کی سرزمین میں داخل ہو کر حملہ آور ہوئے تھے انہیں اپنی پشت کی طرف سے کسی کمک کسی رسد کے سامان کے ملنے کی امید تک نہ تھی۔ اسی بنا پر رومن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بہت جلد وہ کنعانیوں پر غالب رہیں گے اپنی عددی برتری کو بھی سامنے رکھتے ہوئے وہ صداقت معتبر کی طرح کنعانیوں کے خیمہ دل پر بھنور بناتے حالات کی طرح وارد ہونے لگے تھے۔ شریانوں میں ٹھاٹھیں مارتے خون اپنے بلند کوہ ارادوں کو سامنے رکھتے ہوئے رومن لوح تاریخ پر اپنی قوم کے لئے بہترین حادثات مرقوم کرنے کے متمنی تھے۔

عددی برتری حاصل ہونے کی وجہ سے رومن شروع شروع میں بڑے مطمئن تھے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں کنعانیوں کو مغلوب کر لینے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے وہ بڑھ چڑھ کر حملے بھی کرتے جا رہے تھے تاکہ اپنا مقصد اور مدعا حاصل کر سکیں ان کے سوار پہلے ہی کنعانیوں سے بری طرح ٹکرا رہے تھے۔ ان کے سواروں کے پیچھے پیدل لشکر کی صفیں تھی وہ بھی اپنے جرنیل کارنلیوس کے حکم پر دائیں بائیں طرف ہٹتی ہوئی کنعانیوں کے پہلو پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھی تھیں۔ دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا تیز اور

چالاک جرنیل تھا وہ رومنوں کے جرنیل کارنلیوس کی ساری ہی چالوں کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا اور پورے رد عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ تعداد میں کم لشکر رکھنے کے باوجود بھی میدان جنگ کی طنابیں بڑی تیزی سے کھینچتا اور سمیٹتا چلا جا رہا تھا۔

رومنوں کے پیدل دستے جب اپنے سواروں کے پیچھے سے دائیں بائیں ہٹ کر کنعانیوں کے پہلو پر حملہ آور ہوئے تو میدان جنگ میں ایک قیامت برپا ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ کنعانی اور ان کے حلیف افریقہ کے وحشی قبائل پہلے ہی ایسے حملے کی توقع رکھتے تھے اور انہوں نے جوابی کارروائی کرنے کی پہلے ہی مکمل تیاریاں کر لی تھیں۔ جونہی رومن کنعانیوں کے پہلو سے ٹکرائے پہلوؤں پر متعین افریقہ کے وحشی سوار خونخوار درندوں کی طرح حرکت میں آئے رومنوں کی ناامیدیوں کی دہلیز پر انہوں نے ظلمتوں کے باب رقم کرنا شروع کر دیئے تھے۔ رومنوں کے وقت کو انہوں نے منتقل کر کے ان کے مقدر کو سیاہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ افریقہ کے وحشی سوار عالم وجدان میں نفرت کی آگ' لہو میں رقص کرتی وحشت' تپتی دوپہر اور کالے تمدن کے عذاب کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا خوفناک اور بھیانک تھا جیسے وہ رومنوں کے سایوں کو بھی چھید ڈالیں گے اور انہیں مثل خاشاک دربدر اڑا کر رکھ دیں گے۔

میدان جنگ میں ایک شور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تھا ہر سپاہی ہر لشکری اپنی اپنی کہانیوں کے متلاشی اپنی اپنی داستانوں کے اسیر اپنی اپنی موت کے حال اور اپنی اپنی مرگ کے صید کی طرح جدوجہد کرتے ہوئے موت سے بچ رہے تھے لیکن موت تو میدان جنگ میں چاروں طرف اپنا نہ ختم ہونے والا رقص شروع کر چکی تھی کافی دیر تک یہ جنگ جاری رہی میدان جنگ میں رومن دبتے تو کنعانی حاوی ہوتے ہوئے دکھائی دینے لگے تھے پہلوؤں کی طرف سے کنعانیوں نے رومنوں کے پیدل دستوں کو بری طرح کاٹتے ہوئے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ جبکہ وسطی حصے میں جو دونوں لشکروں کے سوار ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے وہاں بھی کنعانیوں کا پلہ بھاری تھا اور وہاں بھی کنعانی رومنوں کو نیت کی خرابی ارادوں کی ناپاکی مقاصد کی گندگی اور نصب العین کی غلاظت پر پوری طرح حاوی اور غالب ہوتے دکھائی دے رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد رومنوں کے وسطی حصے کے سوار بھی پسپا ہونے لگے تھے اب رومن جرنیل کارنلیوس بڑا فکر مند ہوا تھا اس لئے کہ وہ پہلے سے اپنے پسپا ہونے والے پیدل دستوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا وہ اور اس کے دوسرے جرنیل ادھر ادھر بھاگ کر پیدل دستوں کی صفوں میں بدنظمی پھیل گئی تھی۔ اسے درست کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے لیکن عین اس وقت جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے

سپاہی کنعانیوں کے مقابلے پر بری طرح پسپا ہونے لگے ہیں تو انہوں نے پیدل دستوں کو سنبھالنا ترک کر دیا اور پھر آخری فیصلے کے طور پر شکست قبول کر کے پسپائی اختیار کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

جونہی رومن کنعانیوں کے مقابلے میں پسپا ہوتے ہوئے بھاگنے لگے ہانی بال نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی اور بڑی خونخواری اور بڑی تندی کے ساتھ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کیا تھا۔ اس نے جی بھر کر بھاگتے رومنوں کا قتل عام کیا کچھ دیر تک وہ ان کا تعاقب کرتا چلا گیا پھر اپنے لشکر کے پاس وہ لوٹا اور رومنوں کے پڑاؤ پر اس نے قبضہ کر لیا اس پڑاؤ سے ہانی بال کو بے شمار ہتھیاروں کے علاوہ خوراک کے ذخائر بھی ہاتھ لگے تھے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو بھی پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کر رومن جرنیل کارنلیوس نے پلیشیا شہر میں جائے پناہ لی تھی اس لئے کہ اس جگہ کمک کے طور پر کارنلیوس کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر آن ملا تھا اور اس کی قوت میں پھر پہلے کی طرح اضافہ اور استحکام آ گیا تھا لہٰذا اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ کنعانیوں سے اپنی اس بدترین شکست کا انتقام ضرور لے گا شہر میں محصور ہونے کے بجائے اس نے پلیشیا شہر کے باہر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا اسے امید تھی کہ ہانی بال ضرور اس کے تعاقب میں اس طرف آئے گا۔ جب وہ ایسا کرے گا تو وہ پلیشیا شہر سے باہر اسے عبرت خیز شکست دے گا۔ اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ اگر ہانی بال اس کے تعاقب میں پلیشیا شہر تک نہ آیا تو وہ خود کوچ کرے گا اور اسپین تک کنعانیوں کا تعاقب کرتا چلا جائے گا لیکن ہانی بال نے ایسا نہ ہونے دیا اس نے چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پڑاؤ کئے رکھا جہاں اس نے رومنوں کو شکست دی تھی پھر اس نے کوچ کیا اس کے مخبر اسے پہلے ہی اطلاع کر چکے تھے کہ رومن جرنیل کارنلیوس کو بہت بڑی کمک اور رسد مل چکی ہے اور وہ دوبارہ جنگ پر آمادہ ہے لیکن ان سب چیزوں کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال نے بڑی تیزی سے پلیشیا شہر کا رخ کیا جہاں کارنلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتا ہوا ہانی بال پلیشیا شہر سے باہر رومنوں کے لشکر کے سامنے آ نمودار ہوا اس نے رومنوں پر ایسا خوفناک تاثر بٹھایا کہ رومنوں کے سامنے پڑاؤ کرنے اور اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کا موقع دیئے بغیر آتے ہی اس نے رومنوں پر حملہ کر دیا تھا یہ حملہ ایسا خوفناک اور رومنوں کے لئے کچھ اس

قدر غیر متوقع تھا کہ رومن ہانی بال کے اس حملے کی سختی اور تندی کو برداشت نہ کر سکے گو انہیں بہترین کمک مل چکی تھی عددی لحاظ سے ان کا لشکر پہلے جیسی صورت اختیار کر چکا تھا اس کے علاوہ ان کی پشت پر ان کا اپنا شہر پلیشیا تھا جہاں سے ہر وقت انہیں مزید کمک اور رسد کا سامان بھی مل سکتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی ہانی بال کے سامنے وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے انہیں مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

ہانی بال کے حملہ آور ہونے کا انداز ہی کچھ ایسا تھا کہ رومنوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر اس نے تہس نہس کر دیا اگلی صفوں سے جو رومن اپنی جانیں بچا کر پچھلی صفوں کی طرف بھاگے تو ان کی وجہ سے پچھلی صفوں کے اندر ہی افراتفری اور بدنظمی پھیل گئی تھی اس افراتفری اور بدنظمی سے ہانی بال نے پورا فائدہ اٹھایا اپنے لشکر کے ساتھ وہ رومنوں کے اندر گھس گیا ان کے اندر قتل و غارت گری کا ایک طوفان اس نے کھڑا کر کے رکھ دیا تھا یوں پلیشیا شہر سے باہر بھی رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور رومن جرنیل کارنلیوس اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر پلیشیا شہر سے اپنے دوسرے بڑے شہر تربیہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ہانی بال آگے بڑھا پلیشیا شہر پر اس نے بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا یہاں اسے خوراک کے بہترین ذخائر کے علاوہ بے شمار جنگی ہتھیار بھی ملے جن پر اس نے قبضہ کر لیا پھر اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کی خاطر اس نے پلیشیا شہر میں قیام کر لیا تھا جبکہ دوسری طرف رومن جرنیل اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ تربیہ شہر میں جا پناہ گزین ہوا تھا اس نے اپنے حکمرانوں کی طرف قاصد بھجوائے کہ اگر وہ ہانی بال کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو وقت ضائع کیے بغیر اس کے لئے ایک نئے لشکر کا انتظام کریں رومن حکمران فوراً" حرکت میں آئے اور ایک تربیت یافتہ جرنیل سیرنیوس کی سرکردگی میں انہوں نے ایک جرار لشکر اپنے جرنیل کارنلیوس کی مدد کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اب ایک نیا جرنیل سیرنیوس اپنے نئے لشکر کے ساتھ کارنلیوس سے جا ملا تھا۔ اس طرح رومنوں کی قوت میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا اور وہ ایک بار پھر یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اپنی عددی برتری کی وجہ سے وہ اس بار ضرور ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

رومنوں کے مرکزی شہر روم سے نیا جرنیل سیرنیوس جو بہت بڑا لشکر اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اس لشکر کے ساتھ رومن حکومت نے خوراک اور ہتھیاروں کے بڑے بڑے ذخائر بھی روانہ کئے تھے اور یہ ذخائر اتنے بڑے تھے کہ لگا تار یہ کئی ماہ تک رومن لشکر کے لئے کافی ثابت ہو سکتے تھے کارنلیوس اور سیرنیوس دونوں جرنیلوں نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ

چونکہ ان کے پاس ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ ضرورت سے زیادہ جمع ہو گیا ہے لٰہذا فالتو ہتھیاروں اور خوراک کو کسی محفوظ جگہ ذخیرہ کر دینا چاہیے جہاں سے بوقت ضرورت ہتھیار اور خوراک لے کر کنعانیوں کے خلاف استعمال کرتے رہیں اس مقصد کے لئے دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اس کے بعد یہ طے پایا کہ تربیہ شہر کے قریب جو ایک قدیم پرانا اور مضبوط قلعہ ہے اس کے اندر فالتو ہتھیار اور خوراک رکھ دی جائے اور قلعے کے اندر لشکر کے کچھ دستے بھی متعین کر دیئے جائیں جو ہتھیاروں اور خوراک کی حفاظت کریں اور پھر اسی قلعے سے خوراک اور ہتھیار لے کر کنعانیوں کے خلاف جنگ کا سلسلہ جاری رکھا جائے جب دونوں جرنیل اس امر پر متفق ہو گئے تو لشکر کے پاس صرف تین ماہ کی خوراک اور ہتھیار رکھے گئے باقی جتنے ہتھیار اور خوراک تھی وہ سب اس قلعے میں منتقل کر دیئے گئے اور وہاں سے چند دستے خوراک اور ہتھیاروں کی حفاظت پر بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اسی دوران کارنیلوس اور سیرپیوس دونوں جرنیلوں کو خبر ہوئی کہ پلیشیا شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو کچھ روز ستانے کا موقع فراہم کیا تھا اب وہ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے تربیہ شہر کی طرف کوچ کر چکا ہے یہ خبر ملتے ہیں رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ تربیہ شہر سے نکلے اور تربیہ شہر کے مضافات میں جو کوہستانی سلسلہ تھا اپنے لشکر کے ساتھ وہ اس پہاڑی سلسلے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے تاکہ ہانی بال جب ان علاقوں کا رخ کرے تو وہ اپنی کمین گاہ سے نکل کر اس پر ایسا زور دار حملہ کریں کہ میدان جنگ میں اس کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دیں۔

دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا محتاط اور دور اندیش تھا اس نے اپنے اطراف میں اپنے بہترین جاسوس پھیلا رکھے تھے جنہوں نے ہانی بال کو یہ خبر کر دی کہ دونوں رومن جرنیل اپنے ہتھیاروں اور فالتو خوراک کے ذخائر تربیہ شہر کے قریب پڑنے والے ایک قدیم مضبوط اور پرانے قلعے میں جمع کرنے کے بعد تربیہ شہر کے نواح کے کوہستانی سلسلے میں گھات میں جا بیٹھے ہیں تاکہ ہانی بال جب ان سرزمینوں میں داخل ہوا تو وہ گھات سے نکل کر ان پر اچانک حملہ آور ہو سکیں۔ یہ خبر سنتے ہی ہانی بال نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا سیدھا تربیہ شہر کے اس کوہستانی سلسلے کی طرف جانے کے بجائے اس نے اس قلعے کا رخ کیا جس کے اندر رومنوں نے ہتھیار اور خوراک جمع کر رکھی تھی۔ بجلی کے کوندوں کی طرح رات کی تاریکی میں ہانی بال اس قلعے پر حملہ آور ہوا قلعے کے اندر جس قدر محافظ تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قلعے کے اندر جس قدر رومنوں نے ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ کر رکھا تھا اس پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے تربیہ شہر کے نواح کے کوہستانی سلسلے کی

طرف رخ کیا جہاں دونوں رومن جرنیلوں نے قیام کر رکھا تھا کوہستانی سلسلے سے پانچ میل دور ہانی بال نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا ہانی بال کو خبر تھی کہ اگر وہ کوہستانی سلسلے میں داخل ہوتے ہیں تو رومن اسے نقصان پہنچائیں گے لٰہذا کوہستانی سلسلے سے دور ہی رہ کر دریائے ٹریبیا کے کنارے پڑاؤ کر لیا تھا۔

اسی دوران ہانی بال کو اس کے جاسوسوں نے یہ خبریں دیں کہ کوہستانی سلسلے کے قریب ہی آباد وحشی گال قبائل نے رومن جرنیلوں کے ساتھ ایک سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ جوق در جوق ہانی بال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رومن لشکر میں شامل ہو رہے ہیں یہ خبریں سنتے ہیں ہانی بال رات کی تاریکی میں طوفان کی طرح حرکت میں آیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پیش قدمی کرتے ہوئے وحشی گال قبائل کی بستیوں پر حملہ کر دیا اس نے ان بستیوں کو خوب لوٹ مار کی اور رات کی تاریکی میں ان کی ساری بستیوں کو آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ یہ ایک ایسی کارروائی تھی جس کی وجہ سے وحشی گال قبائل پر ہانی بال کی وحشت اور خوف طاری ہو کر رہ گیا تھا رات کی تاریکی میں اپنا یہ کام مکمل کرنے کے بعد ہانی بال پھر کوہستانی سلسلے کے قریب دریائے ٹریبیا کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ آ خیمہ زن ہوا تھا۔ دوسری طرف جب وحشی گال قبائل کو یہ خبریں پہنچیں کہ رات کی تاریکی میں ان کی بستیوں پر حملہ آور ہو کر ہانی بال نے نہ صرف یہ کہ ان کے افراد کا خوب قتل عام کیا ہے اور ان کی بستیوں کو بھی آگ لگا دی ہے تو وہ مایوس ہو کر رومنوں کا ساتھ چھوڑتے ہوئے واپس جانے لگے تھے۔

رومن جرنیلوں نے جب دیکھا کہ وحشی گال قبائل آہستہ آہستہ ان کے لشکر کو چھوڑ کر چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے جنگ میں تاخیر نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا انہیں خدشہ ہو گیا تھا کہ اگر وحشی گال قبائل انکے لشکر سے نکلتے رہے تو ان کے لشکر میں کمزوری کے آثار نمودار ہو جائیں گے اسلئے کہ وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ وحشی گال قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر وہ ہر صورت میں ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں لٰہذا قبل اس کے کہ سارے گال قبائل ان کے لشکر کو چھوڑتے انہوں نے ہانی بال کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ان دنوں سرما کا موسم اپنے عروج پر تھا برفباری اور بارشوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا اور دریائے ٹریبیا کے اندر کناروں تک پانی بہہ رہا تھا گو اپنی رفتار کے لحاظ سے یہ دریا کوئی زیادہ خطرناک نہ تھا پھر بھی سردی تیز بارشوں اور برفباری کی وجہ سے اسے پار کرنا ایک تکلیف دہ کام ضرور تھا لیکن رومنوں نے اس کام کو کر گزرنے کا ارادہ کر لیا تھا اسلئے کہ وہ جنگ میں مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتے تھے ابھی تک کافی وحشی گال قبائل ان کے ساتھ

تھے اور انہیں وہ ہانی بال کے خلاف ضرور استعمال کرنا چاہتے تھے لہٰذا دونوں جرنیلوں نے مشورہ کیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوہستانی سلسلے سے نکلے دریائے ترسیا کو انہوں نے پار کیا اور پھر وہ دریا کے کنارے عین ہانی بال کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہو گئے تھے رومنوں نے اپنے لشکر کو جنگ سے پہلے دو حصوں میں تقسیم کر لیا دوسری طرف جب ہانی بال کو خبر ہوئی کہ رومن لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا حصہ اس نے اپنے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔

دریائے توبیبا کے کنارے دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے میدان جنگ کے اگلے حصے میں رومنوں کے نئے آنے والے جرنیل سپرینوس نے اپنے چالیس ہزار کے لشکر کو رکھا اور اسکے پیچھے رومنوں کا دوسرا جرنیل کارنلیوس بھی اتنے ہی لشکر کے ساتھ اپنی صفیں درست کر چکا تھا دوسری طرف ہانی بال کے کل لشکر کی تعداد اتنی تھی جتنی اس وقت رومن جرنیل سپرینوس کی سرکردگی میں کام کر رہی تھی۔ تاہم ہانی بال نے حوصلہ نہیں ہارا لشکر کے آدھے حصے کی کمانداری اس نے اپنے چھوٹے بھائی ماگو کو دے دی تھی اور اسے تاکید کی تھی کہ جب جنگ اپنے عروج پر آئے تو وہ میدان جنگ سے نکل کر اور چکر کاٹتا ہوا دشمن کی پشت پر حملہ آور ہو اس طرح دشمن کو یقینی طور پر شکست دی جا سکتی ہے یہ انتظامات کرنے کے بعد ہانی بال نے جنگ کی ابتدا کر دی تھی۔

رومنوں کے نئے جرنیل سپرینوس کو ابھی تک چونکہ ہانی بال کے طریقہ جنگ سے پالا نہیں پڑا تھا لہٰذا جنگ کی ابتداء ہوتے ہی وہ بڑے پرجوش اور خونخوار انداز میں کنعانیوں پر حملہ آور ہونے لگا تھا۔ جسکے جواب میں ہانی بال نے اپنا وہی پرانا طریقہ استعمال کئے رکھا وہ رومنوں کے حملوں کے سامنے اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی جارحیت کا بھی مظاہرہ کرتا رہا جسکی وجہ سے رومنوں کا جرنیل سپرینوس یہ ہی سمجھتا رہا کہ رومنوں کے مقابلے میں کنعانی شروع میں ہی ماند پڑتے جا رہے ہیں لیکن یہ ساری ہانی بال کی جنگی چال تھی وہ درمیانہ روی سے اپنے کام کئے چلا جا رہا تھا اور دشمن کو تھکا کر وہ اپنے سامنے مغلوب کر دینے کی چال چلے ہوئے تھا۔

اپنے نئے جرنیل سپرینوس کی سرکردگی میں رومن بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ دوسرا جرنیل کارنلیوس ہانی بال ہی کی طرح معتدل انداز میں کنعانیوں کے بائیں پہلو پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ دریائے توبیبا کے کنارے جنگ اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی چاروں طرف ڈھول اور گھوڑوں کی ہنہناہٹیں ابھرنے لگی تھیں یوں لگتا تھا کہ لمبی سنسان شاہراہوں

پر شب گزیدہ سویرے اور نیتوں کے عکس میں سنگین یادوں بھرے سائے اور فراق کے پھیلتے اندھیرے رقص کرنے لگے ہوں ہر آنکھ میں خون برسنے لگا تھا ماضی کی بند کتاب جیسے خدشات غیر ملفوف سوالات اور یادوں کے بوسیدہ اوراق کی طرح ادھر ادھر بکھرنے لگے تھے۔

بڑے بڑے جنگجو بڑے بڑے سورما میدان جنگ میں یوں کٹ کر گرنے لگے تھے جیسے پت جھڑ کے پیلے پتوں سے خزاں کے تیز طوفان کھیلتے ہیں یا کالے وقتوں کی دیواریں اچانک گر کر اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے میدان جنگ کے کالے ماحول میں ٹوٹی سانسیں سیاہ مکروہ سایوں اور وصل و ہجر کی داستانوں کی طرح معدوم ہونے لگی تھیں نیلی دھوپ میں بے ہنگم آوازیں پرانے خوابوں کی تعبیر کی طرح زنگ آلود اور بوسیدہ ہونے لگی تھیں پہلی رتوں کے طوفان لفظوں کے زہر اور حرفوں کے تیر کی طرح موت جسم و جان کو چاٹنے لگے تھے اور وحشتوں کے شیشوں نے میدان جنگ میں ہر سو لمحوں کے تلاطم اور وقت کا بدترین اضطراب کھڑا کر دیا تھا۔

جنگ آہستہ آہستہ طول پکڑنے لگی تھی دونوں رومن جرنیل کارنلیوس اور سپرینوس نے اپنے لشکر کو اپنے پہلوؤں کی طرف پھیلانا شروع کر دیا تھا وہ ایسا اس ارادے سے کر رہے تھے کہ ہانی بال کے مقابلے میں چونکہ انکے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا اپنا لشکر انہوں نے اسلئے پھیلانا شروع کیا تھا کہ انکے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ ہانی بال کو بھی اپنے لشکر کو پھیلانا پڑ جائے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اسکے لشکر میں جگہ جگہ رخنے اور خالی جگہ پیدا ہو جائے گی اور ان رخنوں اور خالی جگہوں پر حملہ آور ہو کر وہ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے دونوں رومن جرنیلوں کی طرف سے یہ ایک بہترین اور اچھی چال تھی جو انہوں نے ہانی بال کے خلاف چلی تھی لیکن ہانی بال بڑا دانشمند بڑا سیانا اور بڑا دور اندیش جرنیل تھا اس نے رومنوں کے مقابلے میں اپنے لشکر کو نہیں پھیلایا بلکہ اپنے بھائی ماگو کو اس نے اشارہ کر دیا کہ وہ اس سے جدا ہو کر اور لمبا چکر کاٹتے ہوئے رومنوں کی پشت کی طرف چلا جائے جبکہ خود اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال رومنوں کے سامنے جم گیا تھا۔

اپنے بھائی ماگو کے جدا ہونے کے بعد ہانی بال نے رومنوں کے مقابلے میں اپنے لشکر کو صرف اپنے دفاع تک محدود کر رکھا تھا اس نے جارحیت ترک کر دی تھی اسلئے کہ اسکے لشکر کی تعداد اس قابل نہ رہی تھی کہ وہ دفاع کے ساتھ ساتھ جارحیت بھی کرتا رہے۔

لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب اس کا بھائی ماگو ایک لمبا چکر کاٹنے کے بعد رومنوں کی پشت کی

طرف سے حملہ آور ہوا تو میدان جنگ کا نقشہ بڑی تیزی سے بدل گیا تھا رومن یہ سوچ بھی نہ سکے تھے کہ ہانی بال کوئی چکر چلا کر انکی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو سکتا ہے اس وقت ان کے ہاتھوں سے طوطے نکل گئے جب ماگو ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا وقتی طور سے رومن لشکر کے اندر ایک افراتفری اور بدنظمی کا عالم ضرور پڑا تھا لیکن جلد ہی دونوں رومن جرنیلوں نے اس کیفیت پر قابو پا لیا۔ جلدی جلدی انہوں نے اپنے لشکر کے کچھ حصوں کو ماگو کی طرف متوجہ کیا تاکہ وہ اسکے سامنے اپنا دفاع کر سکیں۔ جونہی رومن جرنیل نے ایسا کیا ہانی بال پر انکا دباؤ اور زور کم ہو گیا تھا بس اسی چیز سے ہانی بال نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

جونہی رومن لشکر کے کچھ حصے سامنے کی طرف سے ہٹ کر پشت کی طرف ماگو کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ہانی بال بپھر گیا تھا اس نے دفاع کا لبادہ اتار پھینکا تھا وہ شہد کی خونخوار مکھیوں کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑا تھا ہر سمت سے اس نے جارحیت کی ابتدا کر دی تھی اور اپنے حملوں میں اس نے ایسی تیزی ایسی تندی اور خونخواری پیدا کر لی تھی کہ اسکے چند ہی حملوں کے بعد رومنوں کی اگلی صفیں درہم برہم ہو کر رہ گئی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہانی بال کے لشکر کی طرف سے رومن لشکر کو ذرا پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ یہ خبریں جب ان لشکریوں تک پہنچی جو اس وقت ہانی بال کے بھائی ماگو کے خلاف برسرپیکار تھے تو انکی ہوا بھی اکھڑنے لگی تھی اب دونوں سمت سے کنعانی خطرات اور خدشات بن کر رومنوں کے دل اور ذہن پر بڑی تیزی سے چھانے لگے تھے۔

جنگ تھوڑی دیر مزید جاری رہی جسکے نتیجے میں ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو کے ہاتھوں ان گنت اور بے شمار رومن کٹ مرے تھے دریائے تربیبا کے کنارے کنارے دور دور تک مرنے والے رومنوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور انکی تعداد لحہ بہ لحہ مزید کم ہوتی چلی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ لوگ رومن کنعانیوں کا سامنا کرنے سے کترانے لگے تھے اور اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر کھسکنے اور بھاگنے لگے تھے۔ دونوں رومن جرنیلوں نے جب یہ سماں دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اگر جنگ کچھ دیر اور جاری رہی تو کنعانیوں کے ہاتھوں نہ صرف یہ کہ انہیں بدترین شکست ہو گی بلکہ ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی مل کر رومنوں کا مکمل صفایا کر دیں گے لہٰذا اپنی شکست تسلیم کر کے انہوں نے اپنے لشکریوں کو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جانے کا مشورہ دے دیا۔

رومن جرنیلوں کا میدان جنگ کو چھوڑنے' پسپا ہونے اور اپنی جانیں بچانے کا یہ مشورہ بڑی رازداری کے ساتھ ایک سپاہی سے دوسرے سپاہی تک پہنچا دیا گیا تھا یہاں تک

کہ کنعانیوں کا مقابلہ کرتے کرتے رومنوں کے اندر بڑی منظم پسپائی شروع ہوئی تھی لیکن جلد ہی اس تنظیم کو ہانی بال اور ماگو دونوں نے درہم برہم کر کے رکھ دیا دریائے تربیبا کے کنارے لڑتے لڑتے رومن پیچھے ہٹے انکا خیال تھا کہ پیچھے ہٹتے ہوئے وہ اپنی رفتار میں اضافہ کر لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کنعانی انکے پڑاؤ کی ہر چیز کو لوٹنے میں مصروف ہو جائیں لہٰذا انکی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر وہ میدان جنگ سے جانیں بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا اسلئے کہ جونہی رومن دریائے تربیبا کے کنارے پسپا ہونے لگے ہانی بال اور ماگو دونوں سمجھ گئے کہ رومنوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے لہٰذا وہ میدان جنگ سے بھاگنے لگے ہیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی پھر یکجا اور اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے زوردار حملے رومنوں پر شروع کر دیئے تھے جسکے مقابلے پر رومنوں کی منظم پسپائی درہم برہم ہو کر رہ گئی تھی اور ہر کوئی اپنے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے لگا تھا جسکے نتیجے میں ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی دریائے تربیبا کے کنارے کنارے انکا تعاقب کرتے ہوئے انکا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

اٹلی میں دریائے تربیبا کے کنارے ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو نے مل کر دور تک اپنے سامنے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کیا جہاں تک یہ تعاقب رہا وہاں تک دریا کے کنارے کنارے رومنوں کی لاشیں بکھر گئی تھیں یہ تعاقب تقریباً دس میل تک جاری رہا اسکے بعد رومن ادھر ادھر منتشر ہو کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے جبکہ ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر واپس لوٹ گئے تھے رومنوں کے پڑاؤ پر دونوں بھائیوں نے قبضہ کر لیا اور اس پڑاؤ سے انہیں بے شمار دولت اور خوراک ہاتھ لگے تھے اب چونکہ سرما کا موسم اپنے عروج پر آ گیا تھا برفباری روزمرہ کا معمول بن گیا تھا اور تیز یخ بستہ ہوائیں انسانی جسموں کو کاٹنے لگی تھیں لہٰذا دریائے تربیبا کے کنارے ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اس نے پوری سردیاں وہیں گزارنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اسکے پڑاؤ کے قریب ہی وحشی گال قبائل کی بستیاں تھیں جہاں سے اسے برابر خوراک میسر ہو رہی تھی وحشی گال جو کسی کے سامنے بھی سر جھکانے کیلئے تیار نہ تھے لیکن ہانی بال کی اٹلی کے اندر پے در پے فتوحات سے وہ ایسے متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے زندگی کے ہر معاملے میں ہانی بال سے تعاون کیا تھا۔

دریائے تربیبا کے کنارے ہانی بال نے خیموں کے اندر پوری سردیاں گزار دیں یہاں تک کے موسم بہار آ گیا اور اس کے ساتھ ہی بارشوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ سردیاں ختم ہونے کے باعث ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے تربیبا کے کنارے

بیکار بیٹھنا پسند نہ کیا لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے دریا کے کنارے سے کوچ کر لیا تھا۔
ہانی بال کا رخ اب اٹلی کے مرکزی شہر روم کی طرف تھا۔ اس مقصد کیلئے اس نے اٹلی کے صوبے انتوریا کا رخ کیا یہ روم کی طرف جانے کیلئے قریب ترین راستہ تھا لیکن اس راستے میں بڑی قباحتیں اور بڑی رکاوٹیں تھیں اسلئے کہ اس سمت سے آگے بڑھتے ہوئے راستے میں آرنو کے علاقے کی دلدلی پٹی تھی جو میلوں دور تک پھیلی ہوئی تھی اور بارشوں کے موسموں میں ان دلدلوں کو عبور کرنا انتہائی خطرناک فعل قرار دیا جاتا تھا۔ ان سارے خطرات کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال نے صوبہ انتوریا ہی کے راستے روم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔

اس راستے کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہانی بال کیلئے اس وقت مزید دشواریاں اٹھ کھڑی ہوئیں جب پیش قدمی کے دوران بارشوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی راستے میں پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ راستہ پہلے ہی دلدلی تھا پانی کی وجہ سے ہر سمت گھٹنے گھٹنے پانی پھیل گیا تھا۔ راستے میں کہیں بھی کنعانیوں کو آرام کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ جب کوئی لشکری یا سپاہی بہت زیادہ تھک جاتا تو وہ بستروں کے ڈھیر پانی میں لگا کر تھوڑی دیر آرام کر لیتا یا راستے میں وبائی امراض کے باعث جو گھوڑے مر جاتے انہیں پانی کے اندر لٹا کر لشکری انکے اوپر ستا لیتے تھے اسطرح سفر بہرحال جاری رہا اور اس راستے سے سفر کرتے ہوئے ہانی بال کا لشکر ایک طرح سے ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا تھا پھر بھی ہانی بال نے ہمت نہ ہاری اور آرنو کا دلدلی علاقہ عبور کرنے کے بعد وہ صوبہ انتوریا کے وسطی حصے میں پہنچ گیا تھا۔

دوسری طرف رومن حکمرانوں کو بھی دریائے تربیبا کے کنارے اپنے لشکر کی بدترین شکست کی خبر پہنچ چکی تھی یہ خبر ملتے ہی رومن حکمرانوں نے دو مزید لشکر تیار کئے ان میں سے ہر لشکر تیس تیس ہزار سواروں پر مشتمل تھا ایک لشکر رومنوں کے نامور جرنیل فلمنیوس کی سرکردگی میں اور دوسرا ایک اور جرنیل سرویلیوس کی سرکردگی میں کر دیا گیا تھا۔ دونوں جرنیلوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگے بڑھیں اور ہانی بال کی راہ روک کھڑے ہوں لہٰذا یہ دونوں لشکر اپنے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں اس شاہراہ کے دائیں بائیں گھات لگا کر بیٹھ گئے تھے جس شاہراہ پر ہوتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ہانی بال کو اسکے مخبر بھی یہ اطلاع کر چکے تھے کہ رومنوں نے اسکی سرکوبی کیلئے مزید دو لشکر تیار کئے ہیں جو اس شاہراہ پر گھات لگا کر بیٹھ چکے ہیں جو روم کی طرف جاتی ہے یہ خبر

سنتے ہی ہانی بال نے اپنا رخ تبدیل کر لیا تھا۔ وہ دائیں طرف مڑ گیا اور جو شاہراہ کرتونہ شہر سے ہوتی ہوئی پیروسیا شہر کی طرف جاتی تھی اس پر چڑھ گیا اور ارادہ کیا کہ وہاں سے کسی نئی شاہراہ کو ڈھونڈتا ہوا روم کا رخ کرے گا اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے کرتونہ اور پیروسیا شہر کے درمیان جھیل ترسیمنوس آ گئی تھی اٹلی کی یہ بہت بڑی جھیل تھی۔ جو کوہستانی سلسلے کے اندر دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ جو شاہراہ کرتونہ سے پیروسیا شہر کی طرف جاتی تھی وہ اس جھیل کی وجہ سے ایک بل کھاتی ہوئی کوہستانی درے کے ذریعے وسیع وادیوں میں داخل ہوتی تھی اور پھر ان وادیوں میں سے گزرنے کے بعد آگے جا کر پھر ایک درے سے نکل کر دوبارہ کھلے میدانوں میں داخل ہوتی تھی ہانی بال نے اپنے لئے اسی وادی کا انتخاب کیا جس کے اندر داخل ہوتے اور باہر نکلنے کے لئے دروں ہی سے کام لیا جا سکتا تھا اسلئے کہ اس شاہراہ کے ایک طرف بلند اور طویل کوہستانوں کا سلسلہ تھا جسے عبور نہ کیا جا سکتا تھا جبکہ دوسری طرف جھیل ترسیمنوس دور، دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اس جھیل کی وجہ سے اس وادی میں اکثر و بیشتر گہری دھند چھائی رہتی تھی جسکا انتخاب ہانی بال نے کیا تھا۔
ہانی بال کا خیال تھا کہ رومنوں نے اسکی سرکوبی کیلئے جو مزید دو لشکر تیار کئے ہیں وہ ضرور اسکے تعاقب میں اس سمت آئیں گے لہٰذا اس وادی میں اس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ وادی میں داخل ہونے والے درے کے قریب اس نے گھات میں بٹھا دیا۔ دوسرا حصہ جس میں وہ خود شامل تھا وادی کے وسطی حصے کے قریب کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بٹھا دیا گیا جبکہ لشکر کا تیسرا حصہ اس درے کے قریب مقرر کر دیا گیا تھا جس درے سے نکل کر کھلے میدانوں میں داخل ہوا جاتا تھا۔ یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال بڑی بے چینی سے رومن لشکروں کے تعاقب کرنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دونوں رومن جرنیل فلمنیوس اور سرویلیوس کو جب خبر ہوئی کہ ہانی بال راستہ تبدیل کر کے جھیل ترسیمنوس کی طرف چلا گیا ہے تو دونوں نے مل کر ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ فلمنیوس اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال کا تعاقب کرے جبکہ سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جھیل ترسیمنوس کے باہر ہی باہر چکر کاٹ کر ان میدانوں کے اندر گھات میں بیٹھ جائے جو جھیل سے آگے پڑتے تھے اور جھیل سے متصل وادی کو درے کے ذریعے پار کر کے انہی میدانوں میں داخل ہونا پڑتا تھا۔ دونوں رومن جرنیلوں کا یہ خیال تھا کہ پشت کی طرف سے سرویلیوس ہانی بال پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے آگے دھکیلے گا اور اسے اس درے کے ذریعے سے کوہستانی وادی سے نکال کر کھلے

میدانوں کی طرف لے جائے گا اور جب ہانی بال ایسا کرے گا تو سامنے کی طرف سے سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہانی بال پر ٹوٹ پڑے گا اس طرح ہانی بال کے لشکر پر دو طرفہ حملہ کر کے اسے چکی کے دو پاٹوں میں مکمل طور پر پیس کر رکھ دیا جائے گا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد دونوں رومن جرنیل اپنے اپنے ہدف کی طرف بڑی تیزی سے بڑھے تھے۔

فلمینوس اپنے تیس ہزار لشکر کے ساتھ سیدھا جھیل ترسینوس کی طرف آیا اور جھیل کے دائیں پہلو میں جو وسیع وادی تھی اسکے درے میں داخل ہوا فلمینوس اور اسکے لشکریوں کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ درے میں داخل ہوئے اس وقت وادی کے اندر گہری دھند پھیلی ہوئی تھی اور ذرا سے فاصلے پر بھی کوئی چیز صاف اور واضح دکھائی نہ دیتی تھی۔ فلمینوس سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہانی بال انہی وادیوں کے اندر اسکے لئے موت کا جال پھیلا چکا ہے۔ پس جونہی فلمینوس اپنے لشکر کے ساتھ کہر اور دھند سے اٹی ہوئی اس وادی میں داخل ہوا ہانی بال کا لشکر جو تین حصوں میں تقسیم تھا فلمینوس پر عذاب بحروبر، دریا۔۔ بیکراں، انتہائے وقت، سرخ فام شام، رینگتے سختیاں جھیلتے سایوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا فلمینوس حیران پریشان اور دنگ تھا کہ اسکے ساتھ کیا معاملہ پیش آ گیا ہے اسلئے کہ ہانی بال کے لشکر کے تینوں حصے بری طرح اس پر ٹوٹ پڑے تھے ایک حصہ سامنے والے درے کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا دوسرا حصہ پشت کی طرف والے درے سے نکل کر ٹوٹ پڑا تھا جبکہ دائیں طرف سے خود ہانی بال اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ایک سیل بلاخیز کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں پر روح کی آشفتگی اور ایک محشر پرجوش اور کالی گھٹاؤں کے اژدھام کی طرح ٹوٹتا ہوا رومنوں پر اذیت بھری کیفیت طاری کرنے لگا تھا۔

رومن جرنیل فلمینوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کہر اور دھند سے بھری ہوئی اس وادی میں کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کو نکال لے جائے لیکن اسے ناکامی ہوئی اسلئے کہ پشت اور سامنے کی طرف سے ہانی بال کے لشکری حملہ آور ہو کر اسکی راہوں کو مکمل طور پر مسدود کر چکے تھے۔ دائیں طرف ناقابل عبور بلند کوہستانی سلسلہ تھا اور مزید یہ کہ اس سمت سے ہانی بال حملہ آور ہو کر دشمن کی جڑوں کو کاٹنے لگا تھا۔ جبکہ دائیں طرف دور تک پھیلی ہوئی جھیل ترسینوس پھیلی ہوئی تھی جسے عبور کرنا کسی بھی لشکری کے بس کا روگ نہ تھا۔ فلمینوس نے جب دیکھا کہ چاروں طرف سے کنعانی بلائے بد کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے ہیں تو اس نے ان کہر آلود وادیوں کے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ لیکن یہ مقابلہ بھی انتہائی مشکل اور دشوار تھا گو رومن اپنے آپ کو انتہائی جنگجو، دلیر

اور شجاع تصور کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ دنیا کی کوئی بھی قوم جنگوں میں انکا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن ان وادیوں میں کنعانی انکے سارے وہم و خیال کو نکال دینے کا عزم کر چکے تھے۔ ان وادیوں میں کنعانیوں کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے لمحات آفاق میں بکھرے غبار آلود موسم گہری خاموشی کے منوں، بے کراں چپ میں نئے موسموں کے عذاب اور گونجتے صحرا و دشت کی اذیتیں گھس آئی ہوں فلمینوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ لشکر کو واپس لے جا کر اس موت کی وادی سے نکل جائے لیکن اسے کامیابی نہ ہو رہی تھی کنعانیوں نے رومنوں کو تین اطراف سے گھیر لیا تھا اور وہ ایسی جانثاری اور والہانہ پن کے ساتھ حملہ آور ہو رہے تھے کہ اپنے سامنے آنے والے کئی رومنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد وہ خنجر کی نوک کی طرح انکے اندر گھسے چلے جا رہے تھے دھند اور کہر سے اٹی اس وادی میں کافی دیر تک کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور کنعانی برابر پرانے اداس نوحوں، سنگین لمحوں، نفرت کے طوفان اور افکار کے ہجوم کیطرح رومنوں پر حملہ آور ہو کر انکی شکستہ روحوں کے خواب منتشر کرتے ہوئے انکی بے رنگ ساعتوں پر بے زاری کی تہیں چڑھاتے چلے گئے تھے۔

اس دھند آلود وادی کے اندر چاروں طرف ایک دشور ایک اژدھام سا مچ گیا تھا۔ رومن جو بری طرح پٹتے چلے جا رہے تھے اور جنگی تعداد لحہ بہ لحہ بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی وہ اب پوری طرح سمجھ چکے تھے کہ دشمن نے تین اطراف سے ان پر حملہ کر دیا ہے اب جب انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں کنعانیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر جنگ مزید جاری رہی تو کنعانی مکمل طور پر انکا صفایا کر دیں گے تو وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے بائیں طرف جھیل کی طرف بھاگے اسلئے کہ دائیں طرف سامنے اور پیچھے کی طرف سے انکی راہیں مکمل طور پر مسدود ہو چکی تھیں رومن جب اپنی جانیں بچانے کیلئے بھاگے تو کنعانیوں نے پوری شدت اور قوت سے انکا تعاقب کیا اکثر کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا بہت کم جو تھے وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے جھیل میں کودے تھے لیکن وہ بے چارے بھی تھوڑی دیر تک تیرنے کے بعد ڈوب کر مر گئے تھے یوں موت کی ان وادیوں میں ہانی بال نے رومنوں کے اس لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

اس وادی میں ابھی تک دھند اور کہر پوری طرح چھائی ہوئی تھی۔ تاہم جوں جوں سورج بلند ہوتا جا رہا تھا اس کی تیز کرنیں دھند کو پھاڑتے ہوئے فضاؤں کو واضح اور صاف کرنے لگی تھیں۔ رومنوں کے پورے لشکر کا صفایا کرنے کے بعد اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو ہانی بال نے وادی کے وسطی حصے میں جمع کیا اور پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ جب پڑاؤ

قائم ہو گیا تو وادی سے جنگ میں کام آنے والے رومنوں کی لاشیں ہٹا کر وادی کو صاف کر دیا گیا اور جب خیمے نصب ہو گئے تب ہانی بال نے یوناف اور بیوسا دونوں کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ جس وقت یوناف اور بیوسا ہانی بال کے خیمے میں داخل ہوئے اس وقت اس خیمے میں ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو کے علاوہ کنعانیوں کا ایک نامور جرنیل محربال بھی اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی یوناف اور بیوسا خیمے میں داخل ہوئے تینوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر انکا استقبال کیا پھر ہانی بال نے ہاتھ کے اشارے سے انکو سامنے والی کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تو ہانی بال بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یوناف میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ان دھند آلود وادیوں میں ہم نے رومن لشکر کا پوری طرح صفایا کر کے رکھ دیا ہے جیسا کہ میرے مخبر مجھے اطلاع دے چکے ہیں اسکے مطابق رومنوں کے دو لشکروں کو ہمارے خلاف حرکت میں آنے کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ ایک لشکر انکے جرنیل فلمینوس کی سرکردگی میں تھا جس کا ہم اس وادی میں صفایا کر چکے ہیں۔ دوسرا لشکر انکے ایک جرنیل سرویلیوس کی سرکردگی میں ہے اور اس وادی سے نکلنے کے بعد جو دوسری سمت کھلے اور وسیع میدان پڑتے ہیں میرے مخبروں کا کہنا ہے کہ یہ دوسرا جرنیل سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ انہی میدانوں کے اندر خیمہ زن ہے اسکا ارادہ ہے کہ جونہی میں ان وادیوں سے درے کے ذریعے نکل کر ان میدانوں میں داخل ہوں گا تو وہ سامنے کی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہو جائے گا جبکہ میرے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے والے جرنیل فلمینوس کا ارادہ تھا کہ وہ ان میدانوں میں پشت کی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہو گا لیکن فلمینوس کی تو ساری چالوں کو میں ناکام بنا چکا ہوں اب میرے سامنے سرویلیوس اور اس کا لشکر ہے میرے بھائی تم نے ہمیشہ مجھے بہترین اور سودمند مشورہ دیا ہے اب سرویلیوس سے نمٹنے کیلئے بھی کہو تم کیا طریقہ کار بتاتے ہو اور مجھے امید ہے کہ تمہارا بتایا ہوا مشورہ اور تدبیر ضرور ہی قابل عمل ہونگے یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو ہانی بال اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرو ایک حصہ اپنے جرنیل محربال کی سرکردگی میں دو اور دوسرا حصہ تم اور اپنے بھائی ماگو کے پاس رکھو لشکر کا وہ حصہ جو تمہارے جرنیل محربال کی سرکردگی میں ہو گا وہ اس وادی میں کوچ کرے اور سامنے پڑنے والے درے سے گزر کر ان میدانوں میں داخل ہو جہاں پر یونانیوں کے جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے ظاہر ہے کہ جونہی سرویلیوس محربال اور اسکے لشکر کو میدانوں میں داخل ہوتے ہوئے دیکھے گا وہ یہ ہی اندازہ لگائے گا کہ تم اپنے لشکر کے

ساتھ جھیل سے ملحقہ وادیوں سے نکل کر میدانوں میں داخل ہوئے ہو اور اسے یہ بھی گمان ہو گا کہ اس کا دوسرا جرنیل فلمینوس تمہارے تعاقب میں ہو گا لہٰذا محربال کے لشکر کو دیکھتے ہی سرویلیوس اس پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اور مزید یہ کہ محربال کے یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جھیل ترسمینوس کے گرد چکر لگاتے ہوئے ان میدانوں کے قریب پہنچ جاؤ جن کے اندر رومنوں کے جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے اور تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سرویلیوس کے لشکر کی پشت پر جا کر گھات میں بیٹھ جاؤ۔ جب سرویلیوس اپنے لشکر کے ساتھ محربال کے لشکر پر حملہ آور ہو تو تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سرویلیوس کی پشت پر نمودار ہو کر ایسا حملہ کرو کہ رومنوں کو ان وسیع میدانوں میں سوائے اپنی تباہی اور بربادی کے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو اسکی تجویز اسکا یہ مشورہ ہانی بال کو اس قدر پسند آیا کہ ہانی بال اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم نے جو مشورہ دیا ہے یقیناً اس پر عمل کر کے میں ان کھلے میدانوں میں سرویلیوس اور اسکے لشکر کی تباہی کا باعث بن جاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائی ماگو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو ماگو میرے بھائی آج شام ہی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے لشکر کا ایک حصہ محربال کی سرکردگی میں رہے گا جبکہ لشکر کا دوسرا آدھا حصہ میں اور تم آج ہی یہاں سے لے کر کوچ کر جائیں گے اور جھیل ترسمینوس کے گرد چکر لگاتے ہوئے ان میدانوں کی پشت میں جا کر گھات میں بیٹھ جائیں گے جن میدانوں میں رومن جرنیل سرویلیوس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور محربال تمہارے لئے یہ ہدایات ہیں کہ تم کم از کم دو روز تک اسی جگہ پڑاؤ کئے رکھو گے تیسرے روز تم یہاں سے کوچ کر کے درے کے ذریعے ان میدانوں میں داخل ہونا جہاں رومن لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہے اس وقت تک میں اور ماگو دونوں اپنے حصے کے لشکر کو لیکر انکی پشت پر پہنچ چکے ہونگے اور پھر ہم وہی تدبیر وہی طریقہ کار رومنوں کے خلاف استعمال کریں گے جو یوناف نے بتایا ہے ماگو اور محربال دونوں نے ہانی بال کی تجویز سے اتفاق کیا اسی شام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصے کو لے کر ہانی بال اور ماگو جھیل ترسمینوس کے اوپر سے ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے وادی کے ان کھلے میدانوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

دو دن بعد کنعانی جرنیل محربال جھیل ترسیمنوس سے ملحقہ اس وادی سے نکلا اور درے کے نیچے ان کھلے میدانوں میں داخل ہوا جنکے انتہائی شروع پر رومن جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد محربال آگے بڑھتا رہا یہاں تک وہ رومن جرنیل سرویلیوس کے لشکر کے سامنے جا نمودار ہوا سرویلیوس نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ کنعانیوں کا لشکر ہے جو اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں جھیل کی ملحقہ وادیوں میں درے کے ذریعے نکل کر ان میدانوں میں داخل ہوا ہے اور اس نے یہ بھی گمان کر رکھا تھا کہ اس کا دوسرا جرنیل فلمنیوس اس وقت ہانی بال کے لشکر کے تعاقب میں ہو گا لہٰذا اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اپنے لشکر کو فورا تیاری کا حکم دیا اور آوارہ پریشان زمزموں' ایک سیل بلاخیز' فسوں کے پھیلتے ہوئے جال اور مہیب خوابوں کے سلسلے کی طرح اس نے کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا سرویلیوس کے اس حملے میں عجیب شدت اور عجیب ہیجان خیز تیزی تھی اس نے اپنی پوری قوت اپنی پوری طاقت اور اپنی پوری ذہانت کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا دوسری طرف کنعانی جرنیل محربال بھی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کام کر رہا تھا جونہی رومنوں نے اس پر حملہ کیا اس نے ان حملوں کے سامنے اپنا دفاع کرتے ہوئے آہستہ آہستہ کوہستانی سلسلے کی طرف پسپا ہونا شروع کر دیا تھا تاکہ دوسری طرف سے ہانی بال اور ماگو دونوں کو رومنوں پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

رومن جرنیل سرویلیوس نے اپنے سامنے پسپا ہوتے کنعانیوں کا تھوڑی دور تک تعاقب کیا تھا کہ اسکی پشت پر سے ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے اور پھر رنج و حوادث کے طوفان رقص کرتے سمندر اور دریائے بیکراں کیطرح رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اور اسکے حملہ آور ہونے سے رومنوں کی حالت اور کیفیت کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے جیون کی پھلواری میں تلخی غم حیات' زمانے کی گردش اور وقت کی الجھن کے بدترین اور ان گنت نشتر گڑ گئے ہوں ہانی بال اپنے بھائی ماگو کے ساتھ رومنوں پر غول بیاباں اور بدروح کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ لمحوں کے اندر وہ رومنوں پر آسیب و چھلاوے اور وہم و وحشت کی طرح چھا گیا تھا اور جس طرح ہر تلاطم ساگر اپنے رستے میں آنے والے خس و خاشاک پتھروں کو بہا لے جاتا ہے ایسے ہی ہانی بال بھی دشت و بیاباں کی وحشتوں کی طرح رومنوں پر چھا گیا تھا اور انہیں اپنے سامنے بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح ہانکنا شروع کر دیا تھا۔

یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہی تھی اسلئے کہ جس وقت ہانی بال پشت کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اسی وقت اس کا جرنیل محربال جو اپنے لشکر کے ساتھ

رومنوں کے سامنے پسپا ہو رہا تھا۔ بیابانوں کے وحشیوں کی طرح مڑا اور بالکل وہ ہانی بال کے انداز میں ہی سامنے کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا اب رومنوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ محربال انکے حملوں سے پسپا نہیں ہوا تھا بلکہ اسکی یہ انکے خلاف ایک جنگی چال تھی۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ بہت دیر ہو چکی تھی اور کنعانیوں نے انہیں دونوں طرف سے پیسنا شروع کر دیا تھا۔ یوں جھیل ترسیمنوس کے ان قریبی میدانوں میں ہانی بال نے رومنوں کے اس لشکر کا بھی مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

دوسرے لشکر کو بھی تباہی سے دوچار کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر کچھ روز تک اپنے لشکر اور گھوڑوں کو ستانے کا موقع فراہم کیا اسکے بعد اس نے کوچ کیا اور اٹلی میں وہ بڑی تیزی سے جنوب مشرق کی طرف بڑھا تھا۔ یہاں تک کہ آندھی اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے وہ اٹلی کے مشرقی سمندر کے ساحلی شہر ہادریہ جا پہنچا۔ ہادریہ تک سفر کرتے ہوئے راستے میں پڑنے والے شہروں' قصبوں اور بستیوں کے ساتھ ہانی بال نے دو طرح کا سلوک کیا وہ رومن جو اس قابل تھے کہ ہتھیار اٹھا کر اس کا مقابلہ کر سکیں ان سب کو اس نے تہہ و تیغ کر دیا اور اٹلی کے اندر آباد دوسری اقوام کے لوگ جو رومنوں کی رعایا کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے انہیں ہانی بال نے کچھ نہ کہا بلکہ ان کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ وہ پیش آتا رہا۔

ہادریہ پہنچنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا کئی روز اس نے یہاں قیام کیے رکھا لشکر کے وہ گھوڑے جو بری طرح زخمی ہو گئے تھے اور جنکے زخم ٹھیک نہیں ہو رہے تے ان کیلیے ہانی بال نے کافی مقدار میں شراب خریدی اور زخم اس نے کئی روز تک شراب سے دھلوائے جس کی وجہ سے گھوڑوں کے زخم ٹھیک ہو گئے تھے۔ یہاں بھی چند روز تک اس نے اپنے جوانوں اور گھوڑوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا ہادریہ میں قیام کے دوران ہانی بال نے کئی ایک بڑے بڑے بحری جہاز بھی تیار کروائے اٹلی پر حملے کے دوران جو اسے مال و دولت حاصل ہوا تھا اسکا ایک حصہ ان جہازوں میں لدوا کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کر دیا تھا ساتھ ہی کچھ قاصد بھی اس نے اپنے خط دے کر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیئے تھے اور ان خطوں میں ہانی بال نے اپنے حکمرانوں کو اسپین کے بعد اٹلی میں اپنی کارگزاری کی تفصیل سے اطلاع کر دی تھی۔

دنیا کا کوئی جرنیل یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ کسی اجنبی کسی پرائے دیس پر حملہ آور ہوتے وقت اپنے مرکز سے بالکل قطع تعلق کر لے اسلئے کہ شکست کی صورت میں پھر اسکے پیچھے کوئی سہارا کوئی آڑ نہیں رہتی لیکن ہانی بال نے ان خطروں کی پرواہ کیے بغیر اور

افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے کوئی ربط رکھے بغیرنہ صرف یہ کہ پورے اسپین کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا بلکہ اٹلی کے وسیع حصوں کو بھی تاراج کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے پے در پے رومنوں کو بدترین شکستیں بھی دی تھیں اٹلی میں وہ ان رومنوں کو جو ہتھیار اٹھانے کے قابل تھے اس لئے بے دریغ ہو کر قتل کر رہا تھا کہ افریقہ کے ساحل پر اس نے اپنے باپ کی خواہش پر بعل دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھائی تھی کہ وہ رومنوں کے خلاف ضرور انتقامی کارروائی کرے گا بہرحال ہادریہ شہر سے ہانی بال نے اپنے حکمرانوں سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔

ہادریہ شہر میں چند روز قیام کرنے کے بعد ہانی بال نے یہ اندازہ لگایا کہ اسکے گھوڑے اور لشکری اب تازہ دم ہو گئے ہیں اور وہ مزید پیش قدمی کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تب اس نے پھر ہادریہ شہر سے کوچ کیا اور جنوب کی طرف وہ ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا تھا۔ راستے میں ہر آنے والے رومنوں کو وہ قتل کرتا چلا جاتا تھا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ شفقت آمیز سلوک کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ رومنوں کے شہر اپولیہ جا پہنچا۔ یہاں اس نے پھر لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔

رومن حکمرانوں نے جب دیکھا کہ ہانی بال شہر پر شہر قصبے پر قصبہ فتح کرتا اٹلی کی سرزمینوں کو برباد کرتا ہوا لگ بھگ جنوب میں انکے مرکزی شہر روم کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے تو بڑے فکرمند اور پریشان ہوئے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے انہوں نے بڑی تیزی سے کئی بڑے بڑے لشکر تیار کئے اور انہوں نے اپنے سارے لشکروں کے سالار اعظم ایک جرنیل فبیوس کو مقرر کیا۔ فبیوس انتہائی دلیر اور جرات مند تھا گزشتہ سالوں میں وحشی گال قبائل کے خلاف اس نے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے اور وہ گالوں کو شکست دینے اور مغلوب کرنے میں بھی کامیاب رہا تھا اسی بناء پر اس فبیوس کو رومن اپنا قومی ہیرو تصور کر چکے تھے۔ بہرحال ہانی بال کو اٹلی سے نکالنے کیلئے فبیوس ہی کو ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

رومنوں کا سالار اعظم بننے کے بعد فبیوس نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ کہ وہ کوہستان کیپٹولون پر جیوپیٹر دیوتا کے مندر گیا اس مندر میں کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں جن میں رومن سلطنت سے متعلق پیش گوئیاں کی گئی تھیں یہ کتابیں دراصل اٹلی کی ایک مشہور ساحرہ اور ستارہ شناس عورت سائبل نے لکھی تھیں اور یہ اس نے رومنوں کے پانچویں بادشاہ ترکیون کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ فبیوس چاہتا تھا کہ جہاں ان کتابوں میں رومنوں کیلئے عبادت اور زندگی بسر کرنے کی رہنمائی ملتی ہے وہاں ہو سکتا ہے ان کتابوں کے اندر ہانی بال سے رومنوں کو بچانے کیلئے بھی کوئی اشارہ یا کوئی طریقہ اور قاعدہ اسے ہاتھ

آ جائے۔ چند یوم تک وہ ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرتا رہا پھر وہ حرکت میں آیا اپنے لشکر کو اس نے پہلا حکم یہ دیا کہ روم سے لے کر اپولیہ تک سارے علاقے کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور اگر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اپولیہ میں ستانے کے بعد پھر روم کی طرف پیش قدمی کرتا ہے تو اس پیش قدمی سے راستے میں اسے کھانے پینے کو کوئی چیز میسر نہ ہو راستے میں اسے کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیں ساتھ ہی اس نے اپنے کچھ خفیہ جوانوں کو یہ بھی حکم دے دیا تھا کہ اس راستے میں جس قدر جوہڑ یا تالاب یا پانی پینے کی جگہیں پڑتی ہیں ان سب میں زہر ملا دیا جائے چند ہی دنوں میں سارے کام کی تکمیل کر دی گئی اپولیہ سے لے کر روم تک جس قدر سرزمین تھی اسکی ساری بستیوں قصبوں کھیتوں اور درختوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا۔ راستے میں پڑنے والے سارے جوہڑوں کنوؤں اور تالابوں کے اندر زہر ملا دیا گیا تھا۔

ہانی بال کو جب خبر ہوئی کہ اپولیہ سے آگے روم تک ساری سرزمینوں کھیتوں اور درختوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا ہے اور پانی کے اندر زہر ملا دیا گیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کی پیش قدمی کو جنوب کی طرف روک دیا تھا۔ چند یوم تک سوچ و بچار کرنے کے بعد اس نے اپنا رخ موڑ دیا تھا اور مغرب کی طرف بڑھنا شروع کیا اسکا ارادہ تھا کہ وسطی اٹلی سے گزرتا ہوا وہ اسکے مغربی ساحل تک جائے گا اور وہاں تک پہنچتے پہنچتے رومنوں پر تباہی اور بربادی کرتا جائے گا۔ یہ ارادہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ اپولیہ سے کوچ کیا اب وہ اٹلی کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا سالار اعظم فبیوس بھی اپنے جاسوسوں کے ذریعے ہانی بال اور اسکے لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ فبیوس کی خوش قسمتی تھی کہ جن دنوں وہ ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے والا تھا ان دنوں رومنوں کا جرنیل سرویلیوس بھی اپنے چند بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ روم پہنچ گیا یہ وہی جرنیل تھا جسے ہانی بال نے اسکے لشکر سمیت کوہستانی سلسلوں میں گھیر کر ختم کیا تھا لیکن یہ سرویلیوس کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر روم پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ سرویلیوس چونکہ ایک بہترین امیرالبحر تھا لہٰذا فبیوس نے اسے رومنوں کے بحری بیڑے کا امیرالبحر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائے اور اٹلی کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے فبیوس کو چونکہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہانی بال بڑی تیزی سے مغرب کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے اس نے اپنے بحری بیڑے کو بھی ادھر کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ بحری بیڑے کے لشکر کو بھی ہانی بال کے خلاف استعمال کر سکے یہ انتظام کرنے کے بعد خود فبیوس بھی ایک بہت بڑے لشکر

کے ساتھ روم سے نکلا اور ہانی بال کے پیچھے پیچھے وہ بھی اٹلی کے مغربی ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔

اٹلی کے وسطی حصے کو تباہ و برباد کرتا ہوا ہانی بال اٹلی کے مغربی ساحل پر فلرنیاں نام کے ان میدانوں میں پہنچ گیا جنکے ایک طرف سمندر اور دوسری طرف بلند کوہستانی سلسلہ تھا۔ ہانی بال کا خیال تھا کہ ان ہی میدانوں کو وہ اپنا پڑاؤ بنا کر یہیں سے اٹلی میں رومنوں کے خلاف مزید کاروائیاں کرے گا۔ دوسری طرف رومن جرنیل فبیوس بھی ان ہی میدانوں میں ہانی بال کے خلاف زندگی اور موت کا کھیل کھیلنا چاہتا تھا کیونکہ اس سے پہلے ہانی بال رومنوں کے ایک لشکر کو کوہستانی سلسلے کے اندر گھیر کر ختم کر چکا تھا ایسا ہی سلوک فبیوس فلرنیاں کے میدان میں ہانی بال کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ فبیوس کا ارادہ تھا کہ ہانی بال کو اسکے لشکر سمیت ان ہی میدانوں میں گھیر کر ختم کر دیا جائے۔

ان میدانوں میں ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے فبیوس کے پاس طبعی اور قدرتی طور پر بہترین مواقع ہاتھ آ رہے تھے اس لئے کہ فلرنیاں کے جن میدانوں میں ہانی بال نے قیام کیا تھا وہ بظاہر طبعی علتوں کی وجہ سے ہانی بال کے خلاف پڑتا تھا اس لئے کہ جس میدان میں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا اسکے بائیں طرف سمندر پڑتا تھا اور سمندر میں رومنوں کا امیر البحر سرویلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ موجود تھا ہانی بال جہاز تیار کروانے کے بعد اس سمت میں سے کہیں بھاگ نکلنے کے قابل نہ ہو سکتا تھا۔ جبکہ فلرنیاں نام کے ان میدانوں کے دائیں طرف بلند کوہستانی سلسلہ تھا۔ انہیں عبور کرنے کے بعد ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان میدانوں میں داخل ہوا تھا اب ان بلند کوہستانی سلسلوں کے دروں اور گھاٹیوں میں رومن سپہ سالار فبیوس نے اپنے لشکر کو مقرر کر دیا تھا تاکہ ان میدانوں سے نکل کر ہانی بال پھر اگر واپس جانا چاہے تو دروں میں اس پر ایسا خوفناک حملہ کیا جائے کہ ان دروں اور گھاٹیوں کے اندر ہی ہانی بال اور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دیا جائے فلرنیاں نام کے ان میدانوں کے جنوب میں دریائے ولٹرون پڑتا تھا۔ یہ دریا چونکہ کوہستانی سلسلے میں پڑتا تھا اسلئے اسکے بہنے کی رفتار کوہستانی سلسلے میں ایسی تیز اور خطرناک تھی کہ اسے عبور نہ کیا جا سکتا تھا پس فبیوس چاہتا تھا کہ سمندر کی طرف سے سرویلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہانی بال پر حملہ آور ہو جبکہ دائیں طرف سے وہ خود کوہستانی سلسلوں سے نکل کر ایک بار ہانی بال کے ساتھ زندگی موت کا کھیل کھیلے ایسا کرنے کے بعد ہانی بال جنوب کی طرف نہیں بڑھے گا۔ اسلئے کہ جنوب میں وہ دریائے ولٹرون کو پار کر کے پیش قدمی نہ کر سکتا تھا اسکا خیال تھا کہ ہانی بال شمال کی طرف بڑھے گا اور جو

سلسلہ کوہ میدانوں کے دائیں ہاتھ آگے بڑھتا ہے وہ شمال تک چلا گیا تھا جس میں چند درے پڑتے تھے جنہیں عبور کرنے کے بعد شمال کے وسیع میدانوں میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ فبیوس چاہتا تھا کہ جب ان ہی دروں سے نکل کر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھے گا تو وہ ان دروں کو کنعانیوں کا قبرستان بنا کر رکھ دے گا یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد فبیوس نے اپنے امیر البحر سرویلیوس سے رابطہ قائم کیا دونوں کے درمیان دن اور وقت مقرر کیا گیا کہ وہ کب اور کیسے کوہستانی سلسلے اور سمندر کی طرف سے ہانی بال اور اسکے لشکر پر شب خون مارنے کی ابتداء کریں گے۔

ہانی بال کو بھی رومنوں کے ان ارادوں کی خبر ہو گئی تھی اسلئے کہ اس کے جاسوس بھوکے بھیڑیوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے ہوئے ہر چیز سونگھتے پھر رہے تھے۔ ہانی بال کو جب یہ خبر ہوئی کہ رومن سمندر کوہستانی سلسلے اور سامنے والے درے کی طرف سے بیک وقت حملہ آور ہو کر سمندر کوہستانوں اور دریائے ولٹرون کے درمیان گھری ان وادیوں کے اندر اسکا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے دشمن کے خلاف ایک عجیب و غریب قدم اٹھایا وہ اس طرح کہ ہانی بال کو اٹلی پر حملہ کے دوران بے شمار بیل ہاتھ آئے تھے ان بیلوں میں سے کچھ کو اس نے ذبح کیا انکا گوشت اس نے اپنے لشکریوں کو کھلایا اور چربی اس نے محفوظ کر کے رکھ لی پھر اس نے درختوں کی باریک باریک خشک ٹہنیاں اکٹھی کروائیں اور انکا ایک ڈھیر اپنے لشکر میں لگا لیا۔ درختوں کی ان خشک ٹہنیوں کو اس نے دو سو بیلوں کے سینگوں کے گرد کس کر باندھ دیا اور ان شاخوں کو سینگوں سے باندھنے کے باعث ان شاخوں کے درمیان جو جگہ بچ رہی تھی اسکے اندر اس نے روئی بھروا دی اور اس روئی کے اوپر اس نے بیلوں کی چربی پگھلا کر ڈال دی تھی اس طرح اس نے ایک خطرناک چال رومنوں کے خلاف چلنے کیلئے دو سو بیلوں کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اگلے روز کا سورج جب غروب ہوا اور رات چھا گئی تو ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنا پڑاؤ ختم کر لیا کوچ کیلئے اس نے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں دو سو بیل جو اس نے تیار کروائے تھے انکے سینگوں کے اردگرد بندھی ہوئی خشک شاخوں اور ان کے درمیان روئی اور چربی کو اس نے آگ لگا دی تھی پھر رات کے وقت جلتے سینگوں والے ان بیلوں کو اس نے سمندر کی طرف ہانک دیا تھا اسکے ساتھ ہی خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس وادی کے شمالی دروں کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ گیا تھا۔

یہ دو سو بیل جنکے سینگوں پر چربی لگی روئی اور درختوں کی ٹہنیاں چل رہی تھیں جلد ہی بیخ پا ہو کر جنونی کیفیت اختیار کر گئے تھے کہ انکے سینگوں پر جب آگ جلنے کی وجہ سے

جب انکے سینگوں کے نچلے حصے میں گرمائش پہنچی تو ان پر پوری طرح پاگل پن اور جنون سوار ہو گیا اور اندھا دھند صورتحال اختیار کرتے ہوئے سمندر کی طرف بھاگے تھے۔ رومنوں کے بحری بیڑے کے ملاحوں نے جب دو سو بیلوں پر مشتمل روشنیوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو انہوں نے یہ ہی اندازہ لگایا کہ شاید ہانی بال ان پر حملہ آور ہو رہا ہے لہٰذا وہ اس کا مقابلہ کرنے کیلئے خشکی پر جم گئے تھے دوسری طرف کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بیٹھے ہوئے رومنوں کے سالار فبیوس نے بھی یہ ہی اندازہ لگایا کہ شاید ہانی بال اسکے بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا ہے لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں سے اتر کر بڑی تیزی سے بیلوں کے پیچھے پیچھے سمندر کی طرف بڑھا تھا۔

رومنوں کے لشکر کا جو حصہ شمالی دروں پر متعین تھا اس نے بھی ان بیلوں کو سمندر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا انہوں نے بھی یہ ہی فیصلہ کیا تھا کہ ہانی بال انکے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو رہا ہے لہٰذا وہ درے کو چھوڑ کر بڑی تیزی سے ساحل سمندر کی طرف بڑھے تھے اور یہی انکی سب سے بڑی حماقت تھی جس سے ہانی بال نے پورا پورا فائدہ اٹھایا دروں کا محافظ لشکر جونہی دروں کو چھوڑ کر میدان میں داخل ہوا ہانی بال اپنے لشکر کی ساتھ ہجر د دکھ کی کلپناؤں' جان کے ناسور اور وقت کی طنابوں سے آزاد سیال جذبوں کیطرح حملہ آور ہوا تھا۔ لمحوں کے اندر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے لشکر کے اس حصے پر اندھیرے میں بھٹکتی یادوں دکھ کے صحرا روٹھی شاموں کی قہرمانی اور عہد زہر و غضب کی طرح چھا گیا تھا اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے رومنوں کے لشکر کے اس حصے پر برہمی کے رنگ اور برچھا کی آگ بھرنی شروع کر دی تھی اور انہیں اس نے ٹوٹنے والے وعدوں' زنگ آلود زنجیروں کی طرح کاٹتے ہوئے انہیں ایک حرف فنا کی طرح ختم کر دیا اور ان وادیوں کے اندر رومنوں کے اس سارے لشکر کا لمحوں کے اندر قتل عام کرنے کے بعد ہانی بال نے نہ انکا اسم باقی رہنے دیا نہ جسم۔ رومنوں کے اس لشکر کے مکمل صفائے کے بعد ہانی بال اپنے لشکر کو باعافیت شمالی دروں سے نکال کر کھلے اور وسیع میدانوں میں داخل ہو گیا تھا۔

دوسری طرف سمندر کے ساحل پر رومنوں کا بحری بیڑہ بالکل تیار کھڑا تھا اور اسکے ملاح ساحل پر اتر کر اپنے زعم میں ہانی بال کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھے انہیں یہ بھی یقین تھا کہ انکے جرنیل **فبیوس** اور دروں کی حفاظت کرنے والے لشکر نے بھی ہانی بال کو ان پر حملہ آور ہوتے دیکھ لیا ہو گا لہٰذا جونہی ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ٹکرائے گا تو وہ دونوں حصے پشت کی طرف سے ہانی بال پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ اس طرح ہانی بال کا خاتمہ ان

میدانوں کے اندر یقینی ہو جائے گا۔ لیکن جب بیل ہانپتے اور بے پناہ غضب کا اظہار کرتے انکے قریب آئے تو پریشانی اور وحشت کے مارے رومنوں کے بحری بیڑے کے ان ملاحوں کی بری حالت ہو گئی اسلئے کہ سینگ تپ جانے کی وجہ سے بیل بری طرح سیخ پا ہو کر جنون کی کیفیت اختیار کر گئے تھے اور جو رومن بھی انکے سامنے آیا انہوں نے انہیں سینگوں پر اٹھا کر پٹختے ہوئے انتہائی غیض و غضب کا اظہار کیا اور سمندر تک رومنوں کو سینگوں سے مارنے کے بعد جب بیلوں نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے تو پھر وہ واپس پلٹے اور کوہستانی سلسلے کی طرف سے آتے ہوئے **فبیوس** کے لشکر پر حملہ آور ہوئے **فبیوس** نے بھی دیکھ لیا کہ ہانی بال نے ان کے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا ہے اور یہ کہ اس نے بیلوں کے سینگوں کے ساتھ آگ روشن کر کے انہیں احمق اور بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے لہٰذا اپنے لشکر کی مدد سے اس نے سیخ پا بیلوں کو سمندر کی طرف ہانکا اور انہیں مارتے کاٹتے ہانکتے ہوئے سمندر میں پھینک دیا اس طرح بیلوں کے سینگوں میں لگی ہوئی آگ بجھ گئی اور اسکے بعد وہ بیل سینگ ٹھنڈے ہونے کے بعد خودبخود ہی سمندر سے نکل کر کنارے پر آگئے تھے اس طرح ہانی بال نے اپنی دانشمندی اور فہم و فراست سے رومنوں کی ساری تدبیروں کو ناکارہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

ہانی بال رومنوں کو بیلوں کا چکمہ دیکر اپنے لشکر کو لے کر انکے شکنجے اور انکی گرفت سے نکل گیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے وہ رومنوں کے شہر اپولیہ پر برس پڑا "آنا" فانا" لمحوں میں اس نے شہر کو فتح کر کے یہاں سے بھی اس نے اپنے لئے خوراک کے ذخیرے حاصل کئے اسکے بعد وہ شہر سے باہر سمندر کے کنارے گرونیم نام کے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا سپہ سالار **فبیوس** ہانی بال کے بچ نکل جانے سے بڑا برافروختہ بڑا پریشان اور بڑا دل شکستہ ہوا اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ہانی بال عام سا جرنیل نہیں ہے بلکہ بڑا تیز اور دانشمند اور بڑا عیار جرنیل ہے لہٰذا اس نے اپنے موجودہ لشکر سے کام لیتے ہوئے وہ کسی بھی صورت نہ ہانی بال کو شکست دے سکتا ہے نہ اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتا ہے لہٰذا **فبیوس** نے فیصلہ کیا کہ وہ واپس اپنے مرکزی شہر روم جائے گا اور اپنی حکومت سے التماس کرے گا کہ ہانی بال پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے اور اسے اپنی سرزمینوں سے نکال باہر کرنے کیلئے اسے مزید لشکر مہیا کئے جائیں اپنے ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے **فبیوس** نے اپنے ایک نائب **مینسیوس** کو اپنے لشکر کا سالار بنایا اور خود وہ بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا روم کی طرف چلا گیا تھا روم کی طرف روانہ ہوتے وقت

فیبوس نے اپنے نائب مینسیوس کو بڑی سختی کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسکی غیر موجودگی میں ہانی بال کے ساتھ جنگ کی ابتداء نہ کرے بلکہ وہ اس پر نگاہ رکھے کہ وہ کدھر جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔

فیبوس کی روانگی کے بعد مینسیوس نے اپنی قسمت آزمانا چاہی اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے شمال کی طرف کوچ کیا اور جس جگہ ہانی بال نے پڑاؤ کر رکھا تھا اس جگہ سے دس میل دور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کر لیا ایک روز ہانی بال کے لشکر کے چند دستے مینسیوس کے سامنے پڑاؤ کے قریب ہی ایک گاؤں میں وارد ہوئے تھے وہ اس گاؤں پر شاید اس لئے حملہ آور ہوئے تھے کہ اپنے لئے رسد کا سامان حاصل کریں مینسیوس نے اپنی قسمت آزمانے کیلئے اس موقع کو بہترین جانا اس نے اپنے چند دستوں کو ساتھ لیا اور اس گاؤں میں داخل ہونے والے کنعانیوں پر اس نے حملہ کر دیا یہ حملہ ایسا تیز اور اچانک تھا کہ اس نے ان کنعانی دستوں کو شکست دے کر مار بھگایا۔

کنعانیوں کے ان دستوں کو مار بھگانے کی خبریں جب روم شہر پہنچیں تو لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے سپہ سالار فیبوس کے خلاف احتجاج کرنے لگے بلکہ اپنے حکمرانوں سے یہ مطالبہ بھی کرنا شروع کر دیا کہ فیبوس کو سارے لشکروں کی کمانداری نہ سونپی جائے بلکہ مختلف جرنیلوں کو مختلف لشکر دیکر کنعانیوں کے خلاف حرکت میں لایا جائے انکا خیال تھا کہ اگر فیبوس کنعانیوں کے خلاف کامیابی حاصل نہیں کر سکتا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا جرنیل ایسا کر دکھائے رومن حکمرانوں کو اپنے عوام کی یہ بات پسند آئی لہذا فیبوس کے لشکر کو فوراً دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک حصہ فیبوس کی کمانداری میں دیا گیا اور دوسرا مینسیوس کے ماتحت کام کرنے لگا تھا۔

اس دوران فیبوس بھی روم پہنچ چکا تھا اس نے رومن حکمرانوں سے مزید لشکر مہیا کرنے کی التجا کی رومنوں نے اپنے سپہ سالار فیبوس کی اس تجویز کو قبول کیا بڑی تیزی سے انہوں نے دو بڑے لشکر تیار کئے لیکن یہ لشکر انہوں نے فیبوس کی کمانداری میں نہیں دیئے بلکہ فیبوس سے انہوں نے واپس جانے کو کہا اور نئے تیار ہونے والے یہ دونوں لشکر انہوں نے دو مختلف جرنیلوں کی سرکردگی میں دے کر فیبوس کے ساتھ روانہ کر دیئے تھے ان دونوں جرنیلوں میں سے ایک کا نام ایملیپس اور دوسرے کا نام وارو تھا اور یہ دونوں ہی بڑے آزمودہ کار جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ رومنوں میں دلیر اور بہترین جنگجو ہونے کی وجہ سے مشہور و معروف تھے۔ بہرحال رومنوں کا سالار۔ اعلیٰ فیبوس وہ مزید بڑے بڑے لشکروں کو لیکر اس سمت میں بڑھا تھا جہاں اسکے جرنیل مینسیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ

ہانی بال سے دس میل دور پڑاؤ کر رکھا تھا۔

چند روز تک چاروں جرنیلوں نے پورے لشکر کے ساتھ اس جگہ قیام کئے رکھا اس دوران وہ صلاح و مشورے کرتے رہے پھر چاروں جرنیلوں یعنی فیبوس مینسیوس ایملیوس اور وارو نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ اس سمت پیش قدمی کی جائے جس سمت ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا یہ چاروں جرنیل اب بے حد مطمئن اور خوش تھے اسلئے کہ ان کے لشکر کی تعداد مجموعی طور پر ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہو گئی تھی اور ان کا خیال تھا کہ جس جگہ ہانی بال نے پڑاؤ کر رکھا ہے وہاں وہ ہانی بال کو چاروں طرف سے گھیر کر اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی مقصد اور یہی مدعا لیکر یہ چاروں جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے وہ اس سمت آئے جہاں ہانی بال نے قیام کر رکھا تھا اور پھر وہ عین ہانی بال کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر کے بیٹھ گئے تھے۔

دو روز تک دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رکھا شاید رومن جرنیل اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتے تھے جبکہ دوسری طرف ہانی بال بھی اپنی جگہ مطمئن تھا اس نے رومنوں پر حملہ آور ہونے میں جلد بازی اور تعجل سے کام نہیں لیا بلکہ وہ انتظار کرتا رہا کہ کب رومن اسکے ساتھ جنگ کرنے کیلئے خود کو صف آراء کرتے ہیں شاید وہ رومنوں کے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہونے کے باوجود بھی اعتماد اور بھروسہ رکھتا تھا کہ وہ ایک بار پھر رومنوں کو ان کی ہی سرزمین میں شکست و ریخت سے دوچار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا دو روز بعد رومنوں نے اپنے لشکر کو جنگ کے لئے صف آرا کرنا شروع کیا اپنے لشکر کو چار حصوں میں رومنوں نے تقسیم کیا جو لشکر رومنوں کا سالار اعظم فیبوس اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ فیبوس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اپنے نائب مینسیوس کی سرکردگی میں دے دیا تھا جبکہ دوسرے دو حصے وہی تھے جو دوسرے دونوں جرنیل ایملیوس اور وارو اپنے ساتھ لیکر آئے تھے۔

اپنے ان چاروں لشکروں کی ترتیب رومنوں کے سالار اعلیٰ فیبوس نے کچھ اس طرح کی کہ وسطی حصے میں اس نے اپنے اور مینسیوس کے لشکر کو رکھا جبکہ دائیں اور بائیں پہلو پر اس نے بالترتیب ایملیوس اور وارو کو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ فیبوس نے جنگ کا طریقہ کار یہ مرتب کیا کہ سامنے کی طرف سے وہ اپنے جرنیل مینسیوس کے ساتھ کنعانیوں پر ضرب لگائے گا جبکہ دائیں اور بائیں پہلو سے ایملیوس اور وارو اپنے اپنے

دستے کے ساتھ ضرب لگاتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور کنعانیوں کے پہلو پر ضرب لگاتے ہوئے ان کے پہلوؤں پر آگے بڑھتے ہوئے انہیں چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کریں گے اس طرح فبیوس کو امید تھی کہ وہ اپنی سرزمین میں پہلی بار ہانی بال کے خلاف جنگ جیتنے میں کامیاب رہے گا۔

دوسری طرف ہانی بال نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنی سرکردگی میں رکھا اور اس حصے کو اس نے لشکر کے وسطی حصے میں مقرر کیا جبکہ لشکر کے باقی دو حصے اس نے اپنے بھائی ماگو اور اپنے بہترین جرنیل محربال کی کمانداری میں دیتے ہوئے ماگو کو اپنے دائیں پہلو پر اور محربال کو اپنے بائیں پہلو پر مقرر کیا تھا جب دونوں لشکر اپنی اپنی صفیں درست کر چکے تو پھر جنگ شروع ہوئی۔ جنگ کی یہ ابتداء رومنوں کی طرف سے کی گئی تھی۔

سب سے پہلے فبیوس اور مینسیوس اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور کنعانیوں کے لشکر اس حصے پر حملہ آور ہوئے جس حصے کی کمانداری خود ہانی بال کر رہا تھا فبیوس اور مینسیوس دونوں پورے جنگی اسلوب و ہنر میں جابر و قاہر جذبوں' جادوئے بابل اور سحر سامری کی طرح ہانی بال کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی دائیں اور بائیں پہلو سے املیوس اور وارو بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کچھ اس انداز میں کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جیسے شبنم کی آسودگی میں شعلوں کی سی بیتابی دریا کے سے اضطراب میں سحرانگیزی اور وقت کی یلغار میں عذاب و کرب رقص کرتے ہوئے حرکت میں آتے ہیں فبیوس اور مینسیوس نے سامنے والے حصے پر اپنی پوری قوت اور جبر سے حملہ آور ہوتے ہوئے کنعانیوں کو پسپا کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی جبکہ دوسری طرف املیوس اور وارو نے دائیں اور بائیں طرف سے تیز حملے کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کیا تھا تاکہ وہ پہلو پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ پیش قدمی بھی کرتے ہوئے اپنے سالار اعظم فبیوس کی خواہش کے مطابق کنعانیوں کا گھیراؤ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

لیکن رومنوں کے سالار اعظم فبیوس اور اسکے تینوں جرنیلوں کو وہ کامیابی اور کامرانی کہیں دکھائی نہ دی تھی جس کی تمنا اور خواہش کرتے ہوئے انہوں نے کنعانیوں پر حملے کی ابتدا کی تھی ہانی بال کے بھائی ماگو اور اسکے جرنیل محربال نے پہلوؤں کی طرف سے رومنوں کے جرنیل املیوس اور وارو کے حملوں کو مکمل طور پر روک دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے آپ کو دفاع تک محدود کئے رہے اور رومنوں کو روکتے ہوئے [illegible]

انداز کا جائزہ بھی لیتے رہے جب انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ حملہ آور ہونے کے انداز میں ان کا کیا مدعا اور مقصد ہے تو انہوں نے قاصدوں کے ذریعے سے ایک دوسرے کو پیغام بھجواتے ہوئے دفاع سے نکل کر جارحیت میں داخل ہونا پسند کر لیا تھا پھر ماگو اور محربال دونوں دائیں بائیں کی اطراف سے رومنوں پر خمار شام میں زمین کے نگران عناصر پر سراب و ریگ میں ہمت و عزیمت کے دیوتا اور اقبال مندی کے دشت میں داخل ہونے والے نفرت کے طوفان کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے ان دونوں نے چونکہ دفاع کا لبادہ اتار کر جارحیت کی طیلسان اوڑھ لی تھی لہٰذا تھوڑی دیر پہلے جہاں رومنوں کے قدم آگے کی طرف بڑھ رہے تھے وہاں ماگو اور محربال کے تیز اور خونخوار حملوں کے آگے دائیں بائیں کی اطراف سے رومن جرنیل املیوس اور وارو نے کنعانیوں کے تیز حملوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف یہی حالت ہانی بال کی بھی تھی گو رومنوں کے سالار اعلیٰ فبیوس اور اسکے جرنیل مینسیوس کے متحدہ لشکر کے سامنے اسکے لشکر کی تعداد کئی گنا کم تھی لیکن اس نے کمال مہارت اور ہنرمندی سے اپنے لشکر کو کچھ اس طرح پھیلایا تھا کہ اس نے فبیوس اور مینسیوس کے حملوں کو مکمل طور پر روکتے ہوئے ان کے سامنے اپنا دفاع مکمل اور مضبوط کر لیا تھا پھر اپنے بھائی ماگو اور اپنے جرنیل محربال کی طرح ہانی بال بھی حرکت میں آیا اور دفاع سے نکل کر وہ بھی جارحیت پر اتر آیا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ ہانی بال عناد کی آگ' درندگی و سفاکی اور وحشت نیم خوابی کی طرح حرکت میں آیا اور وہ ابتلاء کے آسیب' عقوبت کے سمندر' دکھ کے چیختے صحرا اور دریدہ دہن وحشیوں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے لمحہ بہ لمحہ اور ساعت بہ ساعت ان پر چھانے لگا تھا۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد رومنوں کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ کسی بھی صورت ہانی بال پر قابو نہیں پا سکتے اور اب تو انہیں ہانی بال کے سامنے زیادہ دیر تک جنگ کرنے کے بھی لالے پڑ گئے تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ لمحہ بہ لمحہ ان کے لشکروں کی تنظیم درہم برہم ہو رہی تھی ان کے اگلی صفوں کے سپاہی جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے وہ بھی ادھر ادھر ہٹتے ہوئے کنعانیوں کا مقابلہ کرنے سے کترا رہے تھے حالانکہ ان کے سامنے کنعانی اپنے سامنے صرف عربوں جیسے گول ڈھال اور ترچھی تلواریں لئے ہوئے تھے ان کے جسموں پر عربوں جیسی سادہ زرہیں تھیں اسکے علاوہ ان کے جسم پر کوئی بھی حفاظتی لوہے کا سامان نہ تھا [illegible] کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ رومنوں پر غلبہ حاصل کرتے جا

رہے تھے تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال اور اس کا بھائی ماگو اور جرنیل محربال رومنوں پر کچھ اس طرح جانثاری سے حملہ آور ہونے لگے تھے جس طرح کوئی خونخوار درندہ گیدڑوں اور بھیڑیوں کے انداز میں اپنی من مانی کرتا ہے یا جس طرح فضاؤں کے اندر کوئی بھوکا شاہین اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق کرگسوں پر چھایا رہتا ہے اب ایسی صورتحال ہانی بال نے بھی اختیار کر لی تھی اس نے تیز حملوں سے رومنوں کے وسطی حصے پر ضرب لگاتے ہوئے انہیں مکمل طور پر پسپا کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہانی بال کی طرح اسکے دونوں جرنیل ماگو اور محربال بھی رومنوں کے خلاف اسی طرح کا سلوک کرنے لگے تھے جس طرح ہانی بال کر رہا تھا اور جس طرح ہانی بال نے وسطی حصے میں رومنوں کو اپنے سامنے بڑی تیزی سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا اسی طرح اب ماگو اور محربال بھی رومنوں پر پوری طرح چھا چکے تھے اور وہ بھی انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر چکے تھے۔ دوسری طرف جب رومن جرنیلوں نے دیکھا کہ انکے لشکروں کے اندر پوری طرح ابتری بدنظمی اور افراتفری کا عالم برپا ہو چکا ہے اور یہ کہ اگر تھوڑی دیر تک انہوں نے اپنے لشکر کو سنبھال کر منظم پسپائی نہ کروائی تو لشکری خود ہی جس طرف کسی کا منہ اٹھا ... کھڑے ہوں گے لہٰذا فبیوس نے اپنے تینوں جرنیلوں مینسیوس' امیلوس اور وارو سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ یہی پسپائی رومنوں کے لئے تباہی اور بربادی کا باعث بن گئی اس لئے کہ جونہی رومن پسپا ہوئے ہانی بال ماگو اور محربال نے عجیب سی وحشی کیفیت اختیار کر لی تھی۔ اپنے حملوں میں انتہا درجے کی خونخواری اختیار کرتے ہوئے انہوں نے ایسے جوش ایسے جذبے ایسی سختی اور ایسی شدت کے ساتھ رومنوں کا تعاقب کیا تھا کہ ان گنت رومنوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت کم انہوں نے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں بھاگ کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہونے دیا تھا۔ یوں رومنوں کے چاروں لشکر اپنے چاروں جرنیلوں کی سرکردگی میں عددی فوقیت رکھنے کے باوجود بھی ہانی بال کا مقابلہ نہ کر سکے او ہانی بال نے انہیں انہی کی سرزمین میں ایک بار پھر ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا تھا۔

کینائی کے میدانوں میں رومنوں کے چاروں لشکروں کو شکست دینے کے بعد ہانی بال نے تھوڑی دور تک انکا تعاقب کیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا اور پہلے کی طرح کینائی کے میدانوں میں اس نے پڑاؤ کر لیا تھا اس جنگ میں ہانی بال نے گو رومنوں کو بدترین شکست دی تھی لیکن اس کا خود بھی بہت نقصان ہوا تھا اسکے خود کے بھی ان گنت لشکری جنگ میں مارے گئے تھے اور وہ رسد اور خوراک کے سامان کی کمی بھی محسوس کرنے

لگا تھا۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہانی بال نے سمندر کے راستے چھوٹے سے ایک بحری بیڑے کے ہمراہ اپنے بھائی ماگو کو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اپنے حکمرانوں کے پاس جائے اور ان سے اٹلی کے اندر جنگ کو جاری رکھنے کیلئے رسد اور کمک کی التماس کرے۔

○

ماگو جب قرطاجنہ میں داخل ہوا تو کنعانیوں کی حکومت نے اس کی آمد پر سارے وزراء مشیروں اور دوسرے حکام کا اجلاس طلب کیا اس اجلاس میں ماگو کو بھی دعوت دی گئی تھی ماگو نے اس موقع کو بہترین جانا وہ چاہتا تھا کہ اپنی حکومت کے کارندوں کو اپنے بھائی ہانی بال کی مدد پر آمادہ کرے گا جب وہ اجلاس میں آیا اور اسے بولنے کا موقع فراہم کیا گیا تو اس نے سب سے پہلے اسپین اور اس کے بعد اٹلی کے اندر اپنے بھائی ہانی بال کے بے شمار فتوحات کا ذکر کیا اس نے لوگوں کے سامنے اٹلی کے اندر ہانی بال کی فتوحات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور یہ بھی اپنی حکومت کے کارندوں پر انکشاف کیا کہ اس کے بھائی نے اٹلی میں لاکھوں رومنوں کو اپنا مطیع اور ہزاروں کو جنگی قیدی بنا لیا ہے اور قیدیوں سے متعلق ثبوت پیش کرنے کے لئے ماگو نے ایک گٹھڑی کھولی اور اپنے حکمرانوں کے سامنے الٹ دی اس گٹھڑی کے اندر بے شمار سونے کی انگوٹھیاں تھیں جو فرش پر بکھر گئی تھیں ان انگوٹھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ماگو نے اپنے حکمران طبقے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو کنعانیوں کے عظیم فرزندو یہ سونے کی انگوٹھیاں ان رومنوں کی ہیں جنہیں ہم نے جنگ میں قیدی بنایا ہے۔ ہر رومن سپاہی سونے کی انگوٹھی پہننے کا بے حد شوقین ہوتا ہے اور جتنے رومن قیدی جنگ میں ہم نے بنائے ان سب کی ہم نے انگوٹھیاں اتار لی تھیں اور یہ جو انگوٹھیاں اس وقت تم لوگوں کے سامنے بکھری پڑی ہیں یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کتنے رومنوں کو ہم نے قیدی بنایا اور کس قدر کامیابیاں ہم نے اٹلی کے اندر حاصل کی ہیں لیکن آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس قدر فتوحات اور کامیابیاں حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا اپنا بھی جنگی نقصان ہوا ہے اور اس جنگی نقصان کو پورا کرنے اور جنگ کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ہمیں نہ صرف مزید لشکر کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں خوراک اور ہتھیاروں کی بھی ضرورت در پیش ہے یہاں تک کہنے کے بعد ماگو جب خاموش ہوا تو ایک کنعانی وزیر اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے کنعانیوں کے ایک بوڑھے اور آزمودہ کار جرنیل ہانو کو

مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

میں جانتا ہوں جس وقت ہانی بال اسپین کے راستے اٹلی پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا تو تم اس کے حملوں کی مخالفت کرنے میں پیش پیش تھے۔ تمہارا کہنا تھا کہ اسپین میں تو ہانی بال کسی نہ کسی طرح کامیابیاں حاصل کرنے میں کامران رہا لیکن ایسی کوئی کامیابی وہ اٹلی میں رومنوں کے خلاف نہیں کر سکے گا تم نے یہ بھی پیش گوئی کی تھی کہ ہانی بال کو اٹلی کی سرزمین میں رومنوں کے مقابلے میں بدترین ناکامیوں کا سامنا دیکھنا پڑے گا تم نے ماگو کے الفاظ غور سے سنے ہوں گے اور ان انگوٹھیوں کو بھی غور سے دیکھا ہو گا جو اس وقت فرش پر بکھری ہوئی ہیں اور جو جنگ میں کام آنے والے رومنوں سے حاصل کی گئی ہیں کیا اب بھی تم یہ سمجھتے ہو کہ اٹلی میں اس قدر کامیابیاں اور فتوحات حاصل کرنے کے بعد رومنوں کے خلاف ہانی بال کی یہ مہم ناکام رہے گی۔ گو سوال میں بہت طنز اور چبھن تھی لیکن ہانو بھی اپنے وقت میں بڑا دلیر اور جہاندیدہ جرنیل رہا تھا اس نے اس گفتگو کو بڑے غور سے سنا پھر بڑے نرم اور ٹھنڈے لہجے میں اپنے اس وزیر کو جواب دیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

تم جانتے ہو کہ ذاتی طور پر میں ہانی بال کا دشمن نہیں ہوں اس لئے کہ ہانی بال کے باپ برقہ کے ساتھ میرے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے بھائیوں کے سے ہوتے ہیں اور پھر میں ہانی بال کے باپ برقہ کے ساتھ نہ صرف کئی جنگوں میں حصہ لے چکا ہوں بلکہ میں اس کے ماتحت بھی کام کر چکا ہوں وہ کنعانیوں کے اندر ایک لاجواب اور بہترین جرنیل تھا جہاں تک ہانی بال کا تعلق ہے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ دانشمند جری اور دلیر جرنیل ہے لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس نے روم پر حملہ آور ہو کر غلطی کی ہے ہمیں کسی بھی صورت اٹلی میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ ہانی بال کو اسپین کی فتوحات تک ہی اکتفا کر لینا چاہیے تھا اور اسپین کو کنعانی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد وہاں اسے چاہیے تھا کہ اپنی قوت کو خوب مضبوط اور مربوط کرتا جب دیکھتا کہ اسپین کے اندر کنعانیوں کے پاؤں جم گئے ہیں تو یہ دو کام کرتا اول اسپین کی دولت آہستہ آہستہ افریقہ میں اپنی سلطنت کے مرکزی شہر کی طرف منتقل کرتا رہتا۔ دوئم یہ کہ جو عسکری قوت یہ اسپین میں استوار کرتا اسے یہ رومنوں کے خلاف حرکت میں لاتا اور سارڈ ینیہ' کارسیکا اور دوسرے جو آس پاس کے جزائر ہیں ان سب کے رومنوں کو مار بھگا کر ان پر قبضہ کر لیتا اور اگر اس کے جواب میں رومن کنعانیوں کے خلاف کوئی بڑی جنگ چھیڑنے کی کوشش کرتے تو انہیں ان جنگوں میں بدترین شکست ہوتی وہ اس بنا پر کہ ایک طرف سے کنعانی اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے طوفان کی طرح اٹھتے دوسری طرف سے ہسپانیہ کے اندر سے ہانی بال آندھی کی طرح رومنوں پر وارد ہوتا اور اس دو طرفہ حملے سے ہم مستقبل میں رومنوں کو اپنے سامنے سے بگولوں کی طرح سے اڑا کر رکھ سکتے تھے۔

لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہانی بال نے اسپین کے بعد اٹلی میں داخل ہو کر غلطی کی ہے اور عنقریب ہمیں اس غلطی کا احساس ہو گا بلکہ اس وقت تھوڑا سا ہو بھی چکا ہے جب کہ اس کا بھائی ماگو رسد اور کمک کی فریاد لے کر تم لوگوں کے سامنے کھڑا ہے اور آنے والے دور میں تمہیں پیش گوئی کرتا ہوں کہ ہانی بال اس سے زیادہ رسد کمک اور نقدی کی ضرورت محسوس کرے گا اس لئے کہ اپنے مرکز سے سینکڑوں میل دور کسی ملک کے اندر جا کر جنگ چھیڑنا اور اسے جاری رکھنا کوئی آسان اور مذاق نہیں ہے ہانی بال اس وقت سخت خطرے اور دشواری کی حالت میں ہے عنقریب تم دیکھو گے کہ رومن اپنے شہروں میں سے اس کے خلاف بہت بڑا لشکر اٹھائیں گے اور کسی نہ کسی طرح ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے جبکہ رومن کے مقابلے میں ہانی کی پشت پناہی پر کچھ بھی نہیں ہے اس کی پیٹھ خالی ہے اور کہیں سے بھی اسے رسد اور کمک ملنے کی امید نہیں ہے اگر افریقہ سے کوئی لشکر سمندر کے راستے اس کے لئے جاتا ہے تو رومن اپنے بحری بیڑے کی مدد سے اسے سمندر میں روک کھڑا ہوں گے اگر ہم نے ایسا کوئی لشکر اسپین کے راستے بھجواتے ہیں تو وہ لشکر بھی پہنچتے پہنچتے کچھ عرصہ لے لے گا اس دوران ہو سکتا ہے رومن جنگ کا نقشہ بدل کر اپنے ہاتھ میں کر لیں لہٰذا میں اب بھی اس حق میں ہوں کہ ہانی بال کو اٹلی میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا یہاں تک کہنے کے بعد ہانو تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اور جہاں تک ہانی بال کا اٹلی کے اندر مستقبل کا سوال ہے تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ اٹلی کے اندر تقریباً" 35 بڑے بڑے قبائل بستے ہیں میرا تم سے سوال یہ ہے کہ کیا ہانی بال اب تک ان قبائل میں سے کسی کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوا ہے یقیناً" میرے اس سوال کا جواب تمہارے پاس نہیں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میرا دوسرا سوال تم سے یہ ہے کہ ہمارے جرنیل ہانی بال نے اٹلی کے اندر داخل ہو کر بے شک دور دور تک رومنوں کا قتل عام کیا ہے ان کے ان گنت شہروں پر قبضہ کیا ہے اور جگہ جگہ ان کے لشکروں کو بدترین شکست دی ہے کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ اس قدر تباہی و بربادی اور اپنے شہروں کے مغلوب ہونے کے باوجود کیا رومنوں نے اپنا کوئی وفد ہانی بال کے پاس بھیج کر امن اور صلح کی درخواست کی ہے یقیناً" میرے اس سوال کا جواب بھی تمہارے پاس نہیں



ہی ہو گا یہاں تک کہنے کے بعد ہانو تھوڑی دیر کے لئے رک کر خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور پوچھنے لگا۔

میرا تیسرا سوال تم سے یہ ہے کہ خدا نہ کرے اگر اٹلی میں ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کسی دشواری کسی شکست کا شکار ہوتا ہے اور اسے فی الفور رسد اور کمک کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا ہم یہاں افریقہ میں بیٹھ کر قرطاجنہ سے اس کے لئے فی الفور کوئی رسد اور کمک بھیج سکتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ہانو نے بڑے غور سے اپنے اس وزیر کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا یقیناً" میرے اس سوال کا جواب بھی تمہارے پاس نہیں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو گا لہٰذا میری بات غور سے سنو میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہانی بال اگر اس وقت بھی اپنے لشکر کو سمیٹ کر ہسپانیہ میں داخل ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ اس کی اٹلی کے خلاف بہترین کامیابی اور فتح ہو گی اور اگر اس نے اٹلی میں قیام کئے رکھا اور اپنی جنگوں کو اس نے طول دینا شروع کیا تو یاد رکھو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ ہانی بال دشواریوں اور خطروں میں گھر جائے گا اور اسے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے شکست کھا کر نکلنا ہو گا اس لئے کہ ہانی بال کی پیٹھ ننگی ہے اس کی پشت کی طرف سے اسے کوئی مدد اور استعانت دینے والا نہیں ہے ہانو کی یہ گفتگو کنعانیوں کے حکمران طبقے نے بھی سن لی تھی ہو سکتا ہے اس گفتگو سے پہلے وہ ہانی بال کے بھائی ماگو کی التجا کے جواب میں ہانی بال کے لئے ایک بہت بڑا لشکر اور ایک بھاری رقم کا انتظام کرتے لیکن ہانو کی گفتگو سننے کے بعد حکمران طبقے کے سارے ارکان چوکنے ہو گئے تھے لہٰذا طویل صلاح و مشورے کے بعد ہانی بال کے بھائی ماگو کو یہ جواب دیا گیا کہ فی الحال قرطاجنہ سے اسے چار ہزار کا ایک لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے علاوہ ایک رقم مہیا کی جائے گی اس کے علاوہ ہانی بال اگر اٹلی میں مزید لشکر یا رقم کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو ماگو کو چاہیے کہ وہ چار ہزار کے لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے ساتھ اسپین کے راستے اٹلی کا سفر کرے اور اسپین اور اٹلی کے مفتوحہ علاقوں سے اپنے بھائی ہانی بال کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کرنے کی کوشش کرے ساتھ ہی حکمران طبقے کی طرف سے یہ بھی جواب ملا کہ اٹلی کے اندر جنگ جاری رکھنے کے لئے اخراجات اسپین یا مفتوحہ علاقوں سے پورے کئے جائیں یہ جواب سننے کے بعد ہانی بال کا بھائی ماگو کچھ بھی نہ کہہ سکا تاہم چند روز تک اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ میں قیام کرنے کے بعد وہ چار ہزار کے لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے ساتھ بڑی بڑی کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے اسپین کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

○

اپنے بھائی ماگو کو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہانی بال بے کار اور نکما نہیں بیٹھا تھا کینائی کے میدانوں میں رومنوں کے چاروں لشکروں کو بدترین شکست دینے کے بعد اس نے چند روز تک انہی میدانوں کے اندر قیام کئے رکھا میدان جنگ میں جو اس کے سپاہی زخمی ہوئے تھے ان کی دیکھ بھال کی گئی اور جو مارے گئے تھے ان کی تدفین کا سامان کیا گیا۔ اٹلی کے اندر کئی جنگوں میں حصہ لینے کے بعد ہانی بال کے لشکر کی تعداد گھٹ کر اب پہلے سے آدھے سے کم رہ گئی تھی اور مزید جنگیں جاری رکھنے کے لئے وہ مزید لشکر کے علاوہ نقدی اور خوراک کی ضرورت بھی محسوس کرتا تھا اسے امید تھی کہ اس کا بھائی ماگو ضرور اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے رسد اور کمک حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ بہرحال اس نے کینائی کے میدانوں میں زیادہ عرصہ نہیں گزارا بلکہ جب اس نے دیکھا کہ جنگ میں زخمی ہونے والے اس کے سپاہی تندرست ہو گئے ہیں جو گھوڑے زخمی ہوئے تھے وہ بھی اب بہتر ہو کر توانا ہو گئے ہیں تو اس نے پھر ایک بار انگڑائی لی حرکت میں آیا اب اس نے رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

سرما کے موسم کی اب ابتدا ہو چکی تھی سرد اور یخ بستہ ہوائیں جسم کو چھیدنے لگیں تھیں ان ساری دشواریوں اور ان ساری تکلیفوں کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا کینائی کے میدانوں سے کوچ کیا اور آندھی اور طوفان کی طرح رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کی طرف وہ بڑھا تھا۔ کیپوا شہر کے اندر اس وقت رومنوں کا ایک تیس ہزار کا لشکر تھا جو کیپوا شہر کی حفاظت پر مامور تھا یہ لشکر انتہائی آزمودہ کار تربیت یافتہ اور گزشتہ کئی جنگوں میں یہ بہترین کامیابیاں اور معرکہ آرائیوں کا مظاہرہ کر چکا تھا لہٰذا رومنوں کو امید تھی کہ اگر ہانی بال رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کا رخ کرتا ہے تو تیس ہزار کا لشکر کیپوا شہر میں محصور ہو کر ہانی بال کی راہ روک کھڑا ہو گا۔ کیپوا شہر کے لوگوں اور لشکریوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا رخ کر رہا ہے تو انہوں نے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاریاں کر لی تھیں۔ شہر کی فصیل کے اوپر بنے ہوئے بڑے بڑے برجوں کے اندر بڑے بڑے کڑھاؤ نصب کر دیئے گئے تھے تاکہ ان کے اندر پانی اور تیل گرم کر کے کھولتی حالت میں ہانی بال اور اس کے لشکریوں پر پھینکا جا سکے اس کے علاوہ فصیل کے اوپر آگ کے انگارے تیار کرنے کے لئے ایندھن کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے تاکہ آگ کے انگارے بھی ان پر پھینکے جا سکیں اس طرح کنعانی کیپوا کا محاصرہ کرنے میں ناکام رہیں دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا تیز عیار اور

کیپوا پہنچنے سے پہلے ہی اپنے جاسوس روانہ کر رکھے تھے اور اس کے جاسوسوں نے اسے اطلاع کر دی کہ کیپوا کے اندر محصور لشکر نے کنعانیوں کے اوپر کھولتا ہوا پانی، تیل اور آگ کے انگارے پھینکنے کا انتظام کر لیا ہے اس صورت حال کا پتا چلنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پڑاؤ کر لیا تھا۔

اس پڑاؤ کے دوران ہانی بال نے نہ صرف یہ کہ اپنے لشکریوں اور گھوڑوں کو آرام کرنے کا بہترین موقع فراہم کیا بلکہ جس جگہ اس نے پڑاؤ کیا تھا اس کے اردگرد دور دور تک بڑے بڑے درختوں کے جنگلات اور جھنڈ پھیلے ہوئے تھے بس انہی درختوں سے ہانی بال نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اپنے لشکریوں کی مدد سے اس نے جنگل کے بڑے بڑے درخت کٹوانے شروع کر دیئے تھے اور اپنے پڑاؤ میں اس نے لکڑیوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے پھر ان لکڑیوں کو کام میں لاتے ہوئے ہانی بال نے بڑے بڑے جنگی رتھ تیار کرنے شروع کر دیئے تھے۔ جن کے اوپر لکڑی کی چھت ڈال کر اس لکڑی کے اوپر مٹی ڈال کر اچھی طرح کوٹنے اور سخت کرنے کے بعد اوپر سے بھس ملی مٹی کے ساتھ اس کی لپائی کروا دی تھی تاکہ ان رتھوں کو آگے بڑھانے کے بعد جب رومن ان کے اوپر آگ کے انگارے کھولتا ہوا پانی یا تیل پھینکیں تو رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے اس کے سپاہیوں کو ان چھتوں کی وجہ سے کوئی نقصان یا گزند نہ پہنچے۔

اس کے علاوہ ان ہی لکڑیوں سے کام لیتے ہوئے ہانی بال نے چھت دار بڑی بڑی سیڑھیاں بھی تیار کرنی شروع کر دی تھیں تاکہ ان چھت دار سیڑھیوں کی مدد سے کیپوا کی فصیل پر چڑھا جا سکے اور ان چھت دار سیڑھیوں کے نیچے پہیے لگائے تاکہ ان کو حرکت دے کر آگے پیچھے کیا جا سکے اور ان سیڑھیوں کی چھتوں پر بھی مٹی ڈال کر لپائی کر دی گئی تھی۔ یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال پھر حرکت میں آیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے کیپوا شہر کے قریب جا کر پڑاؤ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا خیال تھا کہ ہانی بال ان کے شہر کا محاصرہ ضرور کر رہا ہے لیکن وہ اسے کامیاب نہیں ہونے دیں گے اس لئے کہ انہوں نے اپنی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ فصیل کے برجوں کے اندر نصب بڑے بڑے کڑاہوں کے اندر انہوں نے تیل اور پانی ابالنے کے انتظام اور انصرام مکمل کر لئے تھے۔ ایندھن کو کوئلوں میں تبدیل کرنے کے بھی انتظام مکمل تھے۔ لہٰذا جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کی فصیل کے پاس نمودار ہوا تو کیپوا شہر کے لوگ یا ان کے لشکر نے کسی قسم کی پریشانی یا تفکر کا اظہار نہ کیا اور کیپوا شہر کے اندر رومنوں کا جو تیس ہزار کا لشکر تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا

پندرہ ہزار سپاہیوں کو فصیل کے اوپر برجوں کے اندر متعین کیا گیا اور پندرہ ہزار کو شہر کے اندر حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ شہر کی آبادی کسی طرح بھی لاکھ سے کم نہ ہو گی اور یہ آبادی بھی کنعانیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنے سپاہیوں کا ساتھ دے رہی تھیں شہر کے اندر جس قدر توانا اور مشقت کرنے کے قابل مرد تھے انہوں نے فصیل کے اوپر متعین پندرہ ہزار لشکریوں کی مدد کرنے کے لئے کھولتا ہوا پانی تیل اور آگ کے انگارے تیار کرنے کی ذمہ داریاں اپنے اوپر لے لی تھیں۔ اس طرح شہر کے عوام نے اپنے لشکر کی خوراک اور دیکھ بھال کی ذمہ داریاں قبول کر لی تھیں جو شہر کے اندر حفاظت کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس طرح کیپوا شہر کے عوام اور لشکریوں نے آپس میں تعاون اور اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کا عہد کر لیا تھا۔

لیکن ہانی بال بھی کوئی عام جرنیل نہ تھا جسے وہ ذرا دھمکا کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیتے وہ اپنی ضد کا پکا اور اپنے ارادے اور عزم کا انتہائی پختہ تھا۔ جس بات کا وہ ایک بار فیصلہ کر لیتا تھا اسے اس کی تکمیل تک وہ پہنچا کر ہی رہتا تھا۔ رومن یہ خیال اور گمان کئے ہوئے تھے کہ جونہی ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھے گا اور وہ ان پر آگ کے انگارے کھولتا ہوا پانی اور تیل پھینکیں گے تو ان کی اس پہلی ہی کارروائی سے ہانی بال اپنے نقصانات کو دیکھتا ہوا ایسا دلبرداشتہ ہو گا کہ اپنے لشکر کو لے کر چلتا بنے گا لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ ہانی بال نے ان کے کھولتے تیل پانی اور آگ کے انگاروں کا پہلے ہی بندوبست کر لیا ہے اور یہ سارے انتظامات مکمل کرنے کے بعد ہی وہ شہر کی فصیل کے پاس نمودار ہوا ہے شہر کی فصیل کے پاس پڑاؤ کرنے کے بعد ہانی بال نے دو ایک روز شہر کے اطراف میں گھوم پھر کر فصیل کا جائزہ لیا پھر ایک مناسب جگہ محسوس کرنے کے بعد اس نے وہیں سے حملے کی ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

تیسرے دن صبح ہی صبح ہانی بال کے لشکر میں جنگ کے طبل دفیں اور نقارے بجنے شروع ہو گئے تھے جس سے رومنوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ کنعانی اب ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے لگے ہیں لہٰذا ان کا پندرہ ہزار کا لشکر فصیل کے اوپر برجوں کے اندر مستعد اور تیار ہو گیا تھا اور شہر کے جوان بھی ان کے لئے آگ کے انگارے کھولتا ہوا پانی اور تیل تیار کرنے کے لئے اپنی اپنی جگہوں پر بالکل تیار اور مستعد تھے دوسری طرف ہانی بال نے حملے کی ابتداء کچھ اس طرح کی کہ بیک وقت وہ اپنے سارے جنگی رتھوں اور چھت دار اور پہیوں والی سیڑھیوں کو حرکت میں لایا اور انہیں اس نے فصیل کی طرف بڑھانا شروع کیا تھا۔ بڑے بڑے جنگی رتھوں کے اندر اس کے تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ جنگجو

جوان بھی تھے جو پوری طرح مسلح تھے جنہوں نے سیڑھیوں کے ذریعے سے شہر کی فصیل کے اوپر چڑھنا تھا۔ جب یہ جنگی رتھ اور سیڑھیاں فصیل کے قریب لائی گئیں تو رومنوں نے شہر کی فصیل کے اوپر سے دیکھا کہ جو کنعانی ان جنگی رتھوں اور سیڑھیوں کو دھکیلتے ہوئے فصیل کے قریب لا رہے تھے وہ بھی مٹی سے لپائی کی ہوئی چھتوں کے نیچے چلتے آ رہے تھے لہٰذا اوپر سے کی گئی تیر اندازی یا تیل پانی یا آگ کے انگارے پھینکنے سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ سکتا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رومن لشکری اور ان کے عوام کسی قدر فکر مند ضرور ہوئے تھے۔

اپنے جنگی رتھوں کو فصیل کے قریب لانے کے بعد ہانی بال نے رتھوں کے اندر جو اس کے تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے انہیں حکم دیا کہ فصیل کے اوپر جو بھی برجوں کے اندر یا باہر رومن نظر آئے انہیں اپنے تیروں کا نشانہ بنا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیں ہانی بال کا یہ حکم ملتے ہی کنعانی تیر انداز طوفان کی طرح حرکت میں آئے اور انہوں نے فصیل کے اوپر ایسی تیز اور لگا تار تیر اندازی کی کہ رومن برجوں کے پیچھے پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگی رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے مسلح کنعانی چھت دار سیڑھیوں کے ذریعے فصیل پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ آناً" فاناً" ان سیڑھیوں کے ذریعے کنعانی حشرات الارض کی طرح کیپوا شہر پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے فصیل کے اوپر اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ فصیل پر محافظ رومنوں پر کاری ضرب لگائی جا سکے۔

رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ برجوں کے اندر سے نکل کر ان کنعانیوں پر حملہ آور ہو جائیں جو سیڑھیوں کے ذریعے سے فصیل پر چڑھ رہے تھے تاکہ کنعانیوں کا فصیل پر چڑھنا بند ہو جائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ جونہی وہ برجوں سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے نیچے چھت دار جنگی رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے کنعانی انہیں کچھ اس طرح خوفناک انداز میں اپنے بھاری اور تیز پھل کے تیروں کا نشانہ بناتے کہ برج سے نکلنے والے رومنوں کو وہ بری طرح چھید کر رکھ دیتے اس طرح رومن اپنے برجوں سے نکل کر فصیل پر چڑھتے کنعانیوں کی راہ نہ روک سکے اور لمحوں اور ساعتوں کے اندر کنعانیوں نے مکوڑوں کی طرح فصیل پر چڑھتے ہوئے دونوں اطراف میں پھیل کر خود برجوں کے اندر پناہ لینے والے رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد کیپوا شہر کی فصیل کے اوپر رومنوں اور کنعانیوں میں ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی شہر کے اندر پندرہ ہزار کا جو رومنوں کا محافظ لشکر تھا جب انہوں نے دیکھا کہ

کنعانی آناً" فاناً" فصیل کے اوپر چڑھ کر ان کے لشکریوں کے ساتھ برسرپیکار ہو گئے ہیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے انہوں نے جب چاہا کہ فصیل کے اوپر چڑھ کر اپنے ساتھیوں کی مدد کریں تو اس وقت تک ہانی بال اور اس کے جرنیل بھی فصیل کے اوپر چڑھ چکے تھے جبکہ ہانی بال کا لشکر آدھے سے زیادہ فصیل کے اوپر آ چکا تھا اور جو لشکر اب فصیل کے اوپر چڑھ رہا تھا اسے ہانی بال نے فصیل کے اوپر چڑھنے کے بعد شہر میں اتر کر اپنے حملوں کی ابتداء کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ لہٰذا شہر کا محافظ لشکر فصیل کے اوپر جا کر اپنے ساتھیوں کی مدد نہ کر سکا بلکہ وہ انتہائی فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں ان کنعانیوں کو روکنے کے لئے بھاگے تھے جو بڑی تیزی سے فصیل کے اوپر سے شہر میں اتر کر انتہائی خونخواری سے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اب کیپوا شہر میں دو محاذ جنگ کھل گئے تھے ایک فصیل کے اوپر اور دوسرا نیچے۔ فصیل کے اوپر ہانی بال کا جرنیل محربال اپنے لشکر کی کمانداری کر رہا تھا جبکہ ہانی بال خود فصیل سے اتر کر شہر پر حملہ آور ہونے لگا تھا بڑی تیزی سے کنعانی فصیل سے اتر کر ہانی بال کے ساتھ ملنے لگے تھے اس طرح لمحہ بہ لمحہ ہانی بال کے لشکر میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا ہانی بال نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کی تعداد اس قابل ہو گئی ہے کہ وہ شہر کے اندر گھس کر حملہ آور ہونا شروع کر دے تو وہ بڑی بے خوفانہ انداز میں آگے بڑھا اور شہر کا محافظ لشکر جو اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا اس پر اس نے حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔ جس طرح فصیل کے اوپر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی اسی طرح شہر کے اندر بھی گھمسان کا رن پڑنے لگا تھا۔

پر فصیل کے اوپر جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ محربال نے جلدی ہی فصیل کے محافظوں پر قابو پا لیا۔ فصیل کے محافظوں نے جب دیکھا کہ کنعانی پوری طرح شہر کی فصیل پر غالب ہو گئے ہیں تو وہ فصیل سے نیچے اترنے لگے ان کے پیچھے پیچھے محربال بھی اپنے لشکر کے ساتھ فصیل سے اتر گیا تھا۔ اب ایک طرف ہانی بال اور دوسری طرف سے محربال اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر کے محافظ لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے اس طرح کیپوا شہر میں رومنوں کے تیس ہزار مسلح لشکر کا پوری طرح صفایا کر دیا گیا اور ہانی بال نے کیپوا شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

کیپوا شہر کی فتح کے بعد ہانی بال نے کمال شرافت، شفقت، نرمی اور نیکی کا مظاہرہ شہر والوں کے ساتھ کیا شہر کے اندر جو مسلح دستے کام آ چکے تھے اس کے بعد اس نے اپنے لشکریوں کو تلوار بے نیام کر لینے کا حکم دے دیا تھا۔ شہر کے لوگوں کو اس نے عام معافی

دے دی تھی اور شہر کے اندر منادوں کے ذریعے اعلان کروا دیا تھا کہ لوگ اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ جائیں جبکہ ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر میں قیام کر لیا تھا۔ سرما چونکہ دن بدن زور پکڑتا جا رہا تھا لہٰذا ہانی بال نے ارادہ کیا تھا کہ وہ سردی کا موسم اسی شہر میں گزارے گا۔

یوں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ سردیوں کا پورا موسم کیپوا شہر میں گزارا اپنے قیام کے دوران اس نے شہر کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ اور ایسا عمدہ سلوک کیا کہ شہر کے وہ لوگ جنہیں اناج مہیا نہ تھا اس نے انہیں مفت اناج مہیا کیا اس کے علاوہ بھی اس نے شہر والوں کی ساری ضرورتوں کا خیال رکھا۔ شہر کے اندر جو بدمعاش طبقہ تھا جنہوں نے غریب لوگوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا ان کا ہانی بال نے مکمل قلع قمع کر دیا شہر کے مقدمات کا وہ فوری فیصلہ کرتا رہا۔ شہر کے اندر جو غریب طبقہ تھا اس نے ان کی نقدی اور جنس کے لحاظ سے ایسی مدد کی کہ انہیں شہر کے متوسط طبقے کے برابر لا کھڑا کیا۔ اس طرح کیپوا شہر کے لوگ رومنوں پر ہانی بال کو ترجیح دینے لگے تھے۔ جب چھ ماہ ہانی بال کیپوا شہر کے اندر قیام کر چکا تو شہر کے روسا اور امراء ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التماس کی کہ وہ ہمیشہ کے لئے کیپوا شہر میں قیام کرے اور ان کے حکمران کی حیثیت سے باقی زندگی ان کے ساتھ بسر کرے۔ ہانی بال نے ان کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور معذرت کی کہ ابھی اٹلی کے اندر اسے بہت سا ادھورا کام مکمل کرنا ہے لہٰذا اسے کیپوا شہر سے ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہی ہو گا۔

ہانی بال کے پے در پے فتوحات اور اس کے مقابلے میں رومنوں کی لگاتار شکستوں کی بنا پر رومن حکمران چونک کھڑے ہوئے لہٰذا انہوں نے ہانی بال کا سدباب کرنے کے لئے اقدام کرنے شروع کر دیئے تھے اپنے سارے جنگجو دلیر اور سورما قسم کے جرنیلوں کا جائزہ لینے کے بعد رومنوں نے اپنے دو جرنیلوں کا انتخاب کیا ان میں دو میں سے ایک کا نام مارسیلوس اور دوسرے کا گریچوس تھا۔ ان دونوں جرنیلوں کا انتخاب کرنے کے بعد رومنوں نے اندھا دھند بھرتی کر کے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی تربیت کا کام انہوں نے اپنے جرنیل مارسیلوس کو سونپ دیا تھا۔ اس لشکر کو تیار کرنے کے لئے رومنوں نے مارسیلوس کو صرف تین ماہ کی مہلت دی تھی۔ دوسری طرف رومنوں کے مختلف شہروں کے اندر جو قید خانے اور زندان تھے ان کے اندر جس قدر بھی جرائم پیشہ بدمعاش اور اوباش قسم کے قیدی تھے جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی ان سب کو رہا کر دیا گیا ان کا بھی ایک لشکر تیار کیا گیا اور اس لشکر کا کماندار دوسرے جرنیل گریچوس کو بنایا گیا تھا۔ مارسیلوس نے دن رات کام کر کے نئے تیار ہونے والے لشکر کو بہترین تربیت دی تھی جب

یہ تربیت مکمل ہو گئی تو رومن حکمرانوں نے دونوں جرنیلوں کو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کا حکم دیا تاکہ آگے بڑھ کر ہانی بال کی راہ روکیں اور اسے اٹلی سے نکل جانے پر مجبور کر دیں۔

کیپوا شہر سے ہانی بال کے کچھ قاصد رومن حکمرانوں کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیش کش کی کہ کینائی کے میدانوں میں جو جنگی قیدی ان کے ہاتھ لگے ہیں اگر رومن حکمران چاہیں تو وہ جنگی قیدی انہیں واپس کئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ رومن حکومت ایک پیدل سپاہی کے لئے دس پونڈ کے برابر رقم ادا کرے اور سوار کے لئے سترہ پونڈ ادا کرے گو رومن حکومت کے لئے یہ ہانی بال کی طرف سے بہترین پیش کش تھی۔ اس طرح ہانی بال کو رقم ادا کر کے وہ اپنے جنگی قیدی واپس لے سکتے تھے اور انہیں ہی وہ دوبارہ کنعانیوں کے خلاف استعمال کر سکتے تھے اس لئے کہ یہ جنگی قیدی کنعانیوں کے خلاف جنگ کا بہترین تجربہ رکھتے تھے لیکن رومن حکمرانوں نے رقم ادا کر کے اپنے جنگی قیدی واپس لینے سے انکار کر دیا اور جنگی قیدی واپس نہ لینے کی شاید رومنوں کے ہاں دو وجوہات تھیں اول یہ کہ ایسا کر کے وہ اپنی کمزوری اور ذلت محسوس کرتے تھے دوسرے یہ کہ شاید انہیں پتا چل گیا تھا کہ اٹلی کے اندر لگا تار جنگیں کرنے کے بعد ہانی بال رسد اور کمک کی سخت تنگی کا سامنا کر رہا ہے لہٰذا اس موقع پر اگر رومن حکمرانوں نے اسے رقم فراہم کر دی تو وہ اور زیادہ تیزی سے ان کے علاقوں کو کھنگالنا شروع کر دے گا لہٰذا رقم ادا کر کے رومن حکمرانوں نے اپنی جنگی قیدی واپس لینے سے انکار کر دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے سرما کا پورا موسم کیپوا شہر میں گزارا اور بہار کا موسم شروع ہوا تو اس نے کیپوا سے کوچ کیا اپنے لشکر کیساتھ پھر اس نے پیش قدمی شروع کی اب اس کا رخ رومنوں کے تیسرے بڑے شہر ٹرنٹن کی طرف تھا۔ اس شہر کی حفاظت کے لئے بھی رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر شہر کے اندر موجود تھا۔ پس کیپوا شہر کو اپنے سامنے تسخیر اور مغلوب کرنے کے بعد ہانی بال کا خیال تھا کہ رومنوں کے تیسرے بڑے شہر کو بھی اپنے سامنے مفتوح بنائے اور اس کے بعد وہ رومنوں کے مرکزی شہر روم کا رخ کرے گا کیپوا شہر کی نگرانی اور حفاظت کے لئے ہانی بال نے اپنا ایک چھوٹا سا لشکر کیپوا شہر میں ہی چھوڑ دیا تھا پھر وہ تیزی سے رومنوں کے تیسرے بڑے شہر ٹرنٹن کی طرف بڑھا تھا شہر کے پاس آ کر اس نے ویسے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا جیسا اس نے کیپوا شہر کا کیا تھا اس جنگ میں فصیل پر چڑھنے اور شہر کو فتح کرنے کے لئے وہ کیپوا شہر ہی کی طرح چھتوں والے رتھ اور پہیوں والی چھتوں والی سیڑھیاں استعمال کر رہا تھا دوسری طرف رومنوں کے نئے جرنیل

مار سیلوس اور گریچوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر سے نکل کر ٹرنٹن شہر کی طرف کوچ کر گیا ہے لہٰذا وہ تیزی سے آگے بڑھے اور کیپوا شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا ان کا خیال تھا کہ کیپوا شہر میں چونکہ ہانی بال کے ذاتی لشکر کے کچھ دستے بھی شامل ہیں لہٰذا اگر کیپوا شہر کو فتح کر کے وہ کنعانیوں کے ان دستوں کا خاتمہ کر دیں تو اس طرح ہانی بال کے لشکر میں کمی آ کر اس کی کمزوری کا باعث بن جائے گی حالانکہ جو لشکر اس وقت مار سیلوس اور گریچوس کے ساتھ تھا ہانی بال کے لشکر کی تعداد کے مقابلے میں اس کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی اس کے باوجود بھی دونوں رومن جرنیلوں مار سیلوس اور گریچوس نے براہ راست ہانی بال سے ٹکرانے کی ہمت و جرات نہ کی تھی۔

کیپوا شہر ہی کی طرح ہانی بال نے ٹرنٹن شہر پر چھت دار رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے اپنے تیر اندازوں سے زبردست تیر اندازی کرواتے ہوئے جنگ کی ابتداء کی تھی ساتھ ہی ساتھ چھت دار اور پہیوں والی سیڑھیوں کے ذریعے سے اس کے لشکری بڑے محفوظ طریقے سے ٹرنٹن شہر کی فصیل پر چڑھنے لگے تھے عین اس وقت جب یہ عمل ہانی بال کی طرف سے جاری تھا اور وہ شہر پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی ابتداء کر چکا تھا دو قاصد کیپوا شہر کی طرف سے ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے شہر کے اندر کنعانی دستوں کے سالار اور شہر کے امراء کا ایک پیغام ہانی بال کو پیش کیا۔

اس پیغام میں ہانی بال کو خبردار کیا گیا تھا کہ اس کی کیپوا شہر سے ٹرنٹن شہر کی طرف روانگی کے بعد رومن جرنیل مار سیلوس اور گریچوس دونوں نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا محاصرہ کر لیا ہے اور اگر اس محاصرہ کو جلد توڑنے کی کوشش نہ کی گئی تو رومن شہر پر قابض ہونے کے بعد نہ صرف یہ کہ شہر کے اندر جو کنعانی لشکر موجود ہے اس کا خاتمہ کر دیں گے بلکہ شہر کے لوگوں کو ہانی بال کا ساتھ دینے کی سزا میں ان کا قتل عام کریں گے اور شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔

یہ خبر ملنے کے بعد ہانی بال بڑا برافروختہ اور بڑا غضبناک ہوا اس نے اپنے حملوں میں بڑی تیزی پیدا کر دی بڑی سرعت کے ساتھ اس نے اپنے لشکریوں کو فصیل کے اوپر چڑھانا شروع کر دیا تھا پھر وہ خود بھی اپنے جرنیلوں کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا اور رومن شہر کے محافظوں پر وہ آندھی اور طوفان کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ ہانی بال اور اس کے لشکریوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیں لیکن ہانی بال ایسی غضبناکی سے حملہ آور ہوا کہ بہت جلد اس نے فصیل کے اوپر شہر کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا پھر وہ شہر میں اترا مختصر سی جنگ کے بعد اس نے بچے کھچے رومنوں کا صفایا

کرتے ہوئے ٹرنٹن شہر پر بھی قبضہ کر لیا لیکن شہر پر قابض ہونے کے بعد اس نے وہاں زیادہ دیر انتظار نہیں کیا بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوچ کر گیا اور بڑی تیزی سے وہ کیپوا شہر کی طرف بڑھا تھا جہاں رومن جرنیل مار سیلوس اور گریچوس نے ایک ایسے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا جس کی تعداد کم از کم ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گی۔

ہانی بال بھی جانتا تھا کہ کیپوا شہر کے باہر اگر رومنوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی تو اسے اپنے سے دس گنا زیادہ رومنوں کا مقابلہ کرنا ہو گا لہٰذا رات کی تاریکی میں سفر کرتے ہوئے وہ کیپوا شہر سے تقریباً پانچ میل دور ہی رک گیا تھا رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بڑے بڑے لمبے اور گہرے مورچے کھود دیئے تھے۔ صبح تک وہ اس کام سے فارغ ہو گیا پھر اپنے لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے جرنیل محربال کی سرکردگی میں اس نے ان کھودے جاتے والے مورچوں کے اندر بٹھا دیا اور خود لشکر کے دوسرے حصے کو لے کر وہ کیپوا شہر کی طرف بڑھا تھا ہانی بال جانتا تھا کہ اس کے مقابلے میں ایک بہت بڑا لشکر آئے گا لہٰذا وہ کسی طریقے کسی ڈھنگ سے اس جنگ میں رومنوں کو اپنے سامنے نیچا دکھانا چاہتا تھا۔ صبح سویرے کھودے ہوئے مورچوں میں اپنے دوسرے لشکر کو متعین کرنے کے بعد وہ بڑی تیزی سے شہر کی طرف بڑھا اس نے دیکھا شہر کا رومن جرنیل مار سیلوس اور گریچوس نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب ان دونوں جرنیلوں کو خبر ہوئی کہ ہانی بال ان سے نپٹنے کے لئے کیپوا شہر کے نزدیک پہنچ گیا ہے تو انہوں نے شہر کا محاصرہ ترک کر کے اپنے لشکر کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور پھر ہانی بال سے جنگ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

ہانی بال بھی چونکہ رومنوں کے خلاف مورچے کھودنے کا ایک جال بچھا چکا تھا لہٰذا اس نے بھی جنگ کرنے میں دیر اور تاخیر سے کام نہیں لیا رومنوں کے سامنے جا کر اس نے بھی اپنے چھوٹے سے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ رومنوں کے مقابلے میں ہانی بال جب ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ آیا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید ہانی بال اپنے لشکر کا ایک حصہ نئے فتح ہونے والے شہر ٹرنٹن میں چھوڑ آیا ہے اسی لئے اس کے لشکر کی تعداد اس قدر کم ہو گئی ہے لہٰذا انہوں نے بڑے تفاخر اور بڑے تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہانی بال کے لشکر پر حملہ آور ہونے میں پہل کی تھی۔

میدان جنگ میں تھوڑی دیر تک رومنوں سے جنگ کرنے اور اپنا دفاع کرنے کے بعد ہانی بال نے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔

رومن یہی سمجھے تھے کیونکہ ہانی بال کے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں کم ہے لہٰذا وہ رومنوں کے دباؤ اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکا اسی لئے پسپا ہونا شروع ہو گیا ہے وہ بے حد خوش تھے کہ پہلی بار اٹلی کی سرزمین میں ہانی بال کو پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لیکن انہیں یہ خبر نہ تھی کہ پیچھے ہٹتے ہوئے ہانی بال ان ہی کو جہنم کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے۔

اپنا دفاع کرتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ برابر پیچھے ہٹتا رہا جبکہ رومن اس کی پسپائی پر خوشی اور مسرت کا اظہار کر کے بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے ہوئے اس کا تعاقب کرنے لگے تھے یہاں تک کہ ہانی بال دشمنوں کو ان مورچوں کے قریب لے آیا جو رات کی تاریکی میں اس نے کھدوائے تھے اور جس کے اندر اس نے اپنے لشکر کا آدھا حصہ بٹھا دیا تھا۔ ہانی بال کے لشکری چونکہ ان مورچوں سے آگاہ تھے لہٰذا ان کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گئے تھے ان کے پیچھے سے جب رومن لشکر قریب آیا تو ان مورچوں کے اندر بیٹھے ہوئے کنعانیوں نے اس قدر تیزی اور خونخواری سے رومنوں پر تیراندازی کی کہ کنعانیوں کے بھاری اور وزنی پھل کے انتہائی زہریلے اور تیز تیر رومنوں کے جسموں کو چھیدتے ہوئے گزر گئے تھے اس لگا تار اور تیز تیراندازی سے رومن لشکر کی اگلی صفیں چھد کر زمین بوس ہو گئی تھیں۔

اگلی کئی صفوں کے چھد جانے اور زمین پر گر جانے کے باعث باقی صفوں میں افراتفری اور بدنظمی کا عالم برپا ہو گیا تھا اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہانی بال فوراً حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کو وہ دائیں طرف لے گیا سامنے سے اس کے لشکر کا دوسرا حصہ چونکہ رومنوں کو چھید کر بری طرح نقصان پہنچا رہا تھا لہٰذا ہانی بال دائیں طرف ہٹا اور پچھلی صفوں کی پشت کی طرف سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اب سامنے کی طرف سے رومن کنعانیوں کی تیز تیراندازی کا سامنا کر رہے تھے جبکہ پشت کی طرف سے ہانی بال ان پر حملہ آور ہو چکا تھا اس طرح رومن اس دو طرفہ حملے میں پسنے لگے تھے تھوڑی دیر تک جم کر انہوں نے قسمت آزمانا چاہی ان کے دونوں جرنیل مارسیلوس اور گریچوس چیخ چیخ کر رومنوں کا حوصلہ بڑھا رہے تھے اور انہیں میدان جنگ میں کنعانیوں کے خلاف جنگ لڑنے کی تلقین کر رہے تھے۔ گریچوس کے ماتحت جو اوباش' بدمعاش' قاتل اور ظالم قسم کے قیدی کام کر رہے تھے وہ قیدی اور خونخوار لوگ بھی کنعانیوں کے ان تیز حملوں کی تاب نہ لا سکے اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ان قیدیوں کے بھاگنے کی وجہ سے مارسیلوس کے لشکر میں بھی افراتفری اور بدنظمی کا عالم برپا ہو گیا جب جنگ سے پیچھے [illegible] رومن ادھر

ادھر ہٹنے لگے تو ہانی بال کے لشکر کا وہ حصہ جو مورچوں میں رہ کر اپنے جرنیل محربال کی سرکردگی میں کام کر رہا تھا وہ بھی تلواریں اور ڈھالیں سونت کر باہر نکل آئے اور انہوں نے بھی بڑی خونخواری سے سامنے کی طرف سے رومنوں پر جان لیوا حملے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

رومنوں کے جرنیل مارسیلوس اور گریچوس نے جب یہ دیکھا کہ اگر انہوں نے اپنے لشکر کو نہ سنبھالا تو تھوڑی دیر تک ان کا سارا لشکر پسپا ہو کر ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو جائے گا تو یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگے اور اپنی طرف بلانے لگے ان کی اس پکار پر ان کے جو لشکری میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے وہ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک بار پھر مارسیلوس اور گریچوس اپنے لشکر کو مستحکم اور استوار کرنے میں کامیاب ہو گئے پھر عجیب سی عزیمت و استقامت اور جرات و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں نے کنعانیوں کے خلاف جنگ کرنے کی ٹھانی اور وہ گرم و سرد تنگی و فراخی اور تلخی و مایوسی کو فراموش کرتے ہوئے بڑی بے غرضی اور بڑی بے لوثی اور بلند ہمتی سے قہر مذلت سے نکلی ہولناک یلغار اور اضطراب انگیزی کی طرح کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اب ایک بار پھر میدان کارزار گرم ہو گیا تھا ایک طرف سے اب ہانی بال اور دوسری طرف سے اس کا جرنیل محربال نفرت کا طوفان عناد کی آگ کربناک ایک بیداری فطرت کا ایک معمہ اور ادبار کی لامتناہی پرچھائیوں اور ارادوں کو سلب کر لینے والی سحر آفرین قوت کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ دوسری طرف رومن بھی رعد سے مشابہ آوازیں نکالتے ہوئے زوال و فنا' انوکھی پراسرار قوت اور سکرو خود فراموشی میں کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اس ہولناک جنگ کے باعث تلواریں ڈھالوں کے ٹکرانے گھوڑوں کے ہنہنانے زخمیوں کی چیخ و پکار سے میدان جنگ اٹ گیا تھا۔ خون سے زمین کے رخسار سرخ ہونے لگے تھے۔ بڑے بڑے کڑیل جوان کٹ کٹ کر یوں گرنے لگے تھے جیسے منقطع خواب ہوتے ہیں زندگی کے قفس میں موت کے مناظر رقص کرنے لگے تھے کنعانیوں اور رومنوں میں سے ہر کوئی عمیق رازوں کا امین بن کر ایک دوسرے کو بے شرف و بے توقیر کر کے اپنی ضرورت کا اسیر بنانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جنگ تھوڑی دیر تک اپنی پوری قوت اور اپنے پورے عروج پر رہی یہاں تک کہ ایک بار پھر رومنوں کے اندر شکست و ریخت کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ یہ صورت حال جب سامنے آئی تو ہانی بال اور اس کے جرنیل محربال



نے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر دی جس کی وجہ سے رومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے منہ موڑتے بھاگنے لگے جس کا ہانی بال اور محربال نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے ایسی سختی ایسی درندگی ایسے تشدد سے رومنوں کا تعاقب کیا کہ جی بھر کر انہیں قتل کیا اور پھر کچھ دور تک ان کا تعاقب کرنے کے بعد انہیں بھاگ جانے دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال اور محربال دونوں اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر سے باہر خیمہ زن ہو گئے تھے۔

کیپوا شہر سے باہر ایک بار پھر رومنوں کے دو بڑے بڑے لشکروں کو ذلت آمیز شکست دینے کے بعد چند یوم تک ہانی بال نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد پھر اس نے کوچ کیا اب اس کا ارادہ براہ راست رومنوں کے مرکزی شہر روم کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کا تھا اس مقصد کے لئے اس نے تیزی سے روم کی طرف کوچ کیا شمال کے ان علاقوں سے گزرا جو اٹلی کے اندر شراب بنانے اور پیدا کرنے کے لئے بڑے مشہور و معروف تھے ان علاقوں سے گزرنے کے بعد ہانی بال دریائے لیرس کے کنارے آن ہوا اس نے دیکھا دریائے لیرس کے پل کو رومنوں نے توڑ کر گرا دیا تھا شاید اس طرح وہ روم کی طرف ہانی بال کی پیش قدمی کو روکنا چاہتے تھے۔ پل ٹوٹ جانے کی وجہ سے دریائے لیرس کے کنارے ہانی بال کو چند یوم تک پڑاؤ کرنا پڑا اس دوران اس نے دریا پر ایک نیا پل تعمیر کر کے دریا کو عبور کیا اس کے بعد وہ لاطیم نام کی وادیوں میں سے گزرتا ہوا اٹلی کے مشہور و معروف شہر اناگینیا کے قریب جا پہنچا تھا۔

اناگینیا میں رومنوں کا پہلے سے ایک لشکر موجود تھا لہٰذا اس نے ہانی بال کو روکنے کی کوشش کی لیکن اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے انہیں ذلت آمیز شکست دی پھر پیش قدمی کرتے ہوئے وہ اناگینیا پر قابض ہو گیا تھا یہاں اس نے اپنے لشکر کو صرف ایک دن آرام کرنے کا موقع فراہم کیا پھر اس نے اناگینیا شہر سے کوچ کیا اور کوہستان اگیڈس سے ہوتا ہوا وہ رومنوں کے ایک اور معروف شہر توسکولوم کی طرف بڑھا تھا۔ اس شہر کے لوگوں اور محافظ لشکر نے ہانی بال کے سامنے مزاحمت کی بھرپور کوشش کی لیکن ہانی بال کے سامنے ان کی بھی کوئی پیش نہ گئی۔ ہانی بال نے توسکولوم شہر کے محافظ لشکر کو بھی بری طرح روند کر اپنے سامنے مغلوب کر لیا پھر وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا تھا جو توسکولوم شہر سے اٹلی کے مرکزی شہر روم کی طرف جاتی ہے اس شاہراہ پر ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے سفر کیا یہاں تک کہ وہ اٹلی کے مرکزی شہر روم سے صرف آٹھ میل دور اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن جا ہوا تھا۔

روم سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہانی بال نے چند یوم تک قیام کئے رکھا اسے امید تھی کہ شاید رومن کوئی بہت بڑا لشکر تیار کر کے اس کے مقابلے پر لائیں اور اسے روم کی طرف بڑھنے سے روک دیں لیکن ایسا نہ ہوا لہٰذا ہانی بال نے مزید پیش قدمی شروع کی اور روم شہر سے صرف تین میل کے فاصلے پر دریائے اینیو کے مقام پر اس نے آ پڑاؤ کیا یہاں رومنوں کا ایک جرنیل فلویوس ہانی بال کے مقابلے پر آیا۔ یہ بڑا نامور بڑا دلیر اور بڑا جنگجو جرنیل خیال کیا جاتا تھا لیکن ہانی بال نے دریائے اینیو کے کنارے فلویوس کو ایک بدترین شکست دی اور یہ اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ہانی بال نے آگے بڑھنے کے لئے حالات کا جائزہ لیا اور اس نے دیکھا کہ دریائے اینیو پر جو پل تھا رومنوں نے توڑ دیا تھا تاکہ ہانی بال اسے پار کر کے ان کے مرکزی شہر روم کی طرف نہ بڑھ سکے یہاں ہانی بال نے چند روز تک قیام کیا اور اپنے لشکر کی مدد سے اس نے دریائے اینیو پر ایک نیا پل تعمیر کر لیا دریائے اینیو کو عبور کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں چند روز تک قیام کیا شاید وہ اس امید پر وہاں پڑا رہا تھا کہ رومن کوئی مزید لشکر تیار کر کے اس کے مقابل لائیں لیکن جب ایسا نہ ہوا تو دریا کے اس کنارے سے بھی ہانی بال نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن اپنے پورے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرنے سے پہلے ہانی بال نے اپنے منتخب دو ہزار سواروں کو ساتھ لیا اور روم شہر کی طرف بڑھا روم شہر کی فصیل کے جنوبی حصے کا وہ کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا لیکن شہر کے اندر جو رومن لشکر موجود تھا اسے یہ ہمت و جرات نہ ہوئی کہ شہر سے نکل کر ہانی بال اور اس کے دو ہزار ساتھیوں پر حملہ آور ہو یوں ہانی بال شہر کی فصیل کا جائزہ لینے کے بعد شہر سے صرف تین میل دور اپنے پڑاؤ میں واپس چلا گیا تھا۔

اس کے بعد ہانی بال نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اور روم شہر کی فصیل کے جنوبی حصے میں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا شہر کی فصیل کے باہر للکار للکار کر ہانی بال نے رومن لشکر کو جنگ کی دعوت دی لیکن کوئی بھی رومن لشکر روم شہر سے باہر اس کے مقابل نہ آیا کچھ روز تک یونہی ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ روم شہر کے باہر پڑاؤ کئے رکھا یہاں تک کہ ایک روز انتہائی تیز اور سخت طوفان کے جھکڑ چل نکلے اس کے ساتھ ہی ایسی بارش ہوئی کہ چاروں طرف پانی ہی پانی ہو گیا تھا جس جگہ ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا وہ علاقہ نشیب میں تھا وہاں اس قدر پانی جمع ہونا شروع ہو گیا کہ جیسے دریا کا کوئی بند ٹوٹ گیا ہو یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال نے وہاں اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اب اس طوفانی بارش کی وجہ سے وہ جدھر بھی دیکھتا اسے پانی ہی پانی نظر

آتا تھا لہٰذا اپنے لشکریوں کو آرام دینے اور انہیں پانی سے نکالنے کے لئے اس نے روم شہر کے باہر اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اور اٹلی کے انتہائی جنوبی علاقوں کی طرف اس نے یلغار اور ترکتاز کرنا شروع کر دی تھی لہٰذا اس طوفان اور بارش کی وجہ سے روم شہر ہانی بال کی زد اور ضرب سے بچ گیا تھا۔

ہانی بال جب روم شہر کو چھوڑ کر جنوب کی طرف نکل گیا تو رومن حکمرانوں نے ہانی بال سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے تین بڑے بڑے قدم اٹھائے وہ یہ تو جان چکے تھے کہ ہانی بال کو اٹلی میں شکست دینا ان کے بس کی بات نہیں اس لئے کہ ہانی بال نے شمال سے لیکر جنوب تک ان کے سارے ملک ہی کو کھنگال کر رکھ دیا تھا صرف روم شہر اس کی یلغار سے بچا تھا ورنہ ہر شہر کو اس نے اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دیا تھا۔ جو تین اقدام انہوں نے فی الفور اٹھائے ان میں سے دو تو یہ تھے کہ انہوں نے دو بڑے بڑے لشکر تیار کیے ان میں سے ایک لشکر کو انہوں نے شمال کی طرف ہانی بال کے جرنیل ہانو کی طرف روانہ کیا جسے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے کوہستان ایلپس کے قریبی شہروں کی حفاظت پر مامور کر دیا تھا اور اسپین کے اندر حملہ آور ہونے کے بعد جو کچھ اسے مال و متاع ملا تھا اس کا زیادہ حصہ بھی ہانی بال نے حفاظت کے لئے ہانو ہی کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔ پس رومنوں نے پہلا کام یہ کرنا چاہا کہ ایک لشکر کے ساتھ ہانو پر حملہ آور ہوا جائے اور ہانو کے لشکر کو نقصان پہنچا کر یا تباہ برباد کر کے ہانی بال کا ایک بازو کاٹا جائے اور یہ کہ ہانو کے پاس جس قدر مال و متاع ہے اس پر قبضہ کر کے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کے لئے مزید بڑے بڑے لشکر تیار کیے جائیں۔ دوسرا کام جو رومنوں نے کیا یہ تھا کہ اسپین پر اس وقت ہانی بال کی طرف سے اس کا بھائی حسدروبال حکومت کر رہا تھا۔ حسدروبال کے پاس ان دنوں کوئی بڑا لشکر نہیں تھا اس لئے کہ جس قدر لشکری مہیا ہو سکے تھے وہ ہانی بال اسپین سے اٹلی میں اپنے ساتھ لے آیا تھا حفاظت اور دیکھ بھال کی خاطر حسدروبال کے پاس ایک چھوٹا سا لشکر ضرور تھا رومنوں کا خیال تھا کہ جب ان کا ایک لشکر شمال میں کوہستان ایلپس کے پاس ہانو سے ٹکرائیں گے اور دوسرا لشکر اسپین پر حملہ آور ہو کر ہانی بال کے بھائی حسدروبال کو اپنے ساتھ مصروف رکھے گا تو ہانی بال کی توجہ اٹلی سے ہٹ جائے گی لہٰذا وہ اپنے حالات درست کرنے کے لئے اٹلی سے نکل کر ضرور اسپین کی طرف چلا جائے گا۔

ان دو کاموں کے علاوہ رومنوں نے ایک تیسرا کام اور بھی کیا اور وہ یہ کہ افریقہ کی سر زمین پر کنعانیوں کے جنوب مغربی پہلو میں جو بربر اور وحشی قبائل آباد تھے ان پر سیفاک

نام کا ایک شخص حکومت کرتا تھا۔ اس سیفاک کے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے اکثر و بیشتر تصادم ہوتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اسپین میں داخل ہونے سے پہلے ہانی بال نے سیفاک کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا تھا لیکن رومنوں نے اسی سیفاک کو کنعانیوں کے خلاف استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا انہوں نے ایک وفد تیار کیا اس وفد میں اٹلی کی سب سے حسین اور خوبصورت لڑکیوں کو بھی رکھا گیا تھا اس لشکر کو ایک بڑی جہاز کے ذریعے افریقہ روانہ کیا گیا اس لشکر میں حسین ترین رومن لڑکیوں کو رکھنے کا یہ مقصد تھا کہ ان لڑکیوں کو سیفاک کے سامنے پیش کیا جائے اور ان لڑکیوں کی شادی سیفاک کے ساتھ کر دی جائے اور اس طرح سیفاک کے ساتھ رومنوں کا ایک رشتہ اور تعلق ہو جائے اور اس تعلق اور رشتے کی وجہ سے وہ سیفاک کو کنعانیوں کے خلاف استعمال کر سکیں گے اس طرح جب شمال میں کوہستان ایلپس کے قریب ہانو کے خلاف اور اسپین میں حسدروبال کے خلاف ہانی بال کو خبریں ملیں گی تو وہ ضرور اٹلی سے نکل کر اسپین کی طرف چلا جائے گا اور جب اسپین میں قیام کے دوران اسے یہ خبریں ملیں گی کہ افریقہ میں ان کی سلطنت کے خلاف وحشی قبائل کے بادشاہ سیفاک نے حملے شروع کر دیئے ہیں تو وہ اسپین سے نکل کر افریقہ کی طرف جانے پر مجبور ہو جائے یہ تھے وہ تین اقدام جو رومنوں نے ہانی بال کے خلاف کئے تھے۔

ان ہی دنوں میں ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یوں کہ سسلی کے اندر یونانیوں کی حکومت سیراکیوز کا حکمران ہیارو جو اب بوڑھا ہو چکا تھا اپنی طبعی موت مر گیا اور پھر اس کا بیٹا ہرنومیوس سیراکیوز کا بادشاہ بنا اس ہرنومیوس کا رجحان شروع ہی سے کنعانوں کی طرف تھا لہٰذا سیراکیوز کا حکمران ہوتے ہی ہرنومیوس نے اپنے کچھ قاصد اٹلی میں برسرپیکار ہانی بال کی طرف بھجوائے اور ان قاصدوں کے ہاتھوں ہانی بال کو ہرنومیوس نے یہ پیغام بھجوایا کہ میرا باپ مر چکا ہے اور میں سیراکیوز کا بادشاہ بن چکا ہوں لہٰذا اگر وہ اپنے کسی جرنیل کو بھیجے کہ وہ کسی دستے کے ساتھ سسلی میں داخل ہو تو میں اس کی مدد کروں گا اور سسلی کے اندر جس قدر رومن مقبوضہ جات ہیں میں ان سب کا خاتمہ کر کے سارا علاقہ کنعانیوں کے قبضے میں دے دوں گا دوسری طرف رومنوں کو بھی اطلاع ہو گئی تھی کہ سیراکیوز کے حکمران ہرنومیوس نے یہ پیغام دے کر اپنے قاصد ہانی بال کی طرف روانہ کئے ہیں لہٰذا رومنوں نے راستے ہی میں ان قاصدوں کو پکڑ کر قتل کر دیا اس کے بعد رومنوں نے سسلی کے اندر بھی ہرنومیوس کے خلاف سازشوں کا ایک جال بچھا دیا تھا جس کے نتیجے میں ہرنومیوس کو سیراکیوز کے اندر صرف 13 ماہ حکومت کرنا نصیب ہوا کیونکہ رومنوں نے اسے قتل کرا دیا تھا اس

کے بعد رومنوں نے مزید یہ کیا کہ اپنا ایک لشکر اپنے جرنیل کلاڈیوس کی سرکردگی میں دے کر سسلی کی طرف روانہ کیا ساتھ ہی اپنا ایک بحری بیڑہ بھی تیار کیا اور اپنے بحری بیڑے کو امیر البحر مرسیلیوس کی سرکردگی میں دے کر اسے بھی سسلی کی طرف روانہ کیا دونوں جرنیلوں نے یعنی کلاڈیوس اور مرسیلیوس کے لئے یہ احکامات جاری کئے کہ وہ سسلی پر مکمل قبضہ کر لیں اور ہو سکے تو سیراکیوز پر بھی قابض ہو جائیں یوں رومن جرنیل کلاڈیوس اپنے لشکر کے ساتھ اور مرسیلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ ان دونوں جرنیلوں نے دن رات ایک کر کے یکے بعد دیگرے سسلی کے شہروں پر قبضہ کر کے انہوں نے اپنے مقبوضہ جات میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا۔

سسلی کے اندر ان تبدیلی کی خبر ہانی بال کو بھی ہو گئی تھی اس نے اپنے لشکر میں سے [illegible] میوٹن کا انتخاب کیا اس میوٹن کا باپ تو کنعانی تھا لیکن اس کی ماں کسی اور قوم سے تعلق رکھتی تھی لیکن یہ تھا بڑا بہادر اور دلیر۔ ہانی بال کی نظر انتخاب اس پر پڑی اس لئے کہ اس نے ہانی بال کے ساتھ رہتے ہوئے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ ہانی بال نے اٹلی کے گال قبائل پر مشتمل ایک لشکر میوٹن کی سرکردگی میں دیا اور اسے سسلی کی طرف روانہ کیا کہ وہ سسلی میں رومنوں کے خلاف اپنے کام کی ابتداء کرے تاکہ آہستہ آہستہ رومنوں کو سسلی سے نکالنے کا عمل شروع کیا جا سکے یہ میوٹن چھوٹے سے ایک بحری بیڑے کو لئے اٹلی سے سسلی پہنچا سسلی کے ساحل پر اترنے کے بعد یہ میوٹن آگے بڑھا اور اس نے سسلی کے مشہور و معروف شہر اگر جنتم کو اپنا نشانہ بنانے کا عزم کر لیا تھا اگر جنتم اس وقت تک رومنوں کے قبضے میں آ چکا تھا اور وہاں رومنوں نے شہر کی حفاظت کے لئے خاصا بڑا لشکر بھی رکھا ہوا تھا رومنوں کے اس لشکر کی پرواہ کئے بغیر یہ میوٹن آندھی اور طوفان کی طرح بڑھا اور اگر جنتم شہر کے کوہستانی سلسلے میں اپنے لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھ گیا تھا اس نے اگر جنتم پر قبضہ کرنے کے لئے بڑا عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا تھا اس نے اپنے لشکریوں کو سبزی فروشوں کے بھیس میں اگر جنتم شہر کی طرف روانہ کیا۔ ایک دن صبح صبح یہ لوگ اگر جنتم شہر میں داخل ہوئے میوٹن کے یہ آدمی سارا دن سبزی فروخت کرنے میں کافی مصروف رہے جب رات ہوئی تو میوٹن بھی کوہستانی سلسلے کی گھات سے نکل کر اگر جنتم شہر سے نزدیک آ گیا میوٹن کے ان ساتھیوں نے جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوئے تھے پہلے اس شہر کی فصیل کے ایک دروازے کے پاس جا کر جلتے ہوئے پروں کا ایک تیر فضا میں داغ دیا جو میوٹن کے لئے اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اپنے کام کی ابتداء کرنے لگے ہیں۔

جلتے ہوئے پروں کے اس تیر کے فضا میں بلند ہوتے ہیں میوٹن کے ساتھیوں نے جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوئے تھے شہر کے ایک دروازے کے محافظوں پر حملہ کر دیا آناً" فاناً" انہوں نے محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اس وقت تک میوٹن بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے دروازے تک پہنچ چکا تھا پھر جونہی شہر کا دروازہ کھلا وہ اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح شہر میں داخل ہوا اور جو بھی مسلح رومن اس کے سامنے آیا اسے اس نے موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا تھا۔

رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ کنعانیوں کا ایک لشکر دھوکہ دہی سے کام لے کر شہر میں داخل ہو گیا ہے تو انہوں نے فصیل کے اوپر جس قدر رومن محافظ تھے انہیں بھی اور شہر کے اندر جو لشکری تھے انہیں بھی یکجا کر کے میوٹن کے لشکریوں کے سامنے لا کھڑا کیا لیکن رات کی تاریکی میں میوٹن ایسی بے خوفی اور جاں نثاری کے ساتھ حرکت میں آیا کہ اس نے شہر کے اندر رومن لشکر کو بدترین شکست دی اور ان کا خوب قتل عام کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جب رات ختم ہوئی اور صبح کے سورج نے اپنی شعاعیں اگر جنتم شہر پر پھیلائیں تو اس وقت تک میوٹن شہر میں رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد اگر جنتم شہر پر قبضہ کر چکا تھا پھر میوٹن بڑے بہترین انداز میں حرکت میں آیا اور اگر جنتم شہر کو اس نے اپنی قوتوں کا مرکز بنا کر یہیں سے نکل کر اس نے سسلی میں رومنوں کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔

اس وقت تک رومن جرنیل کلاڈیوس اور امیر البحر مرسیلیوس سسلی کے علاوہ سیراکیوز پر بھی قبضہ کر چکے تھے جب انہیں خبر ہوئی کہ ہانی بال کا ایک جرنیل سسلی میں داخل ہوا ہے اور اگر جنتم شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رومنوں کے خلاف جدوجہد شروع کر دی ہے تو وہ میوٹن کی طرف متوجہ ہوئے اسی دوران کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ میں یہ خبریں پہنچ گئیں کہ رومن سسلی میں ان کے مقبوضہ جات پر قابض ہو گئے ہیں لہٰذا کنعانیوں کے حکمران فوراً" حرکت میں آئے انہوں نے ایک سو تیس بحری جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کروایا اس بحری بیڑے میں جو لشکر سوار کروایا گیا اس کا سپہ سالار اعظم ہانو کو مقرر کیا گیا جبکہ ایک دوسرے جرنیل بوملکر کو امیر البحر مقرر کر دیا گیا تھا۔ ہانو بڑا جہاندیدہ اور بڑا عمر رسیدہ جرنیل تھا اور یہ ہانی بال کے باپ کے ساتھ بھی کام کرتا رہا تھا۔ ہانو اور بوملکر دونوں اپنے بحری بیڑے کو لے کر سیراکیوز کی طرف روانہ ہوئے ان کا خیال تھا کہ وہ سیراکیوز کو اپنا نشانہ بنائیں گے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد وہ سسلی کے اندر مزید پیش

قدمی کی ابتداء کریں گے لیکن سسلی کے ساحل پر آ کر جب انہیں خبر ہوئی کہ سیراکیوز پر پہلے ہی کلاڈیوس اور مرسیلوس قابض ہو چکے ہیں تو انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اب وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سیراکیوز کے بجائے سسلی کی بندرگاہ ٹرنٹوم کی طرف بڑھ گئے تھے یہ بندرگاہ چونکہ اگر جنٹم کے قریب ہی تھی لہٰذا ہانو اور بوملکر نے میوٹن کے ساتھ رابطہ قائم کر لیا تھا اس طرح تینوں جرنیلوں میں یہ طے پایا کہ لگا تار رومنوں کے خلاف یلغار کرتے ہوئے سسلی سے رومنوں کو نکال باہر کیا جائے تینوں جرنیلوں نے مل کر کامیابیاں بھی حاصل کرنا شروع کر دی تھیں لیکن اس کے بعد ایک ایسا حادثہ رونما ہوا جس کی وجہ سے سسلی میں کنعانیوں کی ساری ہی کوششیں ناکام گئیں اور پورے سسلی پر رومنوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

ہوا اس طرح کہ جب تینوں کنعانی جرنیلوں نے سسلی کے اندر کامیابیاں حاصل کرنا شروع کیں تو ہانو اور بوملکر نے دیکھا کہ کنعانی لشکری دیوانگی کی حد تک میوٹن کو پسند کرتے ہیں اور گال قبائل کا لشکر جو اٹلی سے میوٹن کے ساتھ سسلی میں آیا تھا وہ بھی جان نثاری کی حد تک میوٹن پر بھروسہ اور اعتماد کرتا تھا ہانو اور بوملکر دونوں کو میوٹن کی یہ شہرت پسند نہ آئی اسی دوران ایک لشکری سے انہیں یہ خبر بھی ہو گئی کہ میوٹن پکا اور پورا کنعانی نہیں ہے بلکہ اس کا باپ تو کنعانی تھا جبکہ اس کی ماں کسی اور قوم سے تعلق رکھتی تھی لہٰذا ہانو اور بوملکر نے اسے ناپسند کیا کہ ان پر ایک ایسا شخص کمانداری کرتا رہے جس کی ماں کا تعلق کسی اور قوم سے تھا اور جو صحیح طور پر کنعانی نہیں تھا یہ صورتحال سامنے آتے ہیں ہانو نے میوٹن کو کمانداری کے عہدے سے برخاست کر دیا اور اسے ایک عام سپاہی کی حیثیت سے جنگ میں حصہ لینے کا حکم دیا میوٹن نے اس فیصلے کو ناپسند کیا لہٰذا اس نے کنعانیوں ہی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

جب میوٹن کو برخاست کیا گیا تو میوٹن نے اپنے چند قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا پھر ایسا ہوا کہ اس نے اندر ہی اندر ساز باز کرتے ہوئے رومنوں کو دعوت دی کہ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنٹم شہر پر حملہ آور ہوں تو اگر جنٹم شہر پر قبضہ کرنے میں وہ ان کی مدد کرے گا رومنوں نے حالات کو دیکھتے ہوئے میوٹن پر بھروسہ اور اعتماد کر لیا اور پھر ایک رات وہ اگر جنٹم شہر پر حملہ آور ہوئے میوٹن نے پورا پورا ان کا ساتھ دیا جس کے نتیجے میں کنعانیوں کو شکست ہوئی ہانو اور بوملکر بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھاگے اور سسلی پر رومنوں کا قبضہ مکمل ہو گیا تھا۔ سسلی پر رومنوں کے قبضہ ہو جانے کے باعث

نہ صرف یہ کہ ہانی بال کو سخت دکھ اور افسوس ہوا بلکہ اٹلی میں بھی اس کے مفادات کو بری طرح نقصان پہنچا تھا۔

○

ہانی بال نے ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ جنوبی اٹلی میں پڑاؤ کر رکھا تھا ایک رات جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی رات کے پہلے حصے میں آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا بیوسا بھی جان گئی تھی کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا ہے اور وہ کچھ کہنا چاہتی ہے لہٰذا وہ بھی متوجہ ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی یوناف سنو میرے حبیب تم دیکھتے ہو کہ اٹلی میں ہانی بال بہترین فتوحات حاصل کر چکا ہے اور اٹلی میں اس وقت کوئی ایسی طاقت نہیں جو ہانی بال کا مقابلہ کر سکے ہانی بال کی ان کامیابیوں کے دنوں میں تم ایک بہترین کام کر سکتے ہو تاکہ آنے والے دور میں سطرون پر تمہارا مکمل رعب اور دبدبہ رہے وہ اس طرح کہ اب سطرون کی وہ مدت پوری ہونے والی ہے جس مدت میں وہ طاقتور اور توانا رہا ہے اب وہ کمزور اور لاغر ہونا شروع ہو گیا ہے اور عنقریب عزازیل اسے اس کی قوت اور طاقت کی بحالی کے لئے زنجیروں میں جکڑے گا اسے زنجیروں میں جکڑے جانے سے پہلے ہی تم اس پر وارد ہو کر پے در پے اس پر ضربیں لگاؤ اگر وہ ایک جگہ سے بھاگ کر تمہارے سامنے سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کا تعاقب کرو لگاتار اسے مارو اور اس پر ضربیں لگاؤ اور جب عزازیل اسے زنجیروں میں جکڑ دے تب بھی تم اس پر وارد ہوتے رہو تاکہ زنجیروں میں جکڑے جانے کے بعد وہ اپنی قوت کو بحال کر لیتا ہے تو پھر بھی وہ تمہارے سامنے آنے سے ایک طرح سے ہچکچائے گا اور خوشی سے کبھی بھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔

سنو یوناف' عارب' نبیطہ' زروعہ اور سطرون نے جنوب ایران کے مشہور دریائے سارہ کے کنارے قیام کر رکھا ہے یہ دریا آتش پرستوں کے ہاں بڑا مقدس اور بڑا معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ آتش پرست اپنے نومولود بچوں کو اس دریا میں غسل دیتے ہیں جس طرح ہندوستان کے لوگ دریائے گنگا کو معتبر اور مقدس مانتے ہیں اسی طرح آتش پرست دریائے سارہ کو اپنا مرکزی اور مقدس دریا خیال کرتے ہیں۔ سنو اسی دریائے سارہ کے کنارے عارب اور نبیطہ نے اپنے لئے ایک بہترین اور عظیم الشان محل تعمیر کروایا ہے عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ نے ان دنوں اسی محل کے اندر قیام کر رکھا ہے عارب اور نبیطہ نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ محل آج کے بعد ان کی مستقل رہائش ہو گا اور یہیں سے نکل کر وہ دنیا کے اندر بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے رہیں گے میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ تم یہاں سے

کوچ کرو دریائے سارہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل میں تم سطرون پر وارد ہو وہ پہلے کی نسبت کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے لہٰذا اس پر قابو پانا تمہارے لئے سہل اور آسان ہے اسے ایسی مار مارو ایسی مار مارو کہ آئندہ تمہارا نام سنتے ہی اس پر خوف اور لرزہ طاری ہو جایا کرے یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو ابلیکا تمہارا مشورہ بہترین اور عمدہ ہے اور میں اس پر عمل کر کے دکھاؤں گا تم دیکھو گی کہ دریائے سارہ کے کنارے بننے والے عارب اور نبیطہ کے محل کے اندر میں اس سطرون کو مار مار کر اپنے سامنے دھرا کر دوں گا تم مطمئن رہو ابلیکا چند روز تک میں اٹلی کی سر زمین سے دریائے سارہ کی طرف کوچ کروں گا اور پھر اس سطرون سے ایسا ٹکراؤں گا کہ میرا اس سے یہ ٹکرانا اس کے لئے موت کے لمحات جیسا بھیانک اور تلخ بن کر رہ جائے گا یوناف کے ان الفاظ پر ابلیکا نے مسکراتے ہوئے کہا سنو یوناف مجھے تم سے ایسے ہی فیصلے کی امید تھی اب میں اس دن کا انتظار کروں گی جب تم یہاں سے دریائے سارہ کی طرف کوچ کرو اس کے ساتھ ہی ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ریشمی لمس دیتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

○

رومنوں کے دو جرنیل سیپیو اور اس کا چھوٹا بھائی ہیلیوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہانی بال کے جرنیل ہانو کی طرف بڑھے تھے جنوبی اٹلی کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو اس علاقے کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا جو کوہستان پیرانیز اور ایبرو شہر کے درمیان تھا ہانی بال نے ہانو کی کمانداری میں ایک چھوٹا سا لشکر دے دیا تھا اور جو کچھ مال و متاع حاصل ہوا تھا اس کا بڑا حصہ حفاظت کے لئے ہانو کے پاس رکھ دیا تھا ہانو اس علاقے کی بڑی کامیابی کے ساتھ حفاظت کر رہا تھا یہ دونوں جرنیل سیپیو اور ہیلیوس اس کے خلاف صف آرا ہوئے دونوں رومن جرنیلوں کے پاس اس قدر لشکر تھا کہ اس کی تعداد ہانو کے لشکر سے پندرہ گنا زیادہ قرار دی جا سکتی ہے۔

تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہانی بال کے جرنیل ہانو نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ وہ دونوں رومن جرنیلوں کے مقابلے پر آیا لیکن بدقسمتی سے اس جنگ میں ہانو کو شکست ہوئی اور رومن جرنیل کامیاب رہے کافی کنعانی اس جنگ میں کام آئے اور دونوں رومن جرنیلوں کو اس جنگ کی فتح کے نتیجے میں بے شمار ہتھیار اور مال و متاع ہاتھ لگا اٹلی کی سرزمین میں کنعانیوں کے خلاف رومنوں کی [illegible] پہلی اور بڑی

فتح تھی گویا فتح ہانی بال کے خلاف نہیں تھی بلکہ اس کے ایک چھوٹے لشکر اور ایک چھوٹے جرنیل ہانو کے خلاف تھی تاہم رومنوں نے اسے اپنے لئے ایک خوش آئندہ علامت جان کر اپنی جدوجہد میں اضافہ کر دیا تھا۔

اسپین کو مکمل طور پر اپنا زیر نگین کرنے کے بعد جب ہانی بال اسپین سے نکل کر اٹلی میں داخل ہوا تھا تو اسپین پر اس نے اپنے بھائی حسدربال کو حاکم مقرر کیا تھا حسدربال کو جب خبر ہوئی کہ کوہستان پیرانیز اور ایبرو کے درمیان ان کے جرنیل ہانو کو شکست ہوئی اور یہ کہ کنعانیوں کا بڑا نقصان ہوا ہے تو حسدربال ایک لشکر لے کر ہانو کی مدد کے لئے پہنچا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اس لئے کہ ہانو سے حسدربال کی آمد سے پہلے ہی رومن نمٹ چکے تھے اگر حسدربال پہلے ہانو کی مدد کے لئے پہنچ جاتا تو شاید حالات پہلے سے مختلف ہوتے اور دونوں جرنیل مل کر رومنوں کو بدترین شکست دیتے لیکن حسدربال کی آمد سے پہلے ہی ہانو شکست کھا چکا تھا۔ دونوں رومن جرنیلوں سیپیو اور ہیلیوس کو خبر ہوئی کہ ہسپانیہ سے ہانی بال کا بھائی حسدربال ایک لشکر لے کر ان سے جنگ کرنے کے لئے آ رہا ہے تو وہ اس کی آمد سے پہلے ہی گھات میں بیٹھ گئے اور جونہی حسدربال اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ اپنی گھات سے نکل کر اس پر حملہ آور ہو گئے کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں حسدربال کو شکست ہوئی اور وہ اسپین کی طرف بھاگ گیا۔

حسدربال اسپین پہنچ کر اپنے لئے ایک نیا لشکر تیار کر کے پھر رومنوں کے دونوں جرنیلوں سیپیو اور ہیلیوس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا کہ افریقہ میں اس کی مرکزی حکومت نے اسے اسپین سے افریقہ میں طلب کر لیا وہ اس لئے کہ رومنوں نے جو اپنا تیسرا وفد افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سیفاک کی طرف بھجوایا تھا وہ کامیاب رہا تھا اس وفد میں رومنوں نے افریقہ کے وحشیوں کے بادشاہ سائیفکس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے انتہائی خوبصورت لڑکیاں بھی بھجوائی تھیں پس یہ وفد اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہا اس وفد نے سائیفکس کی خدمت میں حاضر ہو کر نہ صرف لڑکیاں پیش کیں بلکہ انہوں نے سائیفکس سے یہ التماس بھی کی کہ وہ فی الفور افریقہ میں کنعانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دیں اس کے لئے انہوں نے یہ وجہ پیش کی کہ کنعانیوں کا ناقابل تسخیر جرنیل ہانی بال جو ان دنوں اٹلی میں ان کے ایک ایک شہر اور قصبے کو روند رہا ہے اور رومن اس قابل نہیں ہیں کہ ہانی بال سے جنگ کر کے اسے اپنی سر زمین سے نکالیں لہٰذا سائیفکس افریقہ میں کنعانیوں کے ساتھ جنگ چھیڑ دے تو مجبوراً" ہانی بال کو اٹلی سے نکل

کر اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے واپس افریقہ آنا پڑے گا۔

حسدربال کو اس بات کا بڑا دکھ اور افسوس تھا کہ افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سائیفکس نے ان کے خلاف رومنوں کے کہنے پر جنگ کی ابتداء کر دی ہے لہٰذا افریقہ میں داخل ہوتے ہی حسدربال نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اس نے ایک وفد افریقہ کے دوسرے وحشی قبائل کے بادشاہ گالا کی طرف روانہ کیا سائیفکس اور گالا دونوں ہی افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ تھے دونوں ہمسائے بھی تھے دونوں کے علاقوں کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی تھیں۔ کنعانیوں نے حسدربال کی سرکردگی میں گالا کی خدمت میں ایک وفد بھجوایا جس میں انہوں نے گالا سے کہا کہ سائیفکس حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے کہنے میں آ کر کنعانیوں کے خلاف اعلان جنگ کر چکا ہے کنعانیوں کے وفد نے گالا کو سمجھایا کہ ہم سب افریقہ کے رہنے والے ہیں لہٰذا اٹلی سے نکل کر رومنوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ افریقہ میں دخل اندازی کریں لہٰذا رومنوں کی بات مانتے ہوئے کنعانیوں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے سائیفکس نے بڑی غلطی کی ہے حسدربال نے گالا کو سمجھایا کہ اگر وہ سائیفکس کے خلاف اعلان جنگ کر دے تو اس طرح سائیفکس جنگ بند کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ بادشاہ گالا نے حسدربال کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور اس نے فی الفور سائیفکس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہاں سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد حسدربال اپنے وفد کے ساتھ واپس اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلا گیا تھا۔

جب افریقہ کے بادشاہ گالا نے سائیفکس کے خلاف اعلان جنگ کیا تو سائیفکس بڑا پریشان ہوا پہلے وہ بڑھ چڑھ کر کنعانیوں کے علاقوں پر یلغار کر رہا تھا جب اسے خبر ہوئی کہ گالا نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے تو اس نے فوراً اپنا رخ موڑا اپنے سارے لشکروں کو کنعانیوں کے علاقوں کی سرحدوں سے سمیٹا اور گالا کی طرف بڑھا اس وقت تک گالا اپنے لشکر کے ساتھ سائیفکس کی حدود میں داخل ہو چکا تھا سائیفکس نے بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے روکا تپتے صحراؤں اور جھلسے ہوئے ریگزاروں کے اندر سائیفکس اور گالا کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں گالا نے سائیفکس کو بدترین شکست دی سائیفکس کے لشکر کا آدھے سے زیادہ حصہ اس جنگ میں کام آ گیا اور اس جنگ کے نتیجے میں گالا کے بادشاہ کو سائیفکس کے کیمپ سے نہ صرف یہ کہ بے شمار ہتھیار ہاتھ لگے بلکہ اسے خوراک کے وسیع ذخائر بھی ملے تھے اس طرح جب گالا کے ہاتھوں سائیفکس کی عسکری قوت کا خاتمہ ہو گیا تو سائیفکس کی طرف سے کنعانیوں کو کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا

تھا یوں گالا بادشاہ کی مدد سے کنعانیوں نے افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سائیفکس کے خطرے کو ٹال دیا تھا۔

حسدربال کے اسپین سے افریقہ کی طرف چلے جانے کے بعد رومنوں کو اسپین پر حملہ آور ہونے کا موقع مل گیا لہٰذا رومنوں کے دونوں جرنیل سیپیو اور پبلیوس اپنے ایک جرار لشکر کے ساتھ اسپین میں داخل ہوئے حسدربال کی غیر موجودگی میں اسپین کے اندر کنعانیوں کی عسکری قوت منتشر ہو کر رہ گئی تھی اسی سے سیپیو اور پبلیوس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا یکے بعد دیگرے انہوں نے مختلف شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہو کر قبضہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسپین کے وسیع علاقوں کو فتح کرنے کے بعد دونوں رومن جرنیلوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا۔

افریقہ میں کنعانی حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ اسپین کے اندر رومنوں نے تباہی و بربادی پھیلا دی ہے تو انہوں نے فوراً حسدربال کو اسپین کی طرف روانگی کا حکم دیا اور حسدربال کے ساتھ انہوں نے ایک لشکر بھی تیار کر دیا حسدربال کا بڑا اور ہانی بال کا چھوٹا بھائی ماگو بھی ان دنوں افریقہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھا۔ جسے ہانی بال نے رومنوں کے خلاف مدد لینے کے لئے اپنے مرکزی شہر بھیجا ہوا تھا پس یہ ماگو بھی اپنے بھائی حسدربال کے ساتھ اس کی مدد کے لئے اسپین کی طرف روانہ ہو گیا ساتھ ہی کنعانی حکمرانوں نے اپنا ایک تیسرا جرنیل بھی ان دونوں بھائیوں کے ساتھ کر دیا اس کا نام بھی حسدربال ہی تھا اور یہ کنعانیوں کے مشہور و معروف جرنیل گسکو کا بیٹا تھا اب یہ تینوں جرنیل اس لشکر کے ساتھ کئے گئے تھے افریقہ اور اسپین کے درمیان پڑنے والے سمندر کو عبور کرنے کے بعد ساحل ہسپانیہ پر اتر گئے تھے۔

ساحل ہسپانیہ پر اترنے کے بعد کنعانیوں کے جرنیلوں نے اپنے لشکر کو جسے وہ اپنے ساتھ افریقہ سے لے کر آئے تھے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ ہانی بال کے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں دیا گیا جبکہ حسدربال گسکو کو اس کا ماتحت بنا دیا گیا دوسرا حصہ ہانی بال کے بھائی حسدربال برقہ نے اپنے پاس رکھا اس طرح اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد کنعانی جرنیلوں نے ہسپانیہ کے اندرونی شہروں کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔

دوسری طرف جب رومنوں کو کنعانیوں کے لشکر کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا لشکر کا دو تہائی حصہ رومنوں کے جرنیل پبلیوس نے اپنے پاس رکھا اور ایک تہائی حصہ اپنے بھائی سیپیو کی سرکردگی میں دیا پس پبلیوس نے

ماگو اور حسدربال گسکو کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی جبکہ سیپیو کو اس نے حسدربال برقہ کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔

ہسپانیہ کے کھلے اور وسیع میدانوں میں رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ایک بار پھر ہولناک اور جان لیوا جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔ رومنوں کے لشکر کی تعداد چونکہ کنعانیوں کے متحدہ لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی لہٰذا انہیں پکی اور پختہ امید تھی کہ وہ تینوں کنعانی جرنیلوں کو ہانکتے ہوئے سمندر میں ڈوب جانے پر مجبور کر دیں گے اسی لئے دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کے ساتھ سکر و خود فراموشی میں اضطراب و بیزاری بن کر کنعانیوں پر حملہ آور ہوئے تھے اپنے پہلے ہی حملوں میں انہوں نے بادلوں کی پرچھائیوں کی طرح فنا کے سائے بن کر کنعانیوں کے اندر گھسنے کی کوشش کی تھی وہ حیات سے عجیب تر اور موت سے عمیق تر انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے کنعانیوں کی اگلی صفوں میں جاوداں و شعلہ فشاں آگ اور تیز و تند ہنگامہ خیز طوفانوں کی طرح بھڑک اٹھے تھے رومنوں کا یہ حملہ بڑا زوردار تھا اور وہ اپنی قدیم رسموں اور کہنہ روایات اور اساطیری قوانین و قواعد سے لیس کنعانیوں پر چھا جانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

بے شک رومنوں کے یہ حملے بڑے تند و تیز بڑے خطرناک اور بھیانک تھے لیکن حسدربال برقہ ماگو اور حسدربال گسکو نے اپنے آپ اور اپنے لشکریوں کو وطن سے کوسوں دور پردیس کی سرزمین میں مسافر بے وطن نہ ہونے دیا وہ زندگی کے بھرپور خمار میں تپش و لو' سرکش آندھی اور پیاس کے صحرا اور سیل وقت کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گئے تھے رومنوں نے شروع ہی میں یہ کوشش کی تھی کہ اپنے پہلے ہی حملے میں زور پیدا کر کے جنگ میں کنعانیوں کے پاؤں اکھاڑ پھینکیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ کنعانی سر پر کفن باندھ کر ان کے مقابلے پر آئے تھے اور وہ ابتداء کا ہجوم جنگل کی کالی رات اور آگ کے دریا کی طرح رومنوں کے جبروت کی اندھی قوت اور ظلم و جور کی فوج سیاہ میں گھسنے لگے تھے۔ چاروں طرف ایک ہنگامہ شور و غوغا برپا ہو گیا تھا رومن لشکری شور کرتے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی ڈھارس بندھاتے ہوئے اور ان کا حوصلہ بلند کرتے ہوئے کنعانیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے لیکن جو وہ چاہتے تھے حاصل نہ کر سکے۔

اس لئے کہ رومنوں نے دیکھا کنعانی ان کے سامنے صبر کی چٹان ثابت ہوئے تھے اور وہ میدان جنگ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے تھے بلکہ انہوں نے تو اب رومنوں کے لشکر کے اندر پیش قدمی شروع کر دی تھی اور آہستہ آہستہ وہ رومنوں کے لئے صحرا صحرا پیاس' جنگل جنگل ہزیمت کھڑی کرتے ہوئے رومنوں کے لئے صدیوں کے سربستہ رازوں اور

سناٹوں کی گونجوں میں لمحوں کا طوفان بننے لگے تھے جوں جوں جنگ طول پکڑتی جا رہی تھی توں توں ہی کنعانی اپنے شعور فن حرب میں ستاروں سے کہکشاں ذرے سے صحرا اور قطرے سے سمندر بنتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ رومنوں پر چھانے لگے تھے یہاں تک کہ کنعانیوں کا جرنیل اور ہانی بال کا بھائی حسدربال برقہ کفن سر پر باندھ کر اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ اس سمت بڑھا جہاں رومنوں کا جرنیل پبلیوس کنعانیوں کے خلاف برسرپیکار تھا۔ حسدربال برقہ اس طوفانی انداز اور اس جاں نثاری و فداکاری کے ساتھ آگے بڑھا کہ اپنے سامنے آنے والے سارے ہی رومنوں کو وہ روندتا اور ان پر موت طاری کرتا ہوا رومنوں کے جرنیل پبلیوس کے سر پر جا پہنچا پبلیوس بھی بلا جھجک حسدربال کے مقابلے پر آیا لیکن یہ پبلیوس انفرادی جنگ میں حسدربال کے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور حسدربال نے پبلیوس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی رومنوں کے جرنیل کے مارے جانے کے باعث رومنوں کی حالت بڑی تیزی سے بدلنے لگی تھی وہ ٹوٹتی ہوئی شاخ کی طرح مضطرب اور حیران اور زخمی جسم و روح کی طرح غربت کی تصویر دکھائی دینے لگے تھے۔

اپنے جرنیل کے مارے جانے کی وجہ سے رومن بدحواس اور شکستہ دل ہو گئے تھے جب کنعانیوں کو یہ خبر ہوئی کہ ان کے جرنیل حسدربال برقہ نے رومنوں کے نامور جرنیل پبلیوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو ان کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے اور وہ سر سے کفن باندھ کر رومن پر حملہ آور ہونے لگے تھے یہاں تک کہ رومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے انہیں شکست فاش ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کنعانیوں کے تینوں جرنیلوں حسدربال برقہ' گسکو اور ماگو نے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا تعاقب شروع کر دیا تھا یہ تعاقب کافی دیر تک جاری رہا اور کنعانیوں نے رومنوں کے لشکر کی تعداد کاٹ کاٹ کر کم کر دی تھی حالانکہ رومنوں کے لشکر کی تعداد کنعانیوں کے لشکر کی تعداد سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن اس قدر قتل عام کے باوجود اب بھی ان کے لشکر کی تعداد تعاقب کرنے والے کنعانیوں سے زیادہ تھی۔

ہسپانیہ کے ان کھلے اور وسیع میدانوں میں کنعانیوں نے رومنوں کو جو شکست دی تو اس کے باعث بظاہر یہی دکھائی دیتا تھا کہ کنعانی پورے طور پر اب ہسپانیہ پر غالب آ جائیں گے اور رومن ہسپانیہ میں کہیں بھی قدم جما نہ پائیں گے اور اٹلی کی طرف بھاگ جائیں گے لیکن حالات اندر ہی اندر اس کے الٹ کام کر رہے تھے رومن حکمرانوں کو جس وقت یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کے تین جرنیل حسدربال برقہ' حسدربال گسکو اور ماگو اس لشکر کے ساتھ افریقہ سے کوچ کر کے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے وہ

جانتے تھے کہ یہ تینوں جرنیل ہسپانیہ میں کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گے لہٰذا انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی تیاری انہوں نے اپنے ایک نامور اور مانے ہوئے جرنیل نیرو کی سرکردگی میں دی اور اسے حکم دیا کہ وہ فی الفور ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے اور کنعانیوں کے خلاف اپنے جرنیل پبلیوس اور سیپیو کی مدد کرے یہ نیرو اسی وقت ہسپانیہ میں نمودار ہوا جس وقت کنعانی جرنیل حسدربال برقہ حسدربال گسکو اور ماگو بڑے جاں فروشانہ انداز میں رومنوں کو شکست دینے کے بعد ان کا تعاقب کر رہے تھے رومنوں کے جرنیل نیرو نے اس موقع کو اپنے لئے غنیمت جانا اپنے لشکر کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور کنعانیوں پر اس نے پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا۔

کنعانی چونکہ اپنی پشت سے بے خبر بڑے والہانہ اور جاں نثارانہ انداز میں اپنے سامنے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کر رہے تھے لہٰذا وہ اپنی پشت کی طرف دھیان نہ دے سکے کنعانیوں کی اسی غفلت سے نئے آنے والے جرنیل نیرو نے فائدہ اٹھایا اور اس نے اچانک کنعانیوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا کنعانیوں کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کا ایک اور لشکر ہسپانیہ میں وارد ہو کر ان پر پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا ہے تو وہ بہت مضطرب اور بدحواس ہوئے اسی بدحواسی میں پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومن جرنیل نیرو نے انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا تاہم کنعانی جرنیل حسدر روبال برقہ' حسدروبال گسکو اور ماگو نے صورتحال کو دیکھتے ہوئے فورا" اپنے لشکر کو سنبھالا دیا گو تعاقب کرنے کی وجہ سے ان کے لشکر کی صفیں منتشر اور بکھری ہوئی تھیں اور ان کے اندر کوئی تنظیم نہ تھی تاہم انہوں نے پھر بھی جلدی جلدی بڑی ہشیاری اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے رومنوں کے جرنیل نیرو کے مقابلے میں اپنے لشکر کی صفیں درست کیں اور نیرو پر انہوں نے بڑی جلدی جوابی حملہ کیا کنعانیوں کا یہ حملہ ایسا خونخوار اور تند تھا کہ نیرو بھی ان کے اس حملے کی سختی اور قوت کو برداشت نہ کر سکا حالانکہ نیرو کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد بھی کنعانیوں کے لشکر کی تعداد سے زیادہ تھی لیکن کنعانی کچھ اس قدر جاں نثارانہ انداز میں نیرو پر حملہ آور ہوئے تھے کہ نیرو نے بھی پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

لیکن کنعانیوں کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ نیرو پر جوابی حملہ کرنے کے بعد اسے پسپا ہونے پر مجبور کر رہے تھے عین اس موقع پر وہ شکست خوردہ رومن جو اس سے پہلے کنعانیوں سے آگے آگے بھاگتے ہوئے اٹلی کا رخ کر رہا تھا اسے بھی خبر ہوئی کہ ان کے ایک جرنیل نیرو نے رومنوں کے ایک تازہ دم لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا اب

صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ کنعانیوں پر ایک طرف سے نیرو اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور تھا جبکہ جن رومنوں کو اس سے پہلے کنعانی شکست دے چکے تھے وہ بھی دوسری سمت سے کنعانیوں پر حملہ آور ہو چکے تھے اس طرح کنعانی بیچارے چکی کے دو پاٹوں میں بری طرح پسنے لگے تھے وہ زیادہ دیر تک اس دو طرفہ حملے کو برداشت نہ کر سکے انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اگر اس جنگ نے طول پکڑا تو نہ صرف یہ کہ کنعانیوں کا بہت بڑا نقصان ہو گا بلکہ انہیں بدترین شکست ہو گی لہٰذا انہوں نے پسپا ہونے میں ہی اپنی بہتری جانی تینوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد پسپائی اختیار کی۔ ہانی بال کا بھائی ماگو اور دوسرا جرنیل حسدربال گسکو لشکر کے ایک حصے کو لے کر غرناطہ کی طرف بھاگ گئے جبکہ لشکر کے دوسرے حصے کو حسدربال برقہ لے کر اپنے بھائی ہانی بال سے جا ملنے کے لئے اٹلی کی طرف چلا گیا تھا۔ یوں اسپین میں کنعانیوں کی اس شکست کے باعث رومن پوری طرح اسپین پر چھا گئے آہستہ آہستہ انہوں نے سارے شہروں پر قبضہ کر لیا اب ان کے پاس صرف غرناطہ شہر رہ گیا تھا جس کے اندر ماگو اور حسدربال گسکو محصور ہو گئے تھے رومن جرنیلوں نے ماگو اور حسدربال کا محاصرہ کر کے وقت ضائع کرنے کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ ہسپانیہ سے نکل کر افریقہ میں داخل ہوا جائے اور وہاں کنعانیوں کے علاقوں پر حملہ کر دیا جائے وہ یہ چاہتے تھے کہ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو نہ صرف یہ کہ اسپین سے سارے کنعانیوں کو نکالنے میں وہ کامیاب ہو جائیں گے بلکہ ہانی بال جس نے ان کے ملک اٹلی میں تباہی و بربادی کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا ہے وہ بھی اٹلی سے نکل کر واپس افریقہ آنے پر مجبور ہو جائے گا یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن جرنیل سیپیو اپنے لشکر کے ساتھ ایک عظیم الشان بحری بیڑے کے ذریعے ہسپانیہ سے افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

ایک کہر آلود شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اور بیوسا نے اٹلی میں ہانی بال کے لشکر سے کوچ کیا تھا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اٹلی سے وہ ایران کے دریائے سارہ کے کنارے اس جگہ نمودار ہوئے جہاں عارب اور نبیطہ نے دریا کے کنارے اپنی مستقل رہائش کے لئے ایک محل تعمیر کروایا تھا اس وقت سطرون' زورعہ' نبیطہ دریائے سارہ کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے اور عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی اس کے ساتھ تھیں یہاں تک کہ دریائے سارہ کے کنارے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ان چاروں کے سامنے اچانک نمودار ہوئے۔ یوناف اور بیوسا کو یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر سطرون غضبناک ہو گیا تھا اور تھوڑی دیر تک وہ ان دونوں کو غور سے دیکھتا



رہا پھر انتہائی جوشیلی اور غضیلی آواز میں اس نے یوناف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو نیکی کے نمائندے لگتا ہے تمہارے جسم میں خارش اور کھجلی ہونے لگی ہے جو یوں بے خوفی سے ایران کے اس دریائے سارہ کے کنارے ہمارے سامنے نمودار ہو گئے ہو یا میرے الفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہو کہ تمہیں شاید زندگی عزیز نہیں رہی اور تم اپنی موت کو دعوت دینے کے لئے ہم چاروں کے سامنے آن کھڑے ہوئے ہو کہو اٹلی کی سرزمین سے یہاں دریائے سارہ کے کنارے ہمارے سامنے نمودار ہونے کی تمہاری کیا غرض و غایت ہے یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے اس سے پہلے ایک بار مجھ سے ٹکرانے کے لئے تم ہانی بال کے لشکر کی طرف گئے تھے شاید ایسا کر کے تم نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرے خداوند نے میری مدد کی تھی اور میں تمہارے سامنے مغلوب نہیں بلکہ تمہارے سامنے غالب رہا اب میں اپنی باری پوری کرنے آیا ہوں اس دریائے سارہ کے کنارے میں تیرے خون کی حدتوں میں افسردگیاں اور تیرے رگ و ریشے میں اداسیاں بھروں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ ایسی آواز میں سطرون سے مخاطب ہوا جسے بند کانوں سے بھی سنا جا سکتا تھا۔ سن اے بندہ حرص و ہوس دریائے سارہ کے کنارے غروب ہوتے سورج سے پہلے میں تیرے سامنے وہ تلوار بنوں گا جو کاٹنا جانتی ہے وہ تیر ثابت ہوں گا جو سینے میں پیوست ہونا جانتے ہیں تیرے سامنے میں ابدی آرزو اور غیر فانی جذبہ ثابت ہوں گا میں جو تیرے اطمینان کا سایہ تیری سلامتی کا گوشہ چھینوں گا اور تیری زندگی کے درد و کرب کے باب میں درد کے قلزم میں ڈوبی وحشت بھری تنہائیاں اور زندگی کی بیکراں مسافتیں بھروں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون انتہائی تکلیف دہ لہجے میں بولا اور کہنے لگا سن نیکی کے نمائندے جس قسم کی گفتگو تم نے میرے سامنے کی ہے میں ایسی گفتگو سننے کا عادی نہیں ہوں اگر تو خواہ مخواہ اس دریا کے کنارے مجھ سے ٹکرایا تو میں تیری حالت عذاب رتوں کے گرم لمحوں میں یادوں کے سوکھے شجر جیسی کروں گا نیکی کے نمائندے لگتا ہے تو زندگی کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک گیا ہے ڈر اس لمحے اس وقت اس ساعت سے جب میں اذیتوں کے سمندر، نفرتوں کی سیاہ ساعتوں کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا تجھے اجل کے سیاہ خانوں میں تقسیم کروں گا تیری زندگی کی ترتیب ختم کروں گا اور تیری سوچوں کے پتے جھاڑ دوں گا تیری بہتری تیری

بھلائی تیرا نفع اسی میں ہے کہ دریائے سارہ کے کنارے میرے سامنے مزید ٹھہرنے کے بجائے تو یہاں سے دفع ہو جا ورنہ یاد رکھ تیری روح تیرے جسم کو ایسا داغوں گا کہ پھر تو کبھی میرے سامنے آنے کا نام تک نہ لے گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون خاموش ہو گیا جواب میں یوناف کی آواز کچھ اس طرح بلند ہوئی جیسے خاموش دریا کے سناٹوں میں حد ازل سے حد ابد تک غضب کی آتش سیال موجیں مارتی ہوئی بلند ہوئی ہو وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ سطرون میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں تیرے ساتھیوں کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ اگر تیرے ساتھیوں میں سے عارب نبیطہ یا زروعہ نے تمہاری مدد کرنے کی خاطر میرے مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو ان کی حالت قابل رحم ہو گی اور انہیں میں ایسا چرکہ اور ایسی اذیت دوں گا جسے یہ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے لہٰذا ان تینوں کی بہتری اسی میں ہے کہ یہ ایک طرف کھڑے ہو کر میرے سامنے تیری بے بسی تیری لاچارگی کا تماشہ دیکھیں دیکھ سطرون سنبھل میں تجھ پر وارد ہونے لگا ہوں میں آج تجھے بتاؤں گا کہ نیکی کے نمائندے کی اصلیت کیا ہے۔ آج میں تجھ پر ثابت کروں گا کہ یوناف سے ٹکرانا اتنا آسان اور سہل نہیں ہے جتنا تم نے سمجھ لیا ہے پھر یوناف کسی وحشی جذبے، سیاہ بختی کے سائے، آہنی دیوار کی سی دلیری اور عظمتوں کے شاہکار کی طرح حرکت میں آیا موجوں کا پیچ و تاب اور طوفانوں کا شباب اور برق و شعلہ کی لپک کی طرح وہ آگے بڑھا اور سطرون پر وہ حملہ آور ہوا تھا جونہی سطرون پر ضرب لگانے کے لئے یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا سطرون نے ایک بلند جست لگائی وہ چاہتا تھا کہ فضا ہی میں اٹھتے ہوئے یوناف کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی گرفت میں لے لے لیکن عین اس موقع پر یوناف نے اپنے پاؤں کی ایک سخت اور تکلیف دہ ٹھوکر سطرون کے پیٹ میں دے ماری تھی جونہی پیٹ میں لگنے والی ضرب کی شدت سے سطرون تھوڑا سا جھک گیا تب یوناف پھر حرکت میں آیا اور اپنے گھٹنے کی ایک جان لیوا ضرب سے اس نے سطرون کی ٹھوڑی کے نیچے دے ماری تھی اس کے بعد یوناف کی حالت کچھ ایسی ہو گئی جیسے اس کے ہر نفس میں طوفان اور ہر سانس میں زلزلہ بھر گیا ہو کیونکہ وہ دھاروں دھار برستے مینہ کی طرح سطرون پر اپنے مکوں اور ٹھوکروں کی بارش کرنے لگا تھا۔

سطرون نے یوناف کی ان ضربوں سے بچنے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا یوناف انتہائی توجہ اور انہماک کے ساتھ اپنا نشانہ بنائے ہوئے تھا اور وہ کسی بھی لمحہ اسے سنبھلنے کا موقع فراہم نہ کر رہا تھا وہ اس پر ضرب پر ضرب لگا رہا تھا اور سطرون کیلئے اس نے تقریباً ناممکن بنا دیا تھا کہ وہ جوابی کارروائی کر کے یوناف کو اپنا ہدف

اور نشانہ بنا سکے سطرون نے جب دیکھا کہ یوناف کسی بھی طرح اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیتا تو وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹا کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور جونہی یوناف دوبارہ اس کی طرف بڑھا اس نے لگاتار کئی مکے یوناف کے چہرے اور پیٹ پر دے مارے تھے لیکن یوناف بڑے صبر اور کمال استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سطرون کے ان مکوں کو برداشت کر گیا اور جواب میں اس نے سطرون کے چہرے اور پیٹ کو ڈھول کی طرح اپنے مکوں سے بجا کر رکھ دیا۔

اب نوبت یہاں تک آ گئی تھی کہ یوناف سے مار کھا کھا کر سطرون ڈگمگانے لگا تھا پھر یوناف فیصلہ کن انداز میں آگے بڑھا ایک ہاتھ اس نے سطرون کی گردن پر اور ایک ہاتھ اسکی دونوں رانوں کے درمیان رکھ کر اللہ اکبر کا ایک پرزور نعرہ مارا اور سطرون کو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کر لیا تھا پھر اس نے تھوڑی دیر تک سطرون کو فضاء میں اپنے ہاتھوں میں گول چکر گھما کر دریا کے کنارے بری طرح پٹخ دیا تھا پھر انتہائی غصیلی اور خونخواری کے انداز میں یوناف آگے بڑھا اور ایک بار پھر گرے ہوئے سطرون کی ٹانگ اٹھا کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لی دوسری ٹانگ اس نے اپنے پاؤں میں رکھ کر اپنی گرفت میں لیا پھر جو ٹانگ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لی ہوئی تھی اسے جب مروڑا تو درد کی شدت اور اذیت سے سطرون بری طرح بوجھ لدنے والے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا اس نے جب یہ دیکھا کہ یوناف اسے چھوڑنے اور معاف کرنے والا نہیں ہے تو اس نے لیٹے ہی لیٹے زمین پر عارب نبیطہ اور زروعہ کو اپنا مخصوص اشارہ کیا پھر وہ چاروں ایک ساتھ سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یوناف اور بیوسا کی نگاہوں سے وہ اوجھل ہو گئے تھے۔

سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ کے وہاں سے بھاگ جانے کے بعد یوناف اپنی جگہ پر تھوڑی دیر تک کھڑا رہا اتنی دیر تک بیوسا بھی مسکراتی ہوئی اسکے قریب آ گئی پھر یوناف نے بڑے پیارے انداز میں بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آج کیسا رہا سطرون سے میرا ٹکرانا جواب میں بیوسا نے بڑے پیارے انداز میں یوناف کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا آج آپ نے سطرون پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ جب اور جس وقت چاہیں اسے اپنے سامنے زیر کرنے کا فن جانتے ہیں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے کیا ہمیں سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ کا تعاقب کرنا چاہیے یا اٹلی کی طرف لوٹ جانا چاہیے جواب میں یوناف رازدارانہ سے انداز میں کہنے لگا دیکھتے ہیں شاید ابلیکا اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرے عین اس وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی۔

سنو یوناف! عارب سطرون اور زروعہ چاروں سفید نیل کی وادی میں ڈنکا نام کی قوم کے آزاد قبائل میں جا داخل ہوئے ہیں تم سے پٹنے کے بعد وہ پناہ چاہتے تھے۔ وہ چونکہ بیشمار لوگ ایک جگہ جمع ہیں وہ اپنے بارش گرد کو دفن کر رہے ہیں عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ بھی ان میں جا شامل ہوئے ہیں تاکہ ان کا تعاقب کر کے تم انہیں تلاش نہ کر سکو جواب میں یوناف کہنے لگا اے ابلیکا میری عزیزہ کیا تم مجھے سفید نیل کی وادی میں بسنے والی ڈنکا نام کی قوم سے متعلق روشنی ڈالو گی اور یہ بھی کہو کہ یہ بارش گر کون لوگ ہوتے ہیں جنہیں یہ لوگ دفن کر رہے ہیں تاکہ اس قوم میں نمودار ہونے سے پہلے میں کم از کم ان سے متعلق تفصیل تو جان لوں جواب میں ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف یہ لوگ سفید نیل کی وادی میں آزاد قبائل پر مشتمل گلہ بانوں کی ایک قوم ہے جس کا نام ڈنکا ہے جو بڑی تندہی سے اپنے کثیر تعداد گائے و بیلوں کی پرورش میں لگی رہتی ہے اگرچہ اس قوم کے پاس بھیڑ بکریاں اور انکی عورتیں باجرے اور تیل کی بھی کاشت کر لیتی ہیں۔

اپنی فصلوں اور سب سے بڑھ کر اپنی چراگاہوں کیلئے ان لوگوں کا تمام تر دارومدار بارش پر ہے طویل خشک سالی میں انکی زندگی بڑی عسرت اور تنگی میں گزری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں بارش گر بڑی اہمیت رکھتے ہیں ان بارش گروں نے اس قوم کو اس یقین اور اعتماد میں لے رکھا ہے کہ وہ اپنے سحر اور اپنے جادو کے ذریعے سے ان کے لئے بارش لاتے ہیں یہ لوگ اصل میں قبیلے یا برادری کے مینہ برسانے والے ساحر کہلاتے ہیں۔

ان میں سے ہر شخص کے متعلق یہ خیال ہے کہ ان کے جسم میں ایک عظیم جادوگر کی روح پھونکی ہوئی ہے جو ورا شتاً ان میں منتقل ہوتی رہی ہے لوگوں کا یقین ہے کہ اس روحانی وصل کی بدولت کامیاب بارش گر کو بڑی طاقت حاصل ہوتی ہے اور تمام اہم امور میں اس سے مشورہ کیا جا سکتا ہے تاہم اس عزت و تقدس کے باوجود ان بارش گروں کو کسی جسمانی عارضے یا عمر طبعی کو پہنچنے سے مرنے نہیں دیا جاتا ان ڈنکا لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسا کوئی سانحہ پیش آ جائے تو سارے قبیلے میں بیماری پھیل جائے گی اور کال پڑ جائے گا اور انکے جانور بچے دنیا چھوڑ دیں گے جب کوئی بارش گر سا حرب محسوس کرتا ہے کہ وہ کمزور اور بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ اپنے بچوں سے کہہ دیتا ہے کہ وہ مرنا چاہتا ہے۔

اس اطلاع کے بعد مرنے والے ساحر کیلئے ایک لمبی لحد کھودی جاتی ہے اس میں وہ لیٹ جاتا ہے اور اسکے اقرباء اور احباب اسے گھیر لیتے ہیں وہ ٹھہر ٹھہر کر ان کے سامنے حاضر [illegible] ہے اور انہیں وہ یاد دلاتا ہے کہ اس نے ان پر کس طرح حکومت

کی اور کس طرح انہیں نیک مشورے دیئے نیز انہیں بتاتا ہے کہ آئندہ انکا طرز عمل کیا ہونا چاہیے اپنا یہ وعظ ختم کر کے وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ اسکی قبر ڈھانک دی جائے اس طرح اسے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی بارش گر جسمانی عارضے سے مرنے والا ہو تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے نیز اس بات کی بھی سخت احتیاط رکھی جاتی ہے کہ کوئی بارش گر کسی حادثے کا شکار ہو کر مرنے نہ پائے کیونکہ اس طرح مرنے سے بھی جو اگرچہ اسکی طبعی موت کے برابر خطرناک نہیں ہوتا قبیلے میں بیماری پھوٹ پڑنے کا لوگوں کو اندیشہ ہوتا ہے ڈنکا لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ان کے کسی بارش گر کے مرتے ہی اسکی بیش بہا روح اس کے کسی بیٹے یا قریبی رشتے دار میں جو اسکی وراثت کے لئے موزوں ہو خودبخود منتقل ہو جاتی ہے۔

سنو یوناف سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم کے افراد اپنے ایک ایسے ہی بارش گر کی تدفین کا سامان کر رہے ہیں اور سطرون نبیطہ زروعہ اور عارب ان میں جا شامل ہوئے ہیں۔

اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا سنو ابلیکا اس وقت مجھے کیا اقدام کرنا چاہیے۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی ان کا پیچھا کرو لگاتار سطرون پر ضربیں لگاؤ اور اسے احساس دلاؤ کہ تمہارے ساتھ ٹکرانا اسکے بس کی بات نہیں ہے تم دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ میں سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم تک تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں۔

ابلیکا کے اس فیصلے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایران کے دریائے مادہ سے وہ سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی دریائے نیل کے کنارے ایک قبرستان میں نمودار ہوئے جہاں بہت سے لوگوں کا جمگھٹا ہو رہا تھا۔ ابلیکا دونوں میاں بیوی کی رہنمائی کر رہی تھی۔ جب وہ دونوں قبرستان میں نمودار ہوئے تو ابلیکا نے پھر اپنا ریشمی لمس یوناف کی گردن پر دیا پھر اسکی خوشی اور اطمینان بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی اپنے چہروں کو اچھی طرح ڈھانپ لو۔ عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ اس وقت لوگوں کے اسی مجمع کے اندر موجود ہیں تمہارے چہرے ڈھانپے ہونے کی وجہ سے وہ تمہیں پہچان نہیں سکیں گے اور مناسب موقع دیکھ کر تم سطرون پر ضرب بھی لگا سکو گے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا سنو ابلیکا تمہارا مشورہ درست ہے لیکن میری بھی ایک بات غور سے سنو میرے اور بیوسا کے پاس ایسے علوم کی دسترس ہے جسے استعمال کر کے ہم اپنا چہرہ اور ہیئت بدل سکتے

ہیں کیا ایسا درست نہ ہو گا میں اور بیوسا دونوں اپنی شکل و شباہت اور ہیئت اور ساخت بدل کر انکے سامنے جائیں تاکہ ان میں سے کوئی بھی ہمیں پہچان نہ سکے اور میں اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق پھر سطرون کو اپنی ضربوں کا نشانہ بنا سکوں۔

یوناف کی گفتگو سن کر ابلیکا نے خوشیوں بھرا ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر اسکی کھنکھناتی ہوئی آواز یوناف کو سنائی دی یوناف میرے حبیب تمہاری تجویز بہترین اور انتہائی مناسب ہے قبرستان میں جمع ان لوگوں میں داخل ہونے سے پہلے تو دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی شکل اپنا چہرہ اور اپنی ہیئت بدل لو پھر ان کے اندر داخل ہو اور کسی مناسب موقع پر کوئی بہانہ بنا کر سطرون سے ٹکرا جاؤ اور اسے ایسی مار مارو کہ اسے سمجھ آ جائے کہ اس کائنات میں وہ ایسا طاقتور اور ایسا پر قوت نہیں ہے کہ بے نتھے بیل اور بے مہار اونٹ کی طرح سے جو جی چاہے کرتا پھرے یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف اور بیوسا دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے دونوں نے اپنی ہیئت مکمل طور پر بدل لی پھر وہ لوگوں کے اس جمگھٹے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا لوگوں کے اس مجمع کے اندر عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ بھی موجود تھے اور وہ لوگ اپنے ایک بارش گر کو دفن کر رہے تھے ان لوگوں میں داخل ہونے سے پہلے یوناف نے ایک ڈھلتی ہوئی عمر کے ایک شخص کا روپ دھارا تھا جبکہ بیوسا نے بھی ایک قدرے بوڑھی عورت کا روپ دھار لیا تھا۔

یوناف اور بیوسا میاں بیوی روپ بدل کر اس قبر کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے جس میں وہ بارش گر دفن کرنا چاہتے تھے یوناف اور بیوسا کے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے اپنے بوڑھے بارش گر کو زندہ حالات میں قبر میں اتارا جب اسکو قبر میں اتار دیا گیا تو اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو لوگو! جتنا عرصہ میں تمہارے اندر بارش گر کی حیثیت سے رہا میں نے اپنے سحر کی مدد سے تمہاری بہترین خدمت کی اب میرے بعد تمہیں مجھ سے کوئی اچھا ساحر مل جائے گا اسلئے میں میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری سحری قوتیں بھی ناتواں ہو چکی ہیں اور میری روح تک لاغر ہو چکی ہے۔ پہلے میں تمہیں روح سے متعلق ایک وصیت کرتا ہوں میرے بعد تم اپنے نئے بارش گر کی رہنمائی میں اپنی روحوں کی خوب حفاظت کرنا اسلئے کہ نیند میں بھی روح کی غیر حاضری خطروں سے خالی نہیں ہوتی اسلئے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مستقل طور پر جسم سے دور کہیں رکی رہ گئی تو اس شخص کی موت لازمی واقع ہو جاتی ہے تم جانتے ہو گے کہ ہمارے ہمسائے قبائل کے ہاں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ روح سوتے آدمی کے دہن سے سفید چوہیا یا بدی کی شکل میں پھدک کر نکل جاتی ہے اور اس چوہیا یا چڑیا کی واپسی تک

رکاوٹ سونے والے کیلئے مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

تم اگر جانتے ہو گے کہ ہمارے ہمسایہ قبائل میں اکثر یہ بھی روایت چلی آ رہی ہے کہ کسی کے گھر میں اگر کوئی مر جائے تو گھر کے لوگ اسکے بعد آنے والی رات کو سویا نہیں کرتے کیونکہ انکے خیال میں متوفی کی روح اس وقت تک گھروں میں موجود ہوتی ہے اور انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ وہ کہیں انکے خواب میں نہ آ جائے اسکے علاوہ کسی سوتے آدمی کی روح کی واپسی میں کوئی حادثہ یا طبعی قوت حائل ہو سکتی ہے چنانچہ ہمسایہ قبائل میں سے جب کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو پانی میں گرتا دیکھ لیتا ہے تو وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ حادثہ اصل میں اسکی روح کو پیش آیا تھا پس اس حادثہ کے بعد وہ اپنے ساحر کو بلا بھیجتے ہیں اور ساحر آن کر پانی کے تسلے میں ایک دستی جال ڈالتا ہے اور بالا آخر روح کو پکڑ کر اسکے جسم میں ڈال دیتا ہے۔

سنو میری قوم کے لوگو دفن ہونے سے پہلے میں تمہیں ایک ایسا واقعہ بتاتا ہوں جو تمہارے لئے حیرت خیز ثابت ہو سکتا ہے یہ واقعہ میرے دادا نے مجھے سنایا تھا میرے دادا کا کہنا تھا کہ قدیم وقتوں کی بات ہے کہ ہمارے اپنے قبیلے میں سوتے میں ایک شخص کی روح کو جو پیاس لگی تو وہ چھپکلی بن کر اسکے جسم سے نکل گئی اور اپنی پیاس بجھانے کیلئے ایک ٹھلیا میں گھس گئی لیکن اتفاق سے عین اس وقت ٹھلیا کے مالک نے اسے ڈھانپ دیا اور اس طرح روح اس آدمی کے جسم میں واپس نہ جا سکی اور وہ سوتے کا سوتا ہی رہ گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بارش گر ساحر کچھ دیر رکا پھر دوبارہ بولا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جب اسکے دوست اور رشتے دار اسکی لاش کو جلانے لگے تو کسی نے پانی لینے کے لئے ٹھلیا پر سے ڈھکنا ہٹا دیا اور روح جو چھپکلی کی شکل میں اس ٹھلیا میں داخل ہو گئی تھی نکل کر اپنے جسم میں واپس چلی گئی اور اس میں فوراً جان پڑ گئی اور وہ آدمی اٹھ بیٹھا اور اپنے دوستوں اور رشتے داروں سے رونے کا سبب پوچھنے لگا انہوں نے اسے بتایا کہ وہ اسے مردہ سمجھے ہوئے تھے اور اس کی لاش کو جلانے لگے تھے اس نے بتایا کہ وہ پانی پینے ٹھلیا کے اندر گیا ہوا تھا لیکن اس میں واپس نہیں نکل سکتا تھا اور یہ کہ وہ ابھی ابھی لوٹا ہے لہٰذا لوگ اسکے دوبارہ زندہ ہونے پر بے حد خوش ہوئے اور واپس اسے گھر لے گئے۔

سنو میری قوم کے لوگو میرے بعد اپنی روح کی خوب حفاظت کرنا سوتے میں اگر ایسا ہی کوئی واقعہ تمہارے ساتھ پیش آئے تو اپنے نئے بارش گر ساحر سے ضرور رجوع کرنا وہ تم لوگوں کی حفاظت کرے گا اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ جب مجھے دفن کر کے

چلے جاؤ گے تو میری روح بھی جو تمہارے لئے بارش کا سامان کرنے اور تمہاری روح کی حفاظت کرنے کا وسیع تجربہ رکھتی ہے میرے جسم سے نکل کر نئے ساحر اور بارش گر کی روح کے ساتھ مل کر تمہاری بہتری اور بھلائی کا کام سرانجام دیتی رہے گی۔ پس میں نے جو کچھ تم سے کہنا تھا کہہ چکا اب تم مجھے دفن کر دو اسکے ساتھ ہی وہ لوگ حرکت میں آئے اور اپنے اس بارش گر کو زندہ حالات میں انہوں نے دفن کر دیا تھا۔

جب لوگ اپنے اس ساحر کو دفن کر چکے تو اپنے گھروں کو چل دیئے۔ تاہم سطرون نبیطہ عارب اور زروعہ وہیں کھڑے رہ گئے تھے عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی پیچھے ہٹ کر ایک دھند اور سائے کی صورت میں کھڑی تھیں جب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو سطرون نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یوناف اور بیوسا بھی ابھی تک وہیں کھڑے تھے وہ چونکہ روپ بدلے ہوئے تھے لہٰذا وہ چاروں انہیں پہچان نہ سکے تھے سطرون کی گفتگو کے جواب میں عارب بولا اور کہنے لگا آؤ اس بستی میں داخل ہوتے ہیں شاید یہاں کوئی سرائے ہو تو اسی میں قیام کر لیتے ہیں۔ یوناف سمجھ گیا کہ اب وہ مڑ کر بستی کی طرف جائیں گے لہٰذا وہ فوراً حرکت میں آ کر سطرون کے پیچھے کھڑا ہو گیا سطرون کی نگاہ یوناف پر نہ پڑی تھی لہٰذا وہ بستی کی طرف جانے کیلئے جونہی مڑا وہ یوناف سے ٹکرا گیا۔ یوناف جان بوجھ کر زمین پر گر گیا پھر اس نے گہری اور غضبناک نگاہوں سے سطرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا بدبخت کے بچے دیکھ کر نہیں چلتے ہو تم مجھے گنہگار اوباش اور بدمعاش لگتے ہو تمہارا چہرہ اچکوں لفنگوں اور چوروں جیسا ہے یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون تاؤ کھا گیا اور یہی یوناف چاہتا تھا سطرون فوراً آگے بڑھا یوناف کو گریبان سے پکڑ کر اس نے اٹھایا اور پھر انتہائی تلخی سے اسے مخاطب کر کے کہا من جاہل اور بدتمیز بوڑھے میں اگر چاہوں تو یہیں کھڑے کھڑے تمہارا گلا گھونٹ دوں لیکن مجھے تمہارے بڑھاپے پر ترس آتا ہے شاید تمہارے پیچھے تمہاری بیوی بھی کھڑی ہے اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں ابھی مار مار کر تمہاری روح کو تمہارے جسم سے جدا کر دیتا اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ اوباش کتے کمینے تو بکتا ہے تیری کیا مجال کہ تو مجھ بڈھے پر ہاتھ ڈالے میں بوڑھا ضرور ہوں پر تیرے جیسے آوارہ کتوں کو اپنے اوپر بھونکنے کی اجازت نہیں دے سکتا تو مجھ پر ہاتھ تو اٹھا کر دیکھ میں تجھے دن میں تارے نہ دکھا دوں تو مجھے ان جنگلی قبائل کا بوڑھا نہ کہنا کتا کہنا سطرون، زروعہ، نبیطہ اور عارب یوناف کو بالکل پہچان نہ سکے تھے اسلئے کہ اس نے اپنی شکل و صورت اور اپنی آواز بالکل تبدیل کر رکھی تھی یوناف کی گفتگو سن کر سطرون اور تاؤ کھا گیا اور اسے مخاطب کر کے پھر غضب کی حالت میں کہنے لگا

دیکھ بوڑھے کیوں اپنی موت کو دعوت دیتا ہے کچھ مزید میرے خلاف کہنے سے قبل یہ بات غور سے سن لے کہ میں اپنے دشمنوں پر وحشتوں کے غبار کی طرح چھا جاتا ہوں میں بد بلا ہوں جو جمود کے عہد پر موت کی کمند اور بحران کے دور پر فتح مندی کے پیوند لگاتا جاتا ہوں میں جب غصے میں آ کر تم پر ضرب لگاؤں گا تو یہ ارض و سماء یہ نبض و نفس گویا ہر شے کو تو جنبش و اضطراب میں دیکھے گا اسلیئے کہ میں جب اپنے مخالفوں اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہوں ان کی حرکت سرابوں کے دشت میں بھٹکے مسافر جیسی بنا کر رکھ دیتا ہوں لہٰذا تو بڑھ چڑھ کر میرے سامنے گفتگو نہ کر مجھے تیخ پا نہ کرو ورنہ میرا ہاتھ تجھ پر ایسا اٹھے گا کہ یہیں کھڑے کھڑے تیرا جسم اور تیری روح ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر بستی کی طرف جاتے ہوئے کئی لوگ رک گئے تھے پھر وہ مڑ کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے یوناف نے تھوڑی دیر تک غور سے سطرون کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا تیرے جیسے لافزنی کرنے والے کتے میں نے بہت دیکھے ہیں دیکھ اگر تو اپنے دشمنوں پر وارد ہو کر ان کی حالت سرابوں کے دشت میں بھٹکے مسافروں جیسی بناتا ہے تو دیکھ میں بھی کوئی یونہی گیا گزرا انسان نہیں میں بھی اپنے دشمنوں کے خلاف اس کشمکش دہر میں حد کے دھارے اور آفاق کے اسرار میں آزاد زندگی کے جوہر کی طرح حرکت میں آتا ہوں میں تو وہ بری شے ہوں کہ فطرت کی کہیں گاہوں میں بزم ارواح کی لطافت اور صبح درخشاں کی لہر بن کر داخل ہو جاتا ہوں۔ میرے سامنے تو مجھ سے مقابلہ کرنے والے اور میرے دشمن ابر کا سایہ تلاش کرتے پرندوں کی طرح چھپتے پھرتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون نے فیصلہ کن انداز میں کہا دیکھ بوڑھے تیری لافزنی تیرا تکبر تیرا گھمنڈ حد سے بڑھ گیا ہے اب مجھے تیرے ساتھ کچھ معاملہ کرنا ہی پڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب سطرون اپنی آستینیں چڑھاتا ہوا آگے بڑھا تو یوناف چند قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے ساتھ ٹکرانے سے پہلے ایک شرط پر تو مجھ سے رضامند ہو اور وہ یہ کہ میرے ساتھ تو اکیلا مقابلہ کرے گا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ میری بوڑھی بیوی ہے یہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتی میں تیرے ساتھ مقابلہ بھی اپنی خوشی اور رضامندی کے ساتھ کر رہا ہوں پس تو میرے ساتھ عہد کر کہ تیرے ساتھ جو تیرے یہ تین ساتھی ہیں وہ ہم دونوں کے مقابلے میں دخل اندازی نہیں کریں گے سطرون کے جواب دینے سے پہلے ہی بستی کے وہ لوگ جو مڑ کر وہاں آ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ بھی بڑی دلچسپی سے ان کی گفتگو سننے لگے تھے ان میں ایک ہٹا کٹا جوان چند قدم آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ

کہنے لگا۔

دیکھ بوڑھے میں نہیں جانتا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے لیکن اگر تو ان لوگوں سے اپنی خوشی اور رضامندی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو تمہارے مقابلے سے ہم لوگ لطف اندوز ہوں گے اور اگر تمہارے اس مقابلے میں تمہارے ساتھ ٹکراتے ہوئے اس نے اپنے ان تینوں ساتھیوں کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی تو میں اور میرے سارے ساتھی ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور مار مار کر ان کی ہڈی پسلیاں توڑ دیں گے لہٰذا تم بے فکر ہو کر اس سے مقابلہ کرو یہ اکیلا ہی تمہارے سامنے رہے گا اپنے ساتھیوں کو اس کام میں ملوث نہیں کرے گا وہ جوان جب خاموش ہوا تو یوناف دو قدم آگے بڑھا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ اجنبی اب جبکہ مجھے اس بستی کے لوگوں نے ضمانت دے دی ہے تو میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں آگے بڑھ مجھ سے ٹکرا پھر دیکھ اس قبرستان میں لوگ کسے کس کے سامنے مغلوب اور زیر ہوتا دیکھتے ہیں یوناف کی اس گفتگو پر سطرون غضب آلود ہو کر آگے بڑھا اپنا ہاتھ اس نے فضا میں بلند کیا اور چاہتا تھا کہ ایک بھرپور ضرب وہ یوناف کے سر پر لگائے پر یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا پھر اسے مروڑتے ہوئے ایک جھٹکے کے ساتھ ایسی قوت اور ایسی طاقت کے ساتھ اس نے لہرایا کہ سطرون کو وہ فضا میں بل دیتا ہوا نیچے لایا اور پھر ایک قبر پر اس نے بری طرح پٹخ دیا تھا بستی کے جمع ہونے والے لوگ یوناف کے اس حیرت انگیز کمال پر اسے حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے جبکہ قبر پر بری طرح گرنے کے بعد اب سطرون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنے لوگوں کی موجودگی میں جو اس بوڑھے نے اسے پٹخا تھا تو وہ اسے اپنی بے عزتی اپنی ہتک اور اپنی کم ظرفی محسوس کر رہا تھا لہٰذا وہ پھر جنگلی ریچھ کی طرح آگے بڑھا اور یوناف پر حملہ آور ہوا۔

سطرون پھر آگے بڑھا یوناف اچانک کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح حرکت میں آیا اور لگاتار کئی آہنی مکے اس نے سطرون کے چہرے اسکی گردن اور اس کے پیٹ پر داغ دیئے تھے یہ مکے ایسے زور دار ایسے پرقوت تھے کہ ان کے لگنے سے تکلیف کے باعث سطرون بری طرح بلبلا اٹھا تھا اسکے بعد یوناف نے سطرون کو دم نہیں لینے دیا اس نے پھر مکوں کی بارش کر دی یہاں تک کہ اس نے سطرون کی کمر پر ہاتھ ڈالا اور انہیں دونوں بازوؤں کی گرفت سے اس قوت سے اپنی طرف کھینچا کہ سطرون کی ہڈیاں اس نے چٹخا کر رکھ دی تھیں پھر ہوا میں بلند کرتے ہوئے سطرون کو یوناف نے اس بارش گر کی تازہ قبر پر پٹخا اور ساتھ ہی اس پر جست لگا دی۔

قبر پر گرانے کے بعد یوناف کافی دیر تک سطرون کو مارتا رہا یہاں تک کہ مار مار کر سطرون کو اس نے ادھ موا کر دیا تھا جب سطرون بالکل اٹھنے کے قابل نہ رہا تو یوناف نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کیا اور اسے عارب کے پاؤں پر پٹخ دیا پھر اس نے عارب نبیطہ اور زردعہ تینوں کو مخاطب کر کے کہا لگتا ہے تم تینوں اس بدتمیز اور اوباش لفنگے اور اچکے کے ساتھی ہو اسکے پٹنے اور مار کھانے کے بعد اگر تم میں سے بھی کوئی مجھ سے ٹکرانا چاہے تو میں اسے بھی دعوت دیتا ہوں تاکہ تمہیں بھی کوئی شک و شبہ نہ رہے کہ افریقہ کے رہنے والے لوگ کمزور اور ناتواں ہیں تم چاروں اس سرزمین میں مجھے اجنبی لگتے ہو لہٰذا یہاں سے دفع ہو جاؤ اور آئندہ کبھی بھی تم لوگ مجھ بوڑھے سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا۔ اسکے ساتھ ہی یوناف نے اپنے پیچھے کھڑی بیوسا کا ہاتھ تھاما اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ میری زندگی کی ہم سفر چلیں یہ بدتمیز لوگ اب میرے جیسے بوڑھے سے کبھی بھی ٹکرانے کی کوشش نہ کریں گے اسکے ساتھ ہی یوناف بیوسا کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا کے بعد سطرون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک وہ انتہائی لاچاری اور بے بسی سے عارب نبیطہ اور زردعہ کی طرف دیکھتا رہا اس دوران زردعہ آگے بڑھی اور بڑی ہمدردی اور دردمندی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے سطرون کے کپڑے جھاڑے اور اسے مخاطب کر کے وہ کہنے لگی یہ کوئی بوڑھا یا کوئی پرانی بدروح تھی میں قطعاً یہ امید تک نہ کر سکتی تھی کہ بوڑھا یوں تم پر غالب آ جائے گا سن سطرون ہم تو تمہیں اس کائنات کا سب سے طاقتور ترین خیال کرتے رہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ بوڑھا تم پر کیسے غالب آ گیا اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا سمجھ نہیں آئی اس بوڑھے میں اتنی طاقت اور قوت کیسے آ گئی پر میں اس سے اپنا انتقام ضرور لے کر رہوں گا اس لئے کہ اس نے سب لوگوں کی موجودگی میں مجھے بے عزت کر کے رکھ دیا ہے آؤ دونوں میاں بیوی کا تعاقب کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں قیام کرتے ہیں یہ خود بھی مجھے ان سرزمینوں میں اجنبی لگتے ہیں کیونکہ جب بستی کے لوگوں نے مڑ کر ہمارا مقابلہ دیکھنا چاہا تو ان میں سے ایک نوجوان نے کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور کیا ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی یا تو اجنبی ہیں یا اس بستی میں کسی کے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں آؤ اسکی رہائش گاہ دیکھتے ہیں پھر مناسب موقع جان کر اس پر وارد ہوں گے اور اس پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ یہ یاد رکھے گا کہ کسی سے ٹکرانے کی جرات کی تھی عارب نبیطہ اور زردعہ نے سطرون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے یوناف اور بیوسا کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

بستی کے قریب جانے کے بعد اچانک یوناف نے ابلیکا کو پکارا اور اسکے تین بار پکارنے کے بعد ابلیکا نے فوراً اسکی گردن پر لمس دیا پھر وہ مسکراتی ہوئی قہقہے برساتی ہوئی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی سنو یوناف میرے حبیب میں تم دونوں پر برابر نگاہ رکھے ہوئے ہوں قبرستان میں سطرون کو مار مار کر تم نے جو اسکی حالت کی اس پر تم نے میرا جی خوش کر کے رکھ دیا ہے اب وہ اس بات پر پریشان ہے کہ تم جیسے بوڑھے نے کیسے اور کس طرح اس پر قابو پا کر اسے اس قدر اذیت ناک مار ماری ہے یوناف وہ چاروں ابھی تک تم دونوں میاں بیوی کو پہچانے نہیں ہیں اس موقع پر یوناف بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارا کیا خیال ہے اس وقت ہم دونوں میاں بیوی کو کیا کرنا چاہئے اس پر ابلیکا اسی طرح مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی دیکھو اس بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے پر ایک سرائے ہے تم اسکی طرف جاؤ اور اس میں قیام کر لو میں سطرون عارب نبیطہ اور زردعہ پر نگاہ رکھوں گی وہ جہاں کہیں بھی گئے اور جہاں کہیں میں نے مناسب سمجھا ان پر ضرب لگائی جانی چاہئے میں تم کو ضرور اطلاع کر دوں گی اب تم دونوں سیدھے سرائے کا رخ کرو اسلئے کہ وہ چاروں تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں میرے خیال میں وہ تمہیں اپنا ہدف اور نشانہ بھی بنانے کی کوشش کریں گے اسلئے کہ وہ تم سے انتقام لینا چاہتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارے کہنے پر میں بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے والی سرائے کی طرف جا رہا ہوں تم دیکھتی رہنا کہ سرائے کے قریب جا کر میں انکے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں یہ خود ہی میرا تعاقب ترک کر کے کہیں اور رہائش رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے اسکے ساتھ ہی یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ بڑی تیزی سے بیوسا کا ہاتھ تھامے بستی کے مشرقی حصے کا رخ کر رہا تھا۔ بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے سرائے کے پل جانے کے بعد بیوسا کا ہاتھ تھامے یوناف چلتے چلتے ایک جگہ ایک درخت کے پاس رک گیا۔ انہیں رکتے دیکھ کر ذرا فاصلے پر سطرون عارب نبیطہ اور زردعہ بھی رک گئے تھے انہیں رکتے دیکھ کر یوناف نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ واپس آیا اور ان کے قریب آ کر کہنے لگا ان سرزمینوں میں داخل ہونے والے اجنبیو میں جانتا ہوں تم میرا تعاقب کرتے چلے آ رہے ہو اور تم مجھ سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہو جو تمہارے مقدر میں قبرستان میں نازل ہوئی سنو میں اپنی بیوی کے ساتھ اس سامنے والی سرائے میں قیام کر رہا ہوں تم چاروں میں سے اگر کوئی شخص کسی شک کسی شبے میں مبتلا ہو تو اس سرائے میں ضرور آنا اور ایک بات

ضرور یاد رکھنا میں نے تمہارے ایک ساتھی کو قبرستان میں مار مار کر سیدھا کیا تھا اور اسے یہ سبق اور درس دیا تھا کہ ناحق کسی سے بدی اور برائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اب میں سرائے میں قیام کر رہا ہوں اور اگر تم میں سے کسی نے بھی مجھ سے انتقام لینے کیلئے مجھ پر وارد ہونے کی کوشش کی تو پھر یاد رکھو میں بوڑھا نہیں تمہارے لئے وحشی بن جاؤں گا اور تم چاروں کے جسموں سے تمہارا خون نکال کر باہر پھینک دوں گا میں اب سرائے کی طرف جاتا ہوں تم میں سے اگر کسی میں ہمت ہے تو میرے پیچھے سرائے میں آئے اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرے پھر میں نے اس کے سامنے ازل سے لیکر ابد تک سارے ہی خونخوار جذبے اسکے سامنے لہرا کر نہیں رکھ دیئے تو مجھے بوڑھا نہیں کمبخت کہہ کر پکارنا یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون نیسہ عارب اور زروعہ اپنی سفلی قوتوں کو حرکت میں لائے اور فوراً وہاں سے غائب ہو گئے تھے جبکہ یوناف مطمئن انداز میں بیوسا کا ہاتھ تھامے دریائے نیل کے کنارے والی اس سرائے میں چلا گیا تھا۔

○

جن دنوں رومنوں کا جرنیل سیبو ہسپانیہ پر اپنا قبضہ مکمل کرنے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ذریعے ہسپانیہ سے افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا تاکہ کنعانیوں کی سلطنت میں اسی طرح داخل ہو جس طرح ہانی بال اٹلی میں داخل ہو چکا ہے اور وہ افریقہ میں کنعانیوں پر اسی طرح ضرب لگائے جس طرح ہانی بال اٹلی میں ان پر لگا رہا ہے ایسے موقع پر جب یہ رومنوں کا جرنیل سیبو ہسپانیہ کی طرف بڑھ رہا تھا رومن ایک بار پھر حرکت میں آئے ہانی بال کو اٹلی سے نکالنے کیلئے انہوں نے ایک زبردست مہم شروع کی ہانی بال کے پاس اس وقت صرف (۲۰) بیس ہزار سواروں پر مشتمل ایک لشکر تھا اور (۲۰) بیس ہزار سواروں کے اس لشکر کو رومنوں نے اٹلی سے باہر نکالنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس مقصد کیلئے رومنوں نے تقریباً ایک لاکھ رومنوں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے ایک بہترین جنگجو جرنیل فلویوس کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا گیا اور پھر اسے حکم دیا کہ ہانی بال کی طرف کوچ کرے اسکے ساتھ جنگ کرے اور اسے اٹلی سے بھاگ جانے پر مجبور کرے۔

ان حالات میں ہانی بال نے پے در پے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اپنی حکومت سے التماس کی کہ اٹلی میں رومنوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کیلئے انہیں تباہ و برباد کرنے کیلئے اور ان کے مرکزی شہر روم پر قبضہ کر کے رومنوں کو اپنا ماتحت بنانے کیلئے اسے کمک اور رسد کی ضرورت ہے لہٰذا وقت ضائع کئے بغیر ایک اور لشکر بھیج کر اسکی مدد کی جائے اور اسے اس لشکر [illegible]

جائے لیکن کنعانی حکمرانوں کے احساسات پر جوں تک نہ رینگی پے در پے ہانی بال کی طرف سے کمک اور رسد کیلئے قاصد آتے رہے لیکن کنعانی حکمران خاموشی اختیار کئے رہے اور انہوں نے ہانی بال کو نہ ہی کمک اور رسد بھیجی اور نہ اس سلسلے میں کوئی پیغام روانہ کیا لہٰذا ہانی بال اپنے اور اپنے لشکریوں پر ہی بھروسہ کرتے ہوئے۔ رومنوں کے مقابلے میں اپنے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ جم گیا تھا۔

ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان دنوں جنوبی اٹلی میں ہرڈونیہ کے مقام پر قیام کئے ہوئے تھا رومن جرنیل فلویوس بھی اپنے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ہرڈونیہ کی طرف بڑھا اس نے اس مقام پر ہانی بال کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا آخرکار ہرڈونیہ کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے۔

رومن جرنیل فلویوس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا مرکزی حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور پہلوؤں پر اس نے ان دونوں حصوں کو مقرر کیا۔ دوسری طرف کسی کو کچھ پتہ نہ تھا کہ ہانی بال نے اپنے لشکر کو تقسیم کیا بھی ہے کہ نہیں بہرحال جنگ کی ابتداء رومنوں کے جرنیل فلویوس کی طرف سے کی گئی فلویوس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سامنے کی طرف سے کنعانیوں پر ضرب لگانے کیلئے پیش قدمی کی جبکہ اپنے دونوں لشکروں کو اپنے دائیں اور بائیں پہلو پر رکھتے ہوئے اس نے دونوں حصوں کو بڑی تیزی سے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا وہ دونوں لشکر آگے بڑھتے ہوئے کنعانیوں کے لشکر پر دائیں اور بائیں پہلو سے حملہ آور ہو گئے تھے اب صورتحال یہ تھی کہ ہانی بال کا لشکر دو حصوں میں بٹ کر دائیں اور بائیں پہلو کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا گو بیس ہزار کنعانیوں کے مقابلے میں رومنوں کا ایک لاکھ کا لشکر برسرپیکار تھا لیکن ہانی بال نے ہمت نہیں ہاری تھی جس وقت ہانی بال کا لشکر پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں سے جنگ کرنے میں مصروف تھا عین اسی وقت رومن جرنیل فلویوس تیسرے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا اسکا ارادہ تھا کہ اسکے لشکر کے دو حصے پہلے ہی کنعانیوں کے دائیں بائیں پہلو پر ضرب لگا چکے ہیں اب وہ درمیانی حصے پر بھی حملہ آور ہو گا تو کنعانی اس سہ طرفہ حملے کو برداشت نہ کرتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔

رومن اپنے جرنیل فلویوس کی سرکردگی میں کنعانیوں کے پہلوؤں اور وسطی حصے پر سناٹوں کی گونج میں لمحوں کے طوفان اور اداس پتوں کی زرد رت میں مستور و جاندار متحرک بدلیوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے انہوں نے کنعانیوں پر آگ کی لپٹوں کرب و الم کی

یورش اور ظلم و ستم کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے کچھ ایسا سماں باندھ دیا تھا گویا کوئی بحر انقلاب ابل پڑا ہو کنعانیوں کے خلاف رومن ہر دوراہے پر صلیب اور ہر موڑ پر الجھن کھڑی کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا مطمئن اور پر سکون تھا جس وقت وہ اپنے پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں کے سامنے اپنا دفاع کیے ہوئے تھا اور عین اس وقت اسکے وسطی حصے کی طرف سے فلویوس بھی اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا ہانی بال کے لشکر میں تبدیلی اور انقلاب رونما ہوا وہ اس طرح کہ رومن جرنیل جونہی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ آور ہونے لگا وسطی حصے میں جنگ کرتے ہوئے کنعانی اچانک حرکت میں آئے اپنی تلواریں انہوں نے نیام میں کر لی اور اپنی کمانیں اور اپنے تیر انہوں نے سنبھال کر ایسی تیزی اور ایسی سختی سے انہوں نے فلویوس کے لشکر پر تیر اندازی شروع کی کہ رومنوں نے اس لشکر کے حصے کی اگلی صفوں کو چھید کر رکھ دیا تھا اپنی کئی صفوں کی تباہی و بربادی کے بعد رومن کافی محتاط ہو گئے تھے اور وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے اسی وقت اچانک ہانی بال نے اپنے لشکر کو ایک مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی کنعانیوں کے اندر ایک انقلاب اور ایک طوفان برپا ہو گیا تھا۔

کنعانی فوراً پہلو پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کی طرف سے ہٹ گئے وہ اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں فلویوس کے وسطی حصے کی طرف بڑھے جسکی اگلی صفوں کو انکے تیر اندازوں نے چھید کر رکھ دیا تھا۔ ہانی بال اپنے لشکر کے آگے آگے تھا پس وہ رومن جرنیل فلویوس کے لشکر کے حصے پر عزم راسخ' زہریلی صداؤں اور عہد محکم میں بے عکس ہیولوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اس نے رومنوں کے دل کے صحراء میں نزع کے لمحات طاری کرنا شروع کر دیئے تھے اپنے تباہ کن اور خوفناک حملوں میں ہانی بال نے رومنوں کی حالت پرانی صداؤں کے کھنڈرات اور زندگی کی بیکراں مسافتوں میں وحشت بھری تنہائیوں اور یادوں کے صنم خانوں میں پت جھڑ کے مارے پیڑوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

ہانی بال کا یہ حملہ اچانک خوفناک اور جان لیوا تھا کہ رومنوں کے وسطی حصے میں کام کرنے والے یہ لشکر ہانی بال کے دباؤ کو برداشت نہ کر سکا ہانی بال نے دوسرا بڑا کام یہ کیا کہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ وہ اس سمت بڑھا تھا جہاں رومن جرنیل فلویوس جنگ کر رہا تھا رومن لشکروں کو مارتے کاٹتے ہانی بال رومن جرنیل فلویوس کے بالکل سامنے جا نمودار ہوا فلویوس نے ہانی بال کے وار سے بچنے کی کوشش کی لیکن ہانی بال کا پہلا ہی وار ایسا بھرپور تھا کہ ہانی بال نے فلیویوس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی دوسرے پہلوؤں پر

جنگ کرنے والے رومن لشکر کے حصوں نے جب دیکھا کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سمٹ کر ایک دم انکے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا تو وہ دونوں حصے اسکے پیچھے لگ گئے تھے لیکن انکے پہنچنے سے پہلے ہانی بال نے رومن لشکر کے وسطی حصے کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا پھر وہ مڑ کر پہلوؤں پر حملہ آور ہونے والے دونوں لشکروں سے نپٹنے کیلئے تیار ہو گیا تھا۔

اس وقت تک رومن لشکر میں یہ خبر بھی پھیل گئی تھی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے انکے جرنیل فلویوس کو قتل کر دیا ہے یہ خبر پھیلتے ہی رومن پریشان اور بدحواس ہو گئے ہانی بال نے بھی انکی بدحواسی بے نظمی اور بے ترتیبی کو بھانپ لیا تھا لہٰذا وہ مڑا اور اپنی پوری خونخواری اور درندگی کے ساتھ وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا رومنوں کے لشکر کے وہ دونوں حصے ہانی بال کے سامنے زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے ہانی بال نے ان دونوں حصوں کو بدترین شکست دی لہٰذا رومن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے ہانی بال نے انکا تعاقب کیا بیشمار رومنوں کو قتل کیا اور بہت کم رومن ایسے بچے جو اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے اس طرح رومنوں کو انکی اپنی ہی سرزمین میں ہانی بال نے پھر ایک بار اپنے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کے ایک لاکھ سواروں پر مشتمل لشکر کو بدترین شکست دے کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہانی بال رومنوں کو ہر میدان میں زیر اور مغلوب کرنے کی طاقت اور قوت رکھتا ہے۔

رومنوں کو ہانی بال کے ہاتھوں اپنے جرنیل فلویوس کی موت اور ہرڈونیہ میں اپنے لشکر کی تباہی بربادی کا بڑا دکھ اور افسوس ہوا یہ ایک ایسا حادثہ تھا کہ جسکی وجہ سے رومنوں نے کئی دن سوگ منایا اسی سوگ کے دوران ایک بوڑھے رومن جرنیل فبیوس نے اپنی حکومت کو اپنی خدمات پیش کیں اور اس نے اپنی حکومت کو وعدہ دیا کہ جلد یا بدیر ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکل جانے پر مجبور کر دے گا۔ فبیوس نام کا یہ رومن جرنیل بوڑھا ہو چکا تھا لیکن ہرڈونیہ کے مقام پر جو رومنوں کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسکی وجہ سے فبیوس نے ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا رومن حکومت نے فبیوس کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور چونکہ یہ بوڑھا تھا لہٰذا نوجوان جرنیلوں کو بھی اسکے ساتھ لگا دیا تھا ان دو میں سے ایک نام مرسیلوس اور دوسرے کا نام کرسپینوس تھا پھر رومن حکومت نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اسی سالہ بوڑھے فبیوس کو مقرر کیا گیا اور نائب سالاروں کی حیثیت سے مرسیلوس اور کرسپینوس کو اسکے ساتھ کر دیا گیا تھا۔

دونوں جوان جرنیل مرسیلوس اور کرسپینوس چاہتے تھے کہ براہ راست ہانی بال سے ٹکراتے ہوئے تین طرف سے اس پر ضرب لگائی جائے اس کے لشکر کا قتل عام کیا جائے اور جس طرح ہانی بال ہمارے کئی جرنیلوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اسی طرح ہانی بال کا سر بھی قلم کیا جائے لیکن بوڑھا جرنیل فبیوس اپنے دونوں جرنیلوں کے ان خیالات کے خلاف تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہانی بال سے براہ راست ٹکرایا جائے اسے پتہ تھا کہ اگر ہم نے براہ راست ہانی بال سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہانی بال انہیں کچل اور مسل کر رکھ دے گا لہٰذا اس بوڑھے جرنیل فبیوس نے ٹرنتوم شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ٹرنتوم شہر وہ تھا جہاں سے ہانی بال اور اسکے لشکریوں کو رسد اور خوراک کا سامان پہنچتا تھا اس شہر کو کچھ عرصہ پہلے ہانی بال نے فتح کیا تھا یہاں اس نے اپنے چند کنعانی دستے بھی مقرر کئے تھے اور شہر والوں کے ساتھ ہانی بال نے ایسا شفیقانہ نرم اور فراخدلانہ سلوک کیا تھا کہ اس شہر کے لوگ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ ہانی بال کا ساتھ دینے لگے تھے فبیوس کا خیال تھا کہ اگر وہ ٹرنتوم کو فتح کر لے تو ہانی بال کو اس شہر سے رسد اور کمک ملنا بند ہو جائے گی اور جب ایسا ہو گا تو وہ کسی نہ کسی موقع پر ہانی بال کو بے بسی اور بے یار و مددگار کر کے شکست دینے اور اس کا سر قلم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اپنے اسی مقصد کے حصول کیلئے فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں مرسیلوس اور کرسپینوس کے ساتھ ایک جرار لشکر کے ساتھ ٹرنتوم شہر کا رخ کیا یہ سفر بڑی راز داری کے ساتھ کیا گیا دن کے وقت فبیوس اپنے لشکر کے ساتھ کہیں قیام کر لیتا اور رات کی تاریکی میں وہ پھر پیش قدمی شروع کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز آدھی رات کے قریب فبیوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹرنتوم شہر پہنچ گیا رات کی تاریکی میں شہر کے محافظ غافل پڑے ہوئے تھے انہیں یہ امید تک نہ ہو سکتی تھی کہ رومن اس طرح ان پر حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں لہٰذا رات کی تاریکی اور غفلت سے فبیوس نے خوب فائدہ اٹھایا رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے سے اپنے لشکر کو فصیل کے اوپر لے گیا لمحوں کے اندر اس فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں کے ساتھ مل کر فصیل کے اوپر شہر کے محافظوں کا صفایا کر دیا پھر جو دستے دیوار پر چڑھے تھے ان کے ساتھ فبیوس شہر میں اترا شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا جسکے بعد رومنوں کا لشکر سیلاب کی طرح ٹرنتوم شہر میں داخل ہو گیا وہاں جو کنعانیوں کے محافظ دستے تھے ان ہی کا نہیں بلکہ شہر کے اکثر لوگوں کا فبیوس نے قتل عام کرا دیا اس طرح فبیوس اپنے ارادے اور اپنے مقصد کے مطابق ٹرنتوم شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب یہ بھی امید ہو چلی تھی چونکہ ٹرنتوم سے ہانی بال کو رسد اور کمک کا سامان ملنا بند ہو جائیگا لہٰذا

ہانی بال اب زیادہ دیر تک اٹلی میں قیام نہیں کر سکے گا اور اگر کرے گا تو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھائے گا یا قتل ہو کر اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

ٹرنتوم شہر کے فتح ہونے کی اطلاع جب ہانی بال کو پہنچی تو اس نے دو کام کئے پہلا یہ کہ اس نے تیز رفتار قاصد کشتیوں میں سمندر کے راستے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کئے اور اپنے حکمرانوں سے اٹلی کے اندر جنگ جاری رکھنے کیلئے اور رومنوں کی مکمل تباہی و بربادی کیلئے فی الفور رسد اور کمک طلب کی دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ اس نے اس وقت چونکہ میٹا پونٹیوم شہر میں قیام کر رکھا تھا لہٰذا اس نے ایک جعلی خط میٹا پونٹیوم شہر کے سرکردہ لوگوں کی طرف سے لکھوا کر فبیوس کی طرف روانہ کیا جس میں شہر کے ان سرکردہ لوگوں کی طرف سے فبیوس کو دعوت دی گئی تھی کہ جس طرح تم نے ٹرنتوم شہر فتح کیا ہے اسی طرح تم میٹا پونٹیوم کی طرف بھی پیش قدمی کرو تم شہر پر شب خون مارو ہم اندر ہی اندر ہانی بال پر حملہ آور ہو جائیں گے لہٰذا میٹاپونٹیوم کو بھی ٹرنتوم کی طرح رومنوں کے قبضے میں دیا جا سکتا ہے۔

یہ جعلی خط ٹرنتوم شہر میں جب فبیوس کے سامنے پیش کیا گیا تو فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں مرسیلو اور کرسپینوس کو طلب کیا پہلے اس نے میٹاپونٹیوم سے آنے والے اس خط کو ان دونوں جرنیلوں کے سامنے رکھا اور انہیں پڑھنے کیلئے کہا جب وہ دونوں جرنیل خط پڑھ چکے تو فبیوس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہو اس خط میں ہمیں جو پیش کش کی گئی ہے اسکے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اس پر مرسیلوس بولا اور کہنے لگا لگتا ہے جیسے حالات خود بخود ہمارے حق اور طرف داری میں ہوتے جا رہے ہیں اگر میٹاپونٹیوم کے لوگ اندر ہی اندر ہمارے ساتھ ساز باز کر کے ہانی بال کو زیر اور مغلوب کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہترین اور سنہری موقع ہے اور ہمیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے ہمیں فوراً میٹا پونٹیوم شہر کے لوگوں کی اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے میٹا پونٹیوم کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہانی بال کو ہلاک کرنے یا کم از کم اسے اٹلی سے نکالنے کا سب سے اچھا اور مناسب موقع ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد مرسیلوس جب خاموش ہوا تو فبیوس نے اپنے دوسرے جرنیل کرسپینوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

کرسپینوس اس سلسلے میں تم کیا کہنا چاہتے ہو میں تمہارے بھی خیالات سننا چاہتا ہوں تاکہ ہم جو بھی قدم اٹھائیں تینوں مل کر اٹھائیں اور اس میں تینوں کی رضامندی ہونی چاہیے یہ معاملہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں کئی برس سے جوڑوں کے

مرض میں مبتلا ہوں میں زیادہ چاق و چوبند رہ کر جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا لہٰذا میری ساری کارگزاری کا دارومدار اب تم دونوں پر ہی ہو گا فبیوس کی اس گفتگو کے جواب میں کرسپینوس بولا اور کہنے لگا سنو بزرگ فبیوس میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت ہی نہیں ٹرنٹوم شہر تم فتح کر چکے ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری عمر کا لحاظ کرتے ہوئے ٹرنٹوم کی فتح کو تمہاری بہترین کارگزاری اور تمہاری عظیم فتح قرار دیا جا سکتا ہے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تم ٹرنٹوم سے آرام کرنے کیلئے روم چلے جاؤ میں اور مرسیلوس میٹاپونیٹوم کا رخ کریں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں مل کر میٹاپونیٹوم کے شہریوں کی مدد سے ہانی بال کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد جب کرسپینوس خاموش ہوا تو مرسیلوس بولا اور کہنے لگا میں بھی اپنے ساتھی کرسپینوس کی تائید کرتا ہوں بزرگ فبیوس تم روم جا کر آرام کرو اب ہم ہانی بال اور اسکے لشکریوں سے خوب نبٹیں گے فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں کی اس پیش کش سے اتفاق کیا لہٰذا دوسرے روز وہاں سے کوچ کیا گیا فبیوس اپنے چند محافظوں کے ساتھ روم چلا گیا جبکہ مرسیلوس اور کرسپینوس دونوں جرنیل اپنے جرار لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم سے نکل کر میٹاپونیٹوم کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

دوسری طرف ہانی بال کو بھی اسکے جاسوسوں کے ذریعے سے خبر ہو گئی تھی کہ رومن جرنیل مرسیلوس اور کرسپینوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کیلئے میٹھپونیٹوم شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں لہٰذا وہ بھی ان دونوں سے نبٹنے کیلئے پوری طرح تیار ہو گیا تھا چند ہی دن بعد مرسیلوس اور کرسپینوس بھی اپنے لشکر کے ساتھ میٹاپونیٹوم شہر کے پاس نمودار ہوئے انکے لشکر کی تعداد اس وقت کم از کم ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گی پھر بھی ہانی بال نے ان سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا۔

میٹاپونیٹوم شہر کے باہر رومن اور کنعانی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے تھے۔ دونوں لشکر قطرۂ سیماب میں زندگی کی تڑپ کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ کمال ابن آدم راز مشیت میں ڈوب کر حکایت خونچکاں بلند کرنے لگا بے سوز سینوں میں آگ کی لپٹیں جوش مارنے لگی تھیں میدان جنگ میں محرومیوں کی داستانیں' جان سوز کراہیں رقص کرنے لگی تھیں رومن اور کنعانی ایک دوسرے پر ٹوٹتے ستاروں کی لپک' لہراتی تاریکیوں خوفزدہ آوازوں اور لہر لپکتے شعلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ میٹاپونیٹوم شہر سے باہر کافی دیر تک رومنوں اور کنعانیوں میں جنگ ہوتی رہی شروع شروع میں رومنوں کو کافی حوصلہ تھا کہ انکے لشکر کی تعداد دس بارہ گناہ ہانی بال کے لشکر سے زیادہ ہے لہٰذا وہ ہانی

بال کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے لیکن انہوں نے دیکھا ہانی بال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں رومنوں کے لشکر کے سامنے اس طرح ڈٹا ہوا تھا جس طرح کوئی صدیوں پرانی چٹان سمندر کے بیچ میں بے خوف و بیباک کھڑی ہو۔

ہانی بال کو یہ امید تھی کہ شاید اتنی دیر تک اسے اپنے حکمرانوں کی طرف سے قرطاجنہ سے رسد اور کمک کا سامان مل جائے لیکن یہاں اسے مایوسی ہوئی نہ ہی اسکے قاصد واپس آئے اور نہ ہی اسے رسد اور کمک کا سامان ملا لہٰذا اپنی موجودہ قوت پر ہی بھروسہ کرتے ہوئے وہ بڑھ چڑھ کر رومنوں پر ضربیں لگانے لگا تھا میٹاپونیٹوم شہر کے باہر رومنوں کنعانیوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رومنوں نے محسوس کیا کہ کنعانیوں سے دس گناہ زیادہ ہونے کے باوجود کنعانیوں کا سامنا کرتے ہوئے رومن ہچکچانے لگے ہیں پھر آہستہ آہستہ رومنوں کے لشکر میں شکست و ریخت کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے اگلی صفوں سے رومن منتشر ہونا شروع ہو گئے تھے اسلئے کہ کنعانیوں نے سر سے کفن باندھ کر ان کا قتل عامہ شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ نوبت آ گئی کہ اگلی صفوں کے رومن بھاگ لئے تھے جسکی وجہ سے پچھلی صفوں میں بھی افراتفری کا عالم برپا ہو گیا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ بگلے سے آندھی اور طوفان کی صورت اختیار کر گیا تھا اور چاروں طرف سے اس نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

یہ لمحات رومنوں کے لئے بڑے صبر آزما تھے انکے جرنیلوں مرسیلوس اور کرسپینوس نے اپنی طرف سے بہتیری کوشش کی کہ اپنے لشکر کو سنبھالا دیکر پھر کنعانیوں کے سامنے جمنے پر مجبور کریں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے یہاں تک کہ نوبت یہ پہنچی کہ رومن لشکر کو مکمل طور پر شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلا مرسیلوس اور کرسپینوس دونوں اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ بھاگ کر ایک قریبی شہر وینوسیا میں جا کر محصور ہو گئے تھے۔

وینوسیا میں محصور ہو کر مرسیلوس اور کرسپینوس نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اور گزشتہ جنگ میں جو خامیاں انکے لشکر اور جنگ کرنے میں رہ گئی تھیں ان پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد ان سے بچنے کا عہد کیا گیا اور پھر فیصلہ کیا کہ دوبار ایک بار پھر ہانی بال سے جنگ کی جائے اپنے لشکریوں کا حوصلہ انہوں نے بڑھایا اور انہیں چند دن آرام اور سکون کا موقع بھی فراہم کیا دوسری طرف ہانی بال نے میٹاپونیٹوم میں ہی قیام کیے رکھا جنگ میں جو اسکے سپاہی زخمی ہو گئے تھے ان کی اس نے دیکھ بھال کی ان کی مرہم پٹی کا سامان کیا اور اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بھی بڑھاتا رہا۔ چند دن بعد مرسیلوس اور کرسپینوس اپنے لشکر کے ساتھ وینوسیا شہر سے نکلے اور ہانی بال کی طرف بڑھے میٹاپونیٹوم شہر سے ایک بار پھر رومنوں

اور کنعانیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ہانی بال نے پھر رومنوں کو بدترین شکست دی یہاں کہ مرسیلوس اور کوسپینوس دوبارہ میدان جنگ سے بھاگ کر وینوسا شہر میں پناہ گزین ہو گئے اور یہاں سے انہوں نے اپنے تیز رفتار قاصد اپنے مرکزی شہر روم کی طرف بھجوائے اور اپنے حکمرانوں سے انہوں نے مزید لشکر طلب کر لئے تھے حالانکہ جس قدر لشکر ان کے پاس تھا اسکی تعداد اب بھی ہانی بال کے لشکر سے کم از کم پانچ گنا زیادہ تھی باقی پانچ گنا کو ہانی بال نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

تقریباً ایک ماہ تک مرسیلوس اور کوسپینوس وینوسیا شہر میں محصور رہے یہاں تک کہ روم سے انہیں ایک اور بڑا لشکر مہیا کر دیا گیا اب انکے لشکر کی تعداد پھر ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گئی تھی تازہ دم لشکر کے آنے کی وجہ سے مرسیلوس اور کوسپینوس کے حوصلے پھر بلند ہو گئے تھے دوسری جانب جب ہانی بال نے دیکھا کہ دونوں رومنوں جرنیلوں کو وینوسیا شہر میں مزید رسد اور کمک مل گئی ہے تو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بیناپونیئوم شہر سے پیش قدمی کی اور یہاں سے نکل کر اس نے وینوسیا شہر کے باہر آکر پڑاؤ کیا مرسیلوس اور کوسپینوس دونوں جرنیلوں نے شہر کے اندر محصور ہو کر جنگ لڑنا اپنی توہین سمجھا لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ وینوسیا شہر سے نکلے اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ ہانی بال کے سامنے خیمہ زن ہوئے ایک بار پھر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان وینوسیا شہر کے باہر جنگ ہوئی یہ انتہائی ہولناک جنگ تھی یہ مقابلہ بھی ایک دس کی نسبت سے تھا لیکن ہانی بال کچھ ایسا تجربہ کار ایسا تیز اور ایسا جنگجو اور ایسا دلیر اور فاتح جرنیل تھا کہ اس بار بھی اس نے رومنوں کو ہلا کر رکھ دیا اس نے رومنوں کو پے در پے یہ تیسری بدترین شکست دی اس جنگ میں مرسیلوس مارا گیا اور دوسرا جرنیل کوسپینوس بری طرح زخمی ہوا اور وہ بھی ان زخموں کی تاب نہ لا کر مرگیا رومن لشکر کچھ کٹ مرا اور کچھ بھاگ کر تتر بتر ہو گیا اس طرح ہانی بال نے کمال جراتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے اس لشکر کا بھی صفایا کر دیا تھا۔

ہانی بال کو قرطاجنہ سے رسد اور کمک نہیں ملی تھی پھر بھی وہ بے یار و مددگار رومنوں کو شکست پر شکست دیتا چلا جا رہا تھا اب رومنوں کو پکا اور پختہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ کسی بھی میدان میں نہ ہانی بال کو شکست دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکال سکتے ہیں اس موقع پر اگر قرطاجنہ سے ہانی بال کو مدد مل جاتی تو ہانی بال یقیناً پورے اٹلی پر قبضہ کر لیتا اس طرح کنعانی عرب پورے اٹلی کے مالک بن جاتے اور آج دنیا کی تاریخ موجودہ تاریخ سے بالکل مختلف ہوتی بہرحال ہانی بال ایک فاتح ایک عظیم جرنیل کی حیثیت

سے اٹلی ہی کے اندر قیام کئے رہا۔

○

دوسری طرف ہانی بال کا بھائی حسدربال اسپین سے بھاگ کر اٹلی میں داخل ہو چکا تھا یونانی جرنیل کلاڈیوس نیرو جسکے پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی وجہ سے اسپین میں حسدربال کو شکست ہوئی تھی وہ بھی اٹلی میں وارد ہو گیا تھا اٹلی میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال کے بھائی حسدربال نے چند قاصد اپنے بھائی ہانی بال کی طرف بیناپونیئوم شہر کی طرف روانہ کئے ان قاصدوں کے ذریعے حسدربال نے اپنے بھائی ہانی بال کو اپنے اٹلی میں داخل ہونے کی اطلاع دی لیکن بدقسمتی سے یہ قاصد رومنوں کے ہاتھ چڑھ گئے اور انہیں گرفتار کر کے روم لے جایا گیا اور جو پیغام وہ لے کر ہانی بال کے پاس جا رہے تھے وہ بھی رومنوں نے ان سے چھین لیا اب رومنوں کو خبر ہوئی کہ اسپین سے ہانی بال کا بھائی ایک لشکر کے ساتھ اپنے بھائی ہانی بال کے ساتھ مل گیا تو پھر اٹلی کا فیصلہ ہمیشہ کیلئے کنعانی عربوں کے حق میں ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ کیلئے اٹلی میں قابض ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ حسدربال اور ہانی بال دونوں بھائیوں کو آپس میں ملنے نہ دیا جائے یہ مقصد حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اپنے جرنیل کلاڈیوس نیرو سے کام لینے کا ارادہ کیا جو ایک فاتح کی حیثیت سے اسپین سے لوٹا تھا کلاڈیوس کے ساتھ انہوں نے ایک دوسرا جرنیل بھی لگایا جس کا نام لیویوس تھا اسے بھی ایک لشکر مہیا کیا گیا اس طرح کلاڈیوس نیرو اور لیویوس دونوں ایک متحدہ لشکر لیکر حسدربال کی طرف روانہ ہوئے۔

حسدربال کے خلاف رومنوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کلاڈیوس کی سرکردگی میں دیا گیا اور دوسرا لیویوس کی کمانداری میں کلاڈیوس سامنے کی طرف سے حسدربال پر حملہ آور ہوا جبکہ لیویوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیچھے کی طرف چلا گیا تھا اپنے پہلے ہی حملے میں حسدربال نے کلاڈیوس کے لشکر کو ہلا کر رکھ دیا تھا قریب تھا کہ کلاڈیوس اس جنگ میں مارا جاتا اور اس کے لشکر کو بدترین شکست ہوتی لیکن عین اس وقت حسدربال کی پشت کی طرف سے لیویوس نے اس پر حملہ کر دیا اب حسدربال کی توجہ بٹ گئی تھی اس کا لشکر پشت کی طرف سے حملہ ہونے کی وجہ سے افراتفری کا شکار ہو گیا تھا اسی افراتفری کے عالم سے دونوں رومن جرنیلوں نے خوب فائدہ اٹھایا جی بھر کے انہوں نے کنعانیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ ہانی بال کے بھائی حسدربال کی بھی گردن انہوں نے کاٹ دی تھی اس طرح اس جنگ میں کلاڈیوس نیرو اور لیویوس کو پہلی بار کنعانیوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی تھی حسدربال کا سرکاٹ کر کلاڈیوس نیرو نے چند کنعانی

قیدیوں کے ہاتھ ہانی بال کی طرف روانہ کر دیا تھا جب ہانی بال کے سامنے اس کے بھائی حسدربال کا کٹا ہوا سر پیش کیا تو وہ غم اور دکھ سے دہرا ہوکر رہ گیا تھا اس کے تاثرات سے لگتا تھا کہ بھائی کی موت نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تاہم اس نے ہمت نہ ہاری اور اٹلی کے اندر ڈٹے رہنے کا عزم کئے رکھا۔

○

دوسری طرف رومن جرنیل سپیو اسپین میں کنعانیوں کے قبضے کا خاتمہ کرنے کے بعد بحری بیڑے کے ذریعے افریقی ساحل پر اتر گیا تھا اس کے ساتھ بھی ایک بہت بڑا جرار لشکر تھا افریقہ کے ساحل پر اترنے کے بعد اس نے ایک جگہ اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اور اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ افریقہ کے جنگلی قبائل کے بادشاہ سائفکس کی خدمت میں حاضر ہوا سپیو نے سائفکس کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی اسے یقین دلایا کہ اگر وہ کنعانیوں کے خلاف رومنوں کا ساتھ دے تو آنے والے دور میں نہ صرف یہ کہ رومن کنعانیوں کے [illegible] میں اس کی مدد کریں گے بلکہ اسے مال و اموال سے مالا مال بھی کر کے رکھ دیں گے [illegible] ہی تھا کہ سائفکس سپیو کی باتوں سے متاثر ہو کر کنعانیوں کے خلاف ان کا ساتھ دینے کا عہد کر لیتا لیکن اس دوران ایک اور حادثہ نمودار ہوا وہ یہ کہ کنعانیوں کا جرنیل حسدربال گسکو بھی اسپین سے افریقہ پہنچ گیا اس کے ساتھ اس کی بیٹی سوفنسبا بھی تھی اسے جب خبر ہوئی کہ رومن جرنیل سپیو سائفکس کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بھی اپنی بیٹی سوفنسبا کے ساتھ سائفکس کی خدمت میں حاضر ہوا حسدربال گسکو بادام و سیب کے پھولوں جیسی حسین چنار اور بیک کی کونپلوں جیسی خوبصورت کھیتوں کے جوبن جیسی تازہ پری وادیوں جیسی شاداب سسکتے تڑپتے الفاظ جیسی چنچل چرواہوں کی باوسریوں کے گیت جیسی پرکشش پرندوں کی چہچہاٹوں جیسی پرجمال اسرار حیات جیسی تجسس آمیز چڑیوں کے گیت جیسی نوخیز اور ندیوں کی گنگناہٹ جیسی نو بہار تھی اس کے ہاتھوں کا لمس جان کو معطر اور اس کی آواز کا ترنم روح کو سرور بخش دیتا تھا مجموعی طور پر سوفنسبا پیکر حسن و جمال تھی اور اس کے انفاس کی مہک اپنے اندر بھرپور جذب و کشش رکھتی تھی جونہی حسدربال گسکو اپنی بیٹی سوفنسبا کے ساتھ افریقی وحشیوں کے بادشاہ سائفکس کے سامنے پیش ہوا سائفکس سوفنسبا کے حسن و جمال سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے دل ہی دل میں سوفنسبا کو اپنانے کا عہد کر لیا تھا۔

لہٰذا جب کنعانیوں کے سردار حسدربال گسکو نے سائفکس سے گفتگو کرتے ہوئے اس

سے التجا کی کہ وہ کنعانیوں کے خلاف رومن جرنیل سپیو کا ساتھ نہ دے تو سائفکس فوراً اس بات پر آمادہ ہوگیا تھا اور اس نے حسدربال گسکو سے اس کی بیٹی سوفنسبا کو پسند کرنے اور اس سے شادی کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کر دیا حسدربال گسکو سائفکس کی اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوا اور اپنی بیٹی سوفنسبا کو اسی وقت سائفکس سے بیاہ دیا پس جب سائفکس نے سوفنسبا سے شادی کر لی تو سوفنسبا بھی اس پر کچھ اس طرح حاوی اور طاری ہوگئی کہ اس نے آئندہ کے لئے اسے رومنوں کا ساتھ دینے کے لئے قطعی روک دیا تھا اس طرح وقتی طور پر رومن جرنیل سپیو کو سائفکس کے ہاں سے ناکامی اور حسدربال گسکو کو اس کی بیٹی سوفنسبا کی وجہ سے کامیابی ہوگئی تھی۔

دوسری طرف رومن جرنیل کو جب سائفکس کے ہاں سے ناکامی ہوئی تو اس نے اپنے حکمرانوں سے مزید رسد اور کمک طلب کر لی جس کے جواب میں رومن فوراً حرکت میں آئے اور سپیو کو انھوں نے مزید لشکر کے علاوہ خوراک اور نقدی بھی روانہ کر دی تھی جب یہ خوراک کے ذخائر اور مدد سپیو کو مل گئی تو سپیو نے اکیلے ہی افریقہ میں کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر لیا تھا اپنی جنگی تیاریاں پوری کرنے کے بعد سپیو کنعانیوں کی سرزمین کی طرف بڑھا تھا ان ہی دنوں ہانی بال کا بھائی ماگو اسپین سے نکل کر اٹلی میں داخل ہوا رومنوں کے ایک لشکر نے ماگو کی راہ روکی حقیقت میں ماگو چاہتا تھا کہ اپنے بھائی سے جا ملے اسے روکنے کے لئے یونانیوں نے یکے بعد دیگرے دو بڑے بڑے لشکر روانہ کیے لیکن ان لشکروں کو ماگو نے بدترین شکست دی اور وہ کامیاب و کامران جنوبی اٹلی میں اپنے بھائی ہانی بال سے جا ملا تھا اپنے بھائی ماگو اور اس کے لشکر کے آجانے کی وجہ سے ہانی بال کو بڑا حوصلہ اور تقویت ملی تھی اب اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ پوری اٹلی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد اٹلی کو کنعانیوں کی سلطنت میں شامل کر کے رہے گا اس کے بعد سسلی میں وارد ہو گا اور سسلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اسے بھی کنعانیوں کا زیر نگین کرے گا اس طرح وہ چاہتا تھا کہ افریقہ کے علاوہ اٹلی اور سسلی میں بھی کنعانیوں کی حکومت قائم کرنے کے بعد اور وہاں سے رومنوں کو مار بھگانے کے بعد اس خواب کی تکمیل کرے جو اس نے اپنی قوم کے لئے دیکھا تھا۔

جن دنوں ہانی بال کا چھوٹا بھائی ماگو اپنے پرانے لشکر کے ساتھ ہانی بال سے ملا تھا ان دنوں افریقہ میں رومنوں کے جرنیل سپیو نے پیش قدمی شروع کر دی تھی اور یونانیوں کے سب سے بڑے سرحدی شہر مسنسیا کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا کنعانیوں کے پاس اس وقت حسدربال گسکو کے علاوہ اور کوئی جرنیل نہ تھا جس پر وہ اعتماد اور بھروسہ کر سکتے تھے لہٰذا

جلدی میں انھوں نے ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کو انھوں نے حسدربال گسکو کی سرکردگی میں منسیا کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ سپیو کا مقابلہ کرے اور اپنے شہر منسیا کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور کر دے سپیو کو جب خبر ملی کہ کنعانیوں کا سردار حسدربال گسکو اس کی سرکوبی کے لئے آرہا ہے تو اس نے منسیا شہر کا محاصرہ ترک کر دیا اور کھلے میدانوں میں آکر حسدربال گسکو کا انتظار کرنے لگا تھا حسدربال کے ہاتھوں اسپین چھیننے کے بعد سپیو کے حوصلے بلند تھے اور وہ امید رکھتا تھا کہ افریقہ کے ریگزاروں میں حسدربال کو پسپا ہونے پر مجبور کر دے گا۔

دوسری طرف کنعانیوں کا سپہ سالار آندھی اور طوفان کی طرح آیا اس نے منسیا کے پاس آکر رومنوں کے سامنے پڑاؤ نہیں کیا بلکہ آتے ہی اس نے سپیو کے لشکر پر حملہ کر دیا یہ حملہ ایسا زور دار ایسا خونخوار اور ایسا جان لیوا تھا کہ رومن اس کا دفاع نہ کر سکے اور تھوڑی ہی دیر کی لڑائی کے بعد حسدربال نے سپیو اور اس کے لشکریوں کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا تھا منسیا شہر سے باہر رومنوں کے جرنیل سپیو کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر سمندر کے کنارے اس طرف چلا گیا جہاں رومنوں کا بحری بیڑہ پڑاؤ کیے ہوئے تھا اس شکست کے بعد سپیو نے بڑے تیز رفتار قاصد روم کی طرف بھجوائے اور اپنی قوم سے مدد طلب کی جواب میں رومنوں نے ایک اور بحری بیڑہ اور ایک بڑا لشکر سپیو کی مدد کے لئے افریقہ کی طرف روانہ کر دیا تھا جب یہ بحری بیڑہ مدد لیکر افریقہ کے ساحل پر پہنچا تو سپیو ایک بار پھر کنعانیوں سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

افریقہ میں اس وقت وحشی قبائل دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے ایک حصے پر سائفکس حکومت کرتا تھا اور دوسرے پر گالا۔ ماضی میں گالا کے ساتھ کنعانیوں کے بڑے اچھے تعلقات تھے اب جبکہ کنعانیوں کی بیٹی سوفنبا سائفکس کی بیوی بن گئی تو گالا کے ساتھ کنعانیوں کے تعلقات خراب ہوگئے اس دوران گالا مرگیا اور اس کا بیٹا منسیا وحشی قبائل کا بادشاہ بن گیا کنعانیوں کے ساتھ جنگ چھیڑنے سے پہلے سپیو نے منسیا سے تعلقات بڑھائے اور ساز باز کرنے کے بعد منسیا کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح سپیو اور منسیا دونوں اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کنعانیوں پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھے تھے دوسری طرف غربی وحشی قبائل کے باشاہ سائفکس کے چونکہ کنعانیوں سے رشتہ داری جیسے تعلقات تھے لہٰذا اس نے کنعانیوں کا ساتھ دینے کا عہد کر لیا اب ایک طرف رومنوں اور منسیا کا لشکر تھا اور دوسری طرف کنعانیوں اور سائفکس کے لشکر تھے اور دونوں لشکر جنگ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر چکے تھے۔

افریقہ کے غربی وحشی قبائل کا بادشاہ سائفکس حقیقت میں جنگ نہیں چاہتا تھا لہٰذا وہ قاصدوں کے ذریعے رومنوں کے جرنیل سپیو سے صلح صفائی کی بات چیت کرنے لگا قاصدوں کے ذریعے سے سائفکس نے سپیو کو یہ پیغام بھجوایا کہ کنعانی اور رومنوں کے درمیان صلح ہوجانی چاہئے اور شرط بیچ میں یہ رکھی چاہئے کہ سپیو افریقہ سے نکل کر اٹلی کی طرف چلا جائے جبکہ کنعانی اپنے نامور جرنیل ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو اٹلی سے واپس افریقہ منگوالیں گے سپیو نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا اور سائفکس کو یہ پیغام بھجوا دیا کہ یہ شرائط مجھے قبول نہیں تاہم میں اپنے قاصدوں کے ذریعے نئی شرائط بھجواؤں گا جن کی بنا پر کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان صلح ہو سکتی ہے درحقیقت سپیو صلح نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ شرقی وحشیوں کے بادشاہ منسیا کے ساتھ ملکر کنعانیوں اور سائفکس کے خلاف ایک سازش تیار کر رہا تھا۔

یہ سازش کچھ یوں تھی کہ کنعانیوں کے جرنیل حسدربال گسکو اور سائفکس نے سپیو اور منسیا کے لشکر کے سامنے جو پڑاؤ ڈالا تھا تو خیموں کی جگہ ان کا پڑاؤ ببول کی مضبوط اور خوبصورت جھونپڑیوں پر مشتمل تھا سپیو چاہتا تھا کہ شرائط کی گفتگو جاری رہے ایسے قاصد آتے جاتے رہیں اور ساتھ ہی حسدر بال گسکو اور سائفکس کے پڑاؤ کی جاسوسی کرتے رہیں اور پھر مناسب وقت جان کر رات کے وقت اچانک حسدربال گسکو اور سائفکس کے پڑاؤ کو آگ لگادی جائے اور جب تیز آگ بھڑک اٹھے تو پھر بھرپور حملہ کر کے سائفکس اور حسدربال کو بدترین شکست دی جائے۔

اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے رومن جرنیل سپیو نے صلح صفائی کے لئے بات چیت جاری رکھی اس کے قاصد آتے جاتے رہے دراصل یہ قاصد نہیں جاسوس تھے جو بڑی تفصیل اور گہری نگاہ سے حسدربال گسکو اور سائفکس کے لشکروں کی جاسوسی کرتے جارہے تھے۔ پھر ایک رات اچانک سپیو کے لشکری حرکت میں آئے اور آدھی رات کے وقت انھوں نے سائفکس اور حسدربال گسکو کے پڑاؤ کو آگ لگا دی تھی آگ لگانے والے وہی جاسوس تھے جو قاصد کی حیثیت سے سائفکس اور حسدربال گسکو کے لشکر کی طرف آتے جاتے رہتے تھے۔ رات کے وقت جب ببول کی جھونپڑیوں کو آگ لگی تو وہ بڑی تیزی سے ساحلی ہواؤں کی وجہ سے دور دور تک پھیلنے لگی جس وقت اس آگ کی وجہ سے سائفکس اور حسدربال گسکو کے لشکر میں افراتفری پھیلی اسی وقت سپیو اور شرقی وحشیوں کے جرنیل منسیا نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کنعانیوں اور سردار سائفکس کو شکست ہوئی تاہم حسدربال گسکو اور سائفکس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے

میں کامیاب ہوگئے تھے۔

سپیو کی فتح اور کنعانیوں کی شکست کی وجہ سے کنعانی حکمرانوں کو بڑا صدمہ ہوا تھا وہ فکرمند ہوگئے کہ اگر رومن جرنیل سپیو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ مسنیسا نے مل کر کنعانی علاقوں پر اپنے حملے جاری رکھے تو کنعانیوں کو بے پناہ نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اسی اندیشے کے تحت انھوں نے تیز رفتار قاصد کشتیوں کے ذریعے اٹلی میں ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کی طرف روانہ کئے افریقہ میں رومن جرنیل سپیو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ مسنیسا کی سازش کی وجہ سے اچانک رونما ہونے والے حالات سے ان دونوں بھائیوں کو آگاہ کیا اور انھیں ہر کام چھوڑ کر فی الفور افریقہ پہنچنے کے لئے لکھا۔ ہانی بال بیچارہ اپنے بھائی ماگو کے آنے کی وجہ سے پورے اٹلی پر قبضہ کرنے کی تیاریاں کررہا تھا کہ اس کے حکمرانوں نے اسے واپس طلب کر لیا ہانی بال اپنی قوم اپنے وطن سے ہمدردی اور دردمندی رکھنے والا جرنیل تھا لہٰذا وہ ان قاصدوں کے پیغام کو رد نہ کر سکا اور اپنے بھائی ماگو کے لشکر کے ساتھ اس نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اگر کنعانی حکمران اس وقت ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو اٹلی سے نہ بلاتے تو یقیناً" ہانی بال اور ماگو دونوں مل کر رومنوں کے مرکزی شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے اور پورے اٹلی پر قبضہ کر لیتے اس طرح شمالی افریقہ کے بعد اٹلی پر بھی کنعانیوں کا قبضہ ہو جاتا اور اس کے بعد ان کے لئے یورپ کے دوسرے ممالک کے دروازے بھی کھل جاتے۔ پس مجبوراً" ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو واپسی کی تیاریاں کرنا پڑیں جس وقت وہ واپسی کے لئے کوچ کرنے والے تھے ایک رومن لشکر نے حملہ آور ہو کر انھیں نقصان پہنچانا چاہا اسے دونوں بھائیوں نے ملکر بدترین شکست دی لیکن اس جنگ میں ماگو بیچارہ زخمی ہوگیا۔ بہرحال اپنے زخمی بھائی کو لیکر ہانی بال نے افریقہ کی طرف کوچ کیا راستے میں ہانی بال کا بھائی ماگو زخموں کی تاب نہ لا کر مرگیا۔ ہانی بال کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی حسدربال کا صدمہ برداشت کر چکا تھا اب اس کے دل پر یہ ایک نیا زخم ایک نیا چرکہ لگا تھا جس نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی بہرحال ہانی بال جو اب دکھوں کا مارا ایک انسان تھا اپنے بحری بیڑے میں تیزی سے افریقی ساحل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

O

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک سفید نیل کے کنارے ہی کی سرائے میں قیام کر رکھا تھا تاہم سرائے میں قیام کے دوران انھوں نے اپنی ہیئت بدل لی تھی اب

وہ اپنی اصل شکل و صورت میں وہاں قیام کئے ہوئے تھے ایک روز دونوں میاں بیوی سرائے کی عمارت سے باہر دھوپ میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے کہ سرائے کا مالک اور اس کے چند ساتھی ان کے قریب آئے پھر سرائے کا مالک یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اے مہربان اجنبی اگر تم دونوں میاں بیوی برا محسوس نہ کرو تو ہم تمہارے پاس بیٹھ جائیں ہم نے سنا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی کنعانیوں کے اندر رہے ہو اور شاید اس کا ذکر تم نے سرائے کے کسی کارکن سے کیا ہے اور اسی نے مجھ سے بھی ذکر کیا ہے سرائے کے مالک کی یہ گفتگو سنکر یوناف نے اپنے سامنے چٹائی کے خالی حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھیں بیٹھنے کو کہا جب وہ بیٹھ گئے تو سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔

دراصل مجھے کنعانیوں سے متعلق جاننے کی بڑی دلچسپی ہے میں ہمیشہ سے اس قوم سے متعلق دلچسپی اور ہمدردی رکھتا رہا ہوں تم دونوں میاں بیوی چونکہ اس قوم کے اندر کافی عرصہ رہ چکے ہو اور آج کل اس قوم کا نامور جرنیل ہانی بال اٹلی کے اندر رومنوں کو خوب اپنے سامنے دبائے ہوئے ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی لئے تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اس قوم سے متعلق کچھ تفصیل تم سے جان سکوں اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا تم کس قسم کی تفصیل کنعانیوں سے متعلق جاننا چاہتے ہو اس پر سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔

کہ انھوں نے کیسے ترقی کی ان کی بحری تجارت کیسی ہے انکے شہر کس طرح کے ہیں انھوں نے زراعت دستکاری موسیقی عمارت سازی بحرپیائی نو آبادیات میں کس طرح ترقی حاصل کی اگر اس سے متعلق تم کچھ تفصیل کے ساتھ کہو تو میں تمہارا بڑا شکر گزار ہوں اس لئے کہ میں تفصیل کے ساتھ اس قوم سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں سرائے کے مالک کی اس گفتگو پر یوناف تھوڑی دیر ہلکے ہلکے مسکراتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا تم لوگ سکون سے بیٹھو میں تمہاری خواہش پوری کروں گا میں تمھیں کنعانی عربوں سے متعلق تفصیل سناتا ہوں۔

سنو! ہاں صاحبو! فونیقی بنیادی طور پر عرب ہیں اور یہ صحرائے عرب سے نکل کر ہی بحرہ روم کے ساحل پر جاکر آباد ہوگئے تھے یہ فونیقی بے سروپا بحرپیما نہیں ہیں انھوں نے راستوں کے باقاعدہ نقشے بنا رکھے ہیں جن کے مطابق یہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ انھوں نے پہلے خوب چھان بین کر لی تھی پھر ان راستوں پر چلنے لگے تھے اور ان کے اجارہ دار بن گئے بلکہ ابتدائی بین الاقوامی راستے وہی تھے جو کنعانیوں کے شہر سے ہی ہو کر جاتے تھے۔ جبلہ کبھی کنعانیوں کی پہلی مشہور بندرگاہ تھی لیکن بعد میں صبور اور صیدہ نے اسکی جگہ لے لی

تھی یہاں سے بیرونی سمتوں کا سلسلہ شروع کیا جاتا تھا۔

کنعانی ان شہروں سے مصر ہوتے ہوئے یا براہ راست شمال کا رخ کرتے ہوئے قبرص پہنچ جاتے تھے پھر فارس کی جانب مڑتے اور لیبیا کے پاس سے گزرتے ہوئے رہوڈس کی جنوبی سمت سے کریٹ اور کوہ سیرا پہنچ جاتے تھے سسلی سے انکا راستہ کار تیکا جاتا تھا پھر وہ شمالی افریقہ کی ان نو آبادیات میں پہنچ جاتے جو انھوں نے جابہ جا قائم کر رکھی تھیں وہاں سے ساحل کے ساتھ ساتھ مغرب کی جانب جاتے ہوئے یہ ان نوآبادیوں میں پہنچ جاتے جو مغرب میں انھوں نے قائم کر رکھی تھیں وہاں سے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ لوگ مزید مغرب کی طرف نکل جاتے ہیں اپنی اور اپنی ان نوآبادیوں میں پہنچتے ہیں جو ہسپانیہ کے ساحل پر تھیں ان بڑے بڑے راستوں کے علاوہ شمالاً" اور جنوباً" بھی انھوں نے متعدد گزر گاہیں بنا رکھی ہیں۔

چار بڑی بڑی چیزیں ایسی تھیں جو بحرہ روم کے سواحل کی متعدد سرزمینوں میں موجود نہ تھیں اور کنعانی انھیں وہاں پہنچاتے تھے یعنی لکڑی گیہوں تیل اور شراب یہ تمام جنسیں ان کی اپنی پیدا کردہ نہیں ہیں گیہوں اور تیل یہ لوگ فلسطین سے لیتے ہیں اس کے بدلے عیش و آرائش کی چیزیں دیتے ہیں لوبان اور مصالحے جنوبی عرب اور ہندوستان سے لے کر آتے ہیں کاروانی تجارت کے راستے ان خطوں کو بحرہ روم کی بندرگاہوں سے ملاتے ہیں آگے چل کر کنعانیوں نے سامان تجارت میں اپنی چیزیں بھی شامل کر لیں جن کی صنعت میں انھیں درجہ کمال حاصل ہے یعنی دھاتوں کی بنی ہوئی چیزیں پارچہ جات کنعانیوں کے دھاتی ظروف ان کے اونی اور سوتی پارچے جو بعض ارغوانی رنگ کے تھے اس کے علاوہ آبنوس اور ہاتھی دانت کا بنا گھریلو سامان ہر جگہ مقبول ہے اور اچھی قیمت دے جاتا ہے۔

گھریلو سامان اعلیٰ درجے کے کاریگر تیار کر کے مقامی نمونوں کے مطابق بناتے ہیں یا مصری نمونوں کے لبنان کے دیوداروں کو کنعانی دیودار کہتے ہیں لبنان کے جنگل میں صنوبر دیودار اور تارپین کے درخت ہیں لکڑی کے علاوہ یہاں سے روغن اور گوند بھی بھیجا جاتا گوند اور تار کول جہازوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جیسے جیسے ان تاجروں کی منڈیوں میں اضافہ ہوا ویسے ویسے ان کے وسائل میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا رفتہ رفتہ یہ لوگ شرق و غرب کے درمیان تبادلہ اجناس کا واسطہ بن کر مشرقی مصنوعات اور دوسری چیزیں مغرب میں پہنچاتے اور مغرب کی چیزیں زیادہ تر دھاتی ظروف مشرق کی سر زمینوں میں لاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ یہ لوگ لبنان کی سرزمینوں سے نکل کر افریقہ میں جاکر آباد ہونے لگے وہاں انھوں نے قرطاجنہ نام کا شہر آباد کر لیا یہاں تک کہ لبنان کی

نسبت ان کی قوت افریقہ میں زیادہ مضبوط اور مستحکم ہوگئی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر بولا اور کہنے لگا جہاں تک ان کنعانیوں کی زراعت کا تعلق ہے وہ زمین اور اس کے وسائل پر مبنی ہے زراعت ماہی گیری اور تجارت سب سے بڑے ابتدائی پیشے کنعانیوں کے تھے ان میں کھیتی باڑی کو سب سے اہم حیثیت حاصل رہی ہے اور اس نے مذہبی عقائد اور رسومات پر بھی اثر ڈالا۔ بیج ابتداء میں ہاتھ سے بویا جاتا تھا بعدازاں دوآبہ دجلہ اور فرات سے ہل پہنچ گیا اور اس کے ذریعے سے تخم ریزی ہونے لگی ہل کے لئے یہ کنعانی برنجی رنگ کی تھالی استعمال کیا کرتے ہیں۔ فصل درانتی سے کاٹی جاتی ہے یہ درانتی پہلے پتھر کی بنتی تھی پھر اس میں دندانے بنا لئے جاتے تھے۔ دستہ ہڈی یا لکڑی کا بناتے تھے اس کے بعد سنگی درانتی کی جگہ لوہے کی درانتی رائج ہوگئی غلے اور بھوسے کو الگ الگ کرنے کے لئے لکڑی کے دوشاخے سے کام لیا جاتا ہے۔

آٹا پتھر کی چکیوں میں پیسا جاتا ہے جنھیں ہاتھ سے چلایا جاتا ہے روٹیاں بھی مٹی کے تنوروں میں پکائی جاتی ہیں جن کی وضع استونے کی سی ہوتی تھی اور یہ چیزیں زمانہ حال تک میں بھی دیہاتی آبادی میں رائج ہیں۔ یہ لوگ کھانا وغیرہ چھوٹے چھوٹے برتنوں میں کھاتے ہیں پانی کے لئے یہ بڑے بڑے مٹی کے مٹکے استعمال کرتے ہیں پینے کا پانی یہ بڑے بڑے برتنوں یا مشکیزوں میں سر پر اٹھا کر لاتے ہیں چراغ جلانے کے لئے مٹی کی چھوٹی چھوٹی طشتریاں استعمال ہوتی ہیں جن کے ایک حصے میں بتی رکھنے کی جگہ ہوتی ہے اور اس کے اندر تیل یا چربی جلاتے ہیں۔

جہاں تک کنعانیوں کی تعمیر کا تعلق ہے اس کا بہترین نمونہ ہیکل سلیمانی کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا اس لئے کہ ہیکل سلیمانی جو ابتداء میں شاہی معبد کے طور پر بنایا گیا تھا اور بعد میں یہودیوں کا عام معبد بن گیا یہ کنعانیوں کے صور شہر کے معماروں اور کاریگروں نے ہی تعمیر کیا تھا اور اس میں لبنان کے دیودار استعمال کئے گئے تھے اس کی تعمیر کے لئے حضرت سلیمان نے حکم دے دیا تھا کہ رعایا میں سے تیس ہزار آدمی باری باری لکڑی حاصل کرنے کے لئے کنعانیوں کی سرزمین میں کام کریں گے اور دو مہینے معمول کے مطابق اپنے گھروں میں کام کرتے رہیں گے۔ کٹے ہوئے دیودار کے تنے سمندر میں پہنچائے جاتے تھے وہاں سے شہتیروں کو باندھ کر خاص طریقے سے لے جایا جاتا تھا وہاں سے یہ یروشلم لے جائے جاتے تھے۔

کنعانیوں کی اس لکڑی کے بدلے میں انھیں گیہوں اور جو کے علاوہ شراب اور خالص تیل مہیا کیا جاتا تھا۔ ہیکل سلیمانی کی یہ عظیم الشان عمارت کنعانیوں کی صناعی اور کاریگری کا

منہ بولتا ثبوت تھا۔ بلکہ اس عمارت کا نام جو ہیکل رکھا گیا وہ بھی کنعانیوں کی زبان سے ماخوذ ہے۔

حضرت سلیمان کا محل بھی کنعانی معماروں ہی نے تعمیر کیا تھا اس میں لبنان کے دیودار استعمال کئے گئے تھے دیودار کے ستون اس میں اتنے استعمال کئے گئے تھے کہ اسے لبنانی جن کا گھر کہتے تھے۔ یہی لکڑی حضرت سلیمان نے اپنے جنگی رتھوں کے لئے استعمال کی تھی اس کے علاوہ حضرت سلیمان نے اپنے گھوڑوں کے لئے جو اصطبل تعمیر کروائے تھے وہ بھی کنعانی کاریگروں کے ہی تعمیر کردہ تھے اس کے علاوہ ان ہی کنعانی کاریگروں نے حضرت سلیمان کے لئے بحری بیڑہ تیار کیا اور عبرانیوں کی تاریخ میں یہ پہلا بحری بیڑہ تھا یہ بیڑہ بحرہ قلزم کی داھنی شاخ کے سرے پر عسیون[1] جابر میں ٹھہرایا جاتا تھا اس بیڑے کے ساتھ کنعانی اکثر عرب اور مشرقی افریقہ کے ساحلی مقامات پر بحری مہمیں سر کرتے رہے بیڑے کا اصل مقصد یہ تھا کہ لوبان ہاتھی دانت سونا اور جواہرات مختلف مقامات سے فلسطین پہنچایا جاتا رہے۔

اب میں تم لوگوں کیلئے کنعانیوں کی موسیقی پر روشنی ڈالتا ہوں عرب گروہوں میں کسی نے بھی موسیقی کو اتنی بلندی پر نہ پہنچایا جتنی بلندی پر ان کنعانیوں نے پہنچایا انہوں نے مشرق قریب کی سابقہ نغمہ آرائیوں سے خوب فائدہ اٹھایا اور تمام محاصل ترانہ ریزیوں پر سبقت لے گئے ہیکل کی عبادت میں بھی موسیقی کی ضرورت پیش آتی تھی کنعانیوں کے سر اور ان کے آلات موسیقی بحرہ روم کے پورے حلقہ میں پہنچ گئے مردوں اور عورتوں دونوں میں گانے اور بجانے کے ماہر موجود ہوتے ہیں مصر کی سلطنت میں ان کنعانی سازندوں اور موسیقاروں کو بڑے شوق سے بلایا اور سنا جاتا تھا مصری سازوں کے ناموں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی اصل کنعانی ہی ہے۔

حتیٰ کہ یونانیوں نے بھی موسیقی میں کنعانیوں ہی سے فائدہ اٹھایا کنعانیوں نے سر اور ساز ہی نہ دیئے بلکہ ان کے نام بھی لوگوں تک پہنچائے اس موسیقی کی نقالی سب سے بڑھ کر عبرانیوں نے کی۔ مقدس عبرانی موسیقی کی ابتداء حضرت داؤد نے کی اور حضرت سلیمان کے عہد میں اسکی خوب نشوونما ہوئی خود عبرانیوں کے پاس اب کنعانیوں کے سوا کوئی موسیقی کا نمونہ موجود نہیں ہے۔

شروع میں ہیکل کے سازندے اور موسیقار یا تو کنعانی تھے یا انہوں نے سب کچھ کنعانیوں ہی سے سیکھا تھا اس طرح موسیقی اور ساز سب سے پہلے مذہبی اغراض کیلئے

(1) یہ مقام بحرہ قلزم کی اس خلیج پر تھا۔ جسے آجکل خلیج عقبہ کہتے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ عسیون بن جابر اسرائیل کی موجودہ بندرگاہ ایلات کے قریب تھا

استعمال ہوئے آگے چل کر مذہبی اور غیر مذہبی کی تفریق باقی نہ رہی کنعانیوں کے اندر ایک رقص بڑا مشہور و معروف ہے جسے یہ لوگ رقص زرخیزی کہہ کر پکارتے ہیں یہ رقص بعد میں عبرانیوں میں بھی بڑی شہرت پا گیا۔

جہاں تک کنعانیوں کی صنعت و حرفت کا تعلق ہے تو ان کنعانیوں نے جس فن میں بہت اونچا درجہ حاصل کیا ان میں ایک بنیادی فن شیشہ گری تھا کہتے ہیں کہ کنعانی تاجر سفر کرتے ہوئے ایک روز فلسطین کے شہر اکا کے نزدیک سمندر کے کنارے کھانا پکا رہے تھے انہوں نے چولہے بنانے کیلئے مٹی کے جو ڈھیلے استعمال کئے ان میں شورہ بھی تھا کھانا پکا چکنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ مٹی کے ان ڈھیلوں میں شورے کی صاف شفاف رگیں ظاہر ہو گئی تھیں۔ وہ فوراً حرکت میں آئے انہوں نے شورہ پگھلا کر ریت اس میں شامل کر دی اس طرح شیشہ بن گیا حقیقت یہ ہے کہ فونیقی ہی شیشے کے موجود تھے بعد میں اس شیشے کو یہ کنعانی مصر لائے اور پھر یہی لوگ شیشے کی تجارت کرنے لگے۔ بعد میں یہ کنعانی شیشے کو نقش دینے لگے اور اس فن کو انہوں نے کمال کی منزل تک پہنچا دیا۔

اسکے علاوہ کنعانیوں نے اون کی صنعت میں بھی کافی ترقی کی کنعانیوں کے ملک کے اندرونی حصے میں بھیڑیں پالی جاتی ہیں اور ان ہی سے اون حاصل کر کے اونی پارچہ جات تیار کئے جاتے ہیں اسکے علاوہ یہ کنعانی ہندوستان سے کپاس لا کر یونان میں بیچتے ہیں اور چونکہ یہ کنعانی عرب ہیں عربی میں کپاس کو قطن کہتے ہیں لہٰذا ان کی وجہ سے یونان میں کپاس کو قطن کہہ کر پکارا جانے لگا اسکے علاوہ کنعانی سن کپڑے کے ریشے سے بھی کام لیتے تھے اس سے چادریں دریاں اور لباس تیار کئے جاتے ہیں۔ ریشم بھی ان کنعانیوں میں معروف ہے اور ریشم یہ لوگ ریشمی کیڑوں سے حاصل کرتے ہیں۔

اسکے علاوہ فونیقی ارغوانی رنگ بنانے میں بھی بہت ماہر ہیں اور اسے دور دراز کی بندرگاہوں تک فروخت کیلئے پہنچاتے ہیں یہ رنگ بنیادی طور پر مچھلی سے حاصل کیا جاتا ہے یہ مچھلی بہت چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں سے صرف چند قطرے نکلتے ہیں پھر ان قطروں سے مزید رنگ تیار کرنے میں چونکہ بڑی محنت مشقت کرنی پڑتی ہے لہٰذا اس رنگ کی قیمت بہت زیادہ ہے اور یہ مچھلی چونکہ صیدا اور صور شہروں کے قریب ہی پائی جاتی تھی لہٰذا اس رنگ پر کنعانیوں کی اجارہ داری ہے یہ رنگ دنیا کے ہر خطے میں مشہور و معروف ہے اور ہر کوئی بڑی دلچسپی سے کنعانیوں سے یہ ارغوانی رنگ خریدا کرتا ہے کنعانیوں کی اس رنگ میں رنگی ہوئی اون دنیا کے مختلف ممالک میں بے حد مشہور و مقبول ہے۔ کنعانی ارغوانی رنگ پیدا کرنے والی اس مچھلی کو زندہ پکڑتے ہیں اسلئے کہ اگر مچھلی مرجائے تو رنگ فوراً اڑ

دیتی ہے مچھلی سے یہ گودا نکال کر یہ لوگ نمک لگا کر تین روز رکھ چھوڑتے ہیں پھر اسے معتدل حرارت پر جوش دیتے رہتے ہیں جوش دیتے وقت وہ تھوڑی دیر بعد رنگ کو بلوتے رہتے ہیں جتنا رنگ ہوتا دسویں روز تحلیل ہو کر پلیٹ میں خوب یکجان ہو جاتا پھر اس میں اون ڈبو کر نکالتے اور کافی دیر تک اسے خشک کرنے کیلئے دھوپ میں رکھتے بعد ازاں خشک اون کو صاف کر کے دوبارہ رنگ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اون خوب رنگین ہو جائے جب اون خوب رنگ اختیار کر لیتی ہے تو اسے بہترین تسلیم کیا جاتا ہے اور جب یہی اون کنعانی دوسرے شہروں میں لے کر جاتے ہیں تو یہ اون ہاتھوں ہاتھ بک جاتا ہے۔ جس سے یہ خوب دولت کماتے ہیں۔

ارغوانی رنگ کے علاوہ کنعانی قرمزی رنگ کے بھی موجد خیال کئے جاتے ہیں اور اس رنگ کو انہوں نے ہی تجارتی منڈی میں پہنچایا اسی رنگ کو بعد میں سرخ رنگ کہا جانے لگا اس رنگ کو کنعانی شاہ بلوط کے درختوں کی ایک خاص قسم سے حاصل کرتے ہیں اور درختوں کی یہ قسم بحرۂ روم کے کنارے کنارے پائی جاتی ہے بعد میں یہ رنگ ایرانیوں اور عربوں نے بھی تیار کرنا شروع کر دیا تھا اسلئے کہ اس رنگ کو ان کے ہاں بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔

کشتی رانی اور بحر پیمائی میں بھی کنعانیوں نے بڑی ترقی کی ہے یہاں تک کنعانی پہلے لوگ ہیں جنہوں نے قطب تارے کی افادیت حاصل کر لی اور اسکی مدد سے سمندروں میں سفر کرنا شروع کیا یہ لوگ دیودار کے نہایت پختہ اور پائیدار لٹھ کاٹ کاٹ کر ندیوں میں ڈال دیتے طغیانی آئی تو یہ لٹھ بہہ کر قریب ترین بندرگاہوں تک پہنچ جاتے وہاں یا تو ان سے جہاز بنا لئے جاتے ہیں یا انہیں باہر کے ملکوں میں بھیج دیا جاتا ہے صور اور صیدا کی بندگاہوں میں کنعانی جہازوں کی شروع شروع میں شکل آدھے چاند کی سی ہوتی تھی اگلا پچھلا حصہ اوپر کو اٹھا ہوا ہوتا تھا جہازوں کے یہ نمونے مصریوں کو اس قدر پسند آئے کہ اپنی عمارتوں میں یہ نمونے انہوں نے محفوظ کرنے شروع کر دیئے تھے۔

اسکے بعد کنعانیوں نے اپنے جہازوں کی شکل و شباہت تبدیل کر کے رکھ دی جہازوں میں خاصا سامان رکھنے کی گنجائش لانے کیلئے زیادہ چوڑا بنا دیا گیا اگلا حصہ بہت اونچا کر دیا گیا اور نوکیلا رکھا گیا تاکہ لڑائی میں کام دے سکے۔ اسکے علاوہ جہاز میں بڑے بڑے کتانی بادبان بھی لگائے گئے اور انہیں اس وقت کھولا جاتا تھا جب جہاز لنگر انداز ہوتا یا موسم سازگار ہوتا تھا۔ یہ نمونے اشوریوں کو اس قدر پسند آئے کہ انہوں نے بھی مصریوں کی طرح ان نمونوں کو اپنی عمارتوں کی دیواروں پر محفوظ کرنا شروع کر دیا تھا۔

اسی نمونے کے جہاز حضرت سلیمان کیلئے صناعوں نے بنائے تھے جنہیں صور کے بادشاہ حیرام نے سلیمانؑ کی طرف روانہ کیا تھا سلیمانؑ کی بندرگاہ عصیون جابر تھی یہ بندگارہ بحرۂ قلزم کی خلیج کے کنارے ہے اس بندرگاہ تک راستہ زیادہ لمبا نہ تھا یہاں سے سلیمانی جہاز لکڑی اور تانبا لیجاتے اور اسکے بدلے میں عمان سے سونا اور صحرائے عرب کی پیداوار فلسطین کو لیجاتے تھے۔

کنعانیوں نے بحری تجارت کے علاوہ بری تجارت میں بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لیا بحرہ روم کے کنارے جس قدر انکی بندرگاہیں تھیں وہاں سے خلیج فارس کے مختلف مقامات تک بری آمد و رفت بھی ہوتی تھی یہ کنعانی لوگ ہسپانیہ سے چاندی لوہا ٹین سیسہ آئیونیا سے غلام اور پیتل کے ظروف مصر سے کتانی پارچہ جات اور عرب سے بھیڑ بکریاں درآمد کرتے تھے ان کے قافلے تجارت کی غرض سے ہر جگہ پہنچ جایا کرتے تھے۔

اسکے علاوہ کنعانیوں نے ایک بہت بڑا کارنامہ بھی سرانجام دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے مصر کے فرعون نیکو کے کہنے پر پورے افریقہ کا چکر لگایا نیکو وہ فرعون تھا جس نے ایک پرانی نہر از سرنو کھدوا کر نیل کی درستین شاخ کو بحیرہ قلزم کے سرے پر ملا دیا تھا۔ اس آبی راستے سے کنعانی ملاح جنوبی سمندر میں پہنچ گئے۔ راستے میں خزاں کا موسم شروع ہو جاتا تو یہ لوگ ساحل پر اتر کر گندم کاشت کر لیتے فصل پک جاتی تو غلہ جہازوں میں بھر کر سفر شروع کر دیتے تیسرے سال یہ کنعانی ملاح پورے افریقی براعظم کا چکر لگانے کے بعد ہرکولیس کے میناروں کے پاس سے ہوتے ہوئے دوبارہ مصر پہنچ گئے تھے اور یہ کنعانیوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو اس سے پہلے کسی نے سرانجام نہیں دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا سنو مہربان دوست کیا میرے لئے تم کنعانیوں کی دستکاری اور فنون پر بھی کچھ روشنی ڈالو گے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اس صنف سے متعلق تمہارے لئے یہ جان لینا ہی کافی ہے کہ کنعانی بہت عرصہ پہلے سے کمہار کے چاک کا استعمال جانتے تھے کنعانیوں نے ابتداء میں بیرونی ملکوں کے نمونوں مثلاً مصر کریٹ اور قبرص کے نمونوں کی نقالی کی اسکے بعد کنعانیوں نے فنون و دستکاری میں نمایاں مقام حاصل کر لیا دھاتیں صاف کرنے کے فن میں کوئی ان سے بڑھا ہوا نہیں ہے تانبے اور برنج کا کام وہ بڑی چابکدستی سے کرتی ہیں سونے اور چاندی کے علاوہ فونیقیوں کو تین اور ایسی بہت سی دھاتوں کی تلاش میں انہوں نے بحر

(۱) قوم سبا کے قدیم شہر مارب کی کھدائی کے دوران حال ہی میں ایک بت ملا ہے۔ جو شیر کی کھال سے لپٹا ہوا تھا اور جس کی شکل کنعانیوں کے دیوتا ملکرت سے ملتی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کنعانی بری تجارت میں یمن اور عمان تک جاتے تھے۔

اوقیانوس میں دور دور تک سفر کئے اس دوران میں کنعانیوں نے مصر سے مرتبں مٹکے ظروف اور آرائشی سامان ہتھیار اور دوسری اشیاء کی درآمد شروع کی تھی لیکن بعد میں انہوں نے ان چیزوں میں رد و بدل کر کے کمال ترقی تک پہنچا دیا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھوڑی دیر تک سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ خاموش بیٹھا رہا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے مہربان عزیز تیرا بڑا شکریہ تو نے میری بات مانتے ہوئے کنعانیوں کے متعلق مجھے تفصیل سے آگاہ کیا تو نے یقیناً میری تشنگی دور کر دی ہے اسی خوشی میں آج تم دونوں میاں بیوی کا کھانا میرے ہاں ہو گا اب تم دونوں یہیں بیٹھو میں تمہارے لئے کھانا بھجواتا ہوں اسکے ساتھ ہی سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

اپنے مختصر سے بحری بیڑے کے ساتھ ہانی بال افریقہ کے ساحل پر اترا اپنے دونوں بھائیوں حسدربال اور ماگو کے مرنے کی وجہ سے وہ انتہائی افسردہ اور ٹوٹا بکھرا سا انسان ہو کر رہ گیا تھا یہاں تک کہ اسکے دو (2) جاں نثار ساتھی انیاس اور کارتھالو اسکے قریب آئے تھوڑی دیر تک وہ دونوں بیچارے بڑی پریشانی اور فکر مندی سے بجھے بجھے ہانی بال کی طرف دیکھتے رہے پھر دونوں آگے بڑھ کر اسکے پہلو میں آئے اس کے بعد انیاس نے ہانی بال کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا اٹلی کی سرزمین سے نکلنے کے بعد آپ بہت ملول ہیں انیاس کے اس استفسار پر ہانی بال چونک اٹھا تھوڑی دیر تک اس نے انیاس اور کارتھالو کی طرف دیکھا پھر وہ انتہائی دکھ اور انتہائی غمزدہ لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز اور میرے عظیم ساتھیو میں جو کچھ چاہتا تھا وہ پورا کر نہیں سکا میری قوم کو یوں عجلت میں مجھے روم سے افریقہ نہیں بلانا چاہئے تھا اگر ایسا ہوتا تو شاید میرا بھائی ماگو بھی بچ جاتا ماگو کے اٹلی میں پہنچنے سے مجھے بے حد تقویت اور حوصلہ ملا تھا اب مجھے اگر قرطاجنہ سے رسد اور کمک نہ ملتی تب میں پورے اٹلی کو کھنگال کر رکھ دیتا اور رومن حکومت کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا۔ اگر میری قوم تھوڑا مزید صبر کر لیتی اور رومن جرنیل سیپو کو کسی نہ کسی طرح اپنی سرزمینوں میں روکے رکھتی اور اسے جنگوں میں الجھائے رکھتی تو میں اٹلی پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی سرزمینوں کے ساحل کی طرف آتا اور سیپو کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اسے مکمل طور پر اکھاڑ کر اور تباہ برباد کر کے رکھ دیتا اب حالات

مختلف دکھائی دے رہے ہیں اور میں وہ کچھ نہیں کر سکوں گا جو میں اٹلی میں کر سکتا تھا یہاں تک کہنے کے بعد جب ہانی بال خاموش ہوا تو انیاس بولا اور پوچھنے لگا۔

اے آقا یہاں حالات کیوں مختلف ہیں اگر ہم رومنوں کو انکی اپنی سرزمین میں قدم قدم پر شکستیں دیتے رہے ہیں تو یہاں اپنی سرزمین میں انہیں کیوں دھکیل کر باہر نہ نکال دیں گے اس پر ہانی بال افسردگی بڑی بے چینی میں بولا اور کہنے لگا سنو انیاس تمہارے اندازے درست نہیں ہیں جو مختصر سا لشکر میں اٹلی سے لیکر افریقی ساحل پر اترا ہوں یہ اس رومن لشکر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو اس وقت افریقہ میں موجود ہے جو خبریں مجھے ملی ہیں اسکے مطابق ہمارے موجودہ لشکر سے چالیس گنا بڑا لشکر اس وقت رومن سیپوس کی کمانداری میں افریقہ کے اندر موجود ہے اب میری قوم اور اور افریقہ کے غربی وحشیوں کے بادشاہ **سائفکس** کے پاس جو تربیت یافہ لشکر تھے وہ سیپو پہلے ہی مکاری اور عیاری سے کام لے کر ختم کر چکا ہے اب **سائفکس** کے پاس اپنا کوئی بھی تربیت یافتہ لشکر نہیں اور ہماری قوم نے چھوٹا سا ایک لشکر ضرور تیار کیا ہے لیکن یہ لشکر غیر تربیت یافتہ ہے اسکے علاوہ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ اسی ہاتھی بھی جنگ میں حصہ لینے کیلئے تیار کئے گئے ہیں لیکن یہ ہاتھی بھی غیر تربیت یافتہ ہیں اور غیر تربیت یافتہ ہاتھی دشمن کو نقصان پہنچانے کے بجائے اپنے ہی لئے مصیبت اور تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے ہانی بال خاموش ہو گیا اسلئے کہ دائیں طرف سے بے شمار لوگ اسکے استقبال کیلئے آ رہے تھے یہ اس کی قوم کے وہ سرکردہ لوگ تھے جو اس کے خیرمقدم کیلئے آئے تھے قریب آ کر ان لوگوں نے بڑے خلوص سے ہانی بال کو اٹلی میں کامیابیاں حاصل کرنے پر مبارکباد دی ہانی بال کا مختصر سا لشکر ساحل پر اتر گیا پھر ہانی بال کو اطلاع کی گئی کہ رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ زاما کے مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے بھی زاما کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

ہانی بال رومن جرنیل سیپو کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا کنعانیوں نے جو نیا لشکر تیار کیا تھا وہ حسدربال گسکو کی سرکردگی میں دیا گیا تھا جس میں اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی بھی تھے جس دن ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ زاما کے مقام پر سیپو کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا تھا اسی روز حسدربال گسکو بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال سے آ ملا تھا دوسرے روز رومنوں نے جنگ کے لئے صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

رومن جرنیل سیپو نے اپنے لشکر کو کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور خود وسطی حصے میں رہا افریقہ کے

شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کو اس نے دائیں پہلو پر رکھا اور اسکے ماتحت کام کرنے والے سارے ہی افریقہ کے شرقی حصے کے بربر تھے۔ جبکہ اپنے ایک جرنیل لائیلیوس کو سیپو نے اسکے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب رکھا تھا اس طرح اپنے لشکر کو ترتیب دے کر سیپو نے جنگ کی ابتداء کرنا چاہی تھی۔

دوسری طرف ہانی بال کے پاس لشکر مختصر سا تھا جسے اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ جسے وہ اٹلی سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اپنی کمانداری میں رکھا اور جو نیا لشکر تیار کیا گیا تھا جس میں اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی شامل تھے اسے حسدربال گسکو ہی کی کمانداری میں رکھا گیا تھا سیپو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کا مقابلہ کرنے کیلئے خود ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آیا جبکہ رومن جرنیل لائیلیوس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس نے حسدربال گسکو کو اسکے سامنے مقرر کیا تھا جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تو جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

جنگ کی ابتداء رومنوں کی طرف سے کی گئی تھی تینوں رومن لشکر دہر کی پنہائیوں میں غم زمانہ کی دھول اور بے تاب امنگوں کے جنون کی طرح حملہ آور ہوئے تھے رومن دھواں دھار اندھیرے کے پس پردہ پھیلتی روشنی کے سحر، درد کے آنگن میں سوچوں کی لہروں اور فہم و ادراک کی شبنم میں دوپہر کی لو اور فتنہ گر دوراں کی طرح کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔
دوسری طرف ہانی بال بھی کمال ہنرمندی و ذوق جمال سے جھلس دینے والی آگ اور برق کی لپکتی زبان کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے دور دور تک دھول اڑنے لگی تھی جسکی وجہ سے سورج کی روشنی ماند پڑنے لگی تھی پھر آہستہ آہستہ جنگ کی برہمی بڑھتی گئی مایوسی اور گھبراہٹ پھیلتی رہی اداس ادھوری محبت کی کہانیاں لہو کی لکیروں کی داستانوں میں تبدیل ہوتی چلی گئیں شور جاں فروشاں کانوں کے پردوں سے ٹکرانے لگا تھا جنگ کی تیزی الاؤ کی دھکتی آگ کی طرح جسموں میں طوفان اور نیتوں میں فساد برپا کرنے لگی تھی۔

ہانی بال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ عجیب اور انوکھے ولولے کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا گو اسکے سامنے رومنوں کا جرنیل سیپو اور افریقہ کے وحشیوں کا مینسیا دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تھے اور انکے دونوں لشکروں کی تعداد ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن یہ ہانی بال کمال کا انسان تھا یہ دونوں کے لشکروں پر بیک وقت اندھی ظلمت کی المناکی، جبر کے شب رنگ دھوئیں، رات کے سنسناتے صحراء، دشت فنا کے شرر باروں کی طرح حملہ آور ہوا تھا! حملے سے رومنوں اور افریقہ کے وحشیوں کو یوں لگا تھا جیسے کوئی آسیب

زدہ بحر قضا اور شورش جذبات اور جاں کنی کے لمحات ان پر وارد ہونے لگے ہوں جلد ہی اپنے تیز رفتار اور خونخوار حملوں سے ہانی بال نے سیپو اور مینسیا دونوں ہی کے لشکریوں پر دریدہ دلی انکے چہروں پر اداسی انکی آنکھوں میں تھکن اور جسم آشفتہ مزاجی طاری کرتے ہوئے ان کے پاؤں کو آبلہ پا اور پیشانیوں کو عرق عرق کر کے رکھ دیا تھا۔ سیپو اور مینسیا دونوں ہی ہانی بال کے حملوں کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہونے لگے تھے قریب تھا کہ رومنوں کے بہت بڑے لشکر اور افریقہ کے وحشی لشکر کے بادشاہ مینسیا کو ہانی بال کے مقابلے میں بدترین شکست ہوتی لیکن اس دوران ایک اور تبدیلی اور انقلاب رونما ہو گیا تھا۔

اور وہ اس طرح کہ حسدربال جو اپنے ساتھ اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی لیکر آیا تھا وہ اپنا کام نہ دکھا سکے رومن جرنیل لائیلیوس کی تیز تیراندازی کے سامنے وہ ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ہی لشکر کو نقصان پہنچاتے ہوئے پشت کی طرف نکل گئے ہاتھیوں کے اس طرح پسپا ہونے سے حسدربال گسکو کے لشکر کے اندر ایک افراتفری اور بدنظمی پیدا ہو گئی اسی افراتفری اور بدنظمی سے رومن جرنیل لائیلیوس نے خوب فائدہ اٹھایا اور ہاتھیوں کے پیچھے پیچھے وہ حسدربال گسکو کے لشکر پر ٹوٹ پڑا حسدربال گسکو نے اپنے لشکر کو سنبھالنے کی بہتیری کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا جسکی وجہ سے حسدربال کے لشکر کو کافی نقصان پہنچا اسکے لشکر کا ایک بڑا حصہ رومنوں کے ہاتھوں مارا گیا اور باقی بھاگ کھڑا ہوا۔

رومن جرنیل لائیلیوس نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اس نے دیکھا کہ دوسری طرف اسکے جرنیل سیپو اور افریقہ کے وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کو ہانی بال اپنے سامنے بھاگنے پر مجبور کر چکا ہے اور واقعی بری طرح پسپا ہونا شروع ہو گئے تھے عین اس موقع پر رومنوں کے جرنیل لائیلیوس نے ہانی بال کے لشکر پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا اس وقت اگر کوئی کنعانی لشکر ہانی بال کی پشت کی حفاظت کرنے والا ہوتا تو رومنوں اور مینسیا کے متحدہ لشکر کو زاما کے مقام پر بدترین شکست ہوتی۔

لیکن معاملہ الٹ ہوا جس وقت لائیلیوس ہانی بال کی پشت سے حملہ آور ہوا تو ہانی بال جو ایک طرح سے سیپو اور مینسیا کا تعاقب شروع کر چکا تھا اسکے پاؤں رک گئے اور اسے لائیلیوس کی طرف دھیان دینا پڑا جسکے نتیجے میں سیپو اور مینسیا بھی پلٹے اور پوری قوت سے سامنے کی طرف سے ہانی بال پر حملہ کر دیا جس سے ہانی بال کے لشکر کو بے پناہ نقصان پہنچا۔ ہانی بال نے جب دیکھا کہ اپنے لشکر کو بچانا اب مشکل ہو رہا ہے تو وہ بچے کھچے لشکر کے ساتھ بائیں طرف ہوتا ہوا اپنے مختصر سے ساتھیوں کو بچا کر میدان جنگ سے نکل گیا تھا یوں زاما کے مقام پر ہانی بال کو زندگی میں پہلی بار رومنوں کے مقابلے میں پسپائی

اختیار کرنا پڑی تو اسکی زندگی کا سب سے بڑا روگ اس کی زیست کا سب سے بڑا غم اور دکھ بن گیا تھا۔

رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی اس شکست کے بعد دونوں قوموں کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قاصد آتے جاتے رہے یہاں تک کہ آٹھ شرائط پر دونوں قوموں کے درمیان صلح ہو گئی پہلی شرط یہ تھی کہ کنعانی افریقہ میں ایک آزاد قوم کی حیثیت سے باقی رہیں گے اور رومن ان پر مزید حملہ آور نہیں ہوں گے دوسری شرط یہ کہ کنعانی اور رومن جنگ میں ہاتھ آنے والے ایک دوسرے کے قیدیوں کو واپس کر دیں گے تیسرے یہ کہ کنعانی اپنے سارے ہی جنگی بحری جہازوں اور ہاتھیوں کا خاتمہ کر دیں گے صرف دس جنگی جہاز کنعانیوں کو رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ چوتھے یہ کہ آنے والے دور میں کنعانی کبھی بھی افریقہ کے اندر یا باہر رومنوں کی اجازت کے بغیر کسی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے پانچویں یہ کہ ماضی میں شرقی وحشیوں کے میسنیسا اور اسکے آباؤ اجداد کے کنعانیوں نے جو علاقے چھین رکھے تھے وہ اسے واپس کر دیئے جائیں گے اور اسکی پرانی سلطنت بحال کر دی جائیگی چھٹے یہ کہ رومن لشکر کا ایک حصہ افریقہ میں اس وقت تک متعین رہے گا جب تک کہ مکمل امن و امان نہیں ہو جاتا ساتویں یہ کہ جنگ کے تاوان کے طور پر کنعانی ۱۰ہزار ٹیلنٹ رومنوں کو ادا کریں گے اسکے علاوہ دو ہزار ٹیلنٹ سالانہ وہ رومنوں کو خراج ادا کرتے رہیں گے آٹھویں اور آخری شرط یہ تھی کہ کنعانیوں کے سرکردہ سربراہ رومن اپنے ساتھ یرغمال کے طور پر اٹلی لے جائیں گے تاکہ انکی وجہ سے رومنوں کو یہ اطمینان رہے کہ آنے والے دنوں میں کنعانی انکے خلاف کسی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے ان آٹھ شرائط کے تحت رومن اور کنعانیوں میں صلح ہو گئی اور رومن جرنیل سپیو اپنے لشکر کے ساتھ واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

اسکے بعد کنعانی حکمران کونسل کا اجلاس طلب کیا گیا اس میں ہانی بال موجود تھا ایک کونسل نے اٹھ کر ان شرائط پر بحث کرنا چاہی لیکن ہانی بال نے فوراً کندھے سے پکڑا اور گھسیٹ کر اسے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اجلاس کے اندر جس قدر حکمران کونسل کے ارکان تھے انہوں نے ہانی بال کی اس حرکت کو سخت ناپسند کیا جس پر ہانی بال اپنی جگہ سے اٹھا پہلے اس نے اپنے اس رویے کی معذرت کی پھر وہ وہاں جمع ہونے والے سارے ہی حکمران کونسلوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میری قوم کے سرکردہ لوگو! میں اس حکمران کونسل کے آداب و روایات سے واقف نہیں ہوں اسلئے کہ میں نو برس کا تھا جب اپنے وطن سے نکلا اور اب جبکہ اسپین اور

اٹلی سے ہوتا ہوا میں پھر اپنے وطن واپس آیا ہوں تو میری عمر پنتالیس سال کی ہو گئی ہے اس طرح میں چھبیس سال کا عرصہ اپنے وطن سے باہر رہ کر آیا ہوں للہذا اس حکمران کونسل کے سامنے مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں اسکے لئے معذرت خواہ ہوں دراصل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رومنوں نے ہمارے سامنے جو شرائط پیش کی ہیں ان پر ہمیں کسی بھی طرح کی بحث نہیں کرنی چاہیے انہیں فی الفور قبول کر کے رومنوں کو یہ تاثر دینا چاہئے کہ ہم نے یہ شرائط بخوشی قبول کر لی ہیں اور اندر ہی اندر ہمیں اپنی عسکری قوت کو بڑھاتے رہنا چاہیے اور پھر میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم اپنی طاقت اپنی قوت کو بڑھاتے رہیں تو ایک دن ایسا ضرور آئیگا کہ ان ہی رومنوں سے ہم اپنی مرضی اور منشا کی شرائط منظور کرا سکیں گے یاد رکھو اس کونسل کے سامنے جو بھی میری طرف سے جس لحاظ سے زیادتی ہوئی ہے تو وہ صرف اپنے وطن سے محبت اور رومنوں سے نفرت کی بناء پر ہوئی ہے جس کے لئے میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں۔ ہانی بال کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا للہذا ان شرائط پر بحث نہ ہوئی اب حکمران کونسل ملک کے سرکردہ لوگوں پر ٹیکس لگانے کے متعلق بحث کرنے لگی تھی تاکہ رومنوں کو جنگ کا تاوان ادا کیا جا سکے۔

جس وقت حکمران کونسل ملک کے امیر اور متخیر حضرات پر ٹیکس لگانے کے متعلق بحث کر رہی تھی اس وقت ہانی بال کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی اس پر ایک کونسلر اپنی جگہ سے اٹھا اور ساری مجلس کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا اس وقت جبکہ ہم اپنے لوگوں پر ٹیکس لگانے سے متعلق سنجیدگی سے بحث کر رہے ہیں میں دیکھتا ہوں ہانی بال ہمارے اندر بیٹھا مسکرا رہا ہے میرا یہ خیال ہے کہ ہمارے اوپر جو مصیبت آئی وہ ساری ہانی بال کی وجہ سے ہے اسے اپنی قوم اور ہمارے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے یوں حکمران کونسل میں بیٹھ کر اپنی قوم کی بے بسی پر خوش نہیں ہونا چاہیے اس کونسلر کے یہ الفاظ سن کر کنعانیوں کا یہ بے مثل جرنیل اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور حکمران کونسل کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میری قوم کے فرزندو جس طرح تم نے میرے چہرے پر ہنسی دیکھی ہے اسی طرح اگر تم نے میرے زخمی دل کو دیکھا ہوتا تو تم لوگوں کو اندازہ ہوتا کہ یہ مسکراہٹ جو میرے چہرے پر نمودار ہوئی ہے یہ کسی مطمئن اور پرمسرت دل کی مسکراہٹ نہیں ہے بلکہ یہ ایک زخمی دل کی طنزیہ مسکراہٹ ہے جو اپنی قوم کے غم میں تقریباً پاگل ہو چکا ہے۔ میری یہ ہنسی یہ مسکراہٹ' بے بسی' لاچاری اور مجبوری کی ہنسی ہے سوچ رہا ہوں اس وقت اے میری قوم کے فرزندو تم لوگ فکرمند ہو اور آنسو بہا رہے ہو کہ ہمیں رومنوں کو تاوان جنگ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھیوں اپنے بحری جہازوں اور اپنے اسلحہ کے ذخائر کو تباہ و برباد

کرنا ہو گا۔ جو لوگ مجھے اس تباہی و بربادی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں میں ان سے گذارش کرتا ہوں کہ میرا دل تو اس وقت بھی رو رہا تھا جس وقت میں اٹلی میں بیٹھ کر آپ لوگوں سے کمک اور رسد طلب کر رہا تھا اور اس سلسلے میں بار بار قاصد بھجوا رہا تھا اگر اس موقع پر مجھے رسد اور کمک مہیا کر دی جاتی تو آج پورے اٹلی پر ہمارا قبضہ ہوتا اور میری قوم کو بدترین اور ذلت آمیز دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ حکمران کونسل کے ارکان شاید ہانی بال کی اس گفتگو سے متاثر ہوئے تھے لہٰذا ہانی بال کی اس گفتگو کے جواب میں سب گردنیں جھکا کر خاموش ہو گئے تھے۔

ہانی بال کی گفتگو نے چونکہ سب کو متاثر کیا تھا لہٰذا حکمران کونسل کے سارے افراد اس بات پر متفق ہو گئے کہ رومنوں کے خلاف ہمیں اندر ہی اندر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے اپنی قوت کو مستحکم کرنا چاہیے تاکہ کسی مناسب وقت پر رومنوں پر ضرب لگا کر ان سے ان ذلت آمیز شرائط کا بدلہ لینا چاہیے اس مقصد کیلئے ہانی بال کو بڑے وسیع اختیارات دے دیئے گئے تاکہ وہ رومنوں کے خلاف انتقام لینے کی تیاریاں شروع کر دے۔ ہانی بال نے فوراً ایران اور شام کے یونانی حکمران انٹی اوکس کے ساتھ قاصدوں کے ذریعے خط و کتابت شروع کر دی۔ یہ یونانی حکمران انٹی اوکس ہانی بال کے مداحوں اور چاہنے والوں میں سے تھا۔ ہانی بال چاہتا تھا کہ انٹی اوکس کے ساتھ مل کر رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ان پر وہ ضرب لگائے کہ جیسی شرائط انہوں نے کنعانیوں پر مسلط کی ہیں ویسی ہی وہ بھی ان پر مسلط کر کے رہے لیکن کنعانیوں کے اندر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ہانی بال کے مخالف تھے انہوں نے خفیہ خفیہ رومنوں کو یہ اطلاع فراہم کر دی کہ ہانی بال اندر ہی اندر ان کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے اور یہ کہ اس جنگ میں وہ ایران اور شام کے حکمران انٹی اوکس کو بھی اپنے ساتھ ملا رہا ہے رومنوں کو جب یہ خبر ملی تو وہ بڑے فکرمند ہوئے انہوں نے پہلے ہی بڑی مشکل سے ہانی بال سے جان چھڑائی تھی وہ ایک عرصہ ان کے ملک پر مسلط رہا تھا اب انہیں مزید فکر اسلئے ہوئی کہ ہانی بال نے اگر پہلے جیسی قوت اختیار کر لی اور ساتھ ہی اس نے ایران اور شام کے یونانی حکمران انٹی اوکس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تو پھر یہ دونوں مل کر رومنوں کیلئے ناقابل تسخیر ہو جائیں گے اور رومنوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں گے۔

ان ہی خدشات کے پیش نظر رومن حکمرانوں نے ایک وفد روم سے افریقہ کی طرف روانہ کیا بظاہر اس وفد کا مقصد یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ وفد کنعانیوں اور افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کے درمیان جو ماضی کے مسائل چلے آئے ہیں انہیں افہام و

تفہیم سے حل کرائے گا لیکن اندر ہی اندر اس وفد کا مقصد یہ تھا کہ ہانی بال کو گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کیا جائے دوسری طرف ہانی بال کو بھی رومنوں کے ان عزائم کی خبر ہو گئی تھی۔ ہانی بال کو یقین تھا کہ رومن وفد کنعانیوں اور افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کے درمیان صلح اور تعاون کرانے نہیں آ رہا بلکہ وہ اسے گرفتار کرنے آ رہا ہے ہانی بال کو یقین تھا کہ وہ اسے گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں گے پھر اسے رومنوں کے حکمرانوں کے سامنے پیش کریں گے جو یقیناً اسکی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے۔

ان ہی خدشات کے تحت ہانی بال نے قرطاجنہ سے بھاگ جانے کا فیصلہ کر لیا اس نے دو قابل اعتماد ساتھیوں ایناس اور اسریاس کو ساتھ لیا اور رات کی تاریکی میں چھوٹے سے ایک بحری جہاز میں وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ قرطاجنہ شہر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہانی بال کرکینا شہر آیا یہاں اس نے بھیس بدل کر قیام کیا اس شہر سے اپنے لئے خوراک کا بھی انتظام کیا پھر اسی جہاز میں وہ وہاں سے روانہ ہو گیا اس نے کسی کو خبر تک نہ ہونے دی کہ وہ بھاگ کر کہیں اور جا رہا ہے اسے خدشہ تھا کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو رومن اس کا ضرور پیچھا کریں گے اسلئے کہ اسکی وجہ سے رومنوں کو کافی زک اٹھانی پڑی تھی ایک تو اس نے خود اٹلی میں داخل ہو کر کئی سال تک انہیں شکستیں دی تھیں۔ دوسرے دنیا کے اندر اس نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ رومن ناقابل شکست نہیں ہیں لہٰذا رومن ہر صورت میں اس سے انتقام لینا چاہیں گے ان ہی خیالات کے تحت ہانی بال نے کرکینا سے بھی کوچ کیا اور لبنان میں اپنے آبائی اور کنعانی عربوں کے شہر صور کا رخ کیا۔

صور کے کنعانی عربوں کو جب خبر ہوئی کہ ان کا بہترین جرنیل قرطاجنہ سے صور میں داخل ہوا ہے تو لوگوں نے اسے بڑی عزت دی۔ بڑا شاندار استقبال کیا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ صور شہر میں ہانی بال کی عزت ایک حکمران اور بادشاہ سے بھی زیادہ کی گئی لیکن اپنے اس آبائی شہر میں بھی ہانی بال زیادہ عرصہ قیام نہ کر سکا اسلئے کہ وہ تو رومنوں کے خلاف شدید ترین نفرت رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ جس طرح رومنوں نے اس کی قوم پر بیجا شرائط عائد کی ہیں وہ ایک بار پھر ہمت کر کے رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ایسی ہی شرائط ان پر عائد کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ صور شہر میں چونکہ کوئی لشکر نہیں تھا جس کی مدد سے وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں آ سکتا لہٰذا صور شہر سے نکل کر وہ شام کے حکمران انٹی اوکس کی طرف روانہ ہوا تھا انٹی اوکس ایک عرصہ دراز سے ہانی بال کا مداح چلا آ رہا تھا اور ماضی میں ہانی بال اور اسکے درمیان خط و کتابت بھی ہوتی رہی تھی لہٰذا

جونہی ہانی بال شام کے حکمران اینٹی اوکس کے پاس پہنچا اینٹی اوکس نے اسکا بڑا زبردست استقبال کیا اور اسکی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنے شاہی محل میں اسکا قیام رکھا۔

اینٹی اوکس کے ہاں قیام کے دوران ہانی بال نے اسے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا مشورہ دیا اینٹی اوکس خود بھی یہی چاہتا تھا کہ رومنوں کے خلاف جنگ کرے کیونکہ رومنوں نے کنعانیوں کو کافی نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا اور اینٹی اوکس دلی طور پر رومنوں کے خلاف تھا۔ اینٹی اوکس نے پہلے ہانی بال کو اپنے بری لشکر اور بحری بیڑے کا معائنہ کرایا اور پھر اس نے ہانی بال سے پوچھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ جس قدر میرے پاس بری لشکر اور بحری بیڑہ ہے کیا اسکی مدد سے ہم رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر کے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اینٹی اوکس کے اس سوال پر ہانی بال نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔

سنو اینٹی اوکس اگر ان دنوں جنگ کی ابتداء کر دی جائے تو جس قدر لشکر تمہارے پاس ہے اس سے آدھا بھی اگر میرے حوالے کر دیا جائے تو اسکے ذریعے سے میں اٹلی میں داخل ہو کر رومنوں کو بدترین شکست دے سکتا ہوں وہ اسلئے کہ ان دنوں رومنوں کے حالات بڑے خراب ہیں اندرونی طور پر وحشی گال قبائل نہ صرف یہ کہ انکے خلاف حرکت میں آئے ہوئے ہیں بلکہ ان سے بدترین نفرت کرتے ہیں دوسری طرف سسلی اور دوسرے جزائر کے لوگ بھی رومنوں کیلئے پریشانی کا باعث ہیں تیسری طرف رومنوں کو میری قوم سے بھی خطرہ ہے کہ کہیں کنعانی پھر سے طاقت اور قوت حاصل کر کے رومنوں کے خلاف برسرپیکار نہ ہو جائیں ان ہی دنوں اگر تم بھی چوتھی اور بڑی قوت کے ساتھ نمودار ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری فتح اور رومنوں کی شکست یقینی ہے لیکن اگر تم فی الفور رومنوں کے خلاف حرکت میں نہ آئے اور ان پر حملہ آور ہونے کا یہ موقع ضائع کر دیا تو پھر تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کہ اس دوران رومن وحشی گال قبائل پر قبضہ کر کے سسلی کے حالات درست کر لیں گے اور جو دوسری قوتیں جو انکے خلاف مزاحمت کر رہی ہیں ان پر مکمل عبور حاصل کر لیں گے جب ایسا ہو چکے اور تم ان پر حملہ آور ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں کامیابی نہیں ہو گی۔

اینٹی اوکس نے ہانی بال کی ساری باتوں کو بڑے غور سے سنا وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں بھی آنا چاہتا تھا لیکن فی الفور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے ہانی بال سے کہا کہ رومنوں پر حملہ آور ہونے کیلئے مجھے مہلت چاہئے تاکہ میں ان سے لمبی جنگ لڑنے کیلئے اپنے لشکر کو تیار کر سکوں ہانی بال بیچارہ مجبور تھا پردیس اور غریب الوطنی کی حالت میں تھا لہٰذا وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا اس طرح اینٹی اوکس رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے

لگاتار دو سال تیاریاں کرتا رہا۔ دو سال بعد اس نے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اسلئے کہ اٹلی میں رومنوں نے وحشی گال قبائل پر مکمل طور پر قابو پا لیا تھا اردگرد کے جزیروں پر بھی ان کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی۔ کنعانیوں سے بھی انہیں فی الفور کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لہٰذا وہ بڑے مطمئن انداز میں اینٹی اوکس کے خلاف جنگ کر سکتے تھے۔ ان حالات میں رومنوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اینٹی اوکس نے بری فوج کی کمانداری تو خود سنبھالی اور بحری بیڑہ اس نے ہانی بال کے سپرد کیا۔ دراصل اینٹی اوکس چاہتا تھا کہ جس طرح اٹلی میں داخل ہو کر ہانی بال نے پوری دنیا میں شہرت اور ناموری حاصل کی ہے اسی طرح وہ بھی حاصل کرے اسی لئے بری فوج کی کمانداری اس نے سنبھالی تھی وہ چاہتا تھا کہ رومنوں کو شکست پر شکست دے کر ہانی بال کی طرح اٹلی میں داخل ہو اور کمال شہرت حاصل کرے دوسری طرف بحری بیڑے کی کمانداری اس نے ہانی بال کے سپرد کر دی تھی ہانی بال کی فہم و فراست اسکی عقلمندی اور دانشوری پر اسے بھروسہ تھا اور اسے امید تھی کہ اس بحری بیڑے کی مدد سے ہانی بال رومنوں کے بحری بیڑے کو ضرور شکست دے دیگا۔

دوسری طرف رومنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہانی بال نے شام کے حکمران اینٹی اوکس کے پاس جا کر پناہ لے لی ہے اور اسکے کہنے پر اینٹی اوکس ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے والا ہے لہٰذا انہوں نے بھی اپنی بری افواج اور بحری بیڑے کو تیار کیا اپنا بحری بیڑہ انہوں نے جزیرہ روڈس کی طرف روانہ کر دیا اور روڈس کے رومن حکمران سے کہا کہ وہ اپنا بحری بیڑہ بھی رومنوں کے بحری بیڑے میں شامل کر دے اس طرح دونوں بحری بیڑے یکجا ہو کر ہانی بال کے بحری بیڑے کا مقابلہ کریں۔ روڈس کے رومنوں کا بحری بیڑہ ان دنوں دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور بحری بیڑہ مانا جاتا تھا اور اسے شکست دینا قطعی طور پر ناممکن خیال کیا جاتا تھا شام کے حکمران اینٹی اوکس کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں نے روڈس والوں کے ساتھ مل کر دونوں بحری بیڑے متحد کر کے ہانی بال کے خلاف لانے کا عہد کیا ہے تو اس نے ہانی بال کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی بندرگاہ پر پڑا رہے اور وہ جنگ کی ابتداء نہ کرے اس پر ہانی بال نے اسے سمجھایا کہ اگر اس نے رومنوں کے خلاف بحری جنگ کی ابتداء نہ کی تو رومن کو تمہارے خلاف فوقیت حاصل ہو جائے گی یہ کہ جب انکی بری افواج تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گی اور اگر بحری جنگ کی ابتداء نہ کی گئی تو روڈس اور رومن دونوں بحری بیڑے اینٹی اوکس کے خلاف حرکت میں آئیں گے اس طرح خشکی اور سمندر دونوں کی طرف سے اینٹی اوکس کے لشکر پر حملے ہو جائیں گے اور اینٹی اوکس ان دونوں

متابلوں کے سامنے بے بس اور مجبور ہو جائیگا۔ ہانی بال کے اس انکشاف پر اینٹی اوکس بحری جنگ پر آمادہ ہو گیا تھا۔

تھرموپائل کے مقام پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی شروع شروع میں اینٹی اوکس کا پلہ بھاری رہا اور لگتا تھا وہ رومنوں کے خلاف فتح مند ہو جائیگا اسلئے کہ جس لشکر کے ساتھ وہ رومنوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا اسے ہانی بال نے تربیت دی تھی اور وہ لشکری جنگ میں بہترین دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف ڈٹ گئے تھے۔ لیکن عین اس موقع پر رومن لشکر کو مزید کمک مل گئی اور اینٹی اوکس کے لشکر پر دباؤ پڑنا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اینٹی اوکس پسپا ہوا اور پھر شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس طرح تھرموپائل کے مقام پر رومنوں کے ہاتھوں اینٹی اوکس کو بدترین شکست ہوئی اور پھر بھاگ کر شام واپس چلا گیا۔

دوسری طرف رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑے ہانی بال کے خلاف حرکت میں آئے رومن خوش تھے کہ اس بحری جنگ میں وہ ہانی بال کا مقابلہ کر رہے ہیں ان کا ارادہ تھا کہ دونوں بحری بیڑے ہانی بال کے بحری بیڑے کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر ہانی بال کو زندہ گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں۔ ادھر سمندر کے اندر اہل روڈس اور رومنوں نے ہانی بال کے خلاف ایک خوفناک جنگ کی ابتداء کی لیکن ہانی بال ایسا باتدبیر ایسا باصلاحیت ایسا دلیر ایسا جراتمند اور ایسا عقلمند جرنیل تھا کہ کھلے سمندر کے اندر اس نے کمال ذہانت سے دونوں متحدہ بحری بیڑوں کا مقابلہ کیا روڈس کا بحری بیڑہ جو دنیا کے اندر ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اسکا خیال تھا کہ وہ لمحوں کے اندر ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن جب کافی دیر تک بھی وہ ہانی بال کو پسپا نہ کر سکے تو ان پر گھبراہٹ اور تشویش طاری ہونا شروع ہو گئی تھی پھر اس بحری جنگ نے اپنا نقشہ بدلا ہانی بال نے عجیب سے انوکھے انداز میں اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر لی تھی وہ دائیں بائیں رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑے پر ضربیں لگانے لگا تھا اس طویل بحری جنگ میں آخرکار ہانی بال کے ہاتھوں رومنوں اور روڈس والوں کو بدترین شکست ہوئی ہو سکتا ہے کہ ہانی بال کھلے سمندر میں رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑوں کا تعاقب کر کے انہیں نیست و نابود کرتا اور پھر بحری بیڑے کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا اٹلی میں دوبارہ داخل ہو جاتا لیکن اسی دوران اسے خبر پہنچی کہ بری جنگ میں تھرموپائل کے مقام پر اینٹی اوکس کو شکست ہوئی ہے لہٰذا ہانی بال نے رومنوں اور روڈس والوں کے بحری بیڑوں کا تعاقب نہ کیا اور انہیں شکست دینے کے بعد وہ شام واپس چلا گیا تھا اس طرح ایک بار پھر رومنوں کے خلاف ہانی بال نے اپنی فتح مندی اور ناموری ثابت کر دی تھی۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اینٹی اوکس بڑا غضبناک اور برا فروختہ ہوا واپس شام آ کر اس نے بڑی سرگرمی سے بھرتی شروع کی اور نیا لشکر تیار کرنا شروع کیا اس طرح اس نے چند ہی دنوں میں ساٹھ سے ستر ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کی تربیت اس نے ہانی بال کے ذمے لگائی۔ لگاتار چند ماہ تک ہانی بال نے بڑی دل جمعی اور بڑی مشقت کے ساتھ اس لشکر کو جنگی تربیت دی۔ جب اسکی تربیت مکمل ہو گئی تو اینٹی اوکس نے پھر رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کیا لیکن پہلے کی طرح اس بار بھی اینٹی اوکس نے حماقت اور بیوقوفی کا مظاہرہ کیا پہلی جنگ میں ہی اگر اینٹی اوکس بری افواج کا سپہ سالار ہانی بال کو بنا دیتا تو یقیناً ہانی بال رومنوں کو شکست دیتا اور دوبارہ اٹلی میں داخل ہو جاتا دوسری باری بھی اینٹی اوکس نے ہانی بال کو لشکر کا سپہ سالار نہیں بنایا شاید وہ رومنوں کو شکست دے کر ہانی بال کی طرح شہرت اور ناموری چاہتا تھا لہٰذا اس نے مزید بھرتی شروع کی اور ہانی بال سے اس نے کہا کہ وہ شام ہی میں رہ کر نئے بھرتی ہونے والے افراد کو جنگی تربیت دیتا رہے جبکہ وہ خود رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے گا۔ افراد کو جنگی تربیت دیتا رہے جبکہ وہ خود رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے گا۔ اینٹی اوکس کا خیال تھا کہ وہ رومنوں کو طویل جنگ میں الجھا کر رکھ دے گا اور اسکے لئے ہانی بال تربیت یافتہ لشکر تیار کر کے اسے کمک فراہم کرتا رہے گا اس طرح طویل جنگوں کا سلسلہ طاری کر کے وہ رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کرے گا شاید اینٹی اوکس کا خیال تھا کہ ہانی بال نے جس طرح طویل جنگ اٹلی میں چھیڑ کر رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کی تھی اسی طرح کر کے وہ بھی شہرت اور فتح مندی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اینٹی اوکس اور ہانی بال میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

اینٹی اوکس کے ساتھ ستر ہزار کے لشکر کو دن رات ایک کر کے ہانی بال نے اس بھروسے سے اور امید پر تربیت دی تھی کہ اینٹی اوکس ضرور اس لشکر کی کمانداری اسے سونپے گا اور پھر اسے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کو کہے گا ہانی بال کو پکا یقین تھا کہ وہ اس لشکر کے ساتھ اٹلی کو نیست و نابود کر کے رکھ دے گا اور جو شرائط رومنوں نے کنعانیوں پر مسلط کی ہیں اس سے بدتر شرائط وہ رومنوں پر انکے شہر روم میں عائد کرے گا۔ لیکن ہانی بال بیچارے کی بدقسمتی اور اینٹی اوکس کا تکبر اور شہرت کی بھوک اس سارے کھیل کو خراب کر گئی اینٹی اوکس نے خود اس لشکر کی سپہ سالاری کی اور پھر اس لشکر کو لے کر وہ رومنوں کے خلاف جنگ کرنے نکلا۔

میگنیشیا کے مقام پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی

اس لحاظ سے بھی بدترین تھی کہ اینٹی اوکس کے لشکر نے ہانی بال کے ہاتھوں تربیت لی تھی اور پہلے ہی حملے میں اس لشکر نے رومنوں کو دبا کر رکھ دیا تھا لیکن اس تربیت یافتہ لشکر کی بدقسمتی کہ ان کا سپہ سالار جنگ میں تربیت دینے والا ہانی بال نہیں بلکہ اینٹی اوکس تھا۔ اینٹی اوکس ہانی بال کے اس تربیت دیئے ہوئے لشکر کو صحیح طور سے کنٹرول نہ کر سکا اور نہ ان سے جنگ میں کام لے سکا۔ جس طرح لینا چاہئے تھا لہٰذا شروع میں برتری حاصل کرنے کے بعد جب دونوں لشکروں کی صفیں خوب پھیل اور بکھر کر حملہ کرنے لگیں تو اینٹی اوکس اپنے لشکر کو سنبھال نہ سکا جسکے نتیجے میں پہلے اسکے لشکر کی پسپائی ہوئی پھر اسے بدترین شکست ہوئی لہٰذا دوسری بار بھی میگنیشیا کے مقام پر اینٹی اوکس کو بدترین شکست ہوئی اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھاگ کر واپس شام آ گیا تھا۔ اس دوسری شکست کا ہانی بال کو ایسا دکھ اور غم ہوا تھا کہ وہ دکھ اور غم کے باعث اینٹی اوکس کے سامنے نہ آیا اس لشکر کے ساتھ اس نے بہت سی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں اسے یقین تھا کہ اس لشکر سے رومنوں کو نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال میگنیشیا کے مقام پر رومنوں کی فتح مندی اور اینٹی اوکس کو شکست ہوئی۔

اس شکست کے بعد رومنوں نے اینٹی اوکس کو یہ دھمکی دی کہ وہ ہانی بال کو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دے ورنہ وہ اسکے ملک پر حملہ آور ہو جائیں گے اینٹی اوکس نے رومنوں کے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا پر اندر ہی اندر چونکہ وہ ہانی بال سے محبت کرتا تھا اسے پسند کرتا تھا لہٰذا اس نے ہانی بال کو اپنے ہاں سے بھاگ جانے کا موقع فراہم کیا اور رومنوں کی طرف اس نے قاصد بھجوائے کہ جس وقت انہوں نے ہانی بال کو اس سے طلب کیا تھا ہانی بال کو اس کی خبر ہو گئی تھی لہٰذا وہ اسکی سلطنت سے بھاگ گیا شام سے نکل کر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہانی بال بیچارہ جزیرہ کریٹ کی طرف چلا گیا وہاں اس نے کچھ عرصہ قیام کیا لیکن شاید رومنوں کو پتہ چل گیا تھا کہ ہانی بال شام سے بھاگ کر کریٹ پہنچ گیا ہے لہٰذا وہ شکاری کتوں کی طرح اسے تلاش کرتے ہوئے کریٹ پہنچ گئے۔ ہانی بال وہاں سے بھی نکلا اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ وہ کریٹ سے آرمینیا کی طرف آ گیا۔

آرمینیا کے بادشاہ پروسیاس نے ہانی بال کی بڑی آؤ بھگت کی اسکا بہترین استقبال کیا اور اپنے شہر آرتا کستا میں ہانی بال کو اپنے شاہی مہمان خانے میں رہنے کو جگہ دی آرتا کستا شہر میں قیام کرتے ہوئے ہانی بال کو کچھ امید ہو گئی تھی کہ وہ رومنوں سے دور رہ کر زندگی کے باقی دن امن اور سکون سے گزار دیگا لیکن لگتا تھا قسمت اور تقدیر برگشتہ ہو کر اسکے تعاقب میں لگی ہوئی تھی۔

رومنوں کو ان کے جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ ہانی بال نے پروسیاس کے ہاں پناہ لے رکھی ہے رومن جاسوس براہ راست ہانی بال کا سامنا نہیں کرتے تھے وہ ڈرتے تھے انہیں یقین تھا کہ جونہی ان میں سے کوئی براہ راست ہانی بال کے سامنے آیا یا اس سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو ہانی بال اس پر حملہ آور ہو کر اسکی دھجیاں اڑا دیگا وہ جانتے تھے کہ ہانی بال دل کی گہرائیوں سے رومنوں سے نفرت کرتا ہے لہٰذا رومنوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال نے آرمینیا میں پروسیاس کے ہاں پناہ لے رکھی ہے تو وہ پھر ہانی بال سے انتقام لینے کیلئے حرکت میں آئے انہوں نے ایومنیس سے رابطہ قائم کیا یہ پروسیاس کی ایک ہمسایہ ریاست کا حکمران تھا اور اسکے رومنوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے رومنوں نے اس سے مشورہ کیا کہ وہ پروسیاس پر حملہ کر کے اور اسے شکست دے کر ہانی بال کو گرفتار کر کے روم روانہ کر دے ایومنیس رومنوں کے اس کہنے پر عمل کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا تھا اور پروسیاس پر حملہ آور ہونے کیلئے وہ ایک زبردست بحری بیڑہ تیار کرنے لگا تھا دوسری طرف آرمینیا کے حکمران پروسیاس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اسکا ہمسایہ ایومنیس ہانی بال کی خاطر اس پر حملہ آور ہونے والا ہے لہٰذا اس نے حالات سے نمٹنے کے لئے فوراً ہانی بال کو اپنے پاس طلب کیا۔

ہانی بال جب پروسیاس کے سامنے آیا تو پروسیاس نے اسکی بڑی عزت کی اسکا بڑا احترام کیا اسے اپنے پہلو میں بٹھایا بڑی شفقت اور بڑی نرمی سے پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ہانی بال میرے عزیز تیری زندگی تیری جان مجھے بڑی عزیز ہے لیکن یوں لگتا ہے رومن تیرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں انہوں نے میرے ہمسائے حکمران ایومنیس کو مشورہ دیا ہے کہ وہ میری سلطنت پر حملہ آور ہو مجھے شکست دے اور تمہیں گرفتار کر کے روم روانہ کر دے اس مقصد کیلئے ایومنیس ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کر رہا ہے جس کے ذریعے وہ مجھ پر حملہ آور ہو گا اور تمہیں گرفتار کرنے کی کوشش کریگا تم ایک مانے ہوئے جرنیل ایک دانشمند اور فہیم کماندار ہو برسوں اٹلی میں قیام کر کے رومنوں کو تم نے اپنے سامنے نہ صرف مغلوب کیا بلکہ انہیں وہ مار ماری کہ آج تک کسی نے اتنی بری حالت نہیں کی لہٰذا مجھے مشورہ دو کہ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب پروسیاس خاموش ہوا تو ہانی بال اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پروسیاس میں تمہارا شکرگزار ہوں اور ممنون ہوں کہ تم نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا ورنہ تم یہ بھی کر سکتے تھے کہ خود ہی مجھے گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کر دیتے اس طرح تم اپنا ملک اور اپنی جان بچا سکتے تھے اب جبکہ ایومنیس تم پر حملہ آور

ہونے والا ہے اور اس سلسلے میں تم نے مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ابو منیس اگر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ رومنوں کا بھی بحری بیڑہ لے آئے تو کھلے سمندر کے اندر میں انہیں بدترین شکست دوں گا تمہیں اس سلسلے میں کوئی مزید تیاری کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تمہارے پاس جو بحری بیڑہ ہے میرے خیال میں دشمن سے نمٹنے کیلئے یہی کافی ہو گا ہانی بال کے الفاظ پر پروسیاس نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ حیرت اور تعجب میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

سنو ہانی بال میرے عزیز میرے دوست میں جانتا ہوں کہ تم ناممکن کو ممکن بنانے کا فن خوب جانتے ہو لیکن مجھ پر یہ بات بھی عیاں ہے کہ میرے ہمسائے حکمران ابو مینس کی بحری طاقت مجھ سے کئی گنا زیادہ اور پرزور ہے پھر کیونکر میرے مختصر سے لشکر کے ساتھ تم کھلے سمندر میں اسے شکست دے سکو گے اس پر ہانی بال بولا اور پروسیاس کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا تمہیں میرے الفاظ کا یقین نہیں ہے اس پر پروسیاس پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہانی بال میں تسلیم کرتا ہوں کہ ماضی میں تم رومنوں کیلئے رات کے سنسناتے صحراء' شب کی گھمبیر سیاہیوں اور اداس شام' اجاڑ راتوں میں ہر وقت کی گردش میں جراتوں کی حرارت اور شباب کی صبح ثابت ہوتے رہے ہو' اپنی ساحرانہ کشش اور اپنے سحری عمل سے تم ہمیشہ ان پر المناک گھٹن' خزاں کی ماری شب اور غم کی بے نور گزرگاہ کی سی کیفیت طاری کرتے رہے ہو سنو ہانی بال تمہاری جسمانی طاقت تمہارے کردار کی پختگی' تمہاری مشقت پسندی کے سامنے ہمیشہ رومنوں کی حیوانی طلب انکی ہیجانی کیفیت کو ندامت و ذلت سے آشنا ہونا پڑا۔ تمہاری شمشیر رواں تمہارے مہلک تیروں تمہارے اٹل قسمت جیسے فیصلوں اور تمہاری آندھیوں کے جھکڑوں جیسی جلالی قوت کے سامنے رومنوں کو ہمیشہ شکست اور ذلت ہی نصیب ہوئی گو یہ ساری حقیقت آئینہ کی طرح میرے سامنے عیاں ہے پھر بھی ہانی بال میرے دل میں ایک جستجو ہے کہ کیسے اور کس طرح تم ابو منیس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر ہانی بال مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

سنو پروسیاس تم اپنے دشمن ابو منیس کو حملہ آور ہونے دو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے اس دشمن کی حالت میں حالات کے بدترین نوحے بوجھ تلے دبی آوازوں اور تخریبی قوتوں کے مارے لمحوں جیسی بنا کے رکھ دوں گا اس سارے کام کی تکمیل کیلئے تمہیں ایک زحمت اٹھانا ہو گی اس پر پروسیاس فوراً بولا اور پوچھنے لگا وہ کیا اس پر ہانی بال بولا میرے لئے تم پہلا کام تو یہ کرو کہ شراب کے خالی چوبی ڈرم مجھے مہیا کرو اور دوسرا کام تم میرے لئے یہ کرو کہ بیشمار سانپ میرے لئے مہیا کر دو میں جانتا تو نہیں لیکن میں نے سن رکھا ہے کہ تمہاری سرزمین میں سانپ بیشمار ہوتے ہیں تم اعلان کرا دو کہ جو شخص جس قدر زیادہ سانپ پکڑ کر لائے گا اسے ان کی تعداد کے مطابق انعام و اکرام سے مالا مال کیا جائیگا اس پر پروسیاس گھبرا کر کہنے لگا یہ تم شراب کے خالی ڈرموں اور سانپوں کا کیا کرو گے میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں سانپ بیشمار ہوتے ہیں اور میرے اعلان کرنے کے ساتھ ہی لوگ سانپوں کے ڈھیر لگا دیں گے پر تم ان کا کرو گے کیا اس پر ہانی بال کہنے لگا یہ مت پوچھو جو چیزیں میں کہتا ہوں ان کا بندوبست کر دو پھر دیکھو میں رومنوں کے اس حمایتی ابو منیس کے لشکر کا کیا حشر کرتا ہوں۔

پروسیاس کو چونکہ ہانی بال پر مکمل بھروسہ اور اعتماد تھا للذا اس نے اسی روز سانپوں کیلئے اعلان کرا دیا اور شراب کے خالی چوبی ڈرم بھی اس نے مہیا کرنے شروع کر دیئے تھے چند ہی روز میں لوگوں نے بیشمار سانپ پکڑ کر پیش کرنے شروع کر دیئے ان سانپوں کو ہانی بال نے شراب کے خالی چوبی ڈرموں میں بھر بھر کر اوپر سے ڈھکن لگانا شروع کر دیئے اس طرح بیشمار چوبی ڈرم سانپوں سے بھر دیئے گئے تھے جس قدر ڈرم پروسیاس نے ہانی بال کو مہیا کئے تھے جب وہ سانپوں سے بھر گئے تب ان ڈھکن لگے سانپوں سے بھرے چوبی ڈرموں کو پروسیاس کے بحری جہازوں میں رکھوا دیا گیا تھا پروسیاس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ہانی بال کیا کرنے والا ہے تاہم اسے یقین ضرور تھا کہ ہانی بال رومنوں کے حمایتی ابو منیس کے خلاف کوئی اسے ذلت میں ڈال دینے والا قدم ضرور اٹھائے گا لہٰذا وہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے ہانی بال کے سارے کاموں کو دیکھتا رہا یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال ابو منیس کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

چند ہی روز بعد ابو منیس اپنے زبردست بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر کی طرف بڑھا تھا تاکہ پروسیاس پر حملہ آور ہو ہانی بال کو گرفتار کر کے روم بھجوائے اور رومنوں سے انعام و اکرام کی توقع رکھے پروسیاس کے جاسوسوں نے بھی اسے اطلاع کر دی تھی کہ ابو منیس اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا ہے یہ اطلاع آتے ہی ہانی بال پروسیاس کے پاس آیا اور اسے تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا پروسیاس تم اپنے شہر میں بڑے سکون اور میٹھی نیند سوتے رہو میں آج ہی تمہارے بحری بیڑے کو لے کر ابو منیس کے بحری بیڑے کی طرف لے جاتا ہوں پھر دیکھنا چند ہی دن بعد کیسی خوشیوں بھری خبر اپنے جاسوس کے ذریعے سے سنو گے ان الفاظ کے ساتھ ہی ہانی بال حرکت میں آیا اور پروسیاس کے بحری بیڑے کو لے کر وہ کھلے سمندر کی طرف چلا گیا تھا۔

کھلے سمندر میں ابو منیس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پروسیاس کے اس بحری بیڑے پر

حملہ آور ہوا جس کی کمانداری ہانی بال کر رہا تھا جونہی دونوں بحری بیڑے ایک دوسرے کے سامنے آئے تو عددی لحاظ سے دونوں بحری بیڑوں کی نسبت ایک اور دس کی تھی ایو مینس کا بحری بیڑہ پروسیاس کے بحری بیڑے سے دس گنا بڑا تھا اور ان کے ہتھیار اور ان کے جنگی لباس بھی پروسیاس کے لشکریوں سے بہتر تھے پس جونہی دونوں بحری بیڑے ایک دوسرے کے قریب آئے ہانی بال نے اپنے ملاحوں کو اپنے جہاز سمندر میں خوب پھیلانے کا حکم دے دیا تھا ہانی بال کے اس حکم پر آنا" فانا" ملاح حرکت میں آئے اور سمندر کے اندر انہوں نے اپنے جہاز خوب پھیلا لئے تھے اسکے جواب میں ایو مینس کے بحری بیڑے کے امیر البحر نے بھی اپنے بحری بیڑے کو پھیلایا اور ہانی بال پر وہ حملہ آور ہوا تھا جونہی ایو مینس کا بحری بیڑہ ہانی بال کے قریب آیا ہانی بال نے اپنے بحری بیڑے کے ملاحوں کو حکم دیا کہ جہازوں کے اندر شراب کے سانپوں بھرے جتنے ڈرم پڑے ہیں وہ اٹھا اٹھا کر دشمن کے جہازوں کے اندر پھینک دیئے جائیں۔

ہانی بال کا یہ حکم پاتے ہی اسکے ملاح آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے دو دو تین تین نے مل کر سانپوں بھرے لکڑی کے ڈرم دشمنوں کے جہازوں میں پھینکنے شروع کر دیئے تھے جو ڈرم دشمن کے جہازوں میں پھینکا جاتا وہ اس زور سے گرتا کہ اسکا ڈھکن کھل جاتا اور سانپ پھڑپھڑاتے جہازوں اور کشتیوں میں دشمن کے سپاہیوں کو ڈسنے لگے تھے اس طرح جب سارے ڈرم دشمن کے بحری جہازوں میں پھینک دیئے گئے تو لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی دشمن کے جہازوں میں ایک کہرام اور شور مچ گیا اسلئے کہ ان کے سارے بحری بیڑے میں سانپ ہی سانپ ہو گئے تھے اور انہوں نے جہازوں اور کشتیوں میں سوار ملاحوں کو ڈسنا شروع کر دیا تھا اور یہ سانپ ایسے زہریلے تھے کہ ایو مینس کے بحری بیڑے کے ملاح تیزی سے مرنا شروع ہو گئے تھے ایو مینس کے امیر البحر نے جب دیکھا کہ اسکے ملاح بڑی تیزی سے موت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے سمندر میں کود گیا بحری بیڑہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا اسلئے کہ بیشتر ملاحوں کو تو سانپوں نے کاٹ کر ہلاک کر دیا اور جو باقی بچے وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر سمندر میں ڈوب مرے تھے دشمن کے بحری بیڑے کی یہ حالت کرنے کے بعد ہانی بال اپنے بحری بیڑے کو لیکر پروسیاس کی طرف لوٹ گیا۔

پروسیاس کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال نے صرف یہ کہ اسکے دشمنوں کو بدترین شکست دی ہے بلکہ اسکے دشمن کے ملاحوں کا مکمل طور پر صفایا بھی کر دیا ہے تو وہ بڑا خوش ہوا اور وہ بڑی بے چینی سے ہانی بال کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جب ہانی بال اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ساحل پر لگا تو پروسیاس نے بڑے والہانہ انداز میں اسکا استقبال کیا ہانی بال

کو وہ گلے لگا کر ملا اسکی پیشانی چومی پھر وہ بڑے رقت آمیز انداز میں ہانی بال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ہانی بال اگر تم کچھ عرصہ پہلے میرے پاس آئے ہوتے تو میں دنیا کو یقین دلا سکتا کہ میں پوری دنیا کا فاتح بننے کی قوت اور صلاحیت رکھتا ہوں ہانی بال کی اس کامیابی اور فتح مندی پر پروسیاس نے کئی دن تک خوشی کا جشن منانے کا اعلان کر دیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ ہانی بال نے کھلے سمندر میں انکے حمایتی ایو مینس کے بحری بیڑے کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے تو وہ بڑے غضبناک اور بیخ پا ہوئے انہوں نے اپنا ایک وفد آرمینیا کے حکمران پروسیاس کی طرف روانہ کیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے ہانی بال کو ہمارے وفد کے ہاتھ روم نہ بھجوایا تو رومن اسکے ملک پر حملہ آور ہو کر اسے اور اسکی رعایا کو نیست و نابود کر دیں گے جب یہ وفد پروسیاس کے پاس آیا اور دھمکی آمیز لہجے میں اسے ہانی بال کو طلب کیا تو پروسیاس ہانی بال کو رومنوں کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اس نے فوراً اپنے کچھ سپاہی اس عمارت کی طرف بھجوائے جہاں ہانی بال نے قیام کر رکھا تھا تاکہ اسے گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کر دیا جائے۔

ایو مینس کے بحری بیڑے کو شکست دینے کے بعد پروسیاس نے ہانی بال کو رہائش کیلئے ایک ایسی عمارت دی تھی جسکے سات دروازے تھے ہانی بال کو چونکہ ہر وقت رومنوں کی طرف خطرہ لاحق رہتا تھا للذا اس عمارت کے ساتوں دروازوں پر ایسے پہرے دار کھڑے رہتے تھے جو ہانی بال سے بے پناہ محبت کرنے لگے تھے ان لوگوں نے ہانی بال کو خبر کر دی کہ انکا بادشاہ پروسیاس اسے رومن وفد کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے یہ اطلاع پانے کے بعد ہانی بال کو یقین ہو گیا کہ اب اسکا بچنا مشکل ہے اور یہاں سے بھاگنا بھی بے سود ہے للذا پہلے اس نے ایک کپڑا لیکر اس پر ایک تحریر لکھی جو کچھ یوں تھی۔

"میرے اس طرح مرجانے سے رومنوں کو اس انتظار کی زحمت سے نجات مل جائیگی کہ ایک سن رسیدہ اور نفرت زدہ آدمی کب وفات پاتا ہے"۔

اسکے بعد ہانی بال نے زہر کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ یہ زہر وہ ہنگامی حالت سے نمٹنے کیلئے اپنی انگوٹھی میں رکھا کرتا تھا۔ اس طرح دنیا کا ایک عظیم اور فاتح ایک مدبر اور ایک بے مثل جرنیل ایک شجاع اور دلیر انسان دنیا سے کوچ کر گیا جس نے کئی سالوں تک اٹلی پر قابض رہنے کے بعد رومنوں کے اس زعم اور گھمنڈ کو توڑا کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں افسوس کہ ہانی بال کی قوم نے اس کیلئے کچھ نہ کیا اگر کنعانی اٹلی میں اسے رسد کمک بروقت فراہم کرتے تو وہ روم پر قبضہ کرنے کے بعد رومنوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیتا یا اگر یہ نہیں تو دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے اور بکھرے ہوئے عرب ہی مل کر اس کا ساتھ دیتے تب بھی ہانی

بال رومنوں کو کسی زہریلے پودے کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکتا اور آج دنیا کی تاریخ اس سے مختلف ہوتی جواب ہے بہرحال مناسب پشت پناہی نہ ہونے کی وجہ سے ہانی بال نہ صرف یہ کہ اٹلی سے نکلا بلکہ در بدر اور غریب الوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد گمنامی کی موت سے بغلگیر ہو گیا۔

ہانی بال کی موت کے بعد بھی رومنوں کو کنعانیوں کی طرف سے خطرے کی بو آتی رہی انہیں شک پڑ گیا تھا کہ ایک نہ ایک روز کنعانیوں میں کوئی اور ہانی بال پیدا ہو گا اور ان سے انتقام ضرور لے گا۔ رومن کنعانیوں کے ذرائع آمدنی سے بھی خوب واقف تھے گو رومنوں کے ساتھ جنگ میں ان کا بیشتر نقصان ہوا تھا اور انہیں بھاری تاوان بھی ادا کرنا پڑا تھا لیکن ان کی دنیا بھر میں پھیلی تجارت باقی تھی جو انہیں اٹھا کر پھر کھڑا کر سکتی تھی جنگ زاما کی شرائط کے بعد گو کنعانیوں کے جنگی بحری جہاز تباہ و برباد کر دیئے گئے تھے لیکن انکے تجارتی جہاز اب بھی انکے پاس تھے اپنے ان ہی تجارتی جہازوں کی بناء پر کنعانیوں کے خزانے اب بھی سونے سے بھرے پڑے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ زاما میں پچاس سال کیلئے جو جنگ کا تاوان اور اخراج رومنوں نے کنعانیوں پر لگایا تھا کنعانیوں نے رومنوں کی کہ وہ پچاس سال کا سارا تاوان اور اخراج کی رقم یکمشت ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہتے ہیں۔

کنعانیوں کی اس پیش کش پر رومن چونک پڑے انہیں خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر کنعانیوں کی معیشت اسی طرح ترقی کرتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب ان کا کوئی اور جرنیل ہانی بال کا روپ دھار کر اٹلی میں داخل ہو گا اور انکے سارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا ان ہی دنوں رومنوں کے خدشوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ اس طرح کہ مقدونیہ کا موجودہ بادشاہ جو زاما کے مقام پر رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی شکست کے باعث رومنوں سے خطرہ محسوس کرنے لگا تھا وہ بھی ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے اپنے دوستوں اور حمایتیوں میں اضافہ کرنے لگا تھا کہ اگر آنے والے دور میں رومن اس پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش کریں تو وہ بخوبی ان سے نمٹ سکے۔

مقدونیہ کے حکمران نے سب سے پہلے کنعانیوں سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی اسلئے کہ اسے یقین تھا کہ صرف کنعانی ہی ایسے ہیں جن کے ساتھ مل کر وہ رومنوں کو اپنے سامنے مغلوب کر سکتا ہے لہٰذا اس نے اپنا ایک وفد کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا اور کنعانیوں سے اس نے اچھے روابط اور باہمی تعلقات کی التماس کی اس طرح دونوں قوموں کے درمیان روز کا آنا جانا شروع ہو گیا تھا جنہیں رومن شک اور

شبے کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے انہیں خطرہ ہو گیا تھا کہ اگر کنعانی اور مقدونیوں نے مل کر ان کے خلاف کسی جنگ کی ابتداء کی تو رومن کسی بھی طرح ان کے مقابلے کیلئے ٹھہر نہ سکیں گے۔

اسی دوران ایک تیسرا واقعہ بھی رومنوں کیلئے پریشانی کا باعث بن گیا وہ اس طرح کہ افریقہ کے شرقی وحشیوں کا بادشاہ مینسیا انتہائی شرپسند اور عیار انسان تھا اس نے ماضی میں چونکہ کنعانیوں کے خلاف رومنوں کا ساتھ دیا تھا اور جنگ زاما میں بھی کنعانیوں کے خلاف رومنوں کے ساتھ مل کر جنگ لڑا تھا اس نے جب دیکھا کہ رومنوں نے کنعانیوں پر جو شرائط مسلط کی ہیں ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کنعانی افریقہ کے اندر یا باہر کسی بھی قوم یا ملک سے ان کی اجازت کے بغیر جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے اس شرط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مینسیا نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسکی مدد سے کنعانیوں کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے ستینو کی بستیاں اور قصبے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرنا شروع کر دیئے تھے۔

کنعانیوں نے دو (2) ایک بار وفد بھجوا کر مینسیا کو ان حرکتوں سے باز رہنے کیلئے کہا لیکن مینسیا کو یقین تھا کہ کنعانی رومنوں کے خطرے اور خدشے کی وجہ سے جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے لہٰذا اسے کنعانیوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا جسکی بناء پر وہ بڑی تیزی سے کنعانیوں کے علاقے ہتھیانے لگا کنعانیوں نے جب دیکھا کہ مینسیا کسی بھی طرح باز نہیں آتا تو اسکی سرکوبی کرنے کے لئے کنعانیوں نے اپنے پرانے جرنیل حسدربال گسکو کو ایک لشکر کے ساتھ اسکی طرف روانہ کیا اس لشکر کی تعداد مختصر ہی سہی لیکن یہ لشکر خوب تربیت یافتہ تھا جب یہ لشکر مینسیا کے لشکر کے سامنے پہنچا تو مینسیا نے سمجھا کہ کنعانیوں کے لشکر کی تعداد اسکے لشکر کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا وہ اسے شکست دیکر بھگا دے گا لیکن جب جنگ ہوئی تو کنعانیوں نے اس جنگ میں مینسیا کے لشکر کو بدترین شکست دی اور جس قدر علاقے مینسیا نے کنعانیوں سے ہتھیا لئے تھے ان پر انہوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔

رومن عیاری سے کام لیتے ہوئے اس وقت تک خاموش رہے جب تک مینسیا کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقے ہتھیاتا رہا لیکن جونہی انہیں یہ خبریں پہنچیں کہ کنعانیوں نے جوابی کارروائی کر کے نہ صرف یہ کہ مینسیا کو بدترین شکست دی ہے بلکہ اپنے علاقے بھی واپس لے لئے ہیں تو وہ چونکنے ہو گئے انہیں فکر مندی ہوئی کہ کنعانیوں نے پھر اپنی پہلے جیسی طاقت اور قوت بحال نہ کر لی ہو انہوں نے کنعانیوں کی طرف ایک



بھجوائے جسکے ذریعے سے کنعانیوں کو یہ یاد دہانی کرائی گئی کہ انہوں نے ان شرائط کی کھلی خلاف ورزی کی ہے جو انکے اور رومنوں کے درمیان طے پائی تھیں ساتھ ہی رومنوں نے اپنا ایک جرنیل مرکیوس کاٹو قرطاجنہ کی طرف بھجوایا تاکہ وہ سارے حالات کا جائزہ لے جسکے تحت کنعانی فی الفور اپنی طاقت بحال کر کے میسنیسا کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے ہیں بہرحال مرکیوس کاٹو نام کا یہ جرنیل افریقہ پہنچا اس نے قرطاجنہ کا خوب گھوم پھر کر جائزہ لیا اسکے بعد وہ شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسنیسا سے بھی ملا سارے حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ مرکیوس کاٹو واپس روم گیا اسکے روم پہنچنے پر روم کی سینیٹ کا اجلاس طلب کیا گیا اور مرکیوس کاٹو سے کہا گیا کہ وہ افریقہ میں جو کچھ دیکھ کر آیا ہے وہ سینٹ کے سامنے اسکا اظہار کرے اس پر مرکیوس کاٹو نے سینیٹ کے سامنے اپنی تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میری قوم کے فرزندو! میں نے کنعانیوں سے متعلق جو کچھ دیکھا وہ یہ کہ میرے خیال میں وہ اپنی پہلی طاقت اور قوت تیزی سے بحال کرتے جا رہے ہیں قرطاجنہ شہر جس کی آبادی دن بدن تیزی سے بڑھ رہی ہے خوب آباد اور امیر ترین شہر ہے اسکے ساحل پر ہر وقت ان گنت اور بیشمار تجارتی جہاز آتے جاتے رہتے ہیں جو کسی بھی وقت جنگی بحری جہازوں کی صورت اختیار کر سکتے ہیں کنعانیوں کے خزانے بھرے ہوئے ہیں انکے اسلحہ خانے بھی بھرتے جا رہے ہیں اور ان کے اندر میں نے ایک جوش ایک ولولہ پایا ہے اسکے ساتھ ہی مرکیوس کاٹو نے اپنے چغے کے اندر سے پکے ہوئے انجیروں کا ایک خوشہ نکالا اور اسے اپنی سینیٹ کے ارکان کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا ادھر دیکھو رومنوں کے فرزندو جو قوم اس طرح کے پھل پیدا کر کے خود بھی مستفید ہو سکتی ہے اور اوروں کو بھی بھیجتی ہے وہ دوبارہ اپنی طاقت اور قوت بحال کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد مرکیوس کاٹو تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا سنو رومن قوم کے فرزندو اگر تم میری مانو اور اگر تم رومنوں کی بقا چاہتے ہو اور جس سرزمین میں تم بیٹھے ہو اس پر اپنی ملکیت اپنی آزادی بحال رکھنا چاہتے ہو تو پھر کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایا کرو انہیں ختم کر دو دنیا سے انہیں نیست و نابود کر دو اور اگر تم لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ تمہیں نیست و نابود کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے جو حالات میں نے کنعانیوں کے اندر دیکھے ہیں اگر وہ ویسے کے ویسے ہی رہے اور ہم نے انکے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا تو پھر لکھ رکھو کہ عنقریب ان کے درمیان کوئی اور ہانی بال اٹھے گا وہ بھی اٹلی کا رخ کرے گا اور اس وقت تک اٹلی کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسکی اینٹ سے

اینٹ بجا کر نہیں رکھ دیتا لہٰذا میری قوم کے فرزندو میری تم سے ایک ہی التماس ہے کہ ان کنعانیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دو اسی میں تمہاری بقا بہتری اور اسی میں تمہاری منفعت ہے مرکیوس کاٹو کی اس تقریر کے بعد رومن حکمرانوں نے کنعانیوں کو واقعی صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

رومنوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسنیسا کو پیغام بھجوایا کہ وہ کنعانی علاقوں پر زوردار حملہ کر کے ان کے اندر گھستا چلا جائے اور جس قدر چاہے ان کے علاقوں پر قبضہ کر لے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر کنعانی اسکی سرکوبی کیلئے لشکر تیار کرتے ہیں تو وہ اس لشکر سے بھی ٹکرا جائے اور اگر وہ اس لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بڑھتا چلا جائے اور اس شہر کو نیست و نابود کر کے کنعانیوں کا افریقہ سے مکمل طور پر خاتمہ کر دے رومنوں نے میسنیسا کو یہ بھی پیغام بھجوایا کہ اگر کنعانیوں کے مقابلے میں اسے شکست ہوتی ہے تو وہ پیچھے اپنے صحرائی حصے میں داخل ہو جائے اور کنعانیوں کو اپنا تعاقب کرنے کا موقع فراہم کرتا جائے جب کنعانی دور تک صحراء میں اسکا تعاقب کریں تو پھر اپنے لشکر کا ایک حصہ ان کی پشت کی طرف بھجوا کر راستے میں کھانے پینے کی جو بھی چیزیں میسر ہوں انکا خاتمہ کر دے اس طرح کنعانی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے صحراء کے اندر قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور انکے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا جو آنے والے دنوں میں رومنوں اور میسنیسا کا سامنا کر سکے اور اسکے بعد رومن خود ہی کنعانیوں سے نپٹ لیں گے یہ پیغام ملنے کے بعد میسنیسا نے کنعانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔

کنعانیوں کو جب خبر ہوئی کہ میسنیسا نے انکے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے تو انہیں پھر اپنے جرنیل حسدربال گسکو کو اپنے لشکر کے ساتھ تیار کیا اور میسنیسا کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا دونوں ملکوں کی سرحد پر خوفناک جنگ ہوئی جس میں حسدربال نے میسنیسا کو بدترین شکست دی میسنیسا بھاگ کھڑا ہوا حسدربال گسکو اسکا تعاقب کرنے لگا میسنیسا حسدربال کو اپنے صحرائی حصے میں لے گھسا اور دور تک حسدربال کے آگے آگے بھاگتا چلا گیا پھر حسدربال کو دور تک صحراء میں لے جانے کے بعد میسنیسا نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اسکی پشت کی طرف بھجوایا اور پیچھے صحرائی بستیوں اور قصبوں کے اندر جس قدر خوراک کا سامان مہیا ہو سکتا تھا ان سب کا خاتمہ کروا دیا جس کے نتیجے میں حسدربال زیادہ عرصہ تک صحراء میں قیام نہ کر سکا کیونکہ اسے خوراک مہیا نہ تھی جلد ہی اس کا لشکر قحط کا شکار ہو کر بھوکوں مرنے لگا اس حالت میں میسنیسا نے چاروں طرف اپنے لشکر پھیلا کر صحراء کے اندر

قحط زدہ کنعانیوں پر شب خون مارنے شروع کر دیئے تھے۔

کنعانیوں کی مزید بدقسمتی یہ کہ ان کے اندر وبائی امراض بھی پھوٹ پڑے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے حسدربال گسکو نے میسینیا سے صلح کی درخواست کی میسینیا نے بھاری تاوان جنگ عائد کرتے ہوئے حسدربال کی صلح کی پیشکش کو قبول کر لیا میسینیا کو یہ رقم ادا کر دی گئی اور حسدربال جب اپنے شب خون اور وبائی امراض سے بچے کچھے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ پہنچا تو قرطاجنہ کے لوگ اس پر اس قدر سخت ناراض اور برہم ہوئے کہ اس نے اپنی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا تھا گلی کوچوں میں لوگ حسدربال کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کرنے لگے یہاں تک کہ کنعانی حکمرانوں کو اپنے عوام کے سامنے جھکنا پڑا اور حسدربال کو موت کی سزا سنا دی۔ لیکن ابھی عملاً اسے یہ سزا نہ دی گئی تھی۔

دوسری طرف رومنوں نے کنعانیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تیاریاں مکمل کر لی تھیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے ایک بہت بڑا بیڑہ اور ایک بہت بڑا جرار لشکر تیار کیا اس بحری بیڑے اور لشکر کی کمانداری کیلئے انہوں نے جن دو جرنیلوں کا انتخاب کیا ان میں سے ایک کا نام مانیلیوس اور دوسرے کا نام سنسرینیوس تھا رومن حکمرانوں نے ان دونوں جرنیلوں کو تاکید کی ان حالات میں کنعانی ضرور ان کے پاس آ کر صلح کی گفتگو کریں گے اور اپنے معاملات ہمارے ساتھ نمٹانے کی کوشش کریں گے دونوں جرنیلوں کو واضح کر دیا گیا تھا کہ رومن حکمران چاہے جس قسم کی شرائط بھی کنعانیوں کے ساتھ ظاہراً" طے کرتے رہیں لیکن حتمی فیصلہ یہی ہے کہ کنعانیوں کو کسی بھی صورت زندہ نہیں رہنے دینا ان کا خاتمہ کرنا ہے اور ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ کو تباہ برباد کرنے کے بعد اس پر ہل چلا دیئے جانے چاہئیں اپنے حکمرانوں کی طرف سے یہ ہدایات ملنے کے بعد رومنوں کے دونوں جرنیلوں مانیلیوس اور سنسرینیوس اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی سے افریقی ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی سفید نیل کے کنارے سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا یوناف فوراً چوکنا ہو گیا اور اسکی یہ حالت دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اسکی طرف متوجہ ہو گئی تھی پھر ابلیکا کی کھنکناتی ہوئی خوش کن آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی سنو یوناف تم کب تک اس سرائے میں پڑے رہو گے میں تمہارے لئے دو خبریں لیکر آئی ہوں ایک خبر بری دوسری اچھی ہے بری خبر یہ ہے کہ کنعانیوں نے اپنے جرنیل اور تمہارے دوست

ہانی بال کو اٹلی سے طلب کر لیا تھا اور رومنوں نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے کنعانیوں کو ایک جنگ میں مبتلا کیا یہ جنگ افریقہ میں زاما کے مقام پر ہوئی جس میں بدقسمتی سے برے حالات اور اپنے ساتھیوں کی کمزوری کی وجہ سے ہانی بال کو پسپائی اختیار کرنا پڑی اس جنگ میں پسپائی کے نتیجے میں رومنوں نے کنعانیوں پر بے جا شرائط عائد کر دیں جسکے نتیجے میں کنعانی ہانی بال سے خفا ہوئے پر ہانی بال نے پھر اپنی قوم کو اپنی طاقت بحال کرنے کا مشورہ دیا کنعانیوں نے ایسا کیا تو رومنوں نے کنعانیوں سے ہانی بال کو طلب کر لیا ہانی بال بیچارہ اپنے آبائی شہر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے وہ شام کے حکمران انٹی اوکس کی طرف گیا وہاں بھی رومنوں نے اسے ٹکنے نہ دیا پھر وہ آرمینیا کی طرف چلا گیا وہاں اس بیچارے نے زہر کھا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا سنو ابلیکا یہ تو تم واقعی ایک بے حد بری خبر لے کر آئی ہو جہاں تک ہانی بال کا تعلق ہے وہ میرا ایک بہترین دوست ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک بے مثال دوست اور دنیا کا ایک عظیم جرنیل اور شریف النفس انسان تھا اسکی موت نے مجھے واقعی غمزدہ کر دیا ہے پر یہ تو کہو تم میرے لئے دوسری خبر کیا لیکر آئی ہو اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی خبر عارب نبیطہ، سطرون اور زروعہ سے متعلق ہے اس پر یوناف چونکا اور ابلیکا سے پوچھنے لگا کیا تم بتا سکو گی کہ وہ چاروں ان دنوں کہاں ہیں اس پر ابلیکا پھر مسکراتے ہوئے بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب افریقہ کے صحرائے کالا ہاری کے شمالی کناروں پر ایک کوہستانی سلسلہ ہے اس کوہستانی سلسلے سے بارش اور چشموں کا پانی اتر کر شمال کی طرف مکدی کاوی کی کھارے پانی کی جھیل اور اوکاوانگو کے دلدلی علاقوں کی طرف جاتا ہے جبکہ بارش کا جو پانی جنوبی حصے میں کوہستانی سلسلے سے اتر کر میدانوں میں پڑتا ہے یہ کالا ہاری کے بیچوں بیچ ایک دریا کی صورت اختیار کرتا ہوا جنوب کی طرف بڑھتا ہے اس دریا کا نام بھی کانگ ہے اور اسی دریا کے کنارے کانگ نام کا ایک چھوٹا سا شہر ہے اسی شہر کے مشرق میں دریائے کانگ کے کنارے ایک سرائے میں عارب اور نبیطہ نے قیام کر رکھا ہے اس پر یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا اور سطرون اور زروعہ کہاں ہیں ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی جس کوہستانی سلسلے سے دریائے کانگ نکل کر ایک دھار کی صورت میں صحرائے کالا ہاری کے اندر بہتا ہے اسی کوہستانی سلسلے کے ایک غار میں عزازیل نے سطرون اور زروعہ کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے تاکہ وہ پھر اپنی پہلی سی قوت اور طاقت بحال کر لیں۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف خوش ہو گیا تھا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا

دیکھو ابلیکا تم نے مجھے بہترین اطلاعات فراہم کی ہیں میں آج ہی نہیں بلکہ ابھی صحرائے کالا ہاری کے اس کوہستانی سلسلے کی طرف جاؤں گا وہاں زنجیروں میں جکڑے ہوئے سطرون اور زردعہ پر بھی ضرب لگاؤں گا پھر دریائے کانگ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے ذہن کی صفائی بھی کروں گا اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی سطرون اور زردعہ پر وارد ہوتے وقت محتاط ضرور رہنا اسلئے کہ عزازیل کا کوئی نہ کوئی ساتھی ان دونوں کی حفاظت پر مقرر ہوتا ہے لہٰذا تم ان پر وارد ہوتے ہوئے احتیاط سے کام لینا بہرحال تم فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں جونہی تم سطرون زردعہ یا عارب اور نبیطہ کے خلاف کارروائی کرو گے میرا تمہیں پورا تعاون اور حمایت حاصل ہو گی ابلیکا کے اس جواب پر یوناف اور بیوسا دونوں خوش ہو گئے تھے پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور سفید نیل کی اس سرائے سے وہ افریقہ کے صحرائے کالا ہاری کی طرف کوچ کر گئے تھے دوسری طرف رومنوں کے دونوں جرنیلوں مانیلیوس اور سنسرینیوس اپنے بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ قرطاجنہ کے ساحل پر پہنچ گئے تھے کنعانی حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ رومن بحری بیڑہ ساحل سے آ لگا ہے اور اس سے ایک جرار لشکر ساحل پر خیمہ زن ہو گیا ہے تو حکمرانوں نے یونانی لشکروں کے جرنیلوں سے آنے کی وجہ پوچھی اس پر یونانی جرنیلوں نے کنعانی حکمرانوں کیلئے کہلا بھیجا کہ وہ ایک وفد انکی طرف بھجوائیں تاکہ انکے ساتھ بات چیت کی جا سکے کیونکہ کنعانیوں نے ان شرائط کی خلاف ورزی کی ہے جو انکے اور رومنوں کے درمیان طے پائی تھیں اس پر کنعانی حکمرانوں نے اپنا ایک وفد رومنوں کے جرنیل مانیلیوس اور سنسرینیوس کی طرف بجھوا دیا تھا۔

کنعانیوں کا وفد جب رومن جرنیلوں کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے وفد کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر مانیلیوس نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو کنعانیوں کے نمائندو! تم جانتے ہو کہ تمہاری قوم نے افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسینسیا کے خلاف جنگ چھیڑ کر ان شرائط کی کھلی خلاف ورزی کی ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان طے پائی تھیں اسی بناء پر تم سے باز پرس کرنے کیلئے ہمارے حکمرانوں نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے لہٰذا تمہیں اپنا پابند رکھنے کیلئے ہمیں مزید کچھ شرطیں تم پر عائد کرنے کیلئے کہا گیا ہے اس پر وفد کے ایک آدمی نے مانیلیوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا وہ کون سی شرائط ہیں جو تم ہم پر عائد کرنا چاہتے ہو اس پر رومن جرنیل مانیلیوس پھر بولا اور کہنے لگا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم لوگوں کے پاس جس قدر اسلحہ اور جنگی ہتھیار ہیں وہ سب ہمارے حوالے کر دیئے جائیں دوسری شرط یہ کہ تم لوگ قرطاجنہ شہر خالی کر دو شہر خالی

کرتے وقت تم لوگ اپنے گھروں کا سارا سامان اور نقدی اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو شہر سے نکل کر تم کسی بھی جگہ آباد ہو سکتے ہو یہ جگہ سمندر سے کم از کم دس میل کے فاصلے پر ہونی چاہیے وہ اسلئے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم تجارت پیشہ لوگ ہو سمندری تجارت سے تم لوگوں نے بے شمار دولت حاصل کی اور اسی دولت کی بناء پر تم لوگوں نے رومنوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کیا اسی دولت کی بناء پر تم لوگوں نے سسلی کارسیکا اور سارڈینیا کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھا لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ یہ صورتحال پھر دہرائی جائے اور ہماری تیسری شرط یہ ہے کہ آئندہ کیلئے تم لوگ سمندر سے دور رہ کر بحری تجارت نہیں کرو گے بلکہ کھیتی باڑی کرو گے اسلئے کہ کھیتی باڑی تمہارے لئے نہایت سودمند اور بہتر رہے گی ہماری چوتھی شرط یہ ہے کہ قرطاجنہ شہر کو خالی کرنے کے بعد اسے زمین بوس کر کے اس پر ہل چلا دیا جائے گا تاہم کنعانیوں کی حیثیت سے تم لوگ آزاد رہو گے سنو کنعانیوں کے فرزندو تم اس شہر قرطاجنہ کی دیواروں اسکے مکانوں اور اسکی عمارتوں کی وجہ سے کنعانی نہیں ہو بلکہ تم پیدائشی کنعانی ہو اس شہر کے تباہ ہونے کے بعد بھی تم آزاد کنعانی کے طور پر زندگی بسر کرتے رہو گے بس یہی ہماری شرائط ہیں امید ہے تم ان شرائط کو ماننے پر رضامند ہو جاؤ گے یہاں تک کہنے کے بعد رومن جرنیل مانیلیوس جب خاموش ہوا تو ایک کنعانی سردار اٹھا اور دونوں جرنیلوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

ہم لوگ اپنی قوم کا نمائندہ وفد ضرور ہیں لیکن اس حالت میں نہیں ہیں کہ جو شرائط تم لوگوں نے عائد کی ہیں انہیں قبول یا رد کر دینے کا آخری فیصلہ کر دیں تمہاری شرائط لے کر ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جو وہ فیصلہ کریں گے اس سے تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا دونوں رومن جرنیلوں نے اس فیصلے سے اتفاق کیا پھر وہ کنعانیوں کا وفد ساحل سے اٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف شہر کے لوگ اپنے وفد کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے جونہی یہ وفد شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کے سامنے انہوں نے شرائط پیش کیں تو لوگوں نے پوچھا تم ان شرائط کے متعلق کیا جواب دیکر آئے ہو اس پر ایک سردار کہنے لگا کہ ہمارا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر لینا چاہئے اس پر لوگ ایسے برا فروختہ اور غضبناک ہوئے کہ انہوں نے وفد کے ان ارکان پر بھی حملہ کر دیا اور کچھ کو ہلاک اور کچھ کو زخمی کر دیا پھر لوگ ایک طوفان کی صورت میں گلی کوچوں سے آئے اور اپنے حکمرانوں پر دباؤ ڈالنے لگے کہ رومنوں کی ان شرائط کو کسی صورت قبول نہ کیا جائے گلی کوچوں میں کیا مرد کیا عورتیں بلند آوازوں میں چیخ چیخ اور چلا چلا کر کہنے لگے تھے کہ ہمیں موت قبول ہے مگر

رومنوں کے ہاتھوں اس طرح کی شرائط ہرگز قبول نہیں ہیں اپنے عوام کا جوش و غضب دیکھتے ہوئے کنعانی حکمرانوں نے بھی دیکھ لیا کہ اب رومنوں کے ساتھ جنگ کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اس لئے کہ ان شرائط کو تسلیم کرنا کنعانیوں کی بڑی بدنامی اور ذلت ہے لہٰذا اسی روز کنعانی حکمرانوں نے شہر کے اندر ہنگامی صورت کا اعلان کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔

کنعانی حکمرانوں نے اپنے شہر کا دفاع کرنے کا پورا عزم کر لیا تھا حسدربال جسکو جسے چند ہفتے پہلے موت کی سزا سنا دی گئی تھی اسے سزا نہ دی گئی تھی لہٰذا اسے فی الفور رہا کر دیا گیا اور اسے اس لشکر کا سالار اعظم مقرر کیا گیا جس نے شہر کے باہر کارروائی کرنا تھی ایک اور جرنیل کو شہر کے اندر لشکر تیار کر کے اندرونی حصے کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا اسکے علاوہ ہتھیار تیار کرنے والوں کو جمع کیا گیا اور دن رات ہتھیار تیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

کنعانیوں کے اندر ایسا جوش ایسا جذبہ بیدار ہو گیا تھا کہ کیا مرد کیا عورتیں سبھی بھٹیوں پر کام کرنے لگے تھے بڑے بڑے دیوتاؤں کے مندر اور ان سے ملحقہ مقدس عمارتیں بھٹیوں اور کارخانوں میں تبدیل کر دی گئی تھیں ہر روز ایک سو ڈھالیں تین سو تلواریں اور منجنیقوں کی مدد سے پھینکے جانے والے ایک ہزار نیزے روزانہ تیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا۔ منجنیقوں میں نیزے پھینکنے کیلئے جو رسے استعمال ہوتے تھے وہ گھوڑے کے بالوں سے تیار کئے جاتے تھے لیکن گھوڑے کے بال چونکہ اس قدر میسر نہ تھے اسلئے کنعانی عورتوں نے بڑے عجیب اور انوکھے جذبے کا اظہار کیا کنعانی عورتوں نے اپنے بال کاٹ کاٹ کر مہیا کرنے شروع کر دیئے اور التماس کی گئی کہ ان کے بالوں سے رسے بنا کر منجنیقوں میں استعمال کئے جائیں اور رومنوں سے اپنے شہر کا دفاع کیا جائے بڑا عجیب اور بڑا انوکھا سا جذبہ تھا جس کا اظہار اس موقع پر کنعانی عورتوں اور مردوں کی طرف سے کیا جا رہا تھا۔

قرطاجنہ شہر کے ارد گرد جو مضبوط فصیل تھی وہ اپنی گولائی کے حساب سے کوئی اٹھارہ میل بنتی تھی یہ چھیالیس فٹ اونچی تھی چونتیس فٹ کے قریب چوڑی تھی فصیل کے اندر جگہ جگہ چار منزلہ اونچے اونچے مینار بنے ہوئے تھے جنکے اندر رہ کر شہر کے محافظ حملہ آور دشمنوں پر نگاہ رکھ سکتے تھے۔

قرطاجنہ شہر کی بندرگاہ کا بھی عجیب عالم تھا شہر کی دو بندگاہیں شمار کی جاتی تھیں ایک اندرونی بندرگاہ دوسری بیرونی بندرگاہ بیرونی بندرگاہ تجارتی جہازوں کیلئے استعمال کی جاتی تھی

اور اس میں سے اگر کوئی جہاز اندرونی بندرگاہ کی طرف آنا چاہے تو ایک ایک کر کے داخل ہو سکتا تھا۔ اندرونی بندرگاہ بالکل شہر سے ملحقہ تھی اس بندرگاہ کے درمیان سمندر کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جسکے ارد گرد کنعانیوں کے جنگی جہاز کھڑے ہوتے تھے اور اس جزیرے کے ارد گرد تقریباً دو سو بیس جنگی بحری جہاز کھڑے کئے جا سکتے تھے اس جزیرے میں کنعانیوں کے امیر البحر کیلئے ایک بلند عمارت تعمیر کی گئی تھی جسکے اندر بیٹھ کر امیر البحر قرطاجنہ کی طرف آنے والے بحری بیڑوں کو بغور دیکھ سکتا تھا۔

اندرونی اور بیرونی بندرگاہوں کے درمیان ایک بلند دیوار تھی جسکی وجہ سے بیرونی بندرگاہ سے اندرونی بندرگاہ میں دیکھا نہ جا سکتا تھا شہر سے بیرونی بندرگاہ میں داخل ہونے کیلئے علیحدہ راستہ تھا اندرونی بندرگاہ کو عموماً فوجی بندرگاہ بھی کہا جا سکتا تھا اور اسکی بڑی دیکھ بھال اور نگرانی کی جاتی تھی بڑی بندرگاہ سے چھوٹی بندرگاہ میں داخلے کو بند کرنے کیلئے سمندر میں زنجیریں تان دی جاتی تھیں تاکہ کوئی باہر کی بندگارہ سے اندرونی بندرگاہ میں داخل نہ ہو سکے۔

دونوں رومن جرنیلوں مانیلوس اور سنسرنیوس نے سمندر کی بجائے خشکی کی طرف سے قرطاجنہ پر حملے کی ابتداء کی تھی دونوں اپنے لشکر کو اس شہر کی فصیل کے قریب لے آئے پھر قریبی جنگل سے جو سب سے بڑے سب سے پرانے مضبوط اور موٹے درخت تھے انہیں کاٹا گیا اور ان کے مضبوط تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر نصب کرا دیئے گئے تھے ان شہتیروں کو خاص مقصد کیلئے تیار کردہ بڑے جنگی رتھوں پر نصب کر دیا گیا تھا پھر یہ جنگی رتھ جن کے اوپر لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سروں کو شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرانے کا لائحہ عمل تیار کیا گیا تھا۔

جن دو جنگی رتھوں پر وہ مینڈھے کے سر لگے شہتیر نصب کئے گئے تھے ان دونوں ہی جنگی رتھوں پر تقریباً چھ چھ ہزار جوانوں کو مقرر کیا گیا پھر رومن جرنیلوں نے حکم دیا کہ ان جنگی رتھوں کو پوری قوت سے آگے کی طرف دوڑاتے ہوئے بار بار اسے شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرایا یہاں تک کہ فصیل کے اندر ایک ایک شگاف پیدا ہو گیا دونوں رومن جرنیلوں نے اس بڑے شگاف کے ذریعے سے اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن جونہی وہ ان شگافوں کے ذریعے سے شہر میں داخل ہوئے ایک طوفان ایک انقلاب ایک واویلا اٹھ کھڑا ہوا اسلئے کہ مسلح کنعانی آندھی طوفان اور آگ کے شعلوں کی طرح آگے بڑھے اس خونخواری اس جاں نثاری سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوئے کہ ان گنت رومنوں کو اس شگاف کے اندر انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی رومن

شگاف سے نکل کر شہر سے بھاگ گئے اور اپنی جانیں بچالیں اس طرح کنعانیوں نے رومنوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور جو شگاف انہوں نے ڈالا تھا اسے بہت جلد پر کر کے وہ فصیل کو پہلی حالت پر لے آئے تھے۔

اب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ رومن جرنیل مانیلیوس اور سنسرینیوس بار بار مختلف جگہوں پر فصیل کے ساتھ مینڈھے کے سر ٹکراتے وہاں شگاف کرتے اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے لیکن جس جگہ بھی وہ فصیل کے اندر شگاف کر کے فصیل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے اسی جگہ سے کنعانی ایسی جاں نثاری سے حملہ آور ہوتے کہ رومنوں کو شہر میں داخل ہونے کی ہمت و جرات ہی نہ ہوتی اور ہر دفعہ انہیں اپنے بے شمار ساتھیوں کے مرنے کی قربانی دینا پڑتی اس طرح جب دن پر دن گزرنے لگے تو دونوں رومن جرنیل قرطاجنہ کی فتح سے متعلق مایوس ہونا شروع ہو گئے تھے جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ قرطاجنہ کو فتح کرنا ہمارے بس کی بات نہیں تو انہوں نے اپنے قاصد افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسینسیا کی طرف بھجوائے اور قرطاجنہ کو فتح کرنے کیلئے اس سے مدد طلب کی یہ رومن قاصد جس روز میسینسیا کے پاس پہنچے اسی روز میسینسیا ایک لمبی بیماری کے باعث مرگیا تھا اس میسینسیا کی جگہ اس کا بڑا بیٹا گلوسا اسکا جانشین بنا تخت پر بیٹھتے ہی گلوسا نے بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کو وہ لیکر قرطاجنہ اور رومنوں کے ساتھ مل گیا تاکہ رومنوں کیلئے قرطاجنہ کو فتح کیا جا سکے۔

مانیلیوس سنسرینیوس اور گلوسا مل کر قرطاجنہ شہر پر مختلف جگہوں سے حملہ آور ہوتے رہے لیکن ہر بار کنعانی ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے اس طرح شرقی وحشیوں کے نئے بادشاہ گلوسا کے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں سے آملنے کے باوجود بھی رومن اپنے آپ کو کنعانیوں کے سامنے بے بس اور مجبور محسوس کرنے لگے تھے۔

رومن حکمرانوں نے جب دیکھا کہ انکے جرنیل مانیلیوس اور سنسرینیوس گلوسا کے ملنے کے باوجود بھی قرطاجنہ کو فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے تو وہ بڑے مایوس ہوئے تاہم وہ قرطاجنہ کو ہر صورت میں فتح کر کے تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو انہوں نے اپنے دو جرنیلوں پائیسو اور میسینوس کی سرکردگی میں اٹلی سے قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا یہ بھی پہلے لشکر سے آملا اس طرح چار رومن جرنیل اور شرقی وحشیوں کا بادشاہ گلوسا پانچوں مل کر قرطاجنہ پر حملہ آور ہوئے ایک بار انہوں نے مختلف سمتوں سے حملہ آور ہو کر شہر کی فصیل عبور کر کے شہر میں داخل

ہونے کی کوشش کی لیکن پانچوں سمت سے کنعانیوں نے کچھ ایسا شاندار بے مثل دفاع کیا کہ چاروں رومن جرنیل اور گلوسا کو بدترین حالات کا سامنا کرنے اور اپنے بے شمار ساتھیوں کا نقصان اٹھانے کے بعد پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔ اب حالات ابتر ہونے لگے چاروں رومن جرنیل اور پانچواں گلوسا مل کر بار بار شہر پر حملہ آور ہوتے اس طرح دن پر دن گزرنے لگے اور رومن قرطاجنہ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے تھے۔

رومن حکمران بڑی بے چینی سے قرطاجنہ کے فتح ہونے کا انتظار کر رہے تھے لیکن جب قرطاجنہ کی فتح کی کوئی خبر نہ آئی اور ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گزرنے لگے تب رومن حکمران بڑے مایوس ہوئے لیکن وہ قرطاجنہ کا محاصرہ بھی ترک نہ کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے ایک اور لشکر تیار کیا اس لشکر کو انہوں نے اپنے نامور جرنیل سپیو کی سرکردگی میں دیا یہ یہی سپیو تھا جسکے مقابلے میں افریقہ میں ہانی بال کو اپنے ساتھیوں کی غلطی کی وجہ سے پسپا ہونا پڑا تھا اب یہ سپیو ایک بہت بڑا لشکر لے کر اٹلی سے افریقہ کی طرف روانہ ہوا اور رومن حکمرانوں نے ایک اور جرنیل لائیلیوس کو اسکا ماتحت بنا کر روانہ کر دیا تھا اس طرح سپیو اور اس کا ماتحت جرنیل لائیلیوس بھی اپنے لشکر کو لے کر قرطاجنہ شہر پہنچ گئے تھے اب ہر طرف سے قرطاجنہ پر حملے ہونا شروع ہو گئے تھے سپیو نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مانیلیوس سنسرینیوس گلوسا پائیسو اور میسینوس کو اس نے خشکی کی طرف سے قرطاجنہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا جبکہ وہ خود اپنے ساتھی جرنیل لائیلیوس کے ساتھ قرطاجنہ کی بندرگاہ کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا۔

اب سات جرنیل سات مختلف لشکروں کے ساتھ قرطاجنہ شہر پر ٹوٹ پڑے تھے جبکہ انکے مقابلے میں کنعانیوں کا اکیلا اور تنہا جرنیل حسدربال شہر کی حفاظت کر رہا تھا آخر رومن کئی جگہ سے شہر کی فصیل کو گرانے میں کامیاب ہو گئے اور شہر میں وہ گھس پڑے دوسری طرف سے سپیو اور اس کا نائب جرنیل لائیلیوس شہر کی بندرگاہ کی طرف سے شہر میں داخل ہو گئے تھے اب شہر کے اندر افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا اسلئے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد رومنوں نے اندھا دھند لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ بچے بوڑھوں اور عورتوں تک کو انہوں نے معاف نہ کیا گلیاں انہوں نے خون سے بھر دیں مکانوں اور عمارتوں کو انہوں نے آگ لگانا شروع کر دی تھی پس رومنوں کے شہر میں داخل ہونے کے باعث شہر میں آگ اور خون کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

قرطاجنہ شہر کے لوگوں کا رومنوں نے جی بھر کر قتل عام کیا تقریباً پچاس ہزار مرد عورتیں بعل دیوتا کے مندر میں آ جمع ہوئے تھے ان پچاس ہزار افراد میں حسدربال کی بیوی

اور اسکے دو بچے بھی شامل تھے یہ مندر کئی منزلہ تھا اور لوگ اس میں پناہ لیکر اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ رومن جرنیل بھی شہر کی مختلف عمارتوں کو آگ لگاتے اور لوگوں کا قتل عام کرتے ہوئے اس مندر کے سامنے آن رکے تھے دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل حسدربال نے جب دیکھا کہ اب مقابلہ کرنا بے سود ہے اور وہ کسی بھی صورت شہر کے وقار کو بحال نہیں کر سکتا تو وہ رومنوں کے جرنیل سپیو کے سامنے حاضر ہوا اپنی تلوار اس نے سپیو کے قدموں میں ڈال دی اور اس سے امان طلب کی سپیو کنعانیوں کے جرنیل حسدربال کی دلیری جرات اور شجاعت کا بڑا معترف تھا لہٰذا اس نے حسدربال کی جان بخشی کر دی جس وقت حسدربال اپنی تلوار سپیو کے قدموں میں رکھ کر اس سے امان طلب کر رہا تھا اس وقت اسکی بیوی اپنے بچوں کے ساتھ بعل دیوتا کے مندر کی اوپری منزل پر کھڑی بڑے دل شکن انداز میں یہ سارا منظر دیکھتی جا رہی تھی۔

رومن ایسے خونخوار ایسے وحشی ایسے انسان گزیدہ اور ایسے بے حس ثابت ہوئے کہ بعل دیوتا کا وہ مندر جس کے اندر پچاس ہزار کنعانیوں نے پناہ لے رکھی جن میں زیادہ تر بچے عورتیں اور بوڑھے شامل تھے رومن جرنیل سپیو نے اس مندر کو آگ لگانے کا حکم دے دیا اسکے حکم پر "آناً" فاناً" رومن سپاہی حرکت میں آئے اور اس مندر کو آگ لگا دی جس وقت مندر نے آگ پکڑی تھی اس وقت حسدربال کی بیوی جو مندر کی سب سے اوپر کی منزل پر کھڑی تھی اپنی بلند اواز میں رومن جرنیل سپیو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو رومنوں کے جرنیل سپیو میں اور میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ تم کس قدر دلیر بہادر اور شجاع ہو کیا تم لوگ اس وقت کو بھول گئے جب کنعانیوں کا سپوت جب میری قوم کا فرزند عظیم ہانی بال لگا تار تیرہ برس تک تمہارے ملک اٹلی میں تمہارے شہروں پر قبضہ کئے رہا وہ تخریب و موت کی قوت زمین کی زرخیزی موسموں کی تبدیلی بن کر تمہارے ہر شہر پر وارد ہوتا رہا وہ بے مثل جرنیل وہ عظیم انسان جو اپنی قوم کا محرم و ہمراز اور جمال و جلال تھا وہ ایک طویل عرصہ تم لوگوں پر الم انگیزی خشمناک فطرت اور آندھیوں کے طوفان اور ریت کے بگولوں کی طرح حملہ آور ہوتا رہا اور تم لوگوں کو کسی بھی مقام پر اس سے ٹکرا کر اسکے خلاف کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی تمہارے ملک اٹلی میں داخل ہونے کے بعد اس نے جس شہر جس قصبے کا بھی رخ کیا اسے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق زیر کیا تمہارے ایک نہیں بیک وقت چار چار لشکروں کو میرے اس عظیم ہم وطن نے بدترین شکستیں دیں یہاں تک کہنے کے بعد حسدربال کی بیوی رکی پھر دوبارہ سپیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو رومنوں کے جرنیل سپیو! قسم مجھے کنعانیوں کے دیوتاؤں کی اب بھی اس موقع پر میرا وہ عظیم بھائی ہانی بال موجود ہوتا اور میری قوم اسے کوئی مناسب لشکر مہیا کر دیتی تو قسم دیوتاؤں کی وہ تم پر موسم سرما کی آندھیوں' برف باری کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوتا تمہارے لئے وہ اندرائن کی طرح کڑوا اور کوہستانوں جیسا سخت جان ثابت ہوتا وہ رات کے رجال کی طرح تم پر حملہ آور ہوتا تمہیں بدترین اور ذلت آمیز شکست سے دوچار کرتا اور تم سب جرنیلوں کی حالت اپنے سامنے سردی کی طویل راتوں میں تاخت کی داستانیوں جیسی بنا کر رکھ دیتا کاش میرا وہ عزیز و عظیم بھائی ہانی بال میری قوم کا وہ پر عظمت سپوت کنعانیوں کا وہ دلیر اور بے مثل جرنیل اس موقع پر موجود ہوتا تو پھر میں تم سب رومن جرنیلوں کو بعل دیوتا کے اسی مندر کی چھت پر کھڑے ہو کر بتاتی کہ کنعانی کس طرح گذشتہ سات صدیوں سے ان سرزمینوں میں عظمت اور جلال کے ساتھ حکمرانی کرتے چلے آئے ہیں۔

رومن جرنیل سپیو سے ہٹ کر حسدربال کی بیوی نے حسدربال یعنی اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو حسدربال تم میرے شوہر اور میرے ان دو بچوں کا باپ ہونے کے دعوے دار ہو جو اس وقت میرے ساتھ کھڑے ہیں میں آج تک تمہاری خدمت کرتی رہی ایک بیوی کی حیثیت سے تم سے محبت کرتی رہی اسلئے کہ تم دلیر شجاع تم وطن پرست اور تم قوم کے بڑے ہم درد اور مہربان تھے لیکن تم نے رومن جرنیل سپیو کے سامنے ہتھیار ڈال کر کنعانیوں کے اندر ایک بدترین اور ذلت آمیز مثال پیش کی ہے۔ سنو تھوڑی دیر تک میں اپنے بچوں کے ساتھ مندر میں لگی آگ میں کود جاؤں گی لیکن کودنے سے پہلے میں تم پر ایک انکشاف کروں کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں تم نے وطن کے ساتھ دشمنی کنعانی قوم کے ساتھ غداری کی ہے کاش تم لڑتے ہوئے ان رومنوں کے ہاتھوں مارے جاتے تو میں تمہاری خون آلود مردہ پیشانی کو بوسہ دیکر فخر محسوس کرتی۔ سنو حسدربال میں تم سے نفرت کرتی ہوں اور تمہیں بشارت دیتی ہوں کہ سیدھا جہنم واصل ہو گا اسکے ساتھ ہی حسدربال کی بیوی خاموش ہو گئی پھر اس نے اپنے دونوں بچوں کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا اور ان کے پیچھے خود بھی آگ میں کود کر اپنے آپ کا خاتمہ کر گئی تھی یہ سارا منظر دیکھ کر رومنوں کے سر شرمندگی اور خجالت میں جھک گئے تھے اور کچھ رومن لشکر ایسے بھی تھے جو اس منظر کی تاب نہ لا سکے تھے اور منہ پھیر کر سسک سسک کر رونے لگے تھے۔

○

قرطاجنہ کی فتح کے بعد رومنوں نے شہر کو گرا کر زمین بوس کر دیا تھا پھر شہر کو تباہ و برباد کرنے سے قبل رومنوں نے لشکر کو جی بھر کر لوٹنے کا حکم دے دیا تھا شاہی خزانے اور مندروں کے اندر جس قدر دولت تھی وہ رومن حکومت کے حوالے کرنے کیلئے ایک جگہ جمع کر لی گئی تھی باقی ہر شے رومن لشکریوں نے لوٹ لی تھی اس طرح گزشتہ سات صدیوں تک افریقہ میں اپنی پوری آن و بان اور شان و شوکت کے ساتھ قائم رہنے والا کنعانیوں کا یہ شہر صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا اس شہر نے بڑی بڑی اقوام کو اپنے ساتھ مفتوح اور زیر ہوتے دیکھا تھا رومنوں نے جب اس شہر کو تباہ و برباد کیا تو انہیں دوسری اقوام کے وہ بڑے بڑے بت بھی ملے جو ان سب اقوام کو واپس کر دیئے گئے ان میں زیادہ مشہور سسلی میں ایگر جنٹم شہر کا دیوتا تھا جس کی شکل سانپ کی تھی اور سجسٹا شہر کی دیوی ڈیانا کا بت بڑا قابل دید اور قابل ذکر تھا یہ بت بھی بحری جہازوں میں لاد کر ان کے ماننے والوں کو واپس کر دیئے گئے تھے۔

قدرت کو شاید اس شہر کا زیادہ عرصہ گمنامی میں پڑے رہنا منظور نہیں تھا اسلئے کہ اسکی تباہی و بربادی کے صرف بیس ہی سال بعد ایک رومن جرنیل گریکچوس نے اس جگہ ایک بستی آباد کی اور چھ ہزار لوگوں کو یہاں اس نے آباد کر دیا پھر یہ بستی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ رومن حکمرانوں جولیس سیزر اور آگسٹس نے اپنے اپنے دور میں اس کو خوب ترقی دی اور یہ پھر پہلے جیسی شان و شوکت والا شہر بن گیا لیکن رومنوں نے اس شہر کا نام رومنوں کا قرطاجنہ رکھ دیا تھا۔ اس طرح رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کا افریقہ سے خاتمہ ہو گیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا ایک روز صبح ہی صبح صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر نمودار ہوئے تھے اس وقت سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہوتا ہوا کوہستانی سلسلے کی بلند چوٹیوں کو روشن کرتا جا رہا تھا کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہی کھڑے یوناف اور بیوسا نے پہلے کوہستانی سلسلے کے شمالی حصے کی طرف دیکھا جہاں دو دریا نکل کر شمال کی طرف بڑھتے تھے ایک مکدی کادی کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف اور دوسرا اوکا وانگو کے دلدلی علاقے کی طرف جا رہا تھا تھوڑی دیر تک یوناف اور بیوسا ان دونوں دریاؤں کا جائزہ لیتے رہے پھر انہوں نے جنوب کی طرف دیکھا جہاں حد نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے کالا ہاری کے اندر دریائے کانگ دور تک پتلی سی ایک لکیر کی صورت اختیار کرتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو رہا

تھا تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی اس ماحول کا جائزہ لیتے رہے پھر شاید یوناف بیوسا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابیلکا نے اسکی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اسکی حسین آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

سنو یوناف میں تمہارے لئے ایک خوش خبری لیکر آئی ہوں جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ عارب اور نبیطہ نے دریائے کانگ کے کنارے کانگ نام کے شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے اور صحرائے کالا ہاری کے ان شمالی کوہستانی سلسلوں کے ایک غار میں عزازیل نے سطرون اور زروعہ کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے لیکن اب میں تم سے یہ کہوں کہ شاید عزازیل کو میرے اور تم میاں بیوی کے ادھر آنے کی خبر ہو گئی ہے لہٰذا عارب اور نبیطہ کانگ شہر سے اٹھ کر دریائے سادہ کے کنارے اپنے محل کی طرف چلے گئے ہیں جبکہ عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے سطرون اور زروعہ کو کہیں اور منتقل کر دیا ہے یہاں تک کہنے بعد ابیلکا جب خاموش ہوئی تو یوناف مسرت اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ابیلکا عارب اور نبیطہ کا یہاں سے نکل کر دریائے سادہ کے کنارے اپنے محل کی طرف چلے جانا اور عزازیل اور اسکے ساتھیوں کا سطرون اور زروعہ کو کہیں اور منتقل کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سارے کام انہوں نے ہم سے ڈرتے ہوئے اور خوف کھاتے ہوئے کئے ہیں اور یہ صورتحال یقیناً ہماری ان پر فتح اور کامیابی کی ایک دلیل ہے لہٰذا ابیلکا جب یہ نامراد شیطانی قوتیں خود ہی اپنی شکست تسلیم کر کے میدان چھوڑ چکی ہیں تو میرے خیال میں اب مجھے مزید ان کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے یہاں ابیلکا نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا تمہارہ اندازہ تمہاری بات درست ہے یوناف اس پر یوناف بولا اور پوچھا اگر ایسا ہے تو ہم میاں بیوی کو کدھر کا رخ کرنا چاہئے اس پر ابیلکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف پہلے تم نے قرطاجنہ شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا لیکن اب حالات یکسر بدل گئے ہیں رومنوں نے قرطاجنہ شہر کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے زمین بوس کر دیا ہے اب وہاں تمہارے قیام کرنے اور ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں رہی یہ خبر سن کر یوناف نے فوراً ابیلکا کی بات کاٹی اور کہنے لگا۔ سنو ابیلکا یہ سب کچھ کنعانیوں کی سستی اور بے حسی کی وجہ سے ہوا اگر یہ لوگ بروقت اپنے نامور جرنیل ہانی بال کو اٹلی میں رسد اور کمک پہنچاتے تو ہانی بال ضرور پورے اٹلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتا اور رومنوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیتا لیکن کنعانی حکمرانوں نے ہانی بال کی طرف کوئی دھیان نہ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بیچارہ بے وطنی اور کسمپرسی کی حالت میں اپنی جان سے گزر گیا کنعانیوں کی

اسی بے حسی اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کا یہی نتیجہ نکلنا تھا کہ رومنوں کو ان پر غالب آنا تھا اور انہیں افریقہ سے نیست و نابود کرنا چاہئے تھا بہرحال جو بھی قوم اپنی سطوت اپنی عزت اور اپنے ناموس کی حفاظت نہیں کرتی اسکا انجام کنعانیوں جیسا ہی ہوتا ہے کنعانیوں کے پاس بے شمار دولت تھی اسکے پاس ذرائع آمدنی کے بعد ان گنت وسائل تھے جنہیں یہ بروئے کار لاکر یقیناً ہانی بال کو ایک بہت بڑا لشکر وسیع رسد کے ذرائع مہیا کر سکتے تھے لیکن ان کنعانیوں نے کچھ نہیں کیا بہرحال جو کچھ بھی ہوا وہ ایک ایسی فصل تھی جس کا بیج ان کنعانیوں نے خود بویا تھا اب کہو کہ ہمیں کدھر کا رخ کرنا چاہئے ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف فرانس سے تعلق رکھنے والے وحشی گال قبائل کو اپنے سامنے زیر کرنے اور اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی کنعانیوں کو افریقہ سے نیست و نابود کرنے کے بعد رومن اپنے آپ کو پہلے کی نسبت انتہائی طاقتور اور محفوظ تصور کر رہے ہیں اب ان کا ارادہ ہے کہ اپنی قوم کو ایک بین الاقوامی حیثیت دلانے کی خاطر مشرق کا رخ کیا جائے میرے خیال میں اب یہ رومن بہت جلد اپنے مشرقی حصوں کی طرف دھیان دیں گے اور اس سمت پیش قدمی کر کے اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کریں گے میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی اٹلی کا رخ کرو روم شہر کی کسی سرائے میں قیام کرو اور پھر حالات کا جائزہ لو کہ کس طرح رومن کنعانیوں کے خاتمے کے بعد اب دوسری اقوام کی طرف حرکت میں آتے ہیں اور یوسا نے ابلیکا کی اس رائے سے اتفاق کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے صحرائے کالا ہاری کے اس شمالی کوہستانی سلسلے سے وہ غائب ہوئے اور اٹلی میں روم شہر سے باہر انہوں نے ایک سرائے میں کر لیا تھا۔

○

کنعانیوں کا خوف اپنے اوپر سے اتارنے کے بعد رومنوں کی ہمت بڑھ گئی تھی کنعانی وہ طاقت اور قوت تھے جس سے ہمیشہ رومن خوفزدہ چلے آ رہے تھے ہانی بال کی غریب الوطنی کی حالت میں موت اور اسکے بعد کنعانیون کے شہر قرطاجنہ کی تباہی و بربادی کے بعد رومن اب کنعانیوں کی طرف سے بالکل بے خوف ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے دوسری اقوام کی طرف دھیان دینے کا ارادہ کیا سب سے پہلے انہوں نے اپنی توجہ مشرق کی طرف مبذول کی مشرق میں دو بڑے بڑے حکمران تھے جو رومنوں کا مقابلہ کر سکتے تھے ایک شام اور ایک ایشیائے کوچک کا حکمران انٹی اوکس اور دوسرا مقدونیہ کا بادشاہ فلپ پنجم

انٹی اوکس کے خلاف رومنوں کو پہلے ہی حرکت میں آنے کا موقع مل چکا تھا جس

وقت ہانی بال نے اسکے پاس آکر پناہ لی تھی اور رومنوں نے ان سے انٹی اوکس سے ہانی بال کو طلب کیا تھا اور اسکے انکار پر رومنوں اور انٹی اوکس کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس میں انٹی اوکس کو شکست ہوئی اور جواب میں رومنوں نے اس پر بھاری تاوان جنگ اور سالانہ خراج مقرر کر دیا تھا اس طرح انٹی اوکس کو تو پہلے ہی رومنوں نے زیر کر دیا تھا اب مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا اسلئے کہ ماضی میں اس فلپ پنجم کے نہ صرف کنعانیوں بلکہ ہانی بال سے بھی اچھے تعلقات رہے تھے لہٰذا ان ہی تعلقات کو بنیاد بناتے ہوئے رومنوں نے فلپ پنجم کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا۔

فلپ پنجم پر حملہ آور ہونے کیلئے رومنوں نے اپنے جرنیل فلمینوس کو تیار کیا اور اس کی سرکردگی میں انہون نے ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور اسے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا فلمینوس بڑی تیزی سے مقدونیہ کی طرف بڑھا دوسری طرف مقدونیہ کا بادشاہ فلپ پنجم کو بھی اطلاع مل گئی تھی کہ رومن اس پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا اپنا دفاع کرنے کی تیاریاں اس نے بھی تیز کر دی تھیں رومن جرنیل فلمینوس کا خیال تھا کہ فلپ پنجم زیادہ عرصہ تک رومنوں کی طاقت اور قوت کا مقابلہ نہ کر سکے گا لہٰذا رومن اسے بہت جلد اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جس وقت رومنوں اور یونانیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی یہ جنگ طول پکڑتی گئی یہ جنگ مہینوں تک جاری رہی جنگ کے اس طول کی وجہ سے رومن جرنیل فلمینوس کی آنکھیں کھل گئیں کہ فلپ پنجم پر قابو پانا اتنا آسان نہیں ہے جب جنگ زیادہ طول پکڑنے لگی تو اس نے اپنے حکمرانوں کی طرف قاصد بھجوا کر مزید کمک طلب کر لی اس طرح رومنوں نے ایک اور لشکر اپنے جرنیل فلمینوس کی مدد کیلئے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم کی طرف روانہ کیا یہ لشکر فلپ پنجم کی شکست کا باعث بن گیا۔

وہ اس طرح کہ جس وقت رومنوں کا یہ نیا لشکر یونان کی سرزمین میں داخل ہوا اس وقت فلمینوس اور مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم کے درمیان جنگ عروج پر تھی اور حالات ایسے رونما ہو رہے تھے کہ فلپ پنجم کے سامنے رومن جرنیل فلمینوس اور اسکے لشکر بالکل پسپا ہونے والے تھے لیکن رومنوں کی خوش قسمتی اور فلپ پنجم کی بدقسمتی سے عین اس موقع پر رومنوں کا نیا لشکر نمودار ہوا اور اس نے فلپ پنجم پر اس کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا اس دو طرفہ حملے سے یونانی حکمران فلپ پنجم اپنے لشکر کی تنظیم کو برقرار نہ رکھ سکا اور اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے رومنوں کے اس دو طرفہ حملے کو روکنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن اسکے لشکر کی تعداد چونکہ اس قدر نہ تھی کہ وہ اپنے لشکر کو دو

حصوں میں تقسیم کر کے رومنوں کے اس دو طرفہ حملے کو روک سکتا لہٰذا اس جنگ میں اسے شکست اٹھانا پڑی۔ اس شکست کے نتیجے میں رومنوں نے پہلے یونانیوں کا جی بھر کے قتل عام کیا پھر انہوں نے فلپ پنجم کی التجا پر جنگ روکی اور اسکے بعد رومنوں نے اینٹی اوکس ہی کی طرح فلپ پنجم پر بھی نہ صرف یہ کہ بھاری تاوان جنگ عائد کیا بلکہ اس پر سالانہ خراج بھی مقرر کر دیا تھا۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست کھانے کا فلپ پنجم کو ایسا دکھ اور صدمہ ہوا کہ اس صدمے سے وہ بیچارہ چل بسا اسکی موت کے بعد اس کا بیٹا پرسیوس مقدونیہ کا حکمران بنا پرسیوس جانتا تھا کہ رومنوں کے ہاتھوں شکست ہی میرے باپ کی موت کا سبب بنا ہے لہٰذا اس نے رومنوں کو ایک اور جنگ میں دھکیلنے کا فیصلہ کر لیا تھا مقدونیہ کے تخت پر بیٹھتے ہی اس نے اپنی عسکری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا اس نے نئے لشکر تیار کرنا شروع کئے اور انکی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا پرسیوس کو اگر کچھ وقت ملتا کہ وہ رومنوں کے خلاف اپنے لشکر کی تیاری مکمل کر لیتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ رومنوں کے ساتھ ایک لمبی جنگ لڑ کے ان سے اپنے باپ کا انتقام لیتا لیکن اس کی بد قسمتی کہ جونہی اس نے اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے انکی تربیت کا کام شروع کیا رومن جاسوسوں نے بھی اپنے راٹوں کو خبر کر دی کہ پرسیوس انکے خلاف پر پرزے نکالنے لگا ہے یہ خبریں سن کر رومن فوراً حرکت میں آئے اور پرسیوس کو سبق سکھانے کیلئے انہوں نے اپنا ایک لشکر اسکی طرف بھیجا یہ لشکر مقدونیہ میں داخل ہوا اور کوہستان الپس کے شمال میں اس نے پڑاؤ کیا دوسری طرف مقدونیہ کے حکمران پرسیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن لشکر اسکی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے وہ بیچارہ چونکہ اپنی جنگی تیاریاں مکمل نہ کر چکا تھا لہٰذا بادل ناخواستہ وہ کوہستان الپس کے شمال میں رومنوں سے مقابلہ کرنے کیلئے آیا پس رومنوں اور یونانیوں کے درمیان کوہستان الپس کے شمال میں ہولناک جنگ ہوئی پرسیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ رومنوں کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا اس جنگ میں اپنے لشکر کی برتری کی وجہ سے رومن پھر غالب اور فاتح رہے پرسیوس کو شکست ہوئی اور جنگ میں زندہ گرفتار کر لیا گیا اس جنگ کے نتیجے میں رومنوں نے پھر مقدونیہ پر تاوان جنگ لگا کر خراج کی رقم بڑھا دی مقدونیہ پر رومنون نے اپنی مرضی کا حکمران مسلط کر دیا اور پرسیوس کو گرفتار کر کے وہ اپنے ساتھ اٹلی لے گئے جہاں اسے البا کے مقام پر قید کر دیا گیا اسی قید اور اسیری کی حالت میں یہ بیچارہ پرسیوس چل بسا۔ یوں رومنوں نے اپنے سامنے مشرق کی دو بڑی قوتوں یعنی اینٹی اوکس اور یونان میں

بڑی تیزی سے ابھرتی ہوئی مقدونیہ کی طاقت کو زیر اور مغلوب کر لیا تھا۔

اپنے سب سے بڑے حریف یعنی کنعانیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد جب رومنوں نے مشرق کی دو عظیم طاقتوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تو پھر رومنوں کو اپنے ارد گرد کے دشمنوں سے کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہا۔ ان پر سکون حالات میں رومنوں نے ملکی ترقی کی طرف دھیان دیا۔ مختلف اقوام پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد رومنوں کو بے شمار دولت ہاتھ لگی تھی۔ جسکی بناء پر دو چیزوں نے بڑا زور اور قوت پکڑی۔

پہلی چیز یہ کہ اٹلی میں اس سے قبل صرف ایک ہی تھیٹر تھا جن میں رومنوں کا دل بہلانے کیلئے چند ہی لوگ کام کیا کرتے تھے اور ان تھیٹروں میں چند مزاحیہ قسم کے شاعر اور ادیب لوگوں کا دل بہلانے کی خاطر طرح طرح کے کھیل پیش کیا کرتے تھے لیکن جونہی اپنے اطراف کے دشمنوں پر رومنوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو تھیٹر کی اس صنعت نے اٹلی کے اندر کچھ ایسی ترقی کی اب جگہ جگہ تھیٹر کھلنا شروع ہو گئے اور رومن مرد اور عورتیں ایکٹر کی حیثیت سے ان تھیٹروں میں کام کر کے خوب دولت کمانے لگے تھے۔

دوسری چیز جس کا آغاز امن کے ان دنوں میں ہوا وہ گلیڈیٹر شپ تھی اسکی ابتداء عجیب سے انداز میں ہوئی اور وہ یوں کہ رومنوں کا ایک لیڈر جو انکے یہاں بڑا ہر دل عزیز اور معروف تھا اسکا نام جونیوس بروٹس تھا یہ زندگی بھر اوروں کے کام آ کر لوگوں کی خوشی اور سکون کا باعث بنتا رہا جب یہ مر گیا تو اسکے چاہنے والوں نے یہ چاہا کہ چونکہ جونیوس بروٹس ساری زندگی لوگوں کی خوشی کیلئے کام کرتا رہا ہے لہٰذا اب جب کہ وہ مر گیا ہے تو اسکی روح کی خوشی کا کوئی سامان کرنا چاہیے۔

اس مقصد کیلئے جب رومنوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد پوچھنے والوں کو یہ ہدایات جاری کی کہ جو بھی آدمی مرتا ہے وہ انسانی خون سے خوشی اور اطمینان حاصل کرتا ہے اپنے مذہبی پیشواؤں کا یہ مشورہ سن کر رومن حرکت میں آئے اور جس وقت وہ اپنے رہنما جونیوس بروٹس کو دفن کرنے لگے تھے اسی وقت انہوں نے لوگوں کے آپس میں مقابلے کرائے مختلف جگہوں سے مانے ہوئے تیغ زن اس مقابلے میں حصہ لینے کیلئے آئے اور جو ہارے وہ جیتنے والوں کے ہاتھوں مارے گئے اس طرح کئی نوجوانوں کا قتل عام ہوا خون بہا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ انسانی خون بہنے سے جونیوس بروٹس کی روح کو اطمینان اور سکون ملا ہو گا۔

اس طرح جس کام کی ابتداء جونیوس بروٹس کی روح کو خوش کرنے کیلئے کی گئی تھی وہ آہستہ آہستہ ایک [illegible] رومنوں کی زندگی کا حصہ بنتی چلی گئی تھی۔ گلیڈیٹر شپ اس

طرح ترقی کرتے کرتے بہت آگے بڑھ گئی یہاں تک کہ روم شہر کے اندر ایک بہت بڑا سٹیڈیم تیار کرایا گیا جس کے اندر ہر ہفتے روما کے بادشاہ کی نگرانی میں گلیڈیئٹر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے کئی نوجوان زخمی ہوتے اور کئی مارے جاتے اور جیتنے والوں کو روما کی حکومت خوب انعامات سے نوازتی تھی۔ آہستہ آہستہ اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں بھی تبدیلی اور انقلاب آتا چلا گیا۔ گلیڈیئٹر کے مقابلوں کے ساتھ ساتھ اس میدان کے ایک طرف لوہے کے پنجرے بنائے گئے جنکے اندر شیر اور چیتے بند کر دیئے گئے تھے جنگوں کے دوران جو جنگی قیدی ہاتھ لگتے اس مقابلے کے میدان میں انہیں لوہے کے جنگلوں کے اندر چھوڑ کر ان پر بھوکے چیتے اور شیر چھوڑے جاتے اس طرح بھوکے درندوں کے ساتھ انسانی مقابلہ کرا کے رومن حکمران اپنی خوشی اپنے سکون کا سامان فراہم کرنے لگے تھے یوں امن کے دور میں یہ دو رسمیں رومنوں کے اندر بڑی تیزی سے ترقی پا کر معقول و مقبول ہو گئی تھیں۔

○

اٹلی میں پہلے ہی معاشرہ دو حصوں میں تقسیم تھا ایک مراعات یافتہ یعنی امیر طبقہ اور دوسرا حقیر اور نچلا مسلا طبقہ۔ گزشتہ جنگوں میں چونکہ رومنوں کو پے در پے فتوحات حاصل ہوئی تھیں لہٰذا بیشمار مال و دولت انکے ہاتھ لگی تھی یہ دولت بھی اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے ہی کے حصے میں آئی تھی لہٰذا ان جنگوں کے بعد مراعات یافتہ یعنی امیر اور غریب طبقے کے درمیان پہلے کی نسبت بہت زیادہ فرق اور دوری پیدا ہو گئی تھی غریب طبقہ اور امیر طبقے کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا تھا اس ردعمل کا احساس سب سے پہلے تبریوس کو ہوا جو رومنوں کے ہر دل عزیز جرنیل سپیو کی بیوی کا بھائی تھا جس نے مراعات یافتہ طبقے کے خلاف آواز اٹھائی اور غریب طبقے کی طرف سے یہ مطالبہ کیا کہ جنگلی جانوروں کو بھی رہنے کیلئے غاریں اور کھوہ میسر ہوتی ہے اٹلی میں غریب طبقے کو رہنے کیلئے بھی کوئی مقام میسر نہیں جبکہ اٹلی کی زیادہ زمینوں پر مراعات یافتہ طبقے کا قبضہ ہے اور غریب لوگ زمین کے ایک ٹکڑے کو بھی حاصل کرنے کیلئے ترستے ہیں۔

اس تبریوس نے سینیٹ سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اٹلی کی زمین کو لوگوں کے اندر تقسیم کر دیا جائے تاکہ غریب طبقہ بھی زمین کو آباد کر کے بہتر اور پرسکون زندگی کی ابتداء کر سکے۔ تبریوس کے اس مطالبے پر اٹلی کا مراعات یافتہ طبقہ اسکے خلاف ہو گیا اور اندر ہی اندر اسکے خلاف کام کرتے ہوئے انہوں نے تبریوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تبریوس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی کائیوس حرکت میں آیا یہ بھی رومنوں کے ہر دل عزیز جرنیل سپیو

کی بیوی کا بھائی تھا اس نے بھی اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں اٹلی کا مراعات یافتہ طبقہ جس میں زیادہ تر رومن شامل تھے وہ اسکے خلاف ہو گیا اور موقع پا کر انہوں اس کائیوس کو بھی قتل کر دیا تھا۔

رومنوں کا جرنیل سپیو ان دنوں ہسپانیہ میں قیام کئے ہوئے تھا اسے جب خبر ہوئی کہ اسکی بیوی کے بھائی تبریوس اور کائیوس دونوں کو مراعات طبقے نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ اسپین سے اٹلی آیا تبریوس اور کائیوس کے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اس نے سینیٹ سے یہ مطالبہ کیا کہ تبریوس اور کائیوس کے مطالبات درست تھے دولت اٹلی کے سارے طبقوں میں برابر سے تقسیم ہونی چاہیے اگر ایسا نہ ہوا تو مراعات طبقہ زیادہ امیر ہو جائے گا غریب لوگ اور پس جائیں گے لوگوں کے درمیان ایک تضادت اور فرق پیدا ہو جائے گا جس کی بناء پر نچلا طبقہ اونچے طبقے کے خلاف ایک نہ ایک روز اٹھ کھڑا ہو گا کوئی خونی انقلاب آئے گا جو اٹلی کو لہو میں نہا کر رکھ دے گا۔

لیکن اٹلی کی سینیٹ نے اپنے اس ہردلعزیز سپیو کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا حالانکہ سپیو کے رومنوں پر بڑے احسانات تھے کنعانیوں کے خلاف اسی نے فتوحات حاصل کی تھیں قرطاجنہ پر قبضہ کرنے والا بھی یہی جرنیل تھا اسپین پر بھی اسی نے رومنوں کا قبضہ قائم کیا اسکے علاوہ سسلی میں بھی اس نے رومنوں کے حق میں حالات درست کئے تھے لیکن اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے نے سپیو کی ان ساری خدمات کو نظرانداز کرتے ہوئے اسے بھی ذلیل و خوار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ان تکلیف دہ حالات میں اٹلی کے حکمران طبقے کے سامنے دو اشخاص نمودار ہوئے ایک ماریوس اور دوسرا سولا۔ دونوں ہی سسلی اسپین اور افریقہ میں رومنوں کے جرنیل سپیو کے نائبوں کی حیثیت سے کام کرتے رہے تھے لیکن دونوں ہی کے درمیان خیالات میں بڑا اختلاف تھا ماریوس کا تعلق روما کے نچلے طبقے سے تھا اور وہ اپنے خیالات میں سپیو کی حمایت کرنے والا تھا جبکہ سولا کا تعلق اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے سے تھا اور وہ سپیو کے خیالات کی نفی کرنے والا تھا۔

ان ہی دنوں روم میں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ ان دونوں ماریوس اور سولا کو اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے مواقع میسر ہوئے پہلا موقع افریقہ سے نمودار ہوا افریقہ میں رومنوں کی بڑی گرفت تھی اور شرقی وحشیوں کا حکمران ماضی میں کنعانیوں کے خلاف انکی مدد بھی کرتا رہا تھا لیکن ان ہی دنوں ایسا ہوا کہ یگورتھا نام کا ایک باغی اور وحشی افریقی حرکت میں آیا اس نے نہ صرف یہ کہ حکومت کے باغیوں کو اپنے ساتھ ملایا بلکہ جیلوں کے اندر

جس قدر قیدی تھے انہیں بھی اس نے رہا کرا کے اپنے ساتھ ملا لیا شرقی وحشیوں کے حکمران کے خلاف یہ حرکت میں آیا اور اسے تخت و تاج سے محروم کرنے کے بعد یہ بگورتھا نام کا سردار خود افریقہ کا حکمران بن بیٹھا تھا۔

یہ چیز رومنوں کیلئے قطعی ناقابل برداشت تھی اسلئے کہ پہلا حکمران طبقہ رومنوں کے ساتھ بے پناہ تعاون کرتا رہا تھا لہٰذا رومنوں نے بگورتھا کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تخت و تاج سے دست بردار ہو کر افریقہ میں پہلے حکمران طبقے کو حکومت حوالے کر دے لیکن بگورتھا نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بار بار قاصد بھجوائے گئے اور بار بار اس بگورتھا نے رومنوں کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا جسکی بناء پر رومنوں نے افریقہ میں بگورتھا کے خلاف لشکر کشی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ایک جرار لشکر بحری بیڑے کے ذریعے افریقہ کے ساحل پر بھجوایا گیا جسکی بگورتھا کے ساتھ جنگ ہوئی اور بگورتھا نے رومنوں کے لشکر کو بدترین شکست دے کر اس میں سے کچھ کو قتل کر دیا اور بہت کم لوگ ایسے بچے جو اپنی جانیں بچاکر واپس روم پہنچنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ رومنوں کو اپنی اس شکست کا بےحد صدمہ ہوا لہٰذا ایک اور لشکر بگورتھا کی طرف روانہ کیا۔ بگورتھا نے اس لشکر کو بھی شکست دی۔ اب رومن انتقامی ہوگئے تھے۔ اس کے بعد رومنوں نے پے در پے کئی لشکر بگورتھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے۔ لیکن ہربار فتحمند اور غالب بگورتھا ہی رہا۔ آخرکار افریقہ اور سسلی میں یہ افواہیں پھیلنے لگیں کہ جو رومن لشکر بھی بگورتھا سے جنگ کرنے کو آتا ہے۔ بگورتھا اس کے سپہ سالار کو بھاری رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اور رومن سپہ سالار اپنے لشکر کی شامت اور بگورتھا کی فتحمندی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہ خبریں جب روم شہر میں گشت کرنے لگیں تو رومن حکمرانوں کو اس سے بڑی تشویش ہوئی انھوں نے اپنے چند قاصد افریقہ میں بگورتھا کی طرف بھجوائے اسے اس کی حفاظت کی ضمانت دی اور اس سے یہ کہا کہ وہ ایک بار روم آئے تاکہ اس سے گفتگو کر کے یہ تصدیق کی جائے کہ واقعی رومن جرنیل اس سے رشوت لے کر اپنے لشکر کی تباہی و بربادی کا باعث بنتے رہے ہیں لیکن بگورتھا بڑا عیار بڑا تیز اور سیانا آدمی تھا اس نے رومنوں کا کہنا نہ مانا اور روم آنے سے اس نے قطعی انکار کر دیا۔ بگورتھا کا یہ انکار رومنوں کے لئے مزید ذلت اور غضبناکی کا باعث بنا اپنے ان گنت جرنیلوں کو آزمانے کے بعد جب انھوں نے دیکھا کہ ہر سمت سے مایوسی اور ناکامی ہوئی ہے تو انھوں نے اپنے ماضی کے بہترین جرنیل سپیو کے دست راست ماریوس کو آزمانے کی کوشش کی۔

دوسرا جرنیل سولا چونکہ ماریوس کا انتہائی مخالف اور اس کے خیالات سے اتفاق نہ کرنے والا تھا لہٰذا جب رومنوں نے ماریوس کو ایک لشکر کے ساتھ افریقہ بھیجنے کا ارادہ کیا تو سولا نے اندر ہی اندر سازش کر کے اس کام کی مخالفت کی اس نے بڑی کوشش کی کہ ماریوس کی جگہ اسے افریقی مہم پر روانہ کیا جائے تاکہ وہ بگورتھا کو اپنے سامنے زیر کر کے روما کے لوگوں میں ہردلعزیزی حاصل کرے لیکن حکمران طبقے نے سولا کی اس بات کو ماننے سے انکار کردیا ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے کے بعد انھوں نے ماریوس ہی کو افریقہ میں بگورتھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کردیا تھا۔

ماریوس چونکہ سپیو کے ماتحت کام کرتا رہا تھا وہ رومنوں کے لئے انتہائی مخلص اور اپنی قوم کا درد رکھنے والا شخص تھا اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ میں وارد ہوا افریقی وحشیوں کے بادشاہ بگورتھا نے اس کا مقابلہ کیا لیکن ماریوس نے اسے بدترین شکست دی بگورتھا اس جنگ میں مارا گیا اور ماریوس نے وہاں رومنوں کی حمایت کرنے والی حکومت قائم کردی تھی کچھ عرصہ ماریوس نے افریقہ ہی میں قیام کئے رکھا تھا تاکہ وہ اپنی نگرانی میں حالات کی درستگی کا جائزہ لیتا رہے اس دوران اس کی غیر موجودگی میں اٹلی میں سالانہ انتخابات منعقد ہو گئے ماریوس نے افریقہ سے ہی اپنا نام انتخابات کے لئے روانہ کر دیا بگورتھا کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد ماریوس رومنوں میں بڑا ہردلعزیز ہوگیا تھا لہٰذا وہ ابھی افریقہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھا کہ روم سے اسے خبر ملی کہ وہ کونسلر کی حیثیت سے انتخاب جیت گیا ہے۔

ماریوس اپنے لشکر کے ساتھ ابھی افریقہ ہی میں قیام کے ہوئے تھا کہ اٹلی پر ایک اور مصیبت ٹوٹ پڑی اور وہ مصیبت جرمنوں اور کالٹیوں کی تھی۔ جرمن ان دنوں خانہ بدوش اور وحشیانہ قسم کی زندگی بسر کر رہے تھے جبکہ کالٹی بھی ان جیسے وحشی اور خونخوار تھے جرمنوں کی تو یورپ میں اپنی سرزمین تھی جہاں سے نکل کر وہ اپنے ہمسایہ ملکوں پر حملہ آور ہوتے تھے جبکہ کالٹی بنیادی طور پر موجودہ سرزمین جٹ لائن کے رہنے والے تھے یہ بھی ان دنوں انتہائی وحشی خیال کئے جاتے تھے اور لوٹ مار کر کے گزر بسر کرنے والے لوگ تھے ان جرمنوں اور وحشی کالٹیوں نے آپس میں اتحاد کر لیا پھر ان کا ایک بہت بڑا گروہ اٹلی کی طرف بڑھا اس گروہ میں تین لاکھ جنگجو اور لڑاکا جوان تھے انہیں علاوہ ان کے ساتھ ان کی بے شمار عورتیں بچے اور بوڑھے بھی تھے اور یہ لوگ ٹڈی دل اور طوفان کی طرح اٹلی کی طرف بڑھنے لگے۔تھے رومن حکمرانوں نے جب اس طوفان کو اپنی سرزمینوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو انھوں نے فوراً" ماریوس کو افریقہ سے واپس بلا لیا تھا۔

ان جرمنوں اور وحشی کالٹیوں نے نوسال پہلے بھی اٹلی کا رخ کیا تھا شمالی اٹلی میں ان کا سامنا رومنوں کے ایک لشکر کے ساتھ ہوا تھا اور رومن لشکر کو ان کالٹیوں اور جرمنوں نے بدترین شکست دی تھی لیکن رومنوں کی خوش قسمتی کہ یہ کالٹی اور جرمن اٹلی میں داخل ہوتے ہوتے رہ گئے بلکہ انھوں نے کسی طوفان کی طرح اپنا رخ موڑ لیا اورسوئٹزرلینڈ میں داخل ہوگئے اور گزشتہ نو سال سے یہ سوئٹزرلینڈ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ادھیڑ ادھیڑ کر کھا رہے تھے اب پھر انھوں نے اپنی ترکتاز اور یلغار کا راستہ بدلا اور انھوں نے پھر دوبارہ اٹلی کا رخ کیا اٹلی کی سرحد کے قریب آکر یہ کالٹی اور جرمن دو حصوں میں تقسیم ہوگئے ایک شمال مغرب کی سمت سے اٹلی کی طرف بڑھا اور دوسرا گروہ شمال مشرق کی طرف سے طوفانی انداز میں اٹلی کا رخ کر رہا تھا۔

ماریوس کی روم میں آمد پر رومن حکمرانوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ ماریوس کو اس لشکر کا کماندار اور سولا کو جو ماریوس کا بدترین دشمن تھا اس کا نائب مقرر کیا لیکن جونہی رومن حکمرانوں کو یہ خبریں ملیں کہ وحشی کالٹی اور جرمن دو حصوں میں تقسیم ہو کر اٹلی کی طرف بڑھ رہے ہیں تو رومنوں نے اپنے اس بڑے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک کا کماندار ماریوس کو اور دوسرے کا اس کے بدترین دشمن سولا کو مقرر کیا گیا تھا یہ دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کو لے کر وحشی کالٹیوں اور جرمنوں کے لشکر کو روکنے کے لئے آگے بڑھے ان دونوں کی خوش قسمتی کہ یہ کالٹی اور جرمنوں کو شکست دے کر انھیں پسپا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح ماریوس تو پہلے ہی رومنوں میں ہر دلعزیزی اختیار کر چکا تھا لیکن سولا کو جب کالٹیوں اور جرمنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل ہوئیں تو رومن اس سے بھی ماریوس کی طرح بے پناہ محبت کرنے لگے تھے اب یہ دونوں جرنیل اٹلی کے افق پر چھاگئے تھے ماریوس کا تعلق چونکہ نچلے طبقے سے تھا لہٰذا یہ نچلے طبقے کی طرفداری کرنے لگا تھا جبکہ سولا کا تعلق چونکہ مراعات یافتہ طبقے سے تھا لہٰذا یہ امیر طبقے کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی طرفداری کئے جارہا تھا۔

جن دنوں ماریوس اور سولا دونوں کالٹیوں اور جرمنوں کے خلاف برسرپیکار تھے ان دنوں رومنوں کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی وہ اس طرح کہ اب سسلی پر رومنوں کا مکمل طور پر قبضہ تھا سسلی میں ان لوگوں کی تعداد بے شمار ہوگئی تھی جنھیں رومنوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا پس ان غلاموں نے آپس میں میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد رومنوں سے آزادی کا مطالبہ کیا جب ان کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا تو غلاموں نے ایک طرح کا انقلاب برپا کرنے کی خاطر بغاوت کر دی اس بغاوت کو رومنوں نے بڑی سختی سے

کچل دیا بے شمار غلاموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا چند ماہ کے لئے یہ بغاوت دب کر رہ گئی مگر پھر ایسی شدت اور طوفان کے ساتھ اٹھی کہ رومنوں کو اس بغاوت نے گلا کر رکھ دیا تھا۔

رومنوں نے جواب میں پھر غلاموں کا خوب قتل عام کیا ہزاروں کی تعداد میں سسلی سے غلاموں کو بحری بیڑے میں سوار کروا کے روم لے جایا گیا جہاں حکمران طبقے نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ گلیڈیٹروں کے مقابلے کے لئے جو اسٹیڈیم تیار کیا گیا ہے اور جس میں درندے بھی رکھے گئے ہیں ہر روز چند غلام درندوں کے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے پیش کئے جائیں اور روم شہر کے لوگوں کو یہ تماشہ دیکھنے کی دعوت دی جائے اس طرح خونخوار درندوں اور غلاموں کے درمیان مقابلہ دیکھ کر نہ صرف یہ کہ رومن شہری محظوظ ہوں گے بلکہ وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف کسی آواز کو اٹھنے نہ دیں گے۔

دوسری طرف سسلی کے ان غلاموں کو جب یہ خبر ہوئی کہ انھیں باری باری درندوں سے مقابلہ کرنے کے لئے رومن شہریوں کے سامنے ایک تماشہ بنا کر پیش کیا جائے گا تو انھوں نے رومن حکمرانوں کی اس تجویز کو خاک میں ملا کر رکھ دیا وہ اس طرح کہ جس روز ان غلاموں کے گروہوں کے درندوں کے ساتھ مقابلے شروع کرائے جانے تھے اس سے ایک روز پہلے ہی یہ غلام حرکت میں آئے اور انھوں نے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کر لیا تھا اس طرح درندوں سے ان کا مقابلہ کرانے میں رومن حکمرانوں کو مایوسی ہوئی تھی اور غلاموں پر ظلم کرنے اور ان کی اجتماعی خودکشی کی وجہ سے اٹلی کا جو نچلا طبقہ تھا وہ بڑا متاثر ہوا اور وہ اپنے حکمرانوں کے ان مظالم کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگا اندر ہی اندر لوگ اپنی حکومت کے خلاف کام کرنے لگے اور ان لوگوں کا اندر ہی اندر تعلق اور واسطہ رومنوں کے نامور جرنیل ماریوس کے ساتھ بھی قائم تھا۔

کالٹیوں اور جرمنوں کو پسپا کرنے کے بعد جہاں رومن جرنیل سولا کو اپنی عزت اور ہر دلعزیزی حاصل ہوئی وہاں ماریوس کو بھی بہترین مقام حاصل ہوا اور وہ یہ کہ رومن حکمرانوں نے ماریوس کو حکمران طبقے کا ایک سینیٹر چن لیا تھا اس دوران اجتماعی خودکشی کرنے والے غلاموں کی وجہ سے اٹلی کے اندر بھی ایک بغاوت اور انقلاب کی لہر سی اٹھ کھڑی ہوئی یہ بغاوت مارسک قبائل کی طرف سے ہوئی مارسک قبائل اٹلی کے قدیم باشندے تھے اور یہ وسطی اٹلی کے قصبوں اور شہروں کے رہنے والے تھے رومنوں سے وہ سخت نفرت کرتے تھے وہ یہ بھی خیال کرتے تھے کہ رومن ان سرزمینوں کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق ایشیا کے شہر ٹرائے سے ہے جہاں سے اٹھ کر انھوں نے اٹلی پر قبضہ کر لیا ہے

غلاموں کی اجتماعی خودکشی نے مارسک قبائل کے لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا چونکہ ان کا تعلق نچلے طبقے سے تھا لہٰذا یہ رومن حکومت سے مطالبہ کرنے لگے کہ اٹلی میں جس قدر وسیع و عریض زمینیں مراعات یافتہ طبقے کو حاصل ہیں وہ ان سے چھین کر لوگوں میں برابر سے تقسیم کرنا چاہئیں اس لئے کہ سارے ہی لوگ برابر اٹلی کی خدمت کر رہے ہیں لہٰذا برابری کی بنیاد پر زمین تقسیم ہونی چاہئے تاکہ سب لوگ مل جل کر ایک جیسی زندگی بسر کر سکیں۔

رومنوں نے مارسک قبائل کے ان مطالبات کو بڑی سختی کے ساتھ مسترد کر دیا انھوں نے ماریوس اور سولا کو حکم دیا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ان مارسک قبائل کے خلاف حرکت میں آئیں اور ان کی بغاوت کو بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیں مارسک چونکہ اٹلی کے نچلا طبقہ سے تھے اور ماریوس کا تعلق بھی نچلے طبقے ہی سے تھا لہٰذا ماریوس بادل ناخوستہ مارسکوں کے خلاف حرکت میں آیا دوسری طرف سولا کا تعلق چونکہ مراعات یافتہ طبقے سے تھا لہٰذا اس نے مارسکوں کے درمیان بڑی خونخواری بڑی شدت کا مظاہرہ کیا دل کھول کر اس نے مارسک باغیوں کا قتل عام کیا دوسری طرف ماریوس چونکہ اسی طبقے سے تعلق رکھتا تھا لہٰذا اس نے زیادہ اولوالعزمی اور جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا تاہم جب اس بغاوت کو کچلا جا چکا تو ماریوس اپنے اس رویے سے ایسا مایوس ہوا کہ اس نے حکمران طبقے سے التماس کیا کہ وہ چونکہ ستر برس کا ہو چکا ہے لہٰذا اب وہ پہلے کی طرح سرگرمی اور پرجوش انداز میں جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا اس بناء پر ماریوس نے اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

ان ہی دنوں ایشیائے کوچک کے علاقے پونٹیوس کے بادشاہ مدیدات نے رومنوں کے لئے مزید دشواری اور مصیبتیں کھڑی کر دی تھیں وہ اس طرح کہ اس نے اپنے ملک کے تخت و تاج پر اپنے بھتیجے کو بٹھایا اور خود ایک جرار لشکر لے کر نکلا اور اپنی سلطنت سے ملحقہ رومن علاقوں پر اس نے حملہ آور ہو کر تباہی و بربادی پھیلانا شروع کر دی تھی اس وقت تک چونکہ رومن جرنیل ماریوس اپنے عہدے سے سبکدوش ہو چکا تھا اور اس نے رومن حکمرانوں کو یہ تک کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے جنگوں میں جوش اور ولولہ نہیں دکھا سکتا۔

سینٹ کے ممبران ماریوس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اس لئے کہ اسے جس مہم پر بھی روانہ کیا گیا وہ وہاں سے کامیاب و کامران واپس ہوا لہٰذا رومن سینٹ کے ممبران کی یہی خواہش تھی کہ ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کے خلاف بھی ماریوس ہی کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا جائے اب اس موقع پر ماریوس نے اپنی ملازمت سے سبکدوش ہونے

کے بعد اٹلی کے نچلے طبقے کی حمایت میں بولنا شروع کیا ماریوس چونکہ اٹلی میں بڑا ہردلعزیز تھا لہٰذا لوگ اس کی طرف مائل ہونے لگے قریب تھا کہ ماریوس سینٹ کے ممبران سے مل کر اٹلی کے ممبران سے مل کر اٹلی کے نچلے طبقے کے لئے مراعات حاصل کرنے کی بات کرتا لیکن سولا ایسا نہ ہونے دینا چاہتا تھا کیونکہ سولا کا تعلق اٹلی کے امیر طبقے سے تھا اور وہ اس طبقے سے زمینیں چھین کر نچلے طبقے کو دینے کے حق میں نہیں تھا لہٰذا وہ فوراً" حرکت میں آیا اور دو کام اس نے کئے پہلا یہ کہ اس نے فوراً" لشکر کا رخ کیا اپنے کمانداروں کے ساتھ ساز باز کر کے اس نے انھیں اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح اس نے پورے لشکر پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے بعد سولا نے سینٹ کے ان تمام ممبران کو قتل کرا دیا جن سے متعلق اسے شک وشبہ تھا کہ وہ ماریوس کی طرفداری کریں گے۔

اب اٹلی میں حالات ماریوس کے لئے خطرناک شکل اختیار کرنے لگے تھے لشکر میں سے بہت کم لوگوں نے اس کا ساتھ دیا اس لئے کہ سولا پہلے ہی سازش کر کے اور خوب مال و دولت خرچ کر کے اکثر کمانداروں کو خرید چکا تھا جس لشکر کے چھوٹے سے حصے نے ماریوس کا ساتھ دیا اس کے ساتھ ماریوس نے سولا سے نپٹنا چاہا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا جس کے نتیجے میں ماریوس اٹلی سے افریقہ کی طرف بھاگ نکلا لیکن اس کی بدقسمتی کہ جس کشتی میں وہ سوار ہوا تھا وہ طوفانوں میں گھر گئی اور اسے افریقہ کے ساحل کی طرف لیجانے کے بجائے طوفان نے پھر اسے اٹلی ہی کے ساحل پر لا کھڑا کیا۔

اس دوران سینٹ کے مرنے والے ممبران کی جگہ نئے ممبران منتخب کئے جا چکے تھے ماریوس کی کشتی جب دوبارہ اٹلی کے ساحل پر آ گئی تو سولا کے ذریعے اسے گرفتار کر لیا گیا یہاں سے پھر اسے عدالت کے سامنے پیش کیا گیا عدالت کے ممبران میں سے اکثریت جو تھی وہ ماریوس کی حامی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اپنے ماضی میں ماریوس نے اٹلی پر بے شمار احسانات کئے ہوئے ہیں لہٰذا انھوں نے ماریوس کو سزا دینے کے بجائے اسے باعزت رہا کر دیا اور اسے افریقہ جانے کی اجازت دیدی حالانکہ سولا چاہتا تھا کہ ماریوس کو سزائے موت دیدی جائے اس کا خاتمہ کر دیا جائے عدالت کے فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ماریوس دوبارہ اٹلی سے افریقہ کی طرف چلا گیا جبکہ سولا اپنے لشکر کو لے کر ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا تھا سولا کو اٹلی میں سب سے زیادہ خطرہ ماریوس ہی سے تھا اب جبکہ ماریوس افریقہ چلا گیا تھا تو سولا مطمئن تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ اٹلی میں اپنی من مانی کر سکے گا۔

ان حالات میں سولا بڑی برق رفتاری کے ساتھ اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں

آیا ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کو اس نے شکست پر شکست دی اور اسے اپنی عائد کردہ شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کر دیا ان جنگوں میں چونکہ ایتھنز والوں نے ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کا ساتھ دیا تھا لہٰذا سولا ایتھنز کی طرف بڑھا ایتھنز کی بھی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی اور اپنی عائد کردہ شرائط پر انھیں صلح کرنے پر مجبور کر دیا اس طرح سولا نے اپنی دانشمندی سے ایشیائے کوچک اور اور ایتھنز میں رومنوں کے خلاف اٹھنے والے خطرات کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

لیکن اسی دوران خود اٹلی میں ایک اور بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس طرح کہ ماریوس گو افریقہ جاچکا تھا لیکن اٹلی میں بھی اس کے حامیوں کی کافی تعداد تھی خصوصیت کے ساتھ مارسک اور ان کے ساتھ ساتھ سامنت قبائل جو تھے وہ بھی ماریوس کے حق میں تھے مارسک کی طرح سامنت قبائل بھی وسطی اٹلی کے کوہستانی علاقوں کے رہنے والے تھے یہ بھی اٹلی میں رومنوں کے مقابلے میں نچلے طبقے کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے جب ماریوس کو افریقہ کی طرف بھیج دیا گیا تو ان سامنت اور مارسک قبائل کو ماریوس کے نکال دیے جانے کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا ان دونوں قبائل نے ایک شخص پونٹیوس کی سرکردگی میں اپنے آپ کو متحد اور مجتمع کر لیا یہ پونٹیوس گزشتہ جنگوں میں ماریوس کے ایک نائب کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا پونٹیوس نے سولا کی غیر موجودگی میں بڑی سرگرمی سے کام لیا اچھا خاصا اس نے لشکر تیار کر لیا گو یہ لشکر غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم ہی تھا تاہم پونٹیوس نے اس لشکر کو اپنے ساتھ لیا اور روم شہر کی طرف بڑھا پونٹیوس کے ساتھ کام کرنے والے اس غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم لشکر کا یہ ارادہ تھا کہ وہ روم شہر کو آگ لگا دیں گے وہ سمجھتے تھے کہ اٹلی میں روم شہر صرف رومنوں کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے جبکہ اٹلی میں اور بے شمار قبائل اور قومیں بھی بستی تھیں لہٰذا کسی اور شہر کو اٹلی کا مرکز بنانا چاہیے ان کا خیال تھا کہ روم کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور اس کی جگہ کرفیوم شہر کو اٹلی کا مرکز بنا کر اس کا نام کرفینوم کے بجائے اٹلی کے حوالے سے اٹالیکا رکھا جائے جو اس بات کی غمازی کرے گا کہ اٹلی میں صرف رومن ہی نہیں بستے بلکہ اور بہت سی قومیں بھی آباد ہیں اپنے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پونٹیوس کا یہ لشکر بڑی تیزی سے روم شہر کی طرف بڑھا تھا تاکہ روم کو آگ لگا کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

لیکن ان لوگوں کی بدقسمتی کہ اسی دوران سولا اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی میں داخل ہو گیا قبل اس کے کہ یہ غیر تربیت یافتہ لشکر روم شہر کو آگ لگا دے شہر کے شمال میں اس کا ٹکراؤ سولا سے ہو گیا سولا نے اپنے لشکر کے ساتھ ان غیر منظم اور غیر تربیت یافتہ لوگوں

کو بدترین شکست دی اور جی کھول کر ان کا قتل عام کیا۔

ان سب لوگوں کے خاتمے پر بھی سولا کا جی نہ بھرا بلکہ اس نے فہرستیں تیار کیں جن لوگوں کا خاتمہ کیا جانا تھا ان میں سب سے اوپر اس نے ماریوس کو رکھا چونکہ وہ ماریوس کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا لہٰذا چند ہفتوں کی لگاتار جدوجہد کے بعد سولا نے نہ صرف یہ کہ ماریوس کے خاندان کا خاتمہ کر دیا بلکہ چن چن کر ان تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو ماضی میں ماریوس کی حمایت کرتے رہے تھے یا اس کے ذاتی دشمن خیال کیے جاتے تھے اس طرح ایسے لوگوں کے خاتمے کے بعد سولا رومن حکومت کو اپنی مرضی ومنشا کے مطابق چلاتا تھا رومن تاریخ میں سولا پہلا آدمی ہے جس نے اٹلی کو ڈکٹیٹرشپ سے متعارف کرایا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے ڈکٹیٹرشپ کے علاوہ اٹلی کو شہنشاہیت سے متعارف کرایا۔

○

یوناف اور بیوسا نے گزشتہ کئی ماہ سے روم شہر کی نواحی سرائے میں قیام کیا ہوا تھا۔ ایک روز جبکہ دونوں میاں بیوی دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد سرائے کے مالک کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ چند مسلح سوار سرائے میں داخل ہوئے جنہیں دیکھتے ہی سرائے کے مالک کا چہرہ اتر گیا تھا وہ پریشان اور فکرمند دکھائی دینے لگا تھا اس پر یوناف نے بڑی ہمدردی اور بڑی نرمی میں سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

سن میرے عزیز میرے بھائی تو سرائے میں داخل ہونے والے ان مسلح گھڑسواروں کو دیکھ کر کیوں پریشان اور فکرمند ہو گیا ہے اس پر سرائے کا مالک فوراً" اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سرائے میں داخل ہونے والے یہ چھ سوار روم کے بدنام زمانہ گیلڈ یٹر ہیں اور یہ اٹلی کے ڈکٹیٹر سولا کے خاص آدمی ہیں ایسے آدمی جن سے سولا اپنے دشمنوں کا خاتمہ کراتا پھرتا ہے دیکھو میرے عزیزو تم دونوں میاں بیوی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلے جاؤ مجھے خدشہ ہے کہ میرے ساتھ یہ لوگ تمھیں بھی نقصان پہنچائیں گے پریشان کریں گے لہٰذا تم اپنے کمرے کی طرف چلے جاؤ سرائے کے مالک کے یہ الفاظ سن کر یوناف نے کمال ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

سن میرے عزیز ان لوگوں کی ایسی کی تیسی یہ لوگ میرے اور میری بیوی کے لئے کیا زحمت اور مصیبت ثابت ہوں گے میں خود ان لوگوں کے لئے بہت بڑی بلا ثابت ہو جاؤں گا پر تم یہ تو کہو تم کیوں ان سے خطرہ اور خدشہ محسوس کر رہے ہو اس پر سرائے کا مالک

حرکت میں آیا اور کہنے لگا تم لوگ یہیں کھڑے رہو میں علیحدہ رہ کر ان سے گفتگو کرتا ہوں
پھر سرائے کا مالک وہاں سے ہٹا اور کچھ دور جاکر کھڑا ہوگیا اتنی دیر تک وہ سرائے میں داخل
ہونے والے چھ سوار اپنے گھوڑوں کو باندھ کر سرائے کے مالک کی طرف آئے تھوڑی دیر
تک وہ اس سے پوچھ گچھ کرتے رہے یوناف اور بیوسا بڑی غور سے ان کی طرف دیکھ رہے
تھے پھر ان دونوں میاں بیوی نے دیکھا کہ ان میں سے ایک گلیڈ ئیٹر نے آگے بڑھ کر سرائے
کے مالک کا گریبان پکڑ لیا تھا پھر لگاتار اس نے کئی طمانچے سرائے کے مالک کے منہ پر دے
مارے تھے جن کے جواب میں سرائے کا مالک بیچارہ بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا
اتنی دیر میں ایک دوسرا آگے بڑھا اور اس نے بالوں سے پکڑ کر سرائے کے مالک کو اوپر
اٹھایا یہ صورتحال دیکھتے ہوئی یوناف اور بیوسا بڑی تیزی سے سرائے کے مالک کو بچانے کے
لئے آگے بڑھے۔

دوسرا گلیڈ ئیٹر جس نے بالوں سے پکڑ کر سرائے کے مالک کو اوپر اٹھایا تھا وہ بھی پہلے
گلیڈ ئیٹر کی طرح کچھ پوچھنے کے لئے سرائے کے مالک پر ہاتھ اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف
نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس نے انتہائی سخت لہجے میں اس گلیڈ ئیٹر کو مخاطب
کرتے ہوئے پوچھا تم کون ہو کیوں اس بے گناہ پر ظلم کرتے ہو تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے
ہو کیا جاننا چاہتے ہو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ تم لوگ اپنا کام کرو اس شخص کو اپنی سرائے
چلانے کا کام کرنے دو مت کسی بے گناہ انسان پر ظلم و ستم کرو ورنہ کوئی تم سے ایسا ہی
سلوک کرنے پر مجبور ہوجائے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب رکا تو وہ گلیڈ ئیٹر بولا
اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

قبل اس کے کہ ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں پہلے یہ تو کہو کہ تم ہو کون کیوں
تم سرائے کے مالک کی طرفداری کر رہے ہو کیا تم اس کے رشتہ دار ہو جو اس طرح اس
کی حمایت کرنا چاہتے ہو اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا میرا اس سے کوئی نسبی تعلق اور
رشتہ تو نہیں تاہم اس سے میرا انسانیت کا تعلق اور رشتہ ضرور ہے سنو میں اس سرائے
میں قیام کئے ہوئے ہوں اس لحاظ سے میرا اس سرائے کے مالک سے ایک تعلق ہے لہٰذا
میں اسے تمہارے ہاتھوں بے عزت ہوتے نہیں دیکھ سکتا اب اگر تم میں سے کسی نے بھی
آگے بڑھ کر اس شخص کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں
کہ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو وہی
پہلا گلیڈ ئیٹر شوریدہ جذبات اور حیات کی قہرانیت میں جان کنی کے لمحات کی طرح ہیجان
انگیزی میں بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو اور تم

دونوں کے درمیان کیا رشتہ ہے لیکن یاد رکھو اگر تم نے یہاں سے دفع ہونے کی کوشش نہ
کی تو ہم تم دونوں پر اسی طرح وارد ہوں گے جس طرح رات کے سنسان صحراء میں ندائے
غیب' تخریب کی قوت' طاقت کے مظہر اور آندھیوں کے جھکڑ داخل ہوتے ہیں سن رکھو ہم
ریت کے بگولوں کی حشر سامانیوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہاری مسرت کی
ساری لہروں کو مضموم المناکی کی تصویر' شب گزیدہ روایات اور ریگستان کے ویرانوں جیسی بنا
کر رکھ دیں گے۔ قبل اس کے کہ ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں تمہاری بہتری
تمہارا نفع اسی میں ہے کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ ورنہ سرائے کے مالک کے ساتھ ساتھ
ہماری گرفت تم پر بھی پڑے گی اور تم دونوں کو بھی سرائے کے اس مالک کی طرح ہم
نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد وہ گلیڈ ئیٹر جب خاموش ہوا تو
یوناف کی عجیب سی حالت ہو گئی تھی۔

اس کے چہرے پر مخفی جذبے' کپڑے پھاڑتی آندھیوں کے جھکڑ' وجدانی کیفیت ادہام
کے بھنور اور جزبات کی طغیانی کی طرح عیاں ہونے لگے تھے اس کی آنکھوں میں رموز
سربستہ آگ کے نوکیلے شعلوں اور بدبختی کے سمندر کی طرح جوش مارنے لگے تھے پھر وہ
موجودات عالم کی تقدیر کا فیصلہ کرنے والے کارکنان قضا و قدر کی طرح حرکت میں آیا چند
قدم وہ آگے بڑھا پھر پانی کی تہوں میں ایک ہیجان برپا کر کے ہر چیز میں اتھل پتھل کر دینے
والے انداز میں وہ اس رومن گلیڈ ئیٹر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو شیطان کے فرزند ظلمت کے بیٹو مجھے یہ سمجھو کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان
ہوں کانسے کی تہذیب سے لے کر میں نے نینوا اور اشور تک کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے
دیکھا ہے کائنات کی قدیم داستانوں کو میں نے سنا ہی نہیں بلکہ میں نے ان داستانوں کا خود
شاھد بھی ہوں یوناف کی یہ گفتگو سن کر ان گلیڈ ئیٹروں میں سے ایک حرکت میں آیا آگے
بڑھ کر اس نے لگاتار کئی مکے یوناف کے دے مارے تھے لیکن ان سب کی حیرت کی کوئی
انتہا نہ رہی کہ یوناف بالکل پر سکون اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر وہ ان لوگوں کو مخاطب کر کے
کہنے لگا اب بھی وقت ہے تم سب یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ ایک بار اگر میں تمہارے
خلاف حرکت میں آگیا تو پھر تمہیں تمہاری موت کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا سنو رومنوں
کے گلیڈ ئیٹرو میں مقابلے میں تم پر ایسے وارد ہوں گا جیسے تاریک رات برف میں کفنائے
مکانوں پر خیمہ زن ہوتی ہے لکھ رکھو میں سمندر کی اٹھان' آندھیوں کے بہاؤ' وجدان کی
کیفیت اور طوفان کے تھپیڑوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا اور ایسا کر کے میں تم سب پر
اضطراب کی برق اور جوش زن وحشتوں کو طاری کردوں گا لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں

کہ اس سرائے کے مالک کو اس کے حال پر چھوڑ دو میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ انتہائی شریف اور اعلیٰ ظرف کا انسان ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو ایک گلیڈ ئیٹر آگے بڑھا یوناف کے قریب آکر اس نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا پھر جونہی وہ یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑا پھر اس نے بڑے زور اور بڑی قوت میں جو اپنا فولادی گھونسا اس رومن گلیڈ ئیٹر کے مارا تو وہ گلیڈ ئیٹر اس مکے کی سختی اور دباؤ برداشت نہ کر سکا اور یوناف کا مکہ کھانے کے بعد وہیں مر کر ختم ہو گیا تھا۔

اپنے ساتھی کے یوں مرنے پر باقی پانچوں گلیڈ ئیٹر اپنی روح کی تڑپ اور من کی چبھن کا شکار ہو گئے تھے ان کے چہروں اور انکی آنکھوں میں غضبناک انتقام کی لہریں جوش مارنے لگی تھیں تھوڑی دیر تک وہ بڑے تاسفانہ انداز میں اپنے مرنے والے ساتھی کی طرف دیکھتے رہے پھر وہ یوناف کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی ہم نہیں جانتے تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے کن سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے لیکن ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھی کے قاتل ہو اور قتل کے اس جرم میں یا تو ہم تمہیں قتل کر دیں یا تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمہیں روم کی عدلیہ کے سامنے پیش کریں گے پھر وہ جو چاہیں تمہارے متعلق فیصلہ کریں بس ایک بات اپنے ذہن پر لکھ رکھو اور وہ یہ کہ گلیڈ ئیٹر کا قتل کوئی معمولی قتل نہیں ہے اٹلی کے حکمران سولا کے یہاں گلیڈ ئیٹر کی عزت نفس کو سب سے زیادہ اہم اور قیمتی سمجھا جاتا ہے لہٰذا تو ہمارے ساتھ ہو لے اگر تو نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو ہم تیرا سر کاٹ کر رکھ دیں گے اس گلیڈ ئیٹر کی یہ گفتگو سن کر یوناف کی حالت طوفان باد و باراں، آندھیوں کے تھپیڑوں اور موت کے کرب جیسی ہو گئی تھی اس نے اپنی تلوار ایک جھٹکے کے ساتھ بے نیام کر لی اور پھر اپنی تلوار کو اس نے ان گلیڈ ئیٹروں کی طرف لہراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو شیطانی گماشتو تم پانچوں مل کر بھی نہ مجھے گرفتار کر کے اپنے حکمران سولا کی طرف لے جا سکتے ہو اور نہ ہی اس سرائے میں مجھ سے انتقام کی خواہش اور آرزو پورا کر سکتے ہو میرے ان دونوں دعووں سے متعلق اگر تم میں سے کسی کو شک ہو تو وہ آگے بڑھے اور میرے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کرے پھر دیکھتا ہوں کامیابی اور کامرانی کس کے حصے میں آتی ہے یوناف کی اس گفتگو پر ان پانچوں گلیڈ ئیٹروں نے ایک بار استفہامیہ سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر شاید آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے فیصلہ کیا اپنی تلواریں انہوں نے بے نیام کر لیں اور یوناف پر حملہ آور ہونے کیلئے وہ آگے بڑھے تھے

عین اسی موقع پر بیوسا بھی حرکت میں آئی ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیام کی اور یوناف کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی۔

اسی موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اسکی گنگناتی سی ریشمی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی یوناف میرے حبیب میرے رفیق اگر تم کہو تو ان پانچوں گلیڈ ئیٹروں کے خلاف میں حرکت میں آؤں اور انہیں ایک جھٹکے کے ساتھ موت کی گہری نیند سلا دوں اس پر یوناف مسکراتے ہوئے ہلکے ہلکے کہنے لگا نہیں ابلیکا تم انتظار کرو اور دیکھو کہ ان پانچوں کے ساتھ میں کیا معاملہ کرتا ہوں اسکے بعد یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ وہ پانچوں گلیڈ ئیٹر اسکے قریب آ گئے تھے اچانک یوناف آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی وہ انکے ایک پہلوؤں پر حملہ آور ہوا اور اس نے اپنے پہلے ہی وار میں ان میں سے ایک کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اپنے دوسرے ساتھی کے مارے جانے پر باقی چاروں گلیڈ ئیٹر چونک سے پڑے تھے اسی وقت بیوسا بھی شعلوں کی زبان کی طرح آگے بڑھ کر حملہ آور ہوئی اور اس نے بھی ایک ہی وار میں تیسرے گلیڈ ئیٹر کی گردن کاٹ دی تھی باقی تینوں گلیڈ ئیٹر اپنے ساتھیوں کے اس انداز میں مرنے پر پریشان تھے لیکن عین اس موقع پر یوناف اور بیوسا نے ایک دوسرے کی طرف ذومعنی انداز میں دیکھا پھر وہ زیست کے بدترین طوفانوں کی طرح آگے بڑھے اور ان تینوں گلیڈ ئیٹروں پر حملہ آور ہو کر ان تینوں کو کاٹ کر موت کی گہری نیند سلا دیا تھا اسکے بعد یوناف اور بیوسا نے اپنی تلواریں مرنے والے گلیڈ ئیٹروں کے کپڑوں سے صاف کرنے کے بعد نیام میں کر لیں دونوں میاں بیوی سرائے کے مالک کے قریب آئے پھر یوناف سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن میرے عزیز میرے بھائی آؤ ان لاشوں کو ٹھکانے لگا دیں پھر پہلے کی طرح پرسکون بیٹھ کر گفتگو کریں سرائے کا مالک فوراً حرکت میں آیا طعام گاہ کی طرف جو دروازہ تھا وہ اس نے بند کر دیا تاکہ لاشوں کو کوئی اور نہ دیکھ لے سرائے کی پشت کے حصے میں یوناف اور بیوسا اور سرائے کے مالک نے مل کر گڑھا کھودا چھ کے چھ گلیڈ ئیٹروں کی لاشوں کو اس گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈال کر اس گڑھے کو انہوں نے بھر دیا جہاں فرش پر خون گرا تھا اسے بھی دھو کر صاف کر دیا اسکے بعد وہ پھر اس جگہ بیٹھ گئے جہاں تھوڑی دیر قبل وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے اس بار یوناف نے سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سن میرے بھائی! میرے مہربان! یہ گلیڈ ئیٹر تم سے کیا چاہتے تھے کیوں تم سے جھگڑا کرنے پر تل گئے تھے اس پر سرائے کا مالک کچھ پریشان حال سا ہو گیا تھا اور وہ خوفزدہ سے



انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا اس پر یوناف نے اسکی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا پریشان مت ہو میری موجودگی میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے تمہاری مدد کروں گا میں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں اور میری بیوی یہاں ہیں کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر سرائے کے مالک نے کچھ حوصلہ پکڑا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے مہربان اور اجنبی مہمان اٹلی کے ایک نہایت معزز شخص نے میرے یہاں سرائے کے اندر پناہ لے رکھی ہے یہ گلیڈیٹر جو ابھی ابھی تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ سارے اٹلی کے حکمران ڈکٹیٹر اور شہنشاہ سولا کے خاص آدمی ہیں اور یہ اسی شخص کو مجھ سے حاصل کرنے آئے تھے جس نے میرے یہاں پناہ لے رکھی ہے میرے خیال میں سولا کے کارندوں کو خبر ہو گئی ہے کہ وہ شخص میری سرائے میں پناہ لئے ہوئے ہے اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا جس شخص نے تمہارے ہاں پناہ لے رکھی ہے وہ کون ہے اور کس کے خلاف اس نے اس سرائے میں پناہ لیکر قیام کر رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز یہ بہت لمبی بات ہے کہ یہ شخص کون ہے اس نے کیوں سرائے میں پناہ لے رکھی ہے میں نے اسے کیوں پناہ دی اور یہ سولا کے گلیڈیٹر کیوں اسے تلاش کرتے پھرتے ہیں اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا تم ساری بات تفصیل سے کہو میں سننا پسند کروں گا اس پر سرائے کا مالک شاید سب کچھ کہنے پر آمادہ ہو گیا تھا وہ سنبھل کر بیٹھا اپنا گلا اس نے صاف کیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو یوناف میرے دوست میرے بھائی تم جانتے ہو گے کہ گزشتہ دنوں میں اٹلی کے اندر دو جرنیل بڑی اہمیت اختیار کر گئے تھے ایک ماریوس اور دوسرا موجودہ ڈکٹیٹر سولا۔ ماریوس بیچارہ انتہائی مخلص انسان تھا وہ اٹلی کے نچلے مسلے لوگوں کی طرفداری کر کے ان کے لئے بہتری کے کام کرنا چاہتا تھا جبکہ دوسری طرف سولا کا تعلق اعلیٰ طبقے سے ہے اور وہ اعلیٰ طبقے ہی کی بہتری میں گرے ہوئے طبقے کو اوپر اٹھانے کا حامی نہیں تھا اٹلی میں ماریوس اور سولا کے درمیان طویل کشمکش رہی جسکے نتیجے میں سولا کامیاب رہا اور ماریوس بیچارہ ناکام ہو کر افریقہ کی طرف چلا گیا ماریوس کے جانے کے بعد سولا کو صرف چار بڑی بڑی شخصیتوں کا سامنا تھا جن سے وہ کسی بھی وقت اپنے لئے خطرہ محسوس کر سکتا تھا اور یہ چاروں افریقہ کی طرف چلے جانے والے جرنیل ماریوس کے حامی تھے اور مختلف جگہوں میں اسکے ساتھ کام کرتے رہے تھے۔

ان میں سے پہلے شخص کا نام قنتوس ہے یہ افریقہ کی طرف جانے والے جرنیل

ماریوس کے ساتھ طویل عرصہ کام کرتا رہا ہے ماریوس کے افریقہ کی طرف چلے جانے کے بعد اس وقت سولا مشرق میں نمودار ہونے والی بغاوتوں کو فرو کرنے کیلئے چلا گیا تو سولا کی غیر موجودگی میں مارسک اور سامنت قبائل نے اسکے خلاف بغاوت کر دی جن لوگوں نے ان دونوں قبائل کو سولا کے خلاف ترتیب دیا ان میں قنتوس بھی شامل تھا مارسک قبائل اور سامنت قبائل روم شہر پر حملہ آور ہو کر اسے جلا دینا چاہتے تھے اور اسکی جگہ ایک دوسرے شہر کو اٹالیکا کا نام دیکر اٹلی کا مرکزی شہر بنا دینا چاہتے تھے انکا خیال تھا کہ روم شہر صرف رومنوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اٹالیکا اٹلی کے سارے ہی لوگوں کی نشاندہی کرے گا جس وقت ان قبائل نے بغاوت کی عین اس وقت مشرق سے سولا بھی اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا اور روم شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی جس میں سولا کامیاب رہا اس نے باغیوں کو کچل کر رکھ دیا یہ قنتوس اس شکست کے بعد اٹلی سے اسپین بھاگ گیا وہاں اسکے بہت سے حامی تھے جن کے ساتھ مل کر اس نے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے اور ایک علاقے میں وہ پرامن زندگی بسر کرنے لگا ہے سولا اب اسکو ہاتھ نہیں ڈالتا کیونکہ اسے خطرہ اور خدشہ ہے کہ اگر اس نے قنتوس کے خلاف ہسپانیہ میں لشکر کشی کی تو ہو سکتا ہے یہ لشکر کشی کچھ اور ہی رنگ لے آئے قنتوس کہیں زیادہ ہی قوت اور طاقت نہ پکڑ لے لہذا سولا نے فی الوقت قنتوس کو ہسپانیہ میں اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے۔

دوسرا شخص جو افریقہ کی طرف چلے جانے والے جرنیل ماریوس کا حامی تھا اور جس سے سولا خطرہ محسوس کر سکتا تھا اس کا نام مرقس ہے یہ شخص شروع میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا نہ یہ امیر کبیر لوگوں میں سے تھا اسکا تعلق بھی نچلے طبقے سے تھا اس کا باپ مرا تو وراثت میں اسے کچھ نہیں دیکر گیا تھا لیکن یہ بڑا عقلمند اور صاحب دانش شخص ہے جس وقت روما کا ہر دلعزیز جرنیل ماریوس افریقہ چلا گیا اور سولا نے اسکی غیر موجودگی میں اسکے حامیوں پر مظالم کر کے انکے گھروں کو آگ لگانی شروع کی تو مرقس حرکت میں آیا جس گھر کو بھی آگ لگائی جاتی یہ مرقس اسے اونے پونے داموں خرید لیتا ان دنوں حالات ایسے تھے کہ جس کا گھر بھی جلایا جاتا تھا کوئی بھی اسے خریدنے کیلئے تیار نہ ہوتا تھا لہذا سولا کے مظالم کے تحت جو گھر بھی جلایا جاتا مرقس اسے خرید لیتا اس طرح اس نے بالکل معمولی قیمت کے عوض کافی بڑے بڑے وسیع احاطے خریدنا شروع کر دیئے اور جب اپنے دشمنوں اور اپنے مخالفوں کے خلاف سولا کا یہ ظلم و ستم بند ہو گیا تب ان زمینوں کی قیمتیں اچانک چڑھ گئیں جنہیں فروخت کر کے مرقس نے بڑی دولت کمائی پہلے یہ رومنوں کے اندر گمنام تھا لیکن اس قدر دولت ہاتھ آنے کے بعد اس نے اپنی دولت کا کچھ حصہ غریب

خرچ کرنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں بڑا ہردلعزیز ہوگیا چونکہ اس مرقس نے افریقہ کی طرف بھاگ جانے والے جرنیل ماریوس کا راستہ اختیار کیا تھا لہٰذا سولا اسے بھی اپنے لئے خطرناک خیال کرنے لگا لہٰذا سولا نے مرقس کو طلب کیا مرقس جان گیا کہ سولا اس سے کیا چاہتا ہے اس نے رومنوں کے سارے دیوتاؤں کی قسم کھا کر سولا کو یقین دلایا کہ وہ نہ ہی ماریوس کا حامی ہے اور نہ ہی سولا کو اس سے کوئی خطرہ ہے سولا نے شاید اس کی بات کا یقین کر لیا لہٰذا مرقس کو اس نے چھوڑ دیا مرقس نے سولا کو یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ اس سے متعلق شک و شبہ میں مبتلا ہے تو وہ سولا پر ثابت کر دے گا کہ وہ ماریوس کا نہیں سولا کا حامی ہے اس یقین دہانی پر سولا نے مرقس سے کوئی باز پرس نہ کی اور اسے چھوڑ دیا۔

تیسرا آدمی جس سے سولا اپنی ذات کیلئے خطرہ محسوس کر سکتا تھا اسکا نام پمپی ہے یہ شخص بلا کا دلیر جہاندیدہ اور جرات مند ہے اس نے روم کے اسکولوں میں باقاعدہ جنگی تربیت حاصل کی تھی اس نے مختلف جگہوں میں ماریوس کے ماتحت کام کر کے نہ صرف یہ کہ بہت نام کمایا بلکہ اسکی بیوی بھی ماریوس کی رشتہ دار تھی سولا چونکہ ماریوس کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا لہٰذا ماریوس کے افریقہ بھاگنے کے بعد سولا نے پمپی کو طلب کیا۔ پمپی جب سولا کے سامنے گیا تو سولا نے پمپی کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ چونکہ ماضی میں ماریوس کے ساتھ کام کرتا رہا ہے لہٰذا سولا اس سے کسی قدر بدظن ہے جب تک کہ پمپی اسے اپنے یقین اور اعتماد میں نہ لے پمپی نے اپنی طرف سے پورا یقین دلایا کہ وہ ماریوس کا حامی نہیں بلکہ وہ روما کے حکمران کی حیثیت سے سولا کو پسند کرتا ہے پمپی کا یہ جواب سن کر سولا نے کہا اگر تو واقعی ماریوس کے بجائے میرا حامی ہے تو اپنی اس بات کو ثابت کرنے کیلئے قربانی دو پمپی نے پوچھا میں کیا قربانی دے سکتا ہوں اس پر پمپی سے سولا نے کہا اپنا اعتماد بحال کرنے کیلئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو جو ماریوس کی رشتہ دار ہے پمپی جانتا تھا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سولا اسے نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔

لہٰذا بغیر کسی سوچ و بچار کے اس نے سولا کی اس بات کو تسلیم کر لیا اور اپنی بیوی کو اس نے ہمیشہ کیلئے چھوڑ دیا پمپی کے اس فیصلے پر سولا بڑا خوش ہوا اسے یقین ہوگیا کہ پمپی واقعی دل و جان سے اسکے ساتھ ہے لہٰذا اس نے پمپی کو معاف کر دیا۔

چوتھا شخص جو سولا کیلئے سب سے بڑا خطرہ اور اسکے لئے بدترین دشمن ثابت ہو سکتا تھا اس کا نام جولیس سیزر ہے اس شخص کا تعلق روم کے ایک انتہائی معزز خاندان سے ہے اسکی چچی جولیا سولا کے بدترین دشمن ماریوس کی بیوی تھی جولیس سیزر کا باپ جب زندہ تھا

تو اس نے اسکی شادی اپنی پسند کی ایک لڑکی سے کرا دی تھی لیکن جولیس سیزر اس لڑکی کو ناپسند کرتا تھا تاہم باپ کی مرضی کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے اس لڑکی سے شادی ضرور کر لی تھی جب جولیس سیزر کا باپ مرگیا تو جولیس نے اپنی اس بیوی کو چھوڑ دیا اور ماریوس کی رشتہ دار ایک لڑکی سے شادی کر لی جس کا نام کورنیلیا ہے یہ جولیس سیزر بھی مختلف جگہوں میں ماریوس کے تحت کام کرتا رہا ہے یہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں خود باطنی طور پر سولا کا دشمن اور ماریوس کا حامی ہوں اور دور نزدیک سے جولیس سیزر میرا رشتہ دار بھی لگتا ہے۔

دوسرے جرنیلوں کی طرح سولا نے جولیس سیزر کو بھی اپنے سامنے طلب کیا کہ وہ اسے اپنے اعتماد میں لے اور اسے یہ یقین دلائے کہ وہ ماریوس کا نہیں بلکہ سولا کا حامی ہے جولیس سیزر نے بظاہر اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ سولا کو یقین دلا دے کہ وہ اسکا دشمن نہیں لیکن سولا کو یقین نہیں آیا اس نے جولیس سیزر سے کہا کہ اگر واقعی تو میرا حامی ہے تو اپنی بیوی کورنیلیا کو طلاق دے دے جو اسکے دشمن ماریوس کی رشتے دار ہے جولیس سیزر انتہائی دلیر انتہائی صاحب حیثیت اور بڑا جرات مند جوان ہے اس نے سولا کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور سولا کے منہ پر اس نے کہہ دیا کہ حالات کچھ بھی ہوں وہ اپنی بیوی کورنیلیا کو کسی بھی صورت طلاق دیکر فارغ نہیں کریگا۔

سولا نے جولیس سیزر کی اس بات کو بے حد ناپسند کیا اس وقت اس نے جولیس سیزر کو جانے دیا لیکن وہ اس تاک میں رہنے لگا کہ کوئی موقع ملے تو جولیس سیزر اسکی بیوی کورنیلیا دونوں کا خاتمہ کروا دے جولیس سیزر کو بھی اسکے حامیوں نے خبر کر دی تھی لہٰذا جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ روم سے بھاگ کر سبینا شہر میں قبائلی سرداروں کے ہاں چلا گیا اور ان کے ہاں پناہ لے لی اب سولا کو ایک دوسرا خطرہ اٹھا اسکا خیال تھا کہ اگر جولیس سیزر زیادہ عرصہ قبائلی سرداروں کے اندر رہا تو ہو سکتا ہے کہ وہ قبائلی سرداروں کو اسکے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر دے اور اس طرح جولیس سیزر انتقام کی آگ میں بھڑک کر اسے تاج و تخت سے محروم کر دے۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سولا نے روم شہر کے کچھ معززین کو جولیس سیزر کی طرف بھجوایا جنھوں نے اسے یہ یقین دلایا کہ وہ واپس روم آ جائے سولا اس سے کوئی تعرض نہیں کریگا ان لوگوں کے یقین دلانے پر جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ چند دن ہوئے واپس روم آگیا تھا لیکن یہاں آ کر پھر اسے اسکے حامیوں سے خبر مل گئی کہ سولا پھر اس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے لہٰذا جولیس سیزر اور کورنیلیا دونوں نے اپنے ہاں سے بھاگ کر میری

سرائے میں پناہ لے لی۔ دونوں میاں بیوی کا خیال تھا کہ چند روز تک وہ سرائے میں قیام کئے رہیں گے اور جب انکے متعلق معاملہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ یہاں سے نکل کر جزیرہ روڈس کی طرف چلے جائیں گے چونکہ روڈس میں تقریباً سبھی لوگ جولیس سیزر اور اسکے باپ کے حامی ہیں میرے خیال میں سولا کے ان حامی گلیڈ ئیٹروں کو کسی طرح خبر ہو گئی کہ شاید جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا نے میرے ہاں پناہ لے رکھی ہے لہٰذا یہ جو چھ گلیڈ ئیٹر تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ مجھ سے یہی پوچھنے آئے تھے کہ جولیس سیزر اور کورنیلیا کو میں نے کہاں پناہ دے رکھی ہے جب میں نے ان سے کہا کہ میں نہ جولیس سیزر کو جانتا ہوں نہ اسکی بیوی کورنیلیا کو جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں اور انہوں نے کس جگہ پناہ لے رکھی ہے اس پر وہ مجھے مارنے لگے اسکے بعد تم موقع پر آ گئے اور اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ تم جانتے ہو یہاں تک کہنے کے بعد جب سرائے کا مالک خاموش ہوا تو یوناف نے بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی میں اسے مخاطب کر کے پوچھا تو پھر تم نے رومن جرنیل جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا کو کہاں چھپا رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا میرے اجنبی مہمان میرے محسن میرے مربی میں تم سے کوئی بھی راز راز نہیں رکھ سکتا دیکھو میری اس سرائے کے پچھواڑے میں میرا سکونتی مکان ہے اس سکونتی مکان میں ایک تہہ خانہ بھی ہے جولیس سیزر اور کورنیلیا دونوں میاں بیوی گذشتہ چند دنوں سے اسی تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہیں اگر تم پسند کرو تو میں تم دونوں کو ان سے ملواتا ہوں وہ یہ جان کر خوش ہوں گے کہ تم دونوں میاں بیوی نے سولا کے چھ گلیڈ ئیٹروں کا خاتمہ کر کے انکے ہاتھوں میری زندگی اور جان بچائی ہے اگر وہ مجھ پر زیادہ سختی یا اذیت کرتے تو ہو سکتا ہے کہ میں انہیں جولیس سیزر اور کورنیلیا سے متعلق سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاتا اس پر یوناف کہنے لگا چلو ان سے ملتے ہیں جواب میں سرائے کے مالک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ اس پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے اور چپ چاپ وہ سرائے کے مالک کے پیچھے ہو لئے تھے۔

سرائے کا مالک یوناف اور بیوسا کو لے کر سرائے کی عمارت کے پچھواڑے میں اپنے سکونتی مکان میں داخل ہوا پہلے اس نے اپنے سارے اہل خانہ کو یوناف اور بیوسا سے متعلق تفصیل بتائی اور ان کا تعارف بھی اپنے اہل خانہ سے کرایا پھر یوناف اور بیوسا کو لیکر وہ اپنے سکونتی مکان کے مطبخ میں داخل ہوا مطبخ کی دیوار میں چھوٹا سا ایک دروازہ تھا جو اپنی ذات میں دروازہ تو تھا ہی نہیں کیونکہ اس کا سائز اسکی شکل بالکل الماری جیسی تھی اور جس میں باورچی خانے میں کام کرنے والی چیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں تاہم اسکے دائیں طرف

لوہے کی ایک باریک اور نازک سی کنڈی لگی ہوئی تھی اس کنڈی کو کھول کر سرائے کے مالک نے الماری کو جب ہلکے سے اپنی طرف کھینچا تو الماری دروازے کی طرح کھل گئی الماری کے اندر چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں تھیں جو اندر کی طرف جاتی تھیں سرائے کے مالک نے جھک کر اس الماری نما دروازے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ یوناف اور بیوسا منہ سے کچھ کہے بغیر سرائے کے مالک کے پیچھے پیچھے جھک کر اس الماری نما دروازے میں داخل ہوئے پھر وہ سرائے کے مالک کی رہبری میں سیڑھیاں اتر کر بڑی تیزی سے نیچے تہہ خانے کی طرف جا رہے تھے۔

سیڑھیاں اتر کر جب یوناف اور بیوسا سرائے کے مالک کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ کمرہ خوب سجا ہوا تھا اسکے اندر کئی مسہریاں لگی ہوئی تھیں اور کمرے کے وسط میں جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا کھڑے تھے شاید وہ ان تینوں کے سیڑھیاں اترنے کی وجہ سے پاؤں کی چاپ سن کر چوکنے ہو گئے تھے۔ جولیس سیزر ابھی جوان ہی تھا اسکی بیوی بھی جوان اور انتہائی خوبصورت تھی جب سرائے کا مالک یوناف اور بیوسا کو لے کر ان دونوں کے سامنے آیا تو جولیس سیزر نے سوالیہ انداز میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ دونوں تمہارے ساتھ کون ہیں اس پر سرائے کا مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا یہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہیں جو میرے اور تم دونوں کے بھی محسن ہیں سنو جولیس تھوڑی دیر پہلے سولا کے چھ گلیڈ ئیٹر سرائے میں داخل ہوئے تھے نہ جانے انہیں کیسے شک ہو گیا تھا کہ تم دونوں میاں بیوی نے میرے ہاں پناہ لے رکھی ہے انہوں نے آتے ہی میرا گریبان پکڑ لیا اور مجھے مارنا شروع کر دیا اور مجھ پر سختی کرنے لگے کہ میں انہیں تمہارا اتہ پتہ بتاؤں قبل اسکے کہ وہ مجھ پر مزید سختی کرتے یہ دونوں میاں بیوی فرشتے بن کر میری مدد کو پہنچ گئے میری حمایت میں جب یہ بھی ان گلیڈ ئیٹروں سے الجھ پڑے تو وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے جس پر ان دونوں میاں بیوی نے بھی تلواریں کھینچ لیں اور کمال مہارت اور کمال شدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی نے لمحوں کے اندر ان چھ کے چھ گلیڈ ئیٹروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا پھر ان چھ کے چھ مرنے والے گلیڈ ئیٹروں کو ہم نے سرائے کے پچھواڑے میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور جس جگہ ان دونوں میاں بیوی نے انہیں قتل کیا تھا اس جگہ کو دھو کر صاف کر دیا ہے اب میں ان دونوں محسنوں کو تم سے ملانے کیلئے لایا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس یہ دونوں میاں بیوی میرے جاننے والے نہیں ہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ

دونوں میرے اجنبی مہمان ہیں تاہم صاحب ثروت ہیں اسلئے کہ ان دونوں میاں بیوی نے گزشتہ کئی ماہ سے میری سرائے میں قیام کر رکھا ہے دونوں انتہائی شریف دونوں مہربان اور نرم دل ہیں کاش انکے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوتا کاش یوناف میرا بیٹا یا یہ بیوسا ہی میری بیٹی ہوتی میں اب چاہتا ہوں کہ انکے ساتھ میرا کوئی تعلق کوئی ناطہ ہوتا اس پر یوناف فوراً بولا اور سرائے کے مالک کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا تمہیں کاش کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم مجھے اپنا بیٹا اور میری بیوی بیوسا کو اپنی بیٹی ہی سمجھو ہم ہر معاملے میں امکان بھر تمہاری مدد تعاون اور حمایت کریں گے قبل اسکے کہ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سرائے کا مالک کچھ کہتا جولیس سیزر کی بیوی کور۔نلیا حرکت میں آئی وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھی اور بیوسا کو اس نے گلے لگا لیا تھا پھر جولیس سیزر مسکراتا ہوا آگے بڑھا پہلے اپنی پوری قوت کے ساتھ بڑے پرجوش انداز میں وہ یوناف سے گلے ملا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے محسن میرے مہربان میرے مربی کاش میں اس وقت سولا کے ہاتھوں بے بس اور مجبور نہ ہوتا جو احسان تم نے اس سرائے کے مالک اور اسکے حوالے سے ہم دونوں میاں بیوی پر کیا ہے اسکا میں عمر بھر اپنے شانوں سے بوجھ نہیں اتار سکتا ہو سکتا ہے کہ وہ گلیڈ یئٹر اگر سرائے کے مالک پر زیادہ سختی کرتے یا اسے اذیت میں مبتلا کرتے تو یہ بیچارہ میرا اور میری بیوی کا پتہ بتانے پر مجبور ہو جاتا اور اگر ایسا ہوتا تو سولا ضرور ہی ہم دونوں میاں بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تم دونوں میاں بیوی کی دلیری اور جراتمندی ہمارے کیا خوب کام آئی پہلے تم یہ کہو کہ تم دونوں میاں بیوی نے تیغ زنی کا یہ فن سیکھا کہاں سے اسلئے کہ چھ گلیڈ یئٹروں کو بیک وقت شکست دینا اور پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے اس لیے کہ اٹلی کی سرزمین میں گلیڈ یئٹر عام لوگوں کی نگاہوں میں ناقابل تسخیر خیال کیے جاتے ہیں اور یہ سولا ایسا ظالم ایسا بدبخت اور ستم گر انسان ہے کہ اس نے اپنے آدمی میری تلاش میں جگہ جگہ پھیلا رکھے ہیں لہٰذا مجھے یہاں سے نکل کر جزیرہ روڈس کی طرف بھاگنے کا موقع ہی نہیں مل رہا جولیس سیزر کے خاموش ہونے پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اور میری بیوی بیوسا تم دونوں کے کام آئیں گے ہم دونوں تم لوگوں کو موقع فراہم کریں گے کہ تم لوگ یہاں سے بھاگ کر خیر و عافیت کے ساتھ جزیرہ روڈس پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ یوناف کے ان الفاظ پر جولیس سیزر نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ پوچھنے لگا یوناف میرے بھائی یہ کیسے اور

کیونکر ممکن ہے کہ تم ہم دونوں میاں بیوی کو سولا کے آدمیوں سے بچا کر جزیرہ روڈس میں پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤ گے جواب میں یوناف پھر بولا اور کہنے لگا یوں جانو کہ یہ کام میرے اور میری بیوی کیلئے بس بائیں ہاتھ کا ایک کھیل ہے اگر میں اور میری بیوی بیوسا تم دونوں میاں بیوی کو روم شہر سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دیں تو کیا وہاں سے تم دونوں میاں بیوی جزیرہ روڈس تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر جولیس سیزر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے بھائی اگر تم مجھے اور میری بیوی کورنیلیا کو روم شہر سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دو تو تمہارا یہ احسان میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گا۔ سمندر کے کنارے میرے جاننے والے ملاح بیشمار ہیں میں ان میں سے کسی کو کام میں لاتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ جزیرہ روڈس پہنچ جاؤں گا۔ جواب میں یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا سنو جولیس اگر یہ بات ہے تو آنے والی رات کو ہم روم شہر سے نکل کر سمندر کی طرف روانہ ہوں گے اور پھر تم دیکھو گے میں تمہیں کیسے عافیت اور بغیر کسی دشواری کے سمندر کے کنارے تک پہنچاتا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو جولیس سیزر پرامید نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو میرا خیال ہے تم ہمارے لئے ایک اور زحمت بھی برداشت کرو گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارا دوسرا کام بھی کرنے میں تم کامیاب رہو گے اس پر یوناف نے سوالیہ انداز میں جولیس سیزر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تمہارا دوسرا کام کیا ہے اس پر جولیس سیزر کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگا دیکھو یوناف میرے بھائی میری بیوی کورنیلیا کا ایک بھائی ہے نام اس کا نوما ہے وہ میری بیوی سے چھوٹا ہے اور میری بیوی کو بڑا عزیز اور پیارا ہے اسلئے کہ نوما اسکا اکلوتا بھائی ہے اور اسے یہ اپنے ماں باپ کی نشانی سمجھتی ہے میری طرح نوما بھی اٹلی کے موجودہ آمر سولا کے بدترین دشمن ماریوس کا حامی ہے ماریوس ایک انتہائی عمدہ جرنیل اور انتہائی نیک دل انسان تھا پر افسوس سولا کے مقابلے میں وہ اٹلی میں اپنے پاؤں جما نہ سکا اسلئے کہ سولا انتہائی سازشی مکار اور ظالم و ستمگر انسان ہے جس طرح سولا مجھے اپنے لئے ایک خطرہ سمجھتا ہے اسی طرح وہ نوما کو بھی اپنا بدترین دشمن خیال کرتا ہے میں تو کسی نہ کسی طرح کورنیلیا کو لے کر اسکی گرفت سے بچ نکلا لیکن نوما کو وہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اس وقت نوما روم شہر کے ایک قید خانے میں اسیر ہے سولا کا ارادہ ہے کہ مجھے اور کورنیلیا کو بھی گرفتار کر کے نوما کے ساتھ ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے مجھے خدشہ ہے کہ اگر کچھ دن اور ہم سولا کے ہاتھ نہ لگے تو وہ نوما کو قتل کر دے

گا جبکہ نوما کا قتل میری بیوی کورنیلیا کی جان بھی لے لے گا لہٰذا میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ اگر تم نوما کیلئے کچھ کر سکتے ہو تو کرو تمہارا یہ احسان بھی میں اور میری بیوی زندگی بھر بھول نہ سکیں گے یہاں تک کہنے کے بعد جولیس سیزر جب خاموش ہوا تو اسکی بیوی کورنیلیا بولی اور پہلی بار وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے بھائی اول تو میں اور میرا شوہر جولیس سیزر تم دونوں میاں بیوی کا یہ احسان بھی بھولنے کے قابل نہیں ہیں کہ تم دونوں میاں بیوی نے سرائے میں داخل ہونے والے سولا کے چھ گلیڈیٹروں کا خاتمہ کر کے ہمیں انکی گرفت سے محفوظ کیا پر اے میرے بھائی اگر تم میرے اکلوتے اور ماں باپ کی نشانی بھائی نوما کو بچا سکو تو میں سمجھتی ہوں کہ میں اور جولیس دونوں ہی زندگی بھر تمہارے اس احسان تلے دب کر رہ جائیں گے اور اگر کبھی ہمیں موقع ملا تو ہم تمہارے لئے اس احسان کے بدلے میں ضرور کچھ کر کے رہیں گے جواب میں یوناف بڑی نرمی اور شفقت سے کہنے لگا کورنیلیا میری بہن تمہیں یوں میرے ساتھ عاجزی اور انکساری سے بات نہیں کرنی چاہئے جب تم دونوں میاں بیوی مجھے اور میری بیوی بیوسا کو بہن اور بھائی کہہ کر پکار چکے ہو تو یاد رکھو ہم دونوں میاں بیوی ہر موقع پر تمہارے کام آئیں گے جہاں تک نوما کا تعلق ہے تو تم دونوں میاں بیوی مطمئن رہو رات کے پہلے حصے میں ہی میں اور میری بیوی بیوسا روم شہر کے قید خانے کی طرف جائیں گے میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نوما کو وہاں سے نکال کر تمہارے پاس لانے میں کامیاب ہو جائیں گے ہمارے آنے تک تم دونوں سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر پانچ گھوڑوں کا انتظام کئے رکھنا اسلئے کہ نوما کو قید خانے سے نکالنے کے ساتھ ہی ہم روم شہر سے سمندر کے کنارے کی طرف روانہ ہو جائیں گے اسکے بعد ہم دونوں میاں بیوی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہو گا کہ تم تینوں کو سمندر کے کنارے پہنچا دیں جہاں سے تم محفوظ طور پر جزیرہ روڈس کی طرف روانہ ہو سکو۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا دونوں بے حد متاثر ہوئے اسی تاثر میں جولیس سیزر آگے بڑھا انتہائی والہانہ انداز میں اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسکی پیشانی چومی پھر وہ بڑی رقت بڑی اپنائیت میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یوناف میرے بھائی اگر آج رات تم نوما کو روم شہر کے قید خانے سے نکال کر یہاں لانے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھوں گا تم دونوں میاں بیوی نے ہمیں بے دام ہی خرید لیا ہے جواب میں یوناف کہنے لگا تمہیں میرے ساتھ ایسی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گفتگو نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اب ہم آپس میں بھائی ہیں تمہارا کام اب میرا ہی کام ہے تم دونوں

میاں بیوی اب آرام کرو میں سرائے کے مالک کے ساتھ باہر جاتا ہوں شام کا کھانا اس سرائے میں کھانے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی حرکت میں آئیں گے اور نوما کو یہاں لائیں گے اتنی دیر تک تم لوگ تیار رہنا جواب میں سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا یوناف میرے عزیز تم فکرمند نہ ہو تمہارے قید خانے کی طرف جانے کے بعد میں تم سب کیلئے گھوڑے تیار رکھوں گا اور گھوڑے بھی ایسے ہوں گے جو سفر کے دوران ہوا سے باتیں کرنے والے ہوں گے اسکے ساتھ ہی یوناف کچھ کہے بغیر سرائے کے مالک اور بیوسا کے ساتھ اس تہہ خانے سے نکلا اور پھر وہ پہلے کی طرح سرائے میں آ گیا تھا۔

شام جب انتہا کو پہنچتی ہوئی گہری رات میں ڈوبی تب سرائے میں کھانا کھانے کے بعد یوناف اور بیوسا سرائے سے نکلے بڑی تیزی سے چلتے ہوئے وہ روم شہر کے قید خانے کے قریب آئے قید خانے کی دیوار کے پاس آ کر یوناف نے کندھے پر رکھے ہوئے ایک لمبے رسے کو جسے وہ سرائے سے اپنے ساتھ لیکر آیا تھا ایک کمند کی صورت دی پھر اس نے اس کمند کو قید خانے کی ایک دیوار پر پھینکا اور جو سرا اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا وہ اس نے بیوسا کو تھماتے ہوئے کہا بیوسا دیکھو کمند کہیں دوسری طرف پھنس گئی ہے تم یہ سرا مضبوطی سے پکڑ کر قید خانے کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو جانا میں اس رسے کے ذریعے قید خانے کے اندر جاتا ہوں اور اسی کے ذریعے جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا کے بھائی نوما کو باہر لانے کی کوشش کرتا ہوں یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بیوسا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ وہ خاموش ہی رہی اسلئے کہ یوناف نے ہلکے ہلکے تین بار ابلیکا کو پکارا تھا اور جواب میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس نے شیریں آواز میں پوچھا۔ میرے حبیب کیا بات ہے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تم جانتی ہو کہ میں اور بیوسا کیا کرنے لگے ہیں اس پر ابلیکا نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا سن میرے رفیق میرے ساتھی میرے عزیز اس سے پہلے قید خانے کے پچھواڑے میں سرائے کے مالک کے تہہ خانے میں تمہارے جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا کے درمیان پوری گفتگو سن چکی ہوں میں یہ بھی جان چکی ہوں کہ تم اس قید خانے سے کورنیلیا کے بھائی نوما کو رہا کرانا چاہتے ہو اور تم اس کمند کا بیوسا کو پکڑا کر اسے باہر کھڑا کرنا چاہتے ہو خود اس کمند کے ذریعے اندر جانا چاہتے ہو تاکہ اسی کے ذریعے تم نوما کو باہر لا سکو ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تم ہو کمال کی شے اگر کسی کا ساتھی یا سنگی ہو تو وہ تمہی جیسا ہونا چاہئے جو

اس کی ہر حرکت اسکی ہر بات قول و فعل پر نگاہ رکھنے ولا ہو سنو ابلیکا میں اسی کمند کے ذریعے قید خانے میں داخل ہوتا ہوں کیا تم قید خانے میں نوما تک میری رہنمائی کرو گی اس پر ابلیکا کمال محبت اور انتہائی چاہت میں کہنے لگی سن میرے رفیق میں کیسے تمہاری رہنمائی نہیں کروں گی جبکہ میں تو اپنے آپ کو تمہارے لئے ہی وقف کر چکی ہوں تم کمند کے ذریعے اندر جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں جونہی تم قید خانے میں دوسری طرف اترتے ہو میں کورنیلیا کے بھائی نوما کی کوٹھری تک تمہاری رہنمائی کروں گی ابلیکا کا یہ جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا بیوسا کو اس نے وہیں کھڑے رہنے کو کہا کمند پر ہاتھ ڈال کر وہ بڑی تیزی سے اوپر کی طرف چڑھا اور پھر دوسری طرف وہ اسی کمند کے ذریعے جیل خانے میں اتر گیا تھا جونہی وہ کمند کو چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوا ابلیکا نے پھر اسے مخاطب کیا اور وہ کہنے لگی سنو یوناف یہاں سے سیدھا آگے جاؤ سامنے جو ہلکی ہلکی روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں انکے دائیں طرف ان قیدیوں کی کوٹھریاں ہیں جنہیں اٹلی کا آمر سولا اپنے لئے انتہائی خطرناک سمجھتا ہے اور انہی کوٹھریوں میں سے ایک میں نوما بند ہے تم آگے بڑھو میں قدم بہ قدم تمہاری رہنمائی کروں گی ابلیکا کے کہنے پر یوناف بڑی تیزی سے ان کوٹھریوں کی طرف بڑھا تھا۔

ایک لمبی قطار میں بنی ان کوٹھریوں میں سے ایک کے سامنے جب یوناف کھڑا ہوا تو ابلیکا پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی یوناف میرے حبیب تمہیں اس قدر زحمت اس قدر تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی اگر نوما کو تم اس قید خانے سے نکالنا ہی چاہتے تھے تو اسکے لئے تم اپنی سری قوتوں کو بھی حرکت میں لا سکتے تھے یہ کام تم بغیر کسی مزاحمت کے بڑی آسانی کے ساتھ کر سکتے تھے اس پر یوناف کہنے لگا نہیں جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما کی مدد کرتے ہوئے میں اپنی سری قوتوں سے کام لینا نہیں چاہتا اور نہ میں ان پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی مافوق الفطرت انسان ہوں لہذا میں دنیاوی طریقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انکی مدد اور اعانت کرنا چاہتا ہوں اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی اچھا اگر یہ بات ہے تو دائیں طرف سے جو پانچویں کوٹھری ہے اسی میں نوما بند ہے وہ اکیلا ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ اسکی کوٹھری سے نکال کر تم اسے رہائی دلانے میں کامیاب ہو سکتے ہو اس پر یوناف نے دائیں طرف سے کوٹھریاں گننی شروع کیں پھر وہ پانچویں کوٹھری کے سامنے آ کھڑا ہوا اس نے دیکھا کہ کوٹھری کا دروازہ لوہے کی بڑی بڑی اور مضبوط سلاخوں سے بنا ہوا تھا ان سلاخوں میں سے یوناف نے اندر جھانک کر دیکھا کوٹھری کے ایک کونے میں معمولی سے بستر پر پچیس تیس برس کا ایک نوجوان پڑا ہوا تھا شاید وہ کورنیلیا کا بھائی نوما ہی

تھا اپنا منہ لوہے کے جنگلے کے قریب لے جاتے ہوئے یوناف نے بڑے رازدارانہ انداز میں پکارا نوما نوما اٹھو میں جولیس سیزر اور تمہاری بہن کورنیلیا کا آدمی ہوں اور تمہیں اس قید خانے سے نکالنے کیلئے آیا ہوں۔

یوناف کی یہ پکار سن کر نوما جو کوٹھری کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا دبے پاؤں بھاگ کر وہ اپنی کھوٹھری کے آہنی دروازے کے قریب آیا تھوڑی دیر تک اس نے بڑے غور سے یوناف کو دیکھا پھر وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا تم کون ہو اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں دیکھا بھی نہیں نہ ہی میں نے تمہیں اپنے بھائی جولیس سیزر کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا ہے کہو تم کون ہو کیسے تم اس قید خانے میں داخل ہو گئے ہو اور کس طرح تم مجھے رہائی دلا کر باہر لے جاؤ گے اس پر یوناف کہنے لگا دیکھ یہ ان سارے سوالوں کے جوابوں کے دینے کا وقت نہیں ہے تو اتنا ہی یاد رکھ کہ میرا نام یوناف ہے میں قید خانے کی دیوار کے اوپر کمند ڈال کر اندر آیا ہوں باہر میری بیوی کمند کا دوسرا حصہ پکڑے کھڑی ہے اسی کمند کے ذریعے میں تمہیں قید خانے سے نکال لے جاؤں گا دیکھ وقت نہ ضائع کر جو کچھ میں کرتا ہوں اسکی طرف دیکھتا جا۔ اس پر نوما بولا اور عاجزی سے کہنے لگا۔

میں کیسے وقت ضائع کر رہا ہوں میں تو باہر آ ہی نہیں سکتا تم دیکھتے ہو کہ کوٹھری کا آہنی دروازہ بند ہے اسے بھاری قفل لگا ہوا ہے پھر میں کیسے اور کیونکر باہر آ سکتا ہوں اس پر یوناف نے اپنے دونوں ہاتھ آہنی دروازے کی سلاخوں پر ڈالے پھر وہ نوما کو کہنے لگا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اس آہنی دروازے سے کیسے باہر آؤ گے اسکے ساتھ ہی ذرا سا جھک کر یوناف نے جو زور لگایا تو آہنی سلاخوں کو خوب دہرا کر کے اس نے اس میں سے انسان کے گزرنے کا راستہ بنا دیا تھا پھر اس نے نوما کو مخاطب کر کے کہا جلدی باہر آ جاؤ تاکہ یہاں سے بھاگ چلیں نوما نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا وہ فوراً کوٹھری سے باہر نکل آیا ایک دفعہ پھر زور لگا کر یوناف نے لوہے کی سلاخوں کو سیدھا کر کے پہلے کی حالت میں لا کھڑا کیا اسکے بعد وہ نوما کا ہاتھ پکڑ کر اس سمت بھاگ رہا تھا جہاں اس نے جیل خانے کی دیوار پر کمند ڈالی تھی۔

کمند کے پاس آ کر یوناف بڑی رازداری سے نوما سے کہنے لگا دیکھ نوما تو اس کمند سے تھوڑا اوپر چڑھ تیرے بعد میں کمند پر چڑھوں گا اس طرح تیرے اوپر چڑھنے میں آسانی رہے گی تو اپنے پاؤں میرے کندھوں پر جما کر آسانی سے کمند پر چڑھنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ نوما نے کچھ کہے بغیر اپنے دونوں ہاتھ کمند پر ڈالے پھر اچھل کر اس نے دونوں پاؤں یوناف کے کندھوں پر جما کر اوپر چڑھنا شروع کیا اسکے ساتھ ہی ساتھ یوناف بھی اوپر جاتے ہوئے نوما

کو مدد اور سہارا فراہم کرنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں دیوار کے اوپر چڑھ کر لیٹ گئے تھوڑی دیر تک یوناف نے ارد گرد کا جائزہ لیا پھر اطمینان کرنے کے بعد وہ کہنے لگا آؤ اب دوسری سمت اترتے ہیں پہلے میں نیچے جاتا ہوں پھر تم میرے کندھوں کا سہارا لیکر نیچے اترنے کی کوشش کرنا یوناف نے ایسا ہی کیا پھر دونوں آگے پیچھے کمند کے ذریعے نیچے اتر گئے تھے۔

کمند کو چھوڑ کر یوناف نے دیوار کے ساتھ بیوسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نوما سے کہا سنو نوما یہ میری بیوی بیوسا ہے ہم دونوں میاں بیوی نے جولیس سیزر اور تمہاری بہن کورنیلیا سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہیں قید خانے سے رہائی دلائیں گے اسکے ساتھ ہی یوناف نے کمند کا سرا جو بیوسا نے پکڑ رکھا تھا وہ لے لیا اور اسے خوب لہرا کر اس سرے کو بھی جیل خانے کے اندر پھینک دیا پھر وہ بیوسا اور نوما کے ساتھ بڑی تیزی سے سرائے کا رخ کر رہا تھا۔

○

تھوڑی دیر بعد یوناف اور بیوسا جب سرائے میں داخل ہوئے تو سرائے کا مالک سرائے کے صدر دروازے کے قریب کھڑا شاید انہی کا انتظار کر رہا تھا یوناف اور بیوسا کے ساتھ نوما کو دیکھتے ہوئے سرائے کے مالک کے چہرے پر خوشیاں برس گئی تھیں شاید وہ نوما کو پہلے ہی سے جانتا پہچانتا تھا اسلئے کہ جونہی نوما نے اسے دیکھا بھاگ کر نوما اس سے لپٹ گیا تھا سرائے کے مالک نے اسکی پیشانی چومی اور پھر اس سے کہنے لگا دیکھ نوما تو خوش قسمت ہے اب مجھے امید ہے کہ سولا تم پر اور تمہارے علاوہ جولیس سیزر اور کورنیلیا پر ہاتھ نہیں ڈال سکے گا نوما سے ہٹ کر سرائے کا مالک یوناف کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے مہربان اجنبی تو نے وہ کام کر دکھایا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ عام انسان کیلئے انتہائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے دیکھ میں نے سرائے کے اصطبل میں پانچ عمدہ نسل کے گھوڑے تیار کر رکھے ہیں انکی پیٹھوں پر زینیں ڈالی جا چکی ہیں انکی زینوں کے ساتھ بڑی خرجینوں کے اندر کھانے پینے کا سامان بھی مہیا کر دیا گیا ہے زینوں کے ساتھ تم لوگوں کیلئے بستر بھی باندھ دیئے گئے ہیں تم دونوں میاں بیوی نوما کو لیکر اصطبل کی طرف جاؤ میں جولیس اور کورنیلیا کو لے کر آتا ہوں جواب میں یوناف بیوسا اور نوما سرائے کے اصطبل کی طرف گئے جبکہ سرائے کا مالک بھاگتا ہوا سرائے کے پچھواڑے اپنے سکونتی مکان کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں سرائے کا مالک جولیس سیزر اور کورنیلیا کو لے کر اصطبل آگیا جونہی

اصطبل میں کورنیلیا نے اپنے بھائی نوما کو یوناف اور بیوسا کے ساتھ کھڑے دیکھا کورنیلیا جذباتی ہو کر بھاگ کر آگے بڑھی اور نوما کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا بار بار اس نے نوما کی پیشانی چومی پھر وہ یوناف کی طرف متوجہ ہوئی اور پھر بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہنے لگی تم دونوں میاں بیوی نے ہم پر اس قدر احسانات کر دیئے ہیں کہ جن کا بوجھ ہم زندگی بھر نہیں اتار سکتے نوما کو قید خانے اور سولا کے ظلم و ستم سے رہائی دلا کر میں سمجھتی ہوں کہ تم نے ایک ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے کورنیلیا جب خاموش ہوئی تو جولیس سیزر آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بھائی تم خود ہی الفاظ بتا دو جو میں ادا کر کے تم جیسے محسن تم جیسے احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کر سکتا ہوں اسلئے کہ تمہارے احسانات کا بوجھ مجھ پر اب ایسا ہے جو کسی بھی صورت اتارا نہیں جا سکتا اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی کو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب ہمیں فوراً یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اور اگر ہم نے ایسا کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو پھر سولا کی طرف سے تم تینوں کے لئے خطرات بھی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ سرائے کے مالک نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یوناف میرے عزیز خدا کرے تم جولیس سیزر نوما اور کورنیلیا کو سمندر کنارے تک لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ دیکھو جب تم ایسا کر چکو تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کدھر کا رخ کرو گے میری خواہش یہ ہے کہ ان تینوں کو سمندر کنارے چھوڑنے کے بعد تم واپس میری سرائے میں آؤ اور ایک معزز مہمان کی حیثیت سے میری سرائے ہی میں قیام کرو آج کے بعد اس سرائے کو اپنا ہی گھر سمجھو اور اگر ایسا نہ کرنا چاہو تو قسم مجھے تمہاری قیمتی جان کی میں تم دونوں میاں بیوی کیلئے اپنے سکونتی مکان کا ایک حصہ بھی خالی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اس پر یوناف بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے مہربان ہمارے قیام کیلئے تمہیں اپنے سکونتی مکان کا کوئی حصہ خالی کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کورنیلیا جولیس سیزر اور نوما کو بحفاظت سمندر کنارے تک پہنچاؤں گا اور ایسا کرنے کے بعد میں اپنی بیوی کے ساتھ واپس آؤں گا اور پہلے کی طرح تمہاری سرائے میں قیام کروں گا اس پر جولیس بولا یوناف میرے بھائی دیکھ اس وقت تو میں اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ جزیرہ روڈس کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوں پر میری تم سے ایک گذارش ہے کہ تم اسی سرائے میں قیام رکھنا مجھے امید ہے کہ عنقریب اٹلی میں ایک انقلاب آئے گا اور میں واپس آکر اس انقلاب کی رہنمائی کروں گا اس وقت مجھے امید ہے

کہ روم کے حالات میری گرفت میں ہونگے اور میں تمہاری جو خدمت کرنا چاہتا ہوں کر سکوں گا۔ میری تم سے ایک گزارش ہے کہ تم روم شہر ہی میں قیام کر کے میری واپسی کا انتظار کرنا اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ضرور میں ایسا ہی کروں گا تم فکرمند نہ ہو مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز اہل روم تمہاری ضرورت ضرور محسوس کریں گے تم باعزت روم میں داخل ہو گے آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اسکے ساتھ ہی یوناف بیوسا جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے رات کی تاریکی میں وہ سرائے سے کوچ کر گئے تھے۔

○

پانچوں ساری رات لگاتار سفر کرتے رہے اس دوران انہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا لیکن جب سورج تھوڑا سا طلوع ہوا اور ہر شے کے سائے زمین پر رقص کرنے لگے تب انہیں اپنے پیچھے دس پندرہ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے دکھائی دیئے وہ سب ان کے بھاگتے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر مڑ کر پیچھے دیکھنے لگے تھے اس موقع پر جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا پریشان ہو گئی اور اس نے قریب ہی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے یوناف کے قریب آ کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے بھائی لگتا ہے کہ سولا کے آدمی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے اب ہمارے سروں پر پہنچ گئے ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ دس پندرہ سوار انتہائی وحشیانہ انداز میں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ہمارے تعاقب میں پہنچ گئے ہیں ہو نہ ہو یہ وہی گلیڈیئٹر ہیں جو ظالم سولا نے اپنے دشمنوں کا خاتمہ کرنے کیلئے پال رکھے ہیں دوسری طرف جولیس سیزر اور نوما بھی پریشانی کا شکار ہو گئے تھے وہ دونوں بھی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا تھوڑی دیر رکی دوبارہ یوناف کو وہ مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی کیا ہمیں اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز نہیں کر دینی چاہئے اس پر یوناف بولا اور بڑی تسلی اور مطمئن انداز میں وہ کہنے لگا۔

کورنیلیا میری بہن دیکھ گھبراہٹ اور پریشانی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے جس رفتار سے تم اپنے گھوڑے کو بھگا رہی ہو اسی رفتار سے بھگاتی رہو تعاقب کرنے والوں کو آنے دو پھر دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا کیا بگاڑتے ہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ سولا کے آدمی ہیں اور ان سب نے ہماری راہ روکنے کی کوشش کی تو ان میں سے کوئی بھی بچ کر واپس روم جانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور اگر یہ بھی ہماری طرح سولا کے ظلم و ستم سے بھاگے ہوئے ہیں تو جہاں چاہیں جاتے پھریں ہمارا ان سے کیا تعلق اور واسطہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو

جولیس سیزر تم کورنیلیا اور نوما کو لیکر آگے آگے رہو میں اور بیوسا تم تینوں کے پیچھے رہ کر تمہاری حفاظت کا سامان کرتے ہیں اگر انہوں نے آتے ہی ہم پر حملہ آور ہونا چاہا تو میں اور بیوسا تمہاری حفاظت کرتے ہوئے ان سب کا خاتمہ کر سکیں گے جولیس سیزر نوما اور کورنیلیا نے فوراً یوناف کی اس تجویز پر عمل کیا اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہی بھگاتے یوناف اور بیوسا کے آگے ہو گئے تھے جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی پیچھے رہ کر تعاقب کرنے والوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے والے ان کے سروں پر پہنچ گئے پھر ان میں سے ایک بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا سنو سولا سے بچ کر بھاگنے والے جولیس سیزر اور اسکے ساتھیو جس قدر تم بھاگ سکتے تھے بھاگ چکے اب ہم سے بچ نکلنا آسان نہیں تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اپنے گھوڑوں کو فوراً روک لو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے ہاتھوں تم لوگ ذلت کی موت مارے جاؤ گے تعاقب کرنے والوں کے یہ الفاظ سن کر یوناف نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے روک لینے کیلئے کہا یوناف کے کہنے پر سب نے گھوڑے روک لئے پھر تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے والے بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔ وہ سب گلیڈیئٹر تھے۔ پھر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

سنو بھاگنے والو تمہارا بھاگنا اب بیکار اور عبث ہے جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما اب ہماری گرفت سے بچ کر نہیں جا سکتے انہیں اب ہر صورت میں سولا کے سامنے پیش ہونا ہو گا پھر وہ جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کرے سنو تم لوگوں کی بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگ چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ایسی صورت میں ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے بلکہ تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر صرف سولا کے سامنے پیش کر دیں گے اس پر یوناف بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا اور اگر ہم چپ چاپ تمہارے ساتھ نہ ہو لیں تو پھر تم ہمارا کیا بگاڑ لو گے جواب میں وہی گلیڈیئٹر بولا اور کہنے لگا اگر تم ہمارے ساتھ جانے پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان ویرانوں کے اندر تم اپنی موت کو دعوت دو گے تم دیکھو گے کہ ان ویرانوں میں ہم تمہارے لئے موت کے کرب تباہی و بربادی کی تاریکیوں اور مرگ کے آثار و نقوش کا سا سماں باندھ کر رکھ دیں گے تم پر ہم لوگ نیستی کے ہیولوں، دکھ کے بھورے سایوں اور دھواں دھواں تاریکی کی طرح حملہ آور ہوں گے اور تمہاری حالت کائی لگی دیواروں جیسی بنا کر رکھ دیں گے لہٰذا تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی تعرض ہمارے ساتھ کوئی جھگڑا کئے بغیر چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ورنہ یاد رکھو ٹکراؤ کی صورت میں تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ہم سب کے سب

بہترین گلیڈیئٹر ہیں جولیس جانتا ہے کہ کسی گلیڈیئٹر سے تیغ زنی میں مقابلہ کوئی آسان کام نہیں۔ کور نیلیا اور نوما بھی اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں تم دونوں شاید ان سرزمینوں میں اجنبی ہو اور ان تینوں کی مدد پر تلے ہوئے ہو یاد رکھو ان تینوں کیساتھ تم دونوں بھی مارے جاؤ گے لہٰذا ان کے ساتھ رہ کر تم ایک فریق نہ بنو یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ گلیڈیئٹر خاموش ہوا تو یوناف عذاب دردناک کی طرح بھڑکتے اور الاؤ کی آگ کی طرح دہکتے ہوئے بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ظالم کے بچو کیوں اپنی زندگی کی مانگ میں مرگ کے ہیولے اور موت کی تلملاتی پرچھائیاں بھرتے ہو کیوں تم لوگ اپنی خوشی کے سیندور میں دکھ کے بادل اور غم کی دھول اڑانے پر تل رہے ہو میں تمہیں قبل از وقت بتاتا ہوں کہ اگر تم سب نے ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم وقت کے لامحدود سمندر میں عداوت اور انتقام کے ریتلے جھکڑوں کی طرح حرکت میں آئیں گے اور تمہاری زندگی کے پتھریلے خارزاروں موت کے شکنجے کستے چلے جائیں گے لہٰذا میرا تم لوگوں کیلئے مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ اپنی زندگی کی تابندگی اور جیون رس میں کالی زہریلی نفرتیں اور تلخی احساس خود بھرنے کی کوشش نہ کرو یوناف ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اسکی گردن پر لمس دیا پھر وہ انتہائی شیریں اور رس گھولتی ہوئی آواز میں بولتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب میرے رفیق کہو اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے ابلیکا کے اس موقع پر لمس دینے اور پھر ساتھ دینے کی پیشکش کرنے پر یوناف ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو ابلیکا ان تعاقب کرنے والوں کے خلاف میں اور بیوسا ہی حرکت میں آئیں گے تم صرف یہ کرو کہ انکے واروں اور انکی تلواروں کو ہماری سمتوں سے روکتی رہنا اتنی دیر تک میں اور بیوسا ان سب کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے جواب میں ابلیکا نے لمحہ بھر کیلئے یوناف کی گردن پر اپنا شیریں لمس دیا پھر وہ ہلکے ہلکے قہقہے میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب جیسا تم چاہ رہے ہو ایسا ہی ہو گا تم ان سے ٹکراؤ تو سہی پھر دیکھو میں ان لوگوں کا کیا حشر نشر کرتی ہوں اتنی دیر تک ایک اور گلیڈیئٹر بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ابھی بھی کچھ نہیں گیا ضد ہٹ دھرمی اور اکڑ چھوڑ دو اور چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ورنہ ان ویرانوں میں تم سب گمنامی کی موت مارے جاؤ گے اس گلیڈیئٹر کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف اپنا منہ بیوسا کے کان کے قریب لے گیا پھر بڑے رازدارانہ انداز میں اس نے اس سے سرگوشی کی اسکے بعد دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کی طرف گہری نگاہوں اور ذومعنی مسکراہٹ میں دیکھا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ انہوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں اسکے بعد وہ تیرگی کے ہجوم، یاس کے اژدھام سیل آتش و آہن اور بحر خون کی طغیانی کی طرح وہ ان سب گلیڈیئٹروں پر حملہ آور ہو گئے تھے انکے حملہ آور ہونے سے یوں لگا تھا جیسے فضا کی نبض برہم اور جسموں میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو انکے حملہ آور ہونے سے ان گلیڈیئٹروں کی نظروں میں بجلیاں اور دل میں تڑپ اور بازوؤں کے کس بل میں زندگی پر چھاتے حادثوں اور آندھیوں اور زلزلوں کی قہرمانیاں چھانے لگی تھیں اس موقع پر شاید ابلیکا بھی حرکت میں آچکی تھی اسلئے کہ جو گلیڈیئٹر اپنی تلوار سے یوناف اور بیوسا کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتا ابلیکا اسکے وار کو بدکا کر رکھ دیتی اس طرح یوناف اور بیوسا کو ابلیکا نے ان کے ہر وار انکے ہر حملے سے محفوظ رکھا یوں یوناف اور بیوسا تھوڑی دیر تک طوفان کی طرح حرکت میں آتے ہوئے ان پر اپنی تلواریں برساتے رہے اور لمحوں کے اندر ان سب گلیڈیئٹروں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

یوناف اور بیوسا کی اس کارگزاری پر جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا اور نوما تینوں تھوڑی دیر تک بڑے حیرت انگیز انداز میں یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے رہے پھر جولیس سیزر ایک جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اتنی دیر تک یوناف بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا جولیس سیزر نے آگے بڑھ کر یوناف کو بڑی سختی کے ساتھ گلے لگا لیا پھر اسکی پیشانی چومتے ہوئے وہ کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی واقعی ایک عجوبہ ہو جو کام تم دونوں نے ہماری خاطر کر دکھایا ہے وہ کم از کم ہم سب کیلئے ناممکن ہے اسلئے کہ اتنے گلیڈیئٹر سے مقابلہ کرنا تو دور کی بات میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی اکیلا اکیلا ان گلیڈیئٹر سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا سنو یوناف میرے بھائی میں پھر تم سے یہی کہوں گا تمہارا شکریہ ادا کرنے کیلئے تمہارے لئے ممنونیت کا اظہار کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کاش میں اٹلی کی سرزمین سے یوں بے بسی کی حالت میں نکل نہ رہا ہوتا تو میں تمہاری روم شہر کے اندر خوب خاطر تواضع اور مدارات کرتا جواب میں یوناف بڑی تیزی سے کہنے لگا ہمیں یہاں باتوں میں الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے قبل اس کے کہ گلیڈیئٹروں کا کوئی اور گروہ ہمارے تعاقب میں آ نمودار ہو ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے یوناف کی یہ بات جولیس سیزر کو بڑی پسند آئی فوراً وہ مڑ کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا یوناف اور بیوسا بھی اپنے گھوڑوں پر بیٹھے اور مرنے والے گلیڈیئٹروں کی لاشیں وہیں چھوڑ کر بڑی تیزی سے آگے بڑھ گئے تھے۔

ایک روز شام کے وقت یوناف اور بیوسا جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما اٹلی کے مشرقی

سمندر کے کنارے پہنچ گئے وہ ایک ایسا ساحل تھا جہاں دور دور تک کشتیاں کھڑی تھیں ان کشتیوں سے ذرا فاصلے پر جولیس سیزر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا پھر وہ اپنے پہلو میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی میری منزل تک تم نے مجھے پہنچا دیا ہے اب جو سامنے کشتیاں کھڑی ہیں ان میں سے بیشتر ملاح میرے خوب جاننے والے ہیں ان میں سے کسی ایک کی کشتی کو استعمال میں لاکر جزیرہ روڈس کی طرف کوچ کر جاؤں گا یہاں سے تم دونوں میاں بیوی سیدھے اسی سرائے میں جانا جس میں ہمارے ساتھ تمہاری پہلی ملاقات ہوئی تھی اس گفتگو کے بعد یوناف آگے بڑھ کر جولیس سیزر اور نوما کے ساتھ باری باری بغل گیر ہوا بیوسا بھی جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا سے بغل گیر ہو کر ملی اسکے بعد یوناف اور بیوسا اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑ لگا کر اس شاہراہ پر ڈال دیا تھا جو روم کی طرف جاتی تھی جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما ان دونوں کو اس وقت تک وہاں کھڑے ہو کر دیکھتے رہے جب تک وہ انہیں دکھائی دیتے رہے جب وہ انکی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تب وہ تینوں بھی حرکت میں آئے اور سمندر کے کنارے ایک طرف کھڑی ہوئی کشتیوں کی طرف بڑھے جب وہ ان کشتیوں کے ملاحوں کے پاس گئے تو انہوں نے ان تینوں کا بہترین استقبال کیا ان کشتیوں میں سے جولیس سیزر نے اپنے لئے ایک کشتی حاصل کی جسکے ذریعے وہ اپنی بیوی اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ جزیرہ روڈس کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

O

دوسری طرف عارب اور نبیطہ نے اشکانیوں کی سلطنت میں دریائے سارہ کے کنارے اپنے لئے خریدے ہوئے ایک محل میں قیام کیا ہوا تھا اشکانی سلطنت میں بھی اب کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں اشک سوئم کے بعد اشک چہارم تخت نشین ہوا تھا یہ پندرہ برس تک حکومت کرتا رہا پر کوئی کارہائے نمایاں اس نے سرانجام نہ دیا اسکی موت کے بعد اسکا بیٹا فرہاد اول اشک پنجم کے لقب سے اشکانیوں کے تاج و تخت پر بیٹھا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اشک پنجم نے مارد قبائل کی طرف توجہ دی یہ بڑے خونخوار سرکش اورلوٹ مار کرنے والے قبائل تھے یہ بظاہر تو اشکانیوں اور یونانیوں کی سلطنت کی سرحدوں پر بیٹھے ہوئے تھے درحقیقت یہ یونانیوں ہی کے ماتحت خیال کئے جاتے تھے یہاں سے نکل کر یہ اشکانیوں کے شہروں بستیوں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور ہر چیز لوٹ کر یونانی سلطنت میں داخل ہو جاتے تھے انکی سرکوبی اور انکا قلع قمع کرنے کیلئے اشک پنجم انکی طرف

متوجہ ہوا یہ مارد قبائل دریائے آمل کے آس پاس رہتے تھے اور اکثر و بیشتر اشکانیوں پر حملے کرتے رہتے تھے۔

مارد قبائل کے خلاف اشک پنجم کی جنگ کئی برس تک جاری رہی اس جنگ سے ایران کے ایک حصے پر حکومت کرنے والے یونانی بالکل بے تعلق رہے حالانکہ مارد قبائل ان ہی کی سلطنت میں آباد تھے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران کی سرزمین میں یونانی سلطنت بالکل کمزور ہو چکی تھی اسکے علاوہ ہانی بال کے سلسلے میں جو رومنوں نے اینٹی اوکس کو بدترین شکست دی تھی اسکا اثر اینٹی اوکس کے جانشینوں پر بھی پڑا تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ مشرق میں مزید خطرات سے دوچار ہوں۔

مارد قبائل پر اشک پنجم ایسی خونخواری اور ایسی جراتمندی سے وارد ہوا کہ پے در پے اس نے مارد قبائل کے لشکروں کو شکستیں دیں اور انکے سارے علاقوں کو فتح کر کے اس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا مارد قبائل کی شورش اور بغاوت کے خاتمے کے بعد اشک پنجم رے شہر کی طرف متوجہ ہوا جو بحیرۂ گرگان اور میڈیا کے درمیان واقع تھا پہلے اس شہر کا نام ارگس تھا بعد میں اسے رے شہر کے نام سے پکارا جانے لگا تھا۔

اشک پنجم کو کچھ زیادہ عرصہ تک حکومت کرنے کو نہ ملا اچانک یہ بیمار ہو گیا اور اس بیماری نے جب زور کیا تو اپنی موت اسے صاف دکھائی دینے لگی اسکا بیٹا جسے اسکا جانشین ہونا چاہئے تھا اس وقت بچہ اور خرد سال تھا لہٰذا اشک پنجم نہیں چاہتا تھا کہ چھوٹے بچے کے ہاتھ میں عنان حکومت دے اسلئے اس نے اپنے بھائی مہرداد کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔

اشک پنجم نے جو اپنے بیٹے کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے بھائی کو جو نامزد کیا تو یہ اسوجہ سے تھا کہ اسکا بھائی بڑا بہادر زیرک اور دانشمند شخص تھا اس شخص کا عقیدہ تھا کہ سلطنت کا مفاد اپنے مال اور اولاد سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے ایسے ہی خیالات اشک پنجم بھی رکھتا تھا اسی لئے اس نے اپنی سلطنت کے مفاد کو اپنے بیٹوں کے مفاد پر ترجیح دی بعد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ اشک پنجم کا یہ فیصلہ واقعی درست اور نیک نیتی پر مبنی تھا۔

اشکانیوں کی سلطنت اس وقت دو حکومتوں کے درمیان گھری ہوئی تھی ایک طرف یونانی سلیوکیوں کی حکومت تھی اور دوسری طرف بلخ کی حکومت تھی اور یہ دونوں حکومتیں اشکانیوں کی سلطنت کی بدترین دشمن تھیں لہٰذا ان حالات میں اشکانیوں کیلئے ایک عاقل

(۱) دارائے اعظم نے اپنے کتبے دستون میں اس کا نام ارگ ہی لکھا ہے۔ پارسیوں کی مقدس کتاب اوستا میں بھی [illegible] ہی لکھا گیا ہے۔

دانشمند اور دلیر حکمران ہی کی ضرورت تھی۔

اشک پنجم کا بھائی میرواد اشک ششم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا تخت نشین ہوتے ہی اشکانی سلطنت کی ترقی اور بہتری کا کام شروع کر دیا تھا اسکے تخت نشین ہوتے ہی بلخ کے داخلی خلفشار نے اسے موقع دیا کہ وہ مغرب کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے اس نے مشرق کی طرف توجہ دی تاکہ مغرب کی طرف بڑھنے سے پہلے مشرق میں جس قدر اسکے لئے خطرات ہیں ان کا خاتمہ کر دے چنانچہ اس نے سب سے پہلا حملہ بلخ پر کیا اور اسے فتح کرنے کے بعد اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

بلخ پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم میڈیا کی طرف بڑھا یہاں اشک ششم اور میڈیا کے حکمرانوں کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی جس میں اشک ششم کو شاندار فتح نصیب ہوئی جسکے نتیجے میں اشکانیوں کے شہنشاہ اشک ششم نے میڈیا کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اسی دوران گرگان کے علاقے میں بغاوت اور شورش اٹھ کھڑی ہوئی بلخ اور میڈیا پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم کے حوصلے بلند ہو چکے تھے لہذا وہ بڑی تیزی سے گرگان کی بغاوت کو فرو کرنے کیلئے بڑھا۔

اشک ششم نے گرگان کے باغیوں کو بھی سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور فوراً" ان پر وارد ہوا باغیوں کے خلاف اس نے خونخوار جنگ کی جسکے نتیجے میں اشک ششم کو پھر فتح نصیب ہوئی اس سارے علاقے میں اشک ششم نے امن و امان قائم کر دیا اور پورے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا گرگان پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے خوزستان کی سرزمین کا رخ کیا یہاں کبھی غیلامی قوم کی سلطنت ہوا کرتی تھی جس کا مرکزی شہر شوش تھا یہ سلطنت قدیم ایرانی سلطنت کی ہمسایہ ہوا کرتی تھی یہ وہی سرزمین ہے جسے دارائے اعظم نے بلیستون نقش رستم اور تخت جمشید کے کتبوں خودج کا نام دیا ہے یہ علاقہ اس وقت تک یونانیوں کے قبضے میں تھا لیکن یونانیوں کی پروا کئے بغیر اشک ششم اس علاقے پر چڑھ دوڑا کئی خون ریز جنگوں کے بعد اشک ششم نے اس علاقے پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ یوں سارے خوزستان کو بھی اس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے یکے بعد دیگرے پارس اور بابل شہروں پر چڑھائی کی گو ان شہروں کے لشکروں نے اشک ششم کے لشکر کی بڑی مزاحمت کی لیکن آخرکار اشک ششم ان دونوں شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ان شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے افغانستان کے شمالی علاقے کی طرف دھیان بھی دیا تھا اس طرح بلخ میڈیا خوزستان' پارس' بابل' سیستان اور افغانستان کے شمالی علاقے کو بھی اشکانی

سلطنت میں شامل کر لیا گیا تھا۔ ان سارے علاقوں کی فتوحات کے باعث اشکانی سلطنت کو خوب وسعت نصیب ہوئی تھی۔

سلیوکیوں یعنی یونانیوں کی حکومت کو جب اشک ششم کے ہاتھوں سے پے در پے نقصانات اٹھانا پڑے تو انہوں نے اپنی جنگی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی تھیں تاکہ ماضی میں اشک ششم نے جو ان سے انکے علاقے چھین لئے تھے انہیں وہ واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اسکے لئے انہوں نے اپنے لشکروں کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔ سلیوکی (یونانی) سلطنت کا حکمران جب تک انٹی اوکس پنجم تھا اس وقت ان سرزمینوں پر یونانیوں کی حکومت نہایت طاقت ور خیال کی جاتی تھی۔ جس وقت انٹی اوکس نے ہانی بال کو اپنے ہاں پناہ دی اور اسکی وجہ سے رومنوں نے اس پر حملہ کیا انٹی اوکس پنجم کی شکست کے نتیجے میں ایشیا میں یونانیوں کی سلطنت کی قوت ٹوٹ کر رہ گئی تھی اب انٹی اوکس پنجم کی وفات کے بعد انٹی اوکس ششم مشرق کی یونانی سلطنت کا حکمران تھا۔ جب اشک ششم نے یونانیوں سے کافی علاقے چھین لئے تو اپنے لشکر کی تربیت کا کام مکمل کرنے کے بعد انٹی اوکس ششم نے اپنے تربیت یافتہ لشکروں کا سپہ سالار اپنے بھائی ڈیمیٹریس کو بنایا اور لشکر کو اس نے اشکانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ اشک ششم نے انکے جو علاقے ان سے چھین لئے تھے نہ صرف وہ علاقے واپس لئے جائیں بلکہ اشکانی سلطنت کے اندر تک یلغار کرتے ہوئے اشکانی علاقوں پر بھی قبضہ کیا جائے اس مقصد کیلئے انٹی اوکس ششم کا بھائی ڈیمیٹریس اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کیلئے اپنے جرار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے نکلا تھا۔

ڈیمیٹریس جب اشکانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا تو یونانیوں کے علاوہ خوزستانی' پارس اور بابل کے لوگ بھی اسکے لشکر میں آ شامل ہوئے تھے اسلئے کہ انکے علاقوں کو ماضی میں اشکانیوں کی طرف سے نقصان پہنچا تھا۔ دوسری طرف اشک ششم نے جب دیکھا کہ خوزستانی' پارسی' بابلی اور دوسرے کئی قبائل انکے خلاف یونانیوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں تو اس نے اندازہ کر لیا کہ اس متحدہ طاقت کا مقابلہ کرنا اسکے بس کا روگ نہیں ہے اسلئے اس نے صلح کی بات چیت کرنے کیلئے یونانی جرنیل ڈیمیٹریس کی طرف اپنے ساتھی روانہ کئے اور اسے یہ کہلوایا کہ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہمیں باہم مل کر اور بیٹھ کر آپس کے معاملات اور تنازعات کو طے کر لینا چاہیے۔ ڈیمیٹریس' اشک ششم کے اس فریب میں آ گیا اور اپنے ہراول دستے سے نکل کر اشک ششم سے معاملات طے کرنے اور اسکے ساتھ ملاقات کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا۔ لیکن ڈیمیٹریس

جونہی اشک ششم سے ملاقات کرنے کیلئے آیا اشک ششم نے اسے اسیر کر لیا حالات اسیری میں وہ اسے شہر بہ شہر پھراتا رہا ڈیمیٹریس کی اسیری کا سن کر اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا تھا۔ یونانیوں کی پسپائی کے بعد اشک ششم نے ڈیمیٹرس کے ساتھ مروت کا سلوک کیا اور اسے گرگان کے شاہی محل میں اسیر کر دیا تھا۔ اسی دوران اشک ششم فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا اشک ہفتم کے نام سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

دوسری طرف یونانیوں کے حکمران اینٹی اوکس ششم کو جب یہ خبر ہوئی کہ اشکانیوں نے دھوکہ دہی سے کام لے کر اسکے بھائی ڈیمیٹریس کو گرفتار کر لیا ہے تو اس نے اشکانیوں سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ایک بہت بڑا لشکر اس نے تیار کیا۔ ماضی میں اسے اکثر و بیشتر فلسطین کے یہودیوں سے جنگ کا خطرہ رہتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے یہ کام کیا کہ اس نے یہودیوں کے خلاف سخت گیرانہ پالیسی ختم کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہودی سلیوکی سلطنت کے وفادار اور اطاعت شعار بن گئے۔ یہ کام کرنے کے بعد اینٹی اوکس نے اشکانیوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

ان دونوں کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن میں اینٹی اوکس کو اشکانیوں کے خلاف شاندار فتوحات حاصل ہوئیں جس کے نتیجے میں اینٹی اوکس نے نا صرف میڈیا بلکہ بابل شہر کو بھی فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اینٹی اوکس کی ان فتوحات کی وجہ سے اشکانی سلطنت کو بڑا دھچکا لگا اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اینٹی اوکس ایک بار پھر مشرق میں یونانی سلطنت کو پہلے جیسی عزت اور سطوت دلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ شروع کی ان چند فتوحات کے حصول کے بعد اینٹی اوکس کے حوصلے اشکانیوں کے خلاف بہت بڑھ گئے لہٰذا اس نے اشکانی سلطنت کے اندر دور تک یلغار کرنے اور ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ دوسری طرف اشک ہفتم نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اینٹی اوکس کی طاقت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس نے اینٹی اوکس سے مصالحت کی پیش کش کی۔ اینٹی اوکس نے بہت سخت شرائط پیش کیں۔ پہلی شرط یہ تھی کہ اشکانی حکومت اپنے علاقوں تک محدود رہے گی۔ دوسرے علاقوں سے اسکا کوئی سروکار نہ ہو گا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ اشکانی اسکے بھائی ڈیمیٹریس کو اسکے حوالے کر دیں۔

اشک ہفتم ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اینٹی اوکس کے ہاتھوں اپنی سلطنت کے علاقے گنوانے پر آمادہ نہیں تھا۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کے بھائی ڈیمیٹریس کو رہا کر دیا لیکن اسے ایک لشکر مہیا کیا اسے یہ ترغیب دی کہ اس لشکر کے ساتھ اگر وہ ان دنوں اپنی سلطنت کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہو کر شہر پر قبضہ کر لے تو وہ

اپنے بھائی اینٹی اوکس کی جگہ یونانیوں کا بادشاہ بن سکتا ہے۔ ڈیمیٹریس بغیر سوچ سمجھے اشک ہفتم کی اس چال میں آ گیا جو لشکر اشک ہفتم نے اسے مہیا کیا تھا اس کے ساتھ وہ اپنی سلطنت کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہونے کیلئے آگے بڑھا۔ دوسری طرف اینٹی اوکس کو جب خبر ہوئی کہ اس کا بھائی ڈیمیٹریس بھی اسکے خلاف ہو گیا ہے تو وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنے بھائی کی سرکوبی کیلئے بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ واقعات اشک ہفتم کی خواہشات کے مطابق رونما ہو رہے تھے۔ لہٰذا اشک ہفتم بھی حرکت میں آیا اپنے لشکر کو لے کر وہ بڑی تیزی سے اینٹی اوکس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ ہمدان کے مقام پر اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کو جا لیا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں اشک ہفتم کو فتح نصیب ہوئی اور اس جنگ میں یونانیوں کا بادشاہ اینٹی اوکس مارا گیا تھا۔ اینٹی اوکس کے مارے جانے سے مشرق میں یونانی سلطنت کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔ اشک ہفتم کا ارادہ تھا کہ جس طرح اس نے اینٹی اوکس کا خاتمہ کیا ہے ایسے ہی اگر اسکے بھائی ڈیمیٹریس کا خاتمہ کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے تو ایشیا میں یونانیون کی حکومت مکمل طور پر ختم ہو کر رہ جائیگی۔ ابھی اشک ہفتم ڈیمیٹریس کے خلاف حرکت میں آنے کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ انطاکیہ شہر میں ڈیمیٹریس کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی لہٰذا اس بغاوت کو فرو کرنے کیلئے ڈیمیٹریس اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا لیکن ڈیمیٹریس کو انطاکیہ پہنچنا نصیب نہ ہوا اسلئے کہ صور شہر کے قریب باغیوں کے ایک بہت بڑے گروہ نے ڈیمیٹریس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس حملے میں شورش پسندوں کے ہاتھوں ڈیمیٹریس مارا گیا۔ ڈیمیٹریس کی موت کے بعد یونانی سلطنت کے تابوت میں گویا آخری میخ ٹھونک دی گئی تھی۔

جن دنوں اشک ہفتم اینٹی اوکس کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ان دنوں اشک ہفتم نے خونخوار سکائی قبائل کو اینٹی اوکس کے خلاف اپنی مدد کیلئے طلب کیا تھا۔ خونخوار سکائی قبائل اشک ہفتم کی مدد کو پہنچ تو گئے لیکن اس وقت تک اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کو شکست دے کر یونانیوں کے خلاف غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ سکائیوں نے اشک ہفتم کے پاس پہنچ کر اپنے آنے کا معاوضہ طلب کیا۔ اشک ہفتم نے انہیں جواب دیا چونکہ سکائیوں نے اینٹی اوکس کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا لہٰذا وہ کسی معاوضے کے حقدار نہیں ہیں۔ اس پر خونخوار سکائی قبائل برہم ہو گئے اور اشکانی سلطنت کے اندر انہوں نے لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

یہ سکائی قبائل انتہائی دلیر اور جنگجو تھے انکا خاتمہ کرنے کیلئے اشک ہفتم چاہتا تھا کہ ان

سکائی قبائل کو مار بھگا کر اپنی سلطنت سے باہر کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اشک ہفتم نے ایک بہت بڑا لشکر استوار کیا۔ اس لشکر کے ساتھ وہ سکائی قبائل کے خلاف حرکت میں آیا۔ ایک ہولناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ اشک ہفتم کو سکائیوں کے مقابلے میں بدترین شکست ہوئی بلکہ جب شکست اٹھا کر اپنے لشکر کے ساتھ اشک ہفتم بھاگا تو سکائیوں نے بڑی خونخواری سے اسکا تعاقب کیا اور اشک ہفتم کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اشک ہفتم کی موت کے بعد اسکے چچا اردوان اشک ہشتم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا تھا۔ اس اشک ہشتم نے بھی سکائیوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ اشک ہشتم کو تخت نشین ہوتے ہی پانچ بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔

پہلا خطرہ اسے خونخوار سکائی قبائل کی طرف سے تھا۔ وہ گذشتہ کئی ماہ سے اشکانی سلطنت کے اندر نا صرف لوٹ مار مچائے ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اشکانیون کے شہنشاہ اشک ہشتم کے ساتھ ایک ہولناک جنگ کی۔ اس جنگ میں انہوں نے اشک ہشتم کو شکست دی اور اسکا خاتمہ بھی کر کے رکھ دیا۔

دوسرا خطرہ اشک ہشتم کو یونانیوں سے تھا یونانی جنگی سلطنت اب مشرق میں زوال پذیر تھی بلکہ ہوتی جا رہی تھی وہ کہیں سکائیوں کے ساتھ مل کر اشکانی سلطنت کیلئے کوئی خطرہ ہی ثابت ہونے کی کوشش نہ کریں۔ تیسرا بڑا خطرہ اشک ہشتم کو بابل کے حکمران ہرمیاس کی طرف سے تھا۔ بابل اور اس کا حکمران ہرمیاس اشکانی سلطنت ہی کے تحت تھے لیکن ہرمیاس بہت جفاجو اور ناپسندیدہ شخص تھا اس نے اپنے طرز عمل سے اہل بابل کو اشکانیوں کا بدترین دشمن بنا کر رکھ دیا تھا۔

چوتھا خطرہ اشک ہشتم کو یوئیچی قبائل سے تھا یہ لوگ وسط ایشیا اور چین سے نکل کر ایک سیل بے پناہ کی طرح جنوب اور مغرب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ اپنے راستے میں آنے والے ہر قصبے اور بستی کو ویران اور برباد کرتے ہوئے یہ وحشی یوئیچی قبائل جگہ جگہ آگ اور خون کا کھیل کھیلتے ہوئے ٹڈی دل کی طرح ہر شہر کو چاٹتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ پانچواں بڑا خطرہ اشک ہشتم کو طخاری قبائل کی طرف سے تھا۔ یہ طخاری بھی سکائیوں اور یوئیچی قبائل کی طرح ترکوں ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ طخاری قبائل سکائیوں اور یوئیچی قبائل سے زیادہ اشک ہشتم کیلئے خطرناک ثابت ہو رہے تھے لہٰذا اشک ہشتم نے سب سے پہلے ان طخاری قبائل ہی کی سرکوبی کرنے کا ارادہ کیا۔

پہلے ہی ٹکراؤ میں اشک ہشتم اور طخاری خونخوار قبائل کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ اسی جنگ میں طخاری قبائل فتح مند ہوئے۔ اشک ہشتم کو جنگ کے دوران موت

کے گھاٹ اتارنے کے بعد انہوں نے اشکانی لشکر کو بدترین شکست دی تھی۔ اشک ہشتم کی موت کے بعد اشکانیوں نے ایک شخص مہرداد اشک نہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

اشک نہم جانتا تھا کہ اس سے پہلے دونوں اشکانی حکمران خونخوار قبائل کے ہاتھوں مارے گئے ہیں لہٰذا اس نے سب سے پہلے ان ہی قبائل کو زیر کرنے اور اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ آنے والے دور میں یہ اشکانی سلطنت کیلئے کوئی خطرہ ثابت نہ ہوں۔ اشک نہم کی خوش قسمتی کہ یوئیچی قبائل جو شمال کی طرف سے یاجوج ماجوج کی طرح بلندیوں سے میدانوں کی طرف اترتے چلے جا رہے تھے انہوں نے اچانک اپنا رخ بدل کر ایشیائے کوچک کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف طخاری قبائل نے بھی اپنا رخ بدل لیا تھا اور وہ بھی اشکانی سلطنت کو فراموش کر کے مغرب کی طرف یلغار کرنے لگے تھے۔ اشک نہم کے سامنے صرف سکائی قبائل رہ گئے تھے کہ جنہیں وہ اگر مغلوب کر لے تو وہ اپنی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کر سکتا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ اشک نہم نے سکائیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی۔

کھلے میدانوں میں اشک نہم اور خونخوار سکائی قبائل کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں خوش قسمتی سے اشک نہم کو سکائیوں کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی سکائیوں نے جب دیکھا کہ اشک نہم ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہیں کہیں بھی ٹکنے نہ دے گا تو ایرانی سرحدوں سے نکل کر افغانستان میں داخل ہو گئے تھے۔

یوئیچی اور وحشی طخاری قبائل کا خطرہ ٹل جانے کے بعد اور سکائیوں کو شکست دینے کے بعد اشک نہم کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس نے چاروں طرف زبردست حملے کئے اور اپنی سلطنت میں خاطرہ خواہ اضافہ کر لیا۔ اس قدر کاروائیاں کرنے کے بعد اب اس کی نظریں آرمینیا پر جم گئیں تھیں وہ چاہتا تھا کہ وہ آرمینیا کو بھی فتح کرے اس طرح اسکی سلطنت پھیل کر ایشیائے کوچک میں داخل ہو جاتی تھی اور یوں ایشیا کی سب سے بڑی سلطنت کا حکمران کہلا سکتا تھا۔

دوسری طرف اٹلی کا حکمران سولا اشک نہم کی اس قدر تیزی سے بڑھتی ہوئی قوت اور پھیلتی ہوئی سلطنت کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھنے لگا تھا۔ سولا یونان کو پہلے ہی اپنے سامنے زیر کر کے اس پر غلبہ حاصل کر چکا تھا اب وہ چاہتا تھا۔ کہ ایران میں بڑی تیزی سے پھیلتی ہوئی اور قوت پکڑتی ہوئی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دے لہٰذا اس نے اشک نہم کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اپنے اس ارادے کی تکمیل کیلئے سب سے پہلے اس نے اپنے جاسوس روانہ کئے تاکہ وہ اشک نہم کی قوت اور اسکے ارادوں سے اسے آگاہ کریں

تاکہ اس کے بعد وہ اشک نہم کے خلاف حرکت میں آ کر اسکی بڑھتی ہوئی قوت کا قلع قمع کر دے۔

○

ایک روز شام کے قریب چہل قدمی کرنے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جب سرائے میں داخل ہوئے تو سرائے کا مالک میتالیوس صحن میں کھڑا شاید ان دونوں ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی سرائے کے صحن میں آئے تو سرائے کا مالک میتالیوس ان دونوں کی طرف بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ یوناف نے اسے مخاطب کرنے میں پہلی کی اس سے پوچھا۔

سنو! میتالیوس تم مجھے کچھ الجھے الجھے اور بکھرے بکھرے سے دکھائی دیتے ہو۔ کیا تمہیں مجھ سے کوئی کام آ پڑا ہے۔ اس پر میتالیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے میرے رفیق میں تو نہ الجھا الجھا ہوں نہ پریشان ہوں بلکہ میں یوں کہہ سکتے ہو کہ تم میاں بیوی کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا اس پر یوناف نے پوچھا وہ کیوں؟ ....یوس کہنے لگا میرے خیال سے تم میاں بیوی کافی دیر باہر چہل قدمی کرتے رہے ہو اسلئے کہ دونوں کی غیر موجودگی میں جولیس سیزر کے دوست لیپڈیوس اور مارک انتھونی تم دونوں سے ملنے کیلئے آئے تھے وہ کافی دیر یہاں بیٹھ کر تم دونوں کا انتظار کرتے رہے پھر چلے گئے ہیں وہ تمہارے نام مجھے پیغام بھی دے گئے ہیں اس پر یوناف نے سوالیہ انداز میں میتالیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیسا پیغام جواب میں میتالیوس کہہ رہا تھا۔

لیپڈیوس اور مارک انتھونی کا کہنا ہے کہ اٹلی کے حکمران ظالم اور بے رحم سولا کا ایک گلیڈیئٹر ہے جو مقابلے کے میدان میں ہر ہفتے ہونے والے مقابلوں میں کامیاب اور فتح مند رہتا ہے اس کا نام سالیکس ہے اور یہ سولا کا خاص آدمی ہے اسی کے ذریعے سے سولا اپنے دشمنوں اور اپنے مخالفین کا خاتمہ کرتا رہتا ہے مارک انتھونی اور لیپڈیوس کی خواہش ہے کہ اگلے ہفتے جب مقابلے ہوں تو تم سالیکس کا مقابلہ کرو اور سب لوگوں کے سامنے اسے کھلے میدان میں زیر کر دو۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو تم سالیکس کو شکست دینے میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے اس لئے کہ تم وہ شخص ہو جو بیک وقت کئی کئی گلیڈیئٹروں کو اپنے سامنے زیر کرنے کا فن خوب جانتے ہو۔ تمہارے ایسا کرنے سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو سولا کے خونخوار گلیڈیئٹر ساتھی سالیکس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ دوسرے یہ مقابلہ جیت کر تم سولا کے منظور نظر بن جاؤ گے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اس سے ہر کام کروا سکو گے۔ کہو میرے عزیز کیا تم اس مقابلے میں حصہ لو گے جواب میں یوناف

مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

میتالیوس پہلے یہ کہو کہ یہ مقابلے کب ہونگے۔ جواب میں میتالیوس کہنے لگا گزشتہ دن ہی یہ مقابلے ہوئے ہیں اور سالیکس ان میں کامیاب اور فتح مند رہا ہے اب پورے پانچ دن بعد پھر یہ مقابلے ہوں گے۔ میرے عزیز کیا تم ان میں حصہ لو گے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو میتالیوس اپنے ذہن اپنے دل پر میرا یہ فیصلہ لکھ لو کہ میں ان مقابلوں میں حصہ لوں گا اور سالیکس کو ضرور اپنے سامنے مغلوب کر کے ہر حالت میں یہ مقابلہ جیت کے رہوں گا۔ سنو میتالیوس میرے اس فیصلے سے تم جولیس سیزر کے دوست مارک انتھونی اور لیپڈیوس کو بھی آگاہ کر دینا۔

یوناف کا یہ جواب سن کر سرائے کا مالک میتالیوس اس قدر خوش ہوا کہ اس نے آگے بڑھ کر یوناف کو بری طرح اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ کہنے لگا سنو یوناف تم نے یہ فیصلہ کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں لیپڈیوس اور مارک انتھونی کو یقیناً تمہارے فیصلے سے آگاہ کر دوں گا۔ اسی خوشی میں آؤ تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ کھانا کھاؤ گے یوناف اور بیوسا اس پر رضامند ہو گئے لہٰذا میتالیوس دونوں میاں بیوی کو اپنے سکونتی مکان کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

جہاں ایک طرف یونانیوں کا بادشاہ سولا اشکانیوں کے بادشاہ اشک نہم کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر رہا تھا وہاں اشک نہم بھی خونخوار اور باغی سکائی قبائل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد ایک اور بہت بڑا فیصلہ کر چکا تھا اور وہ فیصلہ آرمینیا پر حملہ آور ہونے کا تھا۔

آرمینیا قدیمی روایات اور داستانوں کی رو سے کبھی دنیا کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ یہاں چار بڑے دریا دجلہ، فرات، آرس اور کور بہتے تھے۔ طوفان نوح کے بعد یہ ملک بنی نوع انسان کا گہوارہ دوم سمجھا جانے لگا تھا۔ اہل آرمینیا نے اپنے مورث اعلیٰ کا نام ہائیکا بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ اس شخص کا بیٹا تھا جس کا نام توریت میں تجرمہ آیا ہے۔ ہائیکا کی نسبت سے وہ اپنے آپ کو ہائیک اور آرمینیا کو ہایکستان کہتے تھے۔

ہائیکا کے خاندان سے ایک شخص آرام(1) نامی تھا جس نے آرمینا کی حدود کو وسیع کیا۔ اہل آرمینیا یہ بھی کہتے ہیں کہ جب آرام کا بیٹا آرامی ملکہ آشور سمیرا میس کے خلاف

(1) اسی کی نسبت سے اس کا نام آرمینیا پڑا

جنگ کرتا ہوا مارا گیا تو آشوریوں نے آرمینیا کو اپنی سلطنت کا جز بنا لیا پھر وہ وقت بھی آیا جب بابل کے حکمرانوں نے اسے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔

قدیم تاریخوں سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو اس وقت آرمینیا کے بادشاہ ہائیک دوم نے اس کا ساتھ دیا تھا اس مہم میں جو یہودی اسیر کر کے آرمینیا لائے گئے ان میں شام بات نامی ایک یہودی کا بھی کنبہ تھا۔ شام بات کے بیٹے کا نام باگا رات تھا۔ اہل آرمینیا کہتے ہیں کہ اس کنبے کے افراد بہت دانشمند تھے۔ اس لئے انہوں نے بڑے بڑے رتبے حاصل کئے پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ یہی لوگ چھٹی صدری عیسوی میں آرمینیا اور گرجستان کے بادشاہ بن گئے تھے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں ہائیک کے خاندان کا ایک فرد ٹیگرینس نامی تخت نشین ہوا تو اس نے آرمینیا کو غیر ملکیوں کے تسلط سے آزاد کرایا لیکن ٹیگرینس کے بعد ہی آرمینیا کو اپنی آزادی کھو کر پارس کی مملکت میں شامل ہونا پڑا تھا۔

سکندر اعظم کے بعد انٹی اوکس دوئم کے ایران اور اسکے گرد و نواح پر حملہ کیا تو آرمینیا بھی سلیوکیوں کی حکومت کے تسلط میں آ گیا۔ پھر جب اشکانی بادشاہ مہرداد اول نے اپنے علاقے مارد' خوزستان' بابل سلیوکیوں سے واپس لے لئے تو آرمینیا بھی اشکانیوں کی مدد حاصل کر کے آزاد ہو گیا کیونکہ وہاں کا حکمران اشکانی شہزادہ زال ارشک تھا جو اشکانیوں ہی کا قرابت دار تھا۔ وال ارشل نے اپنا اقتدار کوہ قفقار سے نصیبین تک پھیلا دیا تھا اسکے بعد اس کا بیٹا آرا داشش تخت نشین ہوا جو اشکانی حکمران مہرداد دوئم کا ہم عصر تھا۔

جن دنوں اشک نہم اپنا لشکر لے کر آرمینیا پر حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا ان دنوں آرمینیا کا حکمران ایک شخص ٹیگرینس تھا آرمینیا کی حکومت ان دنوں خلیج الیسوس سے لے کر بحیرہ خزر تک پھیلی ہوئی تھی لیکن اشک نہم کو ابھی آرمینیا پہنچنا نصیب ہی نہیں ہوا تھا کہ ان علاقوں میں ایک اور طوفان اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کچھ اس طرح کہ

اسی زمانے میں ایک شخص جس کا تعلق اشکانیوں کے حکمران طبقے سے تھا نمودار ہوا یہ شخص دعویٰ کرتا تھا کہ باپ کی طرف سے اس کا تعلق ایرانیوں کے عظیم بادشاہ کوروش سے ہے اور ماں کی طرف سے وہ یونانی سلیوکیوں سے تعلق رکھتا ہے یہ کافی عرصہ سے ایک جدوجہد میں لگا ہوا تھا اور گزشتہ [illegible]

اسے پامنٹس شہر میں ایک چھوٹی سی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پامنٹس میں بحرۂ اسود کا جنوبی ساحلی علاقہ شامل تھا جو بالحوم تک پھیلا ہوا تھا۔

یہ ریاست قائم کرنے کے بعد اس شخص نے اپنے خوب پر پرزے نکالنے شروع کئے اور مہرداد ہشتم کے نام سے اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا پھر اس نے رفتہ رفتہ بحرۂ اسود کے مشرق اور شمالی علاقے بھی فتح کر لئے اور اپنی سلطنت کو وسعت دے کر فاسفورس کے نام سے ایک وسیع تر سلطنت تشکیل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ فاسفورس اور ایشیائے کوچک کے علاقے مہرداد ششم کو نہ صرف غلہ اور خراج ملنے لگا بلکہ فوج میں بھرتی کیلئے اسے جوان بھی میسر ہونے لگے لہٰذا وہ بڑی تیزی سے اس نے اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کر لیا تھا۔ اس کے باعث اس نئے نئے اٹھنے والے مہرداد ششم نے ملک گیری کی ھوس میں آ کر آرمینیا کا رخ کیا۔ جبکہ دوسری طرف اشکانی بادشاہ اشک نہم بھی آرمینیا اور ایشیائے کوچک کا رخ کر رہا تھا۔

آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کو جب خبر ہوئی کہ مہرداد ششم اس پر حملہ آور ہونے کیلئے آندھی اور طوفانوں کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے تو اس نے قاصد بھیج کر صلح کی درخواست کی اور دو شرائط پیش کیں۔ پہلی یہ کہ ٹیگرینس نے اپنا کچھ علاقہ مہرداد ششم کو دینے کا وعدہ کیا۔ دوسرے اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر مہرداد ششم اس پر حملہ آور نہ ہوا اور اسے آرمینیا کا حکمران تسلیم کر لے تو اپنی حسین و جمیل اور جوان بیٹی قلوپطرہ کی شادی اس سے کر دے گا۔ ان دو شرائط پر مہرداد ششم ٹیگرینس کے ساتھ صلح پر آمادہ ہو گیا۔ جس کے جواب میں مہرداد ششم کو نا صرف یہ کہ آرمینیا کا کچھ علاقہ بھی حاصل ہو گیا بلکہ ٹیگرینس کی حسین و جمیل بیٹی قلوپطرہ بھی مل گئی اور مہرداد ششم نے اس سے شادی کر لی۔

آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کے ساتھ صلح ہو جانے اور اس کا کچھ علاقہ ہاتھ آ جانے اور مزید یہ کہ اسکی بیٹی قلوپطرہ سے شادی کرنے کے بعد مہرداد ششم کے حوصلے اور بڑھ گئے اور اس نے بڑی برق رفتاری سے ہمسایہ یونانی علاقوں پر حملہ آور ہو کر یکے بعد دیگرے کئی شہر فتح کر ڈالے تھے۔ اب اسکی یلغار اور رفتار بڑی تیزی سے پھیلنے لگی تھی۔ دوسری طرف اشکانی حکمران اشک نہم نے جب دیکھا کہ مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس نے آپس میں تعلقات مستحکم کر لئے ہیں اور یہ کہ ٹیگرینس کی بیٹی قلوپطرہ سے مہرداد ششم نے شادی کر لی ہے تو وہ آرمینیا پر

حملہ آور ہوتے ہوئے ہچکچانے لگا اس نے اپنی پیش قدمی روک دی اور ایک جگہ اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا۔ دوسری طرف مہرداد ششم کو اپنا داماد بنا لینے کے بعد آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کے بھی حوصلے بڑھ گئے اس نے اشکانی سلطنت کے علاقوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اربیل شہر تک سارے علاقے کی نا صرف یہ کہ اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی بلکہ دور دور تک اس نے اشکانی سلطنت میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔

اس صورت حال نے اشکانی حکمران اشک نہم کو سوچ و بچار پر مجبور کر دیا تھا گو اس نے آرمینیا کی طرف اپنی پیش قدمی روک دی تھی لیکن وہ یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح اب ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی متحدہ قوت کو توڑے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ دونوں مل کر اشکانی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے۔ اس دوران ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یہ کہ رومن حکمران سولا جو اس سے پہلے اشکانی حکمران اشک نہم کو اپنے لئے خطرہ سمجھ رہا تھا اور اسکے حالات کا پتہ چلانے کیلئے اس نے اپنے جاسوس روانہ کئے تھے اسے جب مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کے اتحاد اور قوت کا پتا چلا تو اس نے فوراً اس مشترکہ اور متحدہ قوت کو توڑنے کا فیصلہ کیا۔ سولا خیال کرتا تھا کہ اگر یہ قوت بڑھتی چلی گئی تو یونان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ان حالات کے تحت رومن حکمران سولا نے ایک لشکر تیار کیا اور بڑی تیزی سے وہ مہرداد ششم اور ٹیگرینس کی سرکوبی کیلئے بڑھا۔

مہرداد ششم کو جب خبر ہوئی کہ رومن حکمران سولا اسکے خلاف حرکت میں آچکا ہے تو اس نے بہت سے یونانی علاقے جو اس نے فتح کیے تھے خالی کر دیے لیکن سولا کی اس سے تسلی نہ ہو سکی اور وہ برابر اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس پر سولا کی آمد کی ایسی دہشت بیٹھی کہ دونوں نے متحدہ ہو کر سولا سے اپنے گزشتہ رویے کی معافی مانگی اور آئندہ یونانی اور رومنوں کے خلاف کوئی بھی قدم نہ اٹھانے کا وعدہ کیا۔ سولا سمجھ گیا کہ یہ دونوں اسکے لئے خطرناک نہیں ہو سکتے تاہم وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں آگے بڑھتا چلا آیا اور دریائے فرات تک اس نے سارے علاقے کو روند ڈالا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ رومن لشکر کے قدم دریائے فرات تک پہنچے۔ تاہم دریائے فرات رومی سلطنت کی آخری حد قرار پایا۔

ان حالات میں اشکانی حکمران اشک نہم کو خطرہ لاحق ہوا کہ اگر سولا نے اپنے لشکر کے ساتھ اسکے علاقوں کا رخ کیا تو سولا اسکی سلطنت کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔ ان خطرات کے تحت اشک نہم نے اپنے ایک رئیس ابازوس کو اپنا سفیر بنا کر سولا کے پاس بھیجا تاکہ اشکانیوں اور روم کے مابین دفاعی معاہدہ ہو سکے۔ لیکن سولا اشکانیوں کے ساتھ ایسا کوئی وعدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اشکانیوں پر کڑی نگاہ رکھنا چاہتا تھا اور انکی قوت کو بڑھنے نہ دینا چاہتا تھا اسلئے اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسے رومن سینیٹ کی طرف سے اس طرح کے دفاعی معاہدے کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اسکے باوجود دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات میں مزید کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوا ادھر اربازوس جب سفارت سے ناکام لوٹا تو اشک نہم کو یہ خیال ہوا کہ اربازوس سولا کے سامنے اشکانی حکومت کا نقطہ نظر ٹھیک طور پر پیش نہیں کر سکا لہٰذا اشک نہم نے اپنے اس رئیس یعنی اربازوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

رومنوں کے خطرے کے تحت اشک نہم نے یونانیوں کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنا شروع کر دیئے تھے انہی دنوں پہلی بار چین کی حکومت نے ایران میں اپنا سفیر روانہ کیا اور ایران اور چین کے درمیان تاریخ کی یہ پہلی سفارت تھی۔ چینی سفیروں نے واپس جا کر جو اپنے حکمرانوں کو ایران سے متعلق رپورٹ پیش کی وہ کچھ یوں تھی۔

”یہاں چاول، گندم اور انگوروں کی بیلوں کی کاشت ہوتی ہے۔ شہروں کے ارد گرد فصیلیں بنائی گئی ہیں۔ یہ ایک عظیم ملک ہے۔ یہاں چاندی کے سکے رائج ہیں جن پر حکمرانوں کی شبیہیں ہوتی ہیں اور یہ کہ اہل ایران چمڑے کے بڑے بڑے ٹکڑوں کے دونوں طرف لکھ کر تاریخی واقعات محفوظ کر لیتے ہیں“۔

○

ایک روز صبح ہی صبح یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سرائے کا مالک بینالیوس بھاگا بھاگا ان کے کمرے میں داخل ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ یوناف میرے عزیز میرے مہربان کیا تمہیں خبر ہے کہ مقابلے کے میدان میں آج گلیڈیئٹروں کے مقابلے ہوں گے۔اور تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جس دن یہ مقابلے ہوں مجھے خبر کرنا لہٰذا آج مقابلے ہیں تم چاہو تو آج مقابلوں میں حصہ لے کر سولا کے ہر دل عزیز گلیڈیئٹر ہالیکس کو اپنے سامنے زیر

اور مغلوب کر سکتے ہو اور ایسا کر کے تم یقیناً سولا کے منظور نظر بن سکتے ہو۔ یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور مینالیوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ دیکھ مینالیوس یہ مقابلے کب شروع ہوں گے مینالیوس کہنے لگا بس تھوڑی دیر تک مقابلے شروع ہی ہو جائیں گے یوناف پھر بولا اور کہا کہ تو پھر دیر کا ہے کی چلو چلیں۔ مینالیوس نے فوراً چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا بالکل چلیں میں تو تیار ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پھر دونوں میاں بیوی مینالیوس کے ساتھ مقابلے کے میدان کی طرف جانے کیلئے سرائے سے نکل گئے تھے۔

سرائے کے مالک مینالیوس کے ساتھ یوناف اور بیوسا روم شہر کے مقابلے کے میدان میں داخل ہوئے وہ ایک بے حد وسیع میدان تھا جس کے چاروں طرف بڑے بڑے پتھروں کی سیڑھیاں نما نشستوں کا انتظام کیا گیا تھا جس وقت وہ تینوں اس میدان میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا میدان میں اس وقت تک بے شمار لوگ بیٹھ چکے تھے اور بہت کم نشستیں ایسی دکھائی دے رہی تھیں جو ابھی خالی تھیں جبکہ میدان میں ابھی لوگ جوق در جوق شامل ہو رہے تھے۔ مینالیوس یوناف اور بیوسا کو ایک بڑی سی شاہ نشین کے قریب ہی خالی نشستوں کے قریب لایا وہاں وہ تینوں بیٹھ گئے پھر مینالیوس یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے عزیز میرے رفیق یہ جو سامنے پتھروں سے بنی بلند شہہ نشین ہے اسی پر تھوڑی دیر بعد رومنوں کا حاکم اعلیٰ سولا اپنے مشیروں اور اپنے وزیروں اور اپنے چاہنے والوں کے ساتھ آ کر بیٹھے گا اور اسکے اہل خانہ بھی اسکے ساتھ ہوں گے۔ اس شہہ نشین کے پچھلے حصے میں جو خوبصورت نشستوں کا انتظام ہے۔ وہاں گلیڈیئٹر آ کر بیٹھتے ہیں جن کو مقابلے میں حصہ لینا ہوتا ہے تم دونوں میاں بیوی یہیں بیٹھو میری نشست کی طرف بھی خیال رکھنا میں مقابلے میں حصہ لینے کیلئے تمہارا نام لکھوا کر آتا ہوں اسکے ساتھ ہی مینالیوس اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ شہہ نشین کے پیچھے بنے کمروں کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی وہاں بیٹھے ہی بیٹھے مقابلے کے اس میدان کا جائزہ لینے لگے تھے۔ مقابلے کا وہ میدان گول دائرے کی سی شکل میں تھا اسکے ایک طرف رومنوں کے بادشاہ کے بیٹھنے کیلئے شہہ نشین اور اسکی پیچھے انتظامیہ کے کمرے تھے جبکہ اسکی بالکل مخالف سمت مقابلے کے میدان کی دوسری طرف لوہے کے بڑے بڑے

کھلے وسیع پنجرے بنے ہوئے تھے جن میں بھوکے شیر، چیتے، تیندوے، بھیڑیے اور دوسرے درندے بند تھے۔ یہ وہی بھوکے درندے تھے جو اس میدان میں قیدیوں پر چھوڑ کر رومن حکمران ان قیدیوں کی بے بسی اور درندوں کے ہاتھوں ان کی چیر پھاڑ کا تماشا دیکھتے تھے۔ قیدیوں پر درندے چھوڑنے کیلئے اس میدان کے وسط میں لوہے کا ایک بہت بڑا جنگلا بنا ہوا تھا اور لوہے کی سلاخوں کا ایک راستہ اس جنگلے کو درندے کے جنگلوں سے بھی جا ملاتا تھا۔ میدان کی ان ساری چیزوں کا جائزہ لیتے لیتے یوناف اور بیوسا اچانک چونک پڑے اسلیئے کہ اٹلی کا شہنشاہ اور ڈکٹیٹر سولا اپنے اہل خانہ اور مشیروں کے ساتھ میدان میں داخل ہوا تھا۔ اسکی چھ گھوڑوں کی بگھی میدان میں داخل ہونے کے بعد شہہ نشین کی طرف رکی تھی۔ یکے بعد دیگر وزیروں اور مشیروں کی بگھیاں بھی اندر آئیں تھیں۔ سولا اپنے اہل خانہ کے ساتھ بگھی سے اتر کر شہہ نشین پر بیٹھ گیا۔ اسکے وزیر اور مشیر بھی بگھیوں سے اتر کر شہہ نشین پر اسکے دائیں بائیں بیٹھ گئے تھے جبکہ ساری بگھیاں شہہ نشین کی نشستوں کے پیچھے کھڑی کر دی گئی تھیں۔ اسکے بعد جن گلیڈیئٹروں نے مقابلے میں حصہ لینا تھا وہ بھی بڑی تیزی سے آ کر شہہ نشین کے پیچھے بنی ہوئی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد انتظامیہ کے کمروں کی طرف سے مینالیوس بھاگتا ہوا آیا چھلانگ لگانے کے انداز میں وہ اپنی خالی نشست پر بیٹھ گیا پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یوناف میرے عزیز میں مقابلے کیلئے تمہارا نام لکھوا آیا ہوں جونہی وہ مقابلے شروع ہوں گے میرے خیال میں پہلے تمہارا ہی نام پکارا جائے گا۔ اسلیئے کہ میں وہاں لکھا کے آیا ہوں کہ تم ہمیشہ اوّل آنے والے گلیڈیئٹر سالیکس سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ جواب میں یوناف نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ مینالیوس تم نے خوب کیا تم دیکھتے جانا کہ مقابلے کے اس میدان میں میں سالیکس کا کیا حشر نشر کرتا ہوں۔ یوناف کے ان الفاظ پر مینالیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو یوناف تمہاری کارگذاری کی طرح تمہاری باتیں بھی خوب ہیں۔ میرے خیال میں آج کا مقابلہ دیکھ کر اٹلی کا حکمران سولا ہی نہیں یہاں جمع ہونے والے سارے تماش بین بھی دنگ رہ جائیں گے۔ جس وقت مقابلے کے میدان میں سالیکس اوندھا پڑا ہو گا اور اسکی لاش خون میں لت پت تڑپ رہی ہو گی۔ مینالیوس کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سولا کی ہدایت پر یوناف اور سالیکس کا نام پکارا گیا اور دونوں کو مقابلے کے میدان میں اترنے کو کہا گیا تھا۔

اس پکار کے جواب میں یوناف اور سا لیکس دونوں اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کر میدان میں داخل ہونے کیلئے آگے بڑھے تھے اتنے میں دو شاہی ہرکارے بھاگتے ہوئے آئے اور یوناف اور سا لیکس کو پکڑ کر انہوں نے اس شہہ نشین کے سامنے لا کھڑا کیا تھا جس پر اٹلی کا ڈکٹیٹر سولا بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک سولا بڑے غور سے یوناف کی طرف تکتا رہا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے نوجوان تم اپنے قد کاٹھ اور جسمانی ساخت سے خوب لگتے ہو مجھے تمہارا نام یوناف بتایا گیا ہے اور ان سرزمینوں میں تم اجنبی دکھائی دیتے ہو تمہارا لباس تمہارا حلیہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تمہارا تعلق اٹلی سے نہیں اس پر یوناف بولا اور سولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ تمہارا اندازہ درست ہے میں ایشیائی باشندہ ہوں گزشتہ کئی ماہ سے میں نے روم شہر کی ایک شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے مجھے بھی ان مقابلوں میں حصہ لینے کا شوق ہوا جب میں نے اسکے متعلق استفسار کیا تو پتہ چلا کہ سا نکس نام کا یہ گلیڈ یٹر ان مقابلوں میں ایک عرصے سے غالب آ تا رہا ہے۔لہٰذا میں نے اسی سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی ہے اس پر سولا پریشان کن سے انداز میں یوناف کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی نوجوان اگر تو مقابلے کے اس میدان میں سانکس کے ہاتھوں مارا گیا تب؟ جواب میں یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا اگر یہ سانکس میرے ہاتھوں مارا گیا تب۔ سولا نے مسکراتے ہوئے کہا سانکس اور اس قسم کے گلیڈ یٹر تو اس میدان میں مقابلے کرنے کے عادی ہیں یہ لوگ زخمی بھی ہوتے رہے ہیں اور اگر کچھ کی آپس میں عداوت اور دشمنی ہو تو وہ ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے بھی جاتے ہیں لیکن تم اس میدان کی روایات اسکے مقابلوں اور اسکے طور طریقوں سے بالکل ناآشنا ہو اور پھر شاید تم اتنا تجربہ بھی نہیں رکھتے ہو گے جتنا سانکس یا دوسرے گلیڈ یٹر رکھتے ہیں اس پر یوناف بڑی خوبصورتی سے سولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ اس میدان میں کون مہارت رکھتا ہے یہ تو اس میدان میں مقابلہ شروع ہونے کے بعد ہی پتہ چلے گا پس آپ میرے اور سانکس کے درمیان مقابلہ شروع کرانے کا اعلان کیجئے پھر دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ سولا یوناف کی اس گفتگو سے بڑا متاثر دکھائی دے رہا تھا پھر وہ کہنے لگا دیکھ نوجوان اگر تو مقابلے کی ٹھان ہی چکا ہے تو پھر تو نے جو یہ کھلی عبا اور سر پہ خوبصورت رومال باندھ رکھا ہے اسے اتار دے اور جس طرح سانکس نے لوہے کی زرہ جوشن اور کاندھوں کے

خول کے علاوہ سر پر فولادی خود ڈال رکھا ہے ایسا ہی لباس تو بھی پہن لے اس پر یوناف کمال جراًت مندی کا اظہار کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

اے بادشاہ ایسا لباس تو ان لوگوں کو پہننے کی ضرورت ہے جو جنگ میں ہار جانے کا خدشہ محسوس کرتے ہیں میں تو اس لوہے کے لباس کے بغیر ہی اس سانکس کا مقابلہ کروں گا اور ثابت کر دوں گا کہ لوہے کا لباس قوت کے طوفان اور تجربے کی آندھی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ سولا پھر بولا اور تعجب سے کہنے لگا چلو یوں ہی سہی پر تو تلوار اور ڈھال کی ضرورت تو محسوس کرے گا یوناف پھر کہنے لگا۔

میرے پاس اپنی تلوار ہے ہاں اس مقابلے میں حصہ لینے کیلئے مجھے ڈھال ضرور مہیا کر دی جائے سولا نے اشارے سے اپنے ایک مشیر کو بلایا اور اس نے یوناف کو ڈھال مہیا کرنے کا حکم دیا جس پر وہ مشیر بھاگا بھاگا گیا اور چمکتی ہوئی ایک لوہے کی ڈھال اس نے یوناف کو پیش کر دی یوناف نے وہ ڈھال سنبھال لی اپنی تلوار بھی اس نے بے نیام کر لی پھر سولا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا کیا مقابلے کی ابتداء نہیں کرائی جائے گی یوناف کے اس استفسار پر سولا ہلکے ہلکے مسکرایا اپنے اسی مشیر کو اس نے پھر بلایا جس نے یوناف کو ڈھال مہیا کی تھی اسے کوئی مخصوص اشارہ کیا جسکے جواب میں وہ مشیر یوناف اور سانکس کو لے کر میدان کے وسط میں چلا گیا تھا پھر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مشیر کہنے لگا میں اب میدان سے باہر جاتا ہوں تم دونوں مقابلے کی ابتداء کر سکتے ہو اسکے ساتھ ہی سولا کا وہ مشیر مقابلے کے میدان سے بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

اس مشیر کے جانے کے بعد سانکس یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے اجنبی نوجوان تو نے زرہ جوشن اور کندھوں کے آہنی خول نہ پہن کر نہ صرف اپنی ذات پر ظلم کیا ہے بلکہ میری بھی بدنامی اور کمتری کا باعث بنے گا لگتا ہے تو اپنے گھر والوں سے نالاں ہے یا پھر زندگی سے بیزار ہے جو اس موت کے میدان میں خودکشی پر آمادہ ہے دیکھ اب بھی میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دفاع کیلئے تو یہ چیزیں پہن لے اگر اسی حالت میں تو میرے ہاتھوں مارا گیا تو لوگ میری فتح مندی کو اہمیت نہیں دیں گے وہ کہیں گے کہ ایک طرف میں لوہے میں غرق تھا دوسری طرف میرا مقابل کچھ بھی پہنے ہوئے نہیں تھا اس طرح تمہارے خلاف میری فتح مندی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔ اب بھی وقت ہے جا جا آہنی چیزیں میں پہنے ہوا ہوں تو بھی پہن لے جواب میں یوناف کہنے لگا دیکھ سانکس تو مقابلے کی ابتداء کر جب میری تلوار برسے

گی تو تجھے خود احساس ہو جائے گا یہ آہنی چیزیں جو تو نے پہن رکھی ہیں میری تلوار کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔

سانکس بڑی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا دیکھ اجنبی اگر تو اپنی زندگی سے تنگ ہی ہے تو یوں ہی سہی میرا کیا ہے پر ایک بات میں تم پر واضح کر دوں کہ میں تو فتح مندی اور کامیابی کا پیغامبر ہوں گو تو باتیں بہت بڑھ چڑھ کے کر رہا ہے لیکن جب میں تم پر سلگتی ریت کے صحراء' رات کی تنہائی و ظلمت شب کی سیاہی کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تم پر کسی زخم گر کی طرح ضربیں لگاؤں گا اور تیری حالت موسموں کے فسوں میں زردائی ہوئی رتوں کی سی کروں گا دیکھ اجنبی اب بھی وقت ہے تو اس مقابلے سے دست بردار ہو جا چپکے سے اپنی تلوار نیام میں کر لے ڈھال واپس کر۔ جا اور میدان سے نکل جا ورنہ جب میں صحراء کی پیاس' دن کی اذیت کی شدت اور اجاڑ رات کی قیامت خیز تباہی بن کر تم پر حملہ آور ہوں گا تو تمہیں اپنے سامنے موت اور مرگ کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

یوناف سانکس کی اس گفتگو اور لاف زنی کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سانکس تجھے باتیں بنانا اچھی آتی ہیں لیکن جب تو عملی طور پر میرا سامنا کرے گا تو تو اپنے آپ کو اس ساری گفتگو اور باتوں کا الٹ پائے گا۔ دیکھ تو میرے خلاف کیسی قیامت خیز تباہی کھڑی کرے گا یہ بھی تھوڑی دیر تک پتہ چل جاتا ہے پر میں تم سے ایک بات ضرور کہتا ہوں جب تو میری تلوار کا سامنا کرے گا تو ازل تا ابد بے زنجیر لمحوں کی بیکراں خاموشیوں اور سنسان سناٹوں کا شکار ہو کر رہ جائے گا میری تلوار تجھے حوادث کے طوفانوں پر محیط اور بسیط ہوتی ہوئی دکھائی دے گی دیکھ سانکس میں تو قانون قدرت کا ایک خادم ہوں جب تیرا سامنا کروں گا تو میں تجھ پر زرد ہواؤں کا اندھا جھونکا' بدبختی کی سیاہ مسافت' عداوتوں نفرتوں کا طوفان طاری کروں گا اور خود کو تو جبر مشیت کی چکی میں پستے ذروں اور بیکراں فاصلوں کی سنگین مجبوری محسوس کر رہا ہو گا وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل مجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر۔ پھر دیکھ آج کے دن اس میدان میں فتح مندی اور کامیابی کس کا ساتھ دیتی ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے سانکس بری طرح سیخ پا ہو گیا تھا اپنی ڈھال اپنے بائیں ہاتھ وہ خوب لہراتے ہوئے اپنے سامنے لایا پھر تلوار پر گرفت مضبوط کی اور ہولناک انداز میں وہ یوناف پر حملہ آور ہوا تھا لیکن سانکس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اسلئے کہ اس نے دیکھا یوناف نے اس کے اس حملے کو کوئی اہمیت نہ دی تھی

بڑی آسانی سے اس نے سانکس کا وار اپنی ڈھال پر لیا اور پھر اس نے جو جوابی حملہ کیا تو اسکے جوابی حملے سے یوناف کی تلوار سانکس کی ڈھال پر کچھ اس طاقت اور قوت سے گری تھی کہ سانکس کا ڈھال والا ہاتھ بری طرح کانپ اور لرز کر رہ گیا تھا سانکس کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اسکی ڈھال پر تلوار کی ضرب نہیں لگی بلکہ کسی نے بہت بڑا نوکدار پتھر اٹھا کر پوری قوت سے اسکی ڈھال پر دے مارا ہو یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سانکس کے چہرے پر کچھ کچھ پریشانی اور فکرمندی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔

اسکے بعد گویا یوناف پر جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا لگاتار بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اس نے سانکس پر اپنی تلوار کی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یوناف کی ضربوں سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر سانکس کی ڈھال پر ہی ضربیں لگا رہا ہو اور اسکے جسم کے کسی حصے کو اپنی تلوار کا نشانہ نہ بنانا چاہتا ہو میدان کے باہر بیٹھی ہوئی بیوسا یوناف کے حملہ آور ہونے کے اس انداز کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی سانکس یوناف کے ان حملوں سے بڑا فکرمند دکھائی دے رہا تھا وہ بار بار کوشش کرتا کہ جوابی حملہ کر کے یوناف کو تیز حملے کرنے سے روک دے لیکن ہر بار وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہی رہا اس موقع پر سانکس خود ہی محسوس کر چکا تھا کہ یوناف جان بوجھ کر شاید صرف اسکی ڈھال پر ہی ضربیں لگا کر اسے ڈرا دھمکا رہا ہے اسے زخمی نہیں کرنا چاہتا ایک بار اس نے پوری مہارت اور جراتمندی سے کام لیتے ہوئے یوناف کے شانے کا نشانہ لیتے ہوئے اپنی تلوار گرانا چاہی لیکن یوناف ایسی پھرتی ایسی خونخواری سے حرکت میں آیا کہ تلوار اس نے ذرا خم دے کر جو سانکس کی تلوار پر ماری تو سانکس کی تلوار دستے کے قریب سے کٹ کر دو ٹکڑوں میں ہو گئی تھی پھل ایک چھناکے کے ساتھ زمین پر گر گیا تھا اور تلوار کا دستہ سانکس کے ہاتھ میں پکڑا رہ گیا تھا جسے وہ بڑی پریشانی بڑے دکھ اور فکرمندی سے دیکھتا رہ گیا تھا سانکس کی تلوار کٹ جانے کے بعد یوناف نے مسکراتے ہوئے سانکس سے کہا۔

سانکس تجھے اپنے لمبے اور سیدھے پھل کی تلوار پر بڑا گھمنڈ بڑا ناز تھا پر میری ترچھی تلوار کا بھی کمال دیکھا کہ لمحوں کے اندر تیری تلوار کو کاٹ کر رکھ دیا اب میں چاہوں تو تیری گردن پر ایسا وار کروں کہ تیری تلوار کی طرح تیرے جسم کو بھی دو حصوں میں کاٹ کر رکھ دوں پر میں تم کلیڈ یٹروں کی طرح ظالم اور جابر اور وحشت

و بربریت کا عادی انسان نہیں ہوں اب تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ مقابلے کو جاری رکھنا چاہتا ہے یا اپنی شکست کو تسلیم کرتا ہے اگر تو مقابلہ جاری رکھنا چاہتا ہے تو جا میدان سے باہر اپنے حکمرانوں سے نئی تلوار لے آ۔ اس وقت تک میں یہاں کھڑا رہ کر تیرا انتظار کرتا ہوں تاکہ تو لوٹے اور پھر مقابلے کی ابتداء کرے اور اگر تو شکست تسلیم کرنے پر آمادہ ہے تو پھر بھی جا کر اپنے حکام سے کہہ دے کہ تو اس مقابلے میں ہار چکا ہے اور اگر تو نے کسی دھوکے کسی فریب سے کام لے کر اپنی شکست کو فتح مندی میں تبدیل کرنا چاہا تو پھر یاد رکھنا کہ جب میری تلوار تمہارے شانے پر گرے گی تو تمہارے شانے پر چڑھے خول اور تمہارے جسم پر چمکتی ہوئی زرہ تمہاری کوئی مدافعت نہ کر سکے گی اور میری تلوار تمہیں شانے سے لے کر تمہاری رانوں تک چیرتی ہوئی نکل جائے گی دیکھ تو عقلمند بن ایسے لمحے کو دعوت نہ دے کہ میرے ہاتھوں تو مرے اور تیری لاش اسی میدان میں خون میں لت پت پڑی ہوئی ہو۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر سانکس کانپ سا گیا تھا۔ پھر وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا تلوار کا کٹا دستہ ایک طرف پھینک کر کہنے لگا تیرے ساتھ تھوڑی دیر کے اس مقابلےمیں مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اس پر یوناف پھر بولا جا میدان سے نکل اور اپنے حکما کو اپنی شکست کی خبر کر اسکے ساتھ ہی سانکس چپ چاپ گردن جھکائے شہر نشین کی طرف چل دیا تھا اسکے پیچھے پیچھے یوناف بھی میدان سے باہر جا رہا تھا۔

یوناف جب شہر نشین کے قریب گیا تو شاید سانکس پہلے ہی سولا کو اپنی شکست اور ہار کی اطلاع دے چکا تھا لہٰذا یوناف جب شہر نشین کے قریب گیا تو سولا اسے حیرت انگیز انداز میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے اجنبی تو کمال کا انسان ہے جو باتیں تو نے مقابلہ شروع ہونے سے پہلے مجھ سے کہیں وہ تو نے سچ کر دکھائیں یہ سانکس روم میں بلا کا تیغ زن خیال کیا جاتا رہا ہے اور بڑے بڑے تیغ زن بڑے بڑے گلیڈیئٹر اس کا مقابلہ کرنے سے کتراتے ہیں تو ایسا عجیب اور انوکھا جوان ہے کہ تو نے لمحوں کے اندر اس سانکس کی تلوار کو کاٹ کر اسکو اپنے سامنے ہار ماننے پر مجبور کر دیا۔ میں تیرے کمال فن اور تیری جنگی مہارت اور تیرے تجربے کی داد دیتا ہوں دیکھ اجنبی تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اس مقابلے کے جیتنے پر اور اپنی اس فتح مندی پر مانگ تو کیا مانگتا ہے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

اے بادشاہ اس مقابلے میں میں نے کسی نفع مندی اور کسی لالچ کے تحت حصہ

نہیں لیا مجھے ایک شوق ایک جستجو تھی دیکھوں رومن گلیڈیئٹر تیغ زنی اور جنگجوئی میں کس قدر تجربہ اور کس قدر مہارت رکھتے ہیں بس میں نے جو اندازہ لگانا تھا لگا لیا اس پر سولا پھر بولا اور پوچھنے لگا کیا تو روم کے گلیڈیئٹروں میں داخل ہونا پسند کرے گا یوناف نے فوراً کہا نہیں بادشاہ میں ایسا نہیں چاہتا سولا نے پھر پوچھا کیا تو ایسا اونچا عہدہ قبول کرے گا جس میں تیری عزت تیرا احترام تیری تکریم دو چند ہو جائے یوناف نے پھر نفی میں سر ہلایا نہیں بادشاہ نہیں میں کوئی عہدہ بھی نہیں چاہتا اس پر سولا نے عجیب سی حیرت اور پریشانی میں پوچھا۔

اے اجنبی تو کیسا نوجوان ہے۔ روم کے نوجوان تو گلیڈیئٹروں کے گروہ میں داخل ہونا اپنے لئے قابل فخر خیال کرتے ہیں اور اگر کسی کو کسی ایسے عہدے کی پیش کش کی جائے جس میں اس کی تکریم جس میں اس کی عزت بڑھنے کی امید ہو تو لوگ تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں تو کیسا انسان ہے ہر عہدے ہر منفعت میں کوئی دلچسپی ہی نہیں رکھتا یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے بادشاہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے یہ مقابلہ کسی لالچ یا کسی منفعت کی بناء پر نہیں جیتا۔ بس اب جبکہ میں مقابلہ جیت چکا ہوں تو بات ختم ہوئی سولا نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا اے نوجوان تو نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ یوناف عاجزی میں کہنے لگا اے بادشاہ میں نے روم شہر کی ایک شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے سولا نے پھر تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تو پسند کرے گا اور چاہے گا کہ اس سرائے سے نکل کر میرے شاہی محل میں قیام کرے میرا مشیر بن کر رہے میرے ساتھ چلے پھرے گھومے پھرے اور لوگوں میں تیری خوب وقعت اور عزت ہو یوناف پھر بولا۔

نہیں بادشاہ میں اسی سرائے میں ہی قیام رکھنا چاہتا ہوں ہاں اگر آپ کی اجازت ہو تو کبھی کبھی میں آپ سے مل لیا کروں اور ان مقابلوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ان مقابلوں کو دیکھ بھی سکوں جواب میں سولا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا اے نوجوان تیرے جیسا عجیب تیرے جیسا انوکھا انسان میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔ بہرحال جب تیری خواہش یہی ہے کہ سرائے میں قیام رکھے تو تو وہیں رہ لیکن تو جب چاہے مجھ سے ملاقات کر سکتا ہے جب تیری مرضی ہو تو ان مقابلوں میں حصہ لے سکتا ہے اور تو جب چاہے اس میدان میں داخل ہو کر ان مقابلوں سے محظوظ ہو سکتا ہے اسکے علاوہ میں تمہیں یہ بھی کہوں کہ جب کبھی بھی

سرائے میں قیام کے دوران تو نقدی یا کسی دوسری شے کی ضرورت محسوس کرے تو بے دھڑک میرے پاس آ میں تیری ہر ضرورت ہر خواہش کا احترام کروں گا۔ اب تو اپنی نشست پر جا کر بیٹھ جا تاکہ دوسرے مقابلے شروع ہوں اس پر سانکس اور یوناف اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اسکے بعد دوسرے گلیڈ یٹرٹوں کے مقابلے شروع ہو گئے تھے۔

جب یہ مقابلے ختم ہوئے اور لوگ اس میدان سے باہر نکلنے لگے تو یوناف اور بیوسا اور بینالیوس بھی باہر آئے جونہی وہ اس مقابلے کے میدان کے دروازے سے تھوڑا سا باہر نکلے دائیں طرف سے دو شخص انکی طرف آئے جنہیں دیکھتے ہی بینالیوس یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ان میں سے ایک لیپڈیوس اور دوسرا مارک انتھونی ہے اتنی دیر تک وہ دونوں قریب آ گئے تھے پہلے لیپڈیوس بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا شاید بینالیوس نے تمہیں میرے اور میرے ساتھی کے متعلق پہلے سے بتا رکھا ہو گا میرا نام لیپڈیوس ہے اور میرے ساتھی کا نام مارک انتھونی ہے یوناف اس تعارف پر خوش ہوا بڑے پرجوش انداز میں اس نے باری باری لیپڈیوس اور مارک انتھونی سے مصافحہ کیا اسکے بعد وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مارک انتھونی نے بولنے میں پہل کر دی اور یوناف سے کہنے لگا۔

میں اور لیپڈیوس اس سے پہلے تم سے ملنے کیلئے بینالیوس کی سرائے میں بھی گئے تھے لیکن افسوس ہماری ملاقات نہیں ہو سکی تھی میں اور لیپڈیوس دونوں تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم نے ہماری خواہش کا احترام کیا ہم نے بینالیوس کو یہ پیغام دیا تھا کہ تم ان مقابلوں میں ضرور حصہ لو اور یہ کہ ایسے مقابلے جیت کر تم سولا کا قرب حاصل کر سکتے ہو اور اس سے اپنے اور اپنے چاہنے والوں کیلئے بہت سے کام لے سکتے ہو۔ بہرحال مختصر یہ کہ آج کا مقابلہ جیتنے پر میں اور لیپڈیوس دونوں تمہیں مبارک باد دیتے ہیں کیا مقابلہ جیتنے کے بعد سولا نے تمہیں کوئی پیش کش نہیں کی اس پر یوناف کہنے لگا۔

سولا نے مجھے نقدی کے علاوہ یہ بھی پیش کش کی کہ جو بھی عہدہ میں اسکی حکومت میں چاہوں مجھے مل سکتا ہے لیکن سن مارک انتھونی میں نے انکار کر دیا میں ان بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا لیپڈیوس تاسف میں کہنے لگا یہ تم نے غلطی کی یوناف جو سولا نے پیش کش تمہیں کی تھی تمہیں وہ مان لینا چاہئے تھی اس طرح تم اپنے ساتھ ساتھ ہماری بہتری کے بھی بہت سے کام کر سکتے تھے اس پر یوناف مسکراتے

ہوئے کہنے لگا تم لوگ اپنے نقطۂ نظر سے سوچتے ہو میرا اپنا نقطۂ نظر ہے میں بینالیوس کی سرائے میں رہتے ہوئے بھی تم لوگوں کیلئے بہت کچھ کر سکتا ہوں اسکے لئے مجھے سولا کی طرف سے کسی عہدے کے قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیپڈیوس اور مارک انتھونی شاید اس طرح کی گفتگو وہاں کھڑے رہ کر نہیں کرنا چاہتے تھے لہٰذا مارک انتھونی بولا اور کہنے لگا چلو سرائے میں چلتے ہیں وہیں بیٹھ کر گفتگو کریں گے یوناف نے مارک انتھونی کے ان خیالات سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی بینالیوس لیپڈیوس مارک انتھونی کے ساتھ سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

○

اس دوران تک ایران میں بھی ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا وہ یہ کہ اشکانیوں کا حکمران اشک نہم اچانک فوت ہو گیا اور اسکی جگہ ایک شخص سنتروک اشک دہم کے نام سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا کچھ مورخ اسے اشک نہم کا بھائی اور بعض اسے اشک ششم کا بھائی ظاہر کرتے ہیں لیکن زیادہ مورخین کا کہنا ہے کہ یہ ایک اشکانی شہزادہ تھا جس زمانے میں اشکانی حکمران کو سکائیوں کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی سنتروک سکائیوں کے ہاتھوں اسیر ہو گیا تھا اور طویل عرصے تک اسے رہائی حاصل نہ ہو سکی تھی آخر سکائیوں نے ہی اسے اشکانی تاج و تخت حاصل کرنے میں مدد کی وہ اس طرح کہ جب اشک نہم فوت ہو گیا تو سکائیوں نے اسے ایک لشکر دے کر اشکانی مرکزی شہر دارا کی طرف روانہ کیا تاکہ یہ اشکانیوں کا تاج و تخت حاصل کر سکے سکائیوں نے ایسا اسلئے کیا تاکہ حکمران بن کر اشک دہم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس لشکر کے ساتھ سنتروک اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر دارا کی طرف بڑھا لوگ چونکہ پہلے ہی اسے پسند کرتے تھے لہٰذا جنگ کی نوبت نہ آئی اور لوگوں نے اسے اپنا حکمران تسلیم کر لیا اور اس طرح یہ سنتروک اشک دہم کی حیثیت سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

اشک دہم نے جب اشکانیوں کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اس وقت اشکانی حکومت مختلف خطرات میں گھری ہوئی تھی انکے لئے سب سے بڑا اور پہلا خطرہ آرمینیا کا بادشاہ ٹیگرینس تھا جسکا سسر مہرداد ششم جو پانٹس کا بادشاہ تھا وہ بھی اسکے ساتھ تھا اور ہر حال میں وہ ٹیگرینس کی مدد اور حمایت کرتا تھا دوسری طرف ٹیگرینس خود بھی جنگجو اور بہادر شخص تھا اس نے آرمینیا کے آس پاس کے علاقے فتح کر کے آرمینیا میں شامل کئے اسکے بعد آرمینیا کی سب سے بڑی نواحی سلطنت کے بادشاہ

آشکانس پر یہ ٹیگرینس حملہ آور ہوا اور اسے شکست دی اسکا خاتمہ کیا اور اسکی ساری مملکت کو بھی اس نے آرمینیا میں شامل کر لیا۔

اسکے بعد ٹیگرینس مزید حرکت میں آیا کردستان اور اشور تک اپنی سلطنت کی توسیع کی اب نینوا جیسی سرزمین بھی ٹیگرینس کے قبضے میں آ گئی تھی اسکے بعد اس ٹیگرینس نے اور پر پرزے نکالے آگے بڑھتے ہوئے یہ آذربائیجان پر حملہ آور ہوا اور آذربائیجان کو بھی اس نے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

ٹیگرینس نے اسی پر اکتفانہ کی بلکہ وہ مزید توسیع پسندی پر اتر آیا یونانیوں کے داخلی تنازعوں سے فائدہ اٹھا کر اس نے یونانیوں کے علاقوں کینیکیا سورنیا اور فنیکیا کو بھی فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا ٹیگرینس کی ان فتوحات کی وجہ سے آرمینیا جو پہلے ایک چھوٹی سی ریاست تھی اب وسیع سلطنت بن گیا اسکے بعد اس ٹیگرینس نے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اور اپنی تصویر بھی اس نے اپنی سلطنت کے سکوں پر کندہ کرانا شروع کر دی تھی۔

ٹیگرینس کے یوں اپنی سلطنت کو وسعت دینے اور طاقت و قوت پکڑنے کی وجہ سے اشکانیوں کی سلطنت کو کوئی اہمیت حاصل نہ رہی تھی دوسری طرف رومنوں نے جب دیکھا کہ ٹیگرینس آرمینا سے نکل کر آس پاس کے علاقوں پر بھی چھانے لگ گیا ہے اور اس نے اپنی قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے تو رومن ٹیگرینس کو اپنے لئے بہت بڑا خطرہ خیال کرنے لگ گئے تھے ٹیگرینس نے چونکہ کئی یونانی علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا اسلئے رومنوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ یونانیوں سے نکل کر ہماری سرحدوں پر نہ آ وارد ہو لہذا رومنوں نے اسکی سرکوبی کا فیصلہ کر لیا تھا اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے رومنوں کے شہنشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے جرنیل نکولوس کو اس نے اس لشکر کا سپہ سالار بنایا اور آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔

یہ حالات اشکانیوں کے حکمران اشک دہم کیلئے بھی بڑے تکلیف دہ تھے گو ماضی میں اشکانی حکمران مہرداد ششم اور اسکے خسر ٹیگرینس کے ساتھ تعاون کرتا رہا تھا لیکن اب چونکہ ٹیگرینس توسیع پسندی پر اتر آیا تھا لہذا اشکانی حکمران ٹیگرینس کے ساتھ ساتھ مہرداد ششم سے بھی جو پانٹس کا بادشاہ تھا سے بھی خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ جب یہ خبریں پہنچیں کہ رومن پامنٹس کے بادشاہ مہرداد ششم اور آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کے خلاف حرکت میں آ چکے ہیں اور ان کا لشکر اٹلی سے روانہ ہو

چکا ہے تو ان حالات میں اشک دہم نے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا اس نے یہ عزم کیا کہ نہ وہ ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی طرف داری کرے گا نہ ہی وہ رومنوں کے ساتھ کسی حمایت اور طرفداری کا اظہار کرے گا اسلئے کہ اشک نہم کو خطرہ تھا کہ اگر رومنوں کو شکست ہوتی ہے تو ٹیگرینس اور مہرداد ششم دونوں مل کر ضرور اشکانیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کریں گے دوسری طرف اگر رومن سلطنت کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کریں گے لہذا اشک دہم نے غیر جانبدار ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

رومن جرنیل نکولوس کو اشک نہم کی یہ پالیسی قطعاً" پسند نہ آئی وہ تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ اشکانیوں کو ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی طرف بڑھ کر ان کی سرکوبی سے پہلے اس نے اشک دہم پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن جرنیل نکولوس نے اچانک اپنا رخ موڑ کر ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی طرف بڑھنے کی بجائے وہ اشکانی سلطنت کی طرف بڑھا اور اشکانی شہر لسبن پر حملہ آور ہوا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا لیکن نکولوس کی بدقسمتی کہ اسکی آمد سے پہلے ہی اشکانیوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر لسبن شہر پہنچا دیا جو شہر میں محصور رہ کر رومنوں کا مقابلہ کرنے لگا رومنوں نے جب شہر کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ طول پکڑنے لگا اس طویل محاصرے سے رومن جرنیل نکولوس تنگ آ گیا اور لسبن شہر محاصر ترک کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

رومن جرنیل نکولوس کے یہ محاصرہ ترک کر کے پیچھے ہٹنے سے ٹیگرینس اور اسکے داماد پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم نے یہ اندازہ لگا لیا کہ نکولوس کوئی خاص جنگی مہارت نہیں رکھتا جبھی وہ اشکانیوں کے شہر لسبن کو فتح نہیں کر سکا لہذا مہرداد ششم نے ان حالات میں رومن جرنیل نکولوس کے ساتھ ٹکرانے کا عہد کیا۔

پانٹس کا بادشاہ مہرداد ششم آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور وہ رومنوں کی طرف بڑھا کھلے میدانوں میں اس نے رومن جرنیل نکولوس کو بدترین شکست دی رومن جرنیل نکولوس نے ان دنوں برگام شہر میں قیام کر رکھا تھا اسلئے کہ اس شہر میں پہلے سے کافی رومن آباد تھے مہرداد ششم نے پہلے اس شہر سے باہر رومن لشکر کو بدترین شکست دی تھی پھر برگام شہر پر حملہ آور ہوا یہاں جس قدر رومن اور اطالوی باشندے مقیم تھے مہرداد ششم نے انکا خوب قتل عام کیا کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ مہرداد نے برگام شہر میں تقریباً اسی ہزار اطالوی باشندوں کا قتل



عام کیا اس کے بعد مہرداد ششم اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لے آیا اور اس کے ذریعے سے اس نے رومن مفاد کو بری طرح نقصان پہنچایا۔

رومن شہنشاہ سولا کو جب اپنے جرنیل تکولوس کی شکست اور ان گنت اطالوی باشندوں کے قتل عام کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جرار تیار کیا وہ خود اس لشکر کو لیکر مہرداد ششم کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا دوسری طرف مہرداد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ سولا ایک جرار لشکر لے کر اسکی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا اس کا مقابلہ کرنے کیلئے مہرداد نے تقریباً ایک لاکھ کا لشکر تیار کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ سولا اور پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کے درمیان کلونیا کے مقام پر ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں رومنوں نے انتہائی نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جسکے باعث مہرداد ششم کو اس جنگ میں بدترین شکست ہوئی۔ آخر ان شرائط پر مہرداد ششم اور رومن شہنشاہ سولا کے درمیان صلح ہو گئی کہ مہرداد ششم تاوان جنگ ادا کرے اور ستر کشتیاں بھی تاوان جنگ کے طور پر رومنوں کے حوالے کر دے مہرداد ششم نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور اس طرح رومنوں اور مہرداد کے درمیان صلح ہو گئی اور سولا ایک فاتح کی حیثیت سے اپنا لشکر لے کر واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

ان فتوحات کے بعد رومن شہنشاہ سولا کو چند دن زندہ رہنا ہی نصیب ہوا اور آخر ایک بیماری میں مبتلا ہو کر چل بسا سولا کی موت کے بعد اٹلی کے افق پر تین بڑے جرنیل نمودار ہوئے تھے ایک پمپی دوسرا جولیس سیزر اور تیسرا کر سس جبکہ لپیڈیوس اور مارک انتھونی چھوٹے جرنیلوں میں شمار کیے جاتے تھے اور یہ دونوں ہی جولیس سیزر کے حامی تھے سولا کی موت کے بعد اہل روما نے جولیس سیزر کو جزیرہ روڈس سے واپس بلا لیا اسلئے کہ جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ صرف سولا ہی کے خوف سے بھاگا تھا اب جبکہ سولا مر چکا تھا لہٰذا جب رومن سینیٹ نے جولیس سیزر کو واپس آنے کیلئے پیغام بھیجا تو جولیس سیزر فوراً اپنی بیوی کورنیلیا اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ اٹلی واپس آنے کیلئے جزیرہ روڈس سے روانہ ہوا۔

بدقسمتی سے سولا کے دور حکومت میں اٹلی کے آس پاس کے سمندر میں قذاقوں نے خوب زور پکڑ لیا تھا۔ یہ نہ صرف تجارتی جہازوں کو لوٹتے بلکہ اٹلی فرانس اسپین سوئٹزر لینڈ اور ہندوستان کے روسا نے اپنے ذاتی جہاز تیار کر لئے تھے اور جب یہ ان جہازوں میں سفر کرتے تو یہ بحری قذاق انہیں بھی لوٹ لیا کرتے تھے اس طرح ان بحری قذاقوں نے نہ صرف یہ کہ بے شمار دولت جمع کر لی تھی بلکہ انہوں نے سمندر کے اندر قوت بھی پکڑ لی تھی چھوٹے موٹے بحری بیڑے کو یہ کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے تھے بلکہ اسے مار بھگانے میں

کامیاب ہو جاتے تھے۔

جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ اٹلی جانے کیلئے جب جزیرہ روڈس سے روانہ ہوا تو راستے میں کھلے سمندر کے اندر ان ہی بحری قذاقوں نے ان تینوں کو اغواء کر لیا اور ایک جزیرے کے اندر انہیں محبوس کر دیا اور انکی رہائی کیلئے انہوں نے اٹلی کی حکومت سے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا اٹلی کی سینیٹ کو جب یہ خبر ہوئی کہ جولیس سیزر کو بحری قذاقوں نے گرفتار کر لیا ہے بلکہ وہ بھاری رقم معاوضے میں طلب کرتے ہیں تو انہوں نے بحری قذاقوں کو یہ رقم دے کر جولیس سیزر نوما اور کورنیلیا کو تو چھڑا لیا تاہم روم کی سینیٹ نے یہ عہد کر لیا کہ ان بحری قذاقوں کی سرکوبی ضرور کی جائے گی۔

لیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا نوما کے ساتھ جب اٹلی میں داخل ہوا تو اس کے حمایتیوں نے کا بہترین استقبال کیا روما کی سینیٹ نے بھی اسکے شاندار استقبال میں کوئی کمی نہ رہنے دی روم میں داخل ہونے کے بعد جولیس سیزر سرائے میں داخل ہوا تو یوناف اور بیوسا سے ملا اسکے ساتھ کورنیلیا اور نوما بھی تھے جب جولیس سیزر اور یوناف بغل گیر ہو کر سرائے میں ملے تو جولیس سیزر نے بڑے خلوص اور بڑی چاہت میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یوناف میرے بھائی میرے دوست مجھے اٹلی میں داخل ہونے کے بعد پتہ چلا ہے کہ مجھے ہسپانیہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے کیا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ ہسپانیہ نہیں جاؤ گے اس پر یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ جولیس ہسپانیہ تمہاری منزل نہیں ہے تمہاری منزل اٹلی کا سربراہ بننا ہے اگر سینیٹ عارضی طور پر تمہیں اسپین جانے کا حکم دے ہی چکی ہے تو تم اس حکم کا اتباع کرو اور ہسپانیہ چلے جاؤ میں اور بیوسا دونوں یہیں رہیں گے اور اٹلی میں رہ کر تمہارے حق میں کام کرتے رہیں گے ہماری مدد کیلئے تمہارے حمایتی لپیڈیوس اور مارک انتونی یہیں ہیں اور ان کے ذریعے سے ہم تمہیں اٹلی کے اندر رونما ہونے والے پورے حالات سے آگاہ کرتے رہیں گے یوناف کی اس تجویز سے جولیس سیزر نے اتفاق کیا اور چند دن روم میں رہنے کے بعد وہ اپنے بیوی کے ساتھ ہسپانیہ روانہ ہو گیا تھا جہاں کا اس کو رومن سینیٹ نے گورنر مقرر کیا تھا۔

جولیس سیزر کی ہسپانیہ روانگی کے بعد رومن سینیٹ نے اپنے بہترین جرنیل پمپی کو یہ حکم دیا کہ وہ بحری قذاقوں کے خلاف حرکت میں آئے اور سمندر میں مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دے۔ سینیٹ کے ممبران کو خدشہ تھا کہ اگر ان بحری قذاقوں کی سرکوبی نہ کی گئی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ طاقت اور قوت پکڑ جائیں گے اور سمندری سفر کو یہ پر خطر بنا کر رکھ

دیں گے۔

سینیٹ کے حکم پر پمپی رومن بحری بیڑے کے ساتھ فوراً حرکت میں آیا اپنے بحری بیڑے کو اس نے تیرہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا ہر حصے پر اس نے ایک کماندار مقرر کیا اور اس طرح اس نے سمندر میں ہر طرف انہیں پھیلا دیا اور حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی بحری قذاقوں کے جہاز نظر آئیں ان پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے اس طرح پمپی کے بحری بیڑے کے یہ تیرہ حصے چند ماہ تک سمندر کے اندر بحری قذاقوں کے خلاف جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ پمپی سارے ہی بحری قذاقوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

کامیابی کے ساتھ بحری قذاقوں کا خاتمہ کرنے کی وجہ سے پمپی کو بڑی شہرت اور عزت ملی سب اس کا احترام کرنے لگے اور اسکو اپنا عظیم جرنیل تسلیم کرنے لگے رومن سینیٹ کیلئے بحری قذاقوں کی شاندار اور کامیاب سرکوبی پر پمپی کی بے حد تکریم ہوئی پمپی کی خوش قسمتی کہ ان دنوں مشرق میں اچانک حالات خراب ہو گئے پانٹس کا بادشاہ مہرداد ششم اور آرمینیا کا بادشاہ ٹیگرینس جو مہرداد ششم کا خسر بھی تھا وہ پھر یونانی اور رومن مقبوضہ جات پر شب خون مارتے ہوئے خوب لوٹ مار کا بازار گرم کرنے لگے تھے رومن سینیٹ کو جب یہ خبریں ملیں تو اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کیلئے رومن سینیٹ کی نگاہیں پھر اپنے جرنیل پمپی پر جم گئی تھیں لہٰذا پمپی کو ایک بہترین لشکر مہیا کیا گیا اور سینیٹ کی طرف سے اسے حکم ملا کہ وہ اس لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف کوچ کرے آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس اور پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کے خلاف حرکت میں آئے انکی سرکوبی کرے اور رومن اور یونانی مقبوضہ جات کی انکے ہاتھوں حفاظت کا سامان کرے یہ حکم ملتے ہی پمپی جو لشکر اسے مہیا کیا گیا تھا اسے لے کر مشرق کی طرف روانہ ہوا۔

اس دوران تک اشکانیوں کا بادشاہ اشک دہم فوت ہو چکا تھا اور اسکی جگہ اسکے بعد اس کا بیٹا فرہاد سوئم اشک باز دہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا تھا رومن جرنیل پمپی جب اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں داخل ہوا تو اس نے اپنے قاصد اشکانیوں کے شہنشاہ اشک باز دہم کی طرف روانہ کئے جنھوں نے اسے پمپی کا پیغام دیا کہ اگر وہ آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کے خلاف رومنوں سے اتحاد کرے گا تو اشکانیوں کے وہ سارے علاقے جو ماضی میں ٹیگرینس نے حملہ آور ہو کر اپنی سلطنت میں شامل کر لئے تھے وہ اشکانیوں کو واپس کر دیئے جائیں گے اشک باز دہم نے رومن جرنیل پمپی کی اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا تھا۔

اسی دوران ایک ایسا حادثہ نمودار ہوا جو رومن جرنیل پمپی اور اشکانی حکمران اشک یاز دہم کیلئے بڑا سودمند ثابت ہوا اور وہ یہ کہ آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کا ایک بیٹا اس سے باغی ہو کر اشکانی سلطنت کی طرف بھاگا اشک یاز دہم کی خدمت میں وہ حاضر ہوا اور سیاسی پناہ اس نے طلب کی یاز دہم نے آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کے باغی بیٹے کو اپنے ہاں پناہ دے دی۔

اب رومن جرنیل پمپی اور اشکانیوں کے شہنشاہ اشک یاز دہم کے درمیان یہ طے پایا کہ پمپی پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کا رخ کرے گا اور اسے شکست دے کر اپنی شرائط منوانے پر رضامند کرے گا جبکہ دوسری طرف پمپی نے اشک یاز دہم سے یہ کہا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر کے آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کی طرف بڑھے اور اسے شکست دینے کی کوشش کرے تاکہ بیک وقت مہرداد ششم اور اسکے خسر آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کو شکستیں دے کر ان علاقوں میں امن و سکون بحال کیا جائے۔

ٹیگرینس کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے اشکانیوں کا بادشاہ اشک یاز دہم اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر دارا سے روانہ ہوا اس نے ٹیگرینس کے باغی بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا جب اشک یاز دہم آرمینیا کی سلطنت میں داخل ہوا تو آرمینیا میں جو ٹیگرینس کے باغی بیٹے کے حمایتی تھے وہ بھی اشک یاز دہم کے ساتھ آن ملے اس پر ٹیگرینس کو یہ یقین ہو گیا کہ اب جبکہ اس کے ملک کے سارے باغی اسکے بیٹے کے ساتھ جا ملے ہیں لہٰذا اگر وہ اشک یاز دہم اور اپنے باغی بیٹے کا مقابلہ کرے گا تو اسے ضرور شکست ہو گی لہٰذا جب اشک یاز دہم ٹیگرینس کے باغی بیٹے کے ساتھ آرمینیا کے مرکزی شہر ارتاواسہ کے قریب پہنچا تو آرمینیا کا شہنشاہ ٹیگرینس اپنے مرکزی شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور قریبی پہاڑوں کے اندر اس نے پناہ لے لی تھی۔

ٹیگرینس کے اس طرح بھاگ جانے کے بعد اشک یاز دہم کو یہ یقین ہو گیا کہ ٹیگرینس اب لوٹ کر نہیں آئے گا لہٰذا اس نے آرمینیا کے مرکزی شہر ارتاواسہ میں ٹیگرینس کے باغی بیٹے کو اسکے لشکر کے ساتھ چھوڑا خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ آذربائیجان کی طرف بڑھا تاکہ رومن جرنیل پمپی اور اسکے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اسکے تحت وہ آذربائیجان اور کارڈوئین کے علاقوں پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کر لے سب سے پہلے اشک یاز دہم کا مقابلہ نہ کر سکا لہٰذا آذربائیجان پر اشک یاز دہم نے قبضہ کر کے اسے اشکانی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اب اشک یاز دہم کارڈوئین کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کیلئے تیاریاں کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کو جب یہ خبر ہوئی کہ اشکانیوں کا بادشاہ اشک یاز دہم اسکے باغی بیٹے کو اسکے مرکزی شہر ارتاداسہ میں چھوڑ کر خود آذربائیجان کی طرف چلا گیا ہے تو وہ اپنے کوہستانی سلسلوں کی گھات میں سے اپنے لشکر کے ساتھ باہر نکل آیا اپنے باغی بیٹے پر اس نے حملہ کیا جسکی تاب اسکا بیٹا نہ لا سکا اور بھاگ کر کہیں روپوش ہو گیا اس طرح اشک یاز دہم کے آذربائیجان کی طرف جانے کے بعد ٹیگرینس پھر آرمینیا کی سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دوسری طرف رومن جرنیل پمپی پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کی طرف بڑھا مہرداد ششم کے مرکزی شہر پانٹس سے باہر مہرداد ششم اور پمپی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں شروع شروع میں مہرداد ششم کا پلہ بھاری تھا لیکن جنگ طول پکڑتی گئی تو رومن جنگی تربیت اور نظم و ضبط کے سامنے مہرداد ششم کی پیش نہ گئی اور جونہی جنگ مزید طول پکڑنے لگی اسکے لشکر کی صفوں میں ابتری اور بدنظمی پھیلنا شروع ہو گئی تھی جس سے رومن جرنیل پمپی نے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے لشکر کی تنظیم برقرار رکھتے ہوئے اس نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور بھیانک پن پیدا کر دیا تھا۔

مہرداد ششم نے اپنے لشکر کو سنبھالنے کی بڑی کوشش کی لیکن اب رومنوں کے سامنے اسکے لشکر کی بدنظمی اور افراتفری واضح طور پر دکھائی دینے لگی تھی آخر اس جنگ میں مہرداد ششم کو پمپی کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پانٹس چلا گیا تھا جبکہ رومن جرنیل پمپی اپنے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کر کے حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

اپنے مرکزی شہر پانٹس واپس آنے کے بعد مہرداد ششم نے بڑے زور و شور سے جنگ کی تیاریاں کرنی شروع کر دی تھیں بہت جلد اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کے ساتھ اس نے ارادہ کیا کہ وہ گمنام راستوں سے ہوتا ہوا اٹلی کی طرف جائے گا اور اٹلی پر ایسا زور دار حملہ کرے گا کہ رومنوں کا خوب قتل عام کرے گا جسے من کر پمپی کو اسکی سرزمین سے ہر حال میں نکلنا پڑے گا لیکن مہرداد ششم کا ایک بیٹا جس کا نام فارنیشس تھا اس نے مہرداد کے اس مجنونانہ فیصلے کی مخالفت کی جب مہرداد ششم اٹلی پر اپنے حملہ آور ہونے سے باز نہ آیا تو اسکے بیٹے فارنیشس نے اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا لشکر کے اکثر حصے نے میرداد کے بیٹے فارنیشس کا ساتھ دیا دوسری طرف مہرداد کو جب یہ خبر ہوئی کہ اسکے زیادہ تر لشکری اسکے بیٹے فارنیشس کے ساتھ ہیں اور اس طرح وہ اپنے اٹلی پر حملہ کرنے کے ارادے کی تکمیل نہیں کر سکے گا تو اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا

اور وہ یہ کہ سب سے پہلے اس نے اپنے خاندان کے ایک ایک فرد کو زہر دے کر ہلاک کر دیا پھر زہر کا پیالہ پی کر اپنے آپ کو بھی اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اس طرح رومنوں کا ایک طاقتور حریف انکے سامنے سے آپ ہی آپ ٹل گیا تھا مہرداد ششم کی اس طرح موت پر نہ صرف یہ کہ پمپی اور اس کے لشکریوں نے جشن منایا بلکہ جب یہ خبر اٹلی پہنچ گئی تو اٹلی کی سینیٹ نے مہرداد ششم کی موت پر تین روز تک اٹلی میں جشن منانے کا حکم دے دیا تھا۔

جس وقت مہرداد ششم خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر چکا اس وقت اشکانیوں کا بادشاہ اشک باز دہم آذربائیجان کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کارروائیوں سے فارغ ہو چکا تھا لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے آرمینیا کی طرف بڑھا ٹیگرینس نے یہاں بڑی سیاست سے کام لیا اس نے آگے بڑھ کر پمپی کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس کا شاندار استقبال کیا۔ ٹیگرینس کے اس سلوک سے پمپی بے حد خوش ہوا اور ٹیگرینس سے صلح کرنے کے لئے پمپی نے چند شرائط پیش کیں جنہیں ٹیگرینس نے بلا حیل و حجت قبول کر لیا اس طرح پمپی اور ٹیگرینس میں صلح ہو گئی اس وقت تک اشک باز دہم آذربائیجان کو اپنی سلطنت میں شامل کر چکا تھا اور ایسا کرنے کے بعد اب وہ دوسرے علاقے کارڈوئین کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لے لیکن پمپی نے اسے قاصد بھیج کر اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا اور ساتھ میں یہ بھی تنبیہہ کی تھی کہ اگر اشک باز دہم نے بزور قوت کارڈوئین کے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کوشش کی تو پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اشک باز دہم پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اسکے بعد آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس اور رومن جرنیل پمپی کے درمیان اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی یہاں تک کہ کارڈوئین کا علاقہ پمپی نے آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کے حوالے کر دیا رومن جرنیل پمپی نے اشک باز دہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کارڈوئین کا علاقہ اسے واپس کرے گا جب یہ علاقہ ٹیگرینس کو واپس دے دیا گیا تو اشک باز دہم نے اس پر رومن جرنیل پمپی سے سخت احتجاج کیا رومن جرنیل پمپی نے اس احتجاج کو ناپسند کیا اور جواب میں اس نے اشک باز دہم کو شہنشاہ ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے ایرانیوں کے دلوں میں رومنوں کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

رومن جرنیل پمپی اب اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا لیکن رومن سینیٹ کو بھی پمپی کے ارادوں کی خبر ہو گئی لہٰذا سینیٹ نے فوراً پیغام بھیج کر پمپی کو اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے سے منع کر دیا

سلطنت پر حملہ کرنے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ناکامی ہو اور اسکی فتوحات پر پانی پھر جائے اسلیئے بھی اس نے اشکانیوں پر حملہ کرنے کا خیال ترک کیا ہویا آرمینیا اور اشکانیوں کا جھگڑا ختم کرنے کیلئے پمپی نے کچھ ثالث مقرر کر دیئے اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا تھا۔

اٹلی سے پمپی کی غیر موجودگی میں جولیس سیزر بھی حرکت میں آیا اس نے دیکھا کہ وہ ہسپانیہ میں جامد اور بیکار زندگی بسر کر رہا ہے جبکہ اسکا حریف پمپی مشرق میں فتوحات حاصل کر کے نہ صرف یہ کہ ناموری اور شہرت حاصل کر رہا ہے بلکہ وہ اٹلی میں بھی دن بدن ہر دلعزیز ہوتا جا رہا ہے جس وقت پمپی اٹلی کے باہر مشرق کی سمت میں مصروف تھا جولیس سیزر فوراً ہسپانیہ سے اٹلی پہنچ گیا یہاں اس نے سینیٹ کے ان ممبران کو جو اسکے حامی تھے شکایت کی کہ اسے ہسپانیہ میں پھینک کر جامد زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے جولیس سیزر کی خوش قسمتی کہ ان دنوں سینیٹ کی ایک سیٹ خالی ہو گئی جس پر وہ انتخاب لڑا اور سینیٹ کا ممبر بن گیا۔

سینیٹ کا ممبر بنتے ہی جولیس سیزر نے اپنی ساری کوششیں اس نقطے پر مرکوز کر دیں کہ اٹلی کا جو اعلیٰ طبقہ تھا اور جو اٹلی کی ساری زمینیں ہتھیائے ہوئے تھا ان سے فالتو زمینیں لے کر نچلے طبقے میں تقسیم کر دی جائیں پہلے اس نے سینیٹ کے بہت سے ممبران کو اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملایا پھر زمینوں کی تقسیم کا بل سینیٹ کے سامنے پیش کیا سینیٹ نے اس بل کو منظور کر لیا لہٰذا اعلیٰ طبقے سے فالتو زمین لے کر نچلے طبقے میں تقسیم کر دی گئیں جولیس سیزر کے اس کام کی وجہ سے نچلا طبقہ جولیس سیزر سے بے پناہ محبت کرنے لگا اور جو شہرت اور ناموری پمپی نے مشرق میں فتوحات حاصل کر کے کی تھی ایسی ہی شہرت اور ناموری نچلے طبقے میں زمینیں تقسیم کر کے جولیس سیزر نے حاصل کر لی تھی۔

اتنی دیر تک پمپی بھی اپنے لشکر کے ساتھ مشرقی فتوحات سے فارغ ہو کر اٹلی میں داخل ہو چکا تھا اسکی غیر موجودگی میں جولیس سیزر نے سینیٹ میں اپنے حامیوں کی تعداد خوب بڑھا لی تھی اب اٹلی کی صورت حال یہ تھی کہ سولا کی موت کے بعد بیک وقت تین حکمران اس پر حکومت کرنے لگے تھے ایک پمپی دوسرا جولیس سیزر اور تیسرا دولت و مال و متاع کا پرستار کریسس

یہ تینوں جرنیل یعنی تینوں اٹلی کے حکمران جب روم میں جمع ہو گئے تو سینیٹ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور ان تینوں کے درمیان ذمہ داریوں کو تقسیم کیا گیا پمپی کو ہسپانیہ کا

گورنر بنا کر بھیج دیا گیا جولیس سیزر کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ ایک لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہو اور وحشی گال قبائل جو گاہے بگاہے اپنی گھاتوں اور کمین گاہوں سے نکل کر رومن سرحدوں پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں نہ صرف انکی سرکوبی کرے بلکہ گالوں کو مار بھگائے۔ تیسرے جرنیل کریسس کو رومن سینیٹ نے ایشیاء کے اندر اپنے مفتوحہ علاقوں کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا تھا۔

سینیٹ کا حکم پا کر پمپی فوراً ہسپانیہ روانہ ہو گیا اندر سے وہ بھلے ناخوش تھا اسلیئے کہ وہ جانتا تھا کہ ہسپانیہ میں اسے جامد اور ساکت زندگی بسر کرنا پڑے گی اور اپنے لئے اسے کوئی اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے مواقع بہت ہی کم ملیں گے تاہم سینیٹ کے حکم کے اتباع کرتے ہوئے اس نے ہسپانیہ میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے حالات اپنے حق میں کرنا شروع کر دیئے تھے۔

دوسری طرف جولیس سیزر ایک جرار لشکر لے کر شمال کی طرف بڑھا اپنے لشکر میں اس نے یوناف اور بیوسا کو بھی شامل کر لیا تھا اسکی بیوی کورنیلیا بھی اسکے ہمراہ تھی اور رومنوں کا بڑی تیزی سے ابھرتا ہوا جرنیل مارک انتونی جولیس سیزر کے نائب کی حیثیت سے لشکر میں شامل تھا۔

جولیس سیزر اس قدر خونخواری اور دلیری کے ساتھ وحشی گال قبائل کے خلاف حرکت میں آیا کہ پے در پے گال قبائل کے لشکروں کو شکستیں دیں جب اس نے دیکھا کہ گال پوری طرح اسکے سامنے مطیع اور مفتوح ہو گئے ہیں تو اس نے گال قبائل کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرنا شروع کر دیا۔

وحشی گال جولیس سیزر کے ساتھ بڑے مانوس ہو کر اس سے محبت کرنے لگے اور اسے اپنے اندر اپنے جرنیل کی حیثیت سے پسند کرنے لگے تھے۔

اسی دوران وحشی گال قبائل کے اندر ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہونا شروع ہو گئی تھی وہ اس طرح کہ جب جولیس سیزر گال قبائل کے اندر شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل کرنے لگا تو اسکی یہ مقبولیت ایک گال سردار ورسنج تورکس کو ہرگز پسند نہ آئی اس نے اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے لوگوں کو جولیس سیزر کے خلاف بھڑکاتے ہوئے اپنے ساتھ ملانا شروع کیا اس طرح اس نے جولیس سیزر کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا اس دوران تک جولیس سیزر نے مزید مقبولیت حاصل کر لی تھی۔

وہ اس طرح کہ اپنے لشکر میں اس نے بہترین گال جنگجوؤں کو شامل کرنے کے بعد اٹلی کی حدود سے نکل کر پہلے فرانس پر حملہ کیا پھر فرانس کو فتح کرنے کے بعد یہ سوئٹزر لینڈ کی

زمین میں داخل ہوا اسے بھی اس نے مطیع اور فرمانبردار کیا پھر وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سمندر پار کر کے انگلستان میں داخل ہوا اور انگلستان کی اس وقت کی حکومت کو بھی اس نے اپنے سامنے زیر اور تنگین کر لیا تھا اس طرح یہ ساری کارروائیاں کر کے جولیس سیزر نے بے پناہ مقبولیت حاصل کر لی تھی یہ سب کچھ کرنے کے بعد اسے جب یہ خبر ملی کہ ایک گال سردار ور سنج ٹورکس بغاوت پر آمادہ ہے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے تو وہ انگلستان سے نکل کر بڑی تیزی سے اس گال سردار کی سرکوبی کیلئے بڑھا۔

کھلے میدانوں میں جولیس سیزر اور باغی گال سردار ور سنج ٹورکس کے درمیان بڑی ہولناک جنگ ہوئی جس میں جولیس سیزر کو فتح نصیب ہوئی اور باغی گال اپنی جانیں بچانے کیلئے اپنے سردار کی سرکردگی میں بھاگ کھڑے اس باغی سردار ور سنج ٹورکس نے جولیس کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد پیرس کے جنوب مشرق میں الیسیا نام کے ایک قلعے میں پناہ لے لی تھی لیکن جولیس سیزر بھی اسکے پیچھے پیچھے اس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گیا اور الیسیا کے قلعے پر حملہ کر دیا ناچار باغی گال سردار کو باہر آ کر مقابلہ کرنا پڑا جس میں اس نے شکست کھائی اور جولیس سیزر نے اس باغی گال سردار کا سر کاٹ کر رکھ دیا تھا جس قدر باغی اسکے ساتھ تھے ان سب کا بھی اس نے خاتمہ کر دیا اس طرح گال قبائل کے اندر رونما ہونے والی بغاوت کو فرو کر کے جولیس سیزر نے اپنے لئے میدان صاف اور ہموار کر لیا تھا۔

تیسری طرف رومنوں کا تیسرا جرنیل کرلیسس بحری بیڑے میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر ایشیا کی طرف روانہ ہوا تھا اسے چونکہ شام کا گورنر بنایا گیا تھا لہٰذا یہ بے حد خوش تھا چونکہ یہ دولت حاصل کرنے کا بڑا شوقین تھا اور اسے امید تھی کہ یہ اپنے اطراف میں حملہ آور ہوتے ہوئے ایشیا کی ساری دولت اپنے قبضے میں ڈھیر کر لے گا جہاں مہرداد ششم نے خود کشی کر کے رومنوں کیلئے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں وہاں اشکانی سلطنت کے اندر بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو چکی تھی۔

اور وہ اس طرح اشک باز دہم کو اسکے بیٹے مہرداد سوئم نے زہر دے کر ہلاک کر دیا اور زہر دینے کی کوئی وجہ نہیں بتائی یہ پہلا اشکانی بادشاہ ہے جو خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا اس وحشیانہ کام کے بعد اشکانی خاندانوں میں زہر خورانی اور پدرکشی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

مہرداد سوئم اپنے باپ کا خاتمہ کرنے کے بعد اشک دواز دہم کے لقب سے اشکانی سلطنت کے تاج و تخت کا وارث بنا یہ اشک حکومت سنبھالنے کے ساتھ ہی آرمینیا پر حملہ

کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا وہ چاہتا تھا کہ آذربائیجان کا علاقہ جو آرمینیا کے سابق حکمران نے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا واپس لے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یہ ایک جرار لشکر لے کر آرمینیا کی طرف روانہ ہوا ایک خوفناک جنگ کے بعد اس نے کرمان کو مسخر کر لیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

لیکن اس اشک دواز دہم کی بدقسمتی جب یہ آرمینیا پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے مرکزی شہر سے دور ہوا تو اسکی غیر موجودگی میں اس کا بھائی ارد حرکت میں آیا امرائے سلطنت کو اس نے اپنا ہمنوا بنا کر اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں خود تخت نشین ہو گیا اشک دواز دہم کو جب اپنے بھائی کی اس بدعہدی کی خبر ملی تو وہ نہایت برق رفتاری سے لشکر لئے اپنے مرکزی شہر کی طرف روانہ ہوا شہر کے باہر دونوں بھائیوں میں ایک خوفناک جنگ ہوئی چھوٹا بھائی ارد مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا مہرداد سوئم یعنی اشک دواز دہم نے دوبارہ اشکانی سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی اور ان لوگوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتارا جو اسکے بھائی ارد کی تخت نشینی کے منصوبے میں شامل تھے اس پر بھی بس نہ کی بلکہ اپنی ہیبت اور قوت دکھانے کے لئے اکثر لوگوں کو نشانہ ستم بنایا جس سے اہلیان سلطنت اور عوام سخت برگشتہ خاطر ہوئے آخرکار اسے تخت و تاج سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا اور اشکانی سلطنت کی باگ دوڑ اسکے بھائی ارد کو سونپ دی گئی لیکن اتنا ضرور ہوا کہ مہرداد کو پارس اور ارد کی حکومت سونپ دی گئی تھی۔

لیکن مہرداد سوئم اس سے مطمئن نہ ہوا آخر اس نے اپنے بھائی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن اسکے بھائی ارد نے فوج کشی کر کے اسے شکست دی مہرداد سوئم بھاگ کر شام پہنچا اور وہاں کے رومنوں کے عارضی حکمران گیبی نیوس کے ہاں پناہ لی اور مدد کی درخواست کی۔

گیبی نیلوس اسکو مدد دینے پر آمادہ ہو گیا لیکن سوئے اتفاق کہ مصر کا حکمران بطلیموس سیزدہم بھی ان ہی دنوں گیبی نیوس کے پاس آیا اسے بھی امراء نے تاج و تخت سے محروم کر دیا تھا اس نے بھی گیبی نیوس سے مدد حاصل کرنی چاہی اور اس مدد کے عوض اس بطلیموس سیزدہم نے گبی نیوس کو پچیس لاکھ پونڈ کی رقم کی پیش کش کی۔

یہ قیمتی پیش کش ایسی نہ تھی کہ اسے گیبی نیوس قبول نہ کرتا آخر مہرداد سوئم کو اسکے حال پر چھوڑ کر گیبی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ بطلیموس سیزدہم کی مدد کرنے کے لئے مصر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ مہرداد سوئم کسمپرسی کے عالم میں بابل کے قریب عرب قبائل کی پناہ میں آ گیا عربوں سے مدد حاصل کر کے اس نے بابل اور سلیوکیہ کو فتح کر لیا اور بابل میں

اقامت اختیار کر لی۔ دوسری طرف اسکے چھوٹے بھائی ارد کو جو اب اشکانیوں کا شہنشاہ تھا خبر ملی کہ اسکے بھائی نے بابل اور سلیوکیہ پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اپنے سپہ سالار سورنا کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر اپنے بھائی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مہرداد نے اپنے بھائی کے اس سپہ سالار سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی زندہ گرفتار کر لیا گیا اور بعد میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یوں مہرداد سوئم کا خاتمہ ہوا۔

مہرداد سوئم کے مارے جانے کے بعد اسکا بھائی باقاعدہ طور پر اشک سیزدہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔ ارد وہ پہلا ایرانی بادشاہ ہے جس کے عہد حکومت میں ایران رومنوں کے ساتھ کھلم کھلا جنگ کرنے پر آمادہ ہوا جسکے حالات اگلے صفحات میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ تھے وہ حالات جن میں رومنوں کا تیسرا جرنیل کولیسس اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں داخل ہوا کولیسس دولت جمع کرنے کا بڑا شیدائی تھا اور دولت کے بل بوتے پر اس نے اٹلی میں موجودہ مقام حاصل کیا تھا بظاہر یہ کولیسس پمپی اور جولیس سیزر سے بہترین تعلقات رکھتا تھا لیکن اندر ہی اندر اپنی دولت خرچ کر کے یہ اٹلی کا واحد اور ہردلعزیز حکمران بننے کی کوشش میں مصروف تھا۔

گو روم سے روانہ ہوتے وقت کولیسس کو رومن سینیٹ نے بڑی سختی کے ساتھ یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ اشکانی سلطنت پر حملہ آور نہیں ہو گا لیکن اس کا ارادہ اشکانی سلطنت کو فتح کرنے کا تھا وہ چاہتا تھا کہ ایران قدیم کے خزانے سمیٹے چنانچہ وہ فخریہ انداز میں کہتا تھا کہ دنیا دیکھے گی کہ جولیس سیزر اور پمپی کی فتوحات میری فتوحات کے سامنے بازیچہ اطفال ہوں گی وہ اکثر اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ میں اشکانیوں کے علاوہ بلخ اور ہندوستان پر بھی لشکر کشی کروں گا اور بحر و بر پر میری حکمرانی ہو گی۔

کولیسس جب شام کی حکومت سنبھالنے کیلئے روم سے روانہ ہوا تو بحری سفر کیلئے موسم موافق نہ تھا چنانچہ رومن بحری بیڑے کے کئی جہاز طوفان کی نذر ہو گئے بہرحال وہ مقدونیہ اور تھریس سے ہوتا ہوا ایشیائے کوچک پہنچ گیا سورنیا شہر پہنچ کر اس نے دریائے فرات کا رخ کیا اور ساحلی علاقوں کے ایرانی حاکم کو نیشودوتی کے مقام پر بدترین شکست دی اس جنگ میں کولیسس کو بے شمار مال و دولت ہاتھ لگا۔

ایشیا میں پہنچتے ہی کولیسس نے اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں دراصل اسے کسی نے بتا دیا تھا کہ اشکانی سلطنت کے خزانوں میں قدیم ایران کے خزانے پڑے ہوئے ہیں جو بڑے قیمتی اور بڑے نایاب ہیں اشکانی سلطنت پر حملہ آور

ہونے کیلئے کولیسس نے آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کی طرف قاصد بھجوائے کہ وہ اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ جو ماضی میں آرمینیا کے بدترین دشمن رہے ہیں لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ اسکے ساتھ آملے جواب میں آرمینیا کے حکمران ارتاواسد نے سولہ ہزار سواروں اور ہزاروں پیادہ جوانوں پر مشتمل ایک لشکر کر ۔سس کو مہیا کیا ساتھ ہی اس نے کولیسس سے یہ بھی التجا کی کہ وہ آرمینیا کے راستے اشکانی سلطنت کی طرف پیش قدمی کرے کیونکہ آرمینیا کے پہاڑی راستے رومنوں کیلئے موزوں ہونگے جبکہ اشکانیوں کیلئے یہ انتہائی ناموافق ہوں گے اس طرح رومنوں کو اشکانیوں کے خلاف جنگ میں فتوحات حاصل ہوں گی۔

لیکن کولیسس نے بین النہرین کا راستہ اختیار کیا جس سے وہ مانوس تھا دوسری طرف اشکانیوں کے حکمران ارد اول کو یقین تھا کہ کولیسس ضرور ان پر حملہ آور ہو گا اسے یہ بھی خبر تھی کہ رومن جرنیل کولیسس دولت جمع کرنے کا بے حد شوقین ہے ان حالات میں ارد اول نے کولیسس کی طرف اپنا ایک سفیر یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ اگر وہ حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کو پوری طرح تیار ہیں اور اگر وہ اپنے اختلافات دور کرنا چاہتا ہے تو ہم اتنی مروت کرنے کو آمادہ ہے کہ جو رومی اس مملکت میں اسیر ہیں انہیں ہم رہا کر دیں گے۔

کولیسس نے اس کا جواب نہایت نخوت سے دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ سلیوکیہ میں ہو گا تو تمہیں ہمارے ارادوں کا خود ہی علم ہو جائے گا یہ جواب سن کر اشکانیوں کے معمر سفیر نے اپنا ہاتھ پھیلا کر آگے کیا اور کہا اگر اس ہتھیلی پر بال اگ سکتے ہیں تم بھی سلیوکیہ پر قبضہ کر سکتے ہو ورنہ نہیں یہ کہہ کر اشکانی کا سفیر واپس چلا گیا تھا۔

اشکانی سفیر کے واپس آنے کے بعد کولیسس حرکت میں آیا اور اپنی مہم کا آغاز کیا کولیسس بیاسی ہزار فوج لے کر جس میں چالیس ہزار سوار موجود تھے دریائے فرات کو عبور کیا اس کا اصل منصوبہ یہ تھا کہ فرات کے بائیں کنارے پر چلتا ہوا وہ راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو روندتا عبور کرتا ہوا سلیوکیہ شہر پہنچ جائے گا شہر کا محاصرہ کر لے گا اور جب تک اشکانیوں کا شہنشاہ ارد اول سلیوکیہ کو بچانے کیلئے پہنچتا ہے اس وقت تک سلیوکیہ کو فتح کر کے اس پر قابض ہو چکا ہو گا۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے سلیوکیہ جانے کیلئے راستہ میں ایک عرب شیخ کا علاقہ پڑتا تھا یہ خودمختار تھا کسی کے ماتحت نہ تھا نہ یہ اشکانی سلطنت کے تحت تھا نہ ہی یہ آرمینیا کے ماتحت تھا بلکہ آزاد حکمران کی حیثیت سے اپنے علاقے میں حکومت کرتا تھا۔

تاہم اس عرب شیخ کے اشکانی حکومت کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے جب رومن جرنیل کرلیسس اس عرب شیخ کے علاقے میں داخل ہوا تو اس عرب شیخ نے اپنے آپ کو رومنوں کا ہمدرد ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ایرانی لشکر مشرق کی سمت بھاگا جا رہا ہے مناسب یہ ہو گا کہ چھوٹے سے چھوٹا راستہ اختیار کر کے ایرانی لشکر کا تعاقب کیا جائے اور اگر رومن ایسا کرتے ہیں تو وہ ضرور ایرانیوں کے خلاف کامیابی حاصل کر لیں گے یوں اس عرب شیخ نے اشکانی سلطنت کے حق میں رومن لشکر کو بہکا کر ذلیل و خوار ہونے پر مجبور کیا تھا۔

کرلیسس کے مشیروں اور چھوٹے جرنیلوں نے کرلیسس کو مشورہ دیا کہ عرب شیخ کی ہدایت پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے اور ہمیں اپنا راستہ کسی بھی صورت چھوڑنا نہیں چاہئے لیکن کرلیسس پر اپنے ان جرنیلوں اور مشیروں کے مشورے کا کوئی اثر نہ ہوا کرلیسس دراصل چاہتا تھا کہ جلد از جلد بھاگتی ہوئی ایرانی فوج پر حملہ کر کے ان کے مال و متاع کو لوٹ لے اسلئے اس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا وہی راستہ اختیار کیا جس کی نشان دہی عرب شیخ نے کی تھی۔

جس وقت رومن جرنیل دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد عرب شیخ کے بہکاوے پر صحراؤں کے اندر دھکے کھا رہا تھا اس وقت اشکانی شہنشاہ ارد اول عجیب طرح سے حرکت میں آیا اس نے رومن جرنیل کرلیسس اور اسکے لشکر کو یکسر فراموش کر دیا اور یہ بڑی برق رفتاری سے اپنا لشکر لے کر آرمینیا کی طرف بڑھا آرمینیا کے حکمران ارتا واسد نے چونکہ رومن جرنیل کرلیسس کی مدد کی تھی اور ایک لشکر بھی مہیا کیا تھا لہٰذا سب سے پہلے ارد اول نے آرمینیا کے حکمران ارتا واسد ہی کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا تھا۔

ایسا کرنے سے ارد اول کا مقصد یہ تھا کہ ارتا واسد کو کرلیسس کی حمایت سے باز رکھا جائے ارد اول جب آرمینیا پر حملہ آور ہوا تو ارتا واسد نے پہلے تو اپنا دفاع کیا آرمینیا اور اشکانی سلطنت کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں اشکانیوں کا بادشاہ ارد اول کامیاب اور غالب رہا۔ آرمینیا کے بادشاہ ارتا واسد نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلا لے گا جو اس نے کرلیسس کی حمایت میں رومنوں کے ساتھ کیا ہے۔ اسکے علاوہ ارتا واسد نے اپنی حسین و جمیل بیٹی اشکانی بادشاہ ارد اول کے بیٹے سے منسوب کر دی جس سے معاہدہ اور بھی استوار ہو گیا اس مصالحت کے بعد ارد اول نے اپنے جرنیل سورینا کو ایک بہترین لشکر مہیا کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد لق و دق صحراء میں رومن جرنیل کرلیسس کا تعاقب کرے۔

یہ اشکانی جرنیل سورینا اپنی شہرت و دولت عزت اور حسب و نسب کے لحاظ سے

دوسرے درجے کا امیر سمجھا جاتا تھا قد و قامت اور شجاعت میں بھی اشکانیوں میں اسکا کوئی ثانی نہیں تھا بادشاہ کی تاج پوشی کے موقع پر یہی اسے پٹی بندھواتا تھا یہ منصب اسے ورثہ میں ملا تھا وہ جب سفر کرتا اسکا ذاتی ساز و سامان ایک ہزار اونٹوں پر لادا جاتا تھا دو سو گھوڑا گاڑیاں اسکے حرم کیلئے مہیا کی جاتی تھیں اسی نے اشکانیوں کیلئے سلیوکیہ شہر کو فتح کیا تھا اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ رومن جرنیل کرلیسس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

کرلیسس دریائے فرات کو عبور کر کے بڑی تیزی سے دریائے بلیک کے کنارے آ پہنچا جو جاران سے تین میل کے فاصلے پر تھا دریا کو عبور کیا تو سامنے ایک لق و دق میدان نظر آیا جہاں حد نظر تک ریت ہی ریت تھی سبزہ اور درخت کہیں نام کو نہ تھے رومن لشکر بھوک پیاس سے لاچار تھا یہاں پہنچ کر ایک دوسری ہی مصیبت کا رومنوں کو سامنا کرنا پڑا وہ اس طرح کہ یہاں پر آرمینیا کے حکمران ارتا واسد کے قاصد پہنچے ارتا واسد نے نہ صرف یہ کہ اس لشکر کو واپس منگا لیا جو اس نے رومن جرنیل کرلیسس کی حمایت کیلئے بھیجا تھا بلکہ کرلیسس کو یہ بھی کہلا بھیجا کہ اشکانی شہنشاہ کے حملے کی وجہ سے وہ رومنوں کو کسی قسم کی رسد اور کمک نہیں بھیج سکتا۔

اس وقت تک عرب شیخ نے اشکانیوں کے جرنیل سورینا کو اطلاع کر دی تھی کہ رومن جرنیل کرلیسس دریائے فرات کو پار کر کے صحراء میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا اشکانی جرنیل سورنیا بھی اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو پار کر کے صحراء میں رومنوں کے پیچھے لگ گیا تھا اس دوران تک رومنوں کو بھی خبر ملی کہ اشکانی فوجیں حرکت میں آ گئی ہیں اور حملہ کرنے والی ہیں کرلیسس کا لشکر اچانک حملے کی خبر سے دہشت زدہ ہو گیا تھا بہرحال کرلیسس کے حکم پر رومن لشکر نے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں ادھر اشکانیوں نے یہ تاثر دیا کہ وہ واپسی اختیار کرنے کیلئے حرکت میں آئے ہیں چنانچہ وہ گروہ در گروہ مختلف سمتوں سے پیچھے کو ہٹے اس طرح ہٹتے ہٹتے انہوں نے رومن لشکر کے اردگرد گھیر ڈال دیا تھا اور رومنوں پر آہنی تیر برسانے لگے تھے جواب میں رومنوں نے بھی مدافعت کی لیکن ان کی کوئی بھی کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی۔

ان ہی دنوں رومن جرنیل کرلیسس کو ایک تسلی اور ڈھارس ملی وہ اس طرح کہ اس کا بیٹا جس کا نام پوبلیس تھا وہ اٹلی سے ایک ایسا لشکر لے کر اپنے باپ کی مدد کو پہنچ گیا جس میں زیادہ تر وحشی گال شامل تھے اپنے بیٹے کی آمد سے کرلیسس بڑا خوش ہوا اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ پیشتر اسکے کہ ساری فوج محصور ہو جائے دشمن کا حملہ روکنے کی کوشش کی جائے پوبلیس تیرہ ہزار سواروں اور پیادہ فوج کے دستے لے کر آگے بڑھا اشکانی

جب پیچھے ہٹے تو پوبلیس یہ سمجھا کہ دشمن جم کر لڑنا نہیں چاہتا اور پسپا ہونا شروع ہو گیا ہے لہٰذا اس نے ان کا تعاقب کیا۔

سورنیا کے سوار دفعتاً پیچھے کو مڑے اور پوبلیس کے فوجی دستے پر ٹوٹ پڑے گال نوجوان بڑی بہادری سے لڑے لیکن یہ لڑائی برابر کی نہ تھی اس میں پوبلیس کی ساری فوج تباہ ہو گئی پوبلیس خود بھی لڑتا لڑتا مارا گیا اشکانیوں نے اس کا سر کاٹ کر ایک نیزے پر بلند کیا اور ظفر مندی کے نقاروں کی صدائیں گونجنے لگیں جس سے رومنوں کی دہشت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

کرلیسس نے اپنے باقی لشکر کے ساتھ اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا ہی تھا کہ اپنے بیٹے کا کٹا ہوا سر دشمن کے نیزے پر نظر آیا اب اشکانیوں کی بھاری اسلحہ والی فوج بھی حرکت میں آ چکی تھی کرلیسس نے ہمت نہیں ہاری اور لشکر کی صفوں سے آگے بڑھ کر ساتھیوں کو خطاب کر کے وہ کہنے لگا۔

"اے اہل روما اس شکست کا ذمہ دار میں ہوں تم جب تک زندہ رہو گے تمہارے نام کی وجہ سے روما کا پر افتخار نام ہمیشہ زندہ رہے گا کوئی تم پر غلبہ نہ پا سکے گا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بدبخت باپ کے صدمے سے تمہاری آنکھیں نمناک ہیں تم میری مصیبت میں شریک ہونا چاہو تو جوش سے آگے بڑھو اور دشمن کی وحشتناک خوشیوں کو ان سے چھین لو میری بدبختی سے تمہیں ملول نہ ہونا چاہیے اگر کوئی شخص کسی عظیم مقصد کو حاصل کرنا چاہئے تو اسے ناموافق صورتحال کو بھی برداشت کرنا چاہیے قوموں کو اپنے قومی ناموس کو بچانے کیلئے ایسی قربانیاں دینا ہی پڑتی ہیں رومنوں کو جو عظمت اب حاصل ہے وہ مال کی اقبال مندی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس شجاعت اور دلیری کی وجہ سے جسے ہم نے ہر بدبختی کے موقع پر بھی نہ چھوڑا تھا لہٰذا میرا تم سے یہی مشورہ ہے کہ آگے بڑھو اور اپنی پوری ہمت اور جرات سے ان ایرانیوں پر ٹوٹ پڑو"۔

آخر رومن نعرۂ جنگ بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے اشکانیوں کے ہلکے اسلحہ والے سوار رومن لشکر کے پہلوؤں پر ٹوٹ پڑے اور تیروں کی بارش کرنے لگے سوار نیزوں سے پے بہ پے حملے کر کے رومنوں کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ سب ایک جگہ جمع ہونے پر مجبور ہو جائیں رومن بھی دشمنوں کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے اسلئے نہیں کہ اشکانیوں کو ہلاک کریں بلکہ اسلئے کہ اپنے جرنیل کرلیسس کے حکم کا اتباہ کرتے ہوئے اپنے جسموں پر گہرے زخم کھا کر اپنے جرنیل کے سامنے جاں نثاری کا اظہار کریں۔

اتنے میں سورج غروب ہوا اور شام کی تاریکی بڑھنے لگی اور فوجیں میدان جنگ چھوڑ

کر لشکر گاہوں کی طرف روانہ ہوئیں یہ رات کرلیسس اور اسکے سپاہیوں کیلئے قیامت کی رات تھی وہ یہ سوچنے لگے تھے کہ رات کی تاریکی میں کہیں منتشر ہو جائیں یا صبح محشر کا انتظار کریں آخر کرلیسس کے دو نائبوں نے مشورے کیلئے مجلس بلائی اور یہ مشورہ کیا کہ رات کو سفر کر کے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جانا چاہئے انکے فیصلے پر کرلیسس نے بھی سر تسلیم خم کر دیا اور زخمیوں کو وہیں میدان جنگ میں چھوڑ کر آدھی رات کو کرلیسس اپنے لشکر کے ساتھ حران شہر پہنچ گیا۔

رومن اشکانیوں کی وجہ سے کچھ ایسے دہشت زدہ تھے کہ بجائے اسکے کہ وہ حران کے مضبوط قلعے میں ٹھہر کر کچھ دیر ستا لیتے بلکہ انہوں نے حران میں بھی قیام نہ کیا کچھ مقامی رہنماؤں کی راہنمائی میں آگے بڑھنے اور راہنما کی غلطی سے وہ ایک پہاڑی نشیب میں پہنچ گئے جہاں تھوڑی ہی دیر بعد اشکانی لشکر کے ہراول دستوں نے انہیں آن گھیرا لیکن رومنوں نے جوابی حملہ کر کے اشکانی لشکر کے ان ہراول دستوں کو نہ صرف یہ کہ شکست دی بلکہ انہیں وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

رومن جرنیل کرلیسس اب اپنے لشکر کے ساتھ ایک نشیبی علاقے میں تھا وہ وہاں سے ہلنا بھی نہیں چاہتا تھا اسلئے کہ اسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے پیش قدمی شروع کی تو اشکانی حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کر دیں گے لیکن وہ اس نشیبی علاقے میں بھی اپنے لئے خطرات محسوس کر رہا تھا وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اشکانیوں نے چاروں طرف سے اس نشیبی علاقے پر حملہ کر دیا تو ایک ایک رومن کو وہ چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیں گے اس صورتحال سے اشکانی جرنیل سورینا نے بھی پورا پورا فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

سورنیا نے یہاں اپنی کامیابی کیلئے مصالحت کی تجویز پیش کی اور کرلیسس کو اشکانی لشکر گاہ میں آنے کی دعوت دی تاکہ دونوں جرنیل مل بیٹھ کر صلح کا کوئی راستہ اختیار کر لیں۔ کرلیسس کو دشمن کی بات پر بھروسہ تو نہ تھا لیکن چونکہ اسکے لشکر کی حالت انتہائی ابتر تھی اور پھر وہ اس نشیبی علاقے میں زیادہ عرصے تک اپنے لشکر کے ساتھ قیام بھی نہیں کر سکتا تھا اسلئے کہ وہاں خوراک اور پینے کا پانی مہیا ہونے کا خاطر خواہ انتظام بھی نہیں تھا دوسرے یہ کہ رومن سپاہیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مصالحت کی پیش کش کو قبول کر لینا چاہئے آخر کرلیسس بھی بادل ناخواستہ رضامند ہو گیا اور اشکانی لشکر میں جا کر اشکانیوں کے جرنیل سورنیا سے صلح سے متعلق گفتگو کرنے پر وہ آمادہ ہو گیا تھا۔

جو ایرانی رومن جرنیل کرلیسس کو اپنے لشکر میں لے جانے کیلئے آئے انہوں نے [illegible] کرلیسس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اپنے جرنیل کے قتل ہونے پر

رومن لشکر منتشر ہو گیا اس صورت حال سے اشکانی جرنیل سورنیا نے پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ بڑی شدت سے رومنوں پر حملہ آور ہوا تقریباً بیس ہزار رومنوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا باقی کے بیس ہزار دریائے فرات کے کنارے کنارے بھاگنے کے بعد واپس اٹلی کی طرف چلے گئے تھے۔

رومن جرنیل کریسس کے ساتھ اشکانی جرنیل سورنیا کی اس فتح سے بین النہرین سے دریائے فرات کا سارا علاقہ رومنوں سے چھن کر اشکانیوں کے تصرف میں آگیا تھا اور آرمینیا سے بھی کچھ عرصہ کیلئے رومن اثر و نفوذ ختم ہو گیا تھا مشرقی ممالک اس فتح سے بہت متاثر ہوئے یہاں تک کہ یہودی جو کریسس کی ہوس زر کی وجہ سے رومنوں سے متنفر تھے رومنوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اب صورتحال ایسی تھی کہ اشکانی آگے بڑھتے تو تمام ایشیائے کوچک کے علاوہ وہ رومنوں کے علاقوں یعنی فریگیا اور کیلیکیا پر بھی قابض ہو سکتے تھے لیکن فتح کا یہ قدرتی نتیجہ حاصل نہ ہو سکا اسلئے کہ اشکانی بادشاہ ارد اول ایک بہترین فاتح کا سا جذبہ اور عزم نہ رکھتا تھا۔

سورنیا کی اس فتح نے اشکانی سلطنت کا سر اونچا کیا تھا اور فاتح حران کو قومی اعزاز اور احترام کا مستحق قرار دیا جانا چاہئے تھا اس فتح سے اشکانی جرنیل سورنیا کی ہردلعزیزی میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا اشکانی بادشاہ ارد اول کو چاہئے تھا کہ سورنیا کی خوب عزت افزائی کرتا لیکن برعکس اسکے ارد اول کو سورنیا سے حسد پیدا ہو گیا اور اس سے خوفزدہ بھی ہوا اسے خدشہ تھا کہ اگر سورنیا زیادہ ہی مقبول ہو گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے تاج و تخت سے ہی محروم کر دے لہٰذا اندر ہی اندر اشکانی بادشاہ ارد اول سورنیا کے خلاف حرکت میں آیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اسے کس طرح مارا گیا اسکے متعلق تاریخوں میں کوئی خاص ذکر نہیں ملتا تاہم یہ اشارہ ملتا ہے کہ اسے گرفتار کر لیا گیا اسے کسی وقت سونے نہیں دیا جاتا تھا اور اسکی یہی بے خوابی موت کا سبب بن گئی تھی۔

دوسری طرف رومنوں کے جرنیل پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان اندر ہی اندر ایک سرد اور طویل جنگ کی ابتداء ہو چکی تھی وہ اس طرح کہ جب پمپی کو یہ خبریں پہنچیں کہ اسکے حریف اور واحد دشمن جولیس سیزر نے شمال میں گالوں کے خلاف بے پناہ کامیابیاں حاصل کی ہیں اور یہ کہ وہ گالوں کے خلاف یلغار کرتا ہوا نہ صرف فرانس اور سوئٹزر لینڈ میں داخل ہوا بلکہ آگے بڑھ کر انگلستان کے حکمرانوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے جولیس سیزر کی ان فتوحات نے اسے اٹلی میں بے حد ہردلعزیز اور صاحب عزت و تکریم جرنیل بنا کر رکھ دیا تھا یہ ساری خبریں جب پمپی کو پہنچیں تو وہ فکرمند ہوا اس نے سوچا کہ

اگر جولیس سیزر نے شمال میں اسی طرح اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا تو ایک روز ایسا آئے گا کہ لوگ اسے پمپی پر ترجیح دینا شروع کر دیں گے اور آخرکار اسے اٹلی کا حکمران تسلیم کر لیں گے۔

ان خیالات نے پمپی کو چوکنا کر کے رکھ دیا تھا وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ اسپین میں ہے اسکی زندگی جامد رہے گی اور یہ کہ دن بدن اسکی شہرت میں کمی ہو گی۔ لہٰذا اس نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ اسپین سے اس نے بے شمار دولت جمع کی اور اپنے لشکر کا ایک حصہ اس نے ساتھ لیا اور کسی کو بتائے اور خبر کئے بغیر وہ اسپین سے اٹلی میں داخل ہوا اسپین سے پمپی جو دولت کے انبار ساتھ لے کر آیا تھا اسے اٹلی میں استعمال کرتے ہوئے اس نے لوگوں کی نظروں میں ہردلعزیز بننے کی کوششیں شروع کر دی تھیں سب سے پہلے اس نے جو کام کیا وہ یہ کہ اس نے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ خریدا اور اسکے اندر ایک تھیٹر تعمیر کیا یہ تھیٹر کوہستانی سلسلوں سے بھاری بھاری پتھر منگوا کر تعمیر کیا گیا اور اس جیسا بڑا خوشنما اور خوبصورت تھیٹر اس سے پہلے روم میں موجود نہیں تھا۔

یہ تھیٹر اس قدر بڑا تھا کہ بیک وقت اس میں چالیس ہزار تماشائی بیٹھ کر لطف اندوز ہو سکتے تھے اس تھیٹر کا افتتاح بڑی شایان شان طریقے سے کیا گیا روم کی سینیٹ کے ممبران کو طلب کیا گیا تھا جنھوں نے اس تھیٹر کی افتتاحی تقریب میں حصہ لیا اس تھیٹر میں ایکٹروں کے طنز و مزاح اور کھیلوں کے علاوہ پمپی نے لوگوں کو خوش کرنے کیلئے ایک اور خطرناک کھیل کی بھی ابتداء کی اور وہ اس طرح کہ اس نے افریقہ کے جنگلوں سے بے شمار گینڈے ہاتھی شیر ببر اور دوسرے درندے منگوائے ساتھ ہی اس نیلیبیا کی سرزمین سے ایسے شکاری بھی منگوائے جو بڑی رغبت اور خوشی سے درندوں کا شکار کیا کرتے تھے جو تھیٹر اس نے تعمیر کیا تھا اس تھیٹر کے جس حصے میں ایکٹر اپنے کارہائے نمایاں انجام دیا کرتے تھے اسکے ساتھ ہی اس نے ایک دوسرا بہت بڑا پلیٹ فارم تعمیر کرایا جس کے سامنے لوہے کے جنگلے نصب کر دیئے گئے یہ پلیٹ فارم اتنا بڑا تھا کہ اسکے اندر گھڑ سوار آزادانہ طور پر اپنے گھوڑوں کو دوڑا سکتے تھے۔

لوہے کے جنگلوں سے گھرے ہوئے اس تھیٹر میں پمپی ایک خاص پروگرام کے تحت گینڈے ہاتھی شیر اور دوسرے درندے چھوڑتا اور لیبیا سے منگائے گئے شکاریوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کراتا یہ مقابلے گھنٹوں تک جاری رہتے اور روم کے لوگ ان سے بڑے لطف اندوز اور محظوظ ہوتے۔

شروع کے چند ہی دنوں کے مقابلوں میں بے شمار گینڈے اٹھارہ ہاتھی اور تقریباً پانچ سو

افریقن شہر ان لیبین شکاریوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے لیبیا کے یہ جنگجو شکاری ایسے ہولناک اور خوفناک تھے کہ اپنے گھوڑوں سے اتر کر شیروں اور ہاتھیوں اور گینڈوں پر ٹوٹ پڑتے گھنٹوں تک وہ ان کے ساتھ جنگ کرتے اور آخرکار درندوں گینڈوں اور ہاتھیوں کو ہلاک کر کے رکھ دیتے ان کے ان مقابلوں سے روم شہر کے لوگ بے حد لطف اندوز ہوتے اس طرح لوگوں کیلئے یہ تھیٹر تعمیر کر کے پمپی ان میں دن بدن ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت سے بڑی تیزی سے کے ساتھ ابھرنے لگا تھا۔

اٹلی کی سینیٹ نے بہت جلد یہ محسوس کر لیا کہ پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان طاقت اور قوت پکڑنے کا ایک مقابلہ شروع ہو گیا ہے اور انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو رومن دو حصوں میں بٹ کر تباہ و برباد ہو جائیں گے لہٰذا رومنوں کی سینیٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ پمپی اور جولیس سیزر دونوں ہی اپنے اپنے لشکروں کی کمانداری سے دستبردار ہو جائیں اور ملک کی باگ ڈور خود سینیٹ چلائے گی جس وقت اٹلی میں یہ کھچڑی پک رہی تھی جولیس سیزر نے اپنے عزیز اور رشتے دار مارک انتونی کو روم بھجوایا تاکہ وہ وہاں رہ کر جولیس سیزر کے مفادات کی نگرانی کرتا رہے۔

جس وقت سینیٹ نے یہ حکم دیا کہ پمپی اور جولیس سیزر دونوں وہیں اپنے اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار ہو جائیں۔ پمپی نے خوب دولت خرچ کر کے سینیٹ کے اکثر ممبران کو اپنے ساتھ ملا لیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اگر اپنے لشکر کی کمانداری ترک کر دے اور اس موقع پر کوئی قوت یا بیرون حکمران اٹلی پر حملہ آور ہو جائے تو کون اٹلی کا دفاع کرے گا۔ لہٰذا اس پابندی سے پمپی کو معاف کر دیا گیا اور جولیس سیزر کیلئے یہ حکم جاری کیا گیا کہ وہ فوراً اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار ہو جائے۔ سینیٹ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر جولیس سیزر اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار نہیں ہوتا تو اسے وطن دشمن قرار دے کر اسکے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے اور جو بھی اسکے حمایتی اور طرف دار ہوں انہیں قتل کر دیا جائے۔

ان حالات میں مارک انتونی جو جولیس سیزر کا رشتہ دار تھا۔ روم سے بھاگ کر واپس شمالی علاقوں میں جولیس سیزر کی طرف چلا گیا اور روم میں رونما ہونے والے سارے حالات سے اسے آگاہ کر دیا۔ یہ خبریں حاصل ہونے کے بعد جولیس سیزر نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ کیا اسے لشکر کی کمانداری ترک کر کے اپنے آپ کو روم میں بیٹھے اپنے دشمنوں کے حوالے کر دینا چاہئے تاکہ وہ اسے قتل کر دیں یا صلیب پر چڑھا دیں۔ اس پر اسکے لشکریوں نے کہا کہ اسے لشکر کی کمانداری ترک نہیں کرنی چاہیے بلکہ لشکر کے

ساتھ روم کی طرف بڑھنا چاہئے۔

اپنے لشکر کی مکمل حمایت حاصل ہونے کے بعد جولیس سیزر نے یوناف مارک انتونی اور لیپڈیوس کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ جب یہ تینوں اسکے خیمے میں آئے تو جولیس سیزر تھوڑی دیر تک بڑے غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیو' میرے صاحبو جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو میں اپنے لشکر سے مشورہ کر چکا ہوں اور میرے ہر لشکری کی یہ خواہش ہے کہ مجھے روم کی طرف پیش قدمی کرنی چاہئے اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہیں کرنا چاہئے۔ تم جانتے ہو کہ میرا حریف میرا پیدائشی دشمن پمپی اس وقت روم شہر کے لوگوں اور سینیٹ پر حاوی ہونے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اگر میں لشکر سے دست بردار ہو کر سینیٹ کا حکم مانتے ہوئے روم جاتا ہوں۔ تو مجھے امید ہے کہ پمپی اور اسکے حواری مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور میں اپنے دشمنوں کے ہاتھوں بدترین موت نہیں مرنا چاہتا۔ اب تم تینوں مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

جولیس سیزر کے اس سوال پر مارک انتونی لیپڈیوس اور یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر یوناف بولا اور جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو جولیس سیزر تم نے ایک بہت اچھا کام کیا ہے۔ کہ شمالی علاقوں کے ان وحشی گال قبائل کے خلاف غلبہ حاصل کرنے کے بعد تم نے ان سے اچھا سلوک کیا ہے۔ اب وہ تم سے محبت کرنے لگے ہیں اور تم انکے ایک پسندیدہ جرنیل ہو۔ گال ہر مشکل وقت میں تمہارا ساتھ دیں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنے لشکر کے ساتھ فی الفور تم روم کی طرف پیش قدمی کرو۔ یاد رکھو کہ اگر تم نے دیر کی تو پمپی تمہارے خلاف روم میں اپنا محاذ مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پھر شاید تمہیں کبھی بھی روم میں داخل ہونا نصیب نہ ہو۔ بلکہ الٹا پمپی ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے تمہارے تعاقب میں لگ جائے گا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تم تمہارا خاتمہ نہیں کر دیتا۔ اس وقت پمپی لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگا ہوا ہے اور انہی ہی دنوں تم اگر اپنے لشکر کے ساتھ دندناتے ہوئے روم میں داخل ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پمپی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہوا تو جولیس سیزر نے اس بار لیپڈیوس اور مارک انتونی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میرے دونوں صاحبو تم بھی کچھ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر لیپڈیوس بولا اور کہنے لگا۔ ہم دونوں نے کیا کہنا ہے۔ ہم دونوں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ یوناف نے کہا ہے یہی درست اور صحیح ہے۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ

یوناف نے میرے اور مارک انتونی کے خیالات کی بھی ترجمانی کر دی ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر وقت برباد نہیں کرنا چاہئے ہمیں فوراً روم کی طرف پیش قدمی کر کے حالات کو اپنی گرفت میں لے لینا چاہئے جولیس سیزر کو یوناف لیپڈیوس کا یہ مشورہ بے حد پسند آیا۔ لہٰذا وہ پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرے صاحبو اگر یہ معاملہ ہے تو پھر کل ہی ہم یہاں سے روم کی طرف کوچ کریں گے۔ اس طرح اپنے لشکر اور اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد دوسرے روز جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ شمالی علاقوں سے روم کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف پمپی اور اس کے حمایتی سینیٹ کے ممبران کو جب خبر ہوئی کہ جولیس سیزر انتہائی خونخواری کے عالم میں اپنے لشکر کے ساتھ روم کا رخ کر رہا ہے تو وہ بڑے فکرمند ہوئے۔ پمپی جانتا تھا کہ وہ ان حالات میں جولیس سیزر پر قابو نہیں پاسکتا اس لئے کہ اس کے لشکر کا زیادہ حصہ اسپین میں تھا۔ چھوٹا سا لشکر اس کے ساتھ روم میں تھا۔ جو وہ اسپین سے اپنے ساتھ لے کے آیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے حمایتی سینیٹر بھی فکرمند ہیں تو وہ اور زیادہ دل شکستہ ہوگیا۔ جوں جوں یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ جولیس سیزر نزدیک آتا جارہا ہے۔ توں توں جولیس سیزر کے مخالف اور پمپی کے حمایتی سینیٹ کے ممبران ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے لگے تھے۔ آخر کار پمپی بھی حرکت میں آیا اور چھوٹا سا وہ لشکر جو وہ اسپین سے لے کر آیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ روم سے بھاگ کر اسپین چلا گیا تھا۔

روم پہنچتے ہی جولیس سیزر کو جب خبر ہوئی کہ اس کے مخالف ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں اور اس کا حریف اور دشمن پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اسپین بھاگ گیا ہے۔ تو اس نے سارے اٹلی کا نظم و نسق اپنے رشتہ دار مارک انتونی کے حوالے کیا جبکہ روم شہر کی حفاظت اور انتظام اس نے لیپڈیوس کی ذمہ داری پر چھوڑا۔ خود اپنے لشکر کے ساتھ وہ روم سے نکل کر اسپین کی طرف روانہ ہوا۔ پمپی کو جب خبر ہوئی کہ جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کررہا ہے تو اس نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ جوں ہی جولیس سیزر ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کر کھڑا ہوگیا۔ دونوں جرنیلوں اور لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں پمپی کو بدترین شکست ہوئی اور پمپی اپنے لشکر کے ساتھ یونان کی طرف بھاگ گیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ جولیس سیزر واپس روم آیا۔ اس نے صرف گیارہ دن روم میں قیام کیا۔ اس دوران اس کی حیثیت ایک ڈکٹیٹر اور اور ایک آمر کی سی تھی لیکن اس نے

بہترین اصلاحات بھی کیں۔ اس کے دشمن سولا کے دور میں جن لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تھیں۔ ان کی ناصرف اس نے خوب مدد کی بلکہ ان کی خوب حوصلہ افزائی بھی کی۔ اس کے علاوہ سینیٹ کے وہ ممبران جو اس کی آمد کے خوف کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ ان کے لئے اس نے عام معافی کا اعلان کردیا۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور سینیٹ کے سارے ممبران واپس آگئے اور سب نے متحدہ طور پر جولیس سیزر کو اٹلی کا سربراہ تسلیم کر لیا۔ اٹلی کے حالات اپنے حق میں کرنے کے بعد اٹلی کا نظم و نسق ایک بار پھر جولیس سیزر نے مارک انتونی اور لیپڈیوس کے حوالے کیا اور دوبارہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس بار اس کا رخ یونان کی طرف تھا۔ جہاں پمپی اٹلی پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ کرتا جارہا تھا۔ جولیس سیزر جانتا تھا کہ جب تک وہ پمپی کا خاتمہ نہیں کردیتا اس وقت تک وہ چین سے اٹلی میں حکومت نہیں کرسکے گا۔ جولیس سیزر چونکہ اب بلا شرکت غیرے رومنوں کا حکمران تھا لہٰذا اپنی انفرادیت کو قائم رکھنے کے لئے اس نے شہنشاہ یا ڈکٹیٹر کہلانے کے بجائے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ جولیس سیزر پہلا رومن حکمران تھا۔ جس نے قیصر کہلوانا شروع کیا۔ اٹلی میں حالات اپنے حق میں مکمل طور پر درست کرنے کے بعد اس نے اپنے دونوں دست راست یعنی مارک انتونی اور لیپڈیوس کو روم میں ملکی امور کی نگرانی پر چھوڑا اور خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور پمپی کی سرکوبی کرنے کے لئے وہ یونان کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف پمپی کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ جولیس سیزر بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا یونان میں قیام کے دوران اپنے لشکر میں یونانیوں کو بھرتی کرتے ہوئے اس نے اپنے لشکر کی تعداد خوب بڑھالی تھی۔ اس نے اپنے جاسوس بھی ادھر ادھر پھیلا دیئے تھے۔ جنھوں نے پمپی کو یہ خبر دی کہ جولیس سیزر کس قدر لشکر لے کر پمپی کے مقابلے پر آرہا ہے۔ پمپی نے جب جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ جولیس سیزر جو لشکر اس کی سرکوبی کیلئے لے کر آرہا ہے۔ اس سے کئی گنا زیادہ لشکر پمپی کے پاس ہے۔ یہ بات پمپی کے لئے اطمینان کا باعث تھی۔

تاہم اس کے باوجود پمپی نے اپنے تیز رفتار قاصد اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی طرف روانہ کئے اور جولیس سیزر کے خلاف اس سے مدد طلب کی۔ اشکانیوں کا شہنشاہ ارداول گو دلی طور پر پمپی سے نفرت کرتا تھا۔ لیکن وہ صرف اس شرط پر کمک دینے پر آمادہ ہوگیا کہ سوریا کے علاقے پر اشکانی حکومت کا حق تسلیم کیا جائے۔ پمپی کو یقین تھا کہ یونان میں چونکہ اس نے بہت بڑا لشکر جمع کرلیا ہے اور وہ اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی مدد کے

بغیر بھی جولیس سیزر کو شکست دے سکتا ہے لہٰذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی یہ شرط قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ارداول اور پمپی کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ نہ ہوسکا۔

دوسری طرف جولیس سیزر بڑی تیزی سے اپنے بحری بیڑے کو لے کر یونان کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اب لوگ زیادہ تر اسے جولیس سیزر کے بجائے قیصر کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ کیونکہ یہ رومنوں کا پہلا حکمران تھا جس نے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جولیس سیزر یونان کی بندرگاہ اپیروس پر لنگر انداز ہوا۔ ایک روز اسی بندرگاہ پر قیام کرنے کے بعد دوسرے روز اپنے لشکر کو لے کر یہ پمپی کے تعاقب میں نکلا دونوں لشکر جب ایک دوسرے کے سامنے آئے تو پمپی کا لشکر تعاداد میں جولیس سیزر کے لشکر سے دگنے سے بھی زیادہ تھا۔

ڈراکیوم کے مقام پر دونوں لشکروں کا ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہوا اور دونوں ہی ایک دوسرے پر اپنے ازلی دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ جنگ کے شروع میں ہی پمپی کا پلا بھاری تھا اس لئے کہ اس کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی۔ لہٰذا ڈراکیوم کے مقام پر تھوڑی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ رومن ایک دوسرے کو کاٹتے رہے۔ یہاں تک کہ جولیس سیزر کو ڈراکیوم کے مقام پر بدترین شکست ہوئی اور یہ یونان کے جنوب مشرقی حصوں کی طرف اپنے لشکر کو لے کر بھاگ گیا تھا۔

دوسری طرف پمپی خود بھی جولیس سیزر سے خوفزدہ تھا اس نے جولیس سیزر کو شکست دینے کے بعد اس کا تعاقب نہیں کیا وہ خوفزدہ اور ڈرا ہوا تھا کہ اگر جولیس سیزر نے سنبھل کر پھر اس پر حملہ کر دیا تو کہیں اس کا یہ حملہ اس کی شکست ہی کا باعث نہ بن جائے لہٰذا اس نے جولیس سیزر کو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ جانے دیا پمپی کا یہی عمل اس کی تباہی اور بربادی کا باعث بن گیا اس لئے کہ یونان کے جنوب مشرقی حصوں کی طرف جانے کے بعد جولیس سیزر نے پھر اپنے لشکر کو سنبھالا دیا۔ یونانیوں پر بے تحاشا دولت خرچ کر کے انھیں اپنے لشکر میں شامل کیا اور اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد وہ پمپی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کر چکا تھا

دوسری طرف پمپی کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ جولیس سیزر نے نا صرف اپنی قوت بحال کر لی ہے بلکہ اس نے اپنے لشکر میں بھی اضافہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ اس کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ لہٰذا اس نے بھی اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ تسلی کے مقام پر پڑاؤ کیے رہا۔ دوسری طرف اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد

جولیس سیزر نے تسلی کی طرف پیش قدمی کی۔ تسلی سے باہر کھلے میدانوں میں ایک بار پھر پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی گو پمپی کے لشکر کی تعدادا جولیس سیزر کے لشکر سے زیادہ تھی پھر بھی اس بار جولیس سیزر نے پمپی کو بدترین شکست دی۔ اس جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد پمپی اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ مصر کی طرف بھاگا۔ اس کا ارادہ تھا کہ مصر کے حکمران بطلیموس کے ہاں پناہ لے کر پھر طاقت اور قوت پکڑے گا اور ایک بار پھر وہ جولیس سیزر سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ دوسری طرف جولیس سیزر نے دم نہ لیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھی پمپی اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں بڑی برق رفتاری سے مصر کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

مصر کا حکمران بطلیموس ان دنوں عجیب کشمکش اور مصیبت میں مبتلا تھا۔ اور یہ مصیبت اس کی اپنی بہن قلوپطرہ تھی۔ یہ لڑکی بلا کی حسین پرکشش اور خوبصورت تھی لوگ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے اسے چاہتے تھے اور یہ اپنے مصری عوام میں بے حد ہردل عزیز بھی تھی اس کے باپ کو خطرہ تھا کہ اگر قلوپطرہ مصر کے تاج و تخت کی دعویدار بن کر اٹھ کھڑی ہوگی۔ لہٰذا قلوپطرہ کی شادی اس کے بھائی کے ساتھ کر دی گئی تھی۔ اور جواب میں اس کا بھائی اس کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مصر کے تاج و تخت سے قلوپطرہ کے حق میں دستبردار ہوگیا تھا۔ لیکن یہ بھائی زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا اور مرگیا۔ اس کے بعد اس قلوپطرہ کی شادی اس کے دوسرے بھائی سے ہوئی۔ پہلے کی طرح یہ بھائی بھی اس کا شوہر بننے کے بعد مصر کے تاج تخت سے اس کے حق میں دست بردار ہوگیا تھا لیکن قلوپطرہ اپنے اس بھائی کو پسند نہ کرتی تھی اس نے اسے شوہر کی حیثیت سے قبول نہ کیا۔ لہٰذا دونوں بہن بھائی کے درمیان تاج و تخت کے حصول کے لئے ایک جھگڑا اور اندر ہی اندر ایک کشمکش جاری تھی۔ جس طرح اشکانی سلطنت میں ہر اشکانی حکمران کو اشک کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ مصر میں یونان کی اس حکومت کا اولین حکمران بطلیموس ہی تھا جو سکندراعظم کا جرنیل تھا لہٰذا اس کے حوالے سے ہر حکمران بطلیموس ہی کہلاتا تھا۔

قلوپطرہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے بطلیموس نے پمپی اور جولیس سیزر کے اس تنازعے سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ وہ جانتا تھا کہ یونان میں تسلی کے مقام پر پمپی جولیس سیزر ایک فاتح کی حیثیت سے اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ لہٰذا اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ جوں ہی پمپی مصر میں داخل ہوا۔ بطلیموس اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ اس کے تعاقب میں جب جولیس سیزر مصر میں داخل ہوا تو اس بطلیموس نے پمپی کا کٹا ہوا سر جولیس سیزر کے سامنے پیش کر دیا۔ بطلیموس کی

اس کارگزاری سے جولیس سیزر بے حد خوش ہوا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے مصر میں قیام
کرلیا۔ اب کوئی قوت اور طاقت ایسی نہ تھی جو اس کے لئے خطرہ بن سکتی تھی لہٰذا وہ چند
روز مصر میں قیام کر کے اپنے لشکریوں کو آرام فراہم کرنا چاہتا تھا اس کے بعد وہ واپس روم
جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن قدرت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا اس قیام کے دوران ایک
انقلاب اور تبدیلی رونما ہوئی۔

اور وہ اس طرح کہ جولیس سیزر کا سامنا ایک روز مصر کے شاہی محل میں قلوپطرہ سے
ہوا جونہی جولیس سیزر نے قلوپطرہ کو دیکھا وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ قلوپطرہ کا نازک جسم
حلاوتوں کی تمناؤں' کلیوں کی کشش اور پھولوں کی انکساری سے بھرپور تھا اس کے حسین
بازو' اس کا شگفتہ چہرہ' سیاہ گیسو اس کی نشیلی آنکھیں دراز مہین پلکیں' اس کے مسکراتے
لب' گلاب عارض جھلمل نگاہیں شبنمی ادائیں اس کا دھڑکتا سینہ مہکتی سانسیں اسے تمام
شوخی و بجلی تمام مستی و جادو ہمہ ترنم ہمہ نزاکت بنائے ہوئے تھے۔ قلوپطرہ نے دیکھا کہ
جب جولیس سیزر بڑی محویت بڑے انہماک سے اسے دیکھے جارہا ہے تو وہ پہلی بار بولی اور
اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میں مصر کی شہزادی قلوپطرہ ہوں شاید آپ مجھے جانتے ہوں
گے اگر نہ جانتے ہوں تو میرا نام تو ضرور سن رکھا ہوگا۔اس پر جولیس سیزر چونک کر بولا میں
نے تمہارا نام بھی سن رکھا ہے۔ اور تمہیں جانتا بھی ہوں۔ تمہارے حسن تمہاری جان
لیوا اداؤں تمہاری خوبصورتی تمہارے جذب و کشش کی جو تعریف میں نے سن رکھی تھی تم
اس سے کہیں زیادہ زور آور ثابت ہوئی ہو۔ اس پر قلوپطرہ بڑی بے اعتنائی سے کہنے لگی
میں نے اپنی ان خوبیوں کا کبھی جائزہ نہیں لیا شاید ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو۔

قلوپطرہ کے گفتگو کرتے وقت جولیس سیزر کو یوں لگا جیسے اس کے عارضوں کی شکریل
صلاحیتیں اور اس کے ہونٹوں کی سرخی گلاب کی پتی پتی کی طرح کمرے کی اس فضا میں بکھر
گئی ہو۔ اس سے قلوپطرہ کی نظروں میں بجلیاں تھیں وہ موج لرزاں میں مقید عکس کی طرح
دکھائی دے رہی تھی ۔ اس کی کشادہ جبیں بلند قامتی اس کی شخصیت میں بے پناہ اضافہ کر
رہی تھیں۔ اس سے وہ جولیس سیزر کو یاس کے اژدہام میں ایک حشر انگیزی گھری رات کی
رگوں میں کنواری فصلوں کی خوشبو ہر مست فضاؤں میں بربط کا نشیلا بجاؤ اور صبح فطرت کی
تجلی میں کونپل کونپل مسکراہٹ تتلی تتلی رقص اور شبنم بھری رات کے غضب ناک لمحوں
میں سمتوں کو بے سمت اور وقت کو معطل کرنے والی ایک طاقت ایک قوت ایک روشنی
ایک کرن لگی تھی۔ اس لئے کہ قلوپطرہ کی ہر ادا میں قیامت اس کی ہر حرکت میں
قہرو انیت تھی۔

جولیس سیزر جب کافی دیر تک یونہی توجہ اور انہماک سے قلوپطرہ کی طرف دیکھتا رہا تو
قلوپطرہ نے پوچھا کیا بات ہے تم کیا دیکھتے ہو۔ اس پر جولیس سیزر چونک کر بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ قلوپطرہ تیری شخصیت ہی ایسی ہے کہ ہر دیکھنے والا اس میں ڈوب کر رہ جاتا ہے اور وہ
اپنی ذات تک کو فراموش کر دیتا ہے اس پر قلوپطرہ پھر بولی اور کہنے لگی شاید تمہیں خبر ہوگی
کہ مصر کی حکومت کے سلسلے میں میرے اور میرے بھائی کے درمیان اختلافات ہیں اس پر
جولیس سیزر بولا اور کہنے لگا کہ شاید وہ صرف تمہارا بھائی ہی نہیں تمہارا شوہر بھی ہے اس
پر قلوپطرہ جھٹ سے کہنے لگی کبھی وہ شوہر تھا اب صرف وہ میرا بھائی ہے اس کے ساتھ جو
شوہر کا تعلق تھا میں نے اسے منقطع کر دیا ہے اب وہ صرف میرا بھائی ہے اور میرے اس
کے درمیان اقتدار کے سلسلے میں جو تنازع چل رہا ہے وہ ابھی تک حل طلب ہے جواب
میں جولیس سیزر پھر بولا اور کہنے لگا۔

تمہارے بھائی بطلیموس سے مل کر اور اس سے گفتگو کرنے کے بعد میں نے تم دونوں
بہن بھائی کے درمیان حکومت کے سلسلے میں ایک فیصلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اب
میں تمہیں دیکھ کر اپنے اس ارادے کو تبدیل کر چکا ہوں پہلے میرا فیصلہ شاید تمہارے بھائی
کے حق میں جاتا لیکن اب میرے سارے فیصلے تمہارے حق میں جائیں گے مصر کی حکومت
کے سلسلے میں جو تنازعات چل رہے ہیں اس کے سارے فیصلے تمہاری مرضی اور منشا کے
مطابق کئے جائیں گے جولیس سیزر کا یہ جواب سن کر قلوپطرہ خوش ہوگئی تھی پھر شیرینی اور
مٹھاس بھری آواز میں جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

کیا میں کبھی آپ سے مل سکتی ہوں اس پر جولیس سیزر بولا اور کہنے لگا کبھی کبھی کیوں
تم ہر وقت میرے ساتھ رہ سکتی ہو اور اس کے لئے میں عنقریب تم سے ایک سنجیدہ گفتگو
کروں گا جولیس سیزر کی یہ گفتگو اور اس کی یہ باتیں سن کر قلوپطرہ خوش ہوگئی تھی پھر وہ
اس سے اجازت لے کر اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئی تھی اس طرح ان کے درمیان
ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں جولیس سیزر نے قلوپطرہ سے شادی کرلی تھی۔

اس وقت مصر میں قلوپطرہ اور اس کے بھائی کے درمیان جو حکومت کا تنازع چلا آرہا
تھا اس کے سلسلے میں بے پناہ ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے تھے جولیس سیزر چونکہ قلوپطرہ سے
شادی کر چکا تھا اور اب وہ اس کی بیوی تھی اس کی حمایت میں جولیس سیزر اپنے لشکر کے
ساتھ حرکت میں آیا اسکندریہ میں جو تھوڑے بہت بغاوت اور سرکشی کے آثار نمودار
ہوئے تھے وہ اس نے چند جنگوں اور جھڑپوں کے بعد بالکل ختم کرادئے تھے ان جنگوں میں
سکندریہ کا کتب خانہ جو اس وقت دنیا کا بہترین کتب خانہ اور عجائب گھر خیال کیا جاتا تھا تباہ

و برباد ہوگیا ان جنگوں اور بلووں میں سکندریہ کے کتب خانے اور عجائب گھر کی تقریباً" چار
لاکھ کتابیں جل کر راکھ ہوگئی تھیں تاہم اپنے لشکر کے ساتھ جولیس سیزر نہ صرف یہ کہ
سکندریہ میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرنے میں کامیاب ہوگیا بلکہ قلوپطرہ اور اس کے بھائی
کے درمیان کچھ اس طرح اس نے صلح صفائی کرا دی کہ دونوں مل کر تاج و تخت کے مالک
بنے رہے اور مصر پر حکومت کرتے رہے اس طرح مصر میں چند ماہ تک قلوپطرہ کے ساتھ
جولیس سیزر نے قیام کیا۔

پھر ایسا ہوا کہ رومن سینیٹ نے جولیس سیزر کو واپس طلب کر لیا اس لئے کہ پونٹس
کا حکمران جو رومنوں کا ہمسایہ تھا وہ رومن مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر رومن مفاد کو
نقصان پہنچانے لگا تھا سینیٹ کا یہ حکم سنتے ہی جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ مصر سے روم
کی طرف روانہ ہوگیا اور قلوپطرہ کو بھی اپنے ساتھ روم لے گیا۔ پونٹس کے حکمران کے
لشکر کے ساتھ زیلا کے مقام پر جولیس سیزر کی خوفناک جنگ ہوئی جولیس سیزر نے پونٹس
کے لشکر کو شکست دی اور اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا باغیوں کو کچلنے کے بعد جولیس
سیزر روم شہر لوٹ آیا اور قلوپطرہ کے ساتھ داد عیش دینے لگا تھا۔

ان ہی دنوں روم میں کیپوا کا مقام پر باغیوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع ہوگیا اور انھوں
نے رومن سینیٹ اور حکمران طبقے کے خلاف بغاوت کھڑی کردی یہ باغی مسلح ہو کر روم کی
طرف بڑھے جولیس سیزر ان کے خلاف بھی حرکت میں آیا اور ان کا بھی صفایا اور قلع قمع
کر کے رکھ دیا۔

چند ہی دنوں بعد جولیس سیزر کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ
روم اور ہسپانیہ سے پمپی کے حمایتی لشکری اور سپاہی صلاح مشورہ کر کے افریقہ میں جمع ہونا
شروع ہوگئے تھے اور پھر ایسا ہوا کہ پمپی کا چچا سپیو اس کا ایک جرنیل کیٹو بھی خفیہ طور پر
افریقہ پہنچ گئے اور افریقہ میں جمع ہونے والے لشکریوں کو وہ منظم کرنے لگے یہاں تک کہ
نوبت یہ آگئی کہ افریقہ میں پمپی کا چچا سپیو اور اس کے جرنیل کیٹو نے ایک بہت بڑا لشکر
تیار کر لیا جو کسی بھی صورت جولیس سیزر اور روم سینیٹ کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتا تھا۔
سینیٹ کو جب اس خطرے کی خبر ہوئی تو اس نے جولیس سیزر کو ان باغیوں کا قلع قمع کرنے
کا حکم دیا جولیس سیزر فوراً" حرکت میں آیا اپنی بیوی قلوپطرہ کو اس نے واپس مصر بھیج دیا
جولیس سیزر سے قلوپطرہ کے ہاں ایک بیٹا بھی پیدا ہوا اور جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ
اٹلی سے افریقہ میں باغیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے کوچ کر گیا تھا۔
پمپی کے چچا سپیو اور اس کے جرنیل کیٹو نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ

افریقہ کے ریگزاروں میں جولیس سیزر کو بدترین شکست دیں لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب
نہیں ہوئے بلکہ الٹا جولیس سیزر نے ان دونوں کو بدترین شکست کی اس جنگ میں پمپی کا
چچا سپیو مارا گیا جبکہ اس کا جرنیل کیٹو یوتیکا کی طرف بھاگ گیا جولیس سیزر کو کیٹو کا
تعاقب کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی اس لئے کہ یوتیکا پہنچ کر کیٹو اپنی شکست کی وجہ سے
بڑا دل برداشتہ ہوا یہاں تک کہ اس نے خود کشی کرتے ہوئے اپنا خاتمہ کر لیا تھا۔
افریقہ میں جولیس سیزر کی ان فتوحات کی خبریں جب روم پہنچیں تو لوگوں نے بے پناہ
خوشی کا اظہار کیا فی الفور سینیٹ کا اجلاس طلب کیا گیا اور اس اجلاس میں جولیس سیزر کو
دس سال کے لئے اٹلی کا ڈکٹیٹر مقرر کر دیا گیا اس کے علاوہ سینیٹ نے متفقہ طور پر جولیس
سیزر کی ان فتوحات کی وجہ سے اٹلی کے اندر چالیس دن تک خوشی کا جشن منانے کا حکم بھی
دیا مندروں اور عبادت گاہوں میں جولیس سیزر کے لئے دعائیں کی گئیں اس کے علاوہ
جولیس سیزر کو قوم کے باپ کے لقب سے بھی نوازا گیا۔
اس کے علاوہ رومنوں نے اپنے مہینے کنٹلس کا نام بدل کر جولیس کے نام پر رکھ دیا
بعد میں یہی نام جولیس سے بدل کر جولائی بن گیا اس کے علاوہ روم کی سینیٹ نے جولیس
سیزر کے لئے ایک انتہائی خوبصورت وزنی اور بہترین سونے کی کرسی بنائی اس کرسی کو سینیٹ
کے ایک بڑے ہال میں رکھا گیا تاکہ جب کبھی بھی جولیس سیزر سینیٹ کے اجلاس کی
صدارت کیا کرے تو سونے کی اسی کرسی پر بیٹھا کرے یہ فتوحات حاصل کرنے کے بعد
جولیس سیزر جب افرقہ سے روم میں داخل ہوا تو اس کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ لوگوں
کے اس استقبال سے جولیس سیزر بڑا متاثر اور بے حد خوش ہوا اس نے اہل شہر کی دعوت
کا انتظام کیا بائیس ہزار بڑے بڑے میز اس دعوت کے اہتمام کے لئے اکٹھا اور جمع کئے
گئے تھے جہاں پر جولیس سیزر کی طرف سے شہر کے لوگوں کی دعوت اور ضیافت کا انتظام کیا
گیا تھا۔

یہ فتوحات حاصل کرنے اور اس قدر شہرت پانے کے بعد جولیس سیزر نے مزید شہرت
حاصل کرنے کے لئے کچھ کام کرنے کی ابتداء کی اور وہ اس طرح کہ سب سے پہلے اس
نے جس قدر فتوحات حاصل کی تھیں ان سب علاقوں کے اندر رومن قواعد و ضوابط نافذ
کرنے کا ارادہ کیا دوسرا بڑا کام جو اس نے کیا وہ ایک شاندار کیلنڈر تھا جو اس نے خود تیار
کروایا تھا۔

جولیس سیزر سے پہلے جو کیلنڈر اٹلی میں رائج تھا اس کے مطابق سال تین سو پنتالیس
دنوں کا شمار کیا جاتا تھا اور چونکہ یہ شمار سورج کے گرد زمین کی گردش کے عین مطابق نہ

تھا لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کبھی سال اور کبھی دو سال بعد کیلنڈر میں کچھ دنوں کا اضافہ کر دیا جاتا تھا جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں اور دشواریاں پیدا ہو جاتی تھیں جولیس سیزر نے جو کیلنڈر تیار کیا اس میں ان خرابیوں اور کوتاہیوں کو دور کیا گیا اس نے کیلنڈر کو تین سو پینسٹھ دن اور چھ گھنٹے کا قرار دیا یہی کیلنڈر پورے یورپ میں 1582ء تک رائج رہا یہاں تک کہ 1582ء میں پوپ گریگوری نے جولیس سیزر ہی کے کیلنڈر کے اندر کچھ تبدیلیاں کر کے اسے پہلے سے بہتر بنا دیا لہٰذا اٹلی میں 1582ء سے جولیس سیزر کے کیلنڈر کے بجائے پوپ گریگوری کا کیلنڈر نافذ کر دیا گیا۔ تاہم انگلستان میں 1752ء تک جولیس سیزر ہی کا کیلنڈر رائج رہا یہاں تک کہ 1752ء میں اور اس کے ایک ماہ بعد امریکہ میں بھی جولیس سیزر کے کیلنڈر کے بجائے پوپ گریگوری کا کیلنڈر نافذ کر دیا گیا تھا۔

ان فتوحات کی خوشی میں اپنی رعایا کو بہترین تفریح مہیا کرنے کے لئے جولیس سیزر نے یہ بھی اعلان کیا کہ افریقہ میں جنگوں کے دوران جو قیدی حاصل ہوتے ہیں ان قیدیوں کو وہ اپنے ساتھ لایا ہے اور اگلے ہفتے ان قیدیوں کے مقابلے میدان میں درندوں کے ساتھ مقابلے کرائے جائیں گے تاکہ لوگ ان مقابلوں سے محظوظ ہوں اور باغی عناصر کو یہ تنبیہہ ہو کہ جو بغاوت اور سرکشی کرتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اس اعلان سے دوسرے روز یوناف اور بیوسا سرائے سے نکل کر جولیس سیزر سے ملنے کے لئے روم کے شاہی محل میں داخل ہوئے جولیس سیزر نے دونوں میاں بیوی کا بہترین استقبال کیا انھیں اپنے ساتھ لے کر وہ شاہی مہمان خانے میں داخل ہوا انھیں سامنے بٹھایا اور یوناف کی طرف مخاطب ہو کر اس نے پوچھا کہو میرے مہربانو میرے محسنو میں تم دونوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں جواب میں یوناف کسی قدر سنجیدگی میں جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو جولیس میں نے سنا ہے کہ افریقہ سے جو قیدی تم اپنے ساتھ لے کر آئے ہو ایک ہفتے بعد تم مقابلے کے میدان میں ان پر درندے چھوڑو گے تاکہ ان کی بے بسی اور لاچارگی دیکھ کر روم کے لوگ خوش ہوں سنو جولیس سیزر یہ کوئی اچھا اور پسندیدہ کام نہیں ہے میں کہتا ہوں تم یہ کام کرنے سے باز رہو اس پر جولیس سیزر فوراً" بولا اور کہنے لگا دیکھ یوناف میرے بھائی میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا نہیں برا فعل ہے لیکن روم کے لوگ ایسے فعل دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں یہ اعلان میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا بلکہ تمام قبائل کے سرداروں اور روم شہر کے سرکردہ لوگوں نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جو قیدی افریقہ سے لائے گئے ہیں انھیں مقابلے کے میدان میں لوہے کے پنجروں میں بند کر کے ان پر

درندے چھوڑے جائیں تاکہ روم کے لوگ ان کی بے بسی ان کی لاچارگی کا تماشہ دیکھیں کہ آئندہ باغی عناصر کو تنبیہہ ہو کہ جو بغاوت کرتا ہے اس کا انجام یہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جولیس سیزر جب خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس یہ تمہاری غلط فہمی ہے اس طرح باغی عناصر کو تنبیہہ نہیں ہوگی بلکہ اس سے باغی عناصر کے اندر ایک انتقامی جذبہ پیدا ہوگا جب باغی عناصر کا ساتھ دینے والوں کو درندوں کے سامنے مقابلے کے لئے بند کیا جائے گا تو باغی عناصر کے دل میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خلاف مزید نفرت اور کدورت پیدا ہوگا اور وہ اس کے بعد کہیں نہ کہیں پھر بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کریں گے جواب میں جولیس سیزر پھر بولا اور کہنے لگا میں تمہاری بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس سے باغی عناصر کے انتقامی جذبوں کو مزید ہوا ملے گی لیکن روم کے لوگ چونکہ ایسے مقابلے دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں اور پھر اگر میں نے ان کا اہتمام نہ کیا تو میں خیال کرتا ہوں لوگ خود مجھے برا بھلا کہیں گے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ روم شہر میں ہی میرے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہو اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس سیزر اگر میں تمہیں کوئی ایسی ترکیب بتادوں جس سے روم شہر کے لوگ بھی محظوظ ہوں اور تمہاری ذات پر بھی کوئی حرف گیری نہ ہو تو کیا تم میری اس تجویز کو تسلیم کر لو گے اس پر جولیس سیزر نے فوراً" مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں اگر کوئی ایسی تجویز تمہارے ذھن میں ہے تو میں فوراً" اور ضرور اس پر عمل کروں گا یوناف کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر سنو۔ تم نے مقابلے کے میدان میں قیدیوں پر درندے چھوڑ کر لوگوں کو خوش کرنے کے پروگرام کا جو اعلان کیا ہے اسے ویسا کا ویسا ہی رہنے دو لیکن میری یہ بات مانو کہ اس روز ان قیدیوں کو مقابلے کے میدان میں نہ لاؤ جولیس سیزر نے فوراً" یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو کیا اگر میں قیدیوں کو میدان میں نہ لاؤں تو کیا خود درندوں کے سامنے کھڑا ہوں تاکہ وہ مجھے چیریں پھاڑیں اور لوگ میری بے بسی اور لاچارگی کا تماشہ دیکھیں جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

نہیں جولیس سیزر تم غلط سمجھتے ہو پہلے میری بات مکمل ہونے دو پھر بولنا مقابلے کا اعلان ویسے کا ویسا ہی رہنے دو مقابلے کے روز میں خود میدان میں اتروں گا لوہے کے جن پنجروں کے اندر قیدیوں کو بند کر کے ان پر درندے چھوڑے جاتے ہیں میں خود اس پنجرے میں داخل ہوں گا تم جتنے چاہے مجھ پر درندے چھوڑ دینا میں ان سب کو اپنے سامنے زیر کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میری طرف سے یہ مظاہرہ دیکھتے ہوئے روم کے شہری ضرور خوش اور محظوظ ہوں گے اس پر جولیس سیزر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

لیکن میرے محسن میرے مہربان یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمھیں پنجرے میں بند کر کے تم پر شیر چھوڑوں اس طرح تمھاری زندگی خطرے میں پڑجائے گی اور میں ایسا نہیں چاہتا یوناف کہنے لگا تم بے فکر رہو میری زندگی خطرے میں نہیں پڑے گی تم جانتے ہو کہ میں ماضی میں بیک وقت کئی کئی گینڈ ٹیڑوں سے مقابلہ کرتا رہا ہوں میں نے کیا انھیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب نہیں کیا اتم مطمئن رہو درندوں کے ساتھ ان مقابلوں میں بھی غالب میں ہی رہوں گا بس تم اس کا اہتمام کرنے کی سوچو اور جن قیدیوں کو تم اس میدان میں لاکر درندوں کے ہاتھوں ان کی چیرپھاڑ کا کام کرنا چاہتے ہو میری تم سے استماس ہے کہ تم انھیں آزاد کردو اور انہیں واپس افریقہ جانے کی اجازت دیدو تمھارے اس رحمدلانہ سلوک سے اور تمھارے اس طرح انھیں آزاد کرنے سے وہ تم سے خوش ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ تمھیں اپنا محسن اپنامہربان سمجھتے ہوئے وہ آئندہ تمھارے خلاف باغی کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو جولیس سیزر جواب میں کچھ دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر شاید وہ کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا اس کے بعد وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی میں تمھارا کہا کسی بھی صورت ٹال نہیں سکتا جو مشورہ تم نے دیا ہے ایسا ہی ہوگا ان درندوں کے مقابلے تمھارے ساتھ کرانے کا اہتمام کیا جائے گا اور جو قیدی میں نے اس مقابلے کے لئے تیار کئے تھے میں انھیں آج ہی رات رہا کر دوں گا اور ان سے کہوں گا کہ وہ رات کی تاریکی میں یہاں سے نکل کر افریقہ کی طرف روانہ ہوجائیں تاکہ وہ سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں پہنچ سکیں جولیس سیزر کا یہ فیصلہ سن کر یوناف خوش ہوگیا تھا پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر کہنے لگا جولیس تم نے میری بات رکھ کر مجھے خوش کر دیا ہے اب میں جاتا ہوں اور مقابلے کی تیاریاں کرتا ہوں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی جولیس سیزر نے آگے بڑھکر یوناف کے ہاتھ پکڑتے ہوئے پھراسے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور اس سے کہنے لگا نہیں تم دونوں میاں بیوی یوں نہیں جاسکتے ہو آج کا کھانا تم دونوں میرے ساتھ ہی کھاؤ گے یوناف اور بیوسا اس پر آمادہ ہوگئے جولیس سیزر ان دونوں کو لے کر اپنے ضیافت کے کمرے کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

جیسا کہ جولیس سیزر نے روم کے لوگوں کے ساتھ ایک ہفتے کے بعد مقابلے کے

میدان میں قیدیوں اور درندوں کے مقابلوں کا اعلان کیا تھا اس کے مطابق روم کے لوگ گروہ در گروہ امڈتے ہوئے مقابلے کے میدان میں جمع ہونا شروع ہوگئے تھے لیکن اس روز قیدیوں کو پنجروں میں بند کر کے ان پر درندے نہیں چھوڑے گئے تھے بلکہ افریقہ کی طرف سے لائے گئے قیدیوں کے بجائے لوہے کے پنجرے میں اکیلا یوناف داخل ہوا تھا وہ سر سے لے کر پاؤں تک چمڑے کا لباس پہنے ہوئے تھا تاکہ وہ درندوں کے پنجوں سے محفوظ رہے روم کے لوگ یہ منظر بڑی حیرت اور بڑے تعجب سے دیکھ رہے تھے اور جب منادوں کے ذریعے مقابلے کے میدان میں یہ اعلان کرایا گیا کہ سانکس کے ہاتھوں مقابلہ جیتنے والا یوناف نام کا تیغ زن خالی ہاتھ لوہے کے اس پنجرے میں چھوڑے جانے والے درندوں کا مقابلہ کرے گا تو یہ اعلان سن کر لوگ اور زیادہ حیرت زدہ اور پریشان ہوئے تھے اس لئے کہ اس مقابلے کے میدان میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی شخص اپنی مرضی اور رضا مندی سے ان درندوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ تاہم اہل روم کو تو تفریح چاہیے تھی اور وہ انھیں مہیا کی جارہی تھی لہٰذا کسی نے بھی اس بات پر اعتراض نہ کیا کہ کیوں افریقہ کے قیدیوں کو میدان میں لاکر ان پر درندے نہیں چھوڑے گئے بلکہ جولیس سیزر نے افریقہ سے لانے والے ان قیدیوں کو رہا کر دیا تھا اور اب وہ اپنے وطن کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

یوناف جب پنجرے میں داخل ہوا تو مقابلے کے میدان کے محافظوں نے اس پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ پھر دوسرے محافظ حرکت میں آئے اور میدان کے ایک طرف بنے ہوئے ان پنجروں میں سے ایک پنجرے کا دروازہ انھوں نے کھولا جس میں افریقہ سے تعلق رکھنے والا ایک شیر بند تھا جونہی اس کا پنجرہ کھولا وہ دھاڑتا ہوا لوہے کی راہداری میں سے ہوتا ہوا اس پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس کے اندر یوناف اس کا منتظر تھا۔

شیر بری طرح دھاڑتا ہوا لوہے کے اس گول اور بڑے پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس میں یوناف مستعد اور مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس پنجرے میں داخل ہونے کے بعد یوناف کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے شیر ذرا ٹھٹکا اور پھر وہ انتہائی خونخوار اور بری نگاہوں سے ایک جگہ رک کر یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ پھر اس نے اپنے بدن کو سمیٹا غرایا تھوڑا سا آگے بھاگا پھر ایک لمبی جست اس نے یوناف پر لگائی تھی۔ یوناف نے شیر کو فضا کے اندر ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور پھر بری طرح اسے لوہے کی اس راہداری کی طرف دے مارا جس سے نکل کر وہ شیر اس گول بڑے پنجرے میں داخل ہوا تھا۔

یوناف کی یہ کارگزاری دیکھ کر میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ تالی پیٹتے ہوئے اور یوناف کے حق میں آوازیں اٹھاتے ہوئے اسے شاباش اور داد دینے لگے تھے۔ لوہے کے پنجرے

کے ساتھ بری طرح ٹکرانے کے بعد شیر پھر اٹھا انتہائی خونخواری سے وہ آگے بڑھا ایک جست پھر اس نے لگائی اور اپنا ایک بھرپور پنجا اس نے یوناف کے شانے پر مارنا چاہا لیکن اس بار بھی یوناف کمال پھرتی سے حرکت میں آیا اپنے بائیں ہاتھ سے اس نے شیر کا ایک پنجہ پکڑا دوسرا ہاتھ اس نے شیر کی گردن پر رکھا اور اسے مروڑ کر اوپر اٹھایا اور شیر کو پھر زمین پر اس نے بری طرح دے مارا تھا۔

شیر ایک بار پھر اٹھا اور بڑے عجیب سے انداز میں وہ یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ دوسری طرف یوناف بھی ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے لہو میں طوفان چل گئے ہوں اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے جیٹھ کی دھوپ میں جنگل جل اٹھتا ہے۔ یا ویران دلوں کے صحرا میں بکھرے وحشت کے ہیولوں کا رقص شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر شیر ہی کی طرح ایسی خونخواری اور ایسی درندگی پھیل گئی تھی جیسے موت کی طرح چنگھاڑتی آندھی ناگ پھنی کے درختوں کو خم کرتی اور شور کرتی ہوئی گزر جاتی ہے۔ اس دفعہ یوناف نے خود شیر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی تھی۔ وہ اذیت ناک ساعت' سفاک لمحے' کڑے وقت کی طرح حرکت میں آیا اور ایک عجیب سی شوریدہ مزاجی' وقت کے جبر اور اعصاب شکنی کے سے انداز میں اس نے اس درندے پر جست لگائی تھی۔ یوناف عین اس درندے کی پیٹھ پر جا کر گرا اپنی انہی دونوں ٹانگوں سے اس نے درندے کی پیٹھ کو جکڑ لیا۔ دونوں بازو وہ شیر کے بازو سے نیچے نکال کر وہ گردن تک لایا اور اسے پوری طرح جکڑ کر بے بس کر دیا تھا۔ لوگ یوناف کی اس کارگزاری پر عجیب سا محسوس کر رہے تھے انھوں نے دیکھا اس لمحے جبکہ یوناف نے شیر کو اپنے سامنے پوری طرح بے بس کر دیا تھا۔ اس کا چہرہ قدیم داستانوں کے جمال اور شب کی سلوٹوں میں ناچتی قہرمانیت جیسا لگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوناف نے اس شیر کو یونہی جکڑے رکھا شاید وہ اس مقابلے کو طول دے کر کی میدان میں جمع ہونے والے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تفریح مہیا کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر تک اس درندے کو یونہی جکڑے یوناف کھڑا رہا پھر اس نے اسے چھوڑ دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ شیر تھوڑی دیر اپنے بدن کو ایک جھرجھری سی دیتا رہا پھر اس نے اپنے بدن کو سمیٹا۔ اس کے بعد وہ طوفانوں کے زور اور بجلیوں کی کڑک کی طرح دھاڑا اور ایک بار وہ یوناف کی طرف بھاگا تھا۔ لیکن اس بار بھی یوناف نے کمال دراز دستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنجرے کے اندر ایک اونچی جست لگا کر شیر کے حملے سے اپنے آپ کو بچایا۔ اس کے بعد وہ پھر شیر پر وارد ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت اس نے اس کی گردن پر ڈالی اپنے بدن کا سارا بوجھ اس نے شیر کے پچھلے حصے پر ڈال کر اسے جھکنے پر

مجبور کر دیا تھا۔ پھر اس نے شیر کو مارتے ہوئے اس پر بری طرح ضربیں لگانا شروع کر دیں تھیں۔ یوناف کی یہ ضربیں ایسی اذیتناک اور تکلیف دہ تھیں کہ شیر بری طرح دھاڑنے لگا تھا۔ جوں جوں یوناف کی مار میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا توں توں میدان میں بیٹھے لوگ زور زور سے تالیاں پیٹتے ہوئے اسے شاباش دیئے جا رہے تھے کافی دیر تک یوناف نے ایسا ہی سماں باندھے رکھا شاید وہ زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کر کے لوگوں ک تفریح کا باعث بننا چاہتا تھا۔ شاید یوناف یہ بھی چاہتا تھا کہ لوگ شیر کے ساتھ اس کے مقابلے سے اس قدر محظوظ ہوں کہ وہ جولیس سیزر سے یہ مطالبہ نہ کریں کہ افریقہ سے لائے جانے والے قیدیوں کو میدان میں لا کر ان پر درندے چھوڑے جائیں شاید اسی وجہ سے وہ شیر کے ساتھ مقابلے کو طول دیتا جارہا تھا ورنہ وہ لمحوں کے اندر اس شیر کا خاتمہ کر کے میدان اپنے ہاتھ میں لے لینے کا فن خوب جانتا تھا۔

بہرحال یوناف کافی دیر تک لوہے کے اس پنجرے کے اندر شیر کا مقابلہ کرتے ہوئے لوگوں کی تفریح کا سامان کرتا رہا۔ جب اس نے اندازہ لگایا کہ لوگ اب قیدیوں کو لانے کا مطالبہ نہیں کریں گے تو اس نے بری طرح شیر کو پیٹنا اور مارنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ شیر اس میدان سے نکل کر پنجرے کی طرف بھاگ گیا تھا اور جونہی وہ اپنے پنجرے میں داخل ہوا میدان کے محافظوں نے اسکے پنجرے کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر انہوں نے اس بڑے پنجرے کا دروازہ کھولا جسکے اندر یوناف بند تھا۔ یوناف باہر آیا لوگ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اسکے حق میں نعرے لگانے لگے تھے اور تحسین آمیز جملے اس پر نچھاور کرنے لگے تھے لوہے کے اس پنجرے سے نکل کر یوناف اس شاہ نشین کی طرف آیا جس پر جولیس سیزر اس کے اہل خانہ اور بیوسا بیٹھے ہوئے تھے جونہی یوناف قریب آیا جولیس سیزر نے شاہ نشین سے اتر کر یوناف کو گلے لگا لیا اس کی پیشانی چومی اور اسے یہ مقابلہ جیتنے پر شاباش دی۔ پھر لوگ آہستہ آہستہ میدان سے نکلنا شروع ہو گئے تھے جبکہ جولیس سیزر سے اجازت لیکر یوناف بھی بیوسا کو لے کر سرائے کی طرف چلا گیا تھا۔

آہستہ آہستہ لوگ میدان سے نکلنا شروع ہو گئے اور میدان خالی ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میدان میں صرف اب گلیڈیئٹر اپنی نشستوں پر بیٹھے رہ گئے تھے جو اکثر و بیشتر مقابلے کے اس میدان میں تیغ زنی کی مشق اور تربیت کرتے رہتے تھے۔ ان گلیڈیئٹروں میں سائیکس بھی شامل تھا جو گزشتہ ایک مقابلے میں یوناف کے ہاتھوں زیر اور مغلوب ہو گیا تھا۔ جب مقابلے کے میدان سے سارے تماشین نکل گئے تو سائیکس نے چھ گلیڈیئٹروں کو اپنے پاس ہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا جبکہ باقی گلیڈیئٹروں سے اس نے میدان

کے وسط میں تیغ زنی کی تربیت اور مشق کا کام شروع کرنے کے لئے کہا اس پر وہ سارے گلیڈیئٹر اٹھ کر میدان کے وسط میں تیغ زنی کی مشق کرنے لگے تھے۔ جبکہ سائیکس بھی حرکت میں آیا اور اپنے پاس بیٹھے رہنے والے چھ خوفناک گلیڈیئٹروں کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو یوناف نام کے اس تیغ زن نے اس درندے کے ساتھ مقابلہ جیت کر ہمارے لئے مشکلات کھڑی کر دی ہیں تم جانتے ہو کہ گزشتہ ایک مقابلے میں اس یوناف نے مجھے تیغ زنی کے مقابلے میں زیر اور مغلوب کر دیا تھا۔ ایک تو اس وقت اس کی وجہ سے میری ناموری اور میری شہرت کو دھبہ لگا تھا۔ اب جو اس میدان میں اس نے خالی ہاتھ شیر سے مقابلہ کر کے اسے مغلوب کیا ہے۔ تو اس طرح اس نے روم کے اس موت کے میدان میں ایک نئے ہی کھیل کی ابتداء کر دی ہے۔ یہ کھیل اس میدان میں پہلے کبھی نہیں کھیلا گیا پہلے تم جانتے ہو کہ صرف جنگی قیدیوں پر درندوں کو چھوڑ کر لوگوں کو محظوظ کیا جاتا تھا لیکن اس یوناف نے خود اپنی مرضی اور اپنی رضامندی سے شیر کے ساتھ مقابلہ کیا لوگوں کو اس نے محظوظ بھی کیا تفریح کا بہترین سامان بھی فراہم کیا۔ شیر کو مغلوب کیا اور جواب میں لوگوں نے اپنے پورے دل کی گہرائیوں سے نا صرف یہ کہ یوناف کی اس دلیری اور جرات مندی کو تسلیم کیا بلکہ اس کی بہترین تعریف کی اس کی عمدہ طریقہ سے داد دی۔

لہٰذا میرے دوستو! میں خیال کرتا ہوں کہ اس یوناف کی اس جرات مندی اور خونی کھیل نے ہماری ضرورت اور ہماری وقعت کسی قدر کم کر دی ہے اگر یہ روم میں رہ کر اسی طرح نئے نئے کھیلوں کا کام شروع کرتا رہا اور لوگوں کے سامنے اپنی جرات مندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتا رہا تو لوگ نہ صرف یہ کہ ہمیں اہمیت دینا بند کردیں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ حکومت وقت جو ہمیں وظیفہ دیتی ہے وہ بھی بند کردے۔ یا ہم سے یہ کہے کہ اس یوناف کی طرح ہم لوگ بھی درندوں کا مقابلہ کریں جبکہ یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے۔ لہٰذا لوگوں کے اندر اپنی عزت کو بحال رکھنے اور اپنے پیشے کی عظمت اور حفاظت کے لئے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں ہر صورت میں اس یوناف کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔ میرے دوستو میرے ساتھیو میری اس گفتگو کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔

اس پر ایک دوسرا گلیڈیئٹر بولا اور سائیکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن سائیکس میرے دوست میرے بھائی تمہارے خدشات درست ہیں اور جو تجویز تو نے پیش کی ہے وہ بھی عمدہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں محتاط بھی رہنا چاہئے اس لئے کہ یہ یوناف جولیس سیزر کا بڑا چہیتا اور اس کا بڑا پسندیدہ ہے۔ اگر ہم نے اس پر ہاتھ ڈالا اور کسی کو خبر

ہوئی کہ اس کو نقصان پہنچانے والے ہم ہیں تو برا ہوگا۔ جولیس پہلے ہی ہمیں ماضی میں سولا کا ساتھ دینے کی وجہ سے زیادہ پسند نہیں کرتا۔ اسے اگر خبر ہوگئی کہ یوناف کو ہم نے قتل کروایا ہے تو یاد رکھو کہ جولیس سیزر ہم سب کی گردنیں کاٹ کر رکھ دے گا۔ لہٰذا اس یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں جلد بازی نہیں کرنا چاہئے بلکہ کسی مناسب موقع کا انتظار کرنا ہوگا۔ کوئی ایسا موقع جس وقت یہ یوناف روم شہر میں ہو جب کہ جولیس سیزر روم شہر سے باہر کسی مہم پر ہو اس وقت ہمیں ان دونوں میاں بیوی پر ہاتھ ڈالنا چاہئے اور دونوں کا خاتمہ کر کے اپنے راستے کے اس سب سے بڑے اور کڑے روڑے کو ہٹا مارنا چاہئے۔

دوسرے سارے گلیڈیئٹروں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا اس کے بعد سائیکس نے اپنا آخری فیصلہ دیتے ہوئے کہا تو پھر سنو ہم کسی مناسب موقع کی تاک میں رہیں گے۔ جب بھی جولیس سیزر روم سے باہر کسی مہم پر ہوا ہم اس یوناف پر رات کی تاریکی میں وارد ہوں گے اور اس کا خاتمہ کر دیں گے پر یہ خاتمہ ایسے طریقے سے کریں گے کہ کسی کو کان و کان خبر تک نہ ہوگی کہ ہم ہی نے ان دونوں میاں بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اب آؤ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہم بھی میدان میں تربیت اور مشق کا کام شروع کریں اس کے ساتھ ہی سائیکس اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے گلیڈیئٹر بھی اپنی جگہوں پر کھڑے ہوگئے پھر وہ میدان کے وسط میں اتر کر تیغ زنی کی مشق کرنے لگے تھے۔

○

افریقہ میں پمپی کے چچا اور اس کے نامور جرنیل کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک جولیس سیزر روم ہی میں قیام کر کے بہترین اصلاحات نافذ کرتا رہا۔ جب وہ نیا کیلنڈر بھی جاری کر چکا اور اپنی مرضی کے مطابق اصلاحات بھی نافذ کر چکا تب اس نے پارتھیا(1) پر حملہ کر کے اسے بھی رومنوں کا باجگزار بنانے کا عہد کیا۔ وہ ابھی پارتھیا پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کی تیاریوں ہی میں مصروف تھا کہ اس کے مخبروں نے اسے یہ اطلاع دی کہ اسپین میں پمپی کے بیٹے نے رومن حکومت کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی ہے۔ اپنے آخری ایام میں چونکہ پمپی اسپین چلا گیا تھا وہ اپنے اہل خانہ کو بھی اپنے ساتھ وہیں لے گیا تھا۔ اب پمپی اور اس کے چچا کی موت کے بعد افریقہ میں اس کے بیٹے نے بغاوت کر دی تھی روم سے یکے بعد دیگرے کئی جرنیلوں کو لشکر دے کر پمپی کے بیٹے کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا گیا لیکن ہر لشکر کو پمپی کے بیٹے نے اسپین کے کھلے

(1) ایران کے اشکانیوں کو تاریخ میں پارتھی ہی کہہ کر پکارا گیا ہے۔

میدانوں میں بدترین شکست دی۔ ان شکستوں سے رومن حکومت کی عزت اور وقار کو دھچکا لگا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے جولیس سیزر نے خود ایک لشکر لے کر اسپین جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہ خود پمپی کے بیٹے کی اس بغاوت کا خاتمہ کرے۔

آخر کار ایک بہت بڑا لشکر لے کر جولیس سیزر اسپین کی طرف روانہ ہوا یوناف اور یوسا بھی اس مہم میں جولیس سیزر کے ساتھ تھے۔ دوسری طرف ہسپانیہ میں پمپی کے بیٹے کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ جولیس سیزر خود ایک بڑا لشکر لے کر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو چکا ہے لہٰذا اس نے بھی جولیس سیزر کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لیں تھیں اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ جبرالٹر سے چند میل دور مندا نام کے کھلے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوگیا تھا۔ جولیس سیزر کو بھی اس کے جاسوس یہ خبر دے چکے تھے۔ کہ پمپی کا بیٹا جبرالٹر سے چند میل دور مندا کی کھلی وادیوں میں پڑاؤ کر کے جولیس سیزر کا انتظار کررہا ہے۔ لہٰذا جولیس سیزر نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے مندا کے ان میدانوں کی طرف پیش قدمی کی جہاں پمپی کا بیٹا پڑاؤ کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ مندا کے ان میدانوں میں داخل ہوا اور پمپی کے بیٹے کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کرلیا تھا۔ دوسرے روز دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کا سامنا کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کیں مندا کے میدان میں پمپی کے بیٹے اور جولیس سیزر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں آخرکار جولیس سیزر کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔ مورخین کہتے ہیں کہ مندا کے ان میدانوں میں پمپی کے اس بیٹے کے تیس ہزار لشکری مارے گئے۔ اور باقی اس کے ساتھی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جولیس سیزر نے بڑی تندی اور بڑی خونخواری سے پمپی کے بیٹے اور اس کے لشکریوں کا تعاقب کر کے ان کا خوب قتل عام کیا۔ پمپی کا بیٹا اسپین سے نکل کر افریقہ کی طرف چلا گیا اور گمنامی اختیار کر لی۔ جبکہ اس کے لشکر کی اکثریت کا جولیس سیزر نے خاتمہ کر دیا باقی لوگ ادھر ادھر بکھر کر اپنی جانیں بڑی مشکل سے بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ پمپی کے بیٹے کے اسپین میں شکست دینے کے بعد جولیس سیزر نے چند ماہ تک اسپین ہی میں قیام کر کے وہاں کے حالات درست کئے پھر وہ واپس روم چلا گیا تھا۔

O

پہلے افریقہ میں پمپی کے چچا کی بغاوت اور اس کے بعد ہسپانیہ میں پمپی کے بیٹے کی بغاوت نے جولیس سیزر کو چونکا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ محتاط ہوگیا تھا۔ اب اس نے ارادہ کیا

کہ اسے بھی روم میں اپنے خاندان کے افراد کو منظم کرنا چاہئے تاکہ اس کے بعد اس کا خاندان حکومت میں رہے اور ایسا نہ ہو کہ اس کی موت کے بعد اس کے دشمن روم پر حکمران ہوں اور اس کے خاندان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں اپنے ان ارادوں کے تحت جولیس سیزر حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے بیٹے آکیٹویس کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ اس سے پہلے آکیٹویس کوئی اتنی متحرک زندگی بسر نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اسے اپنا جانشین مقرر کرنے کے بعد جولیس سیزر نے زندگی کے ہر شعبے میں اسے راہنمائی کرنے کے مواقع فراہم کئے اس طرح جولیس سیزر کی راہنمائی میں یہ آکیٹویس بڑی تیزی سے رومنوں کی نگاہوں میں عزت وقار حاصل کرتا چلا گیا تھا۔

اسپین میں پمپی کے بیٹے کی بغاوت کو فرو کرنے سے پہلے جولیس سیزر نے پارتھیا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن پمپی کے بیٹے کی بغاوت کی وجہ سے وہ اس مہم پر روانہ نہ ہوسکا۔ اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ اس کہ اس مہم پر اپنے بھتیجے آکیٹویس کو بھیجے تاکہ وہ پارتھیا میں فتوحات حاصل کر کر رومنوں کے اندر ناموری اور شہرت حاصل کرے۔ اس مقصد کے لئے جولیس سیزر نے ایک بہترین لشکر تیار کیا۔ اور اسے اونچ نیچ سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ پارتھیا اور اس کے اطراف میں فتوحات کا سلسلہ پھیلا دے اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ رومنوں کے اندر ہردلعزیزی اختیار کر جائے گا اور اس کے بعد وہ اٹلی کا بادشاہ بننے میں کامیاب ہوجائے گا۔ جولیس سیزر کی یہ ساری باتیں آکیٹویس کے دل میں بیٹھ گئیں تھیں۔ لہٰذا اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ لشکر کے ساتھ پارتھیا کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔

دوسری طرف جولیس سیزر کے مخالف اور پمپی کے رشتے دار اور اس کے حامی بھی حرکت میں آئے ہوئے تھے جہاں جولیس سیزر اپنے اہل خانہ کر بہتری کے لئے مشغول تھا وہاں پمپی کے چاہنے والے بھی اس کا خاتمہ کرنے کے درپے تھے۔ جولیس سیزر کو کئی بار اس کے چاہنے والوں اور اس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ وہ کبھی بھی اپنے حفاظتی دستوں کے بغیر ادھر ادھر نہ جایا کرے لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جبکہ وہ سینیٹ سے خطاب کرنے کے لئے سینیٹ ہال کی طرف آرہا تھا تو سینیٹ کے ہال سے باہر جہاں پمپی کا پتھر کا مجسمہ نصب تھا ابھی وہ وہیں تک پہنچا تھا کہ کچھ لوگ اس کے اردگرد جمع ہوگئے یہ سب باغی اور سازشی تھے انھوں نے جولیس سیزر کو یوں گھیر لیا جیسے وہ جولیس سیزر کے ہمدرد اور شیدائی ہوں پھر ان میں سے کچھ لوگ جولیس سیزر سے لپٹ گئے اور پے درپے اس پر خنجر کے وار کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ آناً فاناً یہ قاتل شہر کے اندر بکھر

گئے اور پھر اپنی جانیں بچا کر شہر سے بھاگنے میں کامیاب ہوگئے جولیس سیزر کی موت کے بعد گو اس کے حامی جرنیلوں یعنی مارک انتونی اور لیپڈیوس نے شہر کا محاصرہ کرلیا تھا لیکن اب دیر ہوچکی تھی اور قاتل جولیس سیزر کا خاتمہ کرنے کے بعد روم شہر سے فرار حاصل کر چکے تھے اس طرح جولیس سیزر کا پمپی کے حامیوں نے خاتمہ کردیا

○

جولیس سیزر کی موت کے وقت اس کے دونوں ساتھی اور نامور جرنیل مارک انتونی اور لیپڈیوس روم شہر کے اندر موجود تھے۔ جولیس سیزر کے مارے جانے کے بعد یہ دونوں جرنیل حرکت میں آئے اور بڑی تیزی کے ساتھ انھوں نے روم اور اس کے گرد و نواح میں پھیلے ہوئے لشکروں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف جولیس سیزر کا بھتیجا آکیٹویس جو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پارتھیا کی فتح کے لئے روانہ ہوا تھا۔ راستے ہی میں اپنے چچا جولیس سیزر کے قتل کے ساتھ واپس مڑا اس کا ارادہ تھا کہ فوراً پہنچ کر اٹلی کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے۔ دوسری طرف مارک انتونی اور لیپڈیوس بھی بڑے تیز اور چالاک تھے۔ وہ بھی حکومت پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھے ہر کوئی اپنی طرف سے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لے بھاگ دوڑ کرنے لگا تھا۔

مارک انتونی اور لیپڈیوس کو جب خبر ہوئی کہ جولیس سیزر کا بھتیجا اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور یہ کہ وہ اٹلی کا حکمران بننے کا خواہش مند ہے تو وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور آکیٹویس کی راہ روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ کھلے میدانوں میں آکیٹویس کا لشکر جب مارک انتونی اور لیپڈیوس کے متحدہ لشکر کے سامنے نمودار ہوا تو دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا۔ اس موقع پر لیپڈیوس نے بڑی مہارت بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا اس نے اپنے قاصد جولیس سیزر کے بھتیجے آکیٹویس کی طرف بھجوائے اور اسے دعوت دی کہ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہمیں چاہئے کہ باہم گفتگو کر کے اپنے معاملات کو طے کرلیں آکیٹویس فوراً" اس پر تیار ہوگیا۔ لہٰذا تینوں جرنیل باہم بیٹھ کر اپنے معاملات طے کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

تینوں جرنیلوں میں کافی دیر تک صلح مشورے ہوتے رہے پھر وہ تینوں اس امر پر متفق ہوگئے کہ جس طرح ماضی میں رومنوں کے معاملات تین جرنیل یعنی پمپی جولیس سیزر اور کریسس متحد ہو کر چلاتے رہے ہیں اسی طرح انھیں بھی باہم مل کر رومنوں کے معاملات کو چلانا چاہئے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد اسپین یعنی ہسپانیہ لیپڈیوس کے حوالے کیا گیا سسلی سارڈینیہ اور افریقہ پر آکیٹویس کا تسلط قائم کر دیا گیا۔ جب کہ اٹلی کے شمال میں ان علاقوں پر جن میں فرانس' سوئٹزرلینڈ اور انگلینڈ بھی شامل تھے۔ مارک انتونی کا اقتدار قبول کرلیا گیا تینوں جرنیل اس بات پر بھی متفق ہوگئے تھے کہ اٹلی کے معاملات کو بہرحال تینوں صلاح مشورہ کرتے ہوئے چلائیں گے اس طرح تینوں جرنیل اپنے اپنے علاقوں کی طرف اپنے لشکر لے کر روانہ ہوگئے تھے۔

○

روم کا نامور گلیڈیٹر سائیکس ایک روز شام کے قریب مقابلے کے میدان میں اپنے چند گلیڈ ئیٹروں کے ساتھ جمع ہوا جب اس کے سارے ساتھی اس کے بلائے جانے کے بعد اس میدان میں جمع ہو گئے تو سائیکس نے اپنے ساتھی گلیڈ ئیٹروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ساتھیو رات کے اس وقت تمھیں مقابلے کے اس میدان میں بلانے کا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ ہم اپنے مشترکہ دشمن سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔ شاید تم لوگ میری گفتگو کا مقصد سمجھ رہے ہو گے۔ یوناف جس کی بیوی کا نام بیوسا ہے۔ اور جس نے روم شہر کی شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے وہ ہم سب کا مشترکہ دشمن ہے اسے ختم کرنے کا یہ سب سے بہترین موقع ہے اس لئے کہ اس کا ہمدرد اس کا محافظ جولیس سیزر مارا جاچکا ہے۔ جولیس سیزر کے بعد مارک انتونی اور لیپڈیوس بھی اس کے ہمنوا اور اس کے ہمدرد خیال کئے جاتے تھے جبکہ انتونی اور لیپڈیوس بھی اسی وقت روم میں نہیں ہیں۔ لیپڈیوس اسپین جا چکا ہے۔ انتونی شمالی علاقوں کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ رہا جولیس سیزر کا بھتیجا آکیٹویس تو اسے یوناف سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔ اور وہ بھی ان دنوں شمالی افریقہ کی طرف کو کوچ کر چکا ہے لہٰذا میرے ساتھیو اس یوناف کا خاتمہ کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سائیکس تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا سنو میرے ساتھیو ان دنوں روم شہر کی حالت جنگل کی سی ہے جس کا کوئی حکمران نہ ہو۔ مارک انتونی لیپڈیوس اور آکیٹویس نے روم کے مفادات کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں جبکہ اٹلی کا نظم و نسق وہ تینوں متحد ہو کر چلائیں گے اور سینیٹ کے ممبران ان کی مرضی اور منشا کے مطابق کام کرتے رہیں گے۔ اگر ہم نے یہ سنہری موقع بھی ہاتھ سے جانے دیا تو میں تمھیں بتادوں ہو سکتا ہے۔ آنے والے دور

میں یہ یوناف ہمارے لئے کسی بہت بڑی مصیبت کا پیش خیمہ بن جائے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات اس کے خلاف حرکت میں آئیں اور اس کا خاتمہ کر کے رکھ دیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد سائیکس جب خاموش ہوا تو اس کا ایک ساتھی گلیڈیٹر بولا اور سائیکس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

سائیکس ہمارے عزیز ہم تمہاری اس بات سے تو اتفاق کرتے ہیں کہ یوناف کو ختم کر دینا چاہئے اور اسے ختم کرنے کا یہ بہترین اور مناسب موقع ہے۔ پر یہ تو کہو اسے اس کے انجام تک پہنچانے کے لئے ہم کیا طریقہ کار استعمال کریں گے۔ اس پر سائیکس ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔ اب اس یوناف کو ختم کرنے کے لئے ہمیں کسی بڑی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ تھوڑی دیر تک ہم اسی میدان میں بیٹھ کر رات کے گہرا ہونے کا انتظار کرتے ہیں پھر یہاں سے ہم سیدھا اس شرقی سرائے کی طرف کوچ کریں گے جہاں پر اس نے قیام کر رکھا ہے۔ اس وقت تک سرائے کا مالک جو ان دنوں یوناف کا بہترین ہمدرد بن چکا ہے وہ بھی سوچکا ہوگا۔ اس وقت اگر ہم سرائے کے پچھلے حصے کی دیوار کو پھاند کر سرائے میں داخل ہوں اور یوناف اور اس کی بیوی کو بڑی رازداری سے قتل کر کے سرائے سے نکل جائیں تو کسی کو خبر تک نہ ہوگی کہ ان دونوں میاں بیوی کو کب کس وقت اور کس نے قتل کیا ہے۔ اس پر ایک اور گلیڈیٹر بولا اور کہنے لگا۔

اس سرائے میں یوناف اور اس کی بیوی پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا ۔ پہلے ہمیں اپنے کسی ساتھی کو سرائے کی طرف بھجوانا ہوگا جو یہ دیکھ کر آئے کہ ان دونوں کا قیام کس کمرے میں ہے۔ اس پر سائیکس فوراً بولا اور کہنے لگا۔ اس کی ضرورت پیش نہیں آئیگی اس لئے کہ میں جانتا ہوں سرائے کے کس کمرے میں ان دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا ہے۔ اس پر پھر وہی پہلا گلیڈیٹر بولا اور کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے تو پھر ہمیں کچھ بھی نہیں کرنا ہوگا۔ یہاں تھوڑی دیر مزید بیٹھتے ہیں پھر سرائے کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اس طرح وہ سب مل کر آپس میں گفتگو کرتے ہوئے وقت گزارنے لگے تھے۔ جب رات کافی گہری ہوگئی تب وہ مقابلے کے اس میدان سے نکلے اور روم شہر کی اس شرقی سرائے کی طرف بڑھے جس میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف مہیب شب کا ہراس اور زہر ظلمت پھیل گیا تھا۔ ہر سمت ہر سو عمیق کرب کے بیکراں سلسلوں اور سلگتی ریت کے صحرا جیسی خاموشی اور سکوت طاری تھا۔ ایسے میں یوناف اور بیوسا سرائے کے کمرے میں گہری نیند سو

رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ جس پر یوناف فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یوناف کے اس طرح اچانک اٹھنے سے بیوسا کی نیند بھی جاتی رہی تھی اور وہ بھی اسکے پہلو میں اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس موقع پر بیوسا یوناف سے شاید کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے شاید وہ جان گئی تھی کہ ابلیکا اسکی گردن پر لمس دے رہی ہے لہٰذا وہ بھی ابلیکا کی گفتگو سننے کیلئے ہمہ تن متوجہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا نے ایک دو بار پھر یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب رومنوں کا وہ گلیڈیٹر جس کا نام سائیکس اور جو ایک بار تمہارے ہاتھوں مقابلے کے میدان میں مات بھی کھا چکا ہے۔ وہ اپنی اس مات اپنی شکست کا تم سے انتقام لینے کیلئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ سرائے میں داخل ہو گا ان سب کا ارادہ ہے کہ رات کی تاریکی میں تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو کر تمہارا خاتمہ کر دیا جائے۔ سائیکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرائے کے پچھواڑے کی طرف سے سرائے میں داخل ہو گا۔ وہ دیوار پھاند کر اندر آئیں گے اور بڑی راز داری سے تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا تم دونوں میاں بیوی بھی ان لوگوں کے آنے تک مستعد ہو جاؤ تاکہ انکا خاتمہ کیا جا سکے میں خود بھی تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ انکے خلاف حرکت میں آؤں گی ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد غصے اور غضبناکی میں یوناف کے چہرے کی حالت عجیب سی بھیانک پن اختیار کر گئی تھی پھر وہ انتہائی غصے میں ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تو ان نامرادوں کو آنے تو دے میں انکی ساری آرزوؤں جستجوؤں اور انکے ذوق کو حیرت کے دوراہے پر لا کھڑا کروں گا۔ انکے سامنے میں بکھری صدیوں کے نقاب الٹوں گا۔ ان کے وجدان کے منظر منظر پر آگ کے دریا اور الفاظ کی صورت گری میں لہو کی ندیاں بہا کر رکھ دوں گا۔ سن ابلیکا ان شیطان کے گماشتوں کے خلاف میں آوازِ حق کی آبرومندی بن کر حرکت میں آؤں گا اور انکی نامہربان آغوش کو ماتم سرائے دہر اور انکی ساری جرات مندی کو ہمہ عقوبت اور ہمہ قیامت میں تبدیل کر کے رکھوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی تلوار اس نے سنبھال لی۔ اسکی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی ایک جست کے ساتھ اٹھی اور اس نے بھی اپنی تلوار سنبھال لی تھی۔ اس موقع پر ابلیکا پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھو یوناف تم اپنے کمرے سے نکل کر دونوں میاں بیوی تھوڑا سا آگے نکل جاؤ۔ ظاہر ہے کہ سائیکس اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے دروازے کی طرف آئے گا۔ تم اپنے کمرے کا

دروازہ کھلا چھوڑ دو اور یبوسا کو لے کر اپنے کمرے سے تھوڑا سا آگے نکل جاؤ۔ جب سانیکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے کمرے میں داخل ہونے لگے گا تو سامنے کی طرف سے تم دنوں میاں بیوی انہیں للکارنا انکی پشت کی طرف سے ان پر میں بھی وارد ہوں گی اور پھر دیکھنا ہم تینوں مل کر انکا کیا حشر کرتے ہیں۔ اب تم جلدی سے اپنے کمرے سے نکل کر تھوڑا آگے جا کر اوٹ میں کھڑے ہو جاؤ۔ اسلئے کہ سانیکس اور اسکے ساتھی اس وقت سرائے کی دیوار کو پھاند کر اندر داخل ہو رہے ہیں اور تھوڑی دیر تک وہ یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور یبوسا فوراً حرکت میں آئے اور وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے تھوڑا سا آگے جا کر ایک ستون کی اوٹ میں کھڑے ہو کر سانیکس اور اسکے ساتھیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد سانیکس اور اسکے ساتھی کمروں کے سامنے گزرنے والی راہداری میں نمودار ہوئے اور سب کے سب دبے پاؤں آواز پیدا کئے بغیر یوناف اور یبوسا کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان سب نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے۔ ان کے جسموں پر انکے جنگی لباس تھے۔ انکے ہاتھوں میں انکی ڈھالیں اور انکی تلواریں تھیں اور وہ حملہ آور ہونے کیلئے انتہائی مستعد دکھائی دیتے تھے۔ جب وہ رازداری اور آہستگی کے ساتھ چلتے ہوئے یوناف اور یبوسا کے کمرے کے سامنے آئے تو ان میں سے ایک کمرے میں داخل ہوا شاید وہ خود سانیکس تھا پر وہ جلد ہی باہر آ گیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔ حیرت ہے وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں موجود ہی نہیں۔ اس پر ایک اور گلیڈئیٹر بولا اور کہنے لگا کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ سرائے چھوڑ کر یہاں سے کوچ ہی کر چکے ہوں سانیکس کہنے لگا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا دن کے وقت میں نے خود انہیں اس سرائے میں ٹھہرے ہوئے دیکھا ہے وہ اس قدر جلدی سرائے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔ اس بار ایک اور گلیڈئیٹر بولا اور کہنے لگا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں ہمارے اس ارادے اور اس عزم کی اطلاع ہو گئی ہو کہ آج رات کی تاریکی میں ہم ان دونوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سانیکس جھلا کر کہنے لگا تم لوگ بھی احمق اور بے وقوف ہو ان کو کیسے خبر ہو سکتی ہے کہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں یہ ساری تجویز تو تھوڑی دیر پہلے ہم نے مقابلے کے میدان میں بیٹھ کر طے کی ہے ہمارے سوا وہاں اور کوئی تھا بھی نہیں جو ان دونوں میاں بیوی کو آ کر اطلاع کرتا۔ سمجھ نہیں آتی کہ وہ دونوں میاں بیوی کہاں چلے گئے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد سانیکس جب خاموش ہوا تو سامنے کی طرف سے یوناف اور یبوسا دونوں میاں بیوی ستون کی اوٹ

سے نکل کر انکے سامنے آئے اور پھر یوناف انتہائی غضبناک اور قہرانی کی حالت میں سانیکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو سانیکس میں تم لوگوں کے خطرے کے باعث اس سرائے کو چھوڑ کر بھاگنے والا نہیں ہو۔ ہاں مجھے تمہاری کمینگی اور تمہاری اس ذلیل حرکت کی اطلاع ضرور مل گئی تھی۔ سنو سانیکس میں تمہاری طرح ذلیل اور گھٹیا انسان نہیں ہوں۔ رات کی اس تاریکی میں جبکہ تم سب ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو کر ہمارا خاتمہ کرنے کیلئے آئے ہو تو پھر ہماری طرف بڑھو اور پھر دیکھو کہ ہم دونوں میاں بیوی کیسے تمہاری بیچوں بیچ تاریکی کے آنچلوں میں سیال آگ کی صورت اختیار کر کے تمہارا خاتمہ کرتے ہیں۔ سن رکھو سانیکس ہم تو تمہارے ویران خوابوں میں فتنوں بار امنگ کی طرح داخل ہو کر تم لوگوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف نے ذومعنی انداز میں یبوسا کی طرف دیکھا پھر دونوں میاں بیوی نے اپنی تلواریں لہرائیں۔ اب وہ اہرام کی سی راز بستگی سے نکل کر جنگل کی دھاڑتی ہوئی ہواؤں صحراؤں سے اٹھی فضاؤں' آندھیوں کے مہیب جھکڑوں اور موت کے ان گنت ہیولوں کی طرح حرکت میں آتے ہوئے آگے بڑھے تھے اور جس طرح موت کے شعلوں کا پیراہن پہن پیچ کھاتے دھوئیں کے مرغولے پھیلنا بکھرنا شروع ہوتے ہیں اسی طرح یوناف اور یبوسا نے بھی شعلہ انداز اور برق انداز صورتحال اختیار کرتے ہوئے لاوے شعلے اور شرارے کی طرح آگے بڑھ کر سانیکس اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تھا۔

دوسری طرف سے ابلیکا بھی حرکت میں آ چکی تھی اور وہ بھی سانیکس کے ساتھیوں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخنے لگی تھی۔ جبکہ یوناف اور یبوسا نے بھی سانیکس کے ساتھی گلیڈئیٹروں کو اس طرح کاٹنا شروع کر دیا تھا جیسے آندھیوں کے جھکڑ کھنڈر کی بھربھری دیواروں کو گرا دیتے ہیں۔ وہ دونوں میاں بیوی ان گلیڈئیٹروں کی زندگی کے افسانے کا آخری حرف لکھتے ہوئے ان سب کیلئے ظلمتوں کے بسیط طوفانوں میں شعلہ فشاں برق کا رقص مرگ شروع کر چکے تھے۔

چند ہی لمحوں میں ایک طرف سے ابلیکا نے طوفان برپا کرتے ہوئے اور دوسری طرف سے یوناف اور یبوسا نے حرکت میں آتے ہوئے سانیکس اور اسکے ساتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔ ابھی ایسا ہوا ہی تھا کہ سرائے کا مالک بھاگتا ہوا وہاں آ گیا اور بڑی بدحواسی میں وہ لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف سے پوچھنے لگا یہ کون لوگ ہیں کیا ان لوگوں نے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تھی۔ پھر یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ ایک

لاش کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ شاید اس نے **سائیکس** کو پہچان لیا تھا۔ دوبارہ وہ یوناف کی طرف آیا اور بڑی ہمدردی میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ تو بدبخت **سائیکس** اور اسکے ساتھی ہیں۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش ہے۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے بزرگ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اس **سائیکس** نے مجھ سے ہار جانے کی وجہ سے انتقام اور بدلہ لینے کی خاطر آج اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہونا چاہا۔ یہ میرے کمرے میں گھس کر میرا اور میری بیوی کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہماری خوش قسمتی کہ ہم اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھے۔ ہم کمرے سے باہر راہداری میں چہل قدمی کر رہے تھے پھر ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہوا اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے ان سب گلیڈئیٹروں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا ہے۔ سرائے کا مالک یوناف اور بیوسا کی اس کارگزاری پر بے حد خوش ہوا پھر وہ کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی نے ان کم بختوں کا خاتمہ کر کے بہت اچھا کیا یہ ذلت کے مارے تھے ہی اس قابل یہ ہر کسی کو نشانہ بناتے ہوئے اس پر موت طاری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پر میرے عزیز آؤ اب حرکت میں آئیں اور ان سب کی لاشیں اٹھا کر سرائے کے صحن میں کہیں دفن کر دیں۔ یوناف اور بیوسا دونوں سرائے کے مالک کے کہنے پر حرکت میں آئے ان تینوں نے مل کر ایک بڑا گڑھا سرائے کے صحن میں کھودا ساری لاشوں کو اس گڑھے میں ڈال کر اس گڑھے کو انہوں نے مٹی سے بھر کر مٹی کو خوب دبا کر اوپر پانی چھڑک دیا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد سرائے کے مالک نے یوناف اور بیوسا دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے عزیز مجھے شرمندگی ہے کہ میری سرائے میں قیام کے دوران تمہیں اذیتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس پر یوناف فوراً سرائے کے مالک کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں۔ اب تو ہمارے تمہارے ساتھ تعلقات ہیں۔ ہر مصیبت میں تمہاری مدد کرنا اب ہمارے فرائض میں شامل ہے اور پھر یہ تو بدبخت ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہوتے آئے تھے لہٰذا ہم نے انکا خاتمہ کر دیا۔ اس پر سرائے کا مالک مطمئن انداز میں کہنے لگا۔ تم دونوں میاں بیوی اب اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں بھی جاتا ہوں پر میں سرائے کے کچھ محافظوں کو تمہارے کمرے کے آس پاس ٹہلنے کیلئے کہتا ہوں تاکہ کوئی اور گلیڈئیٹر بھی ایسی حرکت کرنا چاہتے تو بروقت تمہیں اسکی اطلاع کی جا سکے اسکے ساتھ ہی سرائے کا مالک وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ یوناف اور بیوسا بھی

دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

○

اٹلی پر اب تین حکمران حکومت کر رہے تھے۔ ایک مارک انتونی جو ان دنوں فرانس سوئٹزرلینڈ اور انگلستان کی سرزمینوں کی طرف تھا دوسرا آکٹیوس جو افریقہ میں قیام کئے ہوئے تھا اور تیسرا **لیپڈیوس** جو ان دنوں ہسپانیہ کے نظم و نسق کو درست کر رہا تھا۔ ان تینوں نے تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے سے روم کے اندر اپنے اپنے دشمنوں کی فہرستیں تیار کرنا شروع کیں۔ ان تینوں نے صلاح و مشورہ کیا کہ روم کے اندر جس قدر بھی انکے دشمن ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے تبھی وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ اٹلی پر حکومت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا دن رات فہرستیں تیار کرنا شروع کی گئیں اور روم کے اندر ان تینوں نے اپنے اپنے دشمنوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا۔ قتل کئے جانے والے ان لوگوں کی فہرستوں میں مارک انتونی، **لیپڈیوس** اور آکٹیوس کے بیوی بچے اور رشتے دار بھی اپنے اپنے دشمنوں کے نام لکھانے لگے لہٰذا لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس طرح ان تینوں نے مل کر ایک طرح سے اٹلی میں اپنے ذاتی دشمنوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

مارک انتونی، **لیپڈیوس** اور آکٹیوس کی ان مصروفیات سے فائدہ اٹھا کر جولیس سیزر کے قاتل بروٹس اور کیسیوس بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ یہ دونوں جولیس سیزر کو قتل کرنے کے بعد روم سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے یہ ایشیا کی طرف چلے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے دن بدن اپنے ساتھیوں اور جمعیت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ روم سے بھاگتے ہوئے یہ اپنے ساتھ دولت کے انبار بھی لے گئے تھے۔ جنہیں خرچ کر کے انہوں نے اپنے لشکر بھی تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جب مارک انتونی، **لیپڈیوس** اور آکٹیوس نے روم کے اندر اپنے دشمنوں کا قتل عام شروع کیا تو بہت سے لوگ اپنی جانیں بچا کر ایشیا میں بروٹس اور کیسیوس کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے۔ اٹلی کے اندر جس قدر باغی عناصر تھے وہ بھی خوفزدہ ہو کر ایشیا میں بروٹس اور کیسیوس کے ساتھ جا ملے۔ اس طرح ایشیا میں کیسیوس اور بروٹس نے دو بڑے لشکر تیار کر لئے تھے۔ جب ان دونوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب وہ اپنے لشکر کو تربیت بھی دے چکے ہیں اور اب انکے لشکر اس قابل ہیں کہ وہ اٹلی پر حملہ آور ہو کر روم پر قبضہ کر سکیں تو انہوں نے ایشیا سے اٹلی کی طرف کوچ کیا تھا۔

لیپڈیوس ان دنوں ہسپانیہ میں تھا اور وہ وہاں مزے کر رہا تھا۔ اسے کچھ ہوش نہ تھا

کہ یورپ اور ایشیا میں اس وقت کیا تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ تاہم بروٹس اور کیسیوس کے یورپ کی طرف پیش قدمی کرنے سے مارک انتونی اور آکٹویوس بڑے پریشان اور فکرمند ہوئے۔ آکٹویوس فوراً" افریقہ سے نکل کر یورپ میں آیا۔ اپنے لشکر کو بھی وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف مارک انتونی بھی اپنے لشکر کے ساتھ فرانس اور سوئٹزرلینڈ سے روم پہنچ گیا تھا۔ دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلح و مشورہ کیا۔ پھر وہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بروٹس اور کیسیوس کی راہ روکنے کیلئے روم سے کوچ کر گئے تھے۔

مارک انتونی اور آکٹویوس نے اپنے جاسوس دور دور تک پھیلا دیئے تھے تاکہ وہ ان دونوں کو بروٹس اور کیسیوس کے لشکر کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔ انہی جاسوسوں کی فراہم کردہ خبروں کی روشنی میں مارک انتونی اور آکٹویوس نے اپنے اپنے لشکر کیساتھ بحیرہ ایجین سے نو میل دور فلپی نام کے ایک قصبے کے قریب پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسری طرف باغی سردار بروٹس اور کیسیوس بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر پیش قدمی کر رہے تھے جو ایشیا سے یورپ کی طرف آتی تھی اور یہ شاہراہ فلپی نام کے قصبے کے قریب سے گزرتی تھی۔

بروٹس اور کیسیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اور آکٹویوس اپنے لشکر کے ساتھ فلپی نام کے قصبے کے قریب پڑاؤ کر کے ان دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی اپنی پوری تیاریوں سے پیش قدمی کر رہے تھے۔

بروٹس اور کیسیوس فلپی نام کے قصبے کے قریب اس وقت پہنچے جس وقت سورج طلوع ہو چکا تھا اور صبح نیم دھندلکوں میں نہا رہی تھی۔ ان دونوں نے آتے ہی اپنی پوری فکری اور ارادی قوتوں کے ساتھ کہربائی کشش کی طرح مارک انتونی اور آکٹویوس کے لشکروں پر حملہ کر دیا تھا۔ بروٹس اپنے لشکر کے ساتھ آکٹویوس کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ جبکہ کیسیوس انتہائی بھیانک انداز میں مارک انتونی پر حملہ کر چکا تھا۔ دوسری طرف مارک انتونی اور آکٹویوس بھی بروٹس اور کیسیوس کے متوقع حملے کیلئے پہلے سے تیار تھے لہٰذا انہوں نے بھی آلام کی گرد اور برق کے نادیدہ لپکوں کی طرح بروٹس اور کیسیوس پر جوابی حملہ کیا تھا۔

ہر کوئی دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنی تلوار کو فتح نصیب کرنے کی فکر میں تھا۔ فلپی نام کے اس قصبے کے باہر کھلے میدانوں میں دونوں لشکر ایک دوسرے پر جہل و ظلمات کے جبرِ درد کی تحریروں اور طغیان لفظ و بیان کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ بانجھ اور برسوں کی پیاسی زمین خون آلود ہونے لگی تھی۔ انسانیت کی تقدیریں سرنگوں اور عظمت ابن آدم لہو

لہو ہونے لگی تھی۔

مارک انتونی شروع میں ہی اپنے مدمقابل کیسیوس پر بھاری اور حاوی ثابت ہوا تھا۔ کیسیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح مارک انتونی کو اس جنگ میں شکست دینے میں کامیاب ہو جائے لیکن مارک انتونی کا دشمن کے خلاف جنگ کرنے کا انداز جولیس سیزر جیسا ہی تھا۔ مارک انتونی نے اپنے لشکر کو مختلف حصوں اور دستوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور باری باری اسکے حکم پر وہ لشکر کے حصے اور دستے پہلو اور پینترے بدل بدل کر مختلف سمتوں اور جہتوں سے دشمن پر حملہ آور ہوتے جا رہے تھے۔ ایک مشینی سے انداز میں مارک انتونی کے لشکر کے یہ حصے اور دستے بار بار دائیں بائیں آگے پیچھے ہٹتے ایک دستہ ہٹتا اور اس جگہ دشمن سے مقابلہ کرنے کیلئے دوسرا دستہ آتا۔ اس طرح مارک انتونی نے اپنے دشمن کیسیوس کے سامنے اپنے لشکریوں کا ایک ہلکا اور چکر باندھ کر رکھ دیا تھا کیسیوس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ وہ اس موقع پر مارک انتونی سے اپنا دفاع کس طرح کرے کہ اسی ہلکا در ہلکا سامنے آنے اور پیچھے ہٹنے کے دوران مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ کیسیوس نے اپنی بھرپوری کوشش کی کہ ناصرف یہ کہ اس حلقے کو توڑے بلکہ مارک انتونی کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دے لیکن اس وقت تک مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ کیسیوس کے لشکر پر بری طرح چھا چکا تھا اور پھر اس نے چاروں طرف سے کیسیوس اور اسکے لشکریوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف آکٹیویوس کی حالت مارک انتونی سے مختلف تھی۔ مارک انتونی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ وہ جولیس سیزر کے ساتھ بھی کام کرتا رہا تھا اور جنگ کے سارے ہی طریقوں سے واقف تھا ویسے بھی وہ جنگ میں کسی خونخوار بھیڑیے اور چالاک لومڑی کی طرح حرکت میں آنے والا تھا جبکہ اسکے مقابلے میں آکٹیویوس جنگ کو کوئی اتنا بڑا اور وسیع تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ جولیس سیزر نے اپنی موت سے پہلے اپنے اس بھتیجے کو مشرق پر حملہ آور ہونے کیلئے ایک لشکر دے کر بھیجا تھا لیکن اس لشکر کے ساتھ جولیس سیزر کی موت کی وجہ سے آکٹیویوس کو روم واپس جانا پڑا لہٰذا یہ آکٹویوس جنگ کا کوئی خاص تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ جسکی بناء پر بروٹس نے اس آکٹویوس کے لشکر کے خلاف ایسی خوفناک اور ہولناک جنگ کی ابتداء کی کہ شروع میں ہی آکٹویس نے محسوس کر لیا کہ اگر جنگ زیادہ دیر قائم رہی تو بروٹس ضرور اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

تاہم اس موقع پر آکٹویوس نے بڑی دانشمندی اور فہم و فراست سے کام لیا اور وہ اس طرح کہ اس نے جب یہ اندازہ کیا کہ بروٹس اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا تو

اپنے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ اس طرف پسپا ہونا شروع ہو گیا جس طرف مارک انتونی
دوسرے جرنیل کیسیوس کے خلاف جنگ آزما تھا اور کیسیوس کے لشکر کے گھیراؤ کر کے وہ
اسکا قتل عام شروع کر چکا تھا۔ آکٹویوس پیچھے ہٹتے ہٹتے مارک انتونی کے لشکر سے جا ملا
دوسری طرف مارک انتونی نے جب دیکھا کہ بروٹس آکٹویوس کو پسپا کر کے شکست دینے کے
درپے ہے تو وہ فکرمند ہوا اسلئے کہ اگر بروٹس آکٹویوس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا
تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے ساتھی کیسیوس کی بھی مدد کو پہنچ سکتا تھا۔ اس طرح بروٹس
اور کیسیوس دونوں مل کر آکٹویوس کے بعد مارک انتونی پر بھی مصیبت اور اذیت بن کر
ثابت ہو سکتے تھے۔

انہی خطرات اور خدشات کے تحت مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کا گھیراؤ اور
قتل عام جاری رکھا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے
آکٹویوس کی مدد کیلئے بھی روانہ کر دیا۔ اس طرح مارک انتونی کے لشکر کا ایک حصہ جب
آکٹویوس کے لشکر میں آ کر شامل ہوا تو اس سے آکٹویوس کے لشکریوں کے حوصلے بلند
ہوئے اور انہیں ایک طرح کی تقویت ملی لہٰذا انہوں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے
شروع کر دیئے تھے۔ مارک انتونی کے وہ لشکری جو آکٹویوس کے ساتھ آ کر ملے تھے ان کے
حوصلے پہلے ہی بلند تھے اس لئے کہ وہ اس سے پہلے کیسیوس کے لشکریوں کا قتل عام کر
رہے تھے۔ اب انہوں نے اپنا وہی انداز اختیار کئے رکھا اور بروٹس کے لشکر کے اندر گھس
کر وہ انکا قتل عام کرنے لگے۔ اس سے بروٹس کے لشکریوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ
پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے۔

اتنی دیر تک مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کو مکمل طور پر شکست دے دی تھی۔
کیسیوس کے لشکر کی اکثریت کو مارک انتونی نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ بہت کم
لشکری ایسے تھے جو اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے جبکہ مارک انتونی نے
کیسیوس کو بھی میدان جنگ میں موت کی نیند سلا دیا تھا۔
کیسیوس اور اسکے لشکریوں کا خاتمہ کے بعد مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ انتہائی
خونخواری اور خوفناک انداز میں حرکت میں آیا اور وہ اپنے ساتھی جرنیل جولیس سیزر کے
بھتیجے آکٹویوس کی مدد کیلئے بڑھا اس وقت تک آکٹویوس اور بروٹس کے درمیان جنگ اپنے
عروج پر تھی عین اس موقع پر مارک انتونی بھی اپنے لشکر کے ساتھ آکٹویوس کے ساتھ آن
ملا جس کی بناء پر بروٹس کے لشکر کے اندر فوراً شکست اور پسپائی کے آثار پیدا ہونے لگے
پھر ایسا ہوا کہ آکٹویوس اور مارک انتونی نے بروٹس کے لشکر کو دو سمتوں سے گھیر لیا اور

کیسیوس کی طرح اسکے لشکر کا بھی قتل عام شروع کر دیا اس طرح کیسیوس کی طرح بروٹس
کے لشکر کی اکثریت کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور بروٹس بھی جنگ میں لڑتے لڑتے
مارک انتونی کے لشکریوں کے ہاتھوں مارا گیا اس طرح مارک انتونی اور آکٹویوس نے نہ
صرف یہ کہ اس بغاوت کو فرو کر دیا بلکہ انہوں نے جولیس سیزر کے دونوں قاتلوں یعنی
بروٹس اور کیسیوس سے بھی جولیس سیزر کے قتل کا انتقام لے لیا تھا۔
فلپی کے مقام پر بروٹس اور کیسیوس کو شکست دینے کے بعد مارک انتونی اور آکٹویوس
نے آپس میں ایک اور صلح نامہ کیا اس صلح نامے نے اٹلی کے اندر ایک انقلاب برپا کیا
اور یہ کہ فلپی میں بروٹس اور کیسیوس کو شکست دینے کے بعد مارک انتونی اور آکٹویوس یہ
خیال کرنے لگے تھے کہ صرف ان دونوں نے اٹلی کی حفاظت کی ہے اور تیسرے جرنیل
لیپڈیوس نے جو اس وقت اسپین میں تھا اٹلی کی حفاظت میں کوئی حصہ نہیں لیا لہٰذا ان
دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد لیپڈیوس کو قطعی طور پر
نظرانداز کر دیا اپنی سلطنت اور مقبوضہ جات کی ازسرنو آپس میں تقسیم کی۔
اس نئی تقسیم کے باعث اٹلی سے باہر سارے مشرق کا حکمران مارک انتونی کو تسلیم کر
لیا گیا تھا۔ جبکہ مارک انتونی نے اٹلی اور سسلی اور شمال میں گال قبائل کے سارے علاقے
آکٹویوس کی حکمرانی میں دے دیئے گئے تھے جبکہ تیسرے جرنیل لیپڈ یوس کو نظرانداز کرتے
ہوئے اسے ہسپانیہ میں ہی پڑا رہنے دیا گیا تھا۔
اس معاہدے کے تحت آکٹویوس اپنے لشکر کے ساتھ واپس اٹلی کی طرف چلا گیا جبکہ
مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف مصر کی ملکہ قلوپطرہ
کو بھی اپنے شوہر جولیس سیزر کے مارے جانے کی خبر ہو چکی تھی اور اسے یہ بھی خبریں مل
چکی تھیں کہ اب آکٹویوس اور مارک انتونی کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے جسکے تحت مشرق
کا حکمران مارک انتونی ہو گا۔ قلوپطرہ شاید جولیس سیزر کے بعد مارک انتونی کو پسند کرنے لگی
تھی اسلئے کہ وہ اس سے پہلے بھی روم میں مارک انتونی سے ملاقات کر چکی تھی۔ قلوپطرہ
کے مارک انتونی کو پسند کرنے کی دو وجوہات تھیں ایک یہ کہ مارک انتونی جولیس سیزر کا
رشتہ دار تھا اور دوسرے یہ کہ مارک انتونی جولیس سیزر ہی کی طرح دلیر بہادر اور جنگجو
جرنیل تھا اور بد سے بدترین حالات میں بھی یہ حوصلہ ہارنے والا نہیں تھا قلوپطرہ کو جب یہ
خبر ہوئی کہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو چکا ہے تو قلوپطرہ نے
مصر سے نکل کر مارک انتونی کا استقبال کرنے کا ارادہ کیا۔
اپنے اس سفر کیلئے قلوپطرہ نے ایک بالکل نئے اور بہترین بحری جہاز کا انتخاب کیا۔

جہاز کے اندر انتہائی خوبصورت لڑکیاں رکھی گئی تھیں جو نہ صرف یہ کہ اس جہاز کے چپو چلاتی تھیں جو خالص چاندی کے بنے ہوئے تھے بلکہ اس جہاز کے اندر یہ لڑکیاں قلوپطرہ کے دل بہلانے کے لئے موسیقی کا بھی انتظام کرتی تھیں اور جہاز کے اندر قلوپطرہ کا دل خوش کرنے کیلئے ہروقت خوشبوئیں بکھیری جاتی تھیں اس حالت میں قلوپطرہ سفر کرتی ہوئی طرسوس کے مقام پر مارک انتونی سے جا ملی۔ مصری ملکہ قلوپطرہ کے ساتھ گفتگو کے دوران مارک انتونی کو جب یہ خبر ہوئی کہ ملکہ قلوپطرہ اسکو دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہے تو وہ ہر چیز بھول گیا حتیٰ کہ وہ اپنی ہر دل عزیز بیوی فلویا کو بھی فراموش کر گیا جسے وہ دل و جان سے پسند کرتا تھا۔ ان حالات کے بعد مارک انتونی نے مصری ملکہ قلوپطرہ سے شادی کر لی اور ملکہ کے ساتھ وہ مشرق میں داد عیش دینے لگا۔

قلوپطرہ کے بطن سے مارک انتونی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی اس دوران روم میں ایک تبدیلی رونما ہوئی اور وہ کچھ اس طرح کہ مارک انتونی کو یہ خبریں ملنے لگیں کہ آکٹویوس اسے ہر چیز سے محروم کر کے اکیلا اٹلی اور اسکے مقبوضہ جات کا واحد حکمران بننا چاہتا ہے مارک انتونی کو جب یہ خبریں ملیں تو وہ بڑا برہم ہوا لہٰذا اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کر لیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے گا اور آکٹویوس کو اپنے سامنے زیر کر کے وہ اٹلی اور اسکے مقبوضہ جات کا واحد حکمران بن کر نمودار ہو گا۔

○

ایک روز جبکہ مارک انتونی مصری ملکہ قلوپطرہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا اس کمرے میں اچانک یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے ان دونوں کو دیکھ کر مارک انتونی خوش ہو گیا تھا جبکہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے قلوپطرہ کے چہرے پر ناگواری اور ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ ان آثار کو مارک انتونی نے بھی دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ فوراً بولا اور قلوپطرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ اچانک ہمارے کمرے میں نمودار ہونے والا شخص یوناف ہے یہ یوں سمجھو کہ میرا بہترین دوست اور مربی ہے بلکہ جولیس سیزر کی کامیابیوں میں زیادہ تر اسی کا ہاتھ تھا۔ اسکے ساتھ اسکی بیوی بیوسا بھی ہے۔ مارک انتونی کے ان الفاظ پر قلوپطرہ کے چہرے سے ناگواری کے اثرات جاتے رہے تھے۔ اسکے بعد مارک انتونی پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو قلوپطرہ یہ دونوں عجیب سے لوگ ہیں ان پر زمانے کی تبدیلی اور اس کا انقلاب رونما نہیں ہوتا میں تم پہ انکشاف بھی کر دوں کہ جس وقت اٹلی کا حکمران سولا جولیس سیزر کو ختم کر دینے کے در

پے تھا تو اسی یوناف اور اسکی بیوی بیوسا نے حرکت میں آتے ہوئے نہ صرف یہ کہ سولا کے ہاتھوں جولیس سیزر کی جان بچائی بلکہ جزیرہ روڈس ان دونوں نے ہی پناہ لینے کیلئے اسے پہنچایا تھا لہٰذا ان دونوں کے جولیس سیزر اور خود مجھ پر بھی اتنے احسانات ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مارک انتونی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر قلوپطرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی بڑے پرجوش انداز میں اس نے دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا اور اپنے پہلو میں انہیں بیٹھنے کی جگہ دی۔ یوناف اور بیوسا دونوں آگے بڑھے اور قلوپطرہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پھر قلوپطرہ بولی اور کہنے لگی۔

اگر تم دونوں میاں بیوی جولیس سیزر اور اسکے بعد مارک انتونی کے بھی محسن اور مربی ہو تو اس لحاظ سے آج سے تم دونوں میرے بھی محسن اور مربی ہو۔ قلوپطرہ ابھی یہاں تک ہی کہنے پائی تھی کہ مارک انتونی پھر بولا اور کہنے لگا یوناف میرے بھائی میرے عزیز تم بڑے وقت پر پہنچے ہو مجھے خبریں ملی ہیں کہ آکٹویوس مجھے ہر چیز سے محروم کر کے خود روم اور اسکے مقبوضہ جات کا حکمران بننا چاہتا ہے لیکن میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا میں کل ہی اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ میرے لشکر میں رہو جواب میں یوناف نے اثبات میں سر ہلا دیا تو مارک انتونی خوش ہو گیا۔ پھر وہ قلوپطرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا ہم دونوں کو اپنے مہمانوں کی ضیافت کا انتظام نہیں کرنا چاہئے اس پر قلوپطرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں مل کر یوناف اور بیوسا کے کھانے کا انتظام کرنے لگے تھے دوسرے روز مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر گیا تھا یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بھی اسکے لشکر میں شامل تھے۔

○

دوسری طرف آکٹویوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اس کا خاتمہ کرنے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ مشرق سے مغرب کی طرف کوچ کر چکا ہے لہٰذا اس نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور برنڈیوسم شہر کے پاس آ کر اس نے پڑاؤ کر لیا تھا مارک انتونی کو بھی آکٹویوس کی نقل و حرکت کے متعلق ساری خبریں مل رہی تھیں لہٰذا اس نے بھی برنڈیوسم شہر کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔ اپنے لشکر کے ساتھ مارک انتونی طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور برنڈیوسم شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔

آکٹیوس نے اپنی طرف سے اس محاصرے کو توڑنے کی پوری کوشش کی۔ پے در پے اس نے مارک انتونی کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے پسپا ہونے پر مجبور کرنا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ آکٹیوس نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح مارک انتونی کو برنڈیوسم شہر کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا تب اسے اپنی طاقت اور قوت کا احساس ہو گیا اس نے جان لیا کہ اگر یہ محاصرہ طول پکڑ گیا تو یقیناً مارک انتونی اس شہر کو فتح کر لے گا اور اس شہر کی فتح پر اسکے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور پھر وہ ایک کے بعد دوسرا شہر فتح کرتا ہوا اٹلی کے مرکزی شہر روم میں داخل ہو گا اور اسے تخت و تاج سے یکسر محروم کر کے رکھ دے گا ان خدشات کے پیش نظر آکٹیوس نے مارک انتونی سے صلح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

قاصدوں کے ذریعے آکٹیوس اور مارک انتونی کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ آکٹیوس نے مارک انتونی کو یہ پیش کش کی کہ وہ نہ صرف یہ کہ مارک انتونی کو بھاری رقم ادا کرے گا بلکہ اسے کچھ لشکری بھی مہیا کرے گا جو مشرق میں مارک انتونی کی فتوحات کا دائرہ بڑھانے میں مدد و معاون ثابت ہوں اسکے علاوہ آکٹیوس کی ایک بہن تھی نام اسکا اوکٹاویا تھا یہ اٹلی میں اپنی خوبصورتی اپنے حسن اور اپنی جسمانی ساخت کی کشش کی وجہ سے بے حد مشہور اور نامور تھی آکٹیوس نے مارک انتونی کو یہ بھی پیش کش کی کہ اگر وہ اسکے خلاف جنگ بند کرنے پر آمادہ ہو جائے تو وہ اپنی بہن اوکٹاویا کی شادی بھی مارک انتونی سے کر دے گا مارک انتونی نے آکٹیوس کی ان شرائط کو قبول کر لیا۔ دونوں جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ روم پہنچے وہاں مارک انتونی کی شادی آکٹیوس کی بہن اوکٹاویا سے کر دی گئی چند ماہ تک مارک انتونی نے روم میں ہی قیام کئے رکھا اور اپنی نئی شادی کا وہ جشن، مناتا رہا۔

چند ہفتوں تک روم میں قیام کرنے کے بعد مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا تھا اسکے چند ہی دن بعد مغرب میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کچھ اس طرح کہ رومن جرنیل پمپی کا ایک بیٹا تھا نام جس کا سیکٹوس تھا یہ جولیس سیزر کے قتل میں بھی شامل خیال کیا جاتا تھا۔ جولیس سیزر کے قتل کے بعد یہ سیکٹوس بھاگ کر افریقہ چلا گیا تھا وہاں یہ اندر ہی اندر کام کرتا رہا اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے کے بعد اس نے خوب قوت پکڑی اور ایک بہت بڑا لشکر بھی اس نے تیار کر لیا۔ افریقہ سے نکل کر آخرکار یہ شخص سسلی میں داخل ہوا وہاں بھی اس نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح افریقہ اور سسلی میں بظاہر تو آکٹیوس ہی کی حکومت تھی لیکن اندر ہی اندر لوگ سیکٹوس سے ڈرتے

ہوئے اس کا کہا ماننے لگے تھے۔

یوں طاقت اور قوت پکڑنے کے بعد یہ سیکٹوس حرکت میں آیا اور اٹلی کے لئے اس نے افریقہ اور سسلی سے اناج کی ترسیل بند کرا دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روم میں اناج مہنگا ہو گیا اور آہستہ آہستہ اناج کی کمی کی وجہ سے لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ سیکٹوس نے ایسا دو وجوہات کی بنا پر کیا اول یہ کہ وہ اٹلی کی حکومت پر اپنی اہمیت جتانا چاہتا تھا اور افریقہ اور سسلی سے اناج بند کر کے اس نے اٹلی کے حکمرانوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ انکے مقابلے میں وہ بھی کوئی طاقت اور قوت رکھتا ہے اور ایسا کرنے کیلئے دوسری وجہ یہ تھی چونکہ یہ شخص یعنی سیکٹوس جولیس سیزر کا قاتل خیال کیا جاتا تھا لہٰذا اناج بند کر کے اس ایک طرح سے اٹلی کی حکومت کو یہ تنبیہہ بھی کی تھی کہ اگر جولیس سیزر کے قاتل کی حیثیت سے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو وہ اس طرح اناج بند کر کے اٹلی میں رہنے والے لوگوں کو بھوکوں بھی مار سکتا ہے۔

آکٹیوس پمپی کے بیٹے سیکٹوس کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اسے خدشہ ہو گیا تھا کہ اگر اس نے جنگ کی ابتداء کی تو ہو سکتا ہے پمپی کے بیٹے کے ہاتھوں اسے شکست ہو جائے اور اگر یہ جنگ کسی نتیجے پر پہنچے بغیر بھی ختم ہو گئی تب بھی سیکٹوس افریقہ اور سسلی سے اناج بند کر کے اٹلی میں رہنے والے لوگوں کو بھوکوں مار سکتا ہے اور یہ کارروائی بھی آخر آکٹویس کی شکست پر ہی منتج ہو گی اس صورتحال کے تحت آکٹیوس نے سیکٹوس کے ساتھ صلح صفائی کی گفت و شنید شروع کی آخرکار آکٹیوس اور سیکٹوس کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ کچھ اس طرح کہ آکٹیوس نے پمپی کے بیٹے سیکٹوس کو پانچ سال کیلئے افریقہ اور سسلی میں لشکروں کا کماندار تسلیم کر لیا اور دوسرے یہ کہ آکٹیوس نے سیکٹوس کی اس کمانداری کو تقویت پہنچانے کیلئے روم سے ایک خاصی بڑی رقم بھی سیکٹوس کو فراہم کی تھی۔

دوسری طرف مارک انتونی کو جب آکٹیوس اور سیکٹوس کے اس معاہدے کی خبر ہوئی تو اسے آکٹیوس پر بڑا غصہ آیا وہ اس بات پر بڑا برہم تھا کہ سیکٹوس کے ساتھ کوئی معاملہ طے کرتے وقت اسکے ساتھ کوئی صلاح مشورہ نہیں کیا گیا دوسرے یہ کہ سیکٹوس چونکہ جولیس سیزر کا قاتل تھا لہٰذا اسے کسی بھی صورت میں افریقہ اور سسلی میں لشکروں کا کماندار تسلیم کر کے اسکی مدد نہیں کرنی چاہئے تھی۔ مارک انتونی نے ان دو امور پر بار بار آکٹیوس سے وضاحت طلب کی لیکن جب آکٹیوس نے اس کا کوئی مناسب جواب نہ دیا تو مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق سے مغرب کی طرف بڑھا تاکہ آکٹیوس اور

سیکٹوس دونوں کی سرکوبی کرے۔

دوسری طرف آکٹویوس کو بھی خبر ہو چکی تھی مارک انتونی مشرق سے ایک جرار لشکر لے کر مغرب کی طرف کوچ کر چکا ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو تیار کیا اور ٹرنٹوم شہر کے باہر آ کر وہ خیمہ زن ہوا آکٹویوس کسی بھی صورت مارک انتونی سے جنگ نہیں چاہتا تھا وہ اپنے لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم آ کر اسلئے خیمہ زن ہوا تھا کہ مارک انتونی چونکہ اسی راستے سے روم کا رخ کر رہا تھا وہاں پڑاؤ کر کے آکٹویوس اسکے استقبال کا اہتمام کرنا چاہتا تھا اور جو غلط فہمیاں اسکے ذہن میں تھیں وہ انہیں رفع کرنا چاہتا تھا۔ اسلئے کہ مارک انتونی اب اسکے دور کا رشتے دار نہ رہا تھا بلکہ اب اس سے قریبی تعلقات تھے کیونکہ مارک انتونی اب اسکی ہردل عزیز بہن اوکٹاویا کا شوہر تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ یہ بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کرتے ہوئے جب مارک انتونی ٹرنٹوم شہر کے قریب پہنچا تو اپنے لشکر کے درمیان چند روز تک صلاح و مشورے ہوتے رہے۔ اس دوران مارک انتونی کی بیوی اور آکٹویوس کی بہن اوکٹاویا نے بہترین کردار ادا کیا اس نے دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ پس دونوں نے پمپی کے بیٹے سیکٹوس سے نپٹنے کیلئے ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کا کماندار ایک جرنیل اگریپا کو مقرر کیا۔ یہ اگریپا لشکر لے کر روم سے روانہ ہوا پہلے اس نے سسلی میں پمپی کے بیٹے سیکٹوس کو شکست دی۔ سسلی میں شکست کھانے کے بعد سیکٹوس نے سسلی خالی کر دیا اور اپنے بچے کھچے ساتھوں کے ساتھ وہ افریقہ کی طرف بھاگ گیا۔

وہاں جا کر پھر اس نے اپنی طاقت اور قوت مستحکم کرنی شروع کر دی تھی لیکن رومن جرنیل اگریپا بھی سسلی سے نکل کر اسکے تعاقب میں افریقہ جا پہنچا۔ یہاں بھی اگریپا اور پمپی کے بیٹے سیکٹوس کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں سیکٹوس کو بدترین شکست ہوئی۔ اس طرح سیکٹوس نے جو آکٹویوس اور مارک انتونی کیلئے خطرات کھڑے کئے تھے وہ ختم ہو گئے تھے اگریپا سے شکست کھانے کے بعد پمپی کا بیٹا سیکٹوس اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور کہیں گمنام زندگی بسر کرنے لگا۔

مارک انتونی اور آکٹویوس کے درمیان ساری غلط فہمیاں رفع ہو چکی تھیں دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ آنے والے پانچ سال کیلئے دونوں پہلے سے حاصل شدہ اپنے اپنے علاقوں کے اندر پرامن رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس صلح کی خوشی میں مارک انتونی نے ایک سو بیس بحری جنگی جہاز آکٹویوس کو مہیا کئے تاکہ آنے والے دنوں میں روم کے خلاف کوئی بغاوت کرے تو وہ

ان ایک سو بیس بحری جنگی جہازوں کو رومن بحری بیڑے میں شامل کر کے باغیوں کی سرکوبی کر سکے۔ جواب میں آکٹویوس نے مارک انتونی کو عمدہ قسم کے سواروں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا تاکہ اس لشکر کی مدد سے وہ اشکانیوں کے خلاف حرکت میں آئے اور اپنی طاقت اور سلطنت میں وسعت اور قوت پیدا کرے۔ یہ معاہدہ ہونے کے بعد آکٹویوس حسب معمول اٹلی ہی میں رہ کر حکومت کرتا رہا جبکہ مارک انتونی اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

○

ایک روز جبکہ سورج غروب ہونے کے قریب تھا عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی ایران میں دریائے ساوہ کے کنارے اپنے محل کی ان سیڑھیوں پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے جو محل سے نکل کر دریا کے اندر تک اترتی چلی گئیں تھیں۔ ایسے موقع پر اچانک سیڑھیوں پر عزازیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی اس کا احترام اور استقبال کرنے کی خاطر عارب اور نبیطہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اسے خوش آمدید کہا۔ ان دونوں سے ملنے کے بعد عزازیل خود بھی ان سیڑھیوں پر بیٹھ گیا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں بھی بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی اسکے سامنے بیٹھ گئے تب وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عارب نے بولنے میں پہل کی اور عزازیل سے کہنے لگا۔

آقا اب ہماری زندگی جامد اور ساکت ہو کر رہ گئی ہے پہلے ہم دنیا کے مختلف خطوں میں گھوم پھر لیتے تھے لیکن اب وہ بات بھی نہیں رہی۔ اسلئے کہ ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں یوناف ہم پر وارد نہ ہو اور ہمارے لئے کسی نقصان کا باعث نہ بنے ویسے ایک بات ہے آقا جسے ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ یوناف ہر میدان ہر خطہ ہر قطعہ زمین میں ہمارے خلاف بھاری اور ہمارے اوپر حاوی ہی ثابت ہوا ہے۔ کیا بات ہے کہ مختلف حیلے اور جتن استعمال کرنے کے باوجود بھی ہم لوگ کبھی عبرت خیزی کے انداز میں اس یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور جب سے بیوسا اس سے محبت کرنے لگی ہے اور اس کا ساتھ دینے لگی ہے تب سے تو وہ ہمارے خلاف کچھ زیادہ ہی شیر ہو چکا ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ ہم سے ٹکراتا ہے ہمیں پیس کر رکھ دیتا ہے۔ اے آقا آپ نے اپنے ساتھی سطرون کو ایک طاقتور ساتھی سمجھ کر یوناف سے ٹکرانے کا عزم کیا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ سطرون بھی یوناف کے مقابلے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔ آقا مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک جو بھی کھیل ہم نے اس یوناف کے خلاف کھیلا

اس میں ہمیں ہی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بس اب تو جب کبھی کہیں یوناف کا ذکر ہوتا ہے تو طبیعت برہم ہوتی ہے اور ذہن پر ایک خوف سا طاری ہونے لگتا ہے کہ ناجانے یہ شخص بیوسا کے ساتھ مل کر ہمارے لئے کونسی نئی مصیبت کھڑی کرتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو عزازیل نے پہلے ایک لمبا بلند اور بھرپور قہقہہ لگایا۔ عارب اور نبیطہ نے پہلے کبھی عزازیل کا ایسا مکروہ بلند اور زور دار قہقہہ نہیں سنا تھا۔ لہٰذا اسکی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے وہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے تھے۔ پھر عزازیل سنبھلا اور ان دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب تمہارا کہنا درست ہے کہ اب تک جہاں کہیں بھی ہم نے یوناف کے خلاف کوئی کھیل کھیلا اس میں ہم ناکام رہے اور کامیابی اس یوناف ہی کو حاصل ہوئی لیکن یہ گفتگو چھیڑنے سے پہلے تم دونوں میاں بیوی نے مجھ سے پوچھا تو ہوتا کہ آج تمہارے اس محل میں میرے آنے کا مقصد اور مدعا کیا ہے۔ اس پر عارب بجھے بجھے سے لہجے میں کہنے لگا آقا ابھی بتا دیں کہ آپ کس مقصد اور کس مدعا کے تحت ہم سے ملنے کیلئے آئے ہیں اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ دیکھو میرے بدیوں کے گماشتو! جو گفتگو اب تم نے کی ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ اب تک یوناف کے مقابلے میں ہمیں کہیں بھی کوئی قابل دید کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن اب عنقریب تم دیکھو گے کہ میں یوناف کے خلاف اپنی کامرانیوں اور اپنی کامیابیوں کے سارے ہی دروازے کھول دوں گا۔ عزازیل کے ان الفاظ پر عارب نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ عزازیل سے پوچھنے لگا۔ اے آقا اس گفتگو سے آپ کا کیا مطلب ہے اس پر عزازیل نے پھر قہقہہ لگایا اور کہنے لگا کہ اس گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ اب جب کبھی بھی ہم اس یوناف پر وارد ہوں گے تو تم دیکھو گے ہمارے سامنے اسکی ساری طاقت اور قوت کی حالت بڑی سبق آمیز اور عبرت خیز ہو گی۔ یوناف کو آنے والے دنوں میں ہمیشہ کیلئے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کیلئے میں نے جو قوتیں تیار کیں ہیں جب تم ان کا عملی مظاہرہ دیکھو گے تو تم دونوں میاں بیوی دنگ رہ جاؤں گے کہ میں نے کیا چیزیں اس یوناف کے خلاف تیار کیں ہیں۔ اس پر عارب سیڑھیوں پر ذرا کھسکتے ہوئے عزازیل کے قریب ہو بیٹھا اور بڑی راز داری سے پوچھنے لگا اے آقا آپ نے کیسی اور کونسی قوتیں یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے تیار کیں ہیں۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

سنو عارب اور نبیطہ یوں نہیں تم دونوں کو میرے منہ سے یہ ساری باتیں سن کر کوئی لطف اور مزا نہیں آئے گا بلکہ تم دونوں میاں بیوی اٹھو میرے ساتھ مصر کے جنوبی شہر

تھیبس کی طرف چلو وہاں میں تمہیں اس طاقت اور قوت کا عملی مظاہرہ کراؤں گا۔ جو میں آنے والے دنوں میں یوناف کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ تم دیکھو گے کہ اس قوت کے سامنے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہر بار ہمارے سامنے بے بس اور مجبور ہوں گے۔ سنو عارب اور نبیطہ مصر میں کبھی عبیدوز شہر سحر اور طلسم کا مرکز ہوا کرتا تھا لیکن بعد میں عبیدوز شہر سے آہستہ آہستہ بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے طلسم گر تھیبس کی طرف ہجرت کرنے لگے اسلئے کہ اس شہر میں ان کیلئے زیادہ مراعات فراہم کر دی گئیں تھیں لہٰذا تھیبس شہر آہستہ آہستہ عبیدوز شہر کی نسبت زیادہ بڑے بڑے ساحروں اور طلسم گروں کا مرکز بن گیا۔ میں بھی اس وقت مصر کے شہر تھیبس ہی سے تمہاری طرف آیا ہوں میں نے ایک انتہائی بوڑھے اور قدیم طلسم گر سے بھی رابطہ قائم کیا ہے۔ اور دو ساتھی بھی میں نے اس مقصد کیلئے تیار کئے ہیں جو میری اپنی جنس سے ہیں۔ یہی میرے دو ساتھی یوناف کے خلاف حرکت میں آیا کریں گے ان دو ساتھیوں کے ساتھ انکی بہن بھی ہے۔ جو آنے والے دور میں بیوسا پر ضرب لگایا کرے گی۔ تم دونوں میاں بیوی اٹھو اور میرے ساتھ تھیبس شہر چلو تاکہ تم دونوں میاں بیوی کو میں بتاؤں کہ اس ساحر سے میں نے کیا قوت حاصل کی ہے اور جو دو انتہائی طاقتور جوان میں نے اپنی جنس سے تیار کیے ہیں وہ کیسے اور کس طرح یوناف کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی خوش ہو گئے تھے پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے پھر وہ دریائے سادہ کے کنارے سے مصر کے شہر تھیبس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل عارب اور نبیطہ دریائے نیل کے کنارے تھیبس شہر میں نمودار ہوئے۔ عزازیل ان دونوں کو لے کر ایک بہت بڑی اور قدیم طرز کی عمارت میں داخل ہوا۔ عمارت کے دروازے پر کچھ محافظ کھڑے تھے جنہوں نے عزازیل کو دیکھتے ہی اس کا بہترین استقبال کیا اور اسے عارب اور نبیطہ کے ساتھ عمارت میں داخل ہونے دیا۔ عزازیل دونوں کو لے کر اس عمارت کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جسے دیوان خانہ کہا جا سکتا تھا۔ اس دیوان خانے میں پہلے سے چار اشخاص بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک انتہائی خوبصورت اور نوخیز مگر توانا لڑکی تھی جبکہ باقی تین مرد تھے ان تین مردوں میں سے بھی ایک تو ڈھلی ہی عمر کا شخص تھا باقی دو جوان اپنے چہرے اور جسم کی ساخت سے انتہائی

توانا جنگجو پر قوت اور طاقتور دکھائی دیتے تھے۔ عزازیل کو دیکھتے ہی وہ چاروں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا بہترین استقبال کیا۔ عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا پھر وہ کمرے میں پہلے سے موجود لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز میرے ساتھیو یہ ہیں عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی جنہیں میں تمہارے ہاں سے رخصت ہو کر ایران کی سرزمین میں دریائے ساوہ کے کنارے سے لینے گیا تھا۔ اس تعارف پر کمرے میں پہلے سے موجود چاروں بڑے پرتپاک انداز میں عارب اور نبیطہ سے ملے پھر عزازیل نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عارب اور نبیطہ میرے رفیقو میرے ساتھیو سنو ان میں سے جو لڑکی تم دیکھتے ہو اس کا نام یوشا ہے بوڑھا شخص جو لڑکی کے دائیں طرف ہے یہ اپنے دور کا سب سے بڑا اور ساحروں اور طلسم گروں کا استاد مصر کی سرزمین کا سب سے بڑا ساحر عورج ہے۔ عورج کے ساتھ تم جو دو جوان کھڑے دیکھتے ہو یہ دونوں بھائی ہیں ایک کا نام بارص دوسرے کا نام صادو ہے اور یہ دونوں یوشا کے بھائی ہیں۔ اس طرح عورج تو اس وقت مصر کا سب سے بڑا اور عظیم ساحر ہے جبکہ بارص' صادو اور یوشا تینوں بہن بھائی ہیں ان تینوں کا تعلق انسانوں کی جنس سے نہیں بلکہ خود میری یعنی جنات کی جنس سے ہے اب تم یہ سوچو گے کہ میں ان چاروں سے یوناف کے خلاف کیسے اور کس طرح کام لوں گا۔ یہ جاننے کیلئے تم دونوں پہلے میرے ساتھ بیٹھو۔ اسکے بعد میں تمہیں ایک عملی مظاہرہ کراتا ہوں۔ اس پر عزازیل آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا اسکے پہلوؤں پر عارب اور نبیطہ بھی جم گئے جبکہ عورج' بارص' صادو اور یوشا بھی پہلے کی طرح اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے اسکے بعد عزازیل پھر عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب تمہارے خیال میں اس وقت دنیا میں تم سے کون زیادہ طاقتور اور پرقوت ہے اس پر عارب نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ جہاں تک میں جانتا ہوں آقا دو ہی اشخاص اس وقت مجھ سے طاقت اور قوت میں زیادہ ہیں ایک یوناف اور ایک آپ کا ساتھی سطرون پر سطرون میں خامی یہ ہے کہ اسکی طاقت آہستہ آہستہ ڈھلتی چلی جاتی ہے اور اسکی طاقت کی بحالی کیلئے اسے اسکی ساتھی ذروعہ کے ساتھ اسے زنجیروں میں آپ کو جکڑنا پڑتا ہے۔ یہ اسکی سب سے بڑی خامی ہے۔ ورنہ جب وہ اپنی قوت کے عروج پر تھا تو ان دنوں جو اس نے یوناف پر ضربیں لگائیں تھیں تو میرا دل اس نے بڑا خوش کیا تھا لیکن بعد میں جب اسکی قوت ڈھلنا شروع ہو گئی تو یوناف نے اسے بڑی آسانی سے اپنے سامنے مغلوب کر لیا تب وہ سطرون میرے لئے مایوسی کا باعث بن کر رہ گیا۔

اس پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عارب اگر میں تم سے یہ کہوں کہ یہ سامنے بیٹھے ہوئے جوان بارص اور صادو بھی تم سے طاقتور ہیں تو پھر تمہارا کیا جواب ہو گا اس پر عارب طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔ آقا جی مانتا نہیں کہ یہ دونوں جوان طاقت اور قوت میں مجھ سے زیادہ ہوں اور آپ کہتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ یونہی ہو اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ اس میں شک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آزما دیکھتے ہیں۔ بارص اور صادو طاقت اور قوت میں دونوں یکساں ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ ان دونوں کی شکل و صورت بھی کافی حد تک آپس میں ملتی جلتی ہے۔ اب تم ذرا اپنی جگہ پر کھڑے ہو اور ان دونوں بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ ٹکراؤ پھر دیکھتے ہیں طاقت اور قوت میں کون زیادہ ہے۔ ساتھ ہی عزازیل نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے بارص اور صادو کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا صادو تم اپنی جگہ سے اٹھو اور میرے اس ساتھی عارب کے خلاف اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرو پھر دیکھیں تم دونوں میں کون کسے زیر اور مغلوب کرتا ہے۔ عزازیل کے حکم پر صادو اور عارب دونوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس کمرے کے وسط میں آپس میں ٹکرانے کیلئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے تھے۔

مقابلے کی ابتداء ہوتے ہی صادو نے سب سے پہلے عارب پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی اپنا دایاں ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے عارب کے شانے کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن عارب نے اس کا ہاتھ فضا میں ہی پکڑ لیا اور جواب میں اپنی کہنی کی ایک بھرپور ضرب اس نے صادو کے شانے پر دے ماری تھی لیکن عارب کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس نے حالانکہ اپنی کہنی کی ضرب اپنی پوری قوت سے لگائی تھی لیکن یوں لگتا تھا گویا صادو پر اس ضرب کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ وہ پہلے کی طرح ایک عزم اور استحکام کے ساتھ عارب کے سامنے کھڑا تھا۔ جبکہ عارب یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ اس کی کہنی کی ضرب کھا کر صادو ڈگمگائے اور اپنا توازن کھونے لگے گا۔ لیکن عین اس موقع پر صادو بھی حرکت میں آیا اور اپنا ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے جو مکا عارب کی گردن پر مارا تو عارب چکرا کر رہ گیا اور انتہائی بے بسی کی حالت میں فرش پر گر گیا تھا۔

لیکن جلد ہی ہمت کر کے عارب پھر اٹھ کھڑا ہوا اور تین لگاتار گھونسے پھر اس نے صادو پر دے مارے تھے۔ صادو پھر عارب کے ان گھونسوں کو بڑی آسانی سے برداشت کر گیا اور جب اس نے جوابی عمل کی ابتداء کرتے ہوئے عارب کو اپنے گھونسوں اور ضربوں کا نشانہ بنایا تو عارب پھر ایک بار زمین پر گر گیا۔ یوں لگتا تھا وہ ہانپنے لگا ہو اور اس حالت میں نہ ہو کہ وہ صادو کی ضربوں کا مزید مقابلہ کرے اس پر عارب اپنی جگہ سے اٹھا عزازیل کے

پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے آقا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ صادو طاقت اور قوت میں مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ میرے آقا اس قدر جلدی بے بس اور مجبور تو کبھی مجھے یوناف نے بھی مجھے اپنے سامنے نہ کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صادو اپنی طاقت اور قوت میں یوناف سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر ہے اے آقا اگر اس صادو کو کسی موقع پر یوناف سے ٹکرایا جائے تو کیا ہی لطف رہے میرے خیال میں یہ صادو یوناف کو بھی مار مار کر دوہرا کر دے۔

اس پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عارب کیا تو تسلیم کرتا ہے کہ صادو تم سے زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ اس پر عارب کہنے لگا میرے آقا واقعی یہ مجھ سے زیادہ طاقتور اور پرقوت ہے۔ عزازیل نے کہا۔ دیکھ اس کا بھائی بارص بھی اسی جیسا ہے۔ دونوں طاقت اور قوت میں ایک جیسے ہیں۔ عارب کیا تو انکی بہن یوشا کی طاقت اور قوت کا بھی مظاہرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر تو پسند کرتا ہے تو پھر اٹھا نبیطہ کو اور یوشا اور نبیطہ کے درمیان مقابلہ کراتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ کون زیادہ طاقتور ہے۔ اس پر عارب بولا اور کہنے لگا آقا یوشا اور نبیطہ کو ٹکرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ صادو یہ ثابت کر چکا ہے کہ یہ مجھ سے کئی گنا زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے تو یقیناً اسکی بہن یوشا بھی نبیطہ پر بھاری ہو گی۔ عارب کی اس گفتگو پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ عارب یہ بارص' صادو اور یوشا جو جنات کی جنس سے تعلق رکھتے ہیں پہلے سے ایسے طاقتور اور پرقوت نہ تھے۔ جیسے تمہیں یہ اب دکھائی دیتے ہیں۔ اگر یہ اپنی طبعی حالت میں تمہارے سامنے آتے تو میرا خیال کہ تم انہیں زیر نہ کر سکتے تو کم از کم تمہارا انکا مقابلہ آپس میں اتنا برا نہ رہتا۔ لیکن یہ جو سامنے مصر کا سب سے بڑا ساحر عورج بیٹھا ہوا ہے اس نے ہی انہیں اس قدر پرقوت اور طاقتور بنا دیا ہے۔ اس پر عارب نے حیرت اور تعجب میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آقا اس عورج نے کیسے ان لوگوں کی قوت اور طاقت میں اس قدر اضافہ کر دیا ہے۔ اس پر عزازیل نے عورج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا عورج ذرا اسکے سامنے اپنی دونوں بلیوں کا حیرت انگیز تماشہ دکھاؤ تاکہ اسے یقین ہو کہ تم کیسے اور کس طرح کسی کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتے ہو۔ عزازیل کے یوں کہنے پر وہ عورج اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھر کمرے میں داخل ہوا اسکے دونوں ہاتھوں میں بلی کے دو چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے بچے تھے۔ وہ دونوں بچے عورج نے دیوان خانے کی دیوار کے قریب رکھ دیئے پھر وہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنے کسی عمل کی اس نے ابتداء کی۔

عارب اور نبیطہ کی حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ عورج کے اپنا عمل شروع کرنے کے تھوڑی دیر بعد بلی کے ان دونوں بھورے بچوں کی جسامت میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونے لگا تھا۔ یہاں تک کہ بھورے رنگ کے وہ دونوں بلی کے بچے تھوڑی دیر قبل تک دیوار کے ساتھ چپکے لاغر حالت میں کھڑے تھے وہ بڑھتے بڑھتے انتہائی پرقوت جوان اور بھورے رنگ کے خونخوار چیتوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ بلی کے ان دونوں بچوں کو یوں بڑھتے ہوئے اور خونخوار انداز میں دیکھتے ہوئے عارب اور نبیطہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے تھے اسکے بعد عورج نے اپنا ہاتھ فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے اپنے پھر کسی دوسرے عمل کی ابتداء کی جسکے رد عمل کے طور پر بھورے رنگ کے خونخوار چیتے دوبارہ بلی کے لاغر بچوں کی شکل و صورت اختیار کر گئے تھے۔ جب یہ عمل ہو چکا تب عزازیل پھر عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب کیا اب تمہیں یقین آیا کہ یہ عورج کسی کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ عارب نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا ہاں آقا اب تو میں اس کا عملی مظاہرہ دیکھ چکا ہوں عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔دیکھ جس طرح اس نے بلی کے بچوں کو طاقتور بناتے ہوئے چیتوں کی شکل دے دی تھی اسی طرح اور اسی عمل کو کام میں لاتے ہوئے اس عورج نے بارص' صادو اور یوشا کی قوت میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب بڑے اشتیاق اور بڑے شوق سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ آقا کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہ عورج میری اور میری بیوی نبیطہ کی طاقت اور قوت میں بھی بارص' صادو اور یوشا کی طرح اضافہ کر دے۔ اس پر عزازیل بڑے پرسکون انداز میں کہنے لگا ہاں کیوں ممکن نہیں ہے عورج ایسا کر سکتا ہے۔ اس پر عارب منت کے سے انداز میں کہنے لگا۔

اے آقا اس عورج سے کہو کہ بارص' صادو اور یوشا کی طرح میری اور بیوی نبیطہ کی بھی طاقت میں اضافہ کرے۔ اس پر عزازیل بولا اور مصر کے اس ساحر عورج کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے بزرگ عورج میری خاطر تو اس میرے ساتھ میرے رفیق عارب اور اس کی بیوی نبیطہ کی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ کر دے۔ اس پر عورج اپنی جگہ پر کھڑا ہوا پھر وہ عزازیل سے کہنے لگا۔

بزرگ عزازیل ان دونوں میاں بیوی سے کہو میرے ساتھ دوسرے کمرے میں چلیں تاکہ میں ان پر ویسا ہی عمل کر دوں جیسا اس سے پہلے میں بارص' صادو اور یوشا پر کر چکا ہوں۔ اس پر عزازیل نے فوراً عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی جاؤ عورج کے ساتھ پھر دیکھو یہ کیسے تمہیں بارص' صادو اور یوشا کی طرح طاقتور بنا

دیتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی خوش خوش عورج کے ساتھ دوسرے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد عارب اور نبیطہ عورج کے ساتھ پھر اس کمرے میں آئے۔ عارب مسکراتے ہوئے عزازیل کے پاس بیٹھ گیا پھر وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے آقا آپ کا بھی کوئی جواب نہیں آپ نے اس عورج کو بھی خوب تلاش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس جیسا شخص کوئی دنیا میں ملے گا ہی نہیں اس کے عمل کرنے کے بعد میں اپنے اندر اس قدر طاقت اور قوت محسوس کرتا ہوں جی چاہتا ہے ابھی اور اسی قوت یوناف کی طرف جاؤں اس سے مقابلہ کروں اور اسے اپنے سامنے مار مار کر ادھ موا کر دوں۔ عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ عارب یہ سب کچھ یوناف ہی کو تو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کیلئے کیا گیا ہے اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا اے آقا اب تو میں اس بارص اور صادو کا مقابلہ بھی کر سکتا ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ انہیں اب میں اپنے سامنے زیر اور مغلوب بھی کر سکوں گا۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ نہیں عارب تم ایسا نہیں کر سکتے۔ عارب نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا میں کیوں ایسا نہیں کر سکتا۔ عزازیل کہنے لگا۔ اسلئے نہیں کر سکتے کہ بارص اور صادو کچھ لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ یہ تینوں بہن بھائی یعنی بارص' صادو اور یوشا اپنی قوتیں ایک دوسرے کو منتقل کر سکتے ہیں یعنی اگر بارص کا کسی کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہو اور وہ اس سے ہار رہا ہو تو یہ صادو اور یوشا حرکت میں آ کر اپنی قوتیں اسے منتقل کر کے کامیاب بنا سکتے ہیں اس پر عارب نے چونک کر کہا۔ اے آقا کیا یہ عمل بھی عورج نے انہیں سکھایا ہے اگر ایسا ہے تو یہ عمل مجھے اور نبیطہ کو بھی سیکھا دیا جائے۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ نہیں عارب ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ عمل صرف بارص' صادو اور یوشا ہی آپس میں کر سکتے ہیں اسلئے کہ انکا تعلق تمہاری جنس سے نہیں۔ اس بات کو تم یوں سمجھو کہ یہ عمل میری جنس سے تعلق رکھنے والے کر سکتے ہیں کوئی دوسرا ایسا کام ایسا فعل نہیں کر سکتا۔ اس پر عارب مایوسانہ سے انداز میں کہنے لگا۔

اے آقا اگر ایسا ہے تو پھر یہ نئی طاقت اور قوت حاصل کرنے کے باوجود میں اس بارص' صادو اور یوشا کے سامنے مغلوب ہی رہوں گا۔ اس پر عزازیل فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ ان تینوں کو تم پر صرف یہی فوقیت نہیں بلکہ یہ تم دونوں میاں بیوی پر ایک فوقیت اور بھی رکھتے ہیں اور یہ فوقیت بھی انہیں اپنی جنس ہی کی بناء پر ہے اور وہ یہ کہ مثلاً ابھی

ان کا اور تمہارا مقابلہ کرا دیا جائے تو یہ اگر چاہیں تو تمہیں مقابلے کے دوران ہی تمہاری سری قوتوں سے تمہیں صرف تمہاری طبعی حالات میں تبدیل کر کے تمہارا مقابلہ کریں اس طرح یہ دو لحاظ سے تم لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں اب میں انہیں یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ یوناف پر بھی انہیں دو طرح کی فوقیت ہو گی ایک تو یہ کہ یہ تینوں بہن بھائی اپنی قوت کو ایک دوسرے میں منتقل کر سکتے ہیں دوسرے یہ کہ یہ جس کسی سے بھی یہ مقابلہ کریں اور اس کے پاس کوئی سری قوت ہو تو اسکے ساتھ مقابلے کے دوران یہ اپنے مدمقابل کی ساری سری قوتوں سے بھی محروم کر سکتے ہیں بس یہ ہیں انکی دو فوقیتیں جنکی بناء پر مجھے امید ہے کہ یہ تینوں آنے والے دور میں ہمیشہ یوناف اور بیوسا کے ساتھ مقابلے میں ہمیشہ کامیاب اور کامران رہا کریں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر خاموش رہا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ بارص کے پاس گیا اسکے کان میں کچھ کہا پھر دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عزازیل نے بارص کے کان میں نہ جانے کیا کہا کہ اسکے چہرے پر سنگینی اسکے چہرے پر نفرت اور کرختگی پھیل گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ اٹھا آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اپنے دونوں ہاتھوں میں اس نے مصر کے ساحر عورج کی گردن پکڑ لی اور اس طاقت اور قوت سے اس نے اس کی گردن دبائی کہ عورج کا دم گھٹ گیا اور وہ ختم ہو کر رہ گیا عارب اور نبیطہ نے جب دیکھا کہ بارص نے عورج کو گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ بڑے پریشان ہوئے عارب فوراً عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا یہ آپ نے کیا کیا یہ عورج تو ہمارا محسن تھا اس نے ہمیں نئی طاقت اور قوت دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھ کر بارص کے پاس گئے تھے تو آپ نے بارص کو اس عورج کا خاتمہ ہی کرنے کیلئے کہا تھا۔ اس پر عزازیل مکروہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا ہاں تمہارا اندازہ درست ہے عارب میں نے بارص کو عورج کا خاتمہ کرنے ہی کیلئے کہا تھا۔ عارب نے ایک طرح کا احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

اے آقا ایسا آپ نے کیوں کیا۔ عزازیل بڑے دانشوارانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے میرے عزیز کہ جب آنے والے دنوں میں ہم یوناف اور بیوسا کو لگاتار اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا شروع کریں گے تو وہ بھی جاننے کی کوشش کریں گے کہ بارص' یوشا' صادو تم دونوں نے یہ طاقت کہاں سے حاصل کی ہے یقیناً ابلیکا بھی اس سلسلے میں حرکت میں آئے گی۔ ابلیکا کی طاقت اور قوت کو تم جانتے ہو کہ وہ ہر صورت میں تلاش کر لے گی کہ یہ طاقت اور قوت ہم نے عورج سے حاصل کی ہے

لہٰذا ابلیکا عورج سے یہ سارا عمل جان کر یوناف اور بیوسا پر کر دے گی اس طرح وہ یوناف اور بیوسا کی طاقت اور قوت کو بڑھا کر ہمارے سامنے آئے گی اور اس طرح یوناف بارص، یوشا اور صادو کو بھی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا شروع کر دے گا جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا عورج کو میں نے موت کے گھاٹ اسلئے اتروا دیا ہے تاکہ اسکے جو عمل ہیں وہ یوناف اور بیوسا تک نہ پہنچنے پائیں۔ عارب پھر بولا اور کہنے لگا۔

اس طرح اے آقا اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اسکے پاس جس قدر علم تھا کم از کم ہمیں اسکے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس سے حاصل کر لینا چاہئے تھا۔ جواب میں عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں عارب جو کچھ اسکے پاس عمل اور علم تھا وہ پہلے ہی میں اسکے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس سے حاصل کر چکا ہوں اب اسکے پاس کچھ نہ رہا تھا جو میرے لئے سودمند ہوتا لہٰذا اسے میں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور نبیطہ کسی قدر خوش ہو گئے تھے پھر وہ عورج کی لاش کو اسی کمرے میں چھوڑ کر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے نکل گئے تھے۔

اس زمانے تک دنیا کے مختلف خطوں سے وحشی قومیں نمودار ہو کر مختلف ملکوں اور علاقوں میں ایک تبدیلی اور انقلاب رونما کر چکی تھیں۔ وحشی ہن چین سے نمودار ہو کر کولون کیمرے پیرس چالونزریا اور اٹلی کے وسیع حصوں کو روندنے کے بعد کوہ ایلپس کو پار کرنے کے بعد میلان شہر تک جا پہنچے تھے۔

دوسری طرف سکنڈلے نیویا سے گاتھ بھی ظہور کر چکے تھے یہ لوگ بھی چین کی سرحدوں کو چھوتے ہوئے مڑے اسکے بعد یہ تھریس مقدونیہ کورنتھ سے ہوتے ہوئے اٹلی کے شمالی علاقوں میں تباہی مچاتے ہوئے آگے نکل گئے تھے۔ پھر مزید یہ کہ سیکنڈے نیویا ہی سے اینگلو سیکسن نمودار ہوئے ان لوگوں نے انگلستان کو اپنا نشانہ اور ہدف بنایا۔ روس کے علاقے سے ونڈال اور کار تھیجین نمودار ہوئے یہ بھی پہلے چین کی سرحدوں کی طرف بڑھے وہاں سے ٹکرانے کے بعد انہوں نے اٹلی کا رخ کیا وہاں سے بحری جہازوں کے ذریعے سے یہ لوگ سسلی سے ہوتے ہوئے افریقہ پہنچے۔ قرطاجنہ کا تباہ شدہ شہر ایک طرف چھوڑتے ہوئے یہ سمندر کی پٹی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر جب آگے سمندر آیا تو انہوں نے سمندر کو عبور کیا ہسپانیہ میں داخل ہوئے ہسپانیہ کو روندنے لوٹ مار کرنے کے

بعد یہ لوگ فرانس میں داخل ہوئے یہاں بھی انہوں نے خواب اودھم مچایا اسکے بعد یہ مختلف یورپی ممالک میں پھیل گئے تھے۔

جرمنی سے فرینک بھی نمودار ہو کر فرانس کو روندتے ہوئے ہسپانیہ میں داخل ہوئے تھے اسکے علاوہ سکائی تھاری اور یو بچی یعنی ترک بھی اپنا اپنا کردار ادا کر چکے تھی۔

جن دنوں مارک انتونی آکٹویوس سے اپنے معاملات طے کرنے کیلئے مشرق سے روم کی طرف گیا ہوا تھا ان دنوں ایران پر اشک سیزدہم یعنی تیراھوں اشک حکومت کر رہا تھا اس نے جب دیکھا کہ مارک انتونی مشرق سے یوروپ کی طرف چلا گیا ہے اور یہ کہ اپنی غیر موجودگی میں ساکسا نام کے ایک رومن جرنیل کو اپنا قائم مقام بنا گیا ہے تو اس نے مارک انتونی کی اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے ارادہ کیا کہ مارک انتونی کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان علاقوں پر قبضہ کر لے جو علاقے مشرق میں رومنوں نے حملہ آور ہو کر اشکانیوں سے چھین لئے تھے۔

اشک سیزدہم کی خوش قسمتی کہ ان ہی دنوں ایک رومن جرنیل جس کا نام لیبی نس تھا اشک سیزدہم کے ہاں پناہ لئے ہوئے تھا اس لیبی نس کا نام جولیس سیزر کے قاتلوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ لہٰذا یہ اشکانیوں کے ہاں پناہ لئے ہوئے تھا۔ رومنوں کا یہ جرنیل لیبی نس انتہائی دانشمند انتہائی تیز طرار اور جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ یہ رومنوں کے فنون جنگ سے خوب آگاہی رکھتا تھا۔ اشک سیزدہم نے اسکی خدمات سے پورا فائدہ اٹھایا۔ لیبی نس کی اس نے خوب خاطر مدارت کی اور اسے اپنے لشکریوں کی تربیت کے کام پر مقرر کیا اس لیبی نس کے ساتھ اشک سیزدہم نے اپنے بیٹے پیکارس کو بھی لگا دیا۔ تاکہ وہ اسکے تربیت کے کام کو دیکھے اور اس سے سبق حاصل کرے اس طرح رومن جرنیل لیبی نس اور اشک سیزدہم کے بیٹے پیکارس کے درمیان بہترین دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے۔

پھر جب اشک سیزدہم نے دیکھا کہ لیبی نس نے اسکے لشکروں کو تربیت دے دی ہے اور یہ کہ مارک انتونی ابھی تک اٹلی میں ہے تو اس نے وہ علاقے واپس لینے کا ارادہ کیا جو رومنوں نے ان سے چھین لئے تھے پس اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اس نے لیبی نس کو بنایا اور اپنے بیٹے پیکارس کو ایک نائب کی حیثیت سے لیبی نس کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ سوریہ کے علاقے پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر لیں۔ سوریہ کا یہ علاقہ ویسے تو اشکانیوں ہی کا تھا لیکن رومنوں نے حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کر لیا تھا پس اشک سیزدہم کا حکم پاتے ہی اسکا بیٹا پیکارس اور رومن جرنیل لیبی نس سوریہ پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے جرار لشکر کے ساتھ اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر سے کوچ کر

گئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ لیبی نس اور پیکارس نے دریائے فرات کو عبور کیا ان کا مقابلہ تو انتونی ہی کو کرنا تھا لیکن چونکہ اس وقت وہ روم میں تھا للذا سوریہ میں اس کا قائم مقام رومن جرنیل ساکسا تھا۔ ساکسا نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ اشکانیوں کی پیش قدمی کو روک دے اس مقصد کے لئے اس نے بھی ایک بڑا لشکر تیار کیا گو یہ تیاری اس نے عجلت ہی میں کی تھی تاہم اپنے لشکر کے ساتھ وہ سوریہ شہر سے نکلا اور لیبی نس اور پیکارس کی راہ روکنے کیلئے آگے بڑھا۔

ساکسا کو یقین تھا کہ وہ اشکانیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا اسلئے کہ اس کا خیال تھا کہ رومن لشکر بہتر طور پر تربیت یافتہ ہے جبکہ اسکے مقابلے میں اشکانیوں کے لشکر میں تربیت اور نظم و ضبط کا فقدان ہے لیکن ساکسا کو یہ خبر نہ تھی کہ بھگوڑا رومن جرنیل لیبی نس رومن طرز جنگ پر ہی اشکانی لشکر کی تربیت کر چکا تھا اور یہ کہ اس لشکر کی کمانداری بھی خود لیبی نس ہی کر رہا تھا سوریہ کے باہر اشکانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی ساکسا نے شروع شروع میں ہی بڑے تیز حملے کر کے اشکانیوں پر چھا جانے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف رومن جرنیل لیبی نس نے ساکسا کی ہر کوشش کو ناکام بنا کے رکھ دیا پھر لیبی نس ہی کے حکم پر اشکانی دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئے اور ساکسا کے لشکر پر انہوں نے تین طرف سے ایسے خوفناک حملے کئے کہ ساکسا اور اسکے لشکر کو بدترین شکست ہوئی۔

لیبی نس اور پیکارس نے بھاگتے ہوئے رومنوں کا تعاقب کیا انہوں نے ان کا خوب قتل عام کیا بہت کم لوگوں کو اپنی جانیں بچا کر فرار ہونے کا موقع ملا تھا رومن جرنیل ساکسا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور وہ سوریہ سے کیلیکیا کی سرحدوں میں داخل ہو گیا تھا۔
سوریہ سے باہر رومن جرنیل ساکسا کو شکست دینے کے بعد اشکانیوں کے حوصلے اور بڑھ گئے اسکے بعد انہوں نے مزید پیش قدمی کی فرات اور انطاکیہ کے درمیانی علاقے پر حملہ آور ہو کر قبضہ کر لیا پھر یہ دوسرے رومن مقبوضہ جات کی طرف بڑھے لیکن یہاں انہیں بہت مشکلات پیش آئیں کیونکہ بعض شہر جزیرہ نما تھے اور انکی حفاظت کے لئے غیر معمولی انتظامات کئے گئے تھے آخر طویل محاصرے کے بعد دوسرے رومن شہر بھی ایک ایک کر کے فتح ہوتے چلے گئے۔

اس قدر علاقے فتح کرنے کے بعد لیبی نس اور پیکارس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پیکارس کی سرکردگی میں دیا گیا جبکہ دوسرا حصہ لیبی نس نے اپنے پاس

رکھا پیکارس اپنے حصے کے لشکر کو لے کر فینیقیا اور سوریہ کے باقی ماندہ علاقوں کو مسخر کرنے کیلئے روانہ ہوا جبکہ باقی نصف لشکر لئے ہوئے لیبی نس ایشیائے کوچک کی طرف بڑھا تاکہ وہاں کے زرخیز مقامات رومنوں سے چھین لے۔ پیکارس نے پورے سوریہ اور فینیقیا کو مسخر کر لیا صرف صور شہر اسکی دست برد سے محفوظ رہا کیونکہ یہ مضبوط بحریہ کے بغیر فتح نہ کیا جا سکتا تھا۔

پیکارس کے پاس چونکہ بحری بیڑہ نہ تھا للذا وہ صور شہر کو فتح نہ کر سکا۔ بحرہ روم کی پٹی کے ساتھ ان گنت شہروں کو فتح کرنے کے بعد پیکارس نے فلسطین کا رخ کیا۔
جن دنوں پیکارس فلسطین میں داخل ہوا ان دنوں فلسطین کے تخت پر دو دعویدار تھے اور دونوں ہی فلسطین کی حکومت حاصل کرنے کیلئے جدوجہد میں لگے ہوئے تھے۔ یہ دونوں رومن جرنیل تھے ایک کا نام ہرکینس اور دوسرے کا نام اینٹی گونس تھا۔ ہرکینس اور اینٹی گونس دونوں چچا بھتیجا تھے۔ ہرکینس چچا جبکہ اینٹی گونس اسکا بھتیجا تھا جس وقت پیکارس اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین میں داخل ہوا تو اینٹی گونس فوراً پیکارس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے کہنے لگا کہ اگر اشکانی اسکی حمایت کریں اور اسے فلسطین کا تاج و تخت دلوانے میں مدد کریں تو اینٹی گونس ان کو اٹھائیس لاکھ پونڈ اور پانچ سو انتہائی خوبصورت عورتیں نذرانے کے طور پر پیش کرے گا اور اس نے یہ بھی پیش کش کی کہ اگر وہ اشکانیوں کی مدد سے فلسطین کا تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اشکانی حکومت کو سالانہ خراج بھی ادا کیا کرے گا۔ پیکارس نے اینٹی گونس کی ان شرائط کو تسلیم کر لیا فلسطین پر اس نے حملہ کیا اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھدی اور تاج و تخت اینٹی گونس کے حوالے کر دیا۔ اینٹی گونس نے وہ ساری شرائط پوری کر دکھائیں جو اس نے پیکارس کے ساتھ کی تھیں۔

پیکارس کی طرح رومن جرنیل لیبی نس نے بھی خوب فتوحات حاصل کیں لیبی نس نے کیلیکیا کا رخ کیا جہاں رومن جرنیل ساکسا نے قیام کیا ہوا تھا لیبی نس کے پہنچنے تک ساکسا نے ایک جرار لشکر تیار کر لیا تھا اور وہ لیبی نس کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھائی اور جنگ میں مارا گیا اسکے بعد لیبی نس کے قدم بڑھتے چلے گئے اور پمفیلیا' لیکیا اور کاریا کے علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔

دوسری طرف روم میں جب مارک انتونی کو یہ خبر ہوئی کہ ایشیا میں اسکے خلاف انقلاب رونما ہو چکا ہے اور یہ کہ پیکارس اور لیبی نس نے اسکے علاقوں میں اودھم مچا دیا ہے اور اکثر علاقوں کو انہوں نے فتح کر کے اشکانی سلطنت میں وسعت پیدا کر دی ہے تو اس

نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اٹلی سے کوچ کیا۔ لشکر کے ایک حصے کی کمانداری اس نے اپنے بہترین جرنیل وینٹیڈیس کو دی اور اسے آگے آگے روانہ کیا تاکہ پیکارس اور لیبی نس کی پیش قدمی اور یلغار کو روک کر رکھ دے لیبی نس کو جب خبر ہوئی کہ مارک انتونی کا ایک نائب جرنیل وینٹیڈیس اسکی سرکوبی کیلئے بڑی تیزی سے اسکی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ بڑا فکرمند ہوا اسلئے کہ وینٹیڈیس کے مقابلے میں اسکے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی لہٰذا اس نے کاریا کے علاقے سے پسپائی کی اور سلیکیا چلا آیا یہاں اس نے تیز رفتار قاصد پیکارس کی طرف روانہ کئے اور وینٹیڈیس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس نے اس سے کمک طلب کی۔

وینٹیڈیس کی اس پیش قدمی سے خود پیکارس بھی فکرمند ہوا لہٰذا اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے جو سواروں پر مشتمل تھا بڑی تیزی سے لیبی نس کی طرف روانہ کیا گو لیبی نس کو یہ کمک وقت پر ہی مل گئی تھی اور وینٹیڈیس کے اسکے مقابل آنے سے کچھ دن پہلے یہ لیبی نس کے لشکر میں شمولیت اختیار کر گئی تھی لیکن اس کے باوجود جب وینٹیڈیس اور لیبی نس کے درمیان کیلیکیا شہر کے باہر جنگ ہوئی تو یہ جنگ کوئی اتنی اہم اور خوفناک ثابت نہ ہوئی اسلئے کہ مارک انتونی کا جرنیل وینٹیڈیس بڑی آسانی سے لیبی نس کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا اس جنگ میں لیبی نس رومنوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اسے وینٹیڈیس کے سامنے پیش کیا گیا اور وینٹیڈیس نے لیبی نس کی گردن مار دی تھی۔

پیکارس نے جب لیبی نس کی شکست اور اسکے مرنے کی خبر سنی تو بہت خوفزدہ ہوا اور عافیت اسی میں دیکھی کہ شمالی سوریہ پہنچ جائے سوریہ آتے ہی اس نے تیز رفتار قاصد اپنے باپ یعنی اشکانیوں کے حکمران اشک سیزدہم کی طرف روانہ کئے اور رومن جرنیل وینٹیڈیس کے خلاف جنگ کرنے کیلئے اس نے کمک طلب کی ان حالات میں اشک سیزدہم فوراً حرکت میں آیا اور ایک کافی بڑا لشکر اس نے اپنے ایک جرنیل فرناپات کی کمانداری میں اپنے بیٹے پیکارس کی مدد کیلئے روانہ کیا دوسری طرف رومن جرنیل وینٹیڈیس بھی بڑا عیار اور ہوشیار تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ دونوں اشکانی لشکر آپس میں مل کر اسکے لئے کسی مصیبت اور دشواری کا باعث بنیں لہٰذا جب اسے خبر ہوئی کہ ایک اشکانی جرنیل فرناپات لشکر لے کر پیکارس کی مدد کیلئے بڑھ رہا ہے تو اس نے پیکارس کو فراموش کرتے ہوئے فرناپات کا رخ کیا رات کی تاریکی میں اس نے فرناپات اور اسکے لشکر پر ایسا شب خون مارا کہ فرناپات کے لشکر کو اس نے نہ صرف شکست دی بلکہ اشکانی لشکر کے بہت بڑے حصے کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جو باقی بچے وہ رات کی تاریکی میں اپنی جانیں بچا کر

بھاگ گئے تھے۔

فرناپات کا خاتمہ کرنے کے بعد رومن جرنیل وینٹیڈیس پیکارس کی طرف بڑھا فرناپات کی شکست سے پیکارس کے حالات پہلے ہی دگرگوں ہو رہے تھے جب اس نے سنا کہ فرناپات کا خاتمہ کرنے کے بعد وینٹیڈیس اسکی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے پیکارس بھاگ کھڑا ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر کے اس نے اپنی جان بچائی۔

لیکن پیکارس آسانی سے اپنی شکست کو گوارا کرنے والا نہ تھا چنانچہ وہ پھر سے جنگی تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گیا موسم سرما گزرتے ہی اس نے رومنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کیلئے دریائے فرات کو عبور کیا دوسری طرف وینٹیڈیس نے بھی اپنی بکھری ہوئی افواج کو جمع کیا اور اس نے دریائے فرات کے کنارے کنارے بلند ٹیلوں پر اپنے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ یہاں انہوں نے اپنے اردگرد خندقیں بھی کھود لی تھیں۔

پیکارس یہ سمجھا کہ یا تو رومنوں کی فوج ناکافی ہے یا فوج خوفزدہ ہو کر ٹیلوں پر جمع ہو گئی ہے لہٰذا پیکارس اپنے لشکر کے ساتھ ان ٹیلوں کی طرف بڑھا تاکہ انہیں مسخر کر لے لیکن جونہی اس نے ان ٹیلوں پر چڑھنا شروع کیا اوپر سے رومن فوج نے پرزور حملے کئے اشکانی لشکر چونکہ نشیب میں تھا اسلئے اسے سخت جانی نقصان ہوا اور اس افراتفری کے عالم میں خود اشکانی جرنیل یعنی اشک سیزدہم کا بیٹا پیکارس بھی لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔

پیکارس کے شکست خوردہ لشکر نے اب اس پل کی طرف بھاگنا شروع کیا جو پیکارس نے دریائے فرات عبور کرنے کیلئے بنوایا تھا لیکن رومن جرنیل وینٹیڈیس نے بڑے خونخواری سے اپنے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا آگے بڑھ کر اس نے پل کو توڑ دیا اور نصف کے قریب اشکانی لشکر کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

بچے کھچے اشکانی لشکر نے فلسطین کا رخ کیا اور اینٹی گونس کے ہاں پناہ لینا چاہی جسے پیکارس نے فلسطین کا تاج و تخت حاصل کر کے دیا تھا لیکن اس احسان فراموش شخص نے اشکانی لشکر کو پناہ دینے کے بجائے ان سارے لشکر کو اسیر کر کے وینٹیڈیس کے حوالے کر دیا تھا وینٹیڈیس نے ان سارے اشکانی لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس شکست کے بعد اشکانیوں کے حوصلے ایسے پست ہوئے کہ انہوں نے ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دیا اور اپنی حدود مملکت پر ہی قناعت کر لی تھی۔

پیکارس کی موت کے بعد اسکے بوڑھے باپ اشک سیزدہم کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ

فرہاد چہارم کے حق میں دست بردار ہو گیا یہ فرہاد چہارم اشک چہار دہم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔ فرہاد ایک ظالم شخص تھا اس نے تخت نشین ہوتے ہی دست ظلم اپنے بھائیوں کی طرف بڑھایا اور اس میں اس نے ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتارا تاکہ تخت و تاج کا اور کوئی دعویدار باقی نہ رہے اپنے بھائیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد یہ ظالم فرہاد اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اس طرح اشکانی حکمران اشک سیزدہم کا خاتمہ ہوا اور یہ شخص اپنے حسرت ناک انجام کو پہنچا اس شخص کا عہد بڑا پر عظمت عہد تھا اس نے نہ صرف اشکانیوں کی شہرت میں اضافہ کیا بلکہ اہل روما بھی اشکانیوں سے خوف کھانے لگے تھے وہ خود تو کوئی عظیم حکمران نہ تھا لیکن اسے عمدہ جرنیل حاصل ہوئے تھے جنہوں نے دور دور تک فتوحات کا سلسلہ قائم کیا۔ اشک سیزدہم کے دور حکومت کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے دارا شہر کے بجائے پہلی بار مدائن شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

اشک چہار دہم یعنی فرہاد نے اپنے خاندان سے فارغ ہو کر اشکانی امراء کی طرف رجوع کیا اور متعدد امراء جو اسکے ظلم و تشدد کو ناپسند کرتے تھے موت کے گھاٹ اتار دیا اس وحشیانہ روش سے خوفزدہ ہو کر بعض اعیان سلطنت ترک وطن کر گئے تاکہ زندگی کے آخری دن امن سے گزاریں۔

کچھ لوگوں نے مارک انتونی کے ہاں پناہ لی ان میں ایک نامور شخص مونیسس بھی تھا یہ پیکارس کی فوجوں کا سالار اور سوریہ کی جنگ میں نمایاں خدمات انجام دے کر ناموری حاصل کر چکا تھا۔

اس نے مارک انتونی کو بتایا کہ فرہاد چہارم کے ناروا سلوک نے اشکانیوں کے دلوں میں ناسور ڈال دیئے ہیں اسلئے اشکانی سلطنت کو فتح کرنے میں دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر وہ اسکے ساتھ لشکر بھیج دے تو وہ آسانی سے اشکانیوں کے خلاف فتح حاصل کر لے گا اور اسے رومنوں کا باج گزار بنا دے گا انتونی کو مونیسس کی یہ تجویز بڑی پسند آئی اور چاہا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایشیا کے دور دراز علاقوں کو فتح کرنے کی اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرے اسلئے اس نے بڑی تیزی کے ساتھ جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

ایران کے بادشاہ اشک چہار دہم یعنی فرہاد چہارم کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو وہ بڑا فکر مند ہوا اس نے اپنے تیز رفتار قاصد مصر کی طرف روانہ کئے اسلئے کہ ان دنوں مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مصر میں ہی اپنی محبوبہ قلوپطرہ کے پاس قیام کئے ہوئے تھا

اور ایرانی جرنیل مونیسس ایران سے بھاگ کر اسکے پاس مصر ہی چلا گیا تھا۔ فرہاد چہارم نے ان قاصدوں کے ذریعے مونیسس کو پیغام بھجوایا کہ اگر وہ ایران واپس آ جائے تو اسکی پوری پوری دلجوئی کی جائے گی اور یہ کہ اسکے منصب میں اضافہ بھی کر دیا جائے گا۔

مونیسس یہ پیغام سن کر واپس ایران جانے کو آمادہ ہو گیا اور مارک انتونی کو صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ وہ ایران پہنچ کر اسکے لئے اور بھی زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے مارک انتونی کو مونیسس کا واپس جانا ناگوار تو گزرا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایران پہنچ کر رومنوں کیلئے راہ ہموار کر دے اسلئے اسے واپسی کی اجازت دے دی تھی۔

مونیسس ابھی ایران کے دربار میں پہنچا ہی تھا کہ مارک انتونی نے اپنے سفیر فرہاد چہارم کے پاس بھیجے اور باہمی روابط قائم کرنے کیلئے خواہش ظاہر کی ساتھ ہی فرہاد چہارم سے کہا کہ وہ رومن جھنڈے جو حاران کی جنگ میں ایرانیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے واپس کر دیئے جائیں اسکے علاوہ اسی جنگ میں جو رومن قیدی ہوئے تھے اور ابھی تک زندہ تھے مارک انتونی نے ان قیدیوں کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا تھا۔

دراصل ایران کے تسلط روابط پیدا کرنے کی پیش کش تو محض ایک خیال تھی کہ وہ ایران کی توجہ دوسری طرف مبذول کر کے ایران کے خلاف ایک بڑی مہم کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ مارک انتونی کو یہ خبریں بھی پہنچیں کہ جس وقت اسکے جرنیل وینٹیڈیس نے ایرانیوں کے خلاف فتوحات حاصل کی تھیں تو ان فتوحات کی خبریں جب روم پہنچیں تو روم شہر میں وینٹیڈیس کے حق میں کئی روز تک بہترین جشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مارک انتونی چاہتا تھا کہ وہ بھی ایسی فتوحات حاصل کر کے اسکی فتوحات کے حوالے سے کئی روز تک اٹلی میں جشن منایا جاتا رہے وہ کسی رومن جرنیل سے پیچھے نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اسلئے خفیہ طور پر ایران پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

مصر میں قیام کے دوران ایرانی حکومت سے قاصدوں کے ذریعے سے رابطہ قائم کرنے کے بجائے مارک انتونی نے ایک اور بھی کام کیا اور وہ یہ کہ اس نے اپنے تیز رفتار قاصد آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کی طرف بھی روانہ کئے اور اس سے کہا کہ وہ ایران پر حملہ کرنے کیلئے مارک انتونی کو کمک فراہم کرے ارتاواسد رومنوں سے خائف تھا اسلئے اس نے وعدہ کیا کہ وہ سات ہزار پیادہ اور چھ ہزار سوار ایرانیوں سے جنگ کرنے کیلئے رومنوں کو مہیا کرے گا۔ آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کا یہ جواب سن کر مارک انتونی خوش ہو گیا تھا۔

پھر وہ ایران پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے ایک لاکھ لشکر کو عمدہ قسم کی تربیت دینے لگا تھا اسکے اس ایک لاکھ کے لشکر میں سات ہزار پیادہ رومن دس ہزار گال اور گرجستانی سوار

اور تیس ہزار رومن تھے جو تیزی سے حملہ آور ہونے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔

مارک انتونی کو فوائد حاصل کرنے کیلئے چاہئے تھا کہ فی الفور ایران پر حملہ آور ہو جاتا اور اشکانی سلطنت کو مدافعت کی تیاریاں نہ کرنے دیتا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کہ اس نے اپنی محبوبہ قلوپطرہ کے پاس قیام کرتے ہوئے کافی وقت ضائع کر دیا اور بڑی تاخیر سے وہ اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا اس وقت تک اشکانی سلطنت اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر چکی تھی۔

آرمینیا کے حکمران ارتاواسد نے مارک انتونی اور اسکے لشکریوں کا پرجوش خیرمقدم کیا اور مارک انتونی کو مشورہ دیا کہ اس وقت اشکانی لشکر فرات کے کنارے جمع ہے اور آذربائیجان کا حکمران انکے ساتھ ہے اسلئے مارک انتونی اگر آذربائیجان پر حملہ کر دے تو اسے باآسانی فتح کر سکتا ہے۔

مارک انتونی نے ارتاواسد کے اس مشورے کو پسند کیا اور اسکے مشورے کے مطابق اس نے آذربائیجان کا رخ کیا خود تو وہ تیزی سے آذربائیجان کے دارالحکومت پراسپا کی طرف بڑھا اور حکم دیا کہ فوجی دستے محاصرے کے آلات جو تین ہزار چھکڑوں پر لدے ہوئے تھے اسکے پیچھے پیچھے لے کر آئیں۔ مارک انتونی کا خیال تھا کہ وہ پراسپا شہر پر اچانک حملہ کر کے اسے فتح کر لے گا لیکن اسکا خیال درست ثابت نہ ہوا۔ اور یہاں اسے مجبوراً محاصرے کے آلات کی آمد کا انتظار کرنا پڑا تھا۔

اشکانی بھی غافل نہ بیٹھے ہوئے تھے وہ فرات کا کنارہ چھوڑ کر دشمن کے پیچھے پیچھے چلے آئے فرہاد چہارم کو معلوم ہوا کہ انتونی کے وہ فوجی دستے جو محاصرے کے آلات لئے جا رہے تھے پیچھے رہ گئے ہیں تو اپنے لشکر کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ اشکانی لشکر نے رومنوں کو گھیرے میں لے کر تقریباً دس ہزار رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور محاصرے کے آلات پر قبضہ کرنے میں اشکانی لشکر کامیاب ہوگیا۔ اس صورتحال سے رومن سخت پریشان ہوئے ادھر آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو جب اشکانیوں کے ہاتھوں رومی لشکر کی تباہی کی خبر ملی تو اسے خطرہ ہوا کہ کہیں رومنوں کو اشکانیوں کے ہاتھوں شکست نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو رومنوں کو شکست دینے کے بعد اشکانی اس پر بعد حملہ آور ہو کر اسے بھی نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں گے لہٰذا وہ اپنا لشکر لے الگ ہو گیا اور آرمینیا واپس چلا گیا۔

مارک انتونی نے جب محسوس کیا کہ پراسپا کو فتح کرنا آسان نہیں اور یہ کہ محاصرے کے آلات پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے اور خوراک باقاعدہ مہیا ہونے کی کوئی صورت نہیں تو

اس نے پراسپا کو فتح کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ اب اسکے سامنے صرف دو ہی صورتیں تھیں۔

اول یہ کہ وہ شہرارومیا کے کنارے کی چراگاہوں کی طرف نکل جائے اور اپنے لشکر محفوظ کر لے دوئم یہ کہ وہ تبریز کے کوہستانی دامن میں پناہ لے اور اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کرے۔ لیکن رومیا کی چراگاہوں میں اشکانی پہلے ہی اتر کر قبضہ کر چکے تھے اسلئے مارک انتونی نے تبریز کے کوہستانی سلسلوں کا رخ کیا تھا۔

اشکانیوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مارک انتونی نے اپنے لشکر کے ساتھ تبریز کوہستانی سلسلوں کا رخ کیا ہے تو انہوں نے رومنوں کا پیچھا کیا اور تیسرے روز رومن لشکر کے ارد گرد انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ تین ماہ تک اشکانیوں نے رومنوں کا گھیراؤ کر کے انکا قافیہ تنگ کئے رکھا۔

یہاں سردی شدت کی تھی اور رومنوں کو خوراک اور پانی میسر آنے کی بڑی دشواری تھی۔ جسکی وجہ سے ان کے تقریباً آٹھ ہزار سپاہی لقمہ اجل بن گئے۔

یہاں سے مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ جوں توں کر کے نکلا اور دریائے اراکسا کے کنارے جا پہنچا اس طرح دریا کو پار کر کے وہ ایرانیوں کی دسترس سے محفوظ ہو گیا۔

دوسری طرف فرہاد چہارم نے بھی رومنوں کا پیچھا کرنا مناسب نہ سمجھا اور یہی غنیمت جانا کہ دشمن ایران کی حدود سے نکل چکا ہے۔ رومن لشکر ایرانیوں کی دسترس سے تو باہر ہو گیا لیکن پیشتر اسکے کہ وہ کسی گرم علاقے میں پہنچتا اسکے آٹھ ہزار اور سپاہی راستے کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔

اس شکست اور بددلی کے باوجود مارک انتونی مایوس نہیں ہوا تھا اب وہ کسی نہ کسی طرح پھر یہ مہم شروع کرنا چاہتا تھا۔ اسکے لئے فوری وجہ یہ پیدا ہوئی کہ آذربائیجان کا حکمران اشکانی بادشاہ فرہاد چہارم سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اس سے مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں نااتفاقی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے اشکانی حکمران فرہاد چہارم کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ اس وقت تک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مصر پہنچ چکا تھا اور انتونی اپنی محبوبہ قلوپطرہ کیساتھ داد عیش دیتے ہوئے دن گزار رہا تھا۔

ان حالات میں آذربائیجان کے حکمران نے سکندریہ شہر میں انتونی کے پاس اپنے سفیر بھجوائے اور اشکانیوں کے خلاف اس نے مدد طلب کی۔ مارک انتونی ممالک مشرق میں قدم رکھنے کیلئے موقع کا منتظر تھا چنانچہ اس نے آذربائیجان کے حکمران کی مدد کرنا قبول کر لیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ مصر سے نکلا اور آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی۔ کیونکہ وہ سب سے

پہلے آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو سزا دینا چاہتا تھا اسلئے کہ گزشتہ جنگ میں ارتاواسد اشکانیوں کے خوف سے مارک انتونی سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ اسکی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا اسکی آمد سے قبل ہی اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں تھیں۔ آرمینیا کے مرکزی شہر سے باہر آرمینیا کے حکمران ارتاواسد اور مارک انتونی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں ارتاواسد کو شکست اور مارک انتونی کو فتح نصیب ہوئی۔

اس فتح کے نتیجے میں مارک انتونی نے آرمینیا میں خوب لوٹ کھسوٹ کی وہاں اپنے فوجی دستے متعین کر کے واپس مصر چلا گیا دراصل وہ اشکانیوں کے ساتھ ٹکراتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اشکانیوں کے مقابلے میں اسے شکست ہی نہ اٹھانا پڑے۔

ایک مرتبہ پھر مارک انتونی نے ایران کا رخ کیا لیکن ایران پر حملہ آور ہونے کے بجائے وہ میڈیا کی طرف بڑھا میڈیا کے حکمران کے ساتھ ایک معاہدہ طے ہوا جسکی رو سے آرمینیا کا کچھ علاقہ میڈیا کی سلطنت میں شامل کر دیا گیا اور رومن دستے جو آرمینیا میں مقرر کئے گئے تھے میڈیا کے حکمران کے ماتحت کر دیئے گئے تھے اسکے بعد مارک انتونی ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ واپس مصر چلا گیا تھا شاید مارک انتونی نے اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کا خیال اپنے دل سے نکال دیا تھا۔

دوسری طرف اشکانیوں کے حکمران نے مارک انتونی کی ان کارروائیوں کو یکسر ناپسند کیا۔ جو اس نے میڈیا اور آرمینیا میں کیں تھیں۔ جب مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ واپس مصر چلا گیا تو فرہاد چہارم نے میڈیا کے حکمران کی سرکوبی کیلئے پیش قدمی کی میڈیا کے حکمران کیساتھ اشکانیوں کی ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں میڈیا کو شکست ہوئی اور اشکانی فتح مند رہے۔ میڈیا کے حکمران کی سرکوبی کرنے کے بعد فرہاد چہارم آرمینیا پر حملہ آور ہوا۔ آرمینیا میں جس قدر رومن دوستے مارک انتونی نے مقرر کئے تھے ان میں سے کچھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ کو فرہاد چہارم نے گرفتار کر لیا۔ اس طرح اشکانی حکمران فرہاد چہارم نے آرمینیا کو رومنوں کے تسلط سے نکال کر ایک بار پھر آزاد قرار دے دیا تھا۔

فرہاد چہارم کی اس پیش قدمی سے اشکانی سلطنت کا وقار بڑھ گیا۔ آرمینیا پر اشکانیوں کا تسلط قائم ہوا اور مارک انتونی کو پھر ایران میں داخل ہونے کا حوصلہ نہ ہو سکا۔

فرہاد چہارم کا رویہ چونکہ لوگوں کے ساتھ سفاکانہ تھا لہٰذا لوگ اس سے کسی قدر نالاں تھے۔ لیکن چونکہ اس نے رومنوں کے خلاف خوب کامیابیاں حاصل کیں تھیں لہٰذا لوگ

اسے برداشت کئے ہوئے تھے لیکن رومنوں کے خلاف ان کامیابیوں نے فرہاد چہارم کو اور زیادہ بدمزاج بنا دیا تھا اور اسکی طبعیت میں پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی رعونت اور تندی آ گئی تھی۔ اسلئے اسکے امراء ناراض اور عوام بددل ہو گئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے ایک جرنیل تیرداد کی سرکردگی میں فرہاد چہارم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس بغاوت میں ایران کے لوگوں نے تیرداد کا ساتھ دیتے ہوئے اسکا حوصلہ خوب بڑھایا۔ کچھ فوجی بھی بغاوت کر کے تیرداد سے آ ملے تھے چنانچہ اسکی بغاوت کامیاب ہوئی۔ فرہاد چہارم کو تیرداد کے مقابلے میں شکست ہوئی اور فرہاد چہارم کو تاج و تخت چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اس جنگ کے نتیجے میں تیرداد اشکانیوں کا حکمران بن گیا جبکہ فرہاد چہارم وسط ایشیا کے سکائی قبائل کے یہاں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ اب اشکانیوں پر تیرداد کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

○

مارک انتونی مصر میں اسکندریہ کے اندر قلوپطرہ کے ساتھ داد عیش دیتا رہا۔ قلوپطرہ نے نجانے اس پر کیا سحر کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ ایک لحہ کیلئے بھی اب اس سے جدا ہونے کے متعلق سوچ نہ سکتا تھا۔ اپنے اس قیام کے دوران مارک انتونی نے قلوپطرہ سے وعدہ کیا کہ عنقریب وہ روم میں آکٹویس کے خلاف حرکت میں آئے گا آکٹویس کو وہ بدترین شکست دے گا اور سارے رومن علاقوں کا مرکزی شہر قلوپطرہ کے شہر اسکندریہ کو قرار دے گا۔ مارک انتونی کی یہ باتیں اور خبریں اٹلی میں بھی پہنچنا شروع ہو گئیں۔ اس وقت تک آکٹویس اٹلی میں بڑی قوت اور شہرت حاصل کر چکا تھا۔ لہٰذا ان باتوں کو سہارا بناتے ہوئے آکٹویس نے رومن عوام اور سینیٹ کے ممبران کو مارک انتونی کے خلاف کرنا شروع کر دیا تھا۔

حالات کے تحت سینیٹ کے ممبران نے مارک انتونی کو پیغام بھجوایا کہ وہ قلوپطرہ کو چھوڑ کر فی الفور روم واپس چلا آئے۔ انتونی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جسکے جواب میں رومن سینیٹ نے مارک انتونی اور قلوپطرہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔ اس اعلان جنگ کے نتیجے میں جب رومن لشکر کو تیار کیا گیا تو رومن بری افواج کا سپہ سالار خود آکٹویس کو مقرر کیا گیا جبکہ بحری بیڑے کا کماندار اگریپا کو بنایا گیا جبکہ ایک جرنیل میتابس کو آکٹویس کی غیر موجودگی میں رومنوں کا حکمران مقرر کیا گیا تھا۔ اس طرح آکٹویس اپنے بری لشکر اور اگریپا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی سے مارک انتونی کی سرکوبی کیلئے مصر کی

طرف روانہ ہوئے تھے۔

دوسری طرف مارک انتونی اور قلوپطرہ کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ یونانیوں کا بحری بیڑا اگریپا کی سرکردگی میں اور بری لشکر آکٹویوس کی سرکردگی میں انکی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ لہٰذا وہ دونوں میاں بیوی بھی حرکت میں آئے اور آکٹویوس اور اگریپا کا مقابلہ کرنے کیلئے مغرب کی طرف بڑھے۔ اس سے پہلے مارک انتونی نے یہ کام کیا کہ اپنی بیوی اوکٹاویا جو کہ آکٹویوس کی بہن تھی اسے اس نے طلاق بھیج دی تھی۔ مارک انتونی کی اس حرکت سے رومنوں کے دلوں میں اسکے خلاف اور نفرت پیدا ہو گئی دوسری طرف آکٹویوس اور زیادہ شدت کے ساتھ مارک انتونی کے خلاف حرکت میں آنے پر تل گیا تھا۔

یونان کے شمالی ساحل کے قریب ساموس اور لیوقاس نام کے جزیروں کے آس پاس دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مارک انتونی کا بحری بیڑا اگریپا سے ٹکرایا جبکہ بری لشکر جسکی کمانداری خود مارک انتونی کر رہا تھا اس نے آکٹویوس سے مقابلہ شروع کیا۔ جنگ دونوں لشکروں کے درمیان جس وقت اپنے عروج پر تھی تو قلوپطرہ کو ایک خوف اور خدشہ ہوا اس جنگ میں وہ اپنے شوہر مارک انتونی کے پہلو بہ پہلو حصہ لے رہی تھی اسے یہ ڈر پیدا ہوا کہ اگر اس جنگ میں اسے اور مارک انتونی کو شکست ہوئی تو رومن اسے گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں گے اور اس بدترین موت ماریں گے۔ اس خیال کے آتے ہی قلوپطرہ چوری چھپے ایک تیز رفتار جہاز میں بیٹھی اور میدان جنگ چھوڑ کر مصر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مارک انتونی کو جب پتا چلا کہ اسکی محبوبہ قلوپطرہ جنگ کے نتائج سے گھبرا کر میدان جنگ چھوڑ کر مصر بھاگ گئی ہے تو اس نے بڑی حماقت اور بے وقوفی کا مظاہرہ کیا بجائے اسکے کہ وہ میدان جنگ میں موجود رہتا اور اپنے لشکریوں کے حوصلے اور انکی فتح مندی کا باعث بنتا اس نے جنگ میں اپنے لشکر کی راہنمائی اور رہبری کرنے پر قلوپطرہ کی محبت کو ترجیح دی لہٰذا وہ بھی میدان جنگ سے نکلا اور ایک دوسرے جہاز میں بیٹھ کر قلوپطرہ کے پیچھے ہو لیا۔ قلوپطرہ نے مارک انتونی پر کچھ ایسا سحر کر دیا تھا کہ مارک انتونی ایک لمحے کیلئے بھی اسے اپنے سے جدا کرنے پر تیار نہیں تھا لہٰذا میدان جنگ کو وقت کے حوالے کرتا ہوا مارک انتونی ایک تیز رفتار بحری جہاز میں بیٹھ کر قلوپطرہ کے پیچھے پیچھے اسکندریہ کی طرف چلا گیا تھا۔

جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ بحری جنگ میں رومن جرنیل اگریپا نے مارک انتونی کے بحری بیڑے کو بدترین شکست دی جبکہ خشکی پر مارک انتونی کے لشکر کو آکٹویوس کے ہاتھوں شکست اور پسپائی نصیب ہوئی اس طرح یونان کے شمال میں ساموس اور لیوقاس جزیروں کے آس

پاس مارک انتونی کے خلاف آکٹویوس کو شاندار فتح نصیب ہوئی تھی اس فتح کے بعد آکٹویوس نے اپنے جرنیل اگریپا کو بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی واپس بھیج دیا جبکہ وہ مارک انتونی اور قلوپطرہ کے خلاف فیصلہ کن انداز میں حرکت میں آنے کیلئے آگے بڑھا اور سوریہ شہر کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کیا۔

اس دوران مارک انتونی اور قلوپطرہ نے اپنے کچھ قاصد آکٹویوس کی طرف روانہ کیئے اور ہمدردی حاصل کرنا چاہی لیکن آکٹویوس نے کسی بھی طرح کی ہمدردی کا مظاہرہ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ کرنے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس صورتحال کے پیش نظر قلوپطرہ کو مزید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر آکٹویوس نے اپنے لشکر کے ساتھ مصر کی طرف پیش قدمی کی اور مارک انتونی کو شکست ہوئی تو آکٹویوس اس کا بڑا برا انجام کر کے اسے موت کے گھاٹ اتارے گا۔ لہٰذا ایک رات اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر ایک بحری جہاز تیار کیا اس کا ارادہ تھا کہ مصر سے وہ صحرائے عرب کی طرف بھاگ جائے گی اور وہاں اپنی زندگی کے باقی دن گمنامی میں بسر کر دے گی۔ لیکن اسکے اس ارادے کی خبر مارک انتونی کو ہو گئی اور مارک انتونی نے اسے صحرائے عرب کی طرف بھاگ جانے سے روک دیا۔

اسکے بعد ایسا ہوا کہ دونوں میاں بیوی نے رونما ہونے والے حالات سے مایوس ہو کر خودکشی کر لی تھی۔

مارک انتونی اور قلوپطرہ کی خودکشی کے باعث آکٹویوس کو شاندار فتوحات نصیب ہوئیں تھیں۔ مصر کو ایک صوبے کی حیثیت سے آکٹویوس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا تاہم اس نے حالات پر گہری نگاہ رکھنے کیلئے چند ماہ تک سوریہ شہر ہی میں قیام کیئے رکھا۔

مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد آکٹویوس نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا اور وہ یہ کہ اس نے رومن ریپبلک کو بادشاہت میں تبدیل کر دیا اور خود رومنوں کا مطلق العنان بادشاہ بن بیٹھا۔ آکٹویوس کے بجائے اس نے آگسٹس کا خطاب اختیار کیا اور آگسٹس کے ہی نام سے وہ رومنوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے رومنوں پر حکومت کرنے لگا تھا۔

○

دوسری طرف ایران میں تیرداد صرف تین سال ہی اشکانیوں پر حکومت کر پایا تھا کہ فرہاد چہارم نے وحشی سکائی قبائل کے اندر رہتے ہوئے طاقت اور قوت پکڑی۔ اس نے سکائی قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو لے کر وہ ایران کے مرکزی شہر مدائن کی طرف بڑھا تیرداد کو جب خبر ہوئی کہ فرہاد چہارم سکائیوں کا لشکر لے کر اسکی طرف بڑھ

رہا ہے تو وہ بھی اپنے لشکر کو تیار کر کے نکلا۔ مدائن شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی جس میں تیرداد کو بدترین شکست ہوئی۔ اس شکست کے نتیجے میں تیرداد چوری چھپے فرہاد چہارم کے چھوٹے بیٹے کو لے کر سوریہ شہر کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں رومن شہنشاہ آگسٹس نے اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ جبکہ ایک فاتح کی حیثیت سے فرہاد چہارم مدائن میں داخل ہوا اور پھر پہلے کی طرح اشکانیوں کے حکمران کی حیثیت سے ایران پر حکومت کرنے لگا تھا۔

مدائن سے بھاگ کر تیرداد اشک چہارم کے چھوٹے بیٹے کے ساتھ سوریہ پہنچ گیا اور رومنوں کے شہنشاہ آگسٹس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آگسٹس سے پناہ طلب کی اور یرغمال کے طور پر فرہاد چہارم کے بیٹے کو آگسٹس کے سامنے پیش کیا۔ آگسٹس نے فرہاد چہارم کے بیٹے کو بطور یرغمال قبول کر کے تیرداد کو پناہ دی۔ تیرداد دراصل آگسٹس سے کمک حاصل کر کے فرہاد چہارم پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا لیکن وہ آگسٹس کو اس مہم کے لئے آمادہ نہ کر سکا۔

دوسری طرف فرہاد چہارم نے آگسٹس کے پاس اپنا سفیر بھیجا اور تیرداد اور شہزادے کو واپس بھیجنے کی استدعا کی۔ آگسٹس نے تیرداد کو تو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا البتہ فرہاد چہارم کے بیٹے کو بغیر کسی معاوضے کے واپس بھیجنے پر رضامند ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ گذشتہ جنگوں میں اشکانیوں کے ہاتھوں جو رومنوں کے جھنڈے لگے تھے وہ واپس کر دیئے جائیں اس طرح آگسٹس نے فرہاد چہارم کے بیٹے کو واپس کر دیا اور جواب میں فرہاد چہارم نے رومی جھنڈے لوٹا دیئے تھے۔

رومن جھنڈیوں کی واپسی پر پورے اٹلی میں جشن منایا گیا۔ اب رومنوں نے سلطنت کو وسیع کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ ادھر فرہاد چہارم کی بھی خواہش تھی کہ رومنوں کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کئے جائیں۔ اسکے لئے اس نے اپنے بیٹے آگسٹس کے دربار میں بھیجے تاکہ وہ وہاں رہ کر رومنوں کی طرز حکومت کا جائزہ لیں۔ اسکے بعد آگسٹس اپنے لشکر کے ساتھ سوریہ شہر سے اٹلی کی طرف چلا گیا تھا۔ حالات بظاہر اب مطمئن اور تسلی بخش نظر آ رہے تھے اسلئے کہ رومنوں اور اشکانیوں کے تعلقات پہلے کی نسبت کافی بہتر اور دوستانہ ہو گئے تھے۔

○

مارک انتونی اور قلوپطرہ کی خودکشی کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے مصر کے شہر اسکندریہ کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔ یہ سرائے سمندر کے کنارے واقع تھی

اور آنے جانے والی کشتیوں اور جہازوں کے مسافروں کے ذریعے اس سرائے کو خوب آمدنی ہو جاتی تھی۔ ایک روز رات سونے سے پہلے یوناف اور بیوسا سمندر کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ چاند رات تھی چاروں طرف ٹھنڈی اور گہری چاندنی سمندر کی ابھرتی ڈوبتی لہروں کے ساتھ بغلگیر ہو رہی تھی۔ ایسے میں اچانک یوناف کے سامنے عزازیل، عارب، نبیطہ بارص، صادو اور یوشا نمودار ہوئے۔ ان سب کو یوں اپنے سامنے دیکھ کر یوناف ٹھٹھک سا گیا تھا لیکن جلد ہی وہ اپنے آپ کو سنبھال گیا عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اپنی شیریں آواز میں کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تجھ پر حملہ آور ہونے تجھ پر وارد ہونے کیلئے آیا ہے۔ اس کے دو نئے ساتھیوں کو تمہارے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ دونوں اسکی جنس سے ہیں اور بھائی ہیں۔ ایک کا نام بارص دوسرے کا نام صادور ہے اور ان دونوں کی ایک ہم جنس لڑکی بھی انکے ساتھ ہے جس کا نام یوشا ہے۔ یہ بارص، صادو اور یوشا انتہا درجے کے طاقتور اور پرقوت ہیں لہٰذا دیکھ میرے حبیب خوب احتیاط سے اور دیکھ بھال کے انکے ساتھ مقابلہ کرنا ورنہ یاد رکھنا یہ تمہیں نقصان پہنچا کے رہیں گے پر تم فکرمند نہ ہونا میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔

یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا خاموش ہو گئی تھی اس لئے کہ عزازیل اور اسکے ساتھی قریب آ گئے تھے۔ پھر عزازیل شور قیامت کی گونج کی طرح یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے گماشتے! ہمارے سامنے تو خوب جدوجہد کر لیا اور خوب بھاگ دوڑ کر لیا۔ لیکن اب تیری ساری سعی تیری ساری کوشش کی انتہا ہو رہی ہے۔ میں تیرے سامنے اپنے ایسے ساتھی لے آیا ہوں۔ جو مار مار کر تیری حالت خشک ہواؤں اور خزاں کی شام میں شاخوں کی عریانی اور پتوں کی زردی جیسی کر دیں گے۔ دیکھ نیکی کے گماشتے نیلے کانچ سے آسمان کے وسیع چھپر تلے میرے نئے ساتھی تم پر خشک رتوں کی سختی، عذاب الیم کی اذیت بن کر طاری ہو جائیں گے تیری خواہش کی ہوا تیری لذتوں کی حس کو یہ گورکھ دھندوں کے پھیلاؤں میں تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ میرے یہ دونوں ساتھی جو ایک طرح ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے ہیں دیکھ خیر کے گماشتے یہ تم پر انحطاط طاری کرنے والی کہر، فنا کے وار برسانی موت، زوال کی لہریں طاری کرتی فطرت، لمحوں کو قدیم و بے ثمر کرتی خونخواری کی طرح نزول کریں گے اور تیری روح و بدن کے سکوت میں وقت کی لاانتہا اذیت اور رات کی خاموشی میں بڑی گہری جسارت کے ساتھ تیری تقدیر کو اپنی گرفت میں لے لیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔

سن عزازیل میں نہیں جانتا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا ارادے لے کر ہم دونوں میاں بیوی کی طرف آیا ہے اس لئے کہ غائب کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پر دیکھ عزازیل اگر تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بری نیت لے کر ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو میں تمہیں یہ یاد دلاؤں گا کہ ایسے ماضی میں کئی معرکے تم ہمارے خلاف کھڑے کر چکے ہو پر خداوند قدوس کا صد احسان کہ اس نے ہمیشہ مجھے تمہارے مقابلے میں کامیاب و غالب رکھا۔

دیکھ عزازیل میں تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بخارات کے التہاب، تغیان و جبروت، وندناتے بھوتوں کے سے ہجوم اور اوہام کی کشش سے متاثر اور مغلوب ہونے والا نہیں اسلئے کہ ذلت و نکبت زندگی کا جلال و جمال حیات کی معراج، زیست کا کمال میرے خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ وہی ہر ایک کو عمل کی عظمت اور محنت کا وقار عطا کرتا ہے۔ سنو انسان گزیدہ شیطانوں غرض کے بندو، زر کے پھندو، جب تک میرا اللہ، میرا خالق اور میرا مالک مجھے کوئی ضرر نہ پہنچانا چاہے تو اس وقت تک تم سب مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہاں میرا اللہ مجھے میری کوتاہیوں میری غلطیوں میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے کسی عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو اس مالک کی مرضی ہے۔ اسلئے کہ وہ آقا اپنے غلام کیساتھ جو بھی سلوک کرے غلام کو بہرحال وہ برداشت تو کرنا ہی ہے۔ اگر سمندر کے اس کنارے میری قسمت میرے مقدر میں تم لوگوں کے ہاتھوں ذلت و نکبت لکھی ہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر رات کی اس تاریکی میں میرے ہاتھوں تمہاری رسوائی اور تمہاری ذلت لکھی ہوئی ہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔

اس موقع پر عزازیل نے اپنے ساتھی صادو کو کوئی مخصوص اشارہ کیا جسے پاتے ہی صادو نئے افق کی سحر گرجتی دھاڑتی آندھیوں شعلہ فام برق سیل خون اور دھواں دھواں شرر شرر آندھیوں کی طرح یوناف کی طرف بڑھا تھا اسکے بعد عزازیل نے بارص اور صادو کی ساتھی لڑکی یوشا کو بھی ویسا ہی مخصوص اشارہ کر دیا تھا جسے پا کر یوشا اجل کی شام، ستم کی آگ، خون کی بارش، قضا کو حصار اور موت کی گھات بن کر بیوسا کی طرف بڑھی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ صادو آگ کے بادل اور ظلم کی بہتات کی طرح یوناف پر حملہ آور ہو گیا۔ جبکہ یوشا کسی ساحرہ کے فسوں اور کسی شگولی کے جادو کی طرح بیوسا پر ٹوٹ پڑی تھی۔

صادو اور یوشا نے جب آگے بڑھ کر جو یوناف اور بیوسا پر ضربیں لگانا شروع کیں تو یوناف اور بیوسا کو محسوس ہوا کہ جیسے ان دونوں کو کوئی مخصوص عمل کر کے انہیں انکی

سری قوتوں سے بالکل ہی محروم کر کے رکھ دیا ہو۔ صادو اور یوشا کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لئے یوناف اور بیوسا نے بار بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانا چاہا لیکن انہیں بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صادو اور یوشا دونوں اپنی سری قوتوں کے ساتھ بری طرح یوناف اور بیوسا کو مارنے پیٹنے لگے تھے۔ اپنی طرف سے یوناف اور بیوسا نے بہترین دفاع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کی ہر کوشش، انکی ہر جدوجہد ناکام رہی تھی اسلئے کہ انکی طبعی طاقت اور قوت کے سامنے صادو اور اپنی بے پناہ سری قوتوں کا مظاہرہ کر رہے تھے یہاں تک کہ صادو اور یوشا نے یوناف اور بیوسا کو مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور پھر دونوں میاں بیوی نڈھال ہو کر سمندر کے کنارے گیلی ریت پر گر گئے تھے انکی حالت ایسی تھی جیسے کوئی صدیوں کا سفر طے کرنے والا مسافر اچانک تھک ہار کر زمین پر گر گیا ہو۔

یوناف اور بیوسا کی یہ حالت دیکھنے کے بعد عزازیل نے رات کے اس سکوت میں ایک بھیانک مکروہ اور بلند قہقہہ لگایا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو میرے ساتھیو! اس صادو اور یوشا نے جو حالت یوناف اور بیوسا کی بنائی ہے وہ دیکھ کر مجھے دلی اطمینان بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ یہ یوناف وہ شخص ہے جو اس سے پہلے ہمارے سامنے وندناتے اور مرکھنے بیل کی طرح آتا تھا اور سینگ مار کر جس طرف چاہے ہمیں پھینکتا پھرتا تھا لیکن اب صادو نے اس پر حملہ آور ہو کر اس پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم جب بھی چاہیں اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتے ہیں اور یہ جو یوشا نے بیوسا کی حالت بنائی ہے یہ بھی میرے اطمینان اور میری راحت اور خوشی کا سامان ہے۔ آؤ میرے ساتھیو اب یہاں سے چلیں اسلئے کہ یوناف اور بیوسا کے لئے آج اتنی ہی مار کافی ہے میرے خیال میں یہ مار کھانے کے بعد اگر یہ سمجھدار ہوئے تو آئندہ کبھی ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اسکے ساتھ عزازیل اور اسکے ساتھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

عزازیل اور اسکے ساتھیوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد یوناف سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے دیکھا اسکے قریب ہی بیوسا ابھی تک بے ہوشی کی سی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ یوشا نے بری طرح اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔ یوناف تڑپ کر بیوسا کی طرف بڑھا اپنا ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھا دوسرا بازو وہ اسکے گھٹنوں کے جوڑوں کے نیچے لے گیا اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ سمندر کے کنارے لا کر بیوسا کو اس نے ٹھنڈی ریت پر لٹایا پھر اسکے منہ پر اس نے پانی کے چھینٹے دیئے جس پر بیوسا نے ایک جھرجھری لی پھر وہ اٹھ کر

بیٹھ گئی تھی۔ دونوں میاں بیوی نے ایک بار چاروں طرف پھیلی ہوئی چاندنی میں بڑے مایوسانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اسکے بعد دونوں اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر بیوسا یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب آج تم ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ کمال ہی ہو گیا ہے۔ جس وقت وہ عزازیل کی ساتھی لڑکی مجھ پر حملہ آور ہوئی تھی میں نے کئی بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن یوناف میری حیرت کی انتہا نہ تھی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت ہی میں نہ لا سکی اس پر یوناف جھٹ بولا اور کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے بیوسا عزازیل کے اس ساتھی کے خلاف میں نے بھی کئی بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن مجھے ناکامی ہوئی تھی دیکھ بیوسا میرا اندازہ ہے کہ عزازیل کے اس ساتھی جوان اور لڑکی نے ہم پر حملہ آور ہوتے وقت ہم پر کوئی ایسا عمل کیا تھا جس کی بناء پر ہم اپنی سری قوتوں سے یکسر ہی محروم ہو گئے تھے۔ اس پر بیوسا نے پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یوناف میرے حبیب! سری قوتوں سے ہماری یہ محرومی کہیں مستقل اور دائمی تو نہیں ہو گی۔ اس پر یوناف نے اپنی آنکھیں بند کیں شاید وہ اپنی سری قوتوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور یوناف بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بیوسا معاملہ ایسا نہیں ہے ان دونوں سے مقابلہ کرتے وقت ہمارے پاس سری قوت نہ رہی تھی۔ اب میں محسوس کرتا ہوں کہ میری سری قوتیں میرے ساتھ ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوا ہو گا۔ لیکن حیرت کہ اس موقع پر ابلیکا نے بھی ہم دونوں میاں بیوی کی بھی کوئی مدد نہیں کی۔ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تم دونوں میاں بیوی مجھے شک و شبہ کی نگاہ سے نہ دیکھو تم دونوں جانتے ہو کہ میں تم دونوں کی مدد کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ لیکن میں تم سے کیا کہوں جس وقت عزازیل کے ساتھی تم سے ٹکرائے تھے اس وقت میں نے آگے بڑھ کر تمہاری مدد کرنا چاہی اور عزازیل کے ساتھیوں پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن میں ایسا نہ کر سکی تھی اسلئے کہ مجھے محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے مجھے باندھ کر بالکل بے بس اور بالکل مجبور کر دیا ہو لہٰذا یہی وجہ ہے کہ میں اس ٹکراؤ میں تم دونوں میاں بیوی کی مدد نہ کر سکی اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تمہیں میرے سامنے وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں تم

ہم دونوں میاں بیوی کیلئے انتہائی شفیق، مخلص اور غم گسار ہو۔ جس طرح عزازیل کے ساتھیوں نے ہمیں سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا میرا خیال ہے اسی طرح انہوں نے تم پر بھی کوئی عمل کر کے تمہیں بھی اپنے سامنے بے بس کر دیا تھا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ شاید اس عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے کوئی خاص اور غیر معمولی قوت حاصل کر لی ہے۔ جس کی بناء پر انہوں نے تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے۔ اب تم دونوں میاں بیوی سرائے میں اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں اب اس تلاش میں نکلتی ہوں کہ عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے یہ نئی قوت کہاں اور کس جگہ سے حاصل کی ہے۔ اسکے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سمندر کے کنارے سے ہٹ کر سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

○

رومنوں اور اشکانیوں میں بظاہر امن اور صلح ہو گئی تھی اور دونوں شاید یہی ارادہ کئے ہوئے تھے کہ آپس میں جنگ و جدل سے کام نہیں لیں گے۔ لیکن جلد ہی آرمینیا کے سلسلے میں رومنوں اور اشکانیوں کے درمیان ایک تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا حکومت پارتھ یعنی اشکانی(1) حکمرانوں نے آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کے ساتھ بہترین تعلقات استوار کر رکھے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ارتاواسد اور اس کا خاندان ہی آرمینیا پر حکمران رہے اسی دوران ارتاواسد مر گیا اور اسکے بیٹے ارتاکسیاس کو آرمینیا کی حکومت سونپی گئی۔ رومن شہنشاہ آگسٹس نے بھی اس ارتاکسیاس کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن جب یہ ارتاکسیاس بھی فوت ہو گیا تو رومن حکمران آگسٹس نے اپنے ایک جرنیل ٹی بیرس کو آرمینیا بھیجا تاکہ ارتاکسیاس کے بھائی ٹیگرینس کو تخت نشین کرے۔

چنانچہ ٹیگرینس کو آرمینیا کی حکومت سونپ دی گئی۔ اتفاق یوں ہوا کہ جلد ہی اس ٹیگرینس کو بھی موت آ گئی تو ارمنی امراء نے قیصر روم کے مشورے کے بغیر اس ٹیگرینس کے بیٹے کو تخت نشین کر لیا۔ جو قیصر روم کو ناگوار گزرا اس نے فی الفور رومن فوج آرمینیا میں اتار دی اور انہوں نے ایک شخص ارتاواسد نامی کو آرمینیا کا حکمران مقرر کر دیا۔

یہ ارتاواسد نام کا نیا حکمران کوئی عام سا شخص تھا تاہم یہ رومنوں کا بڑا دلدادہ تھا۔ اس شخص کا حسب و نسب کسی کو معلوم نہ تھا۔ اہل آرمینیا چونکہ اشکانی سلطنت کی طرف زیادہ مائل تھے اس لئے انہوں نے ارتاواسد کی تخت نشینی کو ناپسند کیا وہ اسے اپنا بادشاہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آرمینیا میں رومنوں کے خلاف بغاوت ہوئی

اور ارتاواسد اور رومنوں کے طرف داروں کو انہوں نے آرمینیا سے نکال باہر کیا اور اپنی پسند کے ایک شخص کو ٹیگرینس ثانی کے نام سے اپنا حکمران بنا لیا۔

اہل آرمینیا جانتے تھے کہ رومن اس توہین کو برداشت نہیں کریں اور ضرور آرمینیا پر لشکر کشی کریں گے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ اشکانی بھی خاموش نہیں بیٹھیں گے کیونکہ مہرداد دوئم کے زمانے سے آرمینیا ایران ہی کی اثر و نفوذ میں چلا آتا تھا۔ انہوں نے رومنوں کے توقع حملہ کے پیش نظر اشکانیوں کے حکمران فرہاد چہارم سے مدد مانگی فرہاد نے تہیہ کر لیا کہ وہ آرمینیا کی مدد کو ضرور پہنچے گا۔ خواہ رومنوں کے سامنے اسکے روابط پر ضرب ہی کیوں نہ پڑے۔

دوسری طرف اشکانیوں سے جنگ کرنے کے لئے رومنوں کے حالات ناموافق اور نامساعد تھے قیصر روم آگسٹس اب ضعیف اور بوڑھا ہو چکا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ زندگی کے آخری ایام میں کسی شکست کا خطرہ مول لے لیکن اسے یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ خاموش بیٹھا رہا تو اشکانی حکمران فرہاد چہارم آرمینیا پر پوری طرح تسلط جما لے گا۔

آخر اس نے کافی سوچ و بچار کے بعد اشکانیوں سے جنگ کرنے کی ٹھان لی لیکن اب سوال یہ تھا کہ اس مہم کی کمان کسے سونپی جائے رومنوں کا ایک بہادر جرنیل ٹی بیرس تھا جو بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ گوشہ نشین ہو چکا تھا آگسٹس نے جب اس سے پوچھا تو اس نے اس مہم کو قبول کرنے سے معذرت کی۔ اب رومنوں کے قیصر آگسٹس کی نظر اپنے پوتے پر تھی لیکن وہ ابھی بچے تھے۔ بڑا پوتا کایوس اٹھارہ سال کا تھا جسے آگسٹس نے بیٹا بنا رکھا تھا یہ مہم آگسٹس نے اپنے اسی پوتے کایوس کو سونپنے کا عہد کر لیا تھا۔

آگسٹس نے کافی عرصہ ایران پر فوج کشی کو ملتوی کئے رکھا اور اندر ہی اندر ایک لمبی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرتا رہا۔ آخر اس عرصے میں اشکانی سلطنت میں ایک ناگوار حادثہ نمودار ہوا وہ اس طرح کہ اشکانی حکمران فرہاد چہارم کے بیٹے فرہادک نے اپنی اطالوی ماں کے بہکانے میں آکر اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ آگسٹس اپنے طاقتور حریف کی ہلاکت پر مطمئن ہو گیا۔ اشکانی حکمران فرہاد چہارم گو ظالم اور کینہ پرور شخص تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے ایران کو رومنوں کی دست برد سے محفوظ رکھا تھا۔

اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے بعد فرہاد چہارم کا بیٹا فرہاد پنجم کے نام سے باپ کے خون سے ہاتھ رنگین کر کے اشکانیوں کی سلطنت پر تخت نشین ہوا۔ اس نے حکومت کرنے کا وہی طریقہ اختیار کیا جو کہ اسکے باپ نے کیا تھا۔ رومنوں سے خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کیلئے اپنا سفیر قیصر روم آگسٹس کے دربار میں بھیجا اور یہ استدعا کی کہ

اسکے وہ بھائی جو رومنوں کے ہاں قیام کئے ہوئے ہیں انہیں واپس ایران بھیج دیا جائے۔

قیصر روم آگسٹس فرہاد پنجم کو غاصب سمجھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ فرہاد چہارم کے ان شہزادوں میں سے جو ان دنوں روم میں قیام کئے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک ایران کا بادشاہ بنے۔ اس لئے فرہاد پنجم کی خواہش کو اس نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور بڑی نخوت سے ایرانی سفیر کو جواب دیا کہ فرہاد غاصب ہے اور ایرانی تخت تاج پر اسکا کوئی حق نہیں نیز اسے چاہیئے کہ فی الفور اپنے فوجی دستے آرمینیا سے واپس منگوا لے۔ آگسٹس نے محض جواب دینے پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ جنگی تیاری کا بھی حکم دیا اور ایران پر فوج کشی کرنے کیلئے اپنے بڑے پوتے کایوس کو نامزد کیا جسکے تحت کایوس ایک بہت بڑا لشکر لے کر اٹلی سے ایران کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اشکانی حکمران فرہاد پنجم نے رومن لشکر کے کوچ کی خبریں سنیں تو سخت خوفزدہ ہوا اور آگسٹس کے دربار میں فوراً اپنا سفیر بھیج کر مصالحت کی پیش کش کی آگسٹس نے یہ تجویز پیش کی کہ فرہاد پنجم دریائے فرات کے جزیرے میں اسکے پوتے کایوس سے ملاقات کرے چنانچہ یہ ملاقات ہوئی جس میں فرہاد اور کایوس کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات خوشگوار رکھے جائیں گے اور فرہاد پنجم آئندہ آرمینیا کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرے گا۔ اس طرح ایک بار پھر جنگ ہوتے ہوتے ٹل گئی۔ رومنوں اور اشکانیوں کے درمیان صلح اور امن ہو گیا تھا۔

فرہاد پنجم کے زمانے میں ایران کے حالات بہت ہی ابتر تھے خود بادشاہ کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جس کی متعدد وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ وہ ایک رومن کنیز کے بطن سے تھا۔ ماں کی طرف اس کی توجہ بہت زیادہ تھی چنانچہ اپنے عہد میں جو سکے اس نے بنوائے ان میں جہاں اس کی اپنی شبیہہ تھی وہاں اس کی مادر ملکہ کی بھی شبیہہ رکھی گئی تھی۔

سب سے زیادہ نفرت انگیز وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی ماں کے بہکانے پر اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ امراء اسے اس لئے بھی ناپسند کرتے تھے کہ وہ آرمینیا کے حق سے دست بردار ہو چکا تھا حالانکہ آرمینیا مہرداد دوئم کے زمانے سے اشکانی بادشاہوں کے زیر اثر چلا آتا تھا ان ہی وجوہات کی بناء پر اس کے خلاف شورش ہوئی اور اسے تخت سے بے تعلق کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

فرہاد پنجم نہایت بزدل اور نااہل شخص تھا جس کی وجہ سے ایرانی حکومت کے وقار کو ٹھیس لگی اور آرمینیا [illegible] سے نکل گیا تاہم فرہاد پنجم اور رومن شہنشاہ آگسٹس

کے زمانے کا ایک اہم ترین عالمی واقعہ یہ ہے کہ ان کے دور حکومت میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔

○

اور وہ یوں کہ فلسطین کی سرزمین میں بنی اسرائیل ہی میں عمران نام کا ایک انتہائی عابد و زاہد شخص تھا۔ اسی زاہد و عابد کی وجہ سے نماز بھی اسی شخص کے سپرد تھی اور اس شخص کی بیوی جس کا نام حنہ تھا وہ بھی پارسا اور عابدہ تھی اور اپنی نیکی کی وجہ سے یہ دونوں بنی اسرائیل میں بہت زیادہ محبوب و مقبول تھے۔ عمران اور حنہ دونوں میاں بیوی صاحب اولاد نہیں تھے اور دونوں ہی میاں بیوی اولاد کے بے حد متمنی تھے۔ اور اس کے لئے درگاہ الٰہی میں دست بدعا اور قبولیت کے لئے ہر وقت منتظر رہتے تھے۔

ایک روز حنہ صحن مکان میں چہل قدمی کر رہی تھیں دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو بھرا رہا تھا حنہ کے دل پر یہ دیکھ کر سخت چوٹ لگی اور اولاد کی تمنا نے بہت جوش مارا اسی حال کے اضطراب میں خداوند قدوس کے حضور میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور گزارش کی۔ خداوند جس طرح تو نے اس ننھے پرندے کو اولاد سے سرفراز کیا اسی طرح میرے اللہ مجھے بھی اولاد عطا کر کے وہ ہم دونوں میاں بیوی کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنے۔

دل سے نکلی ہوئی دعا نے خداوند قدوس کے حضور قبولیت کا جامہ پہنا اور حنہ نے چند روز بعد محسوس کیا کہ وہ حاملہ ہے حنہ کو اس احساس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ اس نے نذر مان لی کہ جو بھی بچہ اس کے ہاں ہوگا وہ اسے مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کر دے گی بہرحال خداوند نے عمران کی بیوی حنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور وہ مسرت اور شادمانی کے ساتھ امید بر آنے کی گھڑی کا انتظار کرنے لگی۔ اسی دوران حنہ کے شوہر عمران کا انتقال ہوگیا۔

جب حنہ کے ہاں اولاد ہوئی تو پتہ چلا کہ ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جہاں تک اولاد کا تعلق ہے حنہ کے لئے لڑکی بھی لڑکے سے کم نہ تھی مگر ان کو یہ افسوس ضرور ہوا کہ میں نے نذر مانی تھی وہ پوری نہ ہوسکے گی۔ لڑکی کو کس طرح مقدس ہیکل یعنی مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کیا جاسکتا تھا لیکن خداوند نے ان کے افسوس کو یہ کہہ کر بدل دیا کہ ہم نے تیری لڑکی کو بھی قبول کیا جس کی وجہ سے تمہارا خاندان بھی معزز اور مبارک قرار پایا۔ حنہ نے لڑکی کا نام مریمؑ رکھا۔ سریانی میں اس کے معنی خادم کے ہیں چونکہ یہ ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دی گئی تھیں اس لئے یہ نام ان کے لئے انتہائی

موزوں سمجھا گیا تھا۔

مریم جب سن شعور کو پہنچیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ مقدس ہیکل کی یہ امانت کس کے سپرد کی جائے مقدس ہیکل کے اندر جو کاہن مذہبی رسومات ادا کرنے پر مقرر تھے ان میں سے ہر کوئی مریم کو اپنی خدمت میں لینے کا اظہار کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ اس مقدس امانت کا کفیل اسے ہی بنایا جائے مگر اس مقدس امانت کی نگرانی کا اہل حضرت زکریاؑ سے زیادہ کوئی نہ تھا اس لئے کہ حضرت زکریاؑ مریمؑ کی خالہ ایشاع کے شوہر بھی تھے اور مقدس ہیکل کے معزز کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خداوند قدوس کے نبی بھی تھے۔

اس لئے مریم کی کفالت کے سلسلے میں سب سے پہلے انھوں نے اپنا نام پیش کیا مگر جب سب کاہنوں نے یہی خواہش ظاہر کی اور باہمی کشمکش کا اندیشہ ہونے لگا تو آپس میں طے پایا کہ قرعہ اندازی کے ذریعے اس فیصلے کے بعد بنی اسرائیل نے تین مرتبہ قرعہ اندازی کی اور اس قرعہ اندازی میں نام ہر مرتبہ زکریاؑ ہی کا نکلا کاہنوں نے جو دیکھا کہ اس معاملے میں اللہ کے نبی زکریاؑ ہی کے ساتھ تائید غیبی ہے تو انھوں نے بخوشی اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اس طرح مریمؑ حضرت زکریاؑ کے سپرد کردی گئی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ مریم کی کفالت کا یہ معاملہ اس لئے پیش آیا کہ وہ یتیم تھیں اور مردوں میں سے ان کا کوئی کفیل نہیں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس زمانے میں قحط کا بہت زور تھا اس لئے کفالت کا سوال پیدا ہوا لیکن یہ دونوں باتیں اگر نہ بھی ہوتیں تب بھی کفالت کا سوال اپنی جگہ پھر بھی باقی رہتا اسلئے کہ مریم اپنی والدہ کی نذر کے مطابق نذر ہیکل ہو چکی تھیں چونکہ لڑکی تھیں اس لئے از بس ضروری تھا کہ کسی مرد نیک کی کفالت میں ہیکل کی اس خدمت کو انجام دیں۔

غرض زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کے صنفی احترامات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس ہیکل کے قریب ایک حجرہ ان کے لئے مخصوص کر دیا تاکہ وہ دن میں وہاں رہ کر عبادت الٰہی سے بہرہ ور ہوں اور جب رات آتی تو انھیں اپنے مکان پر ان کی خالہ ایشاع کے پاس لے جاتے اور وہ وہیں شب بسر کرتیں۔

مریم شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتیں اور جب خدمت ہیکل کے لئے ان کی نوبت آتی تو اسے وہ بخوبی انجام دیتیں حتیٰ کہ ان کا زہد و تقویٰ بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن گیا اور ان کی زہادت و عبادت کی مثالیں دی جانے لگیں۔ زکریاؑ مریمؑ کی ضروری نگہداشت کے سلسلے میں کبھی کبھی ان کے حجرے میں تشریف لے جایا کرتے تھے انھیں یہ بات عجیب نظر آتی کہ جب وہ خلوت کدہ میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس اکثر بے موسم

کے تازہ پھل موجود پاتے آخر ذکریا سے رہا نہ گیا اور ایک روز انھوں نے دریافت کیا کہ مریم تیرے پاس یہ بے موسم پھل کہاں سے آتے ہیں۔

اس پر مریم نے انکشاف کیا یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے باگمان رزق پہنچاتا ہے ذکریا نے جب یہ سنا تو سمجھ گئے کہ خدائے برتر کے یہاں مریم کا خاص مقام اور مرتبہ ہے اور ساتھ ہی بے موسم تازہ پھلوں کے واقعے نے دل میں تمنا پیدا کردی کہ جس طرح خداوند قدوس مریم کو بے موسم پھلوں سے نوازتے ہیں اس طرح خداوند قدوس مجھے میرے بڑھاپے اور میری بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود بھی اولاد عطا کر سکتے ہیں یہ سوچ کر ذکریا نے بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ خداوند قدوس کے ہاں بیٹے کے لیئے دعا کی۔ نبی کی یہ دعا خداوند قدوس کے ہاں مقبول و قبول ہوئی۔

اس دعا کے بعد جب ایک روز ذکریا ہیکل میں مشغول عبادت تھے تو خدا کا ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے بشارت دی کہ تمھارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور تم اس کا نام یحییٰؑ رکھنا۔

ذکریا یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور بے تحاشہ تعجب سے دریافت کرنے لگے یہ بشارت کیسے اور کیوں کر پوری ہوگی۔ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے پھر فرشتے نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا یعنی تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ ہونے کے باجود تیرے ہاں لڑکا ہوگا اور دیکھ ذکریاؑ جس خدا نے تجھے نیست سے ہست کیا۔ اس کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ تجھ جیسے شیخ سے ایک ایسی عورت کے ہاں اولاد پیدا کردے جو عمر بھر بانجھ ہی رہی ہے۔

اب ذکریاؑ نے خداوند سے دعا کی خدایا ایسا کوئی نشان عطا کر جس سے معلوم ہو سکے کہ تیری دی ہوئی بشارت نے وجود کی شکل اختیار کر لی ہے۔ خداوند نے فرمایا کہ علامت یہ ہے کہ جب تم تین روز تک بات نہ کر سکو اور صرف اشارے سے ہی اپنے مطلب ادا کرسکو تو سمجھ لینا تمھیں دی ہوئی بشارت نے اپنے وجود اختیار کر لیا ہے۔ لیکن ان دنوں میں تم خدا کی تسبیح اور تحلیل میں زیادہ مشغول رہنا۔

چنانچہ جب وقت آپہنچا تو ذکریا یاد خدا میں اور زیادہ منہمک ہوگئے اور امت کو بھی اشاروں سے یہ حکم دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد میں مشغول رہیں یہ اس لئے کہ جس طرح یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت ذکریا کے لئے باعث صد ہزار مسرت تھی اسی طرح بنی اسرائیل کے لئے بھی کم خوشی کا باعث نہیں تھی کہ ذکریاؑ کا ایک صحیح جانشین اور علم و حکمت اور نبوت کا سچا وارث عالم وجود میں آنے والا تھا۔ انھی حالات میں ذکریا کے ہاں ان کے بیٹے یحییٰؑ پیدا ہوئے۔

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر جب فلسطین میں داخل ہوئے تو یعقوب کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں تو سارا ملک تقسیم کر دیا گیا۔ اور تیرواں قبیلہ یعنی لادی بن یعقوب کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بنی لادی میں سے اصل وہ خاندان جو مقدس میں خداوند کے آگے مذہبی خدمات کی تکمیل کا کام کرتا تھا۔ ہارون کا خاندان تھا۔ باقی دوسرے لادمی مقدس کے اندر نہیں جاسکتے تھے بلکہ خداوند کے گھر کی خدمت کے وقت صحنوں اور کوٹھڑیوں میں کام کرتے تھے۔ عید فصح کے دن اور دوسرے مذہبی موقعوں پر سوختنی قربانیاں چڑھاتے تھے اور مقدس کی نگرانی میں بنی ہارون کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

بنی ہارون کے چوبیں خاندان تھے جو باری باری مقدس کی خدمت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ان ہی چوبیں خاندانوں میں ایک خاندان کا نام ابیہ تھا جس کے سردار حضرت ذکریاؑ تھے یہی ذکریاؑ کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی بھی تھے جن کے ہاں حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے اور انہی ذکریاؑ کی کفالت میں مریمؑ کو دیا گیا تھا۔ خود ذکریا کا تعلق حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان سے تھا جب کہ ان کی بیوی الیشاع کا تعلق موسیٰ کے بھائی ہارون کی اولاد سے تھا۔

دوسری طرف عابد و زاہد اور عفت ماب مریمؑ اپنے خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہتیں اور ضروری حاجات کے علاوہ کبھی اس کے باہر نہ نکلتی تھیں ایک مرتبہ ہیکل کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور کسی ضرورت سے ایک گوشے میں تنہا بیٹھی تھیں کہ اچانک خدا کا فرشتہ جرائیل انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔

مریم نے ایک اجنبی شخص کو اس طرح اپنے سامنے بے حجاب دیکھا تو گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں اگر تجھ کو کچھ بھی خداوند کا خوف ہے تو میں تجھے خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا دیکھ مریم خوف نہ کھا۔ میں انسان نہیں ہوں بلکہ خداوند کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتا ہوں۔

فرشتے کی اس گفتگو کو جب مریم نے سنا تو ازراہ تعجب کہنے لگیں میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مجھ کو آج تک کسی بھی شخص نے چھوا تک نہیں۔ نہ ہی میں نے نکاح کیا ہے اور نہ ہی میں زانیہ ہوں۔ فرشتے نے جواب دیا میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ میں اس لئے کروں گا کہ تجھ کو اور تیرے لڑکے کو کائنات کے لئے اپنی قدرت کاملہ کے اعجاز کا نشان بنادوں اور وہ لڑکا خداوند کی جانب سے رحمت ثابت ہوگا اور یہ فیصلہ خداوند قدوس کی طرف سے اٹل ہے۔

خداوند تجھے ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو کلمہ ہوگا اس کا لقب مسیح اور نام

عیسیٰ ہوگا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بادشاہت اور صاحب عظمت رہے گا کیونکہ وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوگا۔ اللہ کے نشان کے طور پر بحالت شیرخوارگی لوگوں سے باتیں کرے گا یہ سب کچھ اس لئے ضرور ہو کر رہے گا کہ خداوند کا قانون قدرت یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو اس کا محض یہ ارادہ اور حکم کہ ہوجا اس شے کو طوعاً" و کرہاً" ہو جائے مجبور کردیتا ہے لہٰذا یہ یونہی ہو کر رہے گا جس طرح کہ میں نے تجھے بشارت دی ہے اور یہ کہ خداوند اس کو اپنی کتاب عطا کرے گا اور اس کو حکمت سکھائے گا اور اس کو بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے رسول اور اولوالعزم پیغمبر بنائے گا۔

جبرائیل نے یہ بشارات سنا کر ان کے گریبان میں پھونک مار دی اور اس طرح خداوند کا کلمہ ان تک پہنچ گیا اور مریم نے کچھ عرصہ بعد خود کو حاملہ محسوس کیا تو بتقاضۂ بشریت ان پر ایک اضطراری کی کیفیت طاری ہوگئی اور اس کیفیت نے اس وقت شدید صورت اختیار کرلی جب انھوں نے دیکھا کہ مدت حمل ختم ہو کر ولادت کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے انھوں نے سوچا کہ اگر یہ واقعہ قوم کے اندر رہ کر پیش آیا تو چونکہ قوم حقیقت حال سے واقف نہیں ہے اس لئے وہ نامعلوم کس کس طرح انھیں بدنام اور بہتان طرازیوں کے ذریعے سے کس درجہ پریشان کرے اس لئے مناسب یہ ہے کہ قوم سے دور کسی جگہ چلا جانا چاہئے۔

یہ سوچ کی مریم یروشلم سے تقریباً" نو میل دور کوہ ساعیر کے ٹیلے پر چلی گئیں جو اب بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے وہاں پہنچ کر چند روز بعد درد زہ شروع ہوا پھر تکلیف اور اضطراب کی حالت میں کھجور کے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں اور پیش آنے والے نازک حالات کا اندازہ کرکے انتہائی قلق اور پریشانی کی حالت میں کہنے لگیں۔ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور میری ہستی کو لوگ یکسر فراموش کرچکے ہوتے تب نخلستان کے نشیب سے خدا کے فرشتے نے پھر پکارا اور کہا۔

مریم غمگین نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے چشمہ جاری کردیا ہے اور کھجور کا تنا پکڑ کر اپنی جانب ہلا تو پکے اور تازہ خوشے تم پر گرنے لگیں گے تو کھا پی اور اپنے بچے کے نظارے سے آنکھیں ٹھنڈی کر اور رنج و غم کو بھول جا۔

مریم پر تنہائی تکلیف اور نزاکت حال سے جو خوف طاری اور اضطراب پیدا ہوگیا تھا فرشتے کی تسلی تیز پکار اور عیسیٰ جیسے برگزیدہ بچے کے نظارے سے کافور ہوگیا اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر شاد کام ہونے لگیں تاہم یہ خیال پہلو میں ہروقت کانٹے کی طرح کھٹکتا

رہتا تھا کہ اگرچہ خاندان اور میری قوم میری عصمت و پاکدامنی سے ناآشنا نہیں ہے پھر بھی ان کی اس حیرت کو کس طرح مٹایا جاسکے گا کہ بن باپ کے کس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوسکتا ہے۔

اسی اضطراب میں خدا کا فرشتہ ایک بار پھر مریم کے پاس آیا اور اسے مخاطب کرکے کہا دیکھ مریمؑ جب تو اپنی قوم میں پہنچے اور وہ تجھ سے اس معاملے کے متعلق سوالات کرے تو خود جواب نہ دینا بلکہ اشارے سے ان کو بتانا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس لئے آج کسی سے بات نہیں کرسکتی تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے اس بچے سے دریافت کرلو تب تیرا پروردگار اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کرکے ان کی حیرت کو دور اور ان کے قلوب کو مطمئن کردیگا۔ مریم وحی الٰہی کے ان پیغامات پر مطمئن ہو کر بچے کو گود میں لئے یروشلم روانہ ہوئیں جب شہر میں پہنچیں اور لوگوں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو چاروں جانب سے انھیں گھیرلیا اور کہنے لگے مریمؑ یہ تو نے بہت ہی عجیب بات دکھائی اور بہت بھاری تہمت کا کام کرلیا۔ اے ہارونؑ کی بہن نہ تو تیرا باپ برا تھا نہ تیری ماں ہی بدچلن تھی پھر تو کیا کربیٹھی ہے۔

مریم نے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کردیا کہ جو کچھ دریافت کرنا ہے اس سے کرلو میں تو آج روزے سے ہوں۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب کے ساتھ کہا ہم کس طرح ایسے شیرخوار بچے سے باتیں کرسکتے ہیں جو ابھی ماں کی گود میں بیٹھنے والا بچہ ہے اس پر بچہ فوراً" بولا اور ان لوگوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے اپنے فیصلہ تقدیر میں مجھ کو کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے مبارک بنایا خواہ میں کس حال اور کس جگہ بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں میرا شعار یہی ہو اور اس نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور خودسر اور نافرمان نہیں بنایا اور اس کی جانب سے مجھ کو سلامتی کا پیغام ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن کہ پھر میں زندہ اٹھایا جاؤں گا"۔

مریم کی قوم نے ایک شیرخوار بچے کی زبان سے یہ حکیمانہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئی اور اسے یقین ہوگیا کہ مریم کا دامن بلاشبہ ہر قسم کی برائی اور گناہ سے پاک ہے اور اس بچے کی پیدائش کا معاملہ یقیناً" منجانب اللہ ایک نشان ہے۔

عیسیٰ جب پیدا ہوئے تو ایران کے بادشاہ فرہاد پنجم نے آسمان پر ایک نیا تارہ روشن دیکھا۔ فرہاد پنجم نے درباری نجومیوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ

ستارہ ضرور کسی عظیم ہستی کی پیدائش کی خبر دیتا ہے جو ارض شام میں پیدا ہوئی ہے۔
پس فرہاد پنجم نے خوشبوؤں کے عمدہ تحفے دے کر ایک وفد کو فلسطین کی طرف روانہ کیا کہ وہ اس بچے کے متعلق مزید حالات و واقعات معلوم کریں۔ یہ وفد فلسطین پہنچا اور تفتیش حال شروع کی اور یہودیوں سے کہا کہ ہمیں اس بچے کی ولادت کا حال سناؤ جو مستقبل قریب میں روحانیت کا بادشاہ ثابت ہوگا۔ یہودیوں نے پارسیوں کی زبان سے جو یہ کلمات سنے تو اپنے بادشاہ ہیرودیاس کو خبر کی۔ بادشاہ نے وفد کو دربار میں بلا کر سارے احوال دریافت کئے اور ان کی زبانی واقعے کو سن کر بہت گھبرایا اور پھر وفد کو یہ ہدایت کہ وہ اس بچے سے متعلق مزید معلومات حاصل کرے اور مجھے بھی ان خبروں سے مطلع کرے۔
ایران کے پارسیوں کا یہ وفد بیت المقدس پہنچا اور جب عیسٰی کو دیکھا تو انھوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق اول ان کو سجدہ تعظیم کیا اور پھر مختلف قسم کی خوشبوئیں ان پر نچھاور کیں اور چند روز وہیں قیام کیا دوران قیام میں وفد کے بعض آدمیوں نے خواب میں دیکھا کہ ہیرودیاس اس بچے کا دشمن ثابت ہوگا اس لئے عیسٰی کی پیدائش کی خبر پاکر فلسطین کے بادشاہ ہیرودیاس کے پاس مت جانا اور بیت الحم سے سیدھے فارس کو چلے جانا۔ صبح کو وفد نے فارس کا ارادہ کرتے ہوئے مریمؑ کو اپنا خواب سناتے ہوئے کہا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہودی کا بادشاہ ہیرودیاس اس بچے کے متعلق خراب نیت رکھتا ہے اور اس مقدس بچے کا دشمن ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم اس کو ایسی جگہ لے جا کر رکھو کہ یہ اس کی دسترس سے باہر ہو۔

اس مشورے کے بعد مریمؑ بچے کو لے کر اپنے عزیزوں کے پاس مصر چلی گئیں کچھ عرصہ وہاں قیام کیا جب عیسٰی کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ان کو ساتھ لے کر دوبارہ بیت المقدس میں داخل ہوئی تھیں حضرت عیسٰی کی یہ تیرہ سالہ زندگی غیر معمولی اور تھی اور ان پر طرح طرح کے کرامات کا ظہور ہوتا رہا تھا۔
اس وقت تک اللہ کے نبی حضرت یحیٰیؑ نے اپنی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ اپنی تعلیم کی ابتداء کرتے ہوئے انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا اور خداوند کی طرف سے پانچ احکام لوگوں تک پہنچائے۔ پہلا حکم یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک اور ساجھی ٹھہرایا جائے اس سے مشرک کی مثال اس غلام کی سی ہے جسے اس کے مالک نے رقم خرچ کر کے خریدا اور غلام نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو کچھ کماتا ہے وہ مالک کے سوا دوسرے شخص کو دے دیتا ہے۔ حضرت یحیٰیؑ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ تمھارا غلام ایسا ہو۔ پس سمجھ لو کہ خدا نے ہی

تم کو پیدا کیا اور وہ یہ تم کو رزق دیتا ہے تو پھر تم بس اسی کی پرستش کرو اور اس کا کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔
خداوند کی طرف سے دوسرا حکم یحیٰیؑ نے سناتے ہوئے کہا کہ خداوند کی طرف سے دوسرا حکم یہ ہے کہ تم خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو چونکہ جب تم نماز میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوگے تو خدا برابر تمھاری طرف رضا اور رحم کے ساتھ متوجہ رہے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیسرا حکم یہ ہے کہ روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک جماعت میں بیٹھا اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو چنانچہ مشک اس کو بھی اور اس کے رفقاء کو بھی اپنی خوشبو سے مستفید کرتا رہے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو کا خیال نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو جو خالی معدے سے اٹھتی ہے مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک اور بہتر ہے۔
آپ نے فرمایا کہ چوتھا حکم یہ ہے کہ اپنے مال میں سے صدقہ نکالا کرو۔ صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن سے بھاگ رہا ہو اور دشمن تیزی کے ساتھ اس کا تعاقب کر رہا ہو اور بھاگ کر کسی مضبوط پناہ گزین میں محفوظ ہو کر دشمن سے محفوظ ہو جائے بلاشبہ انسان کے دشمن شیطان کے مقابلے میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جانا محکم قلعے میں محفوظ ہوجانے کے مترادف ہے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اسکندریہ شہر سے باہر سمندر کے کنارے واقع سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی دیکھ یوناف یہ عزازیل کے ساتھیوں نے گزشتہ معرکہ میں جو تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کردیا تھا میں نے اس کا راز جان لیا ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف اور بیوسا دونوں ہی چونک پڑے تھے قبل اس کے کہ یوناف اور بیوسا میں سے کوئی ابلیکا کو مخاطب کر کے کچھ پوچھتا۔ ابلیکا دوبارہ بولی اور اپنے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔
سنو یوناف مصر کے شہر تھیس میں عورج نام کا ایک طلسم گر اور ساحر تھا اسی کے سارے سری علوم عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے حاصل کئے اور انہی علوم کو استعمال کرتے ہوئے انھوں نے تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے مغلوب کر لیا اسی ساحر اور طلسم گر نے عزازیل کے ساتھیوں کے علاوہ عارب اور نبیطہ کی طبعی قوت کے اندر دس گنا

اضافہ کر دیا تھا۔ جس کی بناء پر عزازیل کا ساتھی صادو اور اس کی بہن یوشا تم دونوں میاں بیوی پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

سنو یوناف برا ہو اس عزازیل کا عورج نام کے اس مصری ساحر سے سارے علوم حاصل کرنے کے بعد اس عزازیل نے اس ساحر کا خاتمہ کرا دیا اس ساحر کا ایک بیٹا ہے نام اس کا سلقیوس ہے میں اسے دیکھ کر آئی ہوں سلقیوس جانتا ہے کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا اس کے باپ کے پاس آنا جانا تھا اور جس روز عورج کو ہلاک کیا گیا اس روز اس کا بیٹا سلقیوس گھر پر نہیں تھا۔ جب وہ باہر سے لوٹا تو گھر میں اس کے باپ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے یقین ہوگیا کہ اس کے باپ کو ہلاک کرنے والے عزازیل اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔

سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی ابھی اور اسی وقت حرکت میں آؤ تم عورج کے بیٹے سلقیوس سے ملو ہوسکتا ہے جس قدر ساحر عورج کے پاس علوم ہوں وہ اس کے گھر میں تحریری شکل میں بھی موجود ہوں اگر ایسا ہو تو ان علوم سے مستفید ہو کر تم عزازیل کے ساتھیوں کے علاوہ عارب کا بھی مقابلہ کر سکتے ہو۔ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی خوش ہوگئے تھے اسی وقت وہ دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور تھیس شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی عورج کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اندر عورج کا بیٹا سلقیوس موجود تھا انھیں دیکھتے ہی اس نے پوچھا تم لوگ کون ہو اور کس سلسلے میں اس حویلی میں داخل ہوئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ سلقیوس ہمارا اس حویلی میں کثرت کے ساتھ آنا جانا تو نہیں تھا لیکن تمھارا باپ عورج ہمارے جاننے والوں میں سے تھا ہمیں خبر ہوئی ہے کہ عورج کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے اور ہمیں شک ہے کہ عورج کے پاس جو عزازیل بارص صادو اور یوشا نام کے لوگ آیا کرتے تھے انھوں نے ہی عورج کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس پر سلقیوس بڑی حیرت اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تمھاری گفتگو سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ تم یقیناً" میرے باپ کے جاننے والے اور اس کے ہمدرد ہو یہ بات طے شدہ ہے کہ میرے باپ کو انھی لوگوں نے ہلاک کیا ہے جن کے تم نے ابھی ابھی نام لئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ غیر معمولی قوت رکھتے ہیں اس لئے میں ان سے ملتا جلتا رہا ہوں اور ان سے اپنے باپ کا انتقام بھی نہیں لے سکتا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سلقیوس اگر تم میری ایک بات مان لو تو میں تمھارے باپ کا انتقام لے سکتا ہوں

اس پر سلقیوس نے چونک کر بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا اس سلسلے میں تمھاری کیا شرط ہے یوناف پھر بولا۔ تم ذرا اپنی حویلی کا جائزہ لو۔ اور مجھے یہ بتاؤ کہ تمھارے باپ کے پاس جس قدر سری علوم تھے کیا وہ گھر میں کسی جگہ لکھے ہوئے بھی ہیں اس لئے کہ تمھارے باپ کے قاتلوں نے تمھارے باپ سے سارے علوم حاصل کر کے اس کا کام تمام کر دیا تھا اب انھی علوم سے میں مستفید ہو کر تمھارے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے سکتا ہوں اس پر سلقیوس فورا" بولا اور کہنے لگا۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ میرا باپ بہت بڑا ساحر تھا اور مصر کی سرزمین میں اس سے بڑھ کر کوئی ساحر نہ تھا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ جس قدر علوم میرے باپ کے پاس تھے وہ سارے ہمارے گھر میں چمڑے کی ایک کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اگر آپ لوگ کہیں تو وہ کتاب میں تمھیں دکھا سکتا ہوں نہیں نہیں دکھا نہیں بلکہ تم لوگوں کے حوالے کر سکتا ہوں تاکہ تم اس سے مستفید ہو جاؤ وہ کتاب کیا چند بوسیدہ چرمی اوراق ہیں جن پر وہ سارے علوم مرقوم ہیں جو میرا باپ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بھائی میرے تو وہ چرمی کاغذات میرے پاس لے کر آ تاکہ میں جائزہ لوں کہ ان میں کیا کیا علوم درج ہیں اس کے ساتھ ہی سلقیوس حرکت میں آیا اور وہ حویلی کے سامنے والے کمرے میں داخل ہوگیا تھا۔

اس موقع پر عزازیل عارب نبیطہ بارص صادو اور یوشا اس حویلی میں داخل ہوئے۔ عزازیل کے کہنے پر بارص اور صادو یوناف کی طرف بڑھے آتے ہی انھوں نے بری طرح یوناف کو پیٹنا شروع کر دیا تھا یوناف دنگ رہ گیا کہ ان کے آتے ہی اس کی سری قوتیں جاتی رہی تھیں گو اس نے اپنی طرف سے بہت ہاتھ پاؤں مارا ان کی دو ضربوں کے مقابلے میں وہ بھی ان پر دو ضربیں لگاتا رہا۔ لیکن اسکی ضربیں بارص اور صادو پر کوئی اثر ہی نہیں رکھتی تھیں آخر بارص اور صادو نے یوناف کو مار مار کر ادھ موا کر دیا پھر ان سب نے مل کر یوناف اور بیوسا کو رسیوں میں جکڑ لیا اس کے بعد انھوں نے اس حویلی کو آگ لگادی تھی یوناف اور بیوسا کو انھوں نے لیا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل کی طرف لے گئے تھے۔

عارب اور نبیطہ کے محل میں لاکر یوناف اور بیوسا کو ایک کمرے میں زنجیروں کے ساتھ جکڑ دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں ہاتھوں میں دو دو زنجیریں ڈال دی گئی تھیں اور ان زنجیروں کے دوسرے سرے ایک حلقے کی مدد سے دیواروں کے اندر گڑے ہوئے تھے جب یوناف اور بیوسا کو زنجیروں میں جکڑا جا چکا تو عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا سنو میرے عزیز ساتھیو! ہر ہفتے لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں گرم کر کے یوناف اور بیوسا کے

بدنوں کو داغتے رہو اور اس داغنے کی رسم آج سے شروع کی جائے پہلے دونوں میاں بیوی کو آج داغا جائے اس کے بعد چھ دن کا وقفہ ڈال کر ہر ہفتے ان کے جسموں کو داغا جائے اور داغنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک یوناف نیکی چھوڑ کر بدی کے فروغ کی طرف مائل نہیں ہوتا اور جب تک بیوسا اس یوناف کو چھوڑ کر بارص اور صادو کی مشترکہ بیوی بننے پر رضامندی ظاہر نہیں کرتی یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے رسیا اور گناہ کے خوگر ہم دونوں کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنے سے تجھے کیا حاصل ہوگا دیکھ اگر تو ہمیں داغنا ہی چاہتا ہے تو مجھے داغ۔ میری بیوی کو داغنے کے اس عمل سے معاف کر دے اس کے بدلے میں تو چاہے میرے جسم کو روز داغتا رہے پر میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ مری بیوی کے جسم کو نہ داغنا۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ٹھیک ہے اس کی بات مانو اگر یہ چاہتا ہے کہ بیوسا کے جسم نہ داغا جائے تو ہر ہفتے اس کے جسم کو دوبار داغا جائے ایک بار کا داغنا اس کے اپنے حصے کا اور دوسرا اس کی بیوی کے حصے کا اور اسے اس وقت تک داغا جائے جب تک یہ خود نیکی کا پرچار ترک کر کے بدی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور جب تک بیوسا اسے ترک کر کے بارص اور صادو کی مشترک بیوی بننے پر رضامند نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد بیوسا بے چاری آگے بڑھی اور والہانہ انداز میں وہ یوناف سے لپٹ سی گئی اور بڑے پیار بڑی محبت میں کہنے لگی۔ آپ نے میرا داغنا بھی اپنے ذمے کیوں لے لیا کم از کم دونوں میاں بیوی کو داغا جاتا تو داغنے کی اس سزا تو دونوں مشترک سمجھ کر قبول کر لیتے اس طرح جب میری آنکھوں کے سامنے آپ کو دو بار داغا جائے گا تو یہ منظر میرے لئے کیسے اور کس طرح قابل قبول ہوگا اس پر یوناف بیوسا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ بیوسا ہمت نہ ہارنا نیکی کے فروغ میں ایسے مرحلے آتے ہی رہتے ہیں اور جو کوئی بھی نیکی کا پرچار کرنے والا ایسے مرحلوں سے صبر کے ساتھ گزرتا ہے وہی کامیاب اور کامران کہلا سکتا ہے۔ عزازیل جتنے چاہے ہم پر حربے آزمائے یہ ہمیں ثابت قدم ہی پائے گا۔ اگر کوئی اور نہیں دیکھ رہا تو میرا اللہ تو ان سارے ستم اور ان سارے مظالم کو دیکھ رہا ہے ایک روز وہ ضرور ہمیں ایسی طاقت اور استطاعت دے گا کہ اسی ستم کا سلوک ہم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھی کر سکیں۔

اس بار بیوسا نے موضوع سخن بدلتے ہوئے کہا یوناف میرے حبیب کمال کی بات ہے

کہ جب عزازیل کے یہ دونوں ساتھی ہمارے سامنے آتے ہیں تو ہماری سری قوتیں ختم ہوجاتی ہیں نہ جانے یہ ہم پر کیا سحر کیا عمل کرتے ہیں کہ ہم اپنی سری قوتوں سے بالکل ہی محروم ہو کر رہ جاتے ہیں کاش اس ساحر کی حویلی میں یہ لوگ کچھ دیر سے پہنچتے تو اس ساحر کے بیٹے سلتیوس سے ہم سارے علوم حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے میں نے سلتیوس کو دیکھا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ بھاگ گیا تھا شاید وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو پہچانتا ہے اور بعد میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے حویلی کو آگ لگا دی تھی مجھے خدشہ اور خطرہ ہے کہ جن اوراق میں عورج کے علوم درج تھے وہ بھی حویلی کے اندر جل سڑ گئے ہوں گے اب اس قید اور اسیری سے مجھے اپنی رہائی اور چھٹکارہ مشکل ہی نظر آرہا ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے بیوسا خاموش ہوگئی تھی اس لئے کہ بارص اور صادو کمرے میں داخل ہوتے تھے ان کے ہاتھوں میں موٹی موٹی لوہے کی سلاخیں بھی تھیں جو خوب گرم کر کے سرخ ہو رہی تھیں۔ بارص اور صادو دونوں لوہے کی وہ گرم سرخ سلاخیں لئے یوناف کی طرف بڑھے یہ منظر بیوسا کے لیے ناقابل برداشت تھا اس نے ان دونوں کی بہتیری منتیں سماجتیں کیں کہ اس کے شوہر کو نہ داغا جائے لیکن بارص اور صادو نے اس کی ایک نہ مانی اور جب وہ یوناف کی پیٹھ سے کپڑا اٹھا کر اس کی پیٹھ داغنے لگے تو بیوسا نے منہ دوسری طرف پھیر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں یوناف نے ایسے ظلم ایسے ضبط اور ایسے صبر کا مظاہرہ کیا کہ بارص اور صادو نے گرم سرخ سلاخوں سے اس کی پیٹھ کو داغا پر یوناف نے اف تک نہ کی تھی۔ اور بارص اور صادو کمال حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے۔

بیوسا جب یوناف کی طرف مڑی تو اس نے دیکھا کہ یوناف کی پیٹھ ابھی تک ننگی تھی اور وہ دو جگہ سے خوب جل کر سیاہ ہوگئی تھی۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے بیوسا بے چاری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی والہانہ سے انداز میں وہ آگے بڑھی اور جس جگہ سے یوناف کی پیٹھ کو جلایا گیا تھا اس کے اردگرد کی جگہ پر وہ لگاتار بوسے لینے لگی تھی۔ اس نے دیکھا اس سے یوناف کا چہرہ پسینے پسینے ہورہا تھا اس کی آنکھیں غصناکی میں چنگاریاں برسارہی تھیں اور چہرہ اس کا لال سرخ ہو چکا تھا۔ بیوسا نے اپنے سر پر بندھا ہو رومال اتارا اس سے یوناف کا چہرہ صاف کیا پھر وہ بے چاری اس سے لپٹ کر اسے ڈھارس اور تسلی دینے لگی تھی۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل

میں اسیری کی زندگی بسر کرتے رہے۔ عزازیل کے ساتھی ہر ہفتے یوناف کے جسم کو داغ داغ کر اسے اذیتیں پنچاتے رہے ہر دفعہ اس کا جسم داغنے کے بعد وہ اس سے سوال کرتے کہ کیا وہ یبوسا کو عزازیل کے ساتھیوں کے حوالے کرنے پر تیار ہے اور یہ کہ کیا وہ نیکی کے فروغ کا کام ترک کر کے بدی کی تشہیر کے لئے تیار ہے لیکن یوناف کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتا ہوا عزازیل کے ساتھیوں کی اذیت کو برداشت کرتا رہا۔ نہ ہی اس نے نیکی ترک کرنے کا فیصلہ کیا اور نہ ہی اس نے یبوسا کو اپنے آپ سے جدا کرنے کی حامی بھری۔ اس طرح وقت گزرتا رہا اور اسیری کی حالت میں یوناف اذیتیں برداشت کرتا رہا۔

○

دوسری طرف فلسطین کی سرزمین میں اللہ کے نبی یحییٰ نے اپنی تبلیغ کا کام زور شور سے شروع کر رکھا تھا وہ اون کے بالوں کی پوشاک پہن کر چمڑے کا پٹکا کمر پر باندھا کرتے تھے ان کی خوراک ٹڈیاں ور جنگلی شہد تھا۔ فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو اور خداوند قدوس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگو۔

وہ لوگوں کو روزے اور نماز کی تلقین کرتے اور کہتے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کے پاس جس کے پاس نہ ہوں بانٹ دے اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا کرے۔ محصول لینے والون نے ان سے پوچھا اے آقا ہمارے لئے کیا حکم ہے تو انھوں نے فرمایا کہ جو تمھارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لیا کریں۔ سپاہیوں نے ان سے اپنے متعلق ہدایات پوچھیں تو ان کے لئے فرمایا کہ کسی پر ظلم کرنا اور نہ ناحق کسی سے کچھ لینا اپنی روزی ہی میں گزر بسر کرنا۔

یحییٰ اور عیسیٰ کے دور میں فلسطین رومنوں کے ماتحت تھا اور رومنوں کی طرف سے ایک شخص نام جس کا پیلاطس تھا وہ ان علاقوں کا گورنر تھا۔ اس گورنر کے تحت بنی اسرائیل کا اپنا ایک حکمران تھا نام جس کا اینٹی پاس تھا جو فلسطین کی ریاست پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہ اینٹی پاس سرتاپہ رومن تہذیب میں غرق تھا اور اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق و فجور پھیل رہا تھا اس اینٹی پاس نے خود اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس کو اپنے گھر میں ڈال رکھا تھا۔

یحییٰ نے اس پر اینٹی پاس کو ملامت کی اور اس کی بدکارانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی اس جرم میں اینٹی پاس نے یحییٰ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تاہم وہ ان کو ایک مقدس اور راست باز آدمی جان کر انکا احترام بھی کرتا تھا۔ اور لوگوں میں ان کے غیر

معمولی اثر سے ڈرتا بھی تھا۔

لیکن اینٹی پاس کی محبوبہ ہیرودیاس یہ سمجھتی تھی کہ یحییٰ لوگوں میں جو اخلاقی روح پھونک رہے ہیں وہ لوگوں کی نگاہ میں اس جیسی عورت کو ذلیل کئے دے رہی ہے۔ اس لئے وہ ان کی جان کے درپے ہوگئی آخرکار اینٹی پاس کی سالگرہ میں اس نے وہ موقع پالیا جس کی وہ تاک میں تھی۔

جشن کے دربار میں اس ہیرودیاس کی بیٹی نے خوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر اینٹی پاس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے بیٹی نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا کیا مانگوں۔ ماں نے کہا یحییٰ کا سر مانگ لے۔ چنانچہ اس نے اینٹی پاس کے سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ اور کہا مجھے یوحنا یعنی یحییٰ کا سر ایک تھال میں رکھ کر منگوا دیجئے۔ اینٹی پاس یہ سن کر بہت غمگین ہوا مگر محبوبہ کی بیٹی کا تقاضہ کیسے رد کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً اپنے مسلح جوان قید خانے کی طرف بھجوائے اور یحییٰ کا سر کٹوا کر اور ایک تھال میں رکھوا کر اس رقاصہ کو نذر کر دیا۔ یوں یحییٰ بنی اسرائیل کے ظلم کا شکار ہوگئے۔

یحییٰ کا خاتمہ کرنے کے بعد یہودی ان کے باپ ذکریا کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ ارادہ کیا کہ یحییٰ کے بعد ان کے باپ ذکریا کو بھی قتل کر دیا جائے ذکریا کو بھی ان حالات کا علم ہوگیا تھا لہٰذا یہودی قاتلوں سے بچنے کے لئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے یہودی آپ کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اسی تعاقب میں آپ کے سامنے ایک درخت آیا جس کے اندر ایک بہت بڑا کھوہ اور شگاف تھا تعاقب کرنے والے چونکہ سر پر چلے آرہے تھے لہٰذا آپ کو خدشہ ہوا کہ اگر تعاقب کرنے والوں نے انھیں پکڑ لیا تو وہ انھیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے لہٰذا انھوں نے درخت کے اس شگاف کے اندر پناہ لے لی تھی۔

یہودی بھی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے انھوں نے جب دیکھا کہ ذکریا نے اس درخت کے شگاف کے اندر پناہ لے لی ہے تو ذکریا کو درخت کی کھوہ سے باہر نکالنے کے بجائے انھوں نے درخت پر آرا چلانے کا ارادہ کر لیا انھوں نے فوراً ایک آرا مہیا کر لیا اور جس درخت میں ذکریا نے پناہ لے رکھی تھی اس درخت پر انھوں نے آرا چلا دیا روایت کرنے والے کہتے ہیں چونکہ ذکریا نے اپنے خداوند کے بجائے درخت میں پناہ لی تھی لہٰذا جو آرا چلتا ہوا ان کے قریب آیا تو ان پر وحی ہوئی کہ صبر سے کام لینا اور آہ و زاری مت کرنا اس پر جب آرا ذکریا پر چلا تو انھوں نے کمال صبر سے کام کیا اف تک نہ کی اور یہودیوں نے درخت کے ساتھ ذکریا کو بھی چیر کر رکھ دیا۔ اس طرح یحییٰ کے بعد ان کے بزرگ باپ ذکریا کا بھی یہودیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

○

اس کے بعد عیسیٰؑ نے اپنی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپ نے شادی نہ کی تھی اور نہ بود و ماند کے لئے گھر بنایا تھا وہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں خدا کا پیغام سناتے اور دین حق کی تبلیغ کا کام سرانجام دیتے اور جہاں بھی رات آپہنچتی وہیں کسی سروسامان راحت کے بغیر شب بسر کردیتے تھے۔

چونکہ ان کی ذات سے مخلوق خدا جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی شفا اور تسکین پاتی تھی اس لئے جس جانب بھی ان کا گزر ہو جاتا خلقت کا انبوہ حسن عقیدت کے ساتھ جمع ہو جاتا اور والہانہ محبت کے ساتھ ان پر نثار ہو جانے کو تیار ہو جاتا یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ آپ اپنے خداوند کے حکم سے جو معجزات دکھاتے تھے ان کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف بڑی تیزی سے مائل ہوتے جارہے تھے۔

عیسیٰؑ خدا کے حکم سے مردہ کو زندہ کردیا کرتے تھے اور پیدائشی نابینا کو بینا اور جزامی کو چنگا کر دیا کرتے تھے وہ مٹی سے پرندے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے اور خدا کے حکم سے ان میں روح پڑ جاتی تھی وہ خداوند کے حکم سے لوگوں کو یہ بھی بتادیا کرتے تھے کہ کس نے کیا کھایا اور خرچ کیا اور کیا گھر میں ذخیرہ محفوظ کر رکھا ہے۔

آپ کے یوں معجزات دکھانے کی وجہ سے اور جگہ جگہ خداوند قدوس کی وحدانیت کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے یہودیوں میں ان کے لئے بغض اور عناد پیدا ہوا انھوں نے عیسیٰؑ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو انتہائی حسد اور سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا اور جب ان کے مسخ شدہ قلوب کسی بھی طرح سے ان کو برداشت نہ کر سکے تو یہودیوں کے سرداروں اور فقیہوں نے عیسیٰؑ کے خلاف سازش شروع کی اور یہ طے پایا کہ اس ہستی کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے بجز اس کے سوا اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ رومنوں کے گورنر پیلاطس کو ان کے متعلق مشتعل کر کے انھیں صلیب اور دار پر چڑھا دیا جائے ان یہودی علماء نے باہم جمع ہوکر اس خدشے کا بھی اظہار کیا کہ اگر اس آدمی کا خاتمہ نہ کیا گیا جو بہت معجزے دکھاتا ہے اور اگر ہم نے اسے یونہی چھوڑ دیا تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ وقت بھی آئے گا کہ اپنی ہی سرزمینوں میں ہماری کوئی وقعت اور عزت نہ رہے گی اور رومن نہ صرف ہماری زمینوں پر بلکہ ہماری قوم پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ ایک یہودی عالم نے جو کاہن تھا کہا کہ اگر اس شخص کا خاتمہ کرنا ہے تو پھر سوچتے کیا ہو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو اس صلاح

مشورے کے بعد یہودی علماء نے کسی نہ کسی طرح عیسیٰؑ کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

یہودی علماء کا ایک وفد رومن گورنر پیلاطس کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ یہودی اسے بڑی انکساری سے مخاطب کر کے کہنے لگے۔ دیکھ پیلاطس ہم سب یہودی علماء تیری بھلائی اور بہتری کے لئے ایک بات تجھے کہنے والے ہیں اور وہ یہ کہ ان سرزمینوں میں ایک جوان کہ نام جس کا عیسیٰؑ ہے وہ جگہ جگہ اپنے سحر کی وجہ سے لوگوں کو مرعوب کرتا پھرتا ہے لوگ اس کے کمالات دیکھ کر بڑی تیزی سے اس کا ساتھ دینے لگے ہیں اور روز بروز اس کے ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اور دیکھ اگر یوں ہی رہا تو عنقریب یہ شخص ایسی طاقت اور قوت پکڑے گا کہ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ رومنوں کے لیے بھی خطرہ ثابت ہوگا۔ اور اگر فوراً ہی اس شخص کا استحصال نہ کیا گیا تو ہمارا دین صحیح حالت میں باقی نہ رہ سکے گا یہ بھی اندیشہ ہے کہ ان سرزمینوں میں رومنوں کو بھی اپنے اقتدار سے محروم ہونا پڑے گا۔

دیکھ رومنوں کے گورنر اس شخص نے عجیب و غریب شعبدے دکھا کر خلقت کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور ہر وقت اس گھات میں لگا رہتا ہے کہ عوام کی اس طاقت کے بل پر رومنوں کو اس سرزمین سے نکال کر خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے اس شخص نے لوگوں کو صرف دنیوی راہ سے ہی گمراہ نہیں کیا بلکہ اس نے ہمارے دین تک کو بدل ڈالا ہے اور لوگوں نے بے دین بنانے میں منہمک ہے۔ پس اس فتنہ کا انسداد ازبس ضروری ہے تاکہ بڑھتا ہوا یہ فتنہ ابتدائی منزل ہی میں کچل ڈالا جائے۔

رومن گورنر یہودیوں کی اس گفت و شنید سے بے حد متاثر ہوا اس نے یہودیوں کو اجازت دے دی کہ وہ عیسیٰؑ کو گرفتار کر لیں اور شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کریں۔ یہودیوں کے سردار فقیہہ اور کاہن یہ فرمان حاصل کر کے بے حد خوش ہوئے اور فخر و مباہات کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے تھے کہ آخر ہماری سازش کارگر ثابت ہوئی اور ہماری تدبیر کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد یہودی علماء یہ صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی خاص موقع کا منتظر رہا جائے اور کسی خلوت اور تنہائی کے موقع پر عیسیٰؑ کو عین اس وقت گرفتار کر لیا جائے جب وہ کہیں اکیلے بیٹھے ہوں یا کم از کم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں ہوں اور خفیہ طور پر انہیں گرفتار کر کے مجرم کی حیثیت سے پیلاطس کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی گرفتاری سے لوگ کہیں مشتعل ہو کر کوئی ہنگامہ ہی نہ کھڑا کر دیں۔

آخر ایک روز ان یہودی علماء کو ان کے مخبروں نے اطلاع کی کہ عیسیٰ اپنے چند

شاگردوں کے ساتھ ایک مکان کے اندر موجود ہیں۔ یہودی علماء نے اسے بہترین موقع جانا اور اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور فوراً ہی یہ لوگ موقع پر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے اس مکان کا محاصرہ کر لیا جس میں عیسیٰ اپنے شاگردوں کے ساتھ تھے۔ عیسیٰ کو گرفتار کر لیا گیا اور پیلا طس کے دربار میں پیش کیا گیا تاکہ ان کو صلیب اور سولی پر لٹکائے جانے کا حکم دے دیا جائے۔

رومن گورنر پیلا طس نے عیسیٰ کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہا مگر یہودیوں کے اشتعال پر مجبوراً اس نے عیسیٰ کو زندان میں بند کر دیا اور جس جگہ آپ کو بند کیا گیا وہاں برابا نام کا ایک ڈاکو بھی بند تھا۔

ایسے کسی موقع پر خداوند نے عیسیٰ کو تو اٹھا لیا اور ان کی جگہ نبی اسرائیل کو اشتباہ میں ڈالنے کے لئے کوئی اور ہی شخص کھڑا کر دیا گیا تھا۔ دوسرے روز پیلا طس نے یہودی علماء کو مخاطب کر کے کہا دیکھو تمہاری عید آ رہی ہے اس موقع پر ایک قیدی کو رہا کر سکتا ہوں اگر تم کہو تو میں عیسیٰ کو رہا کر دوں اس پر یہودی علماء کہنے لگے نہیں وہاں اس وقت دو قیدی ہیں ایک ڈاکو برابا اور دوسرا عیسیٰ لہٰذا تم برابا کو رہا کر دو۔

پیلا طس نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے اس بندے کو صلیب پر چڑھایا جائے لیکن یہودی چلا چلا کر پیلا طس سے مطالبہ کرنے لگے کہ عیسیٰ کو صلیب دی جائے جب پیلا طس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا الٹا بلوہ ہو جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راست باز شخص کے خون سے بری ہوں تم جانو اور تمہارا کام جانے اس پر یہودی علماء کہنے لگے۔

اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اس پر برابا ڈاکو کو چھوڑ دیا گیا۔ عیسیٰ کی جگہ خداوند نے انہیں اشتباہ میں ڈال کر جو دوسرا کوئی شخص ان کے حوالے کر دیا تھا انہیں یہودیوں نے کوڑے لگوائے پھر ان کے اردگرد سپاہیوں کی ایک پلٹن کو جمع کیا گیا اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی رنگ کا ایک چغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور سر کنڈا اس کے بائیں ہاتھ میں دیدیا اور پھر یہودی علماء اور عام لوگ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس کا ٹھٹھہ اور مذاق اڑانے لگے تھے اور ساتھ ہی اسے کہتے جاتے تھے۔

اے یہودیوں کے بادشاہ آداب اس کے علاوہ اس پر انہوں نے تھوکا اور وہی سر کنڈا لیکر اس کے سر پر مارنے لگے اور جب اس کا ٹھٹھہ کر چکے تو چغہ کو اس پر سے اتار کر پھر اس کے کپڑے اسے پہنائے اور اسے صلیب دینے کو لے گئے۔ اس طرح یہودی علماء اس

شخص کو تختہ دار پر لے گئے اور صلیب چڑھا دی جبکہ خداوند نے اپنے پیغمبر عیسیٰ کو اٹھا کر بچا لیا اور اس طرح یہودی اپنے زعم میں عیسیٰ کا بھی خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

○

ایران میں فرہاد پنجم کی ہلاکت کے بعد اشکانی امراء نے شاہی خاندان کے ایک فرد ارد دوئم کو تخت نشین کیا۔ جو فرہاد پنجم کے خوف سے کہیں گوشہ گمنامی میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی دست ظلم دراز کیا۔ لوگوں کو شروع ہی سے اس بنا پر اس سے نفرت ہو گئی بالآخر امراء نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا یوں مختصر عرصے میں ہی اس ارد نام کے نئے حکمران کا اشکانیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

ارد کے قتل کے بعد کوئی اشکانی شہزادہ باقی نہ رہا تھا جسے تخت نشین کیا جاتا اس لئے اشکانیوں کی مجلس مشاورت کی طرف سے سابق اشکانی حکمران اشک چہارم کے جو بیٹے روم میں پرورش پا رہے ہیں ان میں سے ایک شہزادے وونن کو ایران بھیجا جائے تاکہ ایران میں اسے تخت نشین کر کے اشکانیوں کا بادشاہ بنایا جائے۔

رومن قیصر آگسٹس اس پیغام سے بے حد خوش ہوا وہ خود یہی چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وونن زندگی کا بیشتر حصہ روم میں گزارنے کی وجہ سے رومی آداب و اخلاق اختیار کر چکا ہے اس لئے ایران کا بادشاہ بن کر وہ رومیوں کی حمایت کرتا رہے گا اور ایسا کر کے وہ یقیناً رومنوں اور قیصر روم کی برتری میں اضافے کا موجب بنے گا۔

اس لئے اس نے ایران کی مجلس مشاورت کی درخواست بخوشی قبول کر لی اور ایرانی شہزادہ وونن کو اس نے فوراً روم سے اشکانیوں کے مرکزی شہر مدائن کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وونن کی تاجپوشی ہو اور وونن کے ذریعے اشکانیوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے۔

لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اشکانی امراء اس نئے حکمران وونن سے ناراض ہو گئے کیونکہ اس کے آداب و خصائل رومنوں کے سے تھے اس کی عادتیں اجنبی تھیں اور ایرانی آداب کے منافی تھیں۔ اس کے علاوہ وہ ایرانی ضیافتوں کو ناپسند کرتا تھا۔ شکار و تفریح سے اسے پرہیز تھا نیز وہ روم سے آتے ہوئے رومنوں کی جمیعت ساتھ لایا تھا اور انہی کو اونچے مناسب کا اہل سمجھتا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر اشکانی امراء وونن سے نفرت کرنے لگے تھے اور اس سے حکومت واپس لینے کے متعلق سوچنے لگے تھے۔

اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وونن ایرانی نہیں بلکہ رومن ہو چکا ہے اور وہ اشکانیوں کے حکمران کی حیثیت سے رومنوں ہی کا دم بھرتا رہے گا۔ اس طرح وونن کے خلاف نفرت بڑھتی گئی بالآخر اشکانی حکمران خاندان کے ایک شخص اردوان نے وونن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ امرائے سلطنت نے اس کی حمایت کی اس کا پہلا حملہ اگرچہ کامیاب نہ ہو سکا لیکن دوسرے حملے میں اس نے وونن کو مدائن سے نکال باہر کیا۔ وونن مدائن سے نکل کر آرمینیا کی طرف بھاگ گیا اور وہاں اس نے کچھ ایسا چکر چلایا کہ وہ آرمینیا کا حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اسی طرح دریائے ساوہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل میں اسیری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ عزازیل کے ساتھی بارص اور صادو لگاتار یوناف کے جسم کو ہر ہفتے داغتے جاتے تھے لیکن اس قدر شدت اور تکلیف کے باوجود بھی یوناف نے اس کی کوئی بھی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا ایک روز ہفتہ کے بعد جب یوناف کے جسم کو پھر داغا گیا تو عزازیل، عارب، نبیطہ، بارص، صادو اور یوشا اس کے کمرے میں آئے انہوں نے دیکھا یوناف جس کے دونوں ہاتھ لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے فرش پر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس کی پیٹھ جگہ جگہ سے داغے جانے کی وجہ سے جل کر سیاہ ہو گئی تھی۔ بیوسا بیچاری اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ روتے ہوئے بیچاری آنسو بھی بہاتی جا رہی تھی اور اپنے رومال سے پسینہ میں ڈوبا ہوا یوناف کا چہرہ بھی صاف کرتی جا رہی تھی۔ ایسے میں عزازیل نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف کیوں اپنے آپ کو اذیت، دکھ اور مصیبت میں جان بوجھ کر مبتلا کرتے ہو اس طرح تو تم ہمارے ہاتھوں تکلیف اٹھاتے اٹھاتے حرام موت مر جاؤ گے۔ کیا تمہارے لئے یہ آسان نہیں کہ اس اذیت اور داغے جانے کی تکلیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے تم بیوسا کو صادو اور بارص کی مشترکہ بیوی بنانے پر تیار ہو جاؤ اور یہ کہ تم نیکی کا کام ترک کر کے بدی کی تشہیر میں میرا ساتھ دینا شروع کرو اور سنو یوناف میں آج تم دونوں میاں بیوی کو آخری موقع دیتا ہوں خوب سوچ سمجھ کر اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرنا اگر تم دونوں میاں بیوی نے میرا کہا نہ مانا تو میں تمہارا وہ انجام کروں گا کہ تمہیں دیکھ کر دیکھنے والے کی نگاہ اور اس کا دل بھی کانپ کر رہ جائے گا۔

سنو نیکی کے نمائندے میں تمہارے ساتھ ایک رعایت کر سکتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر تم بیوسا کو چھوڑ کر اسے اپنی مرضی اپنی منشا اور اپنی رضا مندی کی اسیری سے نجات دیدوں گا اور تم پہلے کی طرح آزاد زندگی بسر کرنا شروع کر دو گے۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں ننگے فرش پر پیٹ کے بل لیٹے ہوئے یوناف نے کھا جانے والی نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی درد کی شدت کے باعث لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

سنو عزازیل تم نے میرے اور میری بیوی بیوسا کے صبر و تحمل کا غلط جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ قسم اس خداوند قدوس کی جس نے تمہیں دھتکار کر راندہ درگاہ اور ابلیس بنا رکھا ہے اگر تم مجھے اس سے زیادہ بھی اذیت اور تکلیف میں ڈالو تب بھی میں بیوسا کو اپنے آپ سے جدا نہیں کروں گا۔ سنو یہ بیوسا میری روح ہے۔ میری جان ہے اس کے بغیر میں ادھورا ہوں اور یہ میرے بغیر ادھوری ہے۔ ذرا اس سے پوچھو کیا یہ مجھے چھوڑنے پر آمادہ ہے اس پر عزازیل نے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ بیوسا تمہارا کیا خیال ہے کیا تم چاہتی ہو کہ ساری عمر اسی قید خانے میں زندگی بسر کر دو اور اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو کل سے یوناف کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کو بھی داغنا شروع کر دیں گے۔ پھر میں دیکھتا ہوں تم کس طرح بارص اور صادو کی مشترکہ بیوی بننے پر آمادہ نہیں ہوتی ہو۔ اس پر بیوسا نے کھا جانے والے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا۔ حقارت آمیز انداز میں اس نے ایک بار عزازیل کی طرف منہ کر کے تھوکا پھر وہ کہنے لگی۔

دیکھ عزازیل یہ تیری غلط فہمی ہے کہ تو ہم پر جبر اور ظلم کر کے ہماری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ہرگز نہیں۔ اگر تم میری روح میرے جسم کو لوہے کے کانٹوں کے اوپر بھی گھسیٹو تب بھی میں اپنے آپ کو اپنے شوہر یوناف سے جدا نہیں کروں گی۔ میں اپنی جان اپنی روح تک کو بھی اپنے شوہر پر نچھاور کر دوں گی پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔ اے عزازیل تو کل سے میرے جسم کو بھی داغ کر دیکھ لے جس طرح میرا شوہر بکمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہاری کسی بھی بات کو ماننے پر تیار نہیں اسی طرح اے عزازیل مجھے بھی تو صبر و تحمل کا مجسمہ پاؤ گے اور میں بھی اذیتوں اور مصیبتوں میں سے گزرنے کے باوجود تمہاری کسی بھی بات کو ماننے سے انکار کر دوں گی۔ جاؤ عزازیل تم نے جو کل کرنا ہے وہ آج کر گزرو میں تمہیں صاف الفاظ میں کہتی ہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی تمہاری کوئی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا جب خاموش ہوئی تو عزازیل اس بار یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میرا خیال ہے تم دونوں میاں بیوی خود اپنے ہاتھوں

سے اپنی بدبختی میں اضافہ کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو سن رکھو میں کل سے ہفتہ وار نہیں بلکہ روزانہ تم دونوں کے جسموں کو داغنا شروع کر دوں گا میں دیکھتا ہوں پھر کیسے تم میری بات نہیں مانتے اگر پھر بھی میری باتیں تم نے نہ مانیں تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ روز جلائے جانے کی وجہ سے تمہارے جسم کا گوشت سڑ جائے گا اس میں کیڑے پڑ جائیں گے تم زندگی کے ایک ایک لمحے ایک ایک سکون کو ترسو گے پر وہ تمہیں میسر نہیں ہو گا۔ اس پر یوناف کھولتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل جب تک میرے اللہ کو منظور ہے ہم تیرے اس قید خانے کی اذیت میں مبتلا رہیں گے اور جب میرا اللہ ہم دونوں میاں بیوی کو اس قید خانے سے رہائی دینے پر آئے گا تو اے عزازیل تیرے جیسے کئی کتے بھونکتے بھونکتے تھک جائیں گے اور ہم کسی کامیاب مسافر کی طرح اپنی منزل کی طرف چلے جائیں گے۔ سنو یوناف اگر اس قید خانے میں اور کوئی بھی تمہارے مظالم اور تمہاری ستم آرائیاں نہیں دیکھ رہا تو میرا اللہ تو ہے جو ہر چیز کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے وہ ہر آواز سننے والا ہے ہر شے دیکھنے والا ہے وہ تمہارے مظالم تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی اور تمہارے تعصب کو دیکھ رہا ہے وہ میری اذیت میری تکلیف اور میری بے بسی کو بھی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے مجھے یقین ہے کہ عنقریب سن عزازیل اللہ کا فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہو گا ایک روز میں پھر اپنی پوری قوت کے ساتھ تیرے سامنے آؤں گا اور تجھے بتاؤں گا کہ نیکی کی قوت کیا ہے اور نیکی کی قوت کے سامنے باطل کی طاقتیں کیسے بے بس اور لاچار ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف نے انتہائی حقارت آمیز انداز میں عزازیل کی طرف تھوک دیا پھر وہ کہنے لگا جا بدی کے کتے جو کام تجھے کرنا ہے کر گزر پھر تو ہم دونوں میاں بیوی کے صبر اور ہماری برداشت کی حد بھی دیکھنا۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ غصے میں پاؤں پٹختا ہوا اس قید خانے سے چلا گیا تھا۔

○

اس روز بارش خوب ہوئی تھی آسمان پر بادل زور دار انداز میں گرج رہے تھے۔ بار بار بجلی چمکتی ہوئی زمین کے سینے پر روشنی کی لکیریں بکھیر دیتی تھی۔ رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی۔ تہہ خانے میں بیوسا بیچاری کافی دیر تک یوناف کو دبانے کے بعد گہری نیند سو چکی تھی۔ ایسے میں جلی ہوئی پیٹھ میں تکلیف کے باعث یوناف سو نہ سکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کوسوں دور تھی اور وہ ننگے فرش پر پیٹ کے بل لیٹا نہ جانے کن سوچوں

میں غرق تھا۔ اچانک یوناف کو کوئی خیال گزرا اپنی جگہ سے وہ بڑی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے اٹھا پھر وہ تہہ خانے کے ننگے فرش پر سجدہ ریز ہوا اور بڑی عاجزی اور بڑی انکساری کے ساتھ اپنے خداوند کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا تھا۔

”اے خداوند! اے کائنات کے خالق و مالک! یہ عزازیل لالچ کی پوٹ، جہل و شقاوت بن کر میرے اور میری بیوی پر غم اور اندیشے طاری کرنے لگا ہے۔ ہم دونوں کے لئے اے خداوند یہ جہالت کی گندگی اور ظلم کی چکنی کالک پھیلاتے ہوئے ہمیں نابود و ناپید کرنے کے درپے ہے اے خداوند آسمان کی اس نیلی چادر اور تاروں کی لو تلے میرے اور میری بیوی کے لئے عزازیل کی طرف سے ظلم کی بھڑکتی ہوئی بھٹی تیز ہی تیز ہوتی جا رہی ہے یہ عزازیل ہم دونوں کے من کے کواڑوں پر دکھ کے بھیانک کالے ساگر اور برکھا بادل کی طرح دستک دینے لگا ہے۔ ہمارے لئے یہ ظلم کی خون بھری چٹان بن گیا ہے ہم دونوں کے لئے یہ ٹھنڈی گاڑھی کہر کی چادر میں بربادی اور زبوں حالی کا طوفان کھڑا کر کے ہمارے سینے کی مبہم بے چینی میں درد و الم کی آگ بھرتا جا رہا ہے۔

اے خداوند! اے سارے جہانوں کے مالک! یہ عزازیل لکھوری اینٹوں اور خشک ٹہنیوں کی طرح ہمارا خاتمہ چاہتا ہے اس نے ہم پر مکمل طور پر قابو پا لیا ہے اور ابوالہول کی ہیبت اور جلال بن کر اپنی شیطانی آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ہمارے اندر الٹے سیدھے میلانات پیدا کرنے والا ہے اس نے ہماری قناعت پسندی اور ہماری فعال قوت کو بے آب و گیاہ اور جلتے تپتے ریگستانوں جیسا کر دیا ہے۔

اے میرے آقا! اے میرے مالک! یہ عزازیل ہم دونوں میاں بیوی کے عروج و ارتقاء کو فنا اور بقا کی کشاکش میں مبتلا نامیاتی مادوں جیسا کرنا چاہتا ہے۔ الاؤ کی آگ بن کر ہمارے لباس کو تار تار کر دینے والے جذبے ابھار رہا ہے۔ یہ عزازیل شب کے سایوں کی مسافت اور گرجتے حشر برپا کرتے بادلوں میں رجز بن کر ہمارے خون میں گونجنے لگا ہے۔

اے اللہ اس مشکل وقت میں اس کٹھن گھڑی میں اس تاریکی میں تو ہی ہم دونوں میاں بیوی کے لئے روشنی کی لکیر ہے۔ اے اللہ اس نوحہ کناں لہو رنگ شفق میں تو ہی ہم دونوں میاں بیوی کے لئے تیغ بے پناہ اور شمشیر آبدار ہے۔ اے اللہ اندھیری راتوں کے سناٹے میں صبح کی آغوش، سکوت شام کی گود میں رات کے خلا، دن کی تلخی میں، تپتی تپتی زمین کی پلک پلک میں بکھرے اندھیروں میں نفس نفس میں موجزن تاریکیوں میں اداس اداس زیست کے گھٹے گھٹے سکوت میں یااللہ تو ہی ہمارا مددگار تو ہی ہمارا ناصر ہے۔

اے سارے جہان کے پالنے والے وقت کی گرم چسکیوں، فضا کے بے چین اور بے

تاب سینے، دامان حیات کی تنگی شرر برساتے شعلوں عناد کی کڑی دھوپ، غم اور فراق کے المیوں، منحوس گہن، غم کے سیلاب میں تو ہی ہمارا رہبر تو ہی ہمارے لئے نور تو ہی ہمارے لئے اسم اعظم ہے۔

اے اللہ ہم تیرے قانون فطرت کے ادنیٰ خادم ہیں۔ ہمیں عزم راسخ اور جہد فہم عطا کر دوزخ کی سی چیخ و پکار کرتی گرجتی برستی راتوں میں یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوری طرح ہمارے اوپر حاوی ہو گیا ہے یا اللہ اس سے ہماری جان چھڑا۔ اس کی قید سے ہمیں رہائی دلا۔ اس کے زندان سے ہمیں نجات دے کہ انسانیت اپنی گہری نیند سے بیدار ہو۔ ان شب ویران فضاؤں اور طویل عمیق خاموشیوں میں اے اللہ میں تنگی سرزمین پر سجدہ ریز ہو کر تجھ ہی سے مدد اور نصرت کی التماس کرتا ہوں اے خداوند میری ہستی کے اسرار و رموز مجھے لوٹا دے کہ میں پھر اپنی خوبیوں اور جرائتمندیوں سے لطف اندوز ہوں اور ایک بار پھر سینہ تان کر تیری نیکی کی تشہیر کی خاطر اس عزازیل کے سامنے لوہے کی چٹان کی طرح جم جاؤں گا۔

اے اللہ یہ عزازیل ہم دونوں میاں بیوی کو مکمل طور پر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے اپنی من مانی کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں نیکی کے راستے سے ہٹا کر بدی کی دلدل میں پھانسنا چاہتا ہے یہ خواہش رکھتا ہے کہ ہم نیکی کی راہ چھوڑ کر بدی کی تشہیر میں اس کے مددگار اور معاون ثابت ہوں لیکن اے اللہ ہم تیری خوشنودی تیری رضا مندی چاہتے ہیں اگر تیری خوشنودی اور رضا مندی اس میں ہے کہ ہم سسک سسک کر بلک بلک کر اس عزازیل کے ہاتھوں مارے جائیں تو اے اللہ تیری خوشنودی تیری رضا مندی کی خاطر ہمیں ایسی زندگی بھی منظور اور قبول ہے۔“

یہاں تک کہتے کہتے یوناف اچانک خاموش ہو گیا اس لئے کہ رات کی گہری تاریکی بھیانک سناٹے اور خوفناک اندھیرے میں آسمان پر بڑے زور دار انداز میں بجلی چمکی تھی اور جس تہہ خانے میں وہ بند تھے اس کے اطراف میں ہر چیز کو روشن کر گئی تھی اور اس کے بعد بادل اس زور سے گرجے تھے کہ زمین کانپ اور دہل کر رہ گئی تھی۔ عین اسی وقت یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا تھا اس لمس کا احساس ہوتے ہیں یوناف کے ہونٹوں پر گہری پرسکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ ابلیکا! ابلیکا تم کہاں کھو گئی تھیں میں نے تمہارا بہت انتظار کیا میں تمہیں آواز دے کر پکارنا بھی چاہتا تھا پر میں جانتا تھا کہ تم کسی نہ کسی کام میں مصروف ہو گی تمہیں میرے حال کی خبر ہو گی اور تم میری خاطر کچھ نہ کچھ کرنے میں مصروف ہو گی۔ اس پر ابلیکا بولی بڑی راز داری اور

بڑی مہین آواز میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تم جانتے ہو کہ میں نہ تمہیں بھول سکتی ہوں نہ فراموش کر سکتی ہوں دراصل میں ایسے علوم جاننے کی فکر میں تھی جو تم دونوں میاں بیوی کی قوت کو بحال کر دیں اور تم ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو بحال کرنے کے بعد عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے سامنے جم سکو۔ سنو یوناف جس وقت تم دونوں میاں بیوی مصری ساحر کے بیٹے سلقیوس کے پاس گئے تھے تاکہ وہ تمہیں اپنے باپ کے سری علوم سے آگاہ کرے تم جانتے ہو سلقیوس اپنے گھر کے اندر سے چمڑے کے اوراق پر لکھی ہوئی وہ کتاب لینے گیا تھا جس میں اس کے باپ کے سارے علوم درج تھے عین اس وقت عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ آن گھسا تھا عزازیل کو دیکھتے ہی سلقیوس اپنے گھر سے بھاگ گیا تھا وہ اپنے ساتھ چمڑے کی وہ کتاب بھی لے گیا تھا۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی سلقیوس کو بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا تھا لہٰذا وہ اسے نظرانداز کر کے تمہیں اور یوسا کو اس تہہ خانے میں لے آئے تھے۔

اس وقت مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ مجھے اسی لمحہ سلقیوس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا اور یہ جان لینا چاہیے تھا کہ اپنے گھر سے بھاگ کر اس نے کدھر کا رخ کیا ہے لیکن مجھ سے حماقت ہوئی کہ میں اس کا تعاقب کرنے کے بجائے تم دونوں میاں بیوی کے پاس رہی۔ پھر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی کو یہاں لے آیا اور تمہیں اذیتوں میں مبتلا کر دیا میں نے اپنا ہر حربہ آزماتے ہوئے تم دونوں میاں بیوی کو عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی گرفت سے نکالنا چاہا لیکن میں ناکام رہی۔ بالآخر میں نے سلقیوس کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جانتے ہو یوناف کیا ہوا میں نے کافی جدوجہد اور تگ و دو کے بعد سلقیوس کو تلاش کر لیا وہ اسی شہر میں اپنے کسی جاننے والے کے یہاں قیام کئے ہوئے تھا آخر ایک روز رات کی تاریکی میں میں اس پر وارد ہوئی جس طرح میں تمہاری گردن پر لمس دیتی ہوں اس طرح اس کی گردن پر بھی لمس دیا اسے اپنا تعارف کرایا کہ کس طرح دو میاں بیوی اس سے ملنے کے لئے آئے تھے تاکہ اس کے باپ کے علوم حاصل کر کے اس کے باپ کے قاتلوں سے انتقام لیں کہ اوپر سے اس کے باپ کے قاتل آ گئے اور ان دونوں میاں بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ میں انہی دونوں میاں بیوی کی ایک ساتھی ہوں اور اپنی کچھ سری قوتیں بھی رکھتی ہوں۔ اس سلقیوس نے میری بات کا اعتبار کر لیا اور پوری داستان سچائی کے ساتھ مجھے سنا ڈالی۔ اس نے کہا تھا۔

کہ جس وقت وہ چمڑے کے اوراق والی کتاب جو اس کے باپ نے اپنے قدیم علوم کی وجہ سے محفوظ کر رکھی تھی لینے کے لئے اپنے گھر کے اندرونی حصے کی طرف گیا تھا اس کا کہنا تھا کہ اس نے وہ کتاب حاصل بھی کر لی تھی اور اسے لیکر وہ تم دونوں میاں بیوی کی طرف آنا چاہتا تھا کہ اسی لمحے ان کی حویلی میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ داخل ہوا۔ سلقیوس کا کہنا تھا کہ اس نے اپنے باپ کے قاتلوں کو پہچان لیا لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ گیا اس لئے کہ اسے خدشہ تھا کہ اس کے باپ کی طرح وہ لوگ اسے بھی قتل کر دیں گے گھر سے بھاگتے ہوئے راستے میں چمڑے کی وہ کتاب کہیں گر کر اس سے کھو گئی تھی۔ میں نے سلقیوس کی اس بات پر اعتبار کر لیا اس لئے کہ اس کے لہجے میں خلوص اس کی باتوں میں ایمانداری ہی ایمانداری تھی لہٰذا سلقیوس سے جدا ہو کر میں اس کتاب کو تلاش کرنے لگی۔

آخر میں اس کتاب کا بھی کھوج لگانے میں کامیاب ہو گئی وہ اس طرح کہ وہ کتاب بھاگتے ہوئے راستے میں سلقیوس سے گر گئی تھی اور وہ شہر کے ایک جفت ساز کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ اس جفت ساز کے پاس ایک مشکیزہ مرمت کرنے کے لئے آیا ہوا تھا وہ جفت ساز چاہتا تھا کہ اس کتاب کے سارے اوراق کو اس مشک پر لگا کر اس مشک کی مرمت کر دے لیکن ایسا کرنے سے قبل ہی میں نے اس کے یہاں سے اس کتاب کو اڑا لیا اور تمہارے پاس لے آئی۔ اے یوناف ذرا اپنی پشت کی طرف ہاتھ تو مارو۔ وہ کتاب حاصل کرو اور اس سے اپنی اور بیوسا کی سری قوتیں بحال کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سارے علوم جان کر اپنی اور بیوسا کی قوتوں میں بے پناہ اضافہ کر دو۔

یوناف نے فی الفور اپنی پشت پر ہاتھ مارا کیونکہ وہ ابلیکا کے لمس دینے کے بعد وہ سجدے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا جونہی وہ اپنا ہاتھ اپنے پشت کی طرف لے گیا چمڑے کی وہ کتاب اس کے ہاتھ سے مس ہوئی وہ کتاب لپک کر اس نے سنبھالی اور اس تہہ خانے میں جلتی ہوئی چھوٹی سی مشعل میں وہ اس کتاب کا بڑی تیزی اور گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنے لگا تھا۔

اس کتاب کا خوب اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد یوناف حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنی سری قوتوں کو بحال کیا اس کتاب میں لکھے ہوئے علوم کی مدد سے اس نے اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی کیا اس کے بعد اپنے مقابل کی سری قوتوں کو ختم کرنے کے سارے علوم اس نے زبانی یاد کر لئے پھر اس نے اپنے پہلو میں سوئی ہوئی بیوسا کی طرف دیکھا اس نے دیکھا بیوسا گہری نیند سوئی ہوئی تھی اس کے لبوں اس کے چہرے پر معصومیت

رقص کر رہی تھی۔ یوناف تھوڑی دیر تک بیوسا کو اس حالت میں دیکھ کر مسکراتا رہا اور غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کتاب میں دیئے گئے علوم کی مدد سے اس نے بیوسا کی بھی سری قوتوں کو بحال کیا اس کی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی اس نے کر دیا تھا اس کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک اس کتاب کا مطالعہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے سارے علوم زبانی یاد کر لئے تھے اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور وہ کتاب اس نے اپنے لباس کے اندر چھپا لی تھی۔

اس ساری کارروائی کے بعد یوناف کی حالت یکسر تبدیل ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر قبل تک جہاں اس کے چہرے پر دکھ ہی دکھ اور غم ہی غم منڈلا رہے تھے اب اس کے چہرے سے یوں لگتا تھا جیسے رات کی اس گہری تاریکی میں اسے نارسا دکھوں کی صلیب سوچوں کے اعتکاف بھری رات کے دامن کشا سحر، گریزپا ساعتوں، خواہشوں کے عفریت حسرتوں کے تلاطم اور وقت کی بدترین سراسیمگی سے نجات مل گئی ہو اس کے چہرے پر فطرت کی جولان گاہوں میں جوش مارتے ہوئے طلسم زاروں اور اوہام کے بھنور جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ایسی قہرانیت رقص کرنے لگی تھی گویا ہواؤں کی آہوں میں شعاعی حروف آگ کے نوکیلے شعلوں بربریت کے چھینٹوں اور بھیانک سر زمینوں کے شدید موسموں کی طرح اپنی ذات کا اظہار کرنے لگے ہوں۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یوناف کچھ کرنا ہی چاہتا تھا کہ عین اس موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور وہ اسے پھر مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف تم جانتے ہو کہ بارص اور صادو جونہی تمہارے سامنے آئیں گے تمہیں وہ تمہاری سری قوتوں سے محروم کر دیں گے ان کی اس کارروائی سے بچنے کے لئے ان کی آمد کے ساتھ ہی تم اپنی سری قوتوں کو اپنے پہلو میں لٹکتی ہوئی تلوار میں تبدیل کر دینا اس تبدیلی کا سارا طریقہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے جو میں نے تمہیں فراہم کی ہے اور پھر جب تم دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حاصل کرنا چاہو تو تلوار کا دستہ جونہی تم اپنے جسم کے ساتھ مس کرو گے تلوار میں تبدیل کی گئی سری قوتیں پھر تمہارے وجود میں آن داخل ہوں گی اس طرح موقع محل دیکھتے ہوئے تم بارص اور صادو کے مقابلے میں کبھی اپنی سری قوتوں کو تلوار میں تبدیل کر کے پھر دوبارہ انہیں حاصل کرتے ہوئے ان پر مناسب طریقے سے ضرب لگا دو گے یہ طریقہ کار بیوسا کو بھی سمجھا دینا اس طرح مجھے امید ہے کہ تم دونوں میاں بیوی عزازیل، عارب، نبیطہ، بارص، صادو اور یوشا کے خلاف پوری کامیابی کے ساتھ اپنی کارروائی کر سکو گے۔

ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا دیکھ ابلیکا تم بالکل بے فکر رہو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ایسا حرکت میں آؤں گا کہ انہیں دنگ و حیران اور پریشان کر کے رکھ دوں گا۔ میں اس کتاب میں لکھے سارے علوم بیوسا کو بھی سمجھا کر اسے یاد کرا دوں گا کیونکہ یہ اس کے لئے بڑے سود مند ثابت ہو سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے وہ اس نے اس انداز میں زور دار جھٹکا دیا کہ لوہے کو بھاری زنجیروں کو اس نے توڑ کر رکھ دیا تھا پھر باری باری اپنے دایاں ہاتھ کو حرکت میں لا کر اس نے لوہے کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے بھی آزاد کر دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے ہاتھوں کو سہلاتا رہا پھر وہ بیوسا کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے بیوسا کا شانہ پکڑ کر اسے ہلاتے ہوئے جگایا۔ بیوسا بیچاری ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بدحواسی میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا ہوا کیا وہ لوگ پھر آپ کو داغنے کے لئے آ گئے ہیں۔ یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر بیوسا کی نگاہ جب زنجیروں سے خالی یوناف کے ہاتھوں پر پڑی تو اس کے چہرے پر خوشی اور اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا اپنی سری قوتوں کو آپ حاصل کر چکے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ذرا تم خود اپنی ذات کا تو جائزہ لو۔ اس پر بیوسا نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کیں کچھ جائزہ لیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ میری سری قوتیں تو واپس آ چکی ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا صرف تمہاری سری قوتیں ہی واپس نہیں آ گئی ہیں بلکہ میں نے تمہاری قوتوں میں دس گنا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ پھر یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے وہ کتاب نکالی۔ بیوسا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا پہلے اس ساری کتاب کا مطالعہ کرو پھر میں تم سے گفتگو کرتا ہوں یہ کتاب بھی تھوڑی دیر پہلے ہی ابلیکا لے کر آئی ہے۔ بیوسا نے فوراً" یوناف سے کتاب لے لی اس کا جب وہ مطالعہ کر چکی تو یوناف نے کہا۔ دیکھ بیوسا بارص اور صادو کے ہمارے سامنے آتے ہی مجھے امید ہے کہ ہماری سری قوتیں ہم سے جاتی رہیں گی ان کی آمد کے ساتھ ہی تم کتاب میں لکھے ہوئے عمل کو استعمال کر کے اپنی سری قوتوں کو اپنی تلوار میں تبدیل کر دینا اور جب تم دوبارہ ان کی ضرورت محسوس کرو تو اپنی تلوار کے دستے کو جب تم اپنے جسم کے ساتھ مس کرو گی تو تمہاری قوتیں پھر تمہارے جسم میں لوٹ آئیں گی۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے آگے ہاتھ بڑھا کر بیوسا سے وہ چمڑے کی کتاب لیکر پھر

اپنے لباس میں چھپا لی تھی۔ اس کے بعد وہ حرکت میں آیا جن زنجیروں میں بیوسا کے ہاتھ جکڑے ہوئے تھے ان زنجیروں کو توڑ کر اس نے بیوسا کے ہاتھ آزاد کر دیئے تھے۔ پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اٹھو بیوسا اب اس تہہ خانے سے نکلنے کی کوشش کریں اس پر بیوسا بے پناہ خوشی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ رات کی اس گہری تاریکی میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں چاہتی ہوں رات تو آدھی سے بھی زیادہ بیت چکی ہو گی۔ باہر اس وقت بری طرح بادل گرج رہے ہیں بجلی چمک رہی ہے اور بارش ہو رہی ہے میں چاہتی ہوں صبح تک دونوں میاں بیوی اسی تہہ خانے میں رہیں اور جب عزازیل کے ساتھی ہمارے لئے صبح کا کھانا لیکر آئیں تو پھر ان سے دوسرے اور بدلے ہوئے لہجے میں بات کریں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ہم کیا ہیں ہماری اصلیت کیا ہے اور ہم کیسے انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتے ہیں۔

یوناف نے بیوسا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس نے اپنے لباس کے اندر سے چمڑے کی وہ کتاب نکالی پھر وہ دوبارہ بیوسا کو تھماتے ہوئے کہا اگر یہ بات ہے تو پھر اس کتاب کے سارے علوم تم زبانی یاد کر لو میں تو یہ سارے زبانی یاد کر چکا ہوں۔ اس کے بعد باہم گفتگو کر کے صبح ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ بیوسا نے یوناف سے وہ کتاب لے لی اس کتاب کے اندر جس قدر علوم تھے وہ اس نے حفظ کر لئے اس کے بعد دونوں میاں بیوی بیٹھ کر تہہ خانے میں گفتگو کرنے لگے تھے۔ یوناف کی پیٹھ داغے جانے کے باعث جو نشان پڑ گئے تھے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ بھی اس نے صاف اور زائل کر دیئے تھے۔

آخر یوناف اور بیوسا کے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں اس لئے کہ رات ختم ہو چکی تھی۔ گرجتے بادلوں، چمکتی بجلی اور بارش کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ آسمان پر بادل پھٹ کر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر پانی کے اوپر تیرتے جھاگ کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ سورج مشرق سے طلوع ہوا تھا اور ہر چیز کو روشن اور عیاں کر گیا تھا۔ اچانک تہہ خانے میں بیٹھے ہی بیٹھے یوناف چونک سا گیا پھر وہ اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ بیوسا سنبھلو کوئی ہمارے تہہ خانے کی طرف آ رہا ہے میں باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنتا ہوں میرے خیال میں بارص یا صادو میں سے کوئی ہمارا کھانا لیکر آ رہا ہے۔ یوناف کے ان الفاظ پر بیوسا مستعد ہو کر بیٹھ گئی تھی پھر جب وہ قدموں کی چاپ نزدیک آئی تو یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔

پھر جب تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا تو یوناف کا اندیشہ درست ثابت

ہوا۔ صادو اور یوشا دونوں بہن بھائی یوناف اور بیوسا کے لئے کھانا لیکر آئے تھے۔ صادو اور یوشا نے جب دیکھا کہ جن زنجیروں میں یوناف اور بیوسا کو جکڑا گیا تھا وہ زنجیریں انہوں نے توڑ دیں ہیں اور وہ ہشاش بشاش تہہ خانے میں کھڑے ہوئے ہیں تب وہ کچھ فکر مند ہوئے۔ آگے بڑھنے کے بجائے صادو اور یوشا وہیں رک گئے۔ انہوں نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھانے کے برتن ایک طرف رکھ دیئے پھر صادو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ تم دونوں میاں بیوی نے اپنے آپ کو زنجیروں سے کیسے آزاد کرا لیا۔ یوناف اور بیوسا نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو اپنے پہلو میں لٹکی ہوئی تلواروں کے اندر منتقل کر دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف بولا اور صادو کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ صادو کسی دھوکے، کسی غلط فہمی میں مت رہنا آخر ہم نے تمام عمر تو تم لوگوں کا غلام بن کر رہنے کا تو عہد نہیں کر رکھا تھا۔ سنو صادو خداوند زندہ اور مہربان نے ہمیں بھی ارادے اور اختیارات کی آزادی دے رکھی ہے اپنے اسی ارادے اور اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اب ہم دونوں میاں بیوی نے اپنا چلن بدل لیا ہے۔ اب ہم تمہارے سامنے عناصر کی فریاد بن کر نہیں رہیں گے بلکہ سورج کی سنہری چادر اور تہہ بہ تہہ بادلوں کی طرح تمہارے سامنے جم کر تمہارا مقابلہ کریں گے تمہارے اوہام کی زنجیروں اور تمدن کی پستی اور گمراہی کو مٹا کر رکھیں گے سنو صادو میں اور میری بیوی بیوسا دونوں اپنی طوفانی ساخت سے تمہاری فتنہ انگیزی تمہاری شیخی اور ریا کاری کو خراب و یاس انگیز کر کے لب گور تک پہنچانے کا عزم کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ الفاظ کے بھڑکتے شعلوں میں صادو کو مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

سنو صادو اور یوشا میں اور میری بیوی اب اندیشوں کے اندھیاروں میں صدیوں کے غبار میں تازہ لہو کے وارث اور موت کا سندیس بن کر تمہارے سامنے آئیں گے۔ تمہارے وزدیدہ تعصب کے جنون کو نصیب کی بدترین رات اور تمہارے صدیوں کے دھواں دھواں کرودھ کو گھور کے سے مایوس رد عمل میں تبدیل کر کے رہیں گے۔

سنو صادو اور یوشا جو ہم دونوں میاں بیوی کے لئے تم صبح کا جو ناشتہ لیکر آئے ہو یہ واپس لیجاؤ اور اپنی ایمانداری اور دیانتداری سے ایسا ہی کھانا لیکر آؤ جو تمہارے ہاں کسی اچھے مہمان کو پیش کرنے کی روایت ہے۔ اگر تم دونوں نے ایسا نہ کیا تو مار مار کر تمہاری ہڈیاں چٹخا دوں گا اور سنو اگر تم دونوں نے کو ہم دونوں میاں بیوی کی بدلتی ہوئی حالت کے بارے میں کچھ شک ہو تو عزازیل، بارص، عارب اور نبیطہ کو بھی یہاں بلا لو۔ میں نے اپنی

بیوی کے ساتھ عہد کر رکھا ہے کہ جس طرح اس تہہ خانے میں تم لوگ میری پیٹھ کو جلاتے رہے ہو اس طرح میں بارص اور صادو تم دونوں کی پیٹھوں کو بھل جلا کر تمہیں بتاؤں گا کہ نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تم سے انتقام لینے کی کیسی قدرت اور طاقت رکھتا ہوں۔ جاؤ دونوں اس تہہ خانے سے نکل جاؤ عزازیل، بارص، عارب اور نبیطہ کو بلا کر لاؤ تاکہ وہ سب بھی ہم دونوں میاں بیوی کے سامنے اپنی اپنی بے بسی کا مظاہرہ دیکھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو صادو نے عجیب سی اور کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اپنی حدود سے بڑھ کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر کیوں تو اپنی بدبختی اپنی اذیت کو دعوت دیتا ہے میں اس تہہ خانے میں جب تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو پھر تمہاری حالت گونگی خاموشی بیوہ کی بد نصیبی، یتیم کی بیچارگی سے مختلف نہ ہو گی۔ سنو یوناف لگتا ہے رات کو تم نے کوئی بھیانک بھڑکتا ہوا خواب دیکھا ہے۔ جس کی بنا پر تم ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا ارادہ کر چکے ہو۔ یاد رکھو حشرات الارض کی طرح نکلنے والے کیڑوں کو جب پر لگ جاتے ہیں تو ان کی زندگی بڑی مختصر سی ہوتی ہے کیوں تم ہمارے ہاتھوں ذلت اور کم بختی کی موت مرنے پر تل گئے ہو جو کچھ تم دونوں نے کہا ہے اسے واپس لے لو ورنہ یاد رکھو میں اور یوشا دونوں مل کر تم دونوں کی راہ روک دیں گے اس گھمنڈ میں مت رہنا کہ زنجیریں تڑوانے کے بعد تم آزاد اور خودمختار ہو اور یہ کہ تم جہاں چاہو جا سکو گے نہیں۔ نیکی کے نمائندے ہرگز نہیں۔

میں تو اکیلا ہی تم دونوں کے بھاگوں کے اعضاء میں تقدیر کے دکھ کا کانٹا بن کر چبھ جاؤں گا۔ تم دونوں کو مٹی کی کچی دیواروں کی طرح گرا دوں گا اور موت کے بستر پر لٹا کر رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو تھوڑی دیر خاموش رہا۔ شاید اس نے کچھ سوچا تھا پھر اداسی پیدا کرنے والے سکوت اور غم کی تخلیق کرنے والی خاموشی میں اس کی آواز طوفانی انداز میں بلند ہوئی تھی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

سنو یوناف نیکی کے نمائندے میرا نام صادو ہے میں تو تیرے جیسوں کے لئے بدبختوں کی آہ اور غمزدوں کی سسکی بن جایا کرتا ہوں۔ تیرے جیسے سرکشی اور باغیوں کے لئے تو میں ہمیشہ لالچ کی کدال اور انانیت کے پھاوڑے کی صورت نمودار ہوا ہوں تم دونوں کی تو میرے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اگر تم دونوں نے میرے سامنے زیادہ اکڑ فوں کرنے کی کوشش کی تو لکھ رکھو اس کمرے میں میں تم دونوں میاں بیوی کے اندر ہر معنوی دلسائی

نسلی و وحدت کے رشتے اور ہر مذہبی و مادی مصلحتوں کے تعلق کو کاٹ کر رکھ دوں گا۔
من نیکی کے نمائندے میں صادو تو شورش جذبات میں جاں کنی کے لمحات چاہتوں کی فضا اور حریم دل میں نفرتوں کے طوفان کھڑے کر دیتا ہوں میں اجڑی اجڑی وادیوں کے شہر شہر اور نگر نگر میں کالے کوسوں کی پرہول رات اور دھواں دھواں آکاش کناروں پر خاموشیوں میں ڈوبی فضا طاری کرنے کا فن خوب جانتا ہوں۔ تم دونوں کی حیثیت اس وقت میرے سامنے اندھیری رات کے پروں پر گھرے اوہام سے کچھ زیادہ نہیں جو وقتی طور پر جوش مارنے کے بعد ہمیشہ کے لئے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھا رہا۔ پھر وہ ماورائے حقیقت ساحرانہ عمل اور اعتداد زمانہ میں طاقت کے مظہر اور ابدیت کے پراسرار جال میں طوفان ہیبت ناک کے وکھ کی طرح حرکت میں آیا۔ ستم کی رات کی طرح وہ آگے بڑھا سرمدی نعرہ حق کے سے انداز میں اس نے اللہ اکبر کے الفاظ بلند کئے پھر ریگستانوں کی ویرانیوں اور عالم خود فراموشی میں ایک طبعی ترنگ اور باغیانہ ہنگاموں کی طرح وہ آگے بڑھ کر صادو پر حملہ آور ہوا تھا۔ صادو کا خیال تھا کہ اس نے یوناف کی سری قوتوں کو جامد اور منجمد کر دیا ہے لہٰذا یوناف لحہ بھر کے لئے بھی اس کے سامنے ٹک نہ سکے گا لیکن اب صورتحال مختلف تھی اپنی سری اور اپنی دس گنا قوتوں کو لحہ بھر کے لئے یوناف نے اپنی تلوار میں منتقل کر دیا تھا پھر جس وقت وہ آگے بڑھ کر صادو پر حملہ آور ہوا تھا اس نے اپنی سری اور دس گنا دونوں ہی قوتوں کو تلوار سے اپنی ذات میں منتقل کیا پھر آگے بڑھ کر جو اس نے صادو کے پیٹ پر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب لگائی تو صادو بری طرح ہوا میں اچھلتا ہوں کمرے سے باہر گیلری کی دیوار کے ساتھ بری طرح جا ٹکرایا تھا۔

یوناف کے اس طرح حرکت میں آنے کے باعث صادو تو حیران پریشان تھا ہی لیکن اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی یوشا بھی عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یوناف پھر حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کی الٹی ضرب اس نے اس زور سے یوشا کی گردن پر لگائی کہ یوشا بری طرح تکلیف کے باعث چیختی چلاتی ہوئی صادو کے اوپر جا گری تھی۔ پھر یوناف پر گویا دیوانگی اور جنون طاری ہو گیا تھا اس نے لگا تار مشینی انداز میں صادو اور یوشا پر ضربیں لگاتے ہوئے انہیں بری طرح مارنا اور پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو مار مار کر یوناف نے ان کے غم اور خوشی طاقت و توانائی محبت و نفرت سختی اور نرمی سیاہی و سفیدی چھوٹائی و بڑائی رد و قبول اتفاق و اختلاف جنگ و امن کے سارے جذبوں کو برابر

کر کے رکھ دیا تھا۔
یوناف کی اس ساری کارگزاری سے بیوسا ایسی خوش ہوئی کہ بھاگ کر وہ آگے بڑھی اپنے پورے زور میں وہ یوناف سے لپٹ گئی تھی اس نے لگاتار کئی بوسے یوناف کی پیشانی کے لے ڈالے تھے اس دوران صادو اور یوشا کے چیخنے چلانے پر عزازیل' بارص' عارب اور نبیطہ باہر نکل آئے تھے انہیں دیکھتے ہی بیوسا فوراً" علیحدہ ہو کر یوناف کے پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔ قریب آ کر عزازیل' بارص' عارب اور نبیطہ نے جو کمرے سے باہر گیلری میں یوناف اور بیوسا کو کھڑے دیکھا اور ان کے سامنے ان کی نگاہ جب زمین پر پڑے صادو اور یوشا پر پڑی تو وہ دنگ اور پریشان رہ گئے تھے۔ قبل اس کے کہ عزازیل مخاطب ہو کر کچھ پوچھتا بارص نے بولنے میں پہل کی اور اپنے بھائی صادو کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا یہ کیا معاملہ ہے ان دونوں کی زنجیریں کیا تم دونوں نے کھولی ہیں اور یہ کہ تم دونوں بہن بھائی زمین پر پڑے آہ بکا کیوں کر رہے ہو۔ جواب میں صادو اور یوشا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے اپنے کپڑے جھاڑے پھر صادو بولا اور کہنے لگا۔
ان دونوں میاں بیوی کو نجانے کیا ہو گیا ہے کہ یہ خود ہی اپنی زنجیریں توڑ کر باہر آ گئے ہیں۔ میں اور یوشا تو ان دونوں کا کھانا لیکر آئے تھے جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تو یہ اپنے کمرے میں ایک مختلف صورتحال میں کھڑے تھے۔ انہوں نے زنجیریں توڑ رکھی تھی اور بالکل آزاد ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد تھے۔ پھر یہ یوناف ہم دونوں پر وارد ہوا اور اس نے جو ہم لوگوں کی حالت کی وہ تم دیکھ ہی چکے ہو اس پر بارص گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
تو اس نیکی کے نمائندے کی یہ مجال کہ یہ میری بہن اور بھائی پر ہاتھ اٹھائے اور مار مار کر ان کی یہ حالت کرے۔ اگر یہ حقیقت اور سچ ہے تو پھر میں اس نیکی کے نمائندے کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا۔ اب تک تو میں اس کی پیٹھ ہی داغتا رہا ہوں اب میں اس کے جسم کا ایک ایک عضو داغ کر رکھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے بارص بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ یوناف نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنی سری قوتوں کو اپنی تلوار میں منتقل کیا اس کے بعد اپنا سری عمل کرتے ہوئے اس نے بارص کی قوتوں کو مفلوج اور علیحدہ کر کے رکھ دیا پھر جب بارص نزدیک آیا تو یوناف نے پھر اپنی سری قوتوں کو اپنی ذات میں منتقل کر دیا۔ بارص اس ساری تبدیلی قوت سے بالکل بے خبر اور انجان تھا۔ آگے بڑھ کر جونہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا کہ یو... پر ضرب لگائے۔ یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑا اسے اس طرح اپنی طرف کھینچا جس طرح کسی ہلکی پھلکی چیز

کو کھینچ لیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اس نے لگا تار کئی طمانچے بارص کے منہ پر دے مارے تھے۔ ان طمانچوں کے باعث بارص کا منہ لال سرخ ہو گیا تھا پھر یوناف نے مزید حرکت میں آیا ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے بارص کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر فضا میں بلند کیا تھوڑی دیر تک وہ اسے اپنے ہاتھوں پر گھماتا رہا پھر بڑی بے دردی سے اس نے اسے اس برآمدے کے فرش پر پٹخ دیا تھا۔ فرش پر گرنے کے بعد بارص اپنی پیٹھ سہلانے لگا تھا اور بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا اس پر یوناف نے عزازیل' عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھا اور بڑے خونخوار انداز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم تینوں کے سامنے میں نے بارص' صادو اور یوشا کو زیر کر دیا ہے کیا تم میں سے کسی کی ہمت اور جرات ہے کہ مجھ نیکی کے نمائندے کی راہ روکے۔ میں اپنی بیوی بیوسا کے ساتھ یہاں سے جانے لگا ہوں۔ تم لوگوں میں ہمت ہو تو ہمیں روک دکھاؤ۔ عارب کو شاید اپنی قوت کا دس گنا بڑھ جانے کا بہت گھمنڈ ہو گیا تھا لہٰذا وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس محل سے تم باہر نہیں جا سکتے میں عارب تمہاری راہ روکوں گا۔ عارب کے ان الفاظ پر یوناف نے عمارت کی چھت کی طرف منہ کرتے ہوئے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اس کے اس قہقہے کی وجہ سے پوری عمارت گونج اٹھی تھی پھر وہ عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب! تم میرے دیکھے بھالے ہو میں تمہارا دیکھا بھالا ہوں۔ تم جس قدر جرات مند دلیر اور طاقتور ہو یہ میں صدیوں سے جانتا ہوں اور اس طویل عرصے میں میں تمہارا کیا حشر نشر کرتا رہا ہوں یہ سب تیرے اس ذہن کی کھلی کتاب پر جلی حروف میں مرقوم ہے۔ دیکھ ظلمت کے فرزند' شیطان کے گماشتے میں ماضی میں بھی تمہاری حالت دھواں دھواں کر بستی جیسی اور غبار غبار آکاش کناروں جیسی کرتا رہا ہوں اور حال اور مستقبل میں بھی میں تم پر موت کی تاریکیاں اور خوفناک خاموشیاں طاری کر کے تمہاری حالت بیوگی کے نشان اور سوگ کے اعضاء جیسی کرتا رہوں گا۔

عارب نے یوناف کی اس گفتگو اس کے الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی وہ بدت کے تلاطم خیز بگولوں' پیچ و تاب کھاتی ہوئی آندھیوں کی طرح آگے بڑھا اور بڑے طلسماتی انداز میں اس نے اپنا ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے یوناف پر ضرب لگانا چاہی تھی مگر اس وقت عارب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جس ہاتھ سے وہ یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا وہ ہاتھ یوناف نے کچھ ایسی قوت اور زور کے ساتھ اپنی گرفت میں لیا تھا کہ عارب کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ کسی نے لوہے کے زنبور میں پکڑ کر پوری قوت سے دبا دیا ہو۔ یوناف نے یہیں تک اکتفا نہ کیا تین چار خوب نڈھال کر دینے والی ضربیں اس نے عارب کے سر

کندھوں اور ٹھوڑی کے نیچے لگائیں پھر اس نے بڑے بڑے انداز میں عارب کو پکڑ کر فضا میں اچھالا پھر دوبارہ اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر اس نے خوب زور سے عزازیل کے اوپر دے مارا تھا۔ اس طرح عزازیل اور عارب دونوں ہی انتہائی بے بسی کے عالم میں فرش پر گر گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک یوناف وہاں کھڑا رہ کر عزازیل' عارب' بارص' صادو اور یوشا کی حالت کا جائزہ لیتا رہا جب وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تب یوناف پھر بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو بدی اور گناہ کے گماشتو! میں اپنی بیوی کو لیکر تمہارے اس مسکن سے جا رہا ہوں لیکن ابھی میرے کام کی انتہا نہیں ابتداء ہوئی ہے۔ سنو خصوصیت کے ساتھ بارص اور صادو تم میرے ان الفاظ پر غور کرنا تم دونوں وہ ہو جو اس تہہ خانے میں مجھے باندھنے کے بعد میری پیٹھ جلا کر مجھے اذیت میں مبتلا کرتے رہے ہو۔ میں اس وقت تو جا رہا ہوں لیکن تمہیں عہد دیتا ہوں کہ میں تم دونوں کی پیٹھ ایسے ہی جلاؤں گا جس طرح تم میری پیٹھ جلاتے رہے ہو اور یہ کام میں اپنے کچھ انتظامات مکمل کرنے کے بعد بہت جلد انجام دوں گا اور تمہیں بتاؤں گا بلکہ تم پر ثابت کروں گا کہ اگر تم سب مل کر میری پیٹھ داغنے کا انتظام کر سکتے ہو تو میں اکیلا ہی تم سب کی پیٹھیں داغنے کی جرات اور ہمت کر سکتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے بیوسا کا ہاتھ تھاما اور وہ عارب اور نبیطہ کے محل سے نکل گیا تھا۔ عزازیل' صادو' بارص' یوشا' عارب اور نبیطہ اپنی اپنی جگہ پر پریشانی کی حالت میں کھڑے عجیب سے انداز میں یوناف کو بیوسا کا ہاتھ تھامے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

دریائے سادہ کے کنارے اس محل سے یوناف اور بیوسا کے نکل جانے کے بعد صادو' بارص اور یوشا عزازیل کے قریب آ کھڑے ہوئے پھر صادو بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا! جو بے عزتی جو توہین ہماری آج یہاں یوناف کے ہاتھوں ہوئی ہے ایسی بے عزتی ایسی اہانت تو کبھی ہم نے دیکھی نہ سنی- یہ اچانک اس کے اندر انقلاب کیسے برپا ہو گیا۔ آقا آپ جانتے ہیں کہ اسے زنجیروں میں باندھ رکھا تھا اور ہر روز اس کی پیٹھ جلا کر ہم اسے اذیت میں مبتلا کرتے تھے اور وہ ہمارے سامنے انتہائی بے بسی انتہائی لاچارگی میں اپنی زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ کبھی اس نے بغاوت کی گفتگو کی نہ ہی کبھی اس کے افعال سے یہ شائبہ نہ ہوا کہ وہ کبھی کسی روز یوں ہمارے خلاف ایک انقلاب ایک تبدیلی برپا کر دینے والا ہے۔

اے آقا میں اور یوشا دونوں جب اس کے لئے کھانا لیکر آئے تو وہ دونوں میاں بیوی

زنجیروں سے آزاد تھے لگتا تھا وہ دونوں ہمارے کھانا لانے ہی کا انتظار کر رہے ہوں پھر اے آقا کمرے میں اس نے مجھے مار کر جو میری حالت کی وہ میں بیان نہیں کر سکتا اس نے مجھے ایک ہلکا پھلکا کھلونا جان کر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور برآمدے کی دیوار کے ساتھ ہی مجھے دے مارا۔ میں نے اس پر قابو پانے اور اس کا مقابلہ کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن میں ناکام رہا اس کا سامنا کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ اس کے پاس مجھ سے کئی گنا زیادہ قوت تھی۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یوشا بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے آقا! میری بھی اس نے عجیب حالت کی حالانکہ میری طاقت میں دس گنا اضافہ ہو چکا تھا اور اسے استعمال کرتے ہوئے میں یہ یوناف تو کیا اس سے بھی زیادہ طاقتور انسان پر قابو پا سکتی تھی لیکن اے آقا اس نے مجھے صرف اپنا دایاں الٹا ہاتھ میری تھوڑی کے نیچے اس انداز میں مارا کہ میں سوت کی کسی گڑیا کی طرح اچھل کر کمرے سے برآمدے میں آن گری۔ اے آقا یہ یوناف اور بیوسا وہ نہیں رہے جس حالت میں ہم نے انہیں اپنے اس تہہ خانے میں مقید کیا تھا۔ ابھی تو ہمارے خلاف اکیلا یوناف ہی حرکت میں آیا ہے اور اگر بیوسا بھی اس کا ساتھ دیتی تو نہ جانے دونوں مل کر ہمارے خلاف کیا طوفان کھڑا کر دیتے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوشا جب خاموش ہوئی تو اس بار بارص بولا اور کہنے لگا۔ اے آقا میں صادو اور یوشا دونوں کی گفتگو سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس یوناف نے نہ جانے کیا گھول کر پی لیا ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ان زنجیروں کو توڑ ڈالا جن میں وہ جکڑا ہوا تھا بلکہ ہم سب کی مار مار کر بری حالت کر دی۔ اے آقا سوچنے والا کام یہ ہے کہ آخر اس نے اپنے آپ کو اور بیوسا کو زنجیروں سے کیسے آزاد کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ آہنی زنجیریں نہ صرف دیوار میں پیوست حلقوں کے قریب سے ٹوٹی ہوئی تھیں بلکہ زنجیروں کا وہ حصہ جو ہم نے اس کے ہاتھوں سے باندھ رکھا تھا وہ بھی اس نے توڑ پھوڑ ڈالا تھا اور یہی حالت ان زنجیروں کی بھی تھی جن میں بیوسا بندھی ہوئی تھی شاید ان زنجیروں کو بھی یوناف ہی نے توڑتے ہوئے بیوسا کو آزاد کیا تھا یہاں تک کہنے کے بعد جب بارص خاموش ہوا تو اس بار عارب اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا جس طرح میری طبعی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ ہوا تھا اس طرح تو مجھے پلک جھپکنے میں یوناف کو اپنے سامنے چت کر دینا چاہیے تھا اس یوناف کے ساتھ مقابلے کے دوران میں نے محسوس کیا جیسے اس نے میری سری قوتوں کو منجمد کر دیا ہو۔ مجھے

یہ بھی احساس ہوا جیسے میں اپنی دس گنا قوت سے بھی محروم کر دیا گیا ہوں اس لئے کہ میں اس کے مقابلے میں پہلے کی نسبت ناتواں اور کمزور محسوس کرتا تھا۔ میں نے اس کے خلاف اپنی سری قوتوں کو بھی حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن میں ایسا کرنے میں ناکام رہا یہ بات میرے آقا اس بات کی نشاندھی اور غمازی کرتی ہے کہ جو علوم آپ نے مصر کے اس ساحر سے سیکھے تھے ان کا علم کہیں یوناف کو بھی ہو گیا ہے یہ علوم ضرور کسی نہ کسی طرح ابلیکا نے حاصل کر کے یوناف کو پہنچائے ہوں گے اور ان ہی علوم کو استعمال کرتے ہوئے یہ یوناف نہ صرف لوہے کی بھاری اور وزنی زنجیروں کو توڑنے میں کامیاب ہو گیا بلکہ ہم سب کے مقابلے میں وہ کامیاب و کامران رہا اور اپنی فتح مندی کے نعرے مارتا ہوا وہ اس محل سے کسی دراز دست اور ناقابل تسخیر انسان کی طرح چلا گیا۔

باری باری بارص، صادو، یوشا اور عارب کی گفتگو سننے کے بعد عزازیل بولا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو میرے رفیقو تم سب کا کہنا اپنی جگہ درست ہے پر جو بات عارب نے کہی ہے وہ سب سے زیادہ توجہ طلب ہے۔ یوناف کا لوہے کے زنجیروں کو توڑ پھینکنا اور پھر باری باری تم سب کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لینا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اس نے وہ علوم حاصل کر لئے ہیں جو ہم نے مصر کے ساحر سے حاصل کئے تھے اور میرے خیال میں یہاں آنے سے پہلے اس کے پاس کچھ نہیں تھا اگر کچھ ہوتا تو وہ ہماری اسیری میں ہی نہ آتا اس اسیری ہی کے دوران میرے خیال میں وہ سارے علوم اسے ابلیکا نے ہی پہنچائے ہیں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے جس روز ہم یوناف اور بیوسا کو مصر کے شہر تھیبس سے پکڑ کر لائے تھے اس روز یہ دونوں میاں بیوی ابلیکا ہی کے کہنے پر اس ساحر کے گھر گئے تھے اور اس کے بیٹے سے انہوں نے بھی اس ساحر کے سارے علوم حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرے خیال میں ابھی یہ سارے علوم حاصل نہیں کر پائے تھے کہ اوپر سے ہم پہنچ گئے اور ہم نے انہیں لا کر یہاں بند کر دیا میرے خیال میں بعد میں ابلیکا نے ہی وہ سارے علوم حاصل کئے ہوں گے اور ان تک پہنچائے ہوں گے۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں عارب بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا ہمیں فی الفور مصر کا رخ کرنا چاہیے ہمیں مصر کے ساحر کے بیٹے سلقیوس کو تلاش کرنا چاہیے اور ہر صورت میں اس کا خاتمہ کر دینا چاہیے اس لئے کہ اس نے ہی یہ سارے علوم ابلیکا کو مہیا کئے ہوں گے جنہیں استعمال کر کے یوناف ہمارے خلاف فتح مند اور غالب رہا۔ عارب کی اس تجویز عزازیل خوش ہوا اور کہنے لگا ہاں ہمیں مصر کا رخ کرنا چاہیے اور مصری ساحر کے بیٹے سلقیوس کا ہر صورت میں خاتمہ کر دینا چاہیے۔ آؤ میرے

ساتھیو! اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور مصر کا رخ کریں۔ عزازیل کے اس حکم پر سب اپنی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایران کے دریائے سادہ کے کنارے سے مصر کے شہر تھیبس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھیبس شہر میں عارب' نبیطہ' عزازیل' یارص' صادو اور یوشا طوفانی انداز میں اس مصری ساحر کے گھر داخل ہوئے تھے۔ مصری ساحر کا بیٹا سلقیوس اس وقت اپنے گھر پر ہی تھا وہ ان کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن عزازیل نے عارب کو اشارہ کیا اور عارب نے آگے بڑھ کر اس سلقیوس کو پکڑ لیا اور بھاگنے نہ دیا۔ پھر عزازیل سلقیوس کے پاس آیا اور قہر بھرے انداز میں وہ اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا یوناف اور بیوسا نام کے کسی مرد اور عورت کو تم نے اپنے باپ کے علوم منتقل کئے تھے۔ عزازیل کے اس سوال پر سلقیوس بیچارہ خاموش رہا اور شرمندگی و ندامت میں اور کسی قدر خوف کے باعث اس کی گردن جھک گئی تھی۔ سلقیوس کو یوں خاموش دیکھ کر عزازیل قہر بھرے انداز میں آگے بڑھا ایک بھرپور طمانچہ اس نے سلقیوس کے منہ پر دے مارا اور کہنے لگا میرے اس سوال کا جواب خاموشی نہیں ہے میں تمہارے منہ سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔ عزازیل کا طمانچہ کھانے کے بعد سلقیوس بیچارہ انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یوناف اور بیوسا نام کے دونوں میاں بیوی میرے پاس میرے باپ کے علوم حاصل کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ وہ ہمارے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے وہ سارے علوم ان کے حوالے کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ وہ سارے علوم چمڑے کے اوراق پر مشتمل ایک کتاب میں درج تھے۔ وہ کتاب لینے کے لئے جب میں دوسرے کمرے کی طرف گیا کہ اوپر سے تم لوگ آ گئے میں نے کمرے کی کھڑکی میں سے تم لوگوں کو دیکھ لیا۔ لہٰذا میں وہ کتاب لیکر پشتی دروازے سے بھاگ کھڑا ہوا میں چونکہ تم لوگوں سے ہراساں تھا کیونکہ تم لوگوں نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اس لئے اس بدحواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے چمڑے کی وہ کتاب مجھ سے راستے میں ہی گر گئی تھی۔ بعد میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کے ساتھ کیا ہوا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا سارے راستے میں نے چمڑے کے وہ اوراق تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملے آخر تھک ہار کر پھر میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد سلقیوس جب خاموش ہوا تو عزازیل بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس سلقیوس سے وہ چمڑے کے اوراق جو بھاگتے ہوئے راستے میں گر گئے تھے میرے خیال میں وہ اوراق ابلیکا کے ہاتھ پڑ گئے تھے اور ابلیکا نے وہ اوراق یوناف کے پاس پہنچا دیئے ہوں گے اس طرح وہ علوم جو ہم نے سلقیوس کے باپ سے حاصل کئے تھے وہ علوم یوناف بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے ساتھی صادو کو مخصوص اشارہ کیا۔ عزازیل کا اشارہ پا کر صادو عجیب سے انداز میں آگے بڑھا اور سلقیوس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ سلقیوس کو ختم کرنے کے بعد عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کے شہر تھیبس سے نکل کر پھر دریائے سادہ کی طرف چلا گیا تھا۔

دریائے سادہ کے کنارے عزازیل کی اسیری سے نجات حاصل کرنے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں نے پھر اسکندریہ شہر کے باہر سمندر کے کنارے اسی سرائے میں قیام کر لیا تھا جہاں وہ پہلے قیام کئے ہوئے تھے۔ ایک روز دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا جس پر یوناف چونک کر متوجہ ہو گیا۔ بیوسا بھی ہمہ تن گوش ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا لمس دے رہی ہے پھر ابلیکا کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی کے لئے ایک اور ذمہ داری اٹھ کھڑی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ صادو اور یارص سے ایک بار انتقام ضرور لینا ہے۔ جو نئی چیز رونما ہوئی ہے وہ یہ کہ دریائے سادہ کے کنارے عارب کے محل سے تم دونوں کی رہائی کے بعد عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرتا رہا اور وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچتے تھے کہ ہو نہ ہو تم نے مصر کے ساحر عورج کے بیٹے سلقیوس سے علوم حاصل کر کے اس تہہ خانے کی قید سے نجات حاصل کی ہے لہٰذا عورج کے بیٹے سلقیوس سے انتقام لینے کے لئے عزازیل مصر آیا اور وہاں اس نے صادو کے ہاتھوں سلقیوس کا خاتمہ کرا دیا ہے۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف بیچارہ تھوڑی دیر کے لئے مغموم اور افسردہ ہو گیا تھا۔ بیوسا بھی غمزدہ دکھائی دینے لگی تھی پھر یوناف بولا اور کہنے لگا سن ابلیکا۔ صادو سے میں اس فعل کا انتقام لوں گا۔ میرے خیال میں اس سے پہلے مصر کے ساحر عورج کا خاتمہ بھی اسی صادو نے کیا ہے میں کچھ انتظامات مکمل کر لوں پھر دیکھنا ابلیکا میں اس صادو کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں اور کیسے اسے کڑی سزا دیتا ہوں۔ بس ابلیکا تم یہ خیال رکھنا کہ جب بھی اس صادو کو کہیں اکیلا اور تنہا پاؤ مجھے اس کی خبر کرنا تاکہ میں اس پر قابو پاؤں اور اسے ایسی اذیت میں مبتلا کروں کہ اسے یہ احساس ہو کہ کسی اور کو اذیت میں مبتلا کرنا کیسا

بھیانک اور کیسے برا فعل ہے۔ یہاں تک گفتگو کے بعد ایلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

○

اشکانی سلطنت کا حکمران وونن ملک میں بغاوت رونما ہونے کے بعد آرمینیا کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہاں وہ آرمینیا کا حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وونن کے بعد اردوان سوئم اشکانی سلطنت کے تاج و تخت کا مالک ہوا۔ اس اردوان سوئم کو جب معلوم ہوا کہ سابق اشکانی بادشاہ وونن آرمینیا کا بادشاہ بن بیٹھا ہے تو یہ خبر اس کے لئے سوہان روح ثابت ہوئی اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وونن اس کے مقابلے میں کہیں طاقت اور قوت حاصل کرے اس لئے کہ اردوان سوئم نے وونن کے خلاف بغاوت کر کے اور اسے شکست دیکر اشکانی سلطنت کا تاج و تخت حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اپنی حکومت کو مضبوط دیکھنے کی خاطر وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ وونن پھر کہیں طاقت اور قوت حاصل کرنے کے بعد اس سے اشکانی تاج و تخت واپس لینے میں کامیاب ہو جائے۔

چنانچہ وونن کو آرمینیا کے تاج و تخت سے محروم کرنے کے لئے اس نے چاہا کہ آرمینیا اور روم دونوں اس کی مخالفت کریں چنانچہ اس نے اپنا ایک سفیر رومنوں کی طرف روانہ کیا اس وقت تک قیصر روم آگسٹس مرچکا تھا اور اس کی جگہ اس کا پوتا ٹی بیرس قیصر روم کی حیثیت سے رومنوں پر حکومت کر رہا تھا۔

اردوان سوئم کے سفیر نے ٹی بیرس کے پاس جا کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وونن کو آرمینیا کا حکمران تسلیم نہ کرے۔ اور یہ کہ اگر قیصر رومن وونن کو آرمینیا کا حکمران تسلیم کرنے پر بضد ہوا تو ایران کے ساتھ اس کے نہ صرف یہ کہ روابط قائم نہ رہ سکیں گے بلکہ ان کے تعلقات بھی خراب ہو جائیں گے اور اسی طرح ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں کے مابین جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

قیصر روم ٹی بیرس وونن کی حمایت تو کرنا چاہتا تھا لیکن اردوان سوئم کی خواہش کو بھی وہ رد کرنا نہ چاہتا تھا۔ بہرحال اس نے وونن کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا اور اردوان سوئم کے سفیر کو اس نے یہ یقین دلایا کہ وہ ہر صورت میں اشکانی حکمران اردوان سوئم سے تعاون کریں گے۔ دوسری طرف وونن نے جب رومن حکومت کی بے اعتنائی دیکھی تو تخت و تاج کو خیرباد کہہ کر وہ آرمینیا سے سوریہ شہر پہنچ گیا۔ سوریہ شہر پر چونکہ ان دنوں رومنوں کا

قبضہ تھا لہٰذا وونن نے سوریہ کے رومن حکمران وٹلیوس کے یہاں پناہ حاصل کر لی تھی۔

اشکانیوں کے حکمران اردوان سوئم اور اس کے مخالف وونن کے درمیان کشمکش اور کھینچا تانی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر روم ٹی بیرس نے ایک نیا قدم اٹھایا اس نے اپنے بھتیجے **جرمانیکس** کو درہ دانیال سے دریائے فرات تک کا مختار کل بنا کر بھیجا۔ جرما نیکس ایشیائے کوچک آیا اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی لشکر لیکر آرمینیا کے دارالحکومت **ارتکستا** پہنچا اور ایک غیر ملکی شخص کو **ارتکسیاس** کے لقب سے تخت نشین کیا اور خود اپنے ہاتھوں سے اسے تاج پہنایا اس وقت تک آرمینیا میں کوئی بھی حکمران نہیں تھا اس لئے کہ وونن آرمینیا سے بھاگ کر سوریہ شہر کی طرف چلا گیا تھا اس سے پہلے وہی آرمینیا پر حکمران کی حیثیت سے حکومت کر رہا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا جرما نیکس **ارتکسیاس** کی رسم تاجپوشی کر کے سوریہ شہر واپس چلا گیا تھا۔ ابھی وہ وہاں پہنچا ہی تھا کہ اشکانیوں کے بادشاہ اردوان سوئم کا سفیر اس کے دربار میں آیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وونن کیونکہ اشکانی امراء کو شورش پر آمادہ کر رہا ہے اس لئے اسے سوریہ شہر سے نکال دیا جائے اور یہ بھی کہا کہ شہنشاہ ایران اردوان سوئم کی یہ خواہش بھی ہے کہ فرات کے کنارے **جرمانیکس** سے ملاقات کی جائے تاکہ ان روابط کی تجدید ہو سکے جو آگسٹس اور اس کے پوتے کائیوس کے زمانے میں رومنوں اور ایرانیوں کے مابین قائم ہوئے تھے لیکن بدقسمتی سے یہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اس ملاقات کے نہ ہونے کے بعد اشکانی حکمران اردوان سوئم نے اپنے اطراف میں چھوٹی چھوٹی مہموں کا آغاز کیا اور اس میں اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ ان مہموں میں کامیابی حاصل کرنے کی وجہ سے اردوان کا حوصلہ بڑھا اس دوران یہ حادثہ بھی پیش آیا کہ آرمینیا کا حکمران **ارتکسیاس** جس کی تاجپوشی قیصر روم ٹی بیرس کے بھتیجے **جرمانیکس** نے کی تھی فوت ہو گیا۔ یہ خبر سنتے ہی اردوان سوئم اپنا لشکر لیکر آرمینیا پہنچ گیا اور اپنے بیٹے جس کا نام اشک تھا اسے آرمینیا کے تخت پر بٹھا دیا۔ قیصر روم ٹی بیرس نے جب سنا کہ اشکانی حکمران اردوان سوئم نے آرمینیا پر اپنے بیٹے اشک کو حکمران بنا دیا ہے تو وہ سخت برہم ہوا۔ اس وقت سابق ایرانی حکمران فرہاد چہارم کا ایک بیٹا جس کا نام فرہاد تھا وہ ان دنوں روم میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ٹی بیرس نے فوراً اس فرہاد کو سوریہ بھیجا تاکہ وہاں سوریہ کے حکمران اور جرنیل **جرمانیکس** کے ساتھ مل کر اشکانی سلطنت کے اندر ایک انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں۔

قیصر روم ٹی بیرس کو یقین تھا کہ اشکانی عوام ضرور اس شہزادے کا ساتھ دیں گے لہٰذا

یہ شہزادہ یعنی فرہاد اشکانی حکمران اردوان سوئم کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن سوئے اتفاق سے فرہاد نام کا یہ شہزادہ روم شہر سے سوریہ شہر کی طرف سفر کرتے ہوئے راستے میں بیمار ہوا اور اسی بیماری ہی میں فوت ہو گیا۔

قیصر روم ٹی بیرس کو فرہاد کی اس موت کا بہت دکھ اور صدمہ ہوا اس لئے کہ اس کا منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ دوسری طرف اشکانی حکمران اردوان کو بھی اس سارے حالات کی خبر ہو گئی تھی اور فرہاد کی موت پر اس نے ایک طنز آمیز مراسلہ قیصر روم کو لکھا جس میں اسے فاسق و فاجر کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ ٹی بیرس یہ مراسلہ پڑھ کر سخت برافروختہ ہوا اور اس نے پکا اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اس اردوان سوئم کو وہ ہر صورت میں اشکانیوں کے تخت و تاج سے محروم کرے گا۔ قیصر روم ٹی بیرس کو خطرہ اور خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر اردوان سوئم کے ساتھ رومنوں کے مزید تعلقات خراب ہوئے تو اردوان سوئم ضرور رومنوں کے ایشیائی مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر رومنوں کو ایشیاء سے نکال باہر کرنے کی کوشش کرے گا۔

اردوان سوئم کو اشکانی تاج و تخت سے محروم کرنے کے لئے قیصر روم ٹی بیرس نے دو اقدام کئے پہلا قدم اس نے یہ اٹھایا کہ ایران کے سابق حکمران فرہاد چہارم کا ایک بھتیجا نام جس کا تیرداد تھا وہ ان دنوں روم شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ تیرداد کو ٹی بیرس نے سوریہ شہر بھیجا تاکہ وہ رومن جرنیل جرمانیکس کے ساتھ مل کر اسی منصوبے کی تکمیل کرے جس منصوبے کے لئے ٹی بیرس نے اس سے پہلے ایرانی شہزادے فرہاد کو روانہ کیا تھا۔ قیصر روم ٹی بیرس کا حکم پا کر یہ تیرداد فوراً" روم شہر سے سوریہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے گرجستھان کے حکمران فرس مانیس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اسے یہ ترغیب دی کہ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اشکانی سلطنت کے سرحدی پہلوؤں پر حملہ کرنا شروع کر دے تو اس کے صلے میں رومن اسے اس سلسلے میں نہ صرف مدد مہیا کریں گے بلکہ اس سلسلے میں اسے خوب معاوضہ بھی ادا کریں گے۔ رومنوں کے کہنے پر گرجستھان کا حکمران فرس مانیس فوراً" حرکت میں آیا اپنا لشکر لیکر پہلے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا آرمینیا میں اس وقت ایران کے حکمران اردوان سوئم کا بیٹا اشک حکمرانی کر رہا تھا۔ گرجستھان کا حکمران فرس مانیس اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا میں داخل ہوا۔ آرمینیا کے حکمران اشک نے فرس مانیس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن شکست کھائی اور گرجستھان کے حکمران فرس مانیس نے اردوان سوئم کے بیٹے اور آرمینیا کے حکمران اشک کو جنگ میں قتل کر دیا تھا۔

ایرانی حکمران اردوان سوئم کو جب ان حالات کی خبر ہوئی اور اپنے بیٹے اشک کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ سخت برافروختہ ہوا اس نے ایک جرار لشکر تیار کیا اور اپنے بیٹے ارد کو سپہ سالار بنا کر آرمینیا پر لشکر کشی کے لئے بھیجا ارد نے آرمینیا پر حملہ کیا لیکن بدقسمتی سے گرجستھان کے حکمران فرس مانیس کے مقابلے میں اسے کامیابی نہ ہوئی بلکہ یہ ارد شکست اٹھا کر پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

اپنے بیٹے کی شکست کے بعد اشکانی حکمران اردوان سوئم نے خود موسم بہار میں آرمینیا پر حملہ کرنے کی تیاری کی لیکن بدقسمتی سے ان ہی دنوں اسے یہ خبر ملی کہ سوریہ کا حکمران وٹلیوس فرات کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ بین النہرین کے ایرانی مقبوضہ جات فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لے۔

یہ خبر سن کر اردوان سوئم کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ آرمینیا کا ارادہ ترک کر کے وہ اپنے بین النہرین کے مقبوضہ جات کو وٹلیوس سے بچانے کے لئے بین النہرین کا رخ کرے لہٰذا اس نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی فوراً" بند کر دی اور بڑی تیزی سے وہ بین النہرین کے علاقوں کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف وٹلیوس نے اردوان سوئم کی آمد کی خبر سنی تو خوفزدہ ہوا اور پیش قدمی کا ارادہ اس نے ترک کر دیا۔ اسے یہ خطرہ تھا کہ اگر اردوان سوئم کے لشکر کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے ضرور اس کے مقابلے میں شکست ہو گی اور اگر ایسا ہوا تو ایشیا سے رومنوں کو کوچ کر جانا پڑ جائے گا لہٰذا اس نے اپنے کچھ قاصد زر و جواہر کے انبار دے کر اس ایرانی شہزادے کے تیرداد کو مدائن کی طرف روانہ کیا جو قیصر روم ٹی بیرس کے کہنے پر روم سے سوریہ آیا تھا یہ تیرداد سوریہ کے حکمران وٹلیوس کی دولت کے انبار لیکر مدائن آیا۔ لوگوں میں اس نے خوب دولت تقسیم کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشکانیوں کے امراء نے تیرداد کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

دوسری طرف ایرانی حکمران اردوان سوئم کو جب خبر ہوئی کہ ایرانی شہزادہ تیرداد مدائن میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے امراء نے اسے بادشاہ تسلیم کر لیا ہے تو یہ خبر سن کر وہ بڑا پریشان اور فکر مند ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کا رخ کرے اور اپنی حکومت ایک بار پھر حاصل کرے لیکن اس دوران اسے خبریں ملیں کہ تیرداد نے بیشمار دولت صرف کر کے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے اور یہ کہ ایران کے سارے امراء تیرداد کا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں۔ یہ خبریں سننے کے بعد اردوان سوئم اور زیادہ مایوس ہوا لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کی طرف جانے کے بجائے اس نے اسکائی قبائل کا رخ کیا اور ان کے اندر جا کر قیام کرتے ہوئے وہ حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

تیرداد اشکانیوں کا بادشاہ تو بن گیا تھا لیکن حالات زیادہ عرصے تک اس کے موافق نہ رہے جس کے کئی اسباب تھے۔ تیرداد نے جب اپنی حکومت مستحکم دیکھی تو امراء کے مشوروں کو بالائے طاق رکھ کر وزارت عظمیٰ کا منصب اور صوبوں کی حکومتیں ان لوگوں کو دیں جنہیں اس نے خود منتخب کیا اس سے امراء جو امید لگائے بیٹھے تھے بددل ہو گئے۔
مزید یہ کہ کچھ اعیان سلطنت جو تیرداد کے استقبال کو نہیں آئے تھے اب اس سے خائف تھے ان وجوہ کی بنا پر اکثر امراء پریشان تھے کہ انہوں نے اردوان کو کیوں بے یارو مددگار چھوڑا اور ایلچی بھیج کر تیرداد کو دعوت دی کہ وہ آ کر اشکانی سلطنت کی حکمرانی کرے۔

دوسری طرف اردوان سوئم سکائی قبائل کے درمیان رہتے ہوئے ان سے تعلقات مزید مستحکم کرتا رہا پھر آخر انہیں اس بات پر اس نے آمادہ کر لیا کہ وہ اسے چھینا ہوا تاج و تخت واپس دلا سکیں۔

سکائی قبائل اردوان کو لشکر دینے اور تاج و تخت حاصل کرنے میں اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنا اور اسکائیوں کا مہیا کیا ہوا لشکر لیکر اردوان نے مدائن کا رخ کیا۔
تیرداد کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک روز اردوان سوئم اتنی بڑی طاقت حاصل کر کے اس پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے اسی لئے وہ نئی پیدا ہونے والی صورتحال سے قطعاً" بے خبر اپنے مرکزی شہر مدائن میں عیش و عشرت میں مصروف رہا۔
اسے اصل حالات کی خبر اس وقت ہوئی جب اردوان سوئم اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کے قرب و جوار میں پہنچ گیا۔ تیرداد کے پاس اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اپنے لشکر کو منظم کر کے اردون سوئم کے مقابل لاتا۔ لہٰذا اردوان سوئم کے ساتھ جنگ کرنے کے بجائے وہ رات کی تاریکی میں مدائن شہر سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایشیاء میں رومنوں کے مرکزی شہر سوریہ جا پہنچا اس طرح اردوان سوئم بغیر کسی مقابلے کے اپنا کھویا ہوا تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔
قیصر روم ٹی بیرس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اس کے بھیجے ہوئے شہزادے کو مدائن سے بھگا دیا گیا ہے اور یہ کہ اس نے سوریہ شہر میں پناہ لے لی ہے اور مزید یہ کہ اردوان سوئم ایک بار پھر اشکانی سلطنت کا حکمران بن گیا ہے۔ قیصر روم ٹی بیرس مزید اب اشکانی سلطنت کے خلاف اختلافات یا جنگ نہیں چاہتا تھا بلکہ اس کی دلی آرزو تھی کہ حکومت ایران کے ساتھ مصالحت ہو جائے لہٰذا اس نے سوریہ شہر کے حاکم وٹلیوس کو اردوان سے معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دوسری طرف اردوان بھی مصالحت کا خواہشمند تھا چنانچہ دریائے

فرات کے کنارے سوریہ کے حکمران وٹلیوس اور اردوان کے درمیان ملاقات ہوئی اور یہ طے پایا کہ اردوان آئندہ آرمینیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ نیز اپنا بیٹا بطور یرغمال رومی دربار میں بھجوائے گا تاکہ وہ وہاں رہ کر سلطنت کے امور میں تربیت حاصل کرے۔
رومنوں کے ساتھ اس معاہدے سے اشکانی سلطنت کو ٹھیس لگی تھی اس لئے کہ اردوان سوئم نے اپنا بیٹا رومنوں کے یہاں یرغمال بھیج دیا تھا۔ اردوان سوئم کے اس اقدام سے اس کے امراء اور فوجی سالار ناخوش ہوئے اور اندر ہی اندر اردوان کے خلاف سازش اور کھچڑی پکنے لگی تھی۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ اشکانی امراء نے متفق ہو کر اردوان سوئم کو تاج و تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس دست برداری کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہ ایک بار پھر تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اب کی دفعہ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا اور بیمار ہو کر موت کا شکار ہو گیا۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک مصر کے شہر اسکندریہ کے باہر سرائے میں قیام کئے رکھا تھا۔ ایک روز بیوسا صبح کے وقت جب قدرے دیر سے سو کر اٹھی تو اس نے دیکھا یوناف کمرے میں موجود نہیں تھا۔ یوناف کی غیر موجودگی سے وہ بڑی فکر مند ہوئی اس لئے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ یوناف اسے بغیر بتائے کہیں چلا گیا تھا۔ اپنا لباس درست کر کے وہ جلدی جلدی کمرے سے نکلی پہلے اس نے یوناف کو سرائے کے مطبخ اور دوسرے حصوں میں دیکھا لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں وہ سرائے میں ادھر ادھر گھومتی رہی لیکن یوناف اسے کہیں بھی دکھائی نہ دیا تھوڑی ہی دیر بعد سرائے کے صدر دروازے سے یوناف اندر داخل ہوا۔ بیوسا بھاگ کر اس کے پاس گئی اور گلوں اور شکووں سے بھرپور آواز میں اس نے پوچھا۔
آپ صبح ہی صبح مجھے بتائے بغیر کہاں چلے گئے تھے میں کافی دیر سے آپ کو سرائے کے مختلف حصوں میں دیکھ رہی ہوں۔ آپ کو اگر کہیں جانا تھا تو مجھے جگا دیا ہوتا میں آپ کے ساتھ جاتی اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تم گہری اور معصومیت کی نیند سوئی ہوئی تھیں میرا دل نہ چاہا کہ تمہیں بیدار کروں لہٰذا میں ایک مہم پر اکیلا ہی چلا گیا۔ یوناف کے ان الفاظ پر بیوسا نے چونک کر اس سے پوچھا۔ آپ کسی مہم پر چلے گئے تھے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا یہ مہم ابلیکا کی رہنمائی میں تھی اور اس مہم کا مقصد وہ جگہ تلاش کرنا ہے جہاں ہم صادو اور یارص کو باری باری رکھ کر انہیں اذیت میں مبتلا کر سکیں۔ اس

پر بیوسا نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسی جگہ پھر آپ نے کہاں دیکھی۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو بیوسا اسکندریہ شہر کے دس میل شمال میں سمندر کے کنارے ماہی گیروں کی ایک بستی ہے۔ بستی کیا ہے یوں سمجھو چند جھونپڑوں پر مشتمل یہ آبادی ہے۔ اس آبادی کے ایک کنارے میں بھی ایک جھونپڑا خرید آیا ہوں۔ اس جھونپڑے کی یہ صفت ہے کہ اس کے قریب کئی بڑے بڑے درخت ہیں جن کے ساتھ زنجیریں باندھ کر ہم بارص اور صادو کو بڑی آسانی کے ساتھ جکڑ سکتے ہیں۔ اس پر بیوسا نے اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا وہ جگہ یقیناً" بارص اور صادو کو سزا دینے کے لئے بڑی مناسب ہو گی۔ ایک تو وہ شہر سے کافی دور ہے اور دوسرے ماہی گیروں کی ایک بستی کے کنارے پر ہے جہاں ہم صادو اور بارص کو رکھ کر انہیں ایسی اذیت میں مبتلا کریں گے جیسی وہ آپ کو اذیت دیتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بیوسا میرے خیال میں پہلے دونوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد بازار جاتے ہیں۔ اسکندریہ کے بازار سے ہمیں اپنی خواہش کے مطابق لوہے کی زنجیریں مل جائیں گی اس لئے کہ اسکندریہ ایک بندرگاہ ہے اور جہازوں کے باندھنے کے لئے جو زنجیریں استعمال ہوتی ہیں وہ اسکندریہ کے بازار میں مل جاتی ہیں ایسی ہی زنجیریں لیکر ہم ماہی گیروں کی بستی کی طرف کوچ کریں گے اور جونہی ابلیکا ہمیں اطلاع دے گی۔ صادو پر ہم وارد ہوں گے اسے ہم وہاں لائیں گے اور زنجیروں میں اسے جکڑ کر اس کی پیٹھ داغنے کا عمل شروع کر دیں گے۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز پر اطمینان کا اظہار کیا۔ پہلے دونوں سرائے کے مطبخ میں گئے وہاں انہوں نے کھانا کھایا پھر سرائے کے مالک سے بات کر کے انہوں نے اچھی قیمت پر دو گھوڑے خریدے اور ان پر سوار ہو کر وہ اسکندریہ کے بازار کی طرف چلے گئے تھے۔

اسکندریہ کے بازار سے یوناف اور بیوسا نے لوہے کی کئی موٹی موٹی زنجیریں خریدیں اور انہیں بانٹ کر دونوں گھوڑوں پر لاد دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کھانے پینے کی اشیاء اور وہاں رہنے کے لئے ضروریات کا دیگر سامان بھی خریدا اس کے بعد وہ اسکندریہ شہر سے نکل کر دس میل شمال میں ماہی گیروں کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ماہی گیروں کی بستی کے ایک طرف ایک جھونپڑے کے سامنے یوناف نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اپنے گھوڑے کو روک چکی تھی۔ اس

جھونپڑے کے سامنے گھوڑے باندھنے کے لئے ایک چھپر کٹ بھی بنا ہوا تھا جس کے نیچے دونوں میاں بیوی نے اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا۔ پھر وہ اس جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ بیوسا نے دیکھا جھونپڑا کافی بڑا اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ جس کمرے میں وہ دونوں میاں بیوی داخل ہوئے تھے۔ بیوسا نے جائزہ لیا اس کا فرش پکا تھا۔ فرش پر خوبصورت قالین بچھا دیا گیا تھا اور قالین کے اوپر موٹے دبیز گدے اور ان پر چاندنی بچھا کر کمرے کی خوبصورتی میں خوب اضافہ کر دیا گیا تھا۔ چاندنی کے اوپر عام اور گاؤ تکیے بڑی ترتیب اور سلیقے کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ جھونپڑے کا جائزہ لیتے ہوئے بیوسا خوشی اور اطمینان میں کہنے لگی یہ جھونپڑا باہر سے تو واقعی جھونپڑا ہے لیکن اندر سے یہ کسی محل سے کم نہیں۔ بیوسا کے ان الفاظ کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ جھونپڑا ہم دونوں میاں بیوی کے آرام کے لئے خوب رہے گا۔ آؤ میں اب تمہیں دوسرا کمرہ بھی دکھاتا ہوں بیوسا کو لیکر یوناف دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ دوسرا کمرہ بھی پہلے کمرے کی طرح صاف ستھرا تھا۔ اس کمرے کی پشت کی طرف بھی ایک دروازہ تھا وہ دروازہ کھول کر بیوسا نے دیکھا اس سمت طہارت خانہ کے علاوہ مطبخ بھی تھا۔ پشتی دروازے سے نکلتے ہوئے بیوسا نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ ان کے جھونپڑے سے سمندر چند قدم کے فاصلہ پر تھا اور سمندر کی لہریں کنارے کی چٹانوں سے جب ٹکراتی ہیں تو جھونپڑے تک شور کی خوب آوازیں آتی تھیں۔

سارا جھونپڑا دکھانے کے بعد یوناف جھونپڑے سے باہر آیا بیوسا بھی اس کے ہمراہ تھی پھر یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ سنو بیوسا یہ جھونپڑا تمہیں کیسا لگا۔ جواب میں بیوسا اپنے لبوں پر انتہائی دلکش مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنی آواز کی پوری شیرینی میں کہنے لگی۔ یہ جھونپڑا تو بہت بڑی چیز ہے آپ اس سے کم تر جھونپڑے میں بھی مجھے رکھیں تو وہ بھی میرے لئے رومن شہنشاہوں کے محل سے کہیں اچھا اور پر کشش ہو گا بیوسا کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ اپنے گھوڑوں کی زینوں سے ضرورت کا سامان اٹھا کر کمرے میں رکھیں۔ دونوں میاں بیوی حرکت میں آئے۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان جو وہ لیکر آئے تھے وہ انہوں نے اپنے جھونپڑے کے اندر رکھا۔ گھوڑوں پر جو زنجیریں لاد کر وہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ زنجیریں دونوں میاں بیوی نے مل کر جھونپڑے کے بالکل سامنے دو قریبی درختوں کے ساتھ باندھ دی تھیں پھر دونوں میاں بیوی اپنے جھونپڑے میں داخل ہو کر آرام کرنے لگے تھے۔

اٹلی میں آگسٹس کے بعد گو اس کا پوتا ٹی بیرس قیصر روم بنا تھا لیکن اسے وہ عزت اور وہ عظمت حاصل نہ ہوئی تھی جو اس کے دادا آگسٹس کو حاصل تھی۔ ٹی بیرس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ رومنوں کے حکمران اور قیصر کی حیثیت سے وہی مقام حاصل کرے جو اس سے پہلے اس کے دادا آگسٹس کو حاصل تھا لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ قدیم مورخین اور پرانے داستانیں لکھنے والے کہتے ہیں کہ آگسٹس کے بعد قیصر کی حیثیت سے رومنوں کو جو چار حکمران نصیب ہوئے ان میں بالترتیب پہلا ظالم دوسرا مجنون تیسرا احمق اور چوتھا ایک عفریت نما حکمران تھا۔ ٹی بیرس 56 سال کی عمر میں قیصر روم بنا تھا اور لگا تار 22 سال تک یہ رومنوں پر حکومت کرتا رہا۔ آگسٹس جب زندہ تھا تو اس ٹی بیرس کی ذات بالکل بے داغ خیال کی جاتی تھی۔ اس لئے کہ اپنی حکمرانی کے پہلے آٹھ سال یہ ایک اچھا حکمران ثابت ہوا لیکن اس کے بعد جب اس کا جواں سال بیٹا ڈروسس مر گیا تو اس کے اندر تبدیلی پیدا ہوئی اور یہ گناہ اور بدی کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اٹلی میں اس کی مقبولیت میں بڑی تیزی سے کمی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ٹی بیرس چونکہ انتہا درجے کا مغرور، گوشہ گیر اور خاموش طبع کا انسان تھا للٰذا لوگ اس سے بڑی تیزی کے ساتھ متنفر ہونے لگے تھے۔

اسی دوران ٹی بیرس کی ایک بدبختی یہ ہوئی کہ فوج کے ایک حصے کے اندر بغاوت رونما ہو گئی باغی فوجیوں کے مطالبات یہ تھے کہ ان کی ماہانہ تنخواہ اس قدر نہیں کہ جس میں وہ باسانی گزارہ کر سکیں اس کے ساتھ ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ جب وہ اپنی ملازمت کی مدت پوری کر چکیں تو بڑھاپے میں انہیں اس قدر معاوضہ ملنا چاہیے جس سے وہ زندگی کی گاڑی کو باسانی کھینچ سکیں۔

ٹی بیرس نے گفتگو کے ذریعے ان باغی لشکریوں کو مطمئن کرنا چاہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اسی دوران ٹی بیرس کا بیٹا ڈروسس حرکت میں آیا اس نے بظاہر باغیوں کا تو قلع قمع کر دیا لیکن اندر ہی اندر زیر زمین ٹی بیرس کے خلاف کھچڑی پکنے لگی تھی۔ کچھ لوگ ٹی بیرس کے سپہ سالار **جرمانیکس** سے یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ وہ بادشاہ کو قتل کر کے خود قیصر روم بن جائے اور یہ کہ اگر وہ ٹی بیرس کو قتل نہیں کرنا چاہتا تو اسے حکمرانی سے ہٹا کر کہیں نظر بند کر دے اور خود قیصر روم بن کر اٹلی پر حکومت کرے۔

لیکن **جرمانیکس** نے باغیوں کے ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

حقیقت میں **جرمانیکس** ٹی بیرس کے لئے انتہا درجے کا پرخلوص اور خیر اندیش تھا اور پھر اس کی قیصر روم کے ساتھ رشتے داری بھی تھی۔ اس لئے کہ **جرمانیکس** کی بہن ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کی بیوی تھی۔ **جرمانیکس** نے جب دیکھا کہ باغی فوجی اندر ہی اندر اپنی کارروائیاں کرنے لگے ہوئے ہیں تو اسے خدشہ ہوا کہ ایک نہ ایک روز یہ لوگ بارود کی طرح پھٹیں گے اور ہر چیز کو سیلاب کی طرح اپنے ساتھ بہا کر لے جائیں گے للٰذا وہ وقت آنے سے پہلے ہی باغی رجحان رکھنے والے ان فوجیوں کو کسی نہ کسی طرح مطمئن کرنا چاہیے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے **جرمانیکس** نے ٹی بیرس سے گفتگو کی اور اسے یہ تجویز پیش کی کہ فوج کے جس حصے نے بغاوت کی ہے اسے لیکر جرمنی پر حملہ آور ہو جانا چاہیے تاکہ باغی رجحان رکھنے والے فوجیوں کو جنگ کے دوران جرمنی میں لوٹ کھسوٹ کرنے کا موقع مل جائے اور اگر وہ ایسا کر لیں گے تو اپنے مطالبات سے دستبردار ہو جائیں گے تو باغی رجحانات بھی ترک کر دیں گے۔

ٹی بیرس کو **جرمانیکس** کی یہ تجویز بے حد پسند آئی للٰذا اس نے اجازت دیدی کہ وہ باغی لشکر کو لے کر جرمنی پر حملہ آور ہو جائے ٹی بیرس کی طرف سے یہ اجازت ملتے ہی **جرمانیکس** حرکت میں آیا لشکر کے جن حصوں نے بغاوت کا اظہار کیا تھا انہیں اس نے علیحدہ کیا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ اس لشکر کو لے کر جرمنی کی طرف بڑھا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ جرمنی میں داخل ہو کر **جرمانیکس** نے دریائے رائن کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ دور تک یلغار کی اس یلغار اور حملے کے دوران اس کے لشکریوں نے جرمنی کے ان علاقوں کی خوب لوٹ کھسوٹ کی اور کسی قدر وہ مطمئن ہو گئے تھے اس لئے کہ ان فتوحات کے دوران انہوں نے اپنے لئے بیشمار دولت جمع کر لی تھی۔ ابھی یہ فتوحات کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ٹی بیرس نے **جرمانیکس** کو واپس طلب کر لیا اسے خدشہ تھا کہ اگر جرمنی میں دور تک ان کا لشکر پھیل گیا تو پھر مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے اس لئے کہ اس کے دادا آگسٹس کا کہنا تھا کہ جس قدر رومن سلطنت وسعت اختیار کرے گی اس قدر ہی حکمرانوں کے لئے مسائل کھڑے ہوں گے۔

ٹی بیرس کا **جرمانیکس** کو واپس بلانا بھی باغی لشکریوں کی اشتعال طبع کا باعث بن گیا وہ آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد یہ کہنے لگے کہ ٹی بیرس کو چاہیے تھا کہ وہ انتظار کرتا یہاں تک کہ رومن پورا جرمنی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیتے ان باغی لشکریوں کا کہنا تھا کہ ٹی بیرس نے **جرمانیکس** کو اس وجہ سے واپس بلا لیا ہے کہ وہ **جرمانیکس** کی فتوحات سے حسد اور رشک کرنے لگا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ وہ فتوحات

حاصل کر کے جرمانیکس اس سے زیادہ عزت اور شہرت حاصل کر لے لہٰذا ٹی بیرس کے اس اقدام سے وہ باغی لشکری پہلے سے بھی زیادہ مشتعل اور خونخوار ہو کر ٹی بیرس کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنے لگے تھے۔

جرمانیکس نے جرمنی سے نکلنے سے پہلے دانشمندی کا ایک یہ کام کیا کہ اس نے ایک لشکر جرمنی ہی میں چھوڑا یہ لشکر ان سپاہیوں پر مشتمل تھا جو سب سے زیادہ باغیانہ رجحان رکھتے تھے اس لشکر کا کماندار جرمانیکس نے اپنے ایک نائب سپہ سالار لیگتس کو بنایا تھا۔ زیریں اور بالائی جرمنی میں دریائے رائن کے کنارے دو بڑی بڑی چھاؤنیاں قائم کی گئی تھیں ایک مینز کے مقام پر اور دوسری ا یکسٹن کے مقام پر واقع تھیں ان دونوں چھاؤنیوں میں جو لشکر رکھا گیا تھا اس کا مرکزی دفتر مینز میں رکھا گیا تھا اور ان چھاؤنیوں کا سپہ سالار لیگتس اسی مرکز میں رہنے لگا تھا یہ انتظامات مکمل کرنے کے بعد جرمانیکس واپس روم چلا گیا تھا۔

جرمنی میں فتوحات حاصل کرنے کے بعد جرمانیکس کی عزت اور شہرت میں اضافہ ہوا تھا۔ اٹلی کے لوگ اسے اپنا ہیرو اور اپنی قوم کا مہربان اور مربی خیال کرنے لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ اٹلی میں جب جرمانیکس نے اس قدر ہردل عزیزی حاصل کر لی تو قیصر روم ٹی بیرس فکر مند ہوا کہ کہیں لوگ اس کی جگہ جرمانیکس کو اپنا حکمران بنانے پر آمادہ نہ ہو جائیں لہٰذا ٹی بیرس نے جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ مشرق میں آرمینیا کے باعث جو مختلف مواقع پر رومنوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا جرمانیکس ان مشکل حالات میں قابو پا کر وہاں رومنوں کی عزت اور ان کا وقار بحال کرے۔ ٹی بیرس کا یہ حکم پاتے ہی جرمانیکس اپنی بیوی اگریپینا کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

گو جرمانیکس قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا بھی تھا پھر بھی ٹی بیرس اس سے خوفزدہ تھا کہ کہیں وہ اس کی حکومت کا تختہ ہی نہ الٹ دے لہٰذا جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کرنے کے بعد ٹی بیرس ایک طرح سے مطمئن اور پر سکون ہو گیا تھا۔ جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کرنے کے ساتھ ساتھ ٹی بیرس نے ایک اور کام بھی کیا اور وہ یہ کہ اس نے ایک انتہائی دلیر شجاع شخص کہ نام جس کا پائیسو تھا اسے شام کا حکمران بنا کر روانہ کر دیا اور اس کی روانگی جرمانیکس کی روانگی سے پہلے ہی عمل میں لائی گئی تھی لہٰذا جس وقت جرمانیکس مشرق میں پہنچا اس وقت تک پائیسو شام اور اس کے گرد و نواح کا اقتدار اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ ٹی بیرس نے خفیہ طور پر پائیسو کو یہ ہدایات جاری کر دی تھیں کہ وہ جرمانیکس کا کسی نہ کسی طرح خاتمہ کر دے اور اسے مشرق سے

مغرب کی طرف واپس آنے کا موقع فراہم نہ کرے۔

یہ سارے امور قیصر روم ٹی بیرس اور اس کی بیوی لیویا نے بڑی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے طے کئے تھے۔ جرمانیکس کی بیوی اگریپینا اور پائیسو کی بیوی پلینسینا آپس میں ایک دوسرے کی بدترین دشمن تھیں جبکہ پلینسینا ٹی بیرس کی بیوی لیویا کی ایک قابل اعتماد اور انتہائی راز دار سہیلی بھی تھی گویا جرمانیکس اور اس کی بیوی اگریپینا کے مقابلے میں پائیسو اور اس کی بیوی پلینسینا کو ٹی بیرس اور اس کی بیوی لیویا کی پوری پوری ہمدردیاں حاصل تھیں۔

مشرق میں پہنچ کر جرمانیکس نے سارے امور اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد شروع کر دی اس نے پائیسو کو بھی اپنا ماتحت بنا کر رکھنے کا حکم جاری کر دیا تھا لیکن جرمانیکس کی بدقسمتی کہ اسی دوران وہ بیمار پڑ گیا کہتے ہیں کہ اسی بیماری ہی کی حالت میں پائیسو اور اس کی بیوی پلینسینا نے اسے زہر دے کر اس کا خاتمہ کر دیا اس طرح جرمانیکس جو ٹی بیرس کا بھتیجا اور اس کے بیٹے ڈروسس کا سالا بھی تھا بڑی آسانی سے اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

جرمانیکس کو چونکہ اٹلی والے اپنا قومی ہیرو خیال کرتے تھے اور اس نے جو فتوحات جرمنی میں حاصل کی تھیں اس کی وجہ سے اٹلی میں اس کا ایک منفرد مقام تھا لہٰذا جب جرمانیکس کی ہلاکت کی خبر اٹلی پہنچی تو لوگوں نے پائیسو اور پلینسینا پر جرمانیکس کی موت کے سلسلے میں مقدمہ چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ پائیسو اور پلینسینا کو سزا دینے کے لئے لوگوں کا جوش و خروش اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لوگوں کے اسی جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے قیصر روم ٹی بیرس نے پائیسو اور پلینسینا کو روم طلب کر لیا دونوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ پائیسو اسی مقدمے کی کارروائی کے دوران ہی خودکشی کر کے چل بسا جبکہ اس کی بیوی پلینسینا کو قیصر روم ٹی بیرس کی بیوی لیویا نے بچا لیا تھا اس لئے کہ پلینسینا لیویا کی بہترین اور ہردلعزیز دوستوں میں سے تھی اس طرح جہاں رومنوں کے بہترین جرنیل جرمانیکس کا خاتمہ کیا گیا وہاں اس کا قاتل پائیسو بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔

جرمانیکس کی موت کے بعد رومن سلطنت کے لئے یکے بعد دیگرے دو بڑے بڑے حادثے نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ براعظم افریقہ میں تھا جہاں تکفرنلس نام کے ایک سردار نے سارے بربروں کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسی لشکر کے بل بوتے پر اس نے رومنوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی تھی۔ قیصر روم ٹی بیرس نے یکے بعد دیگرے کئی لشکر تکفرنلس کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے لیکن ہر بار تکفرنلس

نے رومن لشکروں کو بدترین شکست دی اس طرح وہ دن بدن افریقہ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرتا چلا گیا تھا۔ رومنوں کو سترہ عیسوی سے لیکر چوبیس عیسوی تک اس ٹکفرنا کے ساتھ افریقہ کے ریگستانوں میں جنگوں میں الجھے رہنا پڑا اور بڑی مشکل سے وہ بربروں کو بیشمار مراعات دینے کے بعد بغاوت کو دبانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

اسی دوران یعنی اکیس عیسویں میں وحشی گال قبائل نے بھی رومنوں کے خلاف ایک بہت بڑی بغاوت کھڑی کی تھی۔ گالوں کے دو سردار فلورس اور سیکرور اس بغاوت کے سرکردہ تھے اور ان دونوں گال سرداروں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا عرصہ روم شہر میں گزارا تھا اور یہ رومنوں کے طریقہ جنگ سے خوب آگاہ تھے۔ ان گال سرداروں کی بغاوت کے خلاف بھی پے درپے کئی لشکروں کو بھیج کر بغاوت کو فرو کرنا پڑا اور اس بغاوت کے سلسلے میں باغی گال قبائیلوں کے ہاتھوں بے شمار رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ تاہم رومن کسی نہ کسی طرح اس بغاوت کو بھی دبانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ قیصر روم ٹی بیرس کے لئے ایک الجھن خود روم یعنی اٹلی کے اندر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اٹلی کے لوگ پہلے ہی ٹی بیرس کی حماقتوں اور اس کے ظلم سے نالاں تھے۔ جرمانیکس کی موت نے انہیں اور برانگیختہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں اٹلی کے مختلف شہروں میں جگہ جگہ قیصر روم ٹی بیرس کے خلاف عدم اطمینان اور ایک طرح سے باغی تحریکیں سر اٹھانے لگی تھیں تاہم اپنے لشکر کی مدد سے کسی نہ کسی طرح ٹی بیرس ان بغاوتوں کو دبائے چلا جا رہا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کے لئے چوتھا بڑا حادثہ اس کے اکلوتے اور ہردلعزیز بیٹے ڈروسس کی موت تھی اس ڈروسس کا ایک ہی بیٹا تھا اور ڈروسس خود ابھی جوان تھا کہتے ہیں کہ جرمانیکس جو قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا تھا اس کی بہن لیولا ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کی بیوی تھی قدیم تاریخوں اور روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جرمانیکس کی بہن لیولا ایک نوجوان سیانوس سے محبت کرتی تھی اور دل کی گہرائیوں سے اسے پسند کرتی تھی لیولا کو جب پتہ چلا کہ اس کے بھائی جرمانیکس کے قتل میں قیصر روم ٹی بیرس بھی شامل ہے تو اس نے اس سلسلے میں اپنے محبوب سیانوس سے بات کی سیانوس نے اسے مشورہ دیا کہ جس طرح ٹی بیرس نے تمہارے بھائی جرمانیکس کا خاتمہ کیا ہے اس طرح تم بھی قیصر روم ٹی بیرس کو سزا دو اور سیانوس نے لیولا کو یہ مشورہ دیا کہ اگر وہ اپنے خاوند اور ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کو زہر دے کر ہلاک کر دے اس طرح وہ اپنے مرنے والے بھائی کا انتقام لے سکتی ہے۔ لیولا سیانوس کی ان باتوں میں آ گئی اور ایک روز اس نے اپنے شوہر اور قیصر روم

ٹی بیرس کے اکلوتے بیٹے ڈروسس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

سیانوس انتہائی عیار انتہائی تیز طرار انسان تھا اندر ہی اندر یہ رومن تخت و تاج پر قبضہ کرنے کے لئے تدبیریں مرتب کرنے لگا تھا ایک طرف اس نے اپنی محبوبہ لیولا کو حرکت میں لاتے ہوئے ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کو ہلاک کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف وہ مختلف حربے اور مختلف جتن اختیار کرتے ہوئے قیصر روم ٹی بیرس کی ہمدردی اور اس کی حمایت حاصل کرتا چلا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اس قدر لگن دلچسپی اور خلوص کے ساتھ ٹی بیرس کے لئے کام کرنا شروع کیا کہ ٹی بیرس اس پر اندھا اعتماد کرنے لگا تھا۔ ٹی بیرس کے سامنے اب اس کا ایک ہی پوتا یعنی ڈروسس کا بیٹا تھا جسے وہ اپنے بعد قیصر روم بنانے کی تجویز پیش کر سکتا تھا اس کے علاوہ اس کے بھتیجے جرمانیکس کے دو بیٹے تھے ان پر بھی ٹی بیرس پوری توجہ دینے لگا تھا۔ رومن تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے سیانوس کے راستے میں یہ سب رکاوٹیں تھیں جنہیں وہ ہٹا دینا چاہتا تھا سب سے پہلے ٹی بیرس نے عجیب سا انداز اختیار کرتے ہوئے جرمانیکس کی بیوی اگریپنا اور اس کے ایک بیٹے کا خاتمہ کر دیا ایسا ہونے پر روم کے اندر ایک ہلچل مچ گئی تھی۔ اٹلی میں جگہ جگہ شور شرابے ہوئے بلوے اور بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ سب سیانوس سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کر رہا تھا۔ جب اس طرح کے حالات رونما ہوئے تو اس سیانوس نے بڑے پرخلوص سے انداز میں قیصر روم ٹی بیرس کو مشورہ دیا کہ وہ کیپری کے ساحل پر جا کر پرسکون زندگی بسر کرتا رہے اس نے ٹی بیرس کو یہ بھی ڈرایا دھمکایا کہ اگر وہ روم ہی میں رہا تو بلوائی اور باغی کسی نہ کسی طرح اس کا خاتمہ کر دیں گے اس نے ٹی بیرس کو سمجھایا کہ وہ کیپری کے ساحل پر جا کر پرسکون زندگی بسر کرے اور اس کی غیر موجودگی میں وہ اٹلی کے بدترین حالات کو سنوارنے کی کوشش کرے گا اور جب حالات معمول پر آئیں گے تو وہ ٹی بیرس کو واپس بلا لے گا تاکہ وہ پھر پہلے کی طرح پرسکون انداز میں تاج و تخت کو اپنے قبضے میں رکھ سکے ٹی بیرس سیانوس کی ان باتوں میں آ گیا لہٰذا وہ اپنی بیوی کے ساتھ کیپری کے ساحل پر چلا گیا تھا لیکن ٹی بیرس کی بدقسمتی سے اس ساحل پر چند ہی ماہ گزارنے کے بعد ٹی بیرس کی بیوی لیویا چل بسی۔

خود مختاروں کے اس دور میں اس سیانوس نے بہت کام دکھایا۔ اسی دور میں اس سیانوس نے ٹی بیرس کے اکلوتے بیٹے ڈروسس کے فرزند کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تاہم ٹی بیرس کے بھتیجے جرمانیکس کا ایک بیٹا نام جس کا گیوس تھا کسی نہ کسی طرح اس سیانوس کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے روپوشی

کی زندگی بسر کرنے لگا تھا اسی دوران ٹی بیرس کے بڑے بھائی کی بیوہ اور اس کے دوسرے ہمدردوں نے پے در پے قاصد بھجوا کر سیانوس کے مظالم سے اسے آگاہ کیا۔ ٹی بیرس کو یہ بھی بتایا گیا کہ سیانوس اندر ہی اندر سازش کر کے روم کا تاج و تخت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ٹی بیرس کو کیپری کے ساحل پر جب سیانوس کے ان ارادوں کی خبر ہوئی تو اس نے خفیہ طور پر اپنا ایک قاصد روم شہر بھجوایا جس نے سینیٹ کے ممبران سے بات کی اور انہیں سیانوس کے ارادوں سے آگاہ کیا۔ سیانوس کے ارادوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد سینیٹ کا اجلاس اپالو کے مندر میں منعقد ہوا جس میں سیانوس پر الزامات لگائے گئے جو صحیح ثابت ہوئے جس کے جواب میں سینیٹ کے حکم پر سیانوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ سیانوس کی موت کے بعد ٹی بیرس کو کیپری کے ساحل سے واپس روم شہر لایا گیا لیکن اس کے بعد وہ تھوڑا ہی عرصہ حکومت کر سکا تھا اور اس کی موت کے بعد اس کے بھتیجے اور جرمانیکس کے بیٹے گیوس کو رومنوں کا قیصر اور شہنشاہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

○

ایک روز جب کہ یوناف اور بیوسا اسکندریہ شہر کے نواح میں ماہی گیروں کی بستی کے اندر اپنے جھونپڑے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف جب چونکا تو بیوسا بھی متوجہ اور ہمہ تن گوش ہو گئی تھی اس کے بعد اپنا شیریں اور ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب! صادو سے انتقام لینے کا وقت آ گیا ہے ان دنوں بارس' صادو' یوشا' عارب اور نبیطہ نے دمشق شہر میں قیام کر رکھا ہے۔ عزازیل بھی ان دنوں ان کے ساتھ قیام کئے ہوئے ہے اور وہ دمشق کے علاوہ اس کے نواحی اور قریبی شہروں کے اندر شرک کی تشہیر کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ سنو یوناف یہ جو صادو ہے یہ دمشق شہر میں اہل استوان کے خاندان کی ایک لڑکی کو پسند کرنے لگا ہے یہ اس خاندان کے گھر میں شام کے بعد ہر روز اس لڑکی کی خاطر جاتا ہے اور اکیلا ہی وہاں آتا ہے اگر تم چاہو تو صادو پر گرفت کر کے اسے باسانی یہاں لا کر اپنے عذاب میں دو چار کر سکتے ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

دیکھ ابلیکا جہاں تک دمشق شہر کا تعلق ہے یہ شہر میرا خوب دیکھا بھالا ہے پر یہ جو تو

نے اہل استوان کا ذکر کیا ہے یہ لفظ اور جملہ کم از کم میرے لئے اجنبی اور نا آشنا ہے یہ تو کہو کہ یہ استوان کون ہیں اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھ یوناف میرے حبیب یہ اہل استوان قدیم فلسفیوں کا ایک فرقہ ہے یہ لوگ شروع میں زیادہ تر بعلبک شہر میں آباد تھے پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور اب یہ لوگ بعلبک کے علاوہ کافی تعداد میں دمشق شہر میں بھی آباد ہو چکے ہیں۔ شروع میں یہ لوگ بت پرستی سے اجتناب کرتے تھے لیکن اب یہ ارض شام کے دوسرے لوگوں کی طرح بعل دیوتا اور عشروت دیوی کی پوجا پاٹ بھی کرنے لگے ہیں ان اہل استوان ہی کے ایک خاندان میں صادو کا ایک خوبصورت لڑکی کی خاطر آنا جانا ہے بس اسی آنے جانے سے تم فائدہ اٹھاؤ اور صادو کو بے بس کر کے اور اسے پکڑ کے یہاں لے آؤ۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم دونوں میاں بیوی ابھی سے تیار ہو جاؤ میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں اور تمہیں دمشق شہر میں اس گھر تک لیجاؤں گی جہاں صادو کا آنا جانا ہے۔ اس پر یوناف بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو ابلیکا میری ہمنوا میری ہمراہ اگر یہ بات ہے تو ابھی اور اسی وقت کوچ ہو گا اس کے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنے جھونپڑے سے وہ دمشق شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی پہلے یوناف اور بیوسا دمشق کے نواح میں جبل قاسیون کے اوپر نمودار ہوئے۔ یہاں پھر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف یہ صادو اہل استوان کی لڑکی کی خاطر اس وقت اس کے گھر آتا ہے جب شام خوب رات میں ڈھل جاتی ہے میرا مشورہ ہے کہ تم جبل قاسیون سے اتر کر نیچے وادیوں میں جاؤ یہاں کئی سرائیں ہیں سرائے میں تم دونوں میاں بیوی قیام کرو کھانا کھاؤ تازہ دم ہو اتنی دیر تک وقت گزر جائے گا اس کے بعد جس وقت صادو اس لڑکی سے ملنے کے لئے روانہ ہو گا میں تمہیں اطلاع کر دوں گی تم دونوں میاں بیوی اس پر وارد ہونا اور اسے اٹھا کر اسکندریہ کے ساحل کی طرف لیجانا۔

یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کیا دونوں میاں بیوی ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جبل قاسیون سے اتر کر وہ ان وسیع وادیوں میں داخل ہوئے جنہیں غوطہ کہہ کر پکارا جاتا تھا اور جس کے اندر قیام کرنے کے لئے بہت سی سرائیں تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا ایک سرائے میں داخل ہوئے وہ سرائے کا صحن

عبور کر کے تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص ان دونوں میاں بیوی کے قریب آیا اور بڑے با ادب انداز میں وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میں اس سرائے کا مالک ہوں اور آپ دونوں کو اپنی اس سرائے میں خوش آمدید کہتا ہوں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اے مہربان تیری بڑی نوازش تیرا بڑا شکریہ کہ تو نے اس انداز میں ہم دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا۔ دیکھو ہم دونوں میاں بیوی کھانا کھانا چاہتے ہیں۔ پھر دمشق شہر میں کسی سے ملنا چاہتے ہیں اس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ تمہاری سرائے میں قیام کریں۔ اس پر سرائے کا مالک ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں میاں بیوی کو آگے بڑھنے کے لئے کہتا ہوا بولا۔ آپ تشریف لے چلیں میں آپ کے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ جس جگہ سرائے کا مالک بیٹھا تھا اس کے قریب ہی یوناف اور بیوسا کو اس نے ایک خالی میز پر بیٹھنے کو کہا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی چپ چاپ اس میز پر بیٹھ گئے اس کے بعد سرائے کے مالک نے انہیں کھانا پیش کیا اور دونوں میاں بیوی خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے چونکہ یوناف اور بیوسا کو ابلیکا کی طرف سے کسی اشارے کا انتظار کرنا تھا لہٰذا کھانا کھانے کے بعد وہ وہیں بیٹھ کر ابلیکا کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اس دوران سرائے کا مالک بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

میرے عزیزو! اگر تم برا نہ مانو تو میں تم سے یہ جاننا چاہوں گا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ دمشق شہر میں تمہارا آنے کا کیا مقصد ہے اور تمہارا کس سرزمین سے تعلق ہے۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر تک نرمی اور مسکراہٹ میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے مہربان میرا نام یوناف ہے اور میرے ساتھ میری بیوی بیوسا ہے تم یوں جانو کہ ہم دونوں کا تعلق مصر سے ہے۔ اس شہر میں آنے کی ہمارے پاس دو وجوہات ہیں ایک تو یہ قدیم اور پرانا شہر ہے اس کے متعلق ہم نے بہت کچھ سن رکھا تھا لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی کو اسے دیکھنے کا اشتیاق ہوا لہٰذا ہم دمشق شہر کی طرف آئے۔ دوسری وجہ یہ کہ دمشق کے اہل استوان کے خاندانوں میں سے ایک خاندان ہم دونوں کے آباؤ اجداد کا جاننے والا ہے ہم ان سے بھی ملنا چاہتے ہیں۔ اے ہمارے مہربان قبل اس کے کہ ہم تمہاری سرائے سے اٹھ کر شہر کو دیکھنے کے لئے نکلیں کیا تم شہر سے متعلق ہمیں کچھ تفصیل نہ بتاؤ گے اس پر سرائے کا مالک بڑی فراخدلی اور بڑے تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کیوں نہیں۔ سنو جو کچھ میں اس شہر سے متعلق جانتا ہوں وہ تمہیں ضرور بتاتا ہوں۔

سرائے کا مالک تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور یوناف اور

بیوسا دونوں میاں بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! عام خیال یہ کیا جاتا ہے کہ دمشق شہر دنیا میں سب سے زیادہ قدیم شہر ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دمشق شہر کی بنیاد سام بن نوح کے پروتے قانی کے بیٹے دمشق نے رکھی تھی دوسری روایت یہ ہے کہ اس کی بنیاد نوحؑ ہی کے ایک رشتے دار بیوتاسف نے ڈالی تھی اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ دمشق کے آباد ہونے کے پانچ سال بعد اللہ کے نبی ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے۔ تیسرا قول یہ بھی مشہور ہے کہ دمشق کو آباد جیرون بن عار نے کیا تھا جو نوحؑ کے بیٹے سام کا پوتا تھا۔ اس شہر میں یہ بھی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ہودؑ نے بھی اس شہر میں قیام کیا اور اس شہر میں انہوں نے ایک عبادت گاہ بھی بنائی تھی کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس شہر کو آباد ابراہیمؑ کے ایک غلام العاذر نے کیا تھا جبکہ ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ دمشق فلسطین، ایلیا، حمص اور الاردن یہ پانچوں ارم بن سام بن نوح کے بیٹوں کے نام ہیں اور انہی کے ناموں سے یہ سارے شہر آباد کئے گئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو مہربان مہمانو! دمشق شہر کے عموماً" سات دروازے خیال کئے جاتے ہیں۔ پہلا باب جابیہ، جو ایک بستی کے نام سے ہے جو دمشق شہر کے باہر واقع ہے۔ دوسرا باب شرقی، تیسرا باب صغیر جو شہر پناہ کے جنوب مغربی گوشے میں ہے۔ چوتھا باب کبیر جسے عموماً" باب کیسان بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ شہر پناہ کے جنوب مشرقی گوشے میں کھلتا ہے۔ پانچواں باب الشرقی، چھٹا باب طوما اور ساتواں باب الفرادلیس ہے۔

میرے عزیزو! دمشق کے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت آدمؑ اسی شہر کے نواح میں بیت انات میں قیام رکھتے تھے جب کہ ان کی بیوی حوا بیت لحیا میں سکونت رکھتی تھیں۔ ان کا بیٹا ہابیل اور اس کا ریوڑ مقرا نام کی بستی میں رہتے تھے جبکہ قابیل اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال مقام قینہ میں رہ کر کیا کرتا تھا۔ یہ سب مواضع دمشق کے نواح میں آباد اور موجود ہیں۔

دمشق شہر کے ایک دروازے کے قریب ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا ہے جس سے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ قابیل اور ہابیل اس پر چڑھاوے لا کر رکھا کرتے تھے اور جو نذر خدا کے ہاں مقبول ہوتی اسے ایک آگ آسمان سے ظاہر ہو کر جلا دیتی لیکن جو قبول نہ ہوتی وہ چیز یونہی پڑی رہ جاتی کہتے ہیں کہ ہابیل ایک مرتبہ اپنے ریوڑ کا موٹا دنبہ لایا اور اسے پتھر

پر رکھ دیا آگ ظاہر ہوئی اور اسے جلا دیا اس کے بعد قابیل آیا اور اپنی کھیتی کے گیہوں لا کر پتھر پر رکھ دیئے لیکن وہ قبول نہ ہوئے اور یونہی پڑے کے پڑے رہ گئے اسی پر قابیل کو بھائی سے حسد ہوا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے ان پہاڑیوں تک آیا جو میدان دمشق کے گرد چھائی ہوئی ہیں اور آج کل جبل قاسیون کہلاتی ہیں وہ بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

لیکن نہیں جانتا تھا کہ یہ کام کس طرح انجام دے تب عزازیل یعنی ابلیس اس کے سامنے آیا اور ایک پتھر اٹھا کر اپنے سر پر مارنے لگا اس کی اس حرکت سے قابیل نے جانا کہ وہ پتھر سے کام لیکر اپنے بھائی کا خاتمہ کر سکتا ہے لہذا اس نے پتھر اٹھا کر اپنے بھائی کے سر پر مارا اور اس طرح جبل قاسیون پر اس نے اپنے بھائی کا خاتمہ کر دیا یہ جو پتھر دمشق کے ایک دروازے کے قریب پڑا ہوا ہے اس پر خون کے دھبے اور نشان بھی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہابیل ہی کے خون کے نشانات ہیں۔

دیکھ میرے بھائی! مقامی روایات کے مطابق یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسی شہر میں اللہ کے نبی نوحؑ قیام رکھتے تھے اور انہوں نے اپنی کشتی جبل لبنان کی لکڑی سے تیار کی اور اسی شہر کے نواح میں رہتے ہوئے تیار کی نیز اسی مقام سے کشتی میں بیٹھے جسے عین البحر کہتے ہیں کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ار شہر کے بجائے دمشق شہر کے نواح میں غوطہ نام کی وادیوں کے ایک گاؤں برزہ میں پیدا ہوئے تھے جو جبل قاسیون کی حدود میں واقع ہے۔ میرے عزیزو! جب تم دمشق شہر دیکھنا چاہو تو کسی رہبر اور کسی راہنما کو ضرور اپنے ساتھ رکھ لینا اگر تمہیں میسر نہ ہو تو مجھے بتانا میں تمہیں اچھا سا کوئی راہنما مہیا کر دوں گا اور تم دمشق کی وہ مشہور و معروف دیوار کو ضرور دیکھنا جس میں ایک پرانا اور قدیم کتبہ نصب ہے اور جس کی تحریر نے آج تک لوگوں کو ایک پریشانی اور ہیجان میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔ جس تحریر کا تم ذکر کر رہے ہو وہ تحریر کیسی ہے جو لوگوں کی پریشانی کا باعث ہے اس پر سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا۔ جس قدیم دیوار کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کے اندر ایک کتبہ(۱) ہے اس کتبے کے اوپر جو تحریر ہے وہ کچھ یوں ہے۔

(۱) خلیفہ ولید بن عبدالمالک نے جب دمشق میں جامعہ دمشق تعمیر کرنا چاہی تو اس کی جب کھدائی شروع کی گئی تو کھدائی کے دوران ایک پختہ دیوار ملی جو خندق کی طرف اور اس کے برابر بنی ہوئی تھی لوگوں نے خلیفہ ولید بن عبدالمالک کو اس کی خبر کی اور اس دیوار کے استحکام کا حال کہا اور اجازت لی کہ اسی عمارت پر دیوار اٹھالینی چاہئے۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ میں اس کی اجازت صرف اسی صورت میں دے سکتا ہوں کہ دیواروں کی پختگی اور مضبوطی کا مجھے پورا اطمینان ہو جائے اور اس دیوار کی مضبوطی کا یقین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ تم اوپر ہوتے ہوئے نیچے تک پہنچ جاؤ اور وہاں بھی یہ ایسی ہی پختہ ملے تو میں اس کے اوپر عمارت بنانے پر رضامند ہوں ورنہ اسے چھوڑ دینا چاہئے تب دیوار کے سامنے کے رخ سے کھدائی نیچے تک جاری رکھی گئی نیچے جا کر ایک دروازہ ملا جس پر ایک سنگ سماق کی لوح اور اور کتبہ تھا اور اس پر ایک اجنبی سی زبان میں کوئی تحریر درج تھی۔ خلیفہ ولید بن عبدالمالک نے اسے پڑھوانے کی کوشش کی بہت تلاش بسیار کے بعد ایک شخص انہیں ملا جو یونانی زبان کا ماہر تھا اس نے بتایا کہ یہ تحریر یونانی زبان کی ہے اور پھر اس نے اس کا ترجمہ کر کے دیا اور ترجمہ اس کا وہی تھا جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

آئندہ کے نشان ظاہر کئے جا چکے ہیں اور ضروری ہے کہ ہر چیز پھر نئی ہو جائے جیسا کہ ان لوگوں تک سے پیش گوئی کر دی گئی ہے جو سن رسیدہ اور کمر خمیدہ ہو چکے ہیں۔ پھر جب دنیا دوبارہ جوان ہو جائے گی اور خالق مخلوقات کی عبادت کا یہاں اہتمام ہو گا اور جب گھوڑوں کا چاہنے والا حکم دے کہ خود اس کے سکون سے اس ہیکل کی تعمیر کی جائے اور یہ بات اہل استوان کے زمانے کے سات ہزار نو سو برس گزرنے کے بعد واقع ہو گی اور اگر بنانے والا اس میں داخل ہونے کے لئے زندہ رہے تو یہ عمارت اس کا بہترین کارنامہ مانی جائے گی۔ پس سلامتی ہو تم پر۔

دیکھو میرے مہربان اجنبیو! یہ دمشق شہر شام کا سب سے خوبصورت شہر ہے اس کا محل وقوع بہترین آب و ہوا معتدل ترین زمین سیراب ترین میوے گوناگوں ترین اور ترکاریاں سب سے زیادہ افراط کے ساتھ ہوتی ہیں زمین کا زیادہ تر حصہ ثمردار اور اس سے بھی زیادہ زرخیز ہے ہر طرف مسطح میدان نظر آتا ہے اور مکانات بہت بلند بنے ہوئے ہیں۔

دمشق میں پہاڑیاں اور کھیت ہیں اور کھیت زیادہ تر غوطہ نام کی وادیوں میں ہیں۔ غوطہ نام کی یہ وادیاں دو منزل طویل اور ایک منزل عریض ہیں اس کے مزارعے اس شان کے ہیں کہ بجائے خود قصبے معلوم ہوتے ہیں جیسے المزہ' داریا' برزہ' پرستا' کوکہا' بلاس' کفرسوسیہ اور بیت الہیا۔

شہر کے مغرب میں ایک اور وادی بھی ہے جسے وادی بنفشہ کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ وادی 12 میل لمبی اور 3 میل چوڑی ہے اس میں ہر جگہ مختلف قسم کے ثمردار درخت دکھائی دیتے ہیں۔۔ اس وادی کے بیچ میں پانچ نالے بہتے ہیں اور ہر ایک کے حلقے میں ہزار سے دو ہزار نفوس تک کی بستیاں آباد ہیں۔ وادی بنفشہ کی طرح وادی غوطہ میں بھی اسی طرح ندیاں ایک دوسرے کو کاٹتی ہوئی گزرتی ہیں اور پانی شاخ در شاخ ہو کے تمام کھیتوں اور باغوں میں جن کی کثرت ہے پہنچ جاتا ہے۔ ہر طرح کے میوے یہاں پیدا ہوتے ہیں کہ ذہن ان کی اقسام کا احاطہ نہیں کر سکتا نہ مقابلہ کرنے کے یہاں کی میوہ خیزی اور خوبی کا اندازہ ہوتا ہے۔

دمشق دنیا بھر میں خدا کی بنائی ہوئی بہترین بستی ہے۔ وادی غوطہ کی بعض ندیاں عین فیجہ سے نکل کر آتی ہیں جو سامنے کے پہاڑوں کا ایک چشمہ ہے یہ پانی پہاڑوں کے دامن سے ٹوٹ کر ایک بڑے دریا کی طرح جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھتا ہے جس کا شور ہر کوئی دور دور سے سن سکتا ہے۔ وہاں سے بہہ کر یہ پانی موضع آبیل آتا ہے اور پھر شہر کے

قریب پہنچ کر کئی ندیوں میں بٹ کر آگے بڑھتا ہے اور پھر اس سے کھیتی باڑی کا کام خوب لیا جاتا ہے۔

دیکھو میرے مہمانو یہ دمشق ہر قسم کی اچھی چیزیں مہیا کرتا ہے۔ بازاروں میں ہر صنعت کے کاریگر اور نادر سے نادر اشیاء ہمہ قسم کے ریشم اور زر بفت کے سوداگر ہیں کہ اس کثرت سے دوسری کسی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو چیز بھی بنتی ہے وہ جہازوں اور قافلوں کے ذریعے اطراف و اکناف عالم کے تمام بڑے شہروں میں استعمال کئے کے لئے برآمد کی جاتی ہے۔

دمشق کی زر بفت کی ساخت حیرت انگیز ہے یہ کسی قدر یونانی زر بفت سے ملتی ہے اور ایران کے دستوا کے مشابہ ہوتی ہے اصفہان کے ساختہ پارچہ کا مقابلہ کرتی ہے اور کچے ریشم کے سادہ تانے کی خوبی کے اعتبار سے نیشاپور کی کمخواب سے بہتر مانی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ مصریوں کے بہترین پارچہ جو طلس کہلاتا ہے دمشق کی زر بفت بہتر ہے اور یہاں کے لیس و کلابتون کا قیمتی اور خوبصورت مصنوعات میں شمار ہوتا ہے آپ ان کا مثل نہیں ڈھونڈ سکتے اور نہ اس کے مقابلہ میں ایسی کسی دوسری چیز سے کر سکتے ہیں۔

دیکھو عزیزو دمشق شہر کے اندر برزہ نام کی ندی بہتی ہے جس کی وجہ سے شہر کے اندر ندی پر بہت سی پن چکیاں ہیں جن میں نہایت عمدہ قسم کا آٹا پستا ہے طرح طرح کے میوے ملتے ہیں جن کا شیرینی میں جواب نہیں ملتا ان کی کثرت و خوبی ان کا رسیلا پن اور ذائقہ بیان میں نہیں آ سکتا۔ اہل دمشق کے پاس روزی معاش اور ضروریات زندگی کی افراط ہے۔ شہر کے کاریگر دور دور شہرت رکھتے ہیں اور یہاں کی اشیاء دنیا بھر کی منڈیوں میں شوق سے خریدی جاتی ہیں۔ شہر شام کے سب سے دلاویز شہروں میں ہے اور خوبصورتی و خوشنمائی میں خوب تر اور کامل شمار کیا جاتا ہے۔

سرائے کے مالک کی اس تفصیل کے جواب میں یوناف کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر نہایت مانوس اور شیریں آواز میں ابلیکا اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہو صادو جس لڑکی کو پسند کرتا ہے اس کے ہاں جانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہو چکا ہے تم دونوں میاں بیوی اٹھ کر سرائے سے نکلو میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں صادو کو اس وقت ہاتھ ڈالنا جب کہ وہ اس لڑکی کے گھر میں داخل ہو چکا ہو وہاں تم بہتر طور پر اس سے نبٹ کر اسے اپنے ساتھ اسکندریہ کے ساحل کی طرف لیجا سکتے ہو۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے سرائے کے مالک کی

طرف غور سے دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے دمشق شہر سے متعلق مجھے تفصیل بتائی پر دیکھ مجھے اپنے ایک عزیز سے ملنے کے لئے جلدی ہے میں کھانا کھا چکا ہوں اپنے اس عزیز سے ملنے کے بعد میں شاید تم سے ملنے نہ آ سکوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا کھانے کی قیمت اس نے سرائے کے مالک کو ادا کی پھر وہ بیوسا کے ساتھ سرائے سے نکلا تھا اب دونوں میاں بیوی ابلیکا کی رہنمائی میں بڑی تیزی سے اندرونی شہر کی طرف جا رہے تھے۔

ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا دمشق شہر کے وسطی حصے میں ایک مکان کے سامنے رک گئے پھر وہ بے محابہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے ان دونوں نے دیکھا مکان کے سکونتی حصے کے سامنے جو لمبا گیلری نما برآمدہ بنا ہوا تھا اس میں دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی تین چار مشعلیں روشن تھیں اور اسی گیلری نما برآمدے کے اندر یوناف اور بیوسا کا بدترین دشمن صادو اس گھر کے مکینوں کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا جونہی یوناف اور بیوسا چلتے ہوئے صادو کے سامنے آئے ان دونوں کو دیکھتے ہی صادو انتہائی غضبناک ہو گیا تھا۔ قبل اس کے صادو یوناف اور بیوسا کو مخاطب کر کے کچھ کہتا یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی بیوسا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ سنو بیوسا اس وقت جبکہ صادو میرے سامنے اکیلا ہی ہے تم ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہنا اور اپنے اطراف میں نگاہ رکھنا کہ کہیں اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کی مدد کو نہ پہنچیں بہرحال یہی فرض ابلیکا بھی انجام دے گی میں اسے اس کی سری قوتوں سے محروم کروں گا اور پھر اس کا مقابلہ کروں گا میں خود بھی اس کے خلاف سری قوتیں استعمال نہیں کروں گا بلکہ اس کی طبعی طاقت کے مقابلے میں اپنی بھی طبعی قوت کو آزماؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف چند قدم آگے بڑھا جبکہ بیوسا ذرا دائیں طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی اتنی دیر تک صادو غضبناک ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے ! میں سمجھتا ہوں کہ تو اس گھر میں مجھے اکیلا دیکھ کر مجھ پر وارد ہونا چاہتا ہے لیکن تیرے ہر ارادے کو ناکام بنا دوں گا اس غلط فہمی اس دھوکے اور اس فریب میں مت رہنا کہ تم ہماری اسیری اور ہماری قید سے زنجیریں توڑ کر بھاگ نکلے تھے وہ لمحہ وہ ساعت ہی کچھ ایسی تھی کہ تم ہمارے اوپر حاوی ہو گئے تھے ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر میں اپنی طبعی قوتوں کو ہی حرکت میں لاؤں تو تیری جان کو ہوا کر کے رکھ دوں دیکھ نیکی کے نمائندے تو جانتا ہی ہے کہ میں ایک مردم گزیدہ مخلوق ہوں اور میں معراج آدم کو پستی

جیسا پر ذلت اور خوابیدہ شام جیسا اداس کرنے کا فن خوب جانتا ہوں اگر تو اپنی بہتری اپنی بھلائی چاہتا ہے تو یہاں سے دفع ہو جا اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا اور تم نے اگر ایسا کرنا چاہا تو پھر اپنے ذہن اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ اس گھر کے صحن میں میں تجھے مار مار کر تیرا چہرہ زرد، جسم لاغر، دل افسردہ، آنکھیں پرنم کر دوں گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس گھر کے آنگن میں میرے سامنے تیری حالت اک گدائے نوا کے زخموں کے پیوند اور آنکھوں میں خزاں کے غبار جیسی ہو کر رہ جائے گی اور میں تجھے زیر، تجھے مغلوب کر کے تیرے پاؤں میں نا امیدیوں کے سراب باندھ کر رکھ دوں گا لہٰذا تیری بہتری تیری بھلائی تیری منفعت اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جائے اور یہ کہ مجھ پر وارد ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اس کی آواز آہنی بیڑیوں کی جھنکار کی طرح سنائی دی تھی۔

دیکھ صادو بدی کے گماشتے تو جانتا ہے کہ میں نیکی کا نمائندہ ہوں اور نیکی بذات خود ایک عالم عشق و مستی میں بے عکس ہیولوں کی طرح نزع کے لمحات، محرومیوں کی داستان مسمار خوابوں اور توہین مشیت کرنے والوں پر چھا جانے کا عزم و فن رکھتی ہے۔ دیکھ بدی کے گماشتے میں جانتا ہوں کہ تم لوگ اور تمہارا سربراہ عزازیل صرف لفظوں کی لاف زنی کرتے ہو لکھ رکھ اس گھر کے صحن میں جب میں لفظ کن سے تراشے ہوئے حروف کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تیری جان میں مشیت کے پیالوں کا زہر بھر دوں گا۔ تیری یادوں کے بادبان اور تیرے خوابوں کے ساحلوں کو مسمار کروں گا۔ سن صادو اس گھر کے صحن میں میں تیرے کردار کی رگوں میں زہر بھروں گا۔ تیری تدبیر کے شیشے کو توڑوں گا تیری حصار ذات میں رخنے ڈالوں گا تیری شوق ادراک کی خوابیدگی میں زلزلہ انگیزی طاری کر دوں گا یہ مت گمان کرنا کہ تم جنات کی صنف سے تعلق رکھتے ہو تم خداوند قدوس کی جب میں نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تجھے اپنا اطراف و اکناف گردش کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ یوناف مزید کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا اس لئے کہ صادو بولا تھا پھر وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے یہ مت خیال کرنا کہ میں تمہارے خوفناک الفاظ استعمال کرنے کے انداز سے ڈر جاؤں گا ہرگز نہیں۔ میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ جب میں اساطیری قواعد و ضوابط کو ایک طرف رکھ کر آندھی کی شدت کی طرح تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تمہاری حالت دیمک زدہ در و بام جیسی بنا کر رکھوں گا۔ تمہارے ارادوں کو مجروح دو حرماں نصیب [illegible] میں تبدیل کر دوں گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں نے ایک زمانہ دیکھ

رکھا ہے۔ بڑے بڑے جرات رکھنے والوں کو میں نے ایک مسافر بے وطن جیسا کر کے رکھ دیا۔ جب کبھی بھی میں کسی کے خلاف حرکت میں آتا ہوں تو اس کی حالت سرکش آندھی اور طوفانوں میں گھرے ایک تنے جیسی بنا کر رکھتا ہوں لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ جائے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تیری رعنائی کی دھند تیرے جذبوں کی لطافت میں کانٹوں کی چبھن ضرور بھر کے رہوں گا۔

جواب میں یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ صادو تو خوش فہمی میں اپنے دل اپنے ذہن کو مبتلا نہ کر دینا جیسا کہ تو خود جانتا ہے کہ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اپنے اس خداوند قدوس کا ایک عاجز بندہ ہوں جو احد و صمد ہے جو رازق نیک و بد ہے۔ سن صادو میں ہر مصیبت ہر ضرورت کے وقت اسی خداوند قدوس کو مدد کے لئے پکارتا ہوں دیکھ صادو یہ دھرتی یہ نیل گگن یہ سائے یہ اجالے یہ کرب حادثات میں ڈھلتا آفتاب یہ نبض انقلاب کو حرکت میں لاتا چاند یہ صدیوں کی رات جیسے بکھرے ماہ و سال یہ ظلمتوں سے دست و گریبان ستارے یہ کڑے لمحوں کے طوفان اور بے تحریر دکھ یہ نور کے اجالے یہ خلائیں اور سماوات کی تنہائیاں یہ تقدیر کے دھارے دھوپ چھاؤں اور یہ رقص کرتی ہوئی لہریں سب میرے خداوند قدوس ہی کے حکم پر اور اس کے لفظ کن کے جواب میں حرکت پذیر ہیں جب تیرا میرا مقابلہ ہو گا تو میں اپنے اسی خداوند قدوس کی نصرت اور حمایت کے ساتھ تیرے مقابلے پر آؤں گا اور تجھے یقین دلاتا ہوں کہ اس شہر میں تجھے میں زیر اور مغلوب ضرور کر کے رکھوں گا۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر صادو کی آنکھوں سے قہر اور غضبناکی برسنے لگی تھی۔ طوفانی انداز میں وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور برآمدے سے نکل کر صحن میں آیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا تو کتوں جیسی مار کھائے بغیر جانے کا نہیں لگتا اس کے ساتھ ہی صادو مزید آگے بڑھا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب اس نے پوری قوت کے ساتھ یوناف کے سر پر لگانا چاہی تھی لیکن اس سے پہلے یہ یوناف حرکت میں آ چکا تھا۔ صادو کو اس نے اس کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا اور احتیاط کی خاطر اپنی سری قوتوں کو اس نے اپنی کمر سے لٹکتی ہوئی تلوار میں منتقل کر دیا تھا۔ صادو کا ضرب لگانے والا ہاتھ جب فضا میں اٹھا اور قبل اس کے کہ صادو کا ہاتھ یوناف کے سر پر پڑے یوناف نے اپنا بایاں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے صادو کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ صادو کا ہاتھ نیچے لایا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے صادو کو اپنی طرف کھینچا اور لگاتار دو مکے اس نے اس انداز سے دے مارے تھے کہ صادو سامان لادے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا ایک مکا یوناف نے صادو کی گردن پر دے

مارا تھا اور دوسرا مکا صادو کی بغل پر اس زور سے پڑا تھا جیسے آئرن پر رکھے ہوئے لوہے پر کوئی وزنی اور بڑا ہتھوڑا گرایا جاتا ہے۔

یوناف کی اس کارگزاری سے قریب ہی کھڑی ہوئی یوسا انتہائی مطمئن دکھائی دے رہی تھی اس کے چہرے پر اس سمے گہری اور خوش کن مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ یوناف سے دو مکے کھانے کے بعد صادو جلد ہی سنبھل گیا جوابی کارروائی کے طور پر اس نے لگا تار کئی مکے یوناف کے جگہ جگہ دے مارے لیکن صادو کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یوناف بڑے تحمل بڑے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے صادو کے ان مکوں کو برداشت کر گیا تھا اس کے بعد یوناف پر ایک جنون اور ایک انقلاب طاری ہو گیا تھا کہ اس نے صادو پر اپنے مکوں اور اپنے پاؤں کی ٹھوکروں کی بارش کر دی۔ صادو نے کئی بار سنبھلنے کی کوشش کی لیکن یوناف نے اسے مہلت ہی نہ دی اور مار مار کر اسے ادھ موا سا کر کے زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر یوناف نے وقت ضائع نہیں کیا صادو کو اس نے اپنی گرفت میں لیا یوسا کی طرف اس نے آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور صادو کو لیکر وہ دمشق سے اسکندریہ کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور یوسا صادو کو لیکر اپنے جھونپڑے کی طرف نمودار ہوئے۔ پھر یوناف نے یوسا کو مخاطب کر کے کہا یوسا تم جھونپڑے سے باہر ان درختوں کے ساتھ جن سے زنجیریں بندھی ہوئی ہیں آگ کا الاؤ روشن کرو اتنی دیر تک میں اس صادو کو زنجیروں میں جکڑتا ہوں۔ یوسا مطمئن انداز میں بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آئی اور جن درختوں کے ساتھ زنجیریں بندھی ہوئی تھیں ان کے قریب ہی اس نے فوراً" درختوں کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا پھر وہ بھاگا بھاگا جھونپڑے میں گیا اور لوہے کی کئی سلاخیں وہ اٹھا لایا پھر وہ لوہے کی لمبی لمبی بڑی سلاخیں اس نے آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے اندر رکھ دی تھیں۔

لوہے کی سلاخیں جب آگ میں تپ کر سرخ ہو گئیں تب یوناف حرکت میں آیا یوسا آگ کے الاؤ کے پاس ہی کھڑی رہی۔ یوناف نے دو سلاخیں جن کے دستے لکڑی کے تھے آگ سے نکالیں پھر وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے صادو کی طرف بڑھا۔ صادو یوناف کے ہاتھ میں گرم سرخ سلاخیں دیکھ کر لرز کانپ گیا تھا۔ پھر یوناف نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر صادو کو زمین پر لٹا دیا اپنے جوتے کی نوک سے اس نے صادو کی پیٹھ سے اس کا لباس ہٹایا پھر جگہ جگہ سے لوہے کی ان دو سلاخوں کی مدد سے اس نے صادو کی پیٹھ جلا کر رکھ دی تھی۔ جواب میں صادو بری طرح شور اور بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ رات کی تاریکی میں

یوں یوناف صادو کو ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا کرنے لگا تھا۔

یوناف ابھی صادو کو اذیت میں مبتلا کئے ہوئے ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کسی قدر تیز آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو صادو کے اغوا کی خبر ہو گئی ہے اور اب عزازیل' بارص' یوشا' عارب اور نبیطہ کے ساتھ طوفانی انداز میں اس طرف آ رہا ہے اس کی آمد سے پہلے ہی تم دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ میرے خیال میں صادو کی حالت دیکھتے ہوئے وہ سب تم سے ٹکرانے کی کوشش کریں گے تم فکر مند مت ہونا میں بھی یہاں ہوں تینوں مل کر ان سے ایسے نمٹیں گے جس طرح ان بازیگروں اور گناہ کے گماشتوں کے ساتھ ہم ماضی میں نمٹتے رہیں ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی دونوں سلاخیں بھی اس نے آگ کے اندر رکھ دی تھیں پھر وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ یوسا عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم سے صادو کا انتقام لینے کے لئے یہاں پہنچنے والا ہے تم میرے ساتھ مستعد ہو جاؤ جب وہ یہاں آئیں تو آگ کے اندر پڑی ہوئی لوہے کی دو سلاخیں تم سنبھال لینا اور اپنا عمل کرتے ہوئے انہی گرم سرخ سلاخوں کو عزازیل کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں لانا میں خود بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کروں گا اس کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی آگ کے الاؤ کے پاس کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

وقت گرد کے گھونگھٹ اڑاتا زار و ویران اور بیکس و گمنام جذبوں میں بے تحریر دکھ چھوڑتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔ ڈھلتی رات گہری ہو کر اپنی کراہوں میں اتر گئی تھی۔ رات کی کالی چمگادڑیں شب گزیدہ تمدن کی طرح اندھیرے کی کوکھ میں نئی رتوں کے افسانے اور حسن بے خدوخال کی داستانیں کھڑی کرنے لگے تھے۔ یوناف اور یوسا اسی طرح اپنے جھونپڑے کے سامنے آگ کی جلتے ہوئے الاؤ کے پاس کھڑے ہو کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرتے جا رہے تھے پھر چند ہی لمحوں بعد عزازیل بارص یوشا عارب اور نبیطہ یوسا اور یوناف کے سامنے نمودار ہوئے۔ ماہی گیروں کے جھونپڑوں میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہر کوئی نیند سے بغل گیر تھا ہر شے پر ایک خاموشی ایک سکوت طاری تھا وہاں آنے کے بعد عزازیل نے تھوڑی دیر تک اپنے ساتھی صادو کی طرف دیکھا جسے یوناف اور یوسا نے دو درختوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور عزازیل نے یہ بھی دیکھا کہ صادو کی پیٹھ کو گرم سلاخوں سے داغا بھی گیا تھا۔ اس پر غصے اور غضبناکی میں عزازیل کی

آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں اور اس کا چہرہ جلتے ہوئے الاؤ جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عزازیل بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے میرے ساتھی صادو کی یہ حالت کر کے تو نے اپنی ذات اور بیوسا کے لئے اچھا نہیں کیا تو جانتا ہے کہ میں وہ بد بلا ہوں جو تقدیر کے دھارے افکار کے غم اور طوفان الم تک کے رخ بھی موڑ دیتا ہوں۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میری فطرت میں شامل طلب انا جب اکتوبر کی سیمابی ہواؤں کی طرح حرکت میں آتی ہے تو چاروں طرف ہجر کی حبس اور پت جھڑ کے ٹھہرے موسم جیسا سماں باندھ کر رکھ دیتی ہے۔ میں جب سیلاب بلا خیز کی طرح اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہوں تو ان کی روحوں کے مسکنوں میں عہد ہوس کا' غموں کی شدت اور تحریک بغاوت کھڑی کر دیتا ہوں۔

سن نیکی کے نمائندے میں جب لامکاں اور لازماں ہوکر نکلتا ہوں تو ان گرد آلود فضاؤں میں روح کی تابانی کے جلوے تک کھڑے کرنے کی ہمت رکھتا ہوں ایسے میں کوئی دعا' کوئی تدبیر کوئی مناجات بھی میرے خلاف کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔

سن نیکی کے نمائندے اس بات پر مت اترانا کہ تو نے صادو کو بے بس کر کے اس عذاب اور مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے میں عزازیل تم سے اس سے بھی بدترین انتقام لینے کی ہمت اور جرات رکھتا ہوں دیکھ اس صادو کو چھوڑ دے اور اپنے اس رویے کی مجھ سے معافی مانگ ورنہ جب میں آزادی کے نشے میں سرشار سادے اور کورے صفحے کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو کراں تا کراں اس نظام مہر و انجم اور فرش نیلو فری کی قبائے ساز کے اندر نئی آرائشوں کی بے تابی میں بے سمت آندھیاں اور ماورائے حد نظر طوفانی شرر کھڑے کردوں گا اگر ایسا ہوا تو پھر تو اپنے آپ کو میرے سامنے مکمل طور پر بے بس مجبور اور لاچار پائے گا۔

سن نیکی کے نمائندے تو جانتا ہے میں دھوپ چھاؤں ناپتی لہروں کی طرح اپنی عمر کا قرض اتارنے کا فن جانتا ہوں۔ رات کی اس گہری خاموشی کے فسوں میں جبکہ ہر کوئی نیند سے بغل گیر ہے اور چاروں طرف ایک سناٹا اور ویرانی ہے تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو صادو کو چھوڑ دے اپنے ہاتھ سے اس کی زنجیریں کھول دے وگرنہ میں ستمگروں کے قبیلے کے کسی پاسبان کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تیرے لحہ آئند کو خون آلود اور تیرے سکون کے سایوں کو جھیر جھیر کر کے رکھ دوں گا۔ سن نیکی کے نمائندے ساز کتنا بھی فضا کو مغنی کیوں نہ کر دینے والا ہو آخر اسے وقت کے دھارے میں ڈوب ہی جانا ہوتا ہے۔ تو کتنا بھی ہمارے خلاف کمر کے طوفانوں کی طرح حرکت میں آکر ہمارے لیے قلت و ذلت کا

سبب بننے کی کوشش کرے لیکن انجام کار کامیابی و کامرانی ہمارے ہی مقدر میں آئے گی اور شکست و ریخت تیری قسمت کا ایک حصہ بن کر رہ جائے گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور بڑے قہرمانہ انداز میں وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل تو بکتا ہے تو کسی بھی صورت لامکاں و لازماں نہیں ہے اس لئے کہ لامکاں و لازماں تو صرف میرے خداوند قدوس کی ذات ہے تو میرے خداوند کا راندہ اور دھتکارا ہوا ایک ذلیل عنصر ہے دیکھ تو مجھے اپنے کورے اور اچھوتے الفاظ کی دھمکی نہ دے تو جانتا ہے تیرا میرا ٹکراؤ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ ان گزری ہوئی صدیوں میں تو کئی روپ دھار کر مجھ پر وارد ہوتا رہا پھر تو میرا کیا بگاڑ سکا اگر ماضی میں گزرے ہوئے وقت کے اندر تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو آج رات کی اس گہری تاریکی میں صادو کی خاطر انتقام لیتے ہوئے تو میرا کیا بگاڑ لے گا۔ دیکھ عزازیل تو جو کچھ کرنا ہے رات کی اس تاریکی میں کر دکھا پھر دیکھنا میں بھی نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے ایسے ہی انداز میں تمہارے خلاف حرکت میں آتا ہوں۔

سن عزازیل تو اس وقت کہاں تھا جب تو نے مجھے دریائے ساوہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل کے اندر زنجیروں میں جکڑا دیا تھا اور یہ صادو اور اس کا بھائی بارص مجھے گرم سرخ سلاخوں سے داغتے رہے تھے۔ سن عزازیل اس وقت تیرے لامکاں اور لازماں ہونے کے جذبے کہاں مر گئے تھے اس وقت تجھے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے تیری گرفت سے آزاد ہونے کے بعد تجھ سے انتقام لے سکتا ہوں اس لئے کہ ماضی میں اکثر اوقات میں ایسا کرتا رہا ہوں۔ دیکھ عزازیل ابھی تو میں نے صرف صادو کو زنجیروں میں جکڑ کر اسے اذیت میں مبتلا کیا ہے ابھی تو اس بارص کی بھی باری آنی ہے اس کی بھی میں ایسی حالت کروں گا جیسی اس کے بھائی صادو کی ہو رہی ہے اس پر عزازیل بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ انتہائی غیظ و غضب اور غصے میں کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے میرے روپ ہزار میرے حربے میری صنعتیں میری جدتیں بے شمار ہیں تو کس کس کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو مجھ سے بچانے کی کوشش کرے گا اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ مجھے صرف الفاظ کی دھمکی دے کر خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کر جو کچھ بھی تو نے کرنا ہے اس کا مظاہرہ کر دکھا پھر دیکھ میں کیسے تیری مزاحمت کرتا ہوں۔ عین یوناف کے ان الفاظ کے بعد عزازیل حرکت میں آیا اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر وہ ایک

شعلے کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہ شعلہ یوناف اور بیوسا کی آنکھوں کے سامنے فضاؤں کے اندر پھڑ پھڑاتا رہا پھر وہ شعلہ ان زنجیروں کی طرف بڑھا تھا جن میں صادو جکڑا ہوا تھا۔ عین اس موقع پر ابلیکا حرکت میں آئی اور یوناف کی گردن پر اپنے ریشمی اور حریری لمس دیتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب دیکھ یہ عزازیل جو شعلے کی شکل اختیار کر کے صادو کی طرف بڑھا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان زنجیروں کو کاٹنا چاہتا ہے جن میں صادو جکڑ ہوا ہے تو صرف عارب نبیطہ بارص اور یوشا پر نگاہ رکھ میں عزازیل سے خود نمٹتی ہوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی دوسرے ہی لمحے یوناف اور بیوسا نے دیکھا کہ عزازیل شعلے کی شکل اختیار کر کے جو زنجیروں کی طرف گیا تھا تو اس کے قریب ہی نیم ہرے رنگ کا ایک اور شعلہ نمودار ہوا تھا اور وہ دونوں شعلے بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے یوناف اور بیوسا کے علاوہ بارص اور یوشا عارب اور نبیطہ بھی بڑی جستجو کے انداز میں ان شعلوں کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک فضاؤں میں خاموشی رہی پھر اس کے بعد بارص یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف تیری بہتری تیری بھلائی اسی میں ہے کہ تو میرے بھائی صادو کو چھوڑ دے۔ اس پر یوناف کہنے لگا سن بارص تیرے بھائی کو میں چھوڑ تو دوں گا لیکن اس وقت جب میں اپنا انتقام اس سے لے لوں گا۔ اسے میں اتنی دیر ہی اپنے پاس رکھوں گا جتنی دیر تم لوگوں نے ہمیں عارب اور نبیطہ کے محل میں اسیر بنا کر رکھا اور مجھے اذیتیں دیتے رہے میں اس وقت سے ایک لمحہ بھی زائد اسے اپنے پاس نہیں رکھوں گا اسے چھوڑنے کے بعد سن بارص پھر تیری باری آئے گی تجھے بھی میں اتنی ہی دیر اذیت دوں گا جتنی تم لوگوں نے مجھے دی تھی۔ اس پر بارص پھر بولا اور کہنے لگا تو بکتا ہے ہم ہر صورت اپنے بھائی صادو کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا اگر ہمت ہے تو پھر صادو کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس پر بارص تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان زنجیروں کی طرف بڑھا تھا جن میں صادو جکڑا ہوا تھا۔ یوناف بھی طوفانی انداز میں آگے بڑھا تھا۔ بارص کے نزدیک جاتے ہی اس نے بارص کو اس کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا پھر جوں ہی بارص نیچے جھک کر لوہے کی زنجیروں کو پکڑنے لگا یوناف حرکت میں آیا اس کی گردن کے نیچے اس طاقت اور قوت کے ساتھ اس نے گھونسہ مارا کہ بارص ہواؤں میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا اس موقع پر یوناف نے ایک قہقہہ لگایا اور بارص کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا دیکھ بارص میرا یہ گھونسہ کیسا رہا عین اس موقع پر عزازیل جو بل کھاتے ہوئے ایک شعلے کی صورت

اختیار کر چکا تھا ایک کوندے کی طرح یوناف کی طرف لپکا تھا پھر یوناف کے چہرے پر ایسی زوردار ضرب لگی تھی کہ یوناف فضاؤں کے اندر کئی پلٹیاں کھاتا ہوا زنجیروں سے دور جا گرا تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عین اسی موقع پر ابلیکا بھی جو ایک شعلے کی صورت اختیار کر چکی تھی حرکت میں آئی وہ شعلہ بالکل عزازیل ہی کے انداز میں عارب کی طرف بڑھا اور پھر عارب کے چہرے پر بھی ایسی ضرب پڑی کہ عارب یوناف سے بھی زیادہ پلٹیاں کھاتا ہوا اور تکلیف و شدت میں کراہتا ہوا دور جا گرا تھا اس کے بعد پھر دونوں شعلے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے۔

اب یوناف سمجھ چکا تھا کہ رات کی اس تاریکی میں ٹکراؤ ضرور ہو کر رہے گا لہٰذا اس نے اٹھتے ہی ایک طوفان کھڑا کر دیا لگاتار اور پے درپے اس نے کئی ضربیں بارص اور عارب پر لگاتے ہوئے اس نے انھیں اپنے سامنے ہانکنا شروع کر دیا تھا ان دونوں کو اس نے ان کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا اپنی سری قوتوں کو وہ بار بار اپنی تلوار میں لے جاتا اور پھر واپس لا کر عارب اور بارص پر ضربیں لگانے لگتا تھا۔ یوناف ہی کی طرح بیوسا بھی حرکت میں آئی تھی اور وہ بھی یوناف جیسا ہی طریقہ استعمال کرتے ہوئے نبیطہ اور یوشا پر برس پڑی تھی اور باری باری ان پر ضربیں لگا رہی تھی۔ دوسری طرف یوناف نے جب دیکھا کہ اس کی دیکھا دیکھی بیوسا بھی نبیطہ اور یوشا سے ٹکرا رہی ہے تو ایک موقع پر جب اس نے بارص اور عارب دونوں کو مار مار کر زمین پر گرا دیا تھا تو وہ بھاگتا ہوا بیوسا کی طرف آیا اور اس کے سامنے برسرپیکار یوشا اور نبیطہ کو دو دو ایسی اور پرقوت زوردار ضربیں لگائیں کی یوشا اور نبیطہ دونوں ہی بے بسی کے عالم میں ہواؤں کے اندر اچھلتی ہوئی دور جا گری تھیں اس کے بعد بیوسا طوفانی انداز میں ان پر چھا گئی تھی اور لگاتار ان پر ضربیں لگاتے ہوئے انھیں اٹھنے کا موقع ہی فراہم نہ کر رہی تھی۔ دوسری طرف یوناف نے بھی بارص اور عارب کو ان کی ساری قوتوں سے محروم کرتے ہوئے انھیں اپنے سامنے بے بس اور مجبور بنا کر رکھ دیا تھا۔

عارب اور بارص میں اب اتنا دم خم نہ رہا تھا کہ وہ یوناف سے مزید ٹکراتے وہ دونوں بری طرح ہانپ رہے تھے اور پریشان بھی تھے اس لئے کہ یوناف نے انھیں ان کی سری قوتوں اور ان کی بڑھی ہوئی طاقتوں سے یکسر محروم کر دیا تھا اپنے زعم میں وہ پوری قوت سے یوناف پر ضرب لگاتے تھے لیکن وہ حیران اور پریشان تھے کہ ان کی ضربوں کا اثر یوناف پر ہوتا ہی نہیں تھا اور جب یوناف ان پر ضرب لگاتا تھا تو ان کی ہڈیاں تک تڑخنے لگ جاتی تھیں۔ دوسری طرف بیوسا کے مقابلے میں یوشا اور نبیطہ کی بھی یہی حالت تھی وہ سری

قوتیں رکھنے کے باوجود دونوں اپنے آپ کو یوسا کے سامنے بے بس اور لاچار محسوس کر رہیں تھیں۔ اس لئے کہ یوناف کی طرح یوسا نے بھی انھیں ان کی سری قوتوں سے محروم کر رکھا تھا۔

دوسری طرف دونوں شعلے ابھی تک ان زنجیروں کے آس پاس ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے جن زنجیروں میں صادو جکڑا ہوا تھا پھر اچانک ایک شعلہ جو عزازیل کا تھا بجھ گیا دوسرے ہی لمحے عزازیل یوناف کے سامنے نمودار ہوا اس شعلے کے بجھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد دوسرا نیلے رنگ کا شعلہ بھی بجھ گیا اور اس کے بعد چند ہی ساعتیں گذری تھیں کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا اور مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب جس طرح تو اور یوسا نے عارب بارص یوشا اور نبیطہ کو مار مار کر اپنے سامنے بے بس لاچار اور مجبور کر دیا ہے اس طرح میں نے بھی عزازیل پر ضربیں لگا لگا کر اسے اپنے سامنے بے بس کر دیا ہے تبھی وہ اپنی شعلگی سے نکل کر اپنی دوسری ہیئت میں تمھارے سامنے آ نمودار ہوا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے اتنی گفتگو کرنے کے بعد ابلیکا یوناف کی گردن سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ اس کی گردن کے اردگرد رہ کر وہ ہلکا ہلکا لمس دیتی ہوئی اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہی اسی لمحہ عزازیل یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس میں کوئی شک نہیں کہ آج رات کی اس تاریکی میں میں اور میرے ساتھی تمھارے سامنے ناکام رہے ہیں اور ہم صادو کو تم سے چھڑا نہیں سکے۔ پر سن رکھ نیکی کے نمائندے تمھاری یہ کامیابی تمھاری اپنی کوششوں اور تمھاری اپنی جدوجہد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تمھاری یہ کامیابی اور فوزمندی ساری کی ساری ابلیکا کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ ابلیکا تمھارے ساتھ نہ ہو میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمھیں اور یوسا کو لمحوں کے اندر پیس کر رکھ دوں پر دیکھ نیکی کے نمائندے اپنے دل اپنے ذہن پر یہ ضرور لکھ رکھ کہ یہ جو تو نے صادو کو ایک اذیت اور کرب میں مبتلا کیا ہے۔ اس کا میں تم سے ایک نہ ایک روز انتقام ضرور لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی رات کی تاریکی عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو کوئی مخصوص اشارہ کیا اس کے بعد اس کے سارے ساتھی رات کی تاریکی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے روپوش ہو گئے تھے۔ دوسری طرف یوناف نے بھی صادو کو اپنے ہاں زنجیروں میں جکڑ کر اتنے دن ہی اذیتوں میں مبتلا رکھا جتنے دن وہ اور یوسا عارب اور نبیطہ کے محل میں اذیتوں میں رہے تھے اس کے بعد یوناف نے صادو کو رہا کر دیا تھا۔

○

قیصر روم ٹی بیرس کی موت کے بعد رومنوں کے مشہور اور ہردلعزیز جنرل جرمانکس کا بیٹا گیوس رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بنا تھا۔ گیوس ایک ضدی اور خود پسند انسان تھا اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے مفاد کی خاطر یہ انتہا درجہ کا ظالم بھی کہا جا سکتا تھا۔ رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بننے کے بعد اس نے اٹلی اور آس پاس کی ساری رومن رعایا کو حکم دیا کہ ہر معبد ہر مندر اور ہر عبادت گاہ میں اس کا بت رکھا جائے اور جس طرح قدیم دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش کی جاتی ہے اسی طرح اس کے بت کی بھی کی جائے یوں ایک طرح سے گیوس نے الوہیت کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے آپ کو قدیم دیوتاؤں کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی تھی۔

رومنوں نے اپنے اس حکمران گیوس کے اس حکم کا اتباع کرنا شروع کر دیا اور انھوں نے اپنے سارے مندروں کے اندر گیوس کا بت رکھ کر اسے اپنے قدیم دیوتاؤں کی صف میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن مارطانیہ کے حکمران پولی جو رومنوں کا باج گزار تھا اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ فلسطین اور دیگر علاقوں میں جہاں کہیں بھی یہودی آباد تھے انھوں نے بھی اس گیوس کی الوہیت کو تسلیم کرنے سے سراسر انکار کر دیا تھا۔

اس انکار کے جواب میں گیوس پہلے مارطانیہ کے حکمران پولی کے خلاف حرکت میں آیا۔ گیوس کو یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارطانیہ کے حکمران پولی کے پاس بے شار دولت اس کے خزانوں میں جمع ہے لہٰذا اس نے پولی کو روم طلب کیا۔ پولی قیصر روم کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مارطانیہ سے روم آیا جہاں گیوس نے اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غصہ میں اس پر برس پڑا اور نتیجہ کار اس نے پولی کو قتل کرا دیا اور جس قدر خزانے اس کے اس کی حکومت میں تھے۔ ان سب پر اس گیوس نے قبضہ کر لیا تھا۔

مارطانیہ کے حکمران پولی کا خاتمہ کرنے اور اس کے خزانوں پر قبضہ کرنے کے بعد گیوس یہودیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ گیوس کی الوہیت کے خلاف سب سے زیادہ سرگرمی کا اظہار اسکندریہ کے یہودیوں نے کیا تھا لہٰذا گیوس نے اسکندریہ کے یہودیوں کے ایک وفد کو روم طلب کیا۔ سرکردہ یہودیوں کا ایک وفد گیوس کے بلانے پر روم پہنچا۔ گیوس اس وفد کا بھی خاتمہ کرانا چاہتا تھا لیکن اس کے چند بہی خواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو جگہ جگہ اس کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ گیوس بغاوتوں کے نام سے خوفزدہ ہو گیا۔ مجبور ہو کر اس نے اس یہودی وفد کی آؤ بھگت کی اور یونہی ان سے قیام کے دوران الٹے سیدھے سوالات کرتا رہا۔ کبھی ان سے پوچھتا کہ وہ سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے۔ کبھی پوچھتا کہ وہ شراب اور جوا کیوں نہیں کھیلتے۔ چند روز تک اس نے

یہودیوں کے وفد کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا اور اسی طرح کے سوالات ان سے کرتے ہوئے دن گزارنے لگا ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ بھی ترغیب دیتا رہا کہ وہ اس کا بت بنا کر اپنے معبدوں اور عبادت گاہوں میں رکھیں اور اس کی الوہیت کو تسلیم کریں لیکن یہودی وفد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

گیوس کے ان مظالم اور الوہیت کے اعلان کی وجہ سے یہ زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا۔ چند ہی ماہ بعد جس وقت یہ اسکندریہ سے آنے والے یہودیوں کے وفد کے ساتھ اس نے گفت و شنید کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ چند زندہ دل نوجوان حرکت میں آئے خفیہ طور پر وہ گیوس پر حملہ آور ہوئے اور گیوس کو انھوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ گیوس کے بعد اس کا چچا اور مشہور رومن جنرل جرمانکس کا بھائی کلاڈیوس رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بنا تھا۔

تخت نشین ہونے کے بعد اس کلاڈیوس نے ولیریا نام کی ایک ایسی لڑکی سے شادی کی جس کا تعلق رومنوں کے شاہی خاندان سے تھا۔ اس سے پہلے کلاڈیوس دو شادیاں کر چکا تھا۔ لیکن وہ دونوں ہی گمنام اور عام لوگوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ کلاڈیوس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رومنوں کا شہنشاہ بننے سے پہلے یہ عام آدمی کی حیثیت سے گمنام زندگی بسر کر رہا تھا اور اسے شاہی خاندان کا ٹھکرایا ہوا شخص تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن شہنشاہ بننے کے بعد اس نے شاہی خاندان کی لڑکی ولیریا سے شادی کی تاکہ شاہی خاندان سے اس کا تعلق اور ربط رہے۔ اس شادی کے وقت کلاڈیوس کی عمر سال تھی جبکہ ولیریا اس وقت صرف برس کی تھی۔ رومنوں کی ملکہ بننے کے بعد اپنی خوبصورتی اور اپنی کم عمری کی وجہ سے ولیریا کلاڈیوس پر پوری طرح چھا گئی اور اس سے اس نے ہر جائز اور ناجائز کام لیا۔

رومنوں کی ملکہ بننے کے بعد اس ولیریا نے ہر اس شخص سے انتقام لیا جس سے وہ نفرت کرتی تھی۔ یا جو آنے والے وقت میں اس کے لئے اس کے شوہر کلاڈیوس کے لئے ایک خطرہ ثابت ہو سکتا تھا۔ سب سے پہلے وہ جولیا نام کی دو اپنی ہم عمر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئی ان میں سے ایک جولیا تو سابق رومن شہنشاہ گیوس کی بہو تھی اور جب کہ دوسری جولیا گیوس سے پہلے رومنوں کے شہنشاہ ٹی بیرس کی پوتی تھی۔ جولیا نام کی یہ دونوں ہی لڑکیاں چونکہ ولیریا کی طرح خوبصورت اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ان کی خوبصورتی اور ان کے پر کشش ہونے کی وجہ سے ولیریا ان دونوں سے رقابت رکھتی تھی لہٰذا سب سے پہلے وہ انہی دو لڑکیوں کے خلاف حرکت میں آئی اور ان دونوں کا اس نے خاتمہ کرا دیا۔ اس کے بعد ولیریا اپنے ایک سوتیلے چچا سیلانیوس کے خلاف حرکت میں آئی

بچپن میں اس پر مظالم کرتا رہا تھا۔ لہٰذا سیلانیوس کو بھی ولیریا نے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

اس کے بعد انتقام اور قتل و غارت کا ایک سلسلہ روم شہر میں شروع ہو گیا تھا۔ ولیریا چونکہ کلاڈیوس پر پوری طرح حاوی ہو چکی تھی لہٰذا کلاڈیوس اس کی ہر بات ماننے پر مجبور تھا۔ اس مجبوری سے ولیریا نے خوب فائدہ اٹھایا۔ بے شمار لوگوں کو جن سے وہ رقابت رکھتی تھی یا جن کا تعلق شاہی خاندان سے ہونے کی وجہ سے آئندہ کے لیے وہ تخت و تاج کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔ اس ولیریا نے بلاجھجک موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان مظالم اور قتل و غارتگری کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومنوں کے ایک جنرل مینوریوس نے کلاڈیوس کے خلاف بغاوت کر دی۔ رومن لشکر کے بہت بڑے سے حصے اس باغی جنرل مینوریوس کے ساتھ مل گئے تھے لیکن کلاڈیوس اور ولیریا کی خوش قسمتی کہ اس بغاوت کو فرو کر دیا گیا۔ اس بغاوت کے کچلے جانے کی وجہ سے کلاڈیوس اور ولیریا اور زیادہ شیر ہو گئے تھے۔ لہٰذا انھوں نے شاہی خاندان کے کئی اور افراد پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شاہی خاندان کے ان افراد کا تعلق زیادہ تر شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے سابق جنرل پمپی اور کراسیوسس سے تھا۔ ان دونوں خاندانوں کے بہت سے لوگوں کا صفایا کر دیا گیا۔ اپنی انتقام کی آگ بجھانے کے لئے اور اپنے دشمنوں سے اپنے انتقام کی تکمیل کے لئے رومنوں کی ملکہ ولیریا نے اپنے دو مخبر رکھے ہوئے تھے۔ ان دونوں مخبروں کا تعلق شاہی دربار سے تھا۔ یہ دونوں درباری ولیریا کو ایک ایک لمحہ کی خبر دیتے رہتے تھے او جس کی کسی کو بھی قتل کر کے اپنے راستے سے ہٹانا ہوتا تھا اسے بھی ولیریا ان دونوں درباریوں ہی کی وساطت سے موت کے گھاٹ اتروا دیتی تھی۔

اپنی بیوی ولیریا کے انتقام کی آگ بجھانے اور ملک کے اندر جگہ جگہ شورشیں اور بغاوتیں ختم کرنے کے بعد رومن شہنشاہ کلاڈیوس بیرونی فتوحات کی طرف متوجہ ہوا۔ سب سے پہلے اس نے برطانیہ کی طرف توجہ دی۔ برطانیہ میں اس دور میں وحشی گال قبائل آباد تھے۔ گو اس سے پہلے شہنشاہ آگسٹس نے بھی برطانیہ پر حملہ آور ہو کر اسے پوری طرح اپنی سلطنت میں شامل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پر بعد میں وہ اپنے اس ارادہ سے باز رہا اور اس سے بھی پہلے جولیس سیزر برطانیہ پر حملہ آور ہوا تھا اور برطانیہ کے جنوب اور مشرقی حصوں پر اس نے قبضہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن جولیس سیزر کی موت کے بعد یہ علاقے پھر ایک طرح سے آزاد ہو گئے تھے اور ان علاقوں پر اب کوبلنوس نام کا ایک شخص حکمرانی کرتا تھا۔ برطانیہ میں ان دنوں گیارہ بادشاہ حکمرانی کرتے تھے جو وقتاً "فوقتاً" ایک دوسرے کے خلاف

برسرپیکار رہے تھے۔ کلاڈیوس برطانیہ پر حملہ آور ہونے لئے کوئی بہانہ تلاش کرنے لگا تھا۔ اس کی خوش قسمتی کہ اسے ایک معقول بہانہ بھی مل گیا اور وہ یوں کہ کو بلنوس جو برطانیہ کے جنوبی اور کچھ مشرقی حصے کا حکمران تھا وہ ماضی میں رومنوں کا باج گزار بھی رہا تھا۔ اس نے اچانک برطانیہ میں پر پرزے نکالے۔ اپنی قوت میں اس نے بے پناہ اضافہ کر لیا اور ہمسایہ حکمرانوں کے کچھ علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اس بات کو بہانہ بناتے ہوئے۔ کلاڈیوس نے جنوب اور مشرقی برطانیہ کے حکمران کو بلنوس کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ کر لیا۔

کلاڈیوس بظاہر کو بلنوس کی سرکوبی کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس نے ہمسایہ علاقوں پر دست درازی کی لیکن یہ بہانہ بنا کر درحقیقت وہ پورے برطانیہ پر حملہ آور ہو کر اسے اپنی سلطنت کا ایک حصہ بنانا چاہتا تھا۔ برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک بہت بڑے لشکر اور بحری بیڑے کی ضرورت تھی۔ جسے کلاڈیوس نے جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف جنوبی اور مشرقی برطانیہ کے حکمران کو بلنوس کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ رومن شہنشاہ کلا...ں اس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اپنے ہمسایہ حکمرانوں پر حملے اس نے ترک کر دیئے وہ اپنے مرکزی شہر کولسٹر لوٹ آیا اور یہاں وہ رومنوں کے متوقع حملہ کے خلاف دفاع کرنے کے لئے زور شور سے جنگی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کلاڈیوس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا جو لشکر ان دنوں رومنوں کے دریائے ڈینیوب اور جرمنی میں دریائے رائن کے کنارے پھیلے ہوئے تھے۔ کلاڈیوس نے ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا جب یہ سارے لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے تو ان سارے لشکروں کا سپہ سالار کلاڈیوس نے اپنے ایک ہردلعزیز جنرل پلاٹیوس کو بنایا۔ اور دو دوسرے بڑے جنرل ویسپاسین اور آکٹوریوس کو پلاٹیوس کا ماتحت بنا کر اس نے برطانیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان تینوں جنرلوں کے تحت کلاڈیوس نے ایک بہت بڑا بحری بیڑا بھی کر دیا تھا۔

دوسری طرف برطانیہ کے گیارہ بادشاہوں کو جب خبر ہوئی کہ رومن ان پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تو وہ سب آپس میں ملکر اتحاد قائم کر گئے تھے اور انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ متحدہ طور پر برطانیہ کو بچانے کے لئے رومنوں کے خلاف جنگ کی جائے۔ لہٰذا برطانیہ کے گیارہ کے گیارہ حکمرانوں نے دن رات ایک کر کے بڑے بڑے لشکر تیار کر لئے تھے تاکہ رومنوں کے مقابلے میں برطانیہ کا دفاع کیا جا سکے۔ رومنوں کا بحری بیڑا اپنے جنرل پلاٹیوس کی سرکردگی میں برطانیہ کی بندرگاہ کینٹ پر لنگرانداز ہوا۔ یہاں کچھ دن ستانے اور آرام

کرنے کے بعد رومن جنرل پلاٹیوس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا دوسرا حصہ اپنے نائب جنرل ویسپاسین کی سرکردگی میں دیا اور تیسرا حصہ اس نے اپنے دوسرے نائب جنرل آکٹوریوس کی کمانداری میں دینے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ خود پلاٹیوس برطانیہ کے جنوبی اور مشرقی حصوں پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا گیا۔ جبکہ آکٹوریوس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ ڈربی شائر اور یارک شائر پر حملہ آور ہو کر اپنے سامنے آنے والے ہر برطانوی لشکر کو نیست و نابود کرتا چلا جائے۔

یوں رومنوں نے برطانیہ پر اپنے حملوں کی ابتدا کر دی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ رومن جنرل ویسپاسین نے برطانیہ کے اندر 30 کے قریب خونخوار جنگیں لڑیں اور ہر جنگ میں اس نے برطانوی لشکر کو شکست فاش دی۔ اور برطانیہ کے جنوب مشرقی حصہ کے وسیع علاقوں پر یہ ویسپاسین قابض ہو گیا تھا۔ دوسری طرف رومن لشکر کا سپہ سالار اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ برطانیہ کے وسطی حصوں کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے دور دور تک یلغار کی تھی۔ اور اپنے سامنے آنے والے ہر برطانوی لشکر کو اس نے بھی شکست دی اور جس قدر علاقہ اس کے ذمہ لگایا گیا تھا وہ اس نے فتح کر لیا۔ ان دو جنرلوں کی طرح تیسرا رومن جنرل آکٹوریوس بھی اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اس کے ذمہ ڈربی شائر اور یارک شائر کے علاقوں پر حملہ آور ہونا تھا۔ یہ جنرل بڑی مہارت سے ڈربی شائر اور یارک شائر کے وحشی گال قبائل کے خلاف حرکت میں آیا پے در پے اس نے ان علاقوں کے لشکروں کو شکست دی اور ڈربی شائر اور یارک شائر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ کو جب برطانیہ میں اپنے تینوں جنرلوں کی ان فتوحات کی خبر ملی تو وہ اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ ان فتوحات کے نتائج دیکھنے کے لئے روم سے برطانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ کلاڈیوس کے سفر کے لئے ایک خاص جہاز تیار کیا گیا تھا۔ اس جہاز میں بیٹھ کر اس نے سمندری حصہ کو عبور کیا۔ سمندر کو عبور کرتے وقت کلاڈیوس کے جہاز کے اردگرد بے شمار جنگی جہاز تھے جو اس کی حفاظت پر مقرر تھے۔ یوں کلاڈیوس شاہانہ انداز میں سمندر میں سفر کرنے کے بعد برطانوی بندرگاہ کینٹ پر اترا اس کے بعد وہ برطانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا۔ اپنے تینوں جنرل پلاٹیوس ویسپاسین اور آکٹوریوس کی کارکردگی کا اس نے جائزہ لیا اور ان کی فتوحات پر بے حد خوش ہوا۔ برطانیہ کے جس قدر حکمران تھے۔ وہ سارے کلاڈیوس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی انھوں نے معافی مانگی۔ کلاڈیوس نے سولہ روز تک برطانیہ کے اندر قیام کیا پھر وہ واپس روم آگیا اور یہاں آکر اس نے کئی روز تک برطانیہ کی فتح کی خوشی میں اٹلی کے اندر جشن

مٹانے کا اعلان کر دیا تھا۔

برطانیہ پر حملہ اور اس پر جابجا فتوحات حاصل کر کے قبضہ کرنے سے کلاڈیوس کی عزت اور شہرت میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا۔ جہاں شروع میں اس نے اپنی بیوی ولیریا کے کہنے پر اٹلی میں مظالم کئے تھے ۔ان سب مظالم کو ان فتوحات نے ایک طرح سے دھو ڈالا تھا۔ برطانیہ فتح کرنے کے بعد اس کلاڈیوس کے اور اس کے جنرلوں کے بھی حوصلے بلند ہوگئے لہٰذا برطانیہ فتح کرنے کے بعد کلاڈیوس دوسرے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا۔ مارطانیہ پہلے ہی رومنوں کے تحت تھا اب کلاڈیوس تھریس کی طرف متوجہ ہوا۔ تھریس کا علاقہ اپنی سرزمین' سرسبزی شادابی اور آمدنی کے لحاظ سے یونانی علاقوں میں سب سے بہترین اور مالدار خیال کیا جاتا تھا۔ لہٰذا تھریس پر کلاڈیوس نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ کلاڈیوس کی خوش قسمتی کے یہاں بھی اسے کامیابی حاصل ہوئی اور تھریس کو بھی کلاڈیوس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

تھریس کی فتح کے بعد کلاڈیوس کی نگاہیں مشرق میں ایران کے اندر اشکانیوں کی سلطنت پر جم کر رہ گئی تھیں۔ ماضی میں اشکانیوں کے ہاتھوں رومنوں کو کئی بار زک اور شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لہٰذا کلاڈیوس چاہتا تھا کہ اشکانی سلطنت پر ایسی ضرب لگا کر ایسی شاندار فتوحات حاصل کرے کہ ماضی میں جو اشکانیوں کو رومنوں پر فتوحات حاصل ہوتی رہی ہیں ان کے سارے داغ دھو کر رکھ دے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کلاڈیوس بڑی تیزی سے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرنے لگا تھا۔ تاکہ اشکانیوں پر حملہ آور ہو کر اپنے ارادوں اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کر سکے۔

دوسری طرف اشکانی سلطنت میں بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہوچکی تھی وہ اس طرح کہ اردوان کی وفات کے وقت اس کا بڑا بیٹا وردان جو تاج و تخت کا وارث خیال کیا جاتا تھا۔ دارلحکومت میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اس کے چھوٹے بھائی نے ایران کا تاج و تخت سنبھالا۔ لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ بڑا بھائی وردان آپہنچا اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اسے جنگ کرنا پڑی جس میں اسے کامیابی ہوئی اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

وردان نہایت شقی القلب شخص تھا اس نے اپنے کردار سے اعیان سلطنت کو ناراض کر لیا۔ وہ اسی فکر میں تھے کہ اسے حکومت سے دستبردار ہونے پر مجبور کردیں کہ ایک دن امرا نے شکارگاہ میں اسے گھیر کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وردان کے قتل کے بعد امراء سلطنت نے اس کے بھائی گودرز کو تخت نشین کیا۔ اسی

گودرز کے دور حکومت میں روم کا شہنشاہ کلاڈیوس اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ گودرز چاہتا تو آزادی سے حکومت کر سکتا تھا لیکن وہ بھی اپنے پیش رو کی طرح نہایت سنگدل اور سخت تھا۔ اس نے پہلے تو اپنے بھائیوں کا صفایا کیا پھراور اقرباء کی طرف خونی ہاتھ بڑھایا پھر اپنے سارے خاندان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی اس نے تہ تیغ کرادیا کہ کہیں وہ تاج و تخت کے حقدار بن کر نہ اٹھ کھڑے ہوں۔

امرائے سلطنت گودرز کی اس بربریت اور ظلم و ستم سے سخت برافروختہ ہوئے۔ آخر اسی ناراضگی کے باعث انھوں نے اپنا ایک ایلچی قیصر روم کلاڈیوس کی طرف بھیجا اور اس سے خواہش ظاہر کی کہ روم میں جو اس وقت اشکانی شہزادے زیر تربیت ہیں ان میں سے کسی کو بھیجا جائے تاکہ اسے اشکانی سلطنت کی حکمرانی بخشی جائے۔ قیصر روم کلاڈیوس اشکانیوں کی طرف اس پیش کش پر بڑا خوش ہوا اس نے خیال کیا کہ جو کام وہ جنگ کے ذریعہ نکالنا چاہتا ہے وہ سیاست کے ذریعہ نکال سکتا ہے اور اس کا موقع خود ہی اسے ایرانی فراہم کر رہے ہیں۔

اشکانی سلطنت کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے روم میں زیر تربیت ایک اشکانی شہزادے مہرداد کو کلاڈیوس نے فوج دے کر بھیجا۔اور اسے ترغیب دی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اشکانیوں کا بادشاہ اور حکمران بننے میں کامیاب ہوجائے۔ مہرداد دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد جب ایران کی سرحد میں داخل ہوا تو اشکانی حکمران گودرز نے اس کا مقابلہ کیا۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں مہرداد کو بدترین شکست ہوئی۔ جب کہ گودرز فتح مند رہا۔ گودرز نے اپنی اس فتح کی خوشی میں کوہ بیستون پر اپنی فتح کا ایک کتبہ بھی کندہ کرایا تھا۔

اس کے بعد گودرز زیادہ عرصہ حکمرانی نہ کر سکا اور وفات پاگیا۔ گودرز کی وفات پر وونن دوم تخت نشین ہوا جو آذربائیجان کا حکمران تھا۔ گودرز چونکہ اپنی زندگی میں تمام وارثان تخت و تاج کو ہلاک کر چکا تھا۔ اس لیے یہ معلوم نہیں کہ وونن کی گودرز کے ساتھ کیا قرابت داری تھی۔ بہرحال قیاساً" کہا جاسکتا ہے کہ یہ نیا حکمران گودرز ہی کا کوئی دور کا رشتہ دار تھا۔ اس وونن نے صرف چند ماہ حکومت کی کوئی تاریکی واقعہ اس کے زمانے میں رونما نہیں ہوا۔

وونن کی وفات پر اس کا بیٹا بلاش تخت نشین ہوا جسے تاریخ میں بلاش اول کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ بلاش اول اشکانی خاندان کا آخری نامور بادشاہ تھا۔ اس کے بعد یہ خاندان زوال پزیر ہونا شروع ہوگیا تھا۔

بلاش اول شروع ہی سے یہ چاہتا تھا کہ آرمینیا کو اپنے تسلط میں لے اور وہاں کی

حکومت اپنے بھائی تیرداد کو سونپے چنانچہ وہ آرمینیا کے حالات کا بغور جائزہ لینے لگا تھا۔ آرمینیا میں گرجستان کے بادشاہ فرس من کا بھائی مہرداد حکمران چلا آرہا تھا۔ فرس من کا بیٹا رادامسٹس جو ایک انتہا پسند شخص تھا اب باپ کی حکومت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔
لیکن فرس من نے اس کا رخ موڑنے کے لئے اسے آرمینیا کو فتح کرنے کی ترغیب دلائی۔ رادامسٹس نے آرمینیا کا رخ کیا اور اپنے چچا مہرداد کو قتل کر کے آرمینیا کی حکومت سنبھال لی۔

بلاش اول نے آرمینیا کی صورتحال کو اپنے لئے موافق سمجھا اور تخت نشین ہوتے ہی آرمینیا پر لشکر کشی کی۔ رادامسٹس مقابلہ کی تاب نہ لاکر فرار ہوگیا لیکن اس زمانے میں آرمینیا میں وباء پھیل گئی اور قحط بھی نمودار ہوا اس لئے بلاش آرمینیا سے واپس آگیا۔ رادامسٹس نے بلاش کی واپسی کی خبر سنی تو وہ آرمنیا لوٹ آیا اور مزید تین سال تک آرمینیا میں حکومت کرتا رہا۔

بلاش اول پھر آرمینیا پر چڑھائی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے ارادہ میں ایک اور مہم حائل ہوگئی وہ اس طرح کہ اس کی سلطنت کے اندرونی حالات خراب ہوگئے جگہ جگہ لوگوں نے بغاوتیں کھڑی کر دیں اور کچھ حصوں نے خراج دینے سے انکار کردیا تھا۔ جن لوگوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا تھا بلاش نے ان لوگوں سے سختی کے ساتھ خراج مانگا۔ انکار کی صورت میں بلاش ایسی قوتوں کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اسے خبر ملی کہ داہی اور سکائی قبائل نے اشکانی سرحدوں پر یلغار کر دی ہے۔
مجبوراً بلاش اول کو اپنی مہم کا رخ بدلنا پڑا باغیوں کی سرکوبی کرنے کے بجائے وہ داہی اور سکائی قبائل کی یلغار روکنے کے لئے بڑھا۔ کھلے میدانوں میں داہی اور سکائی قبائل کے ساتھ بلاش اول کا بہت بڑا معرکہ ہوا جس میں بلاش اول کامیاب رہا اور اس کے مقابلے میں داہی اور سکائی قبائل کو بدترین شکست ہوئی۔ ان قبائل کا قلع قمع کرنے کے بعد بلاش اول نے سلطنت کے اندر بغاوت کرنے والوں کی طرف دھیان دیا۔ ساری بغاوتوں کو اس نے فرو کیا اس کے بعد اس نے پھر آرمینیا پر فوج کشی کی۔ اس بار پھر آرمینیا کا حکمران رادامسٹس بھاگ نکلا اس کے بھاگنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاش نے اپنے [illegible] تیرداد کو آرمینیا کا حکمران مقرر کیا۔ اور خود اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے مرکزی [illegible] کی طرف چلا گیا تھا۔

○

قیصر روم کلاڈیوس اور ولیریا کی شادی چونکہ بے جوڑ تھی جس کے نتیجے میں رومنوں کی

ملکہ ولیریا فحاشت اور برائی میں مبتلا ہوگئی تھی۔ دونوں میاں بیوی کی عمروں میں خاصا فرق تھا۔ شادی کے وقت ولیریا کی عمر صرف پندرہ سال تھی جب کہ اس کے مقابلہ میں کلاڈیوس کی عمر ۴۹ سال تھی۔ ولیریا نے کلاڈیوس سے شادی تو کرلی تھی لیکن دلی طور پر وہ اپنے دل میں اس کے لئے کوئی محبت اور ہمدردی پیدا نہ کر سکی اور ملکہ بننے کے باوجود اس نے اپنی جنسی تسکین کے لئے بے شمار عشق کئے۔ رومنوں کی ملکہ ولیریا اپنے کردار کے لحاظ سے تاریخ میں بدنام اور اس کی برائیوں کا چرچا برسرعام ہونے لگا تو کچھ سر پھرے رومنوں نے ولیریا کا خاتمہ کر دیا۔ ولیریا سے کلاڈیوس کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا تھا۔ بیٹے کا نام برٹنی کوس اور بیٹی کا نام آکٹویا تھا۔ ولیریا کی موت کے بعد رومن شہنشاہ کلاڈیوس کے مشیروں اور چاہنے والوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ایک اور شادی کرے اور اس کے لئے اس کے چاہنے والوں نے اس کی بھتیجی اگریپنا کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔
شروع شروع میں کلاڈیوس اپنی بھتیجی اگریپنا سے شادی کرنے کے ارادے سے ہچکچایا لیکن جب اس کے وزیروں اور مشیروں نے ایسا کرنے پر زور دیا اور اس کی ڈھارس بندھائی تو کلاڈیوس اگریپنا سے شادی کرنے پر تیار ہوگیا تھا۔ یہ شادی بھی بالکل بے جوڑ تھی۔ اگریپنا ابھی بالکل نوعمر اور بچپنے کی حدود کو چھوڑ کی جوانی سے گلے مل رہی تھی۔ جبکہ کلاڈیوس اب بوڑھا ہوچکا تھا۔ اس بے جوڑ شادی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک روز موقع پاکر اگریپنا نے رومن شہنشاہ کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا کلاڈیوس کی موت کے بعد کلاڈیوس ہی کے رشتہ دار اور شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک فرد نیرو کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ بنا لیا۔ اور نیرو کی شادی کلاڈیوس کی بیٹی آکٹویا سے کردی گئی تھی۔ یوں کلاڈیوس کے بعد نیرو رومنوں کا شہنشاہ بن گیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک اسکندریہ سے باہر ساحل کے ساتھ ساتھ ماہی گیروں کی بستی کے اندر اپنے جھونپڑے ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز صبح ہی صبح یوناف جب اپنے جھونپڑے سے نکلا تو اس نے دیکھا ماہی گیروں کی اس جھونپڑی نما بستی کے اندر بہت سے لوگوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس پر یوناف فکرمند ہوا وہ اندر جاکر بیوسا کو جگانا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ بیوسا تقریباً بھاگتی ہوئی آئی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔ یہ آج پھر بستی میں رونے کی آوازیں کیسی سنائی دے رہی ہیں جبکہ ایک شخص کل بھی ہلاک ہوا تھا اور لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ شخص اپنی طبعی موت نہیں مرا۔ بیوسا کے اس استفسار کے جواب میں یوناف بولا۔

اور کہنے لگا۔

میں بھی ابھی ابھی جھونپڑے سے باہر نکلا ہوں اور یہ عورتوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں سن کر میں اندر جا کر تمہیں جگانے ہی لگا تھا کہ تم خود ہی باہر آگئی ہو۔ میرے خیال میں آؤ نہا دھو کر صبح کا کھانا کھائیں پھر بستی کی طرف جاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہی کہ کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ اس پر بیوسا فوراً حرکت میں آئی دونوں میاں بیوی نہا دھو کر اور صبح کا کھانا کھا کر فوراً بستی کی طرف روانہ ہوئے۔

یوناف اور بیوسا ابھی راستے ہی میں تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اپنی شیریں اور مسحور کن آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یوناف جس کام کی طرف تم جارہے ہو اس میں تم دونوں میاں بیوی کے لئے خطرہ بھی ہے لہٰذا میری تم دونوں کو تنبیہہ ہے کہ تم احتیاط سے کام لینا۔ اس پر یوناف نے چونک کر ابلیکا سے پوچھا سنو ابلیکا ہم دونوں کو وہاں کیا خطرہ ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ میں اس سارے معاملے کی تحقیق اور جستجو کر کے آرہی ہوں۔ اصل معاملہ یہ کے صادو' بارص اور ان کی بہن یوشا نے اس بستی کے اندر اپنا شیطانی کھیل شروع کر رکھا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ صادو اور بارص کی بہن یوشا عجیب سے انداز میں اس بستی میں داخل ہوتی ہے اور آج دوسری لاش اسی یوشا کی وجہ سے اٹھی ہے۔ یوشا مافوق الفطرت انداز میں بستی میں داخل ہوتی ہے اور کسی نوجوان شخص پر وارد ہوتی ہے اس کا سر کاٹ کر خون پیتی ہے اور گردن تک سے جدا کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہ دوسرا حادثہ ہے جو اس ماہی گیروں کی بستی میں اس یوشا کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اس پر یوناف نے فکرمند انداز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سنو ابلیکا جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو تفصیل کے ساتھ کہو تاکہ میں جانوں کہ صادو' بارص اور یوشا نے اس بستی کے اندر کیا شیطانی کھیل کھیل رکھا ہے۔ اور ہمیں کس سے کس قدر خطرہ ہے جواب میں ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف رات کے وقت گہری تاریکی میں بارص' صادو اور یوشا اس بستی میں داخل ہوتے ہیں وہ اپنی شیطانی شکل و صورت میں اس بستی کے اندر ایک کہرام کھڑا کرتے ہیں۔ پھر یوشا اپنا کام کرتی ہے اور کسی خوبصورت نوجوان کی گردن کاٹ کر اس کا خون پی جاتی ہے اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ جبکہ اس کام کے دوران صادو اور بارص اپنی شیطانی قوتوں اور شیطانی شکل و صورت کے ساتھ اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ عزازیل بھی اس بستی میں تمہارے خلاف حرکت میں آچکا ہے۔ یہ جو آج دوسری لاش

اس بستی سے اٹھ رہی ہے اس نوجوان کے مرنے کے موقع پر اور اس سے پہلے بھی کئی بار عزازیل بستی کے سردار خوسے کے پاس آتا جاتا رہا ہے۔ سنو ماہی گیروں کی اس بستی کے دو سردار ہیں ایک کا نام خوسے اور دوسرے کا نام استور ہے۔ خوسے کے ساتھ اس عزازیل نے بہترین مراسم بنا رکھے ہیں۔ جب پہلی لاش اس بستی سے اٹھی تھی تو خوسے کو عزازیل نے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ لاش تم دونوں میاں بیوی کی وجہ سے اس بستی سے اٹھی ہے۔ اب جبکہ دوسری لاش اٹھی ہے تو خوسے کے ذہن میں پھر عزازیل نے یہ بات ڈال دی ہے کہ یہ تمہاری بستی کے اندر یوناف اور بیوسا نام کے جو دونوں میاں بیوی رہتے ہیں یہ مافوق الفطرت ہیں اور یہ انسانی خون اور گوشت کھانے کے عادی ہیں۔ لہٰذا تم اگر اپنی بستی کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو ان دونوں میاں بیوی کو مار مار کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا رکی پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف عزازیل کے کہنے پر خوسے اور اس کے ہمنوا اس بات کے قائل ہوچکے ہیں کہ بستی کے اندر سے یہ جو دوسری لاش اٹھ رہی ہے وہ تم دونوں میاں بیوی کی وجہ سے ہے جبکہ بستی کا دوسرا سردار جس کا نام استور ہے وہ تم دونوں میاں بیوی کا بڑا معتقد ہے۔ وہ تم دونوں کے اخلاق تم دونوں کے رہن سہن کی وہ تعریف کرتا ہے اگر خوسے اکیلا ہی اس بستی کا سردار ہوتا تو اب تک وہ اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہوچکا ہوتا۔ لیکن دوسرا سردار جس کا نام استور ہے وہ چونکہ تم دونوں میاں بیوی کے حق میں ہے لہٰذا خوسے کو یہ جرات نہیں ہورہی کہ تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو بستی کے ماہی گیر دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ کچھ خوسے کا ساتھ دیں گے کچھ استور کا اور اس طرح دونوں آپس میں لڑ کر ایک دوسرے ہی کا خون کر کے رہ جائیں گے۔ اسی بناء پر اب تک خوسے اور اس کے ہمنوا تم دونوں میاں بیوی کے خلاف حرکت میں آنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ تاہم عزازیل اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہے کہ خوسے اور اس کے ہمنواؤں کو تمہارے خلاف کر کے تم پر حملہ آور ہونے پر مجبور کردے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مقصد حاصل کرنے میں آج کامیاب ہوجائے گا۔ لہٰذا بستی کی طرف جاتے ہوئے تم دونوں میاں بیوی احتیاط برتنا۔ بہرحال اتنا فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ اس کے علاوہ جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے اس بستی میں خوسے کی نسبت بستی کے دوسرے سردار استور کے ہمنوا زیادہ ہیں۔ لہٰذا اگر اس بستی میں عزازیل نے تم [illegible] مخالفین پیدا

کئے ہیں تو تم دونوں میاں بیوی کے حامیوں کی تعداد بھی اس بستی میں کم نہیں ہے اب تم دونوں میاں بیوی بستی کی طرف چلو میں دونوں کی نگرانی کروں گی۔ پھر دیکھتے ہیں معاملہ کس جہت کی طرف نکل کھڑا ہوتا ہے۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بڑی تیزی سے چلتے ہوئے دور دور تک پھیلی ماہی گیروں کی بستی میں اس جگہ آئے جہاں بہت سے لوگ کیا مرد کیا عورتیں بچے بوڑھے سب جمع تھے۔ لوگوں کا ایک بہت بڑا جمگھٹا تھا جن کے اندر ایک کھاٹ پر لاش رکھی تھی اور اس لاش کے اردگرد بہت سے مرد رو رہے تھے اور عورتیں بین کرتی جارہی تھیں۔ قریب جاکر یوناف اور بیوسا ایک بوڑھے شخص کے پاس رکے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔

میرے بزرگ کیا تم بتاسکتے ہو کہ کیا معاملہ ہے کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ یہ عورتیں' مرد رورہے ہیں اس بستی میں کل بھی ایک حادثہ ہوا تھا اور ایک لاش اٹھی تھی۔ آج پھر ویسا ہی بستی کے اندر بین کرنے اور رونے کا انداز ہے۔ یوناف کے اس استفسار پر اس بوڑھے نے تھوڑی دیر عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کسی قدر نرم انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اجنبی اس بستی میں دوسرا دن ہے کہ عجیب و غریب واقعہ رونما ہوتا ہے۔ اس بستی میں کچھ شیطانی قوتیں داخل ہوتی ہیں۔ جن لوگوں نے اپنی نظروں سے رات کی تاریکی میں ان قوتوں کو دیکھا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ دھواں دھواں اور ہیولہ ہیولہ سی کچھ قوتیں اس بستی میں داخل ہوتی ہیں اور کسی ایک خوبصورت جوان کا گلا کاٹ کر اس کا خون پی کر چھوڑ جاتی ہیں۔ اور یہ جو دھواں دھواں اور ہیولہ ہیولہ قوتیں بستی میں داخل ہوتی ہے ان کے متعلق اس بستی کے چشم دید لوگوں کا کہنا ہے۔ یہ قوتیں کچھ اس طرح دکھائی دیتی ہیں جیسے آسمان کی طرف گہرے اٹھتے ہوئے دھوئیں کے اندر عجیب سے نقش و نگار رکھنے والی قوتیں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارتے ہوئے اپنے وجود کی قہرمانیت و خونخواری کا پتا دے رہی ہوں۔ بس انہی قوتوں کی وجہ سے اس بستی میں یہ دوسرا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ مہربان اجنبی اس بستی کے دو سردار ہیں ایک خوسے دوسرا استور۔ سردار خوسے اور اس کے ہمنوا لوگوں کا خیال ہے کہ بستی میں یہ کام تم دونوں میاں بیوی کرتے ہو ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تم لوگ انسانی نہیں بلکہ شیطانی اور جنوں کے گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔

جبکہ سردار استور اور اس کے حامی اس بات کی نفی کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی انتہائی نیک' پارسا اور نیکی کے نمائندے ہو۔ لہٰذا تم دونوں کی وجہ سے اس بستی کے اندر ایک کھینچا تانی اور کشاکش کا عمل بھی جاری ہوچکا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا دم لینے کو رکا پھر وہ مزید کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک طرف سے بستی کا سردار خوسے آگ بگولہ سے اپنے حامیوں اور ہمنواؤں کے ساتھ یوناف اور بیوسا کے قریب آیا پھر انتہا غضبناکی اور خونخواری میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی کب تک ہماری اس بستی کے اندر خونی کھیل کھیلتے رہوگے۔ یہ آج دوسری لاش ہے جس کا حلقوم تم دونوں میاں بیوی نے گذشتہ رات کی تاریکی میں کاٹا اور اس کا خون پیا اب اس کی ادھڑی ہوئی لاش کے اردگرد اس کے لواحقین رو رہے ہیں بین کر رہے ہیں بتاؤ تم کون ہو کس سرزمین سے تمھارا تعلق ہے اور تمھاری کیا جنس ہے۔ اس پر یوناف نے بڑے نرم انداز میں سردار خوسے کو مخاطب کر کے پوچھا یہ تو کہو جو باتیں تم میرے اور میری بیوی کے خلاف کہہ رہے ہو یہ تم سے کس نے کہی ہیں۔ اس پر خوسے پھر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ باتیں ہمارے ایک مہربان عزازیل نے مجھ سے کہی ہیں گو وہ بھی اس بستی میں اجنبی ہے لیکن اس کی باتوں میں خلوص' رس اور حقیقت ہے۔ وہ تم دونوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے اور تم دونوں کی طرح وہ بھی کوئی مافوق الفطرت چیز ہے۔ اس لئے کہ جب اس نے مجھ سے کہا کہ میں مافوق الفطرت چیز ہوں تو میں نے اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا تھا۔ اس کا ثبوت پیش کرنے کے لئے اس نے کہا کہ تم مجھ پر تیر چلاؤ اگر تیر میرے جسم میں پیوست ہوگیا تو سمجھنا میں تم جیسا عام انسان ہوں اگر تیر میرے جسم میں پیوست نہ ہوا تو یہ سمجھ لینا کہ میں مافوق الفطرت چیز ہوں۔ لہٰذا میں نے اس کے جسم پر کئی تیر برسائے لیکن حیرت انگیز چیز یہ ہے کہ سارے تیر اس کے جسم میں پیوست ہونے کے بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر پانی کے قطروں کی طرح بے ضرر انداز میں زمین پر گر گئے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد میں اس عزازیل نام کے اجنبی کی باتوں پر مجبور ہوگیا تھا۔ دیکھ یوناف جو کچھ اس اجنبی عزازیل نے کہا ہے اب مجھے پختہ اعتماد اور بھروسا ہے کہ اس نے غلط نہیں کہا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی ہی اس بستی کی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار بنتے جارہے ہو۔ لہٰذا میں تم دونوں میاں بیوی کو متنبہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کرچکے ہو اسے تسلیم کرو تاکہ اس بستی کے لوگ تمھیں سزا دیں اس کے بعد تم یہاں سے چلتے بنو ورنہ بستی کے لوگ تمھیں چیر پھاڑ کر تمھاری تکہ بوٹی کر دیں گے۔

خوسے جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ خوسے جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ میں اور میری بیوی بیوسا اس بستی کی تباہی کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اس بستی کے اندر تباہی کی ابتداء کرنے والا وہی شخص ہے جس کا نام عزازیل ہے اور جسے تم اپنا محسن خیال کر رہے ہو۔ سنو خوسے اس عزازیل کو میں ایک عرصہ سے جانتا ہوں۔ میری اور اس کی دشمنی یوں سمجھو کہ وقت کے تیرتے لمحوں میں صدیوں پر محیط اور چھائی ہوئی ہے اور شاید تم یقین نہ کرو میں اپنی طویل زندگی کے کئی مواقع پر اس شخص کو مغلوب اور اپنے سامنے بے بس کر چکا ہوں۔ اس پر خوسے فوراً بولا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں میں اسے تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں۔ جس شخص کے جسم میں تیر پیوست نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کے جسم پر تلوار اپنا اثر نہیں کر سکتی تم اسے اپنے سامنے کیسے اور کیوں کر مغلوب کر سکتے ہو۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔ اگر کسی کو جانچنے کے لئے تمہارے پاس یہی معیار ہے تو تم تیر اور تلوار مجھ پر بھی چلا کے دیکھ سکتے ہو۔ پھر دیکھو تمہیں کیسے تعجب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خوسے نے شاید اس معاملہ کو غنیمت جانا تھا فوراً اپنے قریب کھڑے ساتھیوں کو اس نے یوناف اور بیوسا پر تیر اندازی کرنے کا حکم دیا یوناف اور بیوسا فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکے تھے۔ لہٰذا جوں ہی تیر ان پر چلے ان کے جسم میں پیوست ہونے کے بجائے تیر ان کے جسموں سے ٹکرا کر زمین پر گر گئے تھے۔ یہ معاملہ دیکھتے ہوئے خوسے اور اس کے ساتھی دنگ رہ گئے تھے۔ خوسے نے پھر دو جوانوں کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر ان پر تلواریں برساؤ۔ جوں ہی دو جوانوں نے آگے بڑھ کر یوناف اور بیوسا کے کندھوں پر تلواریں برسائیں تو تلواروں کی یوں آواز سنائی دی جیسے کسی نے تلوار کو سخت پتھر پر دے مارا ہو۔ اور ان تلواروں کا بھی یوناف اور بیوسا پر کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے خوسے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک بستی کا دوسرا سردار کہ نام جس کا استور تھا وہ بھی اپنے حامیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اپنی گرجتی اور بلند آواز میں اس نے وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اگر کسی نے بھی ان دونوں میاں بیوی کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی یا ان پر کوئی حملہ آور ہوا تو وہ خود اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ سردار استور کی اس دھمکی سے مجمع میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔ کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ دوسرا سردار خوسے ابھی تک انتہائی پریشانی اور تعجب کی حالت میں کھڑا تھا۔ پھر خوسے آہستہ آہستہ چلتا ہوا سردار استور کے پاس آیا اور کسی قدر ندامت اور پشیمانی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

استور میرے بھائی اب تک میں اس یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کو اپنی بستی

سے اٹھنے والی لاشوں کا ذمہ دار ٹھہراتا رہا ہوں اور ایسا میں نے اس لیے کیا تھا کہ میرے پاس عزازیل نام کا جو اجنبی آیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ان دونوں کے خلاف ایسی گفتگو کی تھی کہ اس کا انداز کچھ ایسا موثر تھا کہ میں اس کی باتوں میں آگیا اور یقین کر لیا کہ ہماری بستی میں شروع ہونے والی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار یہ دونوں میاں بیوی ہیں لیکن دیکھ میرے بھائی تیرے آنے سے پہلے جس مافوق الفطرت کام کا اظہار عزازیل نے میرے سامنے کیا تھا۔ ویسا ہی ان دونوں میاں بیوی نے بھی کر دکھایا ہے۔ استور میرے بھائی تو جانتا ہے کہ وہ عزازیل نام کا جو اجنبی میرے پاس آیا کرتا تھا جسے تو بھی اچھی طرح پہچانتا اور جانتا ہے اس پر میرے ساتھیوں نے تیر برسائے لیکن تیر اس کے جسم میں گھسنے کے بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر زمین پر گر گئے۔ اس پر تلواریں بھی برسائی گئیں لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ آج سب لوگوں کے سامنے ویسا ہی معاملہ یوناف اور بیوسا کے کہنے پر ہم نے ان کے ساتھ بھی کیا اور جس طرح عزازیل پر تیروں اور تلوار نے کوئی اثر نہ کیا تھا اسی طرح تیروں اور تلواروں نے آج ان دونوں میاں بیوی پر بھی کوئی اثر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ اس یوناف نے آج مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ وہ عزازیل کو پرانا جاننے والا ہے اور یہ کہ عزازیل ان دونوں میاں بیوی کا بدترین دشمن ہے۔

استور میرے بھائی یوناف اور بیوسا کے سلسلہ میں میں اپنے غلط رویہ کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔ ان دونوں میاں بیوی کی باتوں اور گفتگو سے بھی مجھے ایک طرح کا خلوص اور دیانت داری ٹپکتی دکھائی دی ہے۔ آج کے بعد اس یوناف اور بیوسا کی حیثیت میرے اور میرے حامیوں کے ہاں بیٹے اور بیٹی کی سی ہوگی۔ خوسے کی یہ ساری گفتگو سن کر استور اور اس کے حامی بے حد خوش ہوئے تھے۔ پھر خوسے آہستہ آہستہ ندامت آمیز انداز میں چلتا ہوا یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف اور بیوسا میں تم دونوں میاں بیوی سے معذرت خواہ ہوں کہ میں تم دونوں کے متعلق اپنے دل میں بدگمانیوں کو جگہ دیتا رہا۔ پر اس موقع پر میں تم سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ جو مافوق الفطرت قوت ہماری بستی میں داخل ہو کر جوان حسین اور خوبصورت اشخاص کے قتل کا باعث بنتی ہے۔ کیا تم اسے روک نہیں سکتے کیا تم دونوں میاں بیوی اس کا مقابلہ کر کے ہماری بستی کو ان کی خونخواری سے بچا نہیں سکتے۔ دیکھ یوناف میرے بیٹے گزشتہ رات مرنے والی جوان میری بیٹی کی سہیلی کا ہونے والا شوہر تھا۔ لہٰذا جس طرح مرنے والے کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی ہے ایسے ہی ہمارے ہاں بھی دکھ غم او سوگ کا [illegible] بستی پر تباہی لانے والی قوت رات کے وقت بستی میں داخل

ہوتی ہے کسی توانا اور خوبصورت جوان کا انتخاب کرتی ہے اس کی گردن کاٹتی ہے خون پیتی ہے اور انجانے سے انداز میں بستی سے نکل جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اسے دیکھا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تین قوتیں ہیں جو بستی میں داخل ہوتی ہیں شکل و صورت کے لحاظ سے وہ دھوئیں کے اندر ابھرتی ہوئی رنگ بھری اشکال کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ کوئی اسے چھونا چاہے تو نہیں چھوسکتا۔ کوئی ان کا تعاقب کر کے نقصان پہنچانا چاہے تو ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ دیکھ میرے بیٹے کیا تو ہماری خاطران مافوق الفطرت قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے وہ اجنبی جس کا نام عزازیل ہے جو تیرے پاس آتا رہا ہے تمہاری بستی میں تباہی کا باعث بننے والے تین ہیولے اسی عزازیل ہی کے ساتھی ہیں۔ یہ عزازیل دراصل وہی ہے جسے حرف عام میں ہم لوگ شیطان اور ابلیس کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ بھیس بدل کر تمہارے پاس آتا رہا ہے۔ تم سے چکنی چپڑی باتیں کرتا رہا ہے اور تمھیں ہم دونوں میاں بیوی کے خلاف اکساتا رہا ہے۔ ہمارا اور اس کا سامنا اور ٹکراؤ تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ ان بدی کے گماشتوں کے مقابلہ میں ہم دونوں میاں بیوی نیکی کے نمائندے ہیں اور عزازیل اور اس کے گماشتوں سے ٹکرانا ہم نے اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے۔ دیکھ سردار خوسے ان مافوق الفطرت قوتوں نے تمہاری بستی میں جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ اب میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میں ان کے راستے میں چٹان بن جاؤں گا میں ان کا مقابلہ کروں گا اور یہ کہ انھیں تم لوگوں کی بستی میں خونخواری کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ یوناف کی یہ باتیں سن کر خوسے ایسا خوش ہوا کہ آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگا۔

یہ تمہارا ہم پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ میرے خیال میں اب تم ہمارے ساتھ چلو آج کی رات تم میرے ہاں رہو اور نگاہ رکھو کہ وہ قوتیں کب ہماری بستی میں داخل ہوتی ہیں۔
خوسے خاموش ہوا تو دوسرا سردار استور بولا اور بڑی نرمی اور بڑی شفقت میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یوناف میرے بیٹے خوسے ٹھیک کہتا ہے تم دونوں میاں بیوی اپنے جھونپڑے میں جانے کے بجائے خوسے کے ہاں رہو۔ یا میرے ہاں مستقل قیام کر لو۔ اور جب تک بستی پر حملہ آور ہوتے والی قوتوں کا سدباب نہیں کیا جاسکتا تم اپنے جھونپڑے کے بجائے ہمارے ہاں ہی قیام کرو۔ تم دونوں کے اخراجات تم دونوں کا کھانا پینا سب ہمارے ذمہ ہوگا۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سردار استور تمہاری مہربانی تمہارا شکریہ کہ تم لوگ ہم دونوں میاں بیوی کا اس قدر خیال کر رہے ہو۔ بہرحال یہ جو جوان مرا

ہے اس کی تدفین کے بعد میں بستی پر حملہ آور ہونے والی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خوسے کے ہاں قیام کرنا پسند کروں گا۔ یوناف کا یہ جواب سن کر خوسے خوش ہوگیا تھا۔ اس کے بعد سب مل کر اس مرنے والے جوان کی تدفین کا انتظام کرنے لگے تھے۔
جس وقت تدفین کا کام جاری تھا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اکٹھے ہونے والے لوگوں کے ایک طرف کھڑے تھے کہ اسی موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا اپنی آواز کی پوری مٹھاس میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یوناف میں تمہارے لئے بہت اہم خبریں لے کر آئی ہوں۔ پہلی خبر اس بستی میں عزازیل اور اسکے ساتھیوں کے طریقہ واردات سے متعلق ہے۔ سنو یوناف بارص' صادو' یوشا' عارب اور نبیطہ رات کی تاریکی میں اس بستی کی طرف آتے ہیں عارب اور نبیطہ باہر ہی کھڑے رہتے ہیں جبکہ صادو' بارص اور یوشا اپنی جنس کی عجیب عجیب شکل و صورت میں نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ نیلی دھند کی قوتیں ہی اس بستی کے اندر تباہی اور بربادی کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ آج جو نوجوان مرا ہے اسکی گردن نیلی دھند کی قوتوں نے کاٹ کر اسکے جسم کا خون پی لیا تھا۔ اس سے پہلے جو جوان اس بستی میں مرا تھا اسکی حالت بھی نیلی دھند کی قوتوں نے ہی کی تھی۔ لہٰذا اب اگر یہ لوگ واردات کرنے آتے ہیں تو ہم سب کو بیک وقت صادو' بارص' یوشا اور نیلی دھند کی قوتوں سے نپٹنا پڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
سنو یوناف میں عزازیل' عارب' نبیطہ' بارص' صادو اور یوشا کی ساری گفتگو دریائے ساوا کے کنارے سن کے آ رہی ہوں۔ آج کی رات وہ پھر اس بستی کے اندر واردات کریں گے۔ آج ان کا حدف بستی کے سردار خوسے کا بیٹا اناتھس ہو گا۔ سنو سردار خوسے کا ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے اسکے بیٹے کا نام اناتھس ہے جو بڑا خوبصورت اور تنومند جوان ہے جبکہ بیٹی کا نام گریوتی ہے اور حسن و جوانی اور شباب و خوبصورتی میں یہ گریوتی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ عارب اس گریوتی کو پسند کئے ہوئے ہے اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے اسی لئے وہ گریوتی کے بھائی اناتھس کو راستے سے ہٹا کر اسکے بعد گریوتی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔ پہلے وہ سردار خوسے سے گریوتی کا رشتہ مانگیں گے اگر خوسے نے رشتہ دے دیا تو ٹھیک اگر خوسے نے انکار کر دیا تو مجھے امید ہے کہ عارب گریوتی کو زبردستی اٹھا کر لے جائے گا۔ بہرحال تم دونوں میاں بیوی آج کی رات مستعد رہنا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی اور تینوں مل کر نیلی دھند کی قوتوں کے علاوہ صادو' بارص اور یوشا

کے سارے لائحہ عمل کو خراب و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ ابلیکا شاید مزید کچھ کہتی یہاں تک کہتے کہتے وہ خاموش ہو گئی۔ اسلئے کہ تدفین کا کام ختم ہو گیا تھا۔ اور سردار خوسے اور دوسرا سردار استور دونوں باہم گفتگو کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اس طرف آ رہے تھے جہاں یوناف اور بیوسا کھڑے تھے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر یوناف بھی مستعد ہو گیا تھا۔ جبکہ ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی۔

قریب آ کر خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یوناف میرے بیٹے مرنے والے جوان کی تدفین کا کام مکمل ہو چکا ہے اب تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ تم دونوں میرے ہاں ہی قیام کرو گے۔ یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غور اور انہماک سے سردار خوسے کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور خوسے کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا سردار خوسے کیا تمہارا کوئی بیٹا بھی ہے جس کا نام اناتھس ہے اور کیا تمہاری گریوتی نام کی بیٹی بھی ہے۔ خوسے اور استور دونوں نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا قبل اسکے یوناف مزید کچھ کہتا خوسے بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے مہربان تمہارا کہنا درست ہے میرا ایک بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے۔ بیٹے کا نام اناتھس اور بیٹی کا نام گریوتی ہے۔ پر یہ تو کہو تم نے ان دونوں سے متعلق اس قدر فکرمند انداز میں کیوں پوچھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے میں افسوس کے ساتھ تمہیں بتا رہا ہوں کہ آج کی رات وہ قوتیں انتہائی خوفناک اور ہولناک ہیں اور جو بستی کے اندر خونی کھیل کھیلتے ہوئے بستی کے دو جوانوں کا خاتمہ کر چکی ہیں وہ آج رات پھر بستی میں داخل ہوں گی اور آج وہ تمہارے بیٹے اناتھس کو اپنا شکار بنائیں گے۔ یوناف کے اس انکشاف پر سردار خوسے عجیب سی بے یقینی کا شکار ہو گیا تھا۔ اسکی آنکھوں کے اندر کانٹوں کی سی خاموشی میں تپتے صحرا میں اڑتے ریت کے گراؤ کا سا سماں اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کا چہرہ سیاہ گوشہ شب کی طرح فق ہو کر رہ گیا تھا۔ اسکی رگیں تن گئیں تھیں۔ سراپے میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ یوں جیسے گویا وہ عقبیٰ کی عقوبت کا شکار ہو کر رہ گیا ہو۔ اسکے جسم کے اندر شبنم کی آسودگی جیسا رگوں میں مچلتا خون دکھ کے چیختے صحراء کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ مجموعی طور پر یوناف کے اس انکشاف پر سردار خوسے کی حالت تنگی و تلخی، بے بسی کے گرداب اور مخدوش و شکستہ جذبات کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک بکھرا بکھرا سا سردار خوسے اپنے آپ قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پھر اس نے انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ مہربان اجنبی کیا ان دراز دست قوتوں سے میرے بیٹے اناتھس کو بچانے کا کوئی

طریقہ بھی ہے اس پر یوناف بولا اور خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار خوسے تم فکرمند نہ ہو میں آج کی رات تمہارے ہاں ہی قیام کروں گا اور آئندہ بھی خواہ اس بستی میں رہوں یا اپنے جھونپڑے میں رہوں میں اس بستی کی حفاظت کے فرائض انجام دیتا رہوں گا۔ سردار خوسے تمہارے ہاں قیام کے دوران میں تمہارے بیٹے کی حفاظت کروں گا۔ تم دیکھنا ان دراز دست قوتوں اور شیطانی گماشتوں سے میں کس طرح نپٹتا ہوں۔ سردار خوسے تم مطمئن رہو میں تمہیں تمہاری بیٹی یا تمہارے بیٹے کو کسی بھی صورت ان شیطانی قوتوں کا شکار نہیں ہونے دوں گا اس لئے کہ یہ قوتیں تمہاری بیٹی پر بھی نگاہ رکھتی ہیں اور اسے اٹھا لے جانے کی کوشش کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا اور اسکی اس ڈھارس اور اسکی اس تسلی پر سردار خوسے اور سردار استور کے چہروں پر کسی قدر اطمینان اور تسلی آمیز جذبے بکھر گئے تھے۔ جواب میں خوسے یا استور کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ خاموش ہو گئے اسلئے کہ لوگوں کے ہجوم کی طرف سے ایک بوڑھی عورت ایک نوجوان اور ایک نوعمر لڑکی انکی طرف آتے دکھائی دیئے ابھی وہ دور ہی تھے کہ خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ میرے مہربان! میری بیوی میرا بیٹا اناتھس اور میری بیٹی گریوتی بھی اس طرف ہی آ رہے ہیں۔ میری بیوی کا نام اربیں ہے وہ ایک بڑی مہربان اور رحم دل عورت ہے تمہیں دیکھ کر اور تم سے مل کر وہ بے حد خوش ہو گی۔ سب خاموش رہ کر ان تینوں کے نزدیک آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

جب وہ تینوں نزدیک آئے تو یوناف اور بیوسا نے دیکھا سردار خوسے کی بیٹی گریوتی واقعی حسن و جمال میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ نزدیک آنے پر یوناف اور بیوسا نے دیکھا گریوتی حدیث دل، قلب و نظر کی تطہیر اور فکر و کردار کی ترتیب جیسی خوشگوار تھی وہ روشنی کی پہلی کرن، تجلی و حرارت، تمکنت و حشمت جیسی پرکشش برق میں تاب و تب، پھول میں خوشبو، خدوخال میں حسن جیسی شاداب اور چمکتے ہیرے، سرخ گلاب اور محبتوں کے نگر جیسی خوبصورت تھی۔ اسکی پیاسی آنکھوں کے اندر نرگسیت کا ایک سیلاب تھا اسکے چہرہ پر بہاروں کے نوخیز خواب اور اسکے حسین خوبصورت ہونٹوں پر گلاب کی بے قرار خوشبو اور شگوفوں کے گیت بکھیر رہے تھے۔ گریوتی خوب لمبے قد کی تھی اور جسمانی ساخت ایسی تھی کہ کوئی جواب نہ رکھتی تھی۔ جب وہ چلتی تھی تو اس انداز میں چلتی تھی کہ دیکھنے والا اس خواہش کا اظہار کرے کہ وہ چلتی رہے اور دیکھنے والا اسے دیکھتا ہی رہے۔

جب وہ تینوں قریب آئے تو سب سے پہلے سردار خوسے نے یوناف اور بیوسا کے

ساتھ انکا تعارف کرایا پھر اشارے سے خوسے سے ان تینوں کو ایک طرف لے گیا اور تھوڑی دیر تک انکے ساتھ کھسر پھسر کرتا رہا۔ پھر وہ سب واپس آئے اور سردار خوسے کی بیوی یوناف کے قریب آئی اور بڑے پیار سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ دیکھ ہمارے اجنبی بیٹے آج کی رات اگر تو میرے بیٹے کی زندگی بچائے تو تیرا ہم پر وہ احسان ہو گا جو ہم کبھی اتار نہ سکیں گے۔ میرے شوہر خوسے نے مجھے بتایا ہے کہ آج کی رات وہ دراز دست قوتیں میرے بیٹے کو اپنا ہدف بنائیں گے۔ دیکھ ہمارے مہربان میرا اکلوتا ہی بیٹا ہے اگر تو اسکی جان بچائے تو پھر یوں سمجھنا کہ تو ہمارا آقا اور ہم تمہارے غلام ہوں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد خوسے کی بیوی اربیں جب خاموش ہوئی تو خوسے کی حسین و جمیل بیٹی گریوتی یوناف کے قریب آئی اور اپنے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے شہد ملی جلی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اگر آپ ان مافوق الفطرت قوتوں سے میرے بھائی کی جان بچائیں گے تو یوں سمجھیں کہ آپ نے ہمیں بے دام ہی خرید لیا۔ اسکے بعد آپ ہمارے مالک اور ہم سب آپ کے غلام ہوں گے۔ جو آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتی ہوں کہ بظاہر اس بستی کے سردار میرا باپ خوسے اور استور ہوں گے لیکن حقیقت میں اس بستی کے سردار آپ ہی ہوں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد گریوتی جب خاموش ہوئی تو یوناف نے چھاتی تانتے ہوئے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔

تم لوگ دیکھنا میں اناتھس کی حفاظت کیسے کرتا ہوں اور میں تم کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ صرف اناتھس ہی نہیں آئندہ بھی مافوق الفطرت اور دراز دست قوتیں تم لوگوں کی بستی میں داخل ہو کر خونخواری اور بربادی کا مظاہرہ نہیں کر سکیں گی۔ اس پر سردار خوسے کی بیوی اربیں بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ مہربان بیٹے اگر تو ایسا کر سکے تو پھر تمہارا اس بستی پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ میرے شوہر خوسے نے مجھے بتایا کہ تم ہمارے یہاں ہی قیام کرو گے لہذا آؤ ہمارے ساتھ باقی باتیں اور گفتگو گھر جا کر ہوں گی۔ اسکے ساتھ ہی خوسے' اناتھس' گریوتی اور اربیں یوناف اور بیوسا کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ جبکہ دوسرا سردار استور لوگوں کے مجمع کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا تھوڑی دیر بعد خوسے' اسکی بیوی اربیں' بیٹے اناتھس اور بیٹی گریوتی کے ساتھ انکے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ لکڑی کا بنا ہوا خاصا بڑا مکان تھا۔ صدر دروازہ سے داخل ہونے کے بعد سردار خوسے نے یوناف اور بیوسا کو ایک کمرے میں بٹھایا شاید وہ کمرہ

مہمان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ میرے مہربان بیٹے تم دونوں میاں بیوی اس کمرے میں بیٹھو میں تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔ تم دونوں کے دوپہر کے کھانے کا بندوبست کراتا ہوں۔ یوناف اور بیوسا کو اس مہمان خانے میں بٹھانے کے بعد خوسے' اربیں' اناتھس اور گریوتی مکان کے دوسرے حصہ کی طرف چلے گئے تھے۔

یوناف اور بیوسا کو اس مہمان خانے میں بیٹھے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اس کمرے میں بلی کے دو خوب بڑے سفید اور توانا بچے داخل ہوئے۔ بلی کے ان دونوں بڑے بڑے بچوں کو دیکھ کر یوناف چونک سا پڑا۔ تھوڑی دیر تک وہ ان بچوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ بیوسا نے بھی یوناف کے یوں غور سے دیکھنے کو محسوس کیا تھا۔ لہذا وہ بولی اور یوناف سے پوچھنے لگی۔ آپ بلی کے بچوں کو اتنے انہماک اور اس قدر غور سے کیوں دیکھے جا رہے ہیں۔ اس پر یوناف چونکا اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بیوسا میں بلی کے ان دونوں بچوں سے ایک بہت بڑا کام لینے کا عزم کر چکا ہوں۔ اس پر بیوسا نے چونک کر پوچھا وہ کیا۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ بیوسا مصری ساحر کی وہ کتاب جو اس وقت ہمارے پاس ہے۔ جو ابلیکا نے اسکے بیٹے سے حاصل کی تھی۔ اس میں کچھ ایسے قواعد بھی ہیں جنہیں استعمال کر کے کسی شے میں نہ صرف یہ کہ طاقت کو کئی گنا زیادہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اسکی جسامت کو بھی بڑھایا جا سکتا ہے میں اسی کلیہ اسی عمل کو بلی کے ان دونوں بچوں پر بھی استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ پر اسکے لئے ضروری یہ ہے کہ پہلے ان دونوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے تاکہ قوت اور جسامت بڑھنے کے بعد یہ ہمارے ہی خلاف نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ بیوسا شاید یوناف کی بات پوری طرح سمجھ گئی تھی لہذا خوشی اور اطمینان میں اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر بڑے پیار سے اس نے اپنا بازو یوناف کے کندھے پر رکھا اور توصیفی انداز میں وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب یہ ایک بہت اچھا خیال ہے اور اس حربے کو ہم اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں لیکن آپ کا کہنا درست ہے کہ پہلے بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے اور ایسا ہم اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے گہری نگاہوں سے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو پھر انتظار کاہے کا۔ آؤ دونوں میاں بیوی اپنی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیں۔

اس پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی حرکت میں آئے۔ اپنی سری قوتوں کی مدد

سے بلی کے ان دونوں سفید اور توانا بچوں کو انہوں نے اپنے ساتھ مانوس کیا اسکے نتیجے میں بلی کے دونوں بچے انکے نزدیک آئے کبھی وہ انکی ٹانگوں اور پاؤں سے اپنا منہ رگڑتے کبھی دم اور کبھی اپنے جسم کے پہلو انکی ٹانگوں سے رگڑتے ہوئے ادھر ادھر گزرنے لگے تھے۔ یوناف اور بیوسا نے جب دیکھا کہ بلی کے وہ دونوں بچے انکے ساتھ خوب مانوس ہو گئے ہیں تو پھر جونہی یوناف نے مصری ساحر کا عمل ان پر آزمایا بلی کے دونوں بچے لحہ بھر کے اندر دو بڑے بڑے سفید چیتوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ کیونکہ اس عمل سے انکی طاقت اور جسامت میں خوب اضافہ ہو گیا تھا اور وہ چیتے بھی بڑے توانا اور خوب لمبے اور قد آور تھے اور چونکہ اس سے پہلے یوناف اور بیوسا دونوں کو اپنے ساتھ مانوس کر چکے تھے۔ لہٰذا دونوں چیتے بلی کے ان دونوں بچوں کی ہی طرح یوناف اور بیوسا کے ساتھ اپنی مانوسیت کا اظہار کرنے لگے تھے کبھی وہ دونوں کے گھٹنوں سے اپنا سر رگڑتے کبھی انکے پاؤں چاٹتے عین اس موقع پر چاندی کا ایک طشت اٹھائے گریوتی یوناف اور بیوسا کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ گریوتی نے جونہی ان دو سفید چیتوں کو دیکھا اس نے ایک ہولناک چیخ بلند کی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں جو چاندی کا طشت پکڑ رکھا تھا وہ فرش پر گر گیا اور گریوتی چیخیں مارتی ہوئی واپس بھاگ گئی تھی طشت کے فرش پر گرتے ہی طشت کے اندر جو خشک اور تازہ پھلوں کے علاوہ پنیر اور کھانے پینے کی دوسری اشیاء تھیں وہ سب فرش پر پھیل گئی تھیں۔ گریوتی کے اس طرح آنے طشت ہاتھ سے گرنے اور اسکے چیخیں مار کر واپس بھاگنے سے یوناف چونک سا پڑا تھا دوبارہ اس نے بھی ان بچوں پر عمل کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ بڑے بڑے توانا چیتے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل ہو کر رہ گئے تھے۔

دوسری طرف گریوتی جب خوف اور ڈر کا اظہار کرتی ہوئی اور چیخیں مارتی ہوئی واپس گئی تو سردار خوسے اس کا بیٹا اناتھس اور اسکی بیوی اربیں پریشان اور فکرمند سے ہو کر مکان کے صحن میں آ گئے تھے۔ گریوی گرتی پڑتی انکے پاس آئی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی خوسے نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اسکی پیشانی چومی پیار سے اور شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے ڈھارس دیتے ہوئے پوچھا کیا ہوا میری بیٹی تو تو یوناف اور بیوسا کیلئے کھانے پینے کی اشیاء کا طشت لے کر گئی تھی۔ اس پر گریوتی نے خوفزدہ سے انداز میں ایک بار مہمان خانے کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اسکے بعد وہ اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے میرے باپ جونہی میں مہمان خانے میں داخل ہوئی مہمان خانے میں اس وقت یوناف اور بیوسا تو بیٹھے ہوئے تھے لیکن انکے سامنے دو انتہائی بڑی جسامت کے اور بڑے

خونخوار سفید رنگ کے چیتے بھی کھڑے تھے جنہیں دیکھتے ہی میرے ہاتھ سے طشت گر گیا اور میں چیخیں مارتی ہوئی آپ لوگوں کے پاس آ گئی۔ اس پر خوسے نے فکرمند سے انداز میں پوچھا۔ یہ چیتے کہاں سے آ گئے۔ تم جانتی ہو میری بیٹی اس سرزمینوں میں چیتا ہوتا ہی نہیں ہے۔ تمہیں دھوکا اور فریب ہوا ہو گا۔ اس پر گریوتی بڑے پیارے انداز میں آنکھیں چھپکاتے ہوئے کہنے لگی میرے باپ میں نے ان دو توانا اور خونخوار چیتوں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس پر خوسے کہنے لگا۔ اگر ایسا ہے تو آؤ مہمان خانے میں یوناف اور بیوسا کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں۔ گریوتی بھی سہمی سہمی اور ڈری ڈری سی اپنے باپ' بھائی اناتھس اور ماں اربیں کے ساتھ ہو لی تھی۔

جونہی وہ چاروں مہمان خانے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ایک ہی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے سامنے بلی کے دو سفید بچے انکے پاؤں میں لوٹ رہے تھے۔ کمرے کے سارے ماحول کو ایک بار خوسے نے بڑے غور سے دیکھا پھر وہ اپنی بیٹی گریوتی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میری بیٹی اس کمرے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یوناف اور بیوسا ہیں یا تمہاری بلی کے دو سفید بچے ہیں جو یوناف اور بیوسا کے قدموں میں اس وقت لوٹ رہے ہیں۔ گریوتی نے پہلے پورے کمرے کا جائزہ لیا پھر وہ پشیمانی کے سے انداز میں کبھی یوناف اور کبھی بیوسا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پھر شاید اس کا خوف جاتا رہا تھا۔ فرش پر گرا ہوا طشت اس نے اٹھایا اور جو چیزیں اس سے گری تھیں وہ پھر اس میں سجانے لگی تھی۔ اس کام میں خوسے اسکی بیوی اربیں بھائی اناتھس بھی مدد کرنے لگا تھا جب ساری چیزیں انہوں نے طشت میں رکھیں تو وہ طشت گریوتی نے یوناف اور بیوسا کے سامنے لا کر رکھا قبل اسکے وہ کچھ کہتی خوسے پھر بولا اور یوناف اور بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تھوڑی دیر قبل میری بیٹی گریوتی تم دونوں کیلئے خشک اور تازہ پھل اور کھانے کی کچھ دیگر اشیاء لے کر آ رہی تھی پھر نجانے کیا ہوا کہ طشت اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ چیخیں مارتی ہوئی واپس بھاگی میں نے جب وجہ پوچھی تو کہنے لگی کہ مہمان خانے میں سفید رنگ کے دو بڑے بڑے چیتے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ خوفزدہ ہوئی ہے۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ کمرے میں تم دونوں کے علاوہ یہ بلی کے دو بچے ہی ہیں۔ پھر ایسی کونسی چیز تھی جس سے خوفزدہ ہو کر گریوتی بھاگی تھی۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر بڑے غور سے خوسے کی طرف دیکھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار خوسے میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ وہ عزازیل جو آپ کے پاس آتا رہا

ہے اصل میں وہ شیطان اور ابلیس ہے اور ایک عرصہ سے ہمارا اور اس کا مقابلہ اور ٹکراؤ چلتا آ رہا ہے۔ جس طرح اسکے پاس مافوق البشریت قوتیں ہیں۔ ایسے ہی ہمارے پاس بھی بہت سی قوتیں اور طاقتیں ہیں جنہیں استعمال کر کے ہم اس عزازیل اور اسکے ساتھیوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قوت کو استعمال کرتے ہوئے میں اور میری بیوی بیوسا نے بلی کے ان بچوں کو دو بڑے بڑے اور توانا چیتوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ جنہیں دیکھ کر گریوتی ڈر کے مارے بھاگ گئی تھی۔ اس پر خوسے انا تھس، گریوتی اور اربیں چونک کر ان دونوں میاں بیوی کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر خوسے بولا اور پوچھنے لگا۔

کیا بلی کے یہ بچے چیتوں میں تبدیل ہو کر خوانخوار بن گئے تھے اور تمہیں انہوں نے کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔ اس پر یوناف اور بولا اور کہنے لگا نہیں ہم نے ایسا ہی ایک عمل کرتے ہوئے پہلے بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیا تھا اسکے بعد ہم نے انکی ہیئت اور انکی جسامت کو تبدیل کیا تھا۔ اس بار خوسے کے بیٹے انا تھس نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یوناف میرے بھائی کیا آپ میری خاطر پھر وہی اپنا عمل استعمال نہیں کریں گے۔تاکہ ہم دیکھیں کہ بلی کے بچے کیسے بڑے بڑے چیتوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ پر یہ خیال رہے کہ یہ چیتے ہمیں نقصان نہ پہنچائیں اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا پہلے یہ بتایئے کہ یہ بلی کے بچے کس کے ہیں اور کیا یہ تم لوگوں کے ساتھ مانوس ہیں اس پر خوسے بولا اور کہنے لگا یہ بلی کے بچے ویسے تو میری بیٹی گریوتی نے پال رکھے ہیں پر یہ ہم سب کے ساتھ بڑے مانوس ہیں اس پر یوناف نے کوئی جواب نہ دیا وہ فوراً اپنے عمل کی ابتداء کر چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جونہی اس کا عمل ختم ہوا بلی کے وہ دونوں بچے پلک جھپکتے میں بہت بڑے بڑے لمبے اور خونخوار سفید چیتوں کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ایک بار تو خوسے، انا تھس، گریوتی اور اربیں دہل کر رہ گئے تھے لیکن جب ان دونوں چیتوں نے ان چاروں کے ساتھ بھی مانوسیت کا اظہار کیا تو انکا ڈر اور خوف جاتا رہا تھا۔ پھر یوناف خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار خوسے ان چیتوں کو بھی میں آئندہ اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کیا کروں گا اسکے ساتھ ہی یوناف نے عمل ختم کیا اور دونوں چیتے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ خوسے اس عمل سے بڑا خوش ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی بھی کمال کی شخصیتیں ہو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یقیناً ان قوتوں کا مقابلہ کر سکو گے جو ہماری بستی پر وارد ہوتی ہیں اسکے بعد خوسے نے چاندی کے طشت میں رکھے ہوئے تازہ اور خشک پھلوں کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی ادھر بھی ہاتھ بڑھاؤ یہ بدعائیں دے رہے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ سب وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ تازہ اور خشک پھل بھی کھاتے جا رہے تھے۔

○

شام کا کھانا کھانے کے بعد جب وہ ایک بار پھر مہمان خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو یوناف نے سردار خوسے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ سردار خوسے اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان شیطانی قوتوں کی خونخواری سے نپٹنے کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔ دیکھیں اس مہمان خانے میں جس قدر نشستیں پڑی ہوئی ہیں انہیں دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اسلئے کہ میں صرف انا تھس ہی نہیں بلکہ تم تینوں کو بھی انکی خونخواری سے بچانا چاہتا ہوں۔ خوسے نے پوچھا۔ ان نشستوں کو دیوار کے ساتھ لگانے کے بعد کیا ہو گا۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا پھر کیا ہو گا میں آپ کو ساتھ ہی ساتھ بتاتا رہوں گا۔ اس پر انا تھس اور گریوتی فوراً اٹھے ساری نشستوں کو کھینچ کر انہوں نے دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر یوناف نے خوسے کو مخاطب کر کے کہا دیکھ سردار خوسے تم گھر کے چاروں افراد اس مہمان خانے کے وسط میں دو تین بستر لگا کر اکٹھے بیٹھ جاؤ میں تم چاروں کے گرد ایک حصار کھینچ دوں گا اور اس حصار کو پار کر کے وہ شیطانی قوتیں تم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے۔ اس طرح میں بہتر انداز میں اپنی بیوی بیوسا کے ساتھ ان سے نپٹ سکوں گا۔

خوسے، انا تھس، گریوتی اور اربیں شاید یوناف کی اس گفتگو کو سمجھ گئے تھے لہٰذا انا تھس اور گریوتی بھاگے بھاگے گئے اور دوسرے کمرے سے کچھ بستر اٹھا کے لئے آئے جنہیں انہوں نے مہمان خانے کے وسط میں بچھا دیا تھا۔ اوپر لینے کیلئے وہ کچھ توشک بھی لے آئے تھے جب انہوں نے بستر جما دئے اور توشک لے کر وہ وہاں بیٹھ گئے تب یوناف نے اپنے کسی عمل کی ابتداء کرتے ہوئے انکے گرد ایک حصار کھینچ دیا تھا پھر وہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی نشستوں پر بیوسا کے ساتھ بیٹھ گیا اور خوسے کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے اب تم چاروں اس حصار سے اس وقت تک باہر نہیں نکلنا جب تک میں نہ کہوں سنو میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو ان شیطانی قوتوں کی آمد سے مجھے آگاہ کرے گی اور جونہی مجھے انکی آمد کی خبر ہو گی میں اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ان نشستوں سے غائب ہو جائیں گے ہمارے ایسا کرنے سے تم چاروں فکر مند نہ ہونا اور اسی لمحہ بلی کے ان دونوں بچوں کو ہم چیتوں میں

تبدیل کر کے تمہارے دائیں بائیں کھڑا کر دیں گے اور جونہی وہ شیطانی قوتیں انا تھس پر حملہ آور ہونے کیلئے اس کمرے میں داخل ہوں گی پھر تم دیکھنا کہ ہم دونوں میاں بیوی کیسے ان سے نپٹ کر انکا حشر نشر کرتے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے وہ چاروں مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ پہلے کی طرح آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔

کافی دیر بعد گفتگو کرتے کرتے اچانک یوناف چونک سا پڑا اسلئے کہ ابلیکا نے اسکی گردن پر لمس سا دیا تھا پھر ابلیکا کی رس گھولتی اور شہد برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف میرے حبیب سنو شیطانی قوتیں بستی میں داخل ہونے والی ہیں صادو، بارص، یوشا نیلی دھند کی قوتوں کو لے کر سردار خوسے کے مکان کا رخ کریں گے۔ جبکہ عارب اور نبیطہ بستی سے باہر ہی کھڑے رہیں گے۔ تھوڑی دیر تک وہ بستی میں داخل ہونے والے ہیں۔ لہذا تم دونوں میاں نے جو کچھ کرنا ہے کر ڈالو۔ اسکے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا کے علیحدہ ہوتے ہی یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی حرکت میں آ چکے تھے خوسے انا تھس گریوتی اور اربیس انہیں بڑے غور اور تشویش کے ساتھ دیکھتے جا رہے تھے پہلے یوناف اور بیوسا دونوں نے بلی کے دونوں بچوں کو بڑے بڑے اور خونخوار چیتوں میں تبدیل کر دیا تھا پھر وہ کسی انجانے عمل سے نشستوں پر بیٹھے ہی بیٹھے غائب ہو گئے تھے پھر سردار خوسے نے دیکھا کہ وہ دونوں چیتے حرکت میں آئے تھے اور جہاں وہ حصار کے اندر بیٹھے ہوئے تھے ایک چیتا حصار کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف کھڑا ہو گیا تھا شاید انہیں یوں یوناف اور بیوسا نے کھڑا کیا تھا اسکے بعد کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ خوسے انا تھس گریوتی اور اربیس کے چہروں پر موت کا خطرہ اور خدشہ طاری ہو چکا تھا اور وہ کسی بھی لمحے رونما ہونے والے حادثے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد سب سے پہلی نیلی دھند کی قوتیں سیاہ صحراء میں برق گراتے بادلوں کی طرح داخل ہوئی تھیں اس نیلی دھند کے اندر شیطانی قوتیں اپنے بھیانک چہروں کے ساتھ عداوتوں کی دھوپ، آندھیوں کے غبار اور موت کے بحر کی طرح رقص کرتی دکھائی دے رہی تھیں بالکل یوں جیسے آگ کے کسی بہت بڑے الاؤ کے اندر شعلے بل کھاتے ہوئے بلندی کی طرف اٹھتے ہیں۔

نیلی دھند کی ان قوتوں کو دیکھتے ہوئے سردار خوسے اسکا بیٹا انا تھس بٹی گریوتی اور بیوی اربیس شفق شام وادیوں میں برف کے شہر کی ویران گزرگاہ اور زرد سمندر کے سرد سناٹوں جیسے افسردہ روزن زندان اور بے کسی کی گرد کے سفر جیسے ویران ویران ہو کر رہ گئے

تھے۔ نیلی دھند کی ان قوتوں کے پیچھے ہی پیچھے صادو، بارص اور یوشا اپنی شیطانی شکل و صورت میں اس کمرے میں اس طرح داخل ہوئے تھے جس طرح آسمان کی نیلی چادر اور تاروں کی لو تلے ظلم کی بھڑکتی بھٹی من کے کواڑوں پر دکھ کے کالے بھیانک طوفانوں کی طرح دستک دینے لگی ہو تینوں شیطانی قوتیں کمرے میں اس طرح داخل ہوئی تھیں جیسے ٹھنڈی گاڑھی کہر کی چادر میں ستم کی خون بھری چٹانیں ہوں انکے چہروں اور انکی حرکات سے لگتا تھا گویا وہ بربادی و زبوں حالی کے طوفانوں میں جہالت کی گندگی، تعصب کی چکنی کالک، جہل و شقاوت کی پوٹ، غم و اندیشے کے طوفان کھڑے کرنے والی ہوں وہ ناسیاتی مادوں کی طرح بدی کی ابتداء کرنے کے لئے عروج و ارتقاء کا جوش مار رہی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے خوسے انا تھس گریوتی اور اربیس کی حالت مزید خراب اور یاس انگیز ہو گئی تھی اور وہ لب گور تک پہنچے مریض جیسے دکھائی دینے لگے تھے۔

دوسری طرف شاید یوناف اور بیوسا بھی کمرے میں دروازے کی طرف منہ کئے دونوں چیتوں پر گرفت کر چکے تھے اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق حرکت میں لا رہے تھے جونہی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں اور انکے پیچھے پیچھے صادو، بارص اور یوشا کمرے میں داخل ہونے کے بعد کمرے کے وسطی حصے کی طرف بڑھے جہاں خوسے انا تھس گریوتی اور اربیس بستروں کے اندر چھپے بیٹھے تھے اچانک وہ دونوں چیتے حرکت میں آئے اپنا ایک ایک پاؤں انہوں نے آگے بڑھایا پھر وہ دونوں اپنے منہ سے آگ کے بھیانک شعلے اگلنے لگے تھے۔ چیتوں کے منہ سے نکلنے والی اس آگ کا ایسا اثر ہوا کہ نیلی دھند کی قوتیں اور انکے پیچھے پیچھے صادو بارص اور یوشا کمرے کے دروازے کے قریب ہی رک گئے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے اس آگ نے انہیں زبردستی آگے بڑھنے سے روک دیا ہوا اسکے ساتھ ہی کمرے کے اندر ایک انتہائی بھیانک اور مہیب آواز بلند ہوئی یہ آواز ابلیکا کی تھی اور یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد انتہائی شیریں اور بھری آواز میں گفتگو کرنے والی ابلیکا عجیب سی قہرانی کے انداز میں صادو، بارص اور یوشا سے مخاطب ہوئی تھی۔ اسکی آواز کی قہرانی سے یوں لگتا تھا جیسے وہ سایوں تک کو چھید ڈالنے والی ہے اور دل کی تہوں میں شکست و ریخت سناٹوں کی فضاؤں میں ایک طوفان، لہو میں وحشت کا رقص، تیرگی کی شب میں محراب جاں کے اندر ٹوٹی بکھرتی صداؤں اور نوکیلے ارادوں کی طرح داخل ہونا چاہتی ہے صادو بارص اور یوشا کے علاوہ نیلی دھند کی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ابلیکا کہہ رہی تھی۔

شیشہ جاں میں دنیا بھر کی ملامتیں اور باب جبروت کا اضافہ کرنے والو! پستیوں کی پراسرار گونجوں میں مقدرات کی سیاہیاں بکھیرنے والو! سنو بدی کے بے ضمیر عناصرو! میں

تمہیں تنبیہہ کرتی ہوں کہ تم سایوں کے تعاقب میں بھاگ کر اپنے پہچان کے زخموں کو مت کریدو زندگی کی پناہ گاہوں کو ہلاکت کے ہاتھوں فنا کی بانہوں میں مت دھکیلو گرداب کی مجبوریوں میں گردش دوران کے دیولاخوں کا اضافہ مت کرو۔

”سنو دوسروں کے خیمۂ دل پر بھنور بنانے والو! امیدوں کے صحراء میں اوروں کے خوابوں کے خاکے مت بکھیرو' زیست کے عنوان کو زہریلا کر کے اپنے جسموں کی قاشوں میں قصہ جدائی مجبوری و دل سوزی عمر بھر کا اضطراب اور زندگی کے تیز طوفانوں کو دعوت مت دو اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھو تمہیں ایسی اذیت میں ڈالا جائے گا کہ تم سب وصل و ہجر کی داستانیں' حرمت ذات کے تفکرات اور اندیشہ فردا سب بھول جاؤ گے۔

سنو نفس کے بندو! حیات دنیا پر فریفتہ ہونے والو! اغراض نفسانی کی بندگی کرنے والو! آبگینوں کی داستانوں میں بھٹکتی ہوئی روحوں کی طرح داخل ہونے والو! یہاں اس کمرے میں ایسی ایسی قوتیں ہیں جو تمہاری زندگی کے تیز طوفانوں کو چاہتوں کی ہوا تمہارے جبر کی نذرات کو دھنک رنگ لمحوں میں تبدیل کر دیں گے سنو خزاں کے رفیقو! اس کمرے کے اندر نیکی کا ایک ہجوم ہے جس میں محبت و وفا کی کھیتی اور الفت کی پاکیزہ کلیاں ہیں اس ماحول میں اس کمرے میں پناہ لینے والوں پر تمہاری نفرت کا طوفان تمہارے نئے موسموں کا عذاب اور تمہاری غلیظ افکار کے ہجوم کا کوئی اثر نہ ہو گا تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ فی الفور اس کمرے سے نکل کر اس بستی سے دفع ہو جاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھو کہ تمہیں ایسی کٹھنائی ایسی اذیت میں ڈالا جائے گا کہ تم ایک نئے درد اور کرب میں چیخ چلا اٹھو گے“۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو نیلی دھند کی قوتوں کے اندر ابلیکا کی آواز سے ایک اضطراب اٹھ کھڑا ہو اتھا۔ اس موقع پر صادو بولا اور اپنے بھائی بارص اور یوشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ کیسی ہولناک اور قہرانیت سے بھرپور آواز ہے یہ آواز ہمارے لئے مکمل اجنبی اور نا آشنا ہے ایسی آواز میں نے کبھی پہلے نہیں سنی اور نہ ہی ایسی آواز سے کبھی واسطہ پڑا ہے یہ آواز یوناف کی نہیں کیونکہ اسکی آواز کے بھاری پن کو میں خوب پہچانتا اور جانتا ہوں اس آواز کے اندر ہلکا ہلکا نسوانی پن ہے یہ آواز بیوسا کی بھی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ ہم اسکی آواز سے بھی خوب آشنا ہیں اس پر یوشا بولی اور کہنے لگی۔

یہ آواز نہ ہمارے کسی ہم جنس اور نہ ہی کسی انسان کی آواز ہے لگتا ہے جیسے کوئی انتہائی بھوکی اور پیاسی روح بڑی بے چینی کے ساتھ کسی کو اپنا شکار بنانے کی خاطر غرا اٹھی ہو۔ ہو نہ ہو ہمیں اس لہجے میں مخاطب کرنے والی ضرور ابلیکا ہی ہو گی اس پر بارص بولا

اور کہنے لگا۔

یوشا میری بہن تمہارا اندازہ درست ہے میرے خیال میں یوناف اور بیوسا اس وقت اپنے جھونپڑے میں ہوں گے وہ یہاں نہیں ہیں صرف ابلیکا ہی میرے خیال میں اس گھر کے مکینوں کی حفاظت کر رہی ہے پر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی اور وہ یہ کہ ان گھر کے مکینوں کے دونوں طرف جو چیتے کھڑے ہیں یہ کیا شے اور بلا ہیں بظاہر یہ دونوں بے جان اور پرسکون سے دکھائی دیتے ہیں لیکن ہیں یہ اصلی ہی چیتے۔ ایک اور نئی بات اور وہ یہ کہ ان چیتوں سے جو آگ نکل کر ہماری طرف لپکی ہے وہ آگ بھی کوئی عام آگ نہیں بلکہ ایک انہونی سی تپش اس آگ کے اندر ہے جس نے ہماری راہ روک لی ہے میرے خیال میں ان دونوں چیتوں پر اس وقت ابلیکا گرفت کئے ہوئے ہے اور وہی ان چیتوں کو ہمارے خلاف حرکت میں لا رہی ہے پر سوچنے اور فیصلہ کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں چیتے آئے کہاں سے۔ جواب میں صادو بولا اور کہنے لگا۔

اگر ان چیتوں کو ابلیکا ہمارے خلاف حرکت میں لا رہی ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ یوناف اور بیوسا بھی اس وقت یہیں کہیں موجود ہیں۔ اس لئے کہ ابلیکا نے ان دونوں کو ہمارے عزائم سے آگاہ کر دیا ہو گا اور نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے وہ ہمارے عزائم کو ناکام بنانے ضرور یہاں موجود ہوں گے اس ماحول پر قابو پانے کے لئے میرے پاس ایک طریقہ کار ہے اور وہ یہ کہ تم دیکھتے ہو کہ اس کمرے کے تین اطراف میں دروازے ہیں چوتھی طرف ایک کھڑکی ہے اگر ہم چاروں طرف سے ہجوم کر کے حملہ آور ہوں تو یہ چیتے بھی ایک انجانی آگ اپنے منہ سے نکالتے ہیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اسلئے کہ یہ زیادہ سے زیادہ دو اطراف سے ہمیں روک سکیں گے باقی دو اطراف سے ہم یقیناً ہجوم کر کے آگے بڑھیں گے اور اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے سنو آؤ ان ماہی گیروں کی بستی سے باہر کھڑے عارب اور نبیطہ کی طرف جائیں اس سلسلے میں ان سے صلاح و مشورہ کریں میرے خیال میں یہ ساری صورتحال دیکھتے ہوئے عارب اور نبیطہ بھی ہمارے ساتھ آئیں گے اس طرح ہم سب مل کر چاروں طرف سے ان اہل خانہ پر یلغار کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے بارص اور یوشا دونوں نے صادو کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ سارے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے چلے گئے نیلی دھند کی قوتیں بھی انکے ساتھ تحلیل ہو کر رہ گئی تھیں۔

ان سب کے وہاں سے جاتے ہی کمرے میں یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے پھر یوناف نے سردار خوسے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھ سردار خوسے یہ بھیانک قوتیں تھوڑی دیر

تک پھر لوٹیں گی اور اپنے دو اور ساتھیوں کو بھی لے کر آئیں گے جن کے نام عارب اور نبیطہ ہیں۔ تم سب کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ قوتیں اپنی تعداد چاہتے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ کر لیں ہم دونوں میاں بیوی مل کر ان کا راستہ ضرور روکیں گے سردار خوسے کیا تمہارے گھر میں اس وقت مرتبان قسم کا کوئی برتن ہو گا اس پر خوسے کہنے لگا ہاں میرے گھر میں اس وقت کئی مرتبان ہیں جو خالی ہیں تم ان سے کیا کام لینا چاہتے ہو اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا سردار خوسے مجھے اس وقت چھوٹے سے ایک میز اور چار مرتبان کی ضرورت ہے اگر تمہارے گھر میں ہوں تو فوراً منگواؤ تاکہ میں اچھے طریقہ سے بدی کی ان قوتوں کے خلاف حرکت میں آ سکوں اس پر خوسے کا بیٹا اناتھس اور بیٹی گریوتی اپنی جگہ سے اٹھے اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے گریوتی بڑے پیار سے کہنے لگی ہم ابھی آپ کو چار مرتبان اور میز لا کر دیتے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ دونوں بہن بھائی بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد اناتھس اور گریوتی ایک میز اور چار برتن لے آئے یوناف نے کمرے کے وسط میں سردار خوسے کے قریب ہی میز رکھا اور اس پر کچھ اس طرح مرتبان جمائے کہ تین مرتبانوں کا رخ کمرے کے تین دروازوں کی طرف اور چوتھے کا کمرے کی پشت کی طرف کھلنے والی کھڑکی کی طرف تھا اسکے بعد یوناف مزید حرکت میں آیا اپنی جگہ پر کھڑے دونوں چیتوں کو اس نے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل کیا اور ان بچوں کو ایک ٹوکرے کے نیچے بند کر دیا پھر وہ پرسکون سا ہو کر بیوسا کے ساتھ خوسے گریوتی اور اربیں کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کے دروازے پر دوبارہ نیلی دھند کی قوتوں کے پیچھے پیچھے بارص صادو یوشا نمودار ہوئے اس بار انکے ساتھ عارب اور نبیطہ بھی تھے یوناف اور بیوسا کو اس کمرے میں بیٹھے دیکھ کر صادو نے طنزیہ سے انداز میں یوشا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ آواز ابلیکا کی تھی تو یوناف اور بیوسا بھی یہاں ہو سکتے ہیں لہٰذا تم دیکھو اس وقت یوناف اور بیوسا یہاں موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں ان کی موجودگی میں ہم نہ گریوتی کو اٹھا کر لے جا سکتے ہیں نہ گریوتی کے بھائی اناتھس کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اس پر عارب بولا اور کہنے لگا سنو صادو ایسی مایوسی کی گفتگو مت کرو یہ یوناف اور بیوسا کوئی ایسے ناقابل تسخیر تو نہیں ہیں جن کے متعلق تم اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو کیا یہ دونوں میاں بیوی وہی ہیں جنہیں تم لوگوں نے میرے محل کے اندر ایک اسیر اور قیدی بنا کر رکھا تھا اور پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اس یوناف کی پیٹھ داغتے رہے ہو اور وہ بڑی بے بسی اور لاچارگی سے اس اذیت کو برداشت کرتا رہا ہے اس پر صادو بولا اور کہنے

لگا۔

لیکن عارب ہمارے رفیق یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ یہ وہی یوناف ہے جس نے ہمارے یہاں اذیتیں برداشت کرنے کے بعد بہت جلد کسی آسمانی قوت کی طرح مجھے اچک لیا اور مجھے ماہی گیروں کی بستی میں لے گیا اور وہاں جس طرح ہم اسے اذیتیں دیتے رہے تھے ویسے ہی وہ بھی میری پیٹھ کو لوہے کی گرم سلاخوں سے جلاتا رہا تھا اور پھر ماہی گیروں کی بستی کے اندر رات کی تاریکی میں آقا عزازیل کے ہوتے ہوئے جو ہمارا انکے ساتھ مقابلہ ہوا تھا وہ بھی تم جانتے ہو کہ اس میں ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی اگر آقا عزازیل کی غیر موجودگی میں ہم کیونکر نیکی کے ان نمائندوں کو اپنے سامنے تسخیر کر سکیں گے اس پر عارب مایوس سے لہجے میں صادو کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ صادو ہمیں کوشش ضرور کرنی چاہئے تم جانتے ہو کہ میں گریوتی نام کی اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں اور ہر حالت میں اسے حاصل کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں خواہ اسکے لئے مجھے یوناف ہی سے نہیں بلکہ لوہے کی چٹانوں ہی سے کیوں نہ ٹکرانا پڑے لہٰذا جو لائحہ عمل تم نے تجویز کیا ہے اس کے مطابق کمرے کے چاروں دروازوں کی طرف پھیل جاؤ اور چاروں طرف سے یکلخت ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرو۔ بارص صادو تم دونوں یوناف کو اپنے ساتھ مصروف رکھنے کی کوشش کرنا بیوسا کو نبیطہ اور یوشا مل کر سنبھال لیں گی اور اسی دوران میں گریوتی کو اٹھا کر لے جاؤں گا بعد میں تم بھی ان لوگوں سے اپنی جان چھڑا کر دریائے سادہ کے کنارے میرے محل کی طرف چلے آنا۔

یہ فیصلہ ہوتے ہی کمرے کے ایک دروازے پر عارب اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ کھڑا رہا دوسرے دروازے پر صادو اور تیسرے دروازے پر بارص جا کھڑا ہوا جبکہ کمرے کی پشت کی طرف جو کھڑکی تھی وہاں نبیطہ اور یوشا جا کر کھڑی ہوئی تھیں پھر ہاتھ کے اشارے سے عارب نے کمرے میں داخل ہو کر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ ہی وہ سب چاروں دروازوں سے داخل ہو کر آگے بڑھنا شروع ہوئے تھے لیکن عین اس موقع پر ایک خونخوار انقلاب رونما ہوا۔

اور وہ یوں کہ یوناف اور بیوسا نے کمرے کے وسط میں جو میز پر چار مرتبان چاروں دروازوں اور کھڑکیوں کی طرف منہ کر کے رکھے ہوئے تھے ان سے روشنی کے ارتعاش بکھرے ذروں کی خوفناک کہانیوں کی طرح آگ نکل کھڑی ہوئی اور وہ آگ کہر آلود فضا اور اوہام کی چادر میں نور کی رفتار کی طرح سفر کرتی ہوئی چاروں دروازوں اور کھڑکیوں کی طرف بڑھی اور اڑتے روشن لمحوں کی طرح اس آگ نے عارب نیلی دھند کی قوتوں اور صادو

بارص اور یوشا اور نبیطہ کو ایک طرح سے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اس آگ کا سامنا ہوتے ہی وہ سب تڑپ کر رہ پیچھے ہٹے اور کمرے سے باہر نکل کر کھڑے ہو گئے تھے یوں لگتا تھا اس آگ نے ان سب کے سامنے طوفانوں کی کوئی جولا نگاہ کھڑی کر دی ہو جسکی وجہ سے وہ خوف و ناکامی و رسوائی میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہوں ان سب کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے شکستہ روحوں کے خواب اور وہ اس طرح پیچھے ہٹے تھے جیسے سرد ہوائیں زرد پتوں کو اڑا دیتی ہیں دروازوں اور کھڑکیوں پر وہ اس طرح مایوسی کے عالم میں رک گئے تھے جیسے گونجتے صحرا و دشت میں ہر لحہ پگھلتی ساعتوں پر بے بسی اور لاچارگی طاری ہو گئی ہو۔

ان سب کی اس کیفیت پر یوناف نے ایسا بھیانک اور پرزور قہقہہ لگایا کہ وہ سارا کمرہ اس کے قہقہے سے گونج اٹھا تھا پھر وہ ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو بدی کے گماشتو تم لوگ کمرے سے باہر نکل کر کیوں کھڑے ہو گئے ہو آگے بڑھ کر مجھ پر اور میری بیوی پر حملہ کرو پھر دیکھو میں تمہارے لئے کیا سماں باندھتا ہوں کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ اس کمرے میں داخل ہونے کے ساتھ ہی میں نے تمہارے دل و جان کی راحت کو درد کی تیز لو اور دائرہ دائرہ لہروں جیسے تمہارے سکون کو کیسے کیسے ذائقوں سے بھر دیا ہے سنو اس دنیا اس زمانے میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ پرقوت اور ناقابل تسخیر مت سمجھو اسلئے کہ یہ زمانہ ایک ساھوکار ہے اور ہر ذی حیات اس ساھوکار کا مقروض ہے لہٰذا اس زمانے میں ایک سے ایک بڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔

سنو عارب تم جو گریوتی کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہو تو یہ تمہاری خواہش میں کبھی بھی پوری نہ ہونے دوں گا تم سردار خوسے کے بیٹے اناتھس کو قتل کر کے گریوتی تک پہنچنا چاہتے تھے پر سن رکھو میں تمہارے ہاتھوں اناتھس کو نقصان پہنچنے دوں گا اور نہ ہی تمہیں گریوتی تک پہنچنے دوں گا اور اگر تم نے پھر کبھی ایسا کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو میں تمہیں پاؤں سے لے کر سر تک آگ کی ایسی اذیت میں مبتلا کروں گا کہ تم چربی کی طرح پگھل کر رہ جاؤ گے۔

سنو سروں پر تقدس کے عمامے باندھ کر بدی و گناہ کی علمبرداری کرنے والو! یہاں سے دفع ہو جاؤ اناتھس کو قتل کرنے اور گریوتی کو حاصل کرنے کے ارادے ترک کر دو ورنہ میں تمہاری وقت کی محرومیوں تمہاری خواہشوں کے حصول کو سمیٹ کر تمہارے منہ پر دے ماروں گا یہاں سے چلے جاؤ اور اگر تم نے یہاں سے جانے میں تاخیر کی تو سن رکھو میں تمہارے جسموں کے میخانے تمہاری نظروں کے آستانے پر لہو کی بارش کا وہ سماں باندھوں گا کہ تم ایک نئی اور انوکھی اذیت میں مبتلا ہو کر رہ جاؤ گے اور اگر تم میں سے کسی [illegible]

تو پھر اس کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے اگر میں نے اسکی حالت سلگتی گیلی لکڑی جیسی بنا کر نہ رکھ دی تو میرا نام یوناف نہ رکھنا اور آئندہ مجھے نیکی کا نمائندہ نہ کہنا اگر تم میں سے کسی کو جرات ہے تو کمرے میں داخل ہو کر دیکھے اگر تم سب میں یہ ہمت نہیں تو تم اپنے باپ عزازیل کو بھی بلا سکتے ہو وہ بھی اگر اس موقع پر اس کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسکی بھی حالت میں ایسی ہی کر کے رکھ دوں۔

عارب نے شاید اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ نہ اناتھس کو قتل کر سکتا ہے اور نہ گریوتی کو حاصل کر سکتا ہے لہٰذا اس نے سب کو اپنے سر کا مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے روپوش ہو گئے تھے ان کے جانے کے بعد یوناف اور بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اسکے ساتھ ہی یوناف اپنی جگہ سے اٹھا ٹوکرا اٹھا کر اس نے بلی کے دونوں بچوں کو نکال دیا اور دونوں بچے باری باری کبھی یوناف اور کبھی بیوسا کی ٹانگوں سے اپنے منہ اپنے جسم اور اپنی دموں کو رگڑ رگڑ کر ان سے مانوسیت اور پیار کا اظہار کرنے لگے تھے پھر یوناف بولا اور سردار خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار خوسے اب تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جاؤ بدی کی ان قوتوں سے اب تمہیں کوئی خطرہ اور خدشہ نہیں ہے تم نے دیکھا کہ وہ ناکام اور نامراد ہو کر یہاں سے چلے گئے ہیں اب وہ ادھر کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ میں یہاں ہوں اور اگر وہ دوبارہ ادھر آنے کا رخ کرتے ہیں تو انہیں کسی نہ کسی اذیت میں مبتلا ہونا پڑے گا لہٰذا وہ پھر ادھر آنے کی کوشش نہیں کریں گے اس پر خوسے، اناتھس، گریوتی اور اربیس اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے سب نے باری باری یوناف اور بیوسا کا شکریہ ادا کیا پھر خوسے نے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے بڑی شفقت میں کہا۔

یوناف میرے بیٹے میری خواہش ہے کہ تم کچھ عرصہ ہمارے یہاں ہی رہو مجھے امید ہے کہ تم میری اس خواہش کو ٹھکراؤ گے نہیں۔ اس پر یوناف بڑی نرمی اور اپنائیت میں سردار خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا خوسے تم فکرمند نہ ہو تمہارے بیٹے اناتھس اور تمہاری بیٹی گریوتی کو اب کوئی خطرہ نہیں بہرحال جب تک تم چاہو گے میں تمہارے یہاں قیام کروں گا جواب میں سردار خوسے نے یوناف کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔

یوناف اور بیوسا کو سردار خوسے کے یہاں قیام کیئے کئی ہفتے گزر گئے تھے ایک روز جبکہ یوناف سردار خوسے اور اسکے بیٹے اناتھس کے ساتھ مچھلی کے شکار کیلئے گیا ہوا تھا اور بیوسا اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی خوسے کی بیوی اربیں اس کمرے میں داخل ہوئی۔

بیوسا نے اپنے قریب ہی اربیں کو بیٹھنے کیلئے جگہ دی اس نے دیکھا کہ اربیں کے چہرے پر پریشانی اور فکرمندی کے آثار تھے اربیں بیوسا کے پاس بیٹھ گئی۔ بیوسا نے اسکے چہرے سے اندازہ لگایا کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن شاید کسی وجہ سے ایسا کرنا اسکے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ بیوسا نے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھا اور ازراہ ہمدردی اس نے اربیں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

میں دیکھتی ہوں کہ آپ کچھ پریشان اور فکرمند ہیں آپ میری ماں کی جگہ ہیں کہیں کیا بات ہے کیا آپ کو پھر اناتھس اور گریوتی کے سلسلے میں کوئی فکرمندی اور پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس پر اربیں نے تھوڑی دیر کیلئے بیوسا کی طرف دیکھا پھر کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگی پریشانی تو ہے میری بیٹی لیکن اناتھس کی طرف سے نہیں بلکہ خود اپنی بیٹی گریوتی کی طرف سے ہے اس پر بیوسا نے گہری نگاہوں سے اربیں کی طرف دیکھا اور پوچھا گریوتی کی طرف سے آپ کو کیا پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس پر اربیں کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگی۔

بیٹی اس گھر میں ایک حادثہ رونما ہو گیا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ یہ حادثہ کہیں میری بیٹی گریوتی کی جان نہ لے لے بات یوں ہے میری بیٹی کہ گریوتی یوناف کو پسند کرنے لگی ہے اور اس سے شادی کی خواہش مند ہے میں نے اسے اس سے باز رکھنے کی بہتری کوشش کی گذشتہ کئی دنوں سے میں اسے سمجھا بجھا کر اس کا ذہن اسکے دل کے رجحان بانٹنے کی کوشش کرتی رہی ہوں لیکن اس معاملے میں گریوتی میں سمجھتی ہوں انتہا پسند ہو چکی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اگر اسکی خواہش پوری نہیں کی گئی تو وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے گی میں نے اسے بتیرا سمجھایا کہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہیں وہ انتہائی محبت آمیز اور پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں اور اگر تم نے یوناف کے ساتھ شادی کرنے کا اظہار کر دیا تو اس طرح ان دونوں میاں بیوی کی زندگی میں کہیں کوئی بے سکونی پیدا نہ ہو جائے میں اسے یہاں تک سمجھایا کہ ایسا اظہار کر کے تم پرسکون پانی کے تالاب کے اندر پتھر پھینکنے کی کوشش کر رہی ہو اے بیٹی اب تو ہی بتا میں اس گریوتی کیلئے کیا کروں۔

جواب میں بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر اربیں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔ اس میں اتنی فکرمندی اور پریشانی کی کیا

بات ہے گریوتی اگر میرے شوہر یوناف کو پسند کرنے لگی ہے تو ایسا کر کے اس نے نہ ہی کوئی گناہ کیا ہے اور نہ ہی کسی پرسکون تالاب میں پتھر پھینکا ہے گریوتی کو میری طرف سے اطمینان دلاؤ کہ اسکی شادی ہر حال میں یوناف سے ہو گی بلکہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ شادی آج ہی کی جائے گی تم گریوتی سے اس سلسلے میں بات کر لو اپنے شوہر یوناف کو اس بات پر آمادہ کرنا میرا کام ہے۔

بیوسا کا یہ غیر متوقع جواب سن کر تھوڑی دیر تک پرانے خوابوں اور دکھ کے لیجے کی گہری تہہ جیسی ویران اور فراق کے اندھیروں اور بیکراں چپ جیسی پریشان اربیں سوندھی مٹی کی خوشبو جیسی پرسکون اور رنگوں کے فشار جیسی خوش ہو گئی تھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے بیوا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ کہنے لگی دیکھ بیٹی تو نے گریوتی کی شادی یوناف سے کرنے کا ارادہ ظاہر کر کے میری جھولی میرے دامن میں دنیا بھر کی خوشیاں ڈال دی ہیں ورنہ جب میں تمہارے کمرے میں داخل ہوئی تھی اس وقت مجھے اندیشہ تھا کہ تم برہمی اور ناراضگی کا اظہار کرو گی اور مجھے یہ بھی خطرہ تھا کہ تمہارے اس جواب سے مجھے ہمیشہ کیلئے اپنی بیٹی گریوتی سے محروم ہونا پڑے گا لیکن تم نے تو ہم دونوں ماں بیٹی کو ایک نئی زنگی اور انوکھی خوشی عطا کر دی ہے۔

قبل اس کے کہ بیوسا اربیں کی ان باتوں کا جواب دیتے حسین و جمیل گریوتی بھاگتی ہوئی اس کمرے میں داخل ہوئی شاید وہ دروازے کے قریب ہی کھڑی اپنی ماں اور بیوسا کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہی تھی کمرے میں بھاگتی ہوئی وہ داخل ہوئی تھی پھر بری طرح سے بیوسا سے لپٹ گئی ساتھ ہی وہ بیوسا کے حسین گال اسکی پیشانی چومنے لگی پھر کہنے لگی بیوسا میری بہن تم نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے جسے میں زندگی بھر اتار نہ سکوں گی فراموش نہ کر سکوں گی۔ اس پر بیوسا کہنے لگی یہ تم پر کوئی احسان نہیں میں نے اس گھر کا نمک کھایا ہے اور اس گھر کی بہتری اور بھلائی بھی مجھے منظور ہے بیوسا کی یہ باتیں سن کر گریوتی اور اربیں دونوں خوش اور مطمئن ہو گئی تھیں پھر وہ بیوسا کو اپنے ساتھ لے جا کر شام کا کھانا تیار کرنے لگی تھیں۔

شام کو یوناف جب مچھلی کے شکار سے لوٹا تو بیوسا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کمرے میں لے گئی جو سردار خوسے کے یہاں ان دونوں کیلئے مخصوص کیا گیا تھا جب یوناف اپنی نشست پر بیٹھ گیا تب بیوسا اسکی پشت پر کھڑی ہوئی پہلے اسکے بالوں میں اپنی نرم و نازک اور گداز انگلیاں پھیرتی رہی پھر وہ بڑے پیارے انداز میں اس نے یوناف کے کندھے دباتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آپ جانتے ہیں کہ میں نے کبھی آپ سے کوئی فرمائش نہیں کی آج ایک بات کہتی ہوں مجھے امید ہے کہ آپ انکار نہیں کریں گے اس پر یوناف نے مڑ کر بیوسا کی طرف دیکھا تھوڑی دیر. تک وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ اس کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو جواب میں بیوسا بولی اور کہنے لگی۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ سردار خوسے کی بیٹی گریوتی سے شادی کرلیں بیوسا کے اس جواب پر یوناف چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر تیز نگاہوں سے اس نے بیوسا کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے حواس میں تو ہو عورتیں تو اپنے شوہر کی شراکت داری میں کسی اور عورت اور لڑکی کا عمل دخل ہی قبول نہیں کرتیں تم کیسی بیوی ہو کہ تم مجھے خود سردار خوسے کی بیٹی گریوتی سے شادی کا مشورہ دے رہی ہو اس پر بیوسا نے ہلکی مسکراہٹ اور بڑی نرمی میں دن کے وقت گریوتی کی ماں کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی وہ تفصیل کے ساتھ یوناف کو کہہ سنائی ساری گفتگو سننے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس سارے معاملے کا حل یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی یہاں سی کوچ کر کے کہیں اور جا بسیں ہمارے جانے کے بعد گریوتی خود بخود مجھے بھول جائے گی اپنی محبت کو فراموش کر دے گی اور اپنی اس ماہی گیروں کی بستی میں کسی اور سے شادی کر کے خوش و خرم زندگی کی ابتداء کر دے گی اس پر بیوسا فوراً بولی اور گریوتی اور اسکی ماں اربیں کے دفاع میں کہنے لگی۔

نہیں ایسا معاملہ نہیں ہے میں نے دیکھا ہے گریوتی آپ سے محبت کرتی ہے میں باورچی خانے میں تفصیل کے ساتھ اس سے گفتگو بھی کر چکی ہوں اگر اسکی شادی آپ سے نہ ہوئی تو مجھے پختہ یقین ہے کہ وہ لڑکی دیوانی ہو کر خود کشی کر لے گی اور میں نہیں چاہتی کہ سردار خوسے کی بیٹی گریوتی جسے ہم نے عارب کی بدی سے نجات دی ہے وہ خود اپنی موت کا باعث بن جائے لہٰذا میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ آپ اس سے شادی کر لیں۔

اس پر یوناف نے تیز نگاہوں سے بیوسا کی طرف دیکھا اور استفہامیہ سے انداز میں پوچھنے لگا جو کچھ تم کہہ رہی ہو کیا یہ تمہارے دل کی آواز ہے یا تم یونہی میرا امتحان لینے پر تلی ہوئی ہو اس پر بیوسا سنجیدہ ہو گئی اور کہنے لگی قسم خداوند کی جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اپنے دل کی گہرائیوں اور پورے خلوص کے ساتھ کہہ رہی ہوں میں کبھی بھی آپ کو یہ مشورہ نہ دیتی آپ جانتے ہیں کہ میں کس قدر گہری محبت آپ سے کرتی ہوں اور میں آپ

کی ذات میں کسی اور عورت کی شراکت داری بھی پسند نہیں کرتی۔ لیکن جو معاملہ گریوتی کا ہے اس میں اگر ہم نے اسکی مدد نہ کی تو وہ گریوتی محبت کا شکار ہو جائے گی جبکہ میں ایسا پسند نہیں کرتی اس پر یوناف نے تقریباً ہار مانتے ہوئے کہا تمہاری مرضی ہے جیسا چاہو کرو۔

یوناف کا جواب سن کر بیوسا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی تھی۔ اس وقت صحن میں گریوتی اس کی ماں اربیں اور اناتھس کھڑے تھے۔ بیوسا بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی میں تم لوگوں کو یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ یوناف کو میں نے گریوتی سے شادی پر آمادہ کر لیا ہے۔ تم چاہو تو آج ہی گریوتی کو یوناف سے بیاہ سکتے ہو۔ بیوسا کے اس انکشاف پر اناتھس' اربیں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اسی شام گریوتی کو یوناف سے بیاہ دیا گیا تھا اور یوناف اور بیوسا مچھیروں کی اس بستی میں گریوتی کے ساتھ رہنے لگے تھے۔

رومنوں کے نئے شہنشاہ نیرو کو شہنشاہ کلاڈیوس نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا لہٰذا مورخ نیرو کو کلاڈیوس کے بیٹے ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کلاڈیوس نے اپنی آخری عمر میں اپنی خوبصورت اور حسین و جمیل بھتیجی اگریپنیا سے چونکہ شادی کر لی تھی اور یہی اگریپنیا کلاڈیوس کی موت کا سبب بھی بنی تھی اسلئے کہ اگر اگریپنیا نے اپنے شوہر کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا لیکن اگریپنیا ایک تو شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی دوسرے رومن معاشرے میں اس اس قدر تعلق تھا کہ کسی کو اس پر کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے جرم میں مقدمہ چلانے کی جرات نہ ہوئی۔ لہٰذا کلاڈیوس کے بعد جب نیرو روم کا شہنشاہ بنا تو اگرپینیا عمر میں نیرو سے چھوٹی تھی لیکن چونکہ کلاڈیوس نے نیرو کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اگریپنیا کلاڈیوس کی بیوی کی حیثیت سے نہیں نیرو کی سرپرست ماں بن کر حکومت پر چھا گئی تھی۔

گو نیرو کی بیوی آکٹویا سابق شہنشاہ کی بیٹی تھی اور وہ اپنی سوتیلی ماں اگریپنیا کو پسند نہیں کرتی تھی اور انتہا درجے کی اس سے نفرت کرتی تھی اس لئے کہ وہ اسکے شہنشاہ باپ کی قاتل تھی لیکن اسکے باوجود اگریپنیا کی جڑیں اس قدر مضبوط تھیں کہ نیرو کے تخت نشین ہوتے ہی اس نے نیرو پر ایسا تسلط قائم کیا کہ ہر کام اگریپنیا کی مرضی کے مطابق ہونے لگا۔

اگریپنیا نے ایک انتہائی دانشور اور عقلمند انسان سینکا کو حکومت چلانے کے لئے نیرو کا استاد اور اتالیق مقرر کیا اس سینکا نے ایک اور دانشور انسان جس کا نام بورس تھا اسے نیرو کا وزیر اور مشیر مقرر کیا لیکن دو ہی سال بعد نیرو نے سینکا اور بورس کو اپنا وزیر اور مشیر مقرر کر دیا تھا اس دوران اگریپنیا نے حکومت پر چھاتے ہوئے مظالم کی انتہا کر دی تھی نیرو



اگرپینا کو ماں کا درجہ دیتا تھا لہٰذا اسکی خواہش کا بڑا احترام کرتا تھا اسی احترام کی آڑ میں اگرپینا نے نیرو پر چھاتے ہوئے رومن معاشرے کے اندر جس قدر اپنے دشمن تھے سب کا خاتمہ کرا دیا تھا۔

اگرپینا کی وجہ سے نیرو کے شروع کے دور میں جو مظالم ہوئے انکی وجہ سے مورخین نیرو کے متعلق متزاد قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ مشہور مورخ ٹراجن نیرو کے متعلق لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے پہلے پانچ سال انتہائی کامیاب تھے اور اس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو اس سے پہلے کوئی بھی رومن شہنشاہ انجام نہ دے سکا جبکہ ایک دوسرا رومن مورخ مارکوس آئیریوس لکھا ہے کہ نیرو وحشی جانوروں اور خونخوار عفریت جیسا ظالم اور ستم گر تھا۔ بہرحال اس اگرپینا کی وجہ سے بہت سے مورخین نے نیرو کی کردار کشی کی ہے۔

تخت نشین ہونے کے بعد نیرو نے جو سب سے اچھا کام کیا وہ یہ تھا کہ رومنوں پر جس قدر غیر ضروری ٹیکس تھے وہ معاف کر دیئے۔ اس کے علاوہ رومنوں کے مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب میں جس قدر صوبے ماتحت تھے انہیں باقاعدہ نمائندگی دی گئی یہ نیرو کی عمدہ حکمرانی کا دوسرا کام تھا اس طرح وہ ملک جن پر رومن قابض ہو گئے اور انہیں اپنے صوبے قرار دیئے انہیں جب حکمرانی میں نمائندگی ملی تو انکے اندر بغاوتیں اٹھنے کی رفتار کافی حد تک کم ہو گئی تھی۔

دوسری طرف نیرو کے دونوں قابل اعتماد وزیر سینکا اور بورس اگرپینا کے بے پناہ مظالم کی وجہ سے دن بدن اسکے خلاف ہوتے جا رہے تھے انہوں نے نیرو کو اگرپینا کے خلاف حرکت میں لانے کیلئے بہتیری کوشش کی لیکن اس میں ان دونوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو اگرپینا کو نیرو اپنی ماں کا درجہ دیتا تھا گو وہ اس سے عمر میں کم تھی۔ دوسرے یہ کہ اگرپینا کچھ اس طرح حکومت اور حکومتی کارندوں پر چھا گئی تھی کہ اسے ہاتھ ڈالنا اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر خیال کیا جاتا تھا اس بناء پر نیرو اگرپینا کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے گھبراتا تھا اسے ڈر تھا کہ اگر وہ اگرپینا کے خلاف حرکت میں آیا تو اسے کہیں تاج و تخت سے ہی محروم نہ کر دیا جائے۔ اسے یہ خدشہ بھی تھا کہ اگر اس نے اگرپینا کی مخالفت شروع کی تو اگرپینا خفیہ طریقے سے اسے زہر دے کر ہلاک ہی نہ کر دے۔ اس بناء پر دونوں وزیر سینکا. اور بورس نیرو کو اگرپینا کے خلاف کرنے میں ناکام رہے تھے۔

لیکن سینکا اور بورس بھی اپنی ہار تسلیم کرنے والے نہ تھے۔ یہ دونوں انتہائی عقلمند دانش ور اور نرم مزاج تھے اور اگرپینا کے مظالم کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

حالانکہ سینکا کو اگرپینا نے ہی نیرو سے متعارف کرایا تھا اور حکومت چلانے میں اگرپینا نے سینکا کو نیرو کا استاد مقرر کیا تھا اس کے باوجود سینکا اگرپینا کو اس کے مظالم کی وجہ سے بری طرح ناپسند کرنے لگا تھا۔ سینکا اور بورس کی انتھک کوششوں کے بعد بھی جب نیرو حرکت میں نہ آیا تو سینکا اور بورس نے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ایک بہترین چال چلی انہوں نے ایک انتہائی خوبصورت حسین و جمیل لڑکی کا انتخاب کیا۔ اس لڑکی کا نام پوپائی تھا اور اس کا تعلق بھی شاہی خاندان سے تھا۔ اس لڑکی کو سینکا اور بورس نے نیرو سے متعارف کرا دیا۔ پوپائی نام کی یہ لڑکی اکثر نیرو کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگتی اور سینکا اور بورس کے اشاروں پر کام کرنے لگی۔

سینکا اور بورس نے پوپائی کو سمجھا دیا کہ اس نے ہر حال میں نیرو کو اگرپینا کے خلاف کرنا ہے اور کسی نہ کسی طرح اگرپینا سے نیرو کی گلوخلاصی کرانی ہے بلکہ اگرپینا کا خاتمہ کرانا ہے یہ پوپائی نام کی لڑکی جہاں بے حد حسین و جمیل تھی وہاں بڑی عقلمند اور تیز و طرار بھی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ اپنا کام کرتی رہی اپنے ناز نخرے اپنے حسن و جمال سے یہ نیرو پر چھاتی رہی یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ نیرو اس پوپائی کو دیوانگی کی حد تک پسند کرنے لگا۔ پوپائی نے جب اندازہ لگایا کہ نیرو اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے تو اس نے اگرپینا کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

پوپائی نے خفیہ گفتگو کے دوران نیرو کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ایک انتہائی خوبصورت جہاز تیار کیا جائے اور یہ مشہور کر دیا جائے کہ یہ جہاز اگرپینا کیلئے تیار کیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ مختلف ملکوں کی سیاحی کر سکے۔ اگرپینا کو جب یہ علم ہوا کہ نیرو اس کے لئے شاہی طرز کا ایک بجرہ تیار کرا رہا ہے اور وہ رومنوں کے ماتحت ملکوں کی سیر و تفریح کر سکے تو وہ بہت خوش ہوئی۔ آخر یہ جہاز تیار ہو گیا اور پوپائی نے نیرو کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ اس جہاز میں جب اگرپینا سوار ہو جائے تو گہرے سمندر میں لے جا کر ڈبو دیا جائے اس طرح سے اگرپینا سے جان چھوٹ جائے گی۔ نیرو اس بات پر آمادہ ہو گیا۔ جب جہاز تیار ہو گیا تو ضرورت کی ہر شے جہاز میں رکھی گئی۔ اگرپینا اس میں سوار ہوئی اور اس جہاز کو گہرے سمندر میں لے جا کر ڈبو دیا گیا۔ یوں رومنوں کی اگر پینا کے مظالم سے جان چھوٹ گئی۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ رومنوں کے شہنشاہ نیرو نے اپنی زندگی کا ایک بدترین کام بھی کیا اور وہ یہ کہ اس نے اپنی بیوی آکٹویا کو طلاق دے دی جو سابق شہنشاہ کلاڈیوس کی بیٹی تھی۔ آکٹویا نیرو کے لئے ایک انتہائی ہمدرد اور مخلص بیوی تھی لیکن نیرو چونکہ دیوانگی کی حد تک پوپائی سے محبت کرنے لگا تھا۔ اس کے علاوہ پوپائی ہی نے نیرو کو اگرپینا سے نجات

دی تھی لہٰذا نیرو نے آکٹویا کو طلاق دے کر پوپائی سے شادی کر لی۔ حالانکہ رومن چاہتے تھے کہ آکٹویا ہی انکی ملکہ رہے بہرحال نیرو نے آکٹویا کو طلاق دے کر پوپائی سے شادی کر لی تھی۔

ان سارے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد نیرو نے مشرق کی طرف دھیان دیا۔ مشرق میں سابق رومن شہنشاہ کلاڈیوس کے دور حکومت میں اشکانیوں کے بادشاہ بلاش اول نے آرمینیا پر قبضہ کر کے وہاں اپنے بھائی تیرداد کو حکمران مقرر کر دیا تھا۔

رومن شہنشاہ نیرو بلاش اول کے مقابلے میں آرمینیا میں رومنوں کی ساکھ کو بحال کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے آرمینیا کی مہم کیلئے اپنے ایک نامور جری اور دلیر ترین جرنیل کا انتخاب کیا اور اس کا نام کاربولو تھا۔ نیرو نے جرنیل کاربولو کو آرمینیا کی مہم پر مقرر کیا اور شام کے رومن حکمران امیدلیس کو حکم جاری کیا کہ وہ آرمینیا کی مہم کے سلسلے میں کاربولو کے احکامات ہی کی پابندی کرے۔

نیرو کا حکم ملتے ہی کاربولو اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا کی طرف روانہ ہوا۔ اب ایران اور رومنوں کے درمیان تصادم ناگزیر نظر آتا تھا کہ نیرو کے مشیروں نے جنگ سے بچنے کا مشورہ دیا۔ کاربولو اور شام کے رومن حکمران امیدلیس نے بھی یہی رائے دی کہ پہلے اشکانیوں کے ساتھ مذاکرات ہونے چاہئیں تاکہ آرمینیا کا مسئلہ صلح اور صفائی سے حل ہو جائے۔

چنانچہ نیرو نے اپنے سفیر اشکانی بادشاہ بلاش اول کے دربار میں بھیجے اور مصالحت کی پیش کش کی۔ شرائط صلح یہ تھی کہ رومن آرمینیا میں اپنا اثر قائم کرنے کا تقاضہ نہیں کریں گے۔ اشکانیوں کا بادشاہ بلاش اول آرمینیا سے اپنی فوج واپس بلا لے گا اور آرمینیا کی حکومت جوں کی توں تیرداد ہی کے پاس رہے گی اور ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے بلاش اول بطور یرغمال اپنے کسی قریبی عزیز کو رومن دربار میں بھیجے گا۔

اپنے کسی عزیز کو رومن دربار بھیجنے کی شرط یقیناً اشکانی شہنشاہ بلاش اول کیلئے ناقابل قبول تھی لیکن بلاش کی بدقسمتی جن دنوں یہ مذاکرات ہو رہے تھے انہیں دنوں اس کے بیٹے واردان نے اس کے خلاف جگہ جگہ بغاوت کھڑی کر کے شورش برپا کر دی لہٰذا بیٹے کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے بلاش اول کو رومنوں کی یہ شرط قبول کرنا پڑی۔ چنانچہ وقتی طور پر اشکانیوں اور رومنوں کے درمیان مصالحت ہو گئی۔

رومنوں سے مصالحت کرنے کے بعد بلاش اول اپنے بیٹے کے خلاف حرکت میں آیا۔ تین سال لگاتار باپ بیٹے کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ آخر بلاش اول اپنے بیٹے کی

بغاوت کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ان جنگوں میں بلاش اول کا بیٹا واردان اسکے ہاتھوں مارا گیا۔ بیٹے کی بغاوت فرو کرنے کے بعد اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش اول نے آرمینیا کا مسئلہ پھر اٹھایا اور تقاضہ کیا کہ آرمینیا کو اشکانیوں کی ایک ریاست تسلیم کیا جائے۔ رومنوں نے اس شرط کو ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ جنگ ٹھن گئی۔ رومنوں کے شہنشاہ نیرو نے اپنے قابل اعتماد جرنیل کاربولو کو حکم دیا کہ وہ آرمینیا پر حملہ آور ہو کر مکمل طور پر آرمینیا پر قبضہ کر لے۔ یہ حکم ملتے ہی کاربولو جو ابھی تک ایشیا ہی میں قیام کئے ہوئے تھا آرمینیا پر ٹوٹ پڑا۔ بلاش اول چاہتا تھا کہ کاربولو سے مقابلہ کر کے اسے آرمینیا سے نکال باہر کرے کہ بلاش اول کی بدقسمتی کہ اس کی سلطنت کے اندر حالات پھر خراب ہو گئے اس لئے کہ گرگان کے حکمران نے انہی دنوں بلاش اول کے خلاف بغاوت کر دی لہٰذا بلاش اول اپنے لشکر کے ساتھ گرگان کی اس بغاوت کو ختم کرنے میں مصروف ہو گیا اور اسکی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رومن جرنیل کاربولو آرمینیا پر حملہ آور ہو گیا پہلے وہ آرمینیا کو دارالحکومت ارتاکساتا پر قابض ہوا اس کے بعد آہستہ آہستہ بلاش اول کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے سارے آرمینیا پر قبضہ کر لیا تھا بلاش اول کا بھائی تیرداد جو آرمینیا کا حکمران تھا وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اسکی غیر موجودگی میں کاربولو نے آرمینیا کے قدیم شاہی خاندان کے ایک شہزادے ٹیگرنیس کو آرمینیا کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

گرگان کی بغاوت کو ختم کرنے کے بعد بلاش اول پھر آرمینیا کی طرف متوجہ ہوا وہ اپنا لشکر لے کر ارتاکساتا تک پہنچ گیا رومنوں نے بھی اندازہ لگا لیا کہ بلاش اول اپنی اندرونی مخالفت کو ختم کر چکا ہے لہٰذا وہ انکے ساتھ جنگ ضرور کرے گا لہٰذا انہوں نے بلاش اول کو مذاکرات کی پیش کش کی جسے بلاش نے قبول کر لیا مذاکرات میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ دونوں حکومتیں اپنی فوج آرمینیا سے نکال لیں دونوں اس تجویز پر رضامند تھے لیکن کسی فیصلے پر پہنچے بغیر گفت و شنید ختم ہو گئی۔

اسی اثناء میں نیرو کا ایک قاصد ایشیا میں کاربولو کے پاس آیا کاربولو کو نیرو کا یہ پیغام پہنچا کہ اشکانیوں کے خلاف جنگ کی جائے اور آرمینیا رومن سلطنت کا ایک حصہ قرار دے دیا جائے کاربولو نے یہ پیغام سن کر جنگ کی تیاری شروع کر دی تھی۔

کاربولو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر کے بائیں کنارے ٹھہرا شام کا حکمران امیدلیس بھی اس سلسلے میں کاربولو کو پوری پوری مدد کر رہا تھا اسکے علاوہ آرمینیا کا نیا حکمران ٹیگرنیس بھی بلاش اول کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیاریاں مکمل کر چکا تھا دوسری طرف بلاش اول بھی [illegible] مرد تھا اس نے جب دیکھا کہ ابھی کاربولو آرمینیا سے

دور ہے تو بڑی برق رفتاری سے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا۔ ٹیگرینس بڑی سست رفتاری سے بلاش اول کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا اس لئے کہ اسے کاربولو کی طرف سے کمک کا انتظار تھا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاش اول نے آرمینیا کے ایک حصے کو روند کر پامال کر ڈالا جس کے نتیجے میں آرمینیا کا حکمران ٹیگرینس بلاش اول کے ساتھ گفت و شنید کے لئے آمادہ ہو گیا کاربولو ابھی اپنا لشکر لے کر آرمینیا نہیں پہنچا تھا آخر ٹیگرینس نے وعدہ کیا کہ وہ ان قلعوں سے دستبردار ہو جائے گا جن پر رومنوں کا قبضہ ہے نیز جدید گفت و شنید کے فیصلے تک آرمینیا کو خالی کر دے گا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ بلاش اول لحہ بہ لحہ آرمینیا کے سلسلے میں رومنوں پر حاوی ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے جنگ سے بچنے کیلئے پھر بلاش اول کو گفت و شنید کی دعوت دی لیکن یہ گفت و شنید پھر ناکام ہو گئی اب رومی سلطنت نے اشکانیوں سے جنگ کرنے کے مکمل اختیارات اپنے جرنیل کاربولو کو سونپ دیئے تھے لہٰذا کاربولو نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی لیکن جنگ شروع کرنے سے پہلے پھر دونوں حکومتوں کے نمائندوں میں گفت و شنید شروع ہوئی آخر فیصلہ یہ ہوا کہ بلاش اول کے بھائی تیرداد کو آرمینیا کا حکمران تسلیم کیا جائے اس مقصد کیلئے تیرداد خود روم جائے اور قیصر روم نیرو کے ہاں سے تاج پہن کر واپس آئے اور آرمینیا پر حکمرانی کرے۔

ان شرائط کے مطابق تیرداد تین ہزار ایرانی سواروں کے ساتھ روم شہر کو روانہ ہوا اسکے سفر کے اخراجات چھ سو پونڈ روزانہ تھے جو رومن خزانے سے ادا کئے جاتے تھے یہ اخراجات لگاتار نو ماہ تک ادا کئے گئے جہاں جہاں سے تیرداد گزرتا اس کا استقبال اس طرح کیا جاتا جیسے کوئی فاتح آ رہا ہو ہر شہر میں دروازے آراستہ کئے جاتے اور اہل شہر خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے تیرداد کے استقبال کو آتے تھے آخر بڑی شان و شوکت سے روم شہر میں رومن شہنشاہ نیرو کے ہاتھوں تیرداد کی آرمینیا کے حکمران کی حیثیت سے رسم تاج پوشی ادا کی گئی اس کے بعد کچھ دن روم میں قیام کرنے کے بعد تیرداد واپس آرمینیا آ گیا اور ایرانی طریقے کے مطابق آرمینیا کی تنظیم کرنے لگا یوں دونوں ملکوں کے مابین ایک مرتبہ پھر خوشگوار تعلقات کی بنیاد پڑی جو چند سال تک قائم رہی۔

○

یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک ماہی گیروں کی بستی میں سردار خوسے کے ہاں قیام کر رکھا تھا یہ قیام کئی سال تک جاری رہا یہاں تک کہ گریوتی بے چاری بیمار

ہو کر مر گئی اس کی موت کے چند ہی روز بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! تم اور یوسا دونوں میاں بیوی گریوتی کیلئے سردار خوسے کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے اب آؤ یہاں سے کوچ کریں اور حیرہ شہر میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جس کی بناء پر ہمیں حیرہ شہر کا رخ کرنا چاہئے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی ہاں حیرہ کے حکمران کی موت کے بعد اس کی بیٹی نائلہ اب ملکہ ازباء کے نام سے حیرہ کی حکمران بنی ہے میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ یہ ازباء اس وقت دنیا کی حسین ترین عورت ہے نہیں عورت نہیں بلکہ لڑکی ہے اس لئے کہ یہ ابھی نوعمر اور غیر شادی شدہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ انتہائی خوبصورت ملکہ ازباء ایک صحرائی قبیلے بنو ایاد کے فرزند عدی بن نصر سے محبت بھی کرنے لگی ہے یہ عدی بن نصر ایک انتہائی خوبصورت جوان اور طاقتور ترین انسان ہے لوگوں کا خیال ہے کہ عدی بن نصر ایسا طاقتور ہے کہ بڑی بڑی چٹانیں اٹھا کر اور اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے اس ازباء نے صرف عدی بن نصر کی جوانمردی اور طاقت کے چرچے سنے ہیں اور اسی بنا پر اس سے محبت کرنے لگی ہے حالانکہ نہ عدی بن نصر نے ازباء کو دیکھا ہے اور نہ ازباء اس سے پہلے عدی بن نصر سے واقف ہے۔

تاہم میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ عدی بن نصر ملکہ ازباء کو پسند نہیں کرتا اس لئے کہ سنا ہے کہ وہ بڑی خود سر ہے تاہم ملکہ ازباء عدی بن نصر سے محبت کرتی ہے اسے پسند کرتی ہے لہٰذا اس نے عدی بن نصر کو کچھ مقابلوں میں حصہ لینے کیلئے اپنے محل میں طلب کیا ہے یہ محل دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے اور شط الفرات کے نام سے مشہور ہے اب عدی بن نصر بے شک ملکہ ازباء کو پسند نہیں کرتا لیکن وہ اسکے حکم کا اتباع کرتے ہوئے ملکہ ازباء کے محل کی طرف روانہ ہو چکا ہے آؤ عدی بن نصر کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ ملکہ ازباء کے محل میں داخل ہوتا ہے تو پھر آگے کیا معاملات پیش آتے ہیں اس وقت عدی بن نصر اپنے گھوڑے پر سوار دریائے فرات کے کنارے کنارے ملکہ ازباء کے محل شط الفرات کی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا آؤ یہاں سے کوچ کریں اور عدی بن نصر کی طرف چلیں یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف اور یوسا دونوں ابلیکا کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اسکندریہ کے ساحل سے وہ ابلیکا کے کہنے پر دریائے فرات کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور یوسا دریائے فرات کے ساحل پر نمودار ہوئے سورج اس وقت ازل کے حاکم اور ابد کے ناظم کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے مسکراتی رتوں میں اندھیروں کی

سیاہی اور نفس نفس میں صحراء کا اضطراب بکھیرتا ہوا غروب ہو رہا تھا۔ دریا کے کنارے نمودار ہونے کے بعد یوناف کو ابلیکا نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ جوان جس کا نام عدی بن نصر ہے وہ دریا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف جانے والی اس پگڈنڈی پر نمودار ہو گا پھر ہم تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس سے روپوش ہو کر اس کے ساتھ ہو لیں گے اور دیکھیں گے کہ ملکہ ازبا نے اسے کیوں بلایا ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

لیکن ابلیکا پہلے یہ تو کہو یہ عدی بن نصر کیا شے ہے ملکہ ازبا کیا چیز ہے اور ہم دونوں کو ذرا تفصیل کے ساتھ ان کے متعلق بتاؤ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو سنو عراق کی ان سرزمینوں میں ویسے تو بہت سے عرب قبائل آباد ہیں لیکن ان میں زیادہ مشہور اور حکمران دو ہی قبیلے ہیں ایک بنو زہران اور دوسرا بنو قسطورا ماضی میں بلکہ اب بھی ان دونوں قبیلوں کے درمیان اکثر جنگیں رہتی ہیں اس وقت بنو قسطورا کی حکمران ملکہ ازبا ہے جس کا اصل نام نائلہ ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ اس وقت دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے بنو زہران کا حکمران اس وقت جذیمہ الابرش ہے اور یہ دونوں ہر وقت ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں۔

ان دونوں سے پہلے بنو قسطورا پر ملکہ ازباء یعنی نائلہ کا باپ عمر بن الظرب حکومت کرتا تھا جبکہ بنو زہران پر جذیمہ البرش کا باپ مالک بن فہم حکمران تھا یہ مالک بن فہم اور عمر بن الظرب جب تک زندہ رہے دونوں ایک دوسرے کے خلاف لڑتے ہی رہے کبھی مالک بن فہم غالب اور کبھی عمر بن الظرب غالب رہتا تھا بنو قسطورا کا دارالحکومت ان دنوں شط الفرات ہے جبکہ بنو زہران کا مرکزی شہر شافیات ہے گو ان علاقوں میں سب سے بڑا شہر حیرہ ہے لیکن یوں جانو کہ حیرہ آزاد شہر ہے اور یہاں سارے قبائل خواہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہوں یا دشمن باہم مل کر تجارت کرتے ہیں مال کا لین دین کرتے ہیں اور اس ذریعہ سے خوب رقم کماتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جہاں تک عدی بن نصر کا تعلق ہے تو اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ عدی بن نصر اس وقت نہ صرف یہ کہ ایک حسین ترین نوجوان ہے بلکہ اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت وہ دنیا کا سب سے طاقتور ترین انسان ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ اتنی ہمت رکھتا ہے کہ چٹانوں کو اکھاڑ پھینک سکتا ہے کہتے ہیں کہ بنو قسطورا

کی ملکہ ازبا عدی بن نصر سے محبت کرنے لگی ہے اس نے عدی بن نصر کی مردانہ وجاہت اور اس کی طاقت اور قوت کے چرچے سن کر عدی بن نصر کو بلا بھیجا ہے اب عدی بن نصر اس دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا ہماری طرف آ رہا ہے اور وہ ملکہ ازباء کے مرکزی شہر شط الفرات کی طرف جائے گا جہاں ملکہ بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی ہے میں نے لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ عدی بن نصر ملکہ ازبا سے شادی نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ اس کے کہنے پر ضرور جا رہا ہے اس لئے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر وہ انکار کر دیتا تو ہو سکتا ہے کہ ملکہ اس کے قبیلے بنو ایاد پر حملہ آور ہو کر تباہی و بربادی مچا دیتی لہٰذا ملکہ ازبا کی غضبناکی سے اپنے قبیلے کو بچانے کیلئے یوں جانو کہ عدی بن نصر ملکہ ازباء کے مرکزی شہر شط الفرات کا رخ کر رہا ہے میرے خیال میں میری باتوں کی کچھ نہ کچھ سمجھ تو تمہیں آ ہی گئی ہو گی اب جونہی عدی بن نصر یہاں آتا ہے ہم اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو کر اس کے ساتھ ہو لیں گے پھر جو حالات رونما ہوتے جائیں گے وہ تمہیں خود ہی پتہ چلتا جائے گا ابلیکا کی اس گفتگو سے یوناف اور بیوسا کسی حد تک مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ دریائے فرات کے کنارے رک کر عدی بن نصر کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ روشنی کے بھولے بھٹکے لمحے زنگ آلود وعدوں کی تاریکی میں کھو گئے تھے دن کی خواہشوں پر بیکراں چپ طاری تھی بستی بستی پربت پربت قریہ قریہ تاریکی چشم تخیل اور آفاق گیر لمحوں کی طرح پھیل اور چھا گئی تھی۔ صحراء کی وہ رات گہری اور خاموش تھی جاڑے کی سرد منجمد اور مون سون ہوائیں صحراء میں چیخ چلا رہی تھیں دریائے فرات کے کنارے کنارے شمال کی طرف سے ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا نمودار ہوا یہی عدی بن نصر تھا اس کی سفید عبا اور عمامہ تیز ہواؤں میں لہریے لیتے ہوئے اڑ رہے تھے۔

عدی بن نصر کے آتے ہی ابلیکا نے یوناف اور بیوسا سے کہا کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر عدی بن نصر کی نظروں سے اوجھل رہیں وہ اس کے ساتھ ساتھ ہو لیں ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا نے ایسا ہی کیا جب عدی بن نصر ان دونوں کے پاس سے گزرنے لگا تو یوناف اور بیوسا نے غور سے اسکی طرف دیکھا وہ ایک حسین تناور درخت کی طرح مضبوط عرب تھا اس کے ہاتھ درندوں کے پنجوں کی طرح مضبوط تھے اور اسکی بھیڑیے جیسی بھوری آنکھیں اس پتلی سے پگڈنڈی پر جمی ہوئی تھیں جس پر اس کا گھوڑا بھاگ رہا تھا اور یہ پگڈنڈی دریائے فرات کے کنارے جنگلی جھاڑیوں اور درختوں میں سے ہو کر گزرتی ہوئی آنکھوں سے اوجھل ہو رہی تھی یوناف اور بیوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں

لاتے ہوئے عدی بن نصر کے ساتھ ہو لئے تھے۔

اچانک ایک جگہ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر اس انداز سے بیٹھ گیا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو پھر رات کی پراسرار تنہائی اور تاریکی میں اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی طنبورے اور دوسرے سازوں کی لے پر کسی کے گانے کی مست اور دھیمی دھیمی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یوناف اور بیوسا نے بھی ان آوازوں کو سنا تھا ان آوازوں کو سننے کے بعد عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو پگڈنڈی سے اتار کر دریائے فرات کے کنارے گھنے درختوں کی طرف موڑ دیا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے جنگلی درختوں کے جھنڈ کو عبور کیا اب اس کے سامنے چاندنی رات میں افق تک نظر آنے والے سرد صحراء میں چاندنی اپنا رقص کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو صحرا کے اندر ڈال دیا تھا۔ یوناف اور بیوسا بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر اسکے ساتھ ساتھ تھے صحراء میں داخل ہونے کے بعد ایک جگہ اپنے گھوڑے کو روک کر عدی بن نصر نے پھر طنبورے اور دوسرے سازوں کی آواز سننے کی کوشش کی پھر آواز کی سمت اس نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا اب سازوں کی آواز لحہ بہ لحہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

عدی بن نصر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اب تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنے سامنے چاندی کی طرح چمکتے ہوئے صحراء میں ایک کافی بڑا نخلستان سا دکھائی دیا جس کے اندر خیمے نصب تھے خیموں کے ایک طرف آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا جس کے اردگرد ان گنت مرد اور عورتیں جمع تھے اور درمیان میں ایک لڑکی رقص کر رہی تھی۔

کھجوروں کے اس جھنڈ کے پاس جا کر عدی بن نصر اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر ایک کھجور کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا عدی بن نصر کے علاوہ یوناف اور بیوسا نے بھی اندازہ لگایا کہ وہ خانہ بدوشوں کا کوئی قبیلہ تھا جس نے دریائے فرات کے کنارے کھجوروں تلے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے گرد بے شمار مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے جن کے درمیان ایک دیو قامت اور خشخشی داڑھی والا ایک نوجوان بیٹھا تھا جو شاید ان کا سردار اور رئیس و سرخیل تھا اس کے چہرے پر درندگی اور آنکھوں سے شعلے تھے اس کے جسم کی جوان نیلی شریانوں میں گیتوں کے شرارے ابل رہے تھے لگتا تھا خانہ بدوش قبیلے کا وہ سردار اغیار کے خلاف آمادۂ جنگ و جدل اور دست شرپسند دراز کرنے کیلئے پیدا ہوا ہو۔

عدی بن نصر کو وہاں دیکھ کر اس سردار کے چہرے پر الم افروز بیداریاں رات کے سرد

ویران اندھیرے میں بیکراں آرزوؤں کے سرسام کی طرح رقص کناں ہو گئی تھیں جبکہ اسکی سلگتی نظروں کی آنچ میں پھٹتے بارود کی کیفیت اور جوش مارتے الاؤ جیسا سماں برپا ہو گیا تھا وہ بڑے غور اور بڑی نفرت سے عدی بن نصر کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

اس سردار کے دائیں طرف سازندے بیٹھے مختلف ساز بجا رہے تھے جن کی لے پر وہاں بیٹھے سارے مرد اور عورتوں کے سامنے ایک حسین خانہ بدوش لڑکی رقص کر رہی تھی رقص کرتی اس لڑکی کا جسم بھرا بھرا آنکھیں چمکیلی اور چہرے پر کنوار پنے کی تازگی تھی اور اس کا جسم لسوڑے کی طرح بھرپور اور لیس دار تھا اور اس کی آنکھیں پراسرار۔ تنہائی لئے ہوئے تھیں اس کے ایک ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی اور دوسرے ہاتھ میں لمبے لمبے ڈنٹھلوں والے بسنتی پھول تھے۔

وہ لڑکی شب عروس کے قصے جیسی حسین' عروس فطرت کے حسن جیسی شاداب اور روح پرفشاں کرنے والے سحر و جذب جیسی خوبصورت اور اس میں رچی خوشبوؤں جیسی دل نشین اور طلسمات کی شفقی رنگوں جیسی خوش کن تھی۔

مجموعی طور پر وہ شوخ اور طرار لڑکی مدھم مدھم چاندنی اور الاؤ کی روشنی میں رقص کرتی ہوئی ایک طائر فردوس حیات بخش جذبہ' آبشاروں کا ترنم' پھولوں کی مہک نسوانیت کا وقار اور شباب کی امنگوں کا ایک ابلتا ہوا چشمہ دکھائی دے رہی تھی رقص کرتے ہوئے اس لڑکی کے ہونٹوں پر ستاروں جیسا میٹھا میٹھا تبسم کھل رہا تھا۔ رقص جاری تھا۔ آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں لکڑیاں چیخ رہی تھیں۔ پھر اس خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے پاس بیٹھے ہوئے سازندوں میں سے وہ جوان جو تمبورہ بجا رہا تھا جس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت اور آنکھیں آگ کے الاؤ کے سامنے تانبے کی طرح دمک رہی تھیں حرکت میں آیا۔ اس کے ہونٹ پھر تنبورے کی لے اور لڑکی کے رقص کی تال پر وہ گانا گانے لگا تھا جس کا مفہوم کچھ یوں بنتا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
سورج جب اپنی آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے
ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحراء کا سینہ چیرا کرتے ہیں
چمکتی اور چلچلاتی دھوپ ہمیں ایسی عزیز ہے
جیسی ان کونپلوں کو جو سورج کی گرم شعاؤں کو پیتی ہیں
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
ہم مستقل آباد ہونے کیلئے زمین کا ٹکڑا خریدنے کیلئے پیسے کیوں جمع کریں

جبکہ رات کی تاریکی ایک ماں کی طرح صحرا میں ہماری حفاظت کرتی ہے
ہم لالچ اور بیکراں آرزوؤں کے سرسام کا شکار نہیں ہوتے
صحرا سے ہماری محبت جھاگ سے آشنا اور بلور کی طرف صاف محبت جیسی ہے۔
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

ساز بجتے رہے اور وہ مغنی تمبورہ بجاتے ہوئے گاتا رہا۔ آگ جلتی رہی۔ گیت جاری رہا۔ خانہ بدوش لڑکی رقص کرتی رہی اور آگ کے شعلے پیچ و تاب کھاتے ہوئے بلند ہوتے رہے۔ چاند کھجوروں کے جھنڈ میں آ کر جیسے رک گیا تھا۔ تمبورہ اور سازوں کی آواز اور لڑکی کے جوان رقص نے ایسا سماں باندھا تھا جیسے آوازوں کی وہ جھنکاریں پوری کائنات کی موسیقی بن گئی ہوں رات خوش تھی اور کھجوروں کے پیڑوں کے دل دھڑک رہے تھے آوازوں اور رقص کی اس گھلاوٹ پر گویا دن بھر کا تھکا ہارا صحرا اپنے ذرے ذرے کے ساتھ جاگ اٹھا تھا۔

عدی بن نصر کھجور کے درخت کی طرح خاموش وہاں کھڑے ہو کر لڑکی کے جسم کا جستہ جستہ جائزہ لیتا رہا۔ وہ رقص کرتی خانہ بدوش لڑکی بھی بار بار ارد گرد بیٹھے لوگوں سے نظریں چرا کر اس حسین اور اجنبی عدی بن نصر کی دیکھ کر ہلکے ہلکے مسکرا دیتی تھی۔ اس طرح رقص اور موسیقی تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی۔

پھر اچانک مغنی کے ہونٹ ساکن ہو گئے اور تمبورے پر کھیلتی ہوئی اس کی انگلیاں رک گئیں اور رقص کرتی ہوئی لڑکی نے بھی رقص ختم کر دیا اور روشن الاؤ کے قریب جا کر وہ کھڑی ہو گئی۔ اس دم خشخشی داڑھی اور مضبوط جسم والا سردار اٹھا۔ بڑی مشخن آمیز چال کے ساتھ کھجور سے ٹیک لگائے ہوئے عدی بن نصر کی طرف بڑھا جو ابھی تک اپنے ماحول سے بے خبر اس حسین خانہ بدوش رقاصہ کو دیکھے جا رہا تھا۔ قریب آ کر خانہ بدوش سردار نے بھاری رعب دار۔ غضبناک اور نفرت سے بھرپور آواز میں عدی بن نصر کو مخاطب کیا۔

"تم کون ہو اور رات کی تاریکی میں تم کس غرض سے ہمارے خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہوئے ہو۔ کیا اس قبیلے میں تمہاری کوئی غرض اور ضرورت ہے۔ یا یہ کہو کہ تم کسی سے ملنا چاہتے ہو۔ یا اس قبیلے میں تمہارا کوئی جاننے والا ہے"۔ اس پر عدی بن نصر چونک سا پڑا۔ اپنا ہاتھ وہ اپنی تلوار کے دستے پر لے جاتے ہوئے بولا مسافر ہوں۔ دریا کے کنارے سفر کر رہا تھا۔ گانے کی آواز سن کر ادھر چلا آیا۔ اس پر خانہ بدوشوں کے سردار نے خشک اور کھردرے تلخی بھرے لہجے میں کہا۔

جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے ورنہ خانہ بدوش قبیلے میں کھو کر رہ جاؤ گے یہاں تمہاری زندگی اور زیست پر موت غالب آ جائے گی اور تمہارے لواحقین بے حد و کنار پھیلے ہوئے اس صحراء میں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے رہ جائیں گے۔ پر انہیں نہ تمہارا اسم نہ تمہارا جسم اس صحرا میں کہیں دکھائی دے گا۔ دیکھ اجنبی ہم خانہ بدوش ہیں۔ زندگی اور موت کے کھیل کو ہم معمولی سستا بڑا ارزاں سمجھتے ہیں۔ یہ الاؤ روشن کر کے رقص برپا کرنا ہمارا روزمرہ کا کام ہے اس میں ہم کسی اجنبی اور ناآشنا شخص کی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ اگر تمہیں اپنی زندگی اپنی زیست عزیز ہے تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ اور اگر تم نے میرا کہا نہ مانا تو یاد رکھنا تو تمہارا یہ جوان جسم موت کے عمیق جبڑوں میں کھو کر رہ جائے گا۔

خانہ بدوش سردار کی گفتگو سن کر عدی بن نصر کی حالت امواج تندخو' شعلہ ریز آگ اور چیختے چنگھاڑتے بحر شور جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے انت رتوں کے عذاب کے اندر موت کے تاریک ہیولے' سفاک تقدیر کی قہر و ریخت' مرگ کے جوالے' موت کا سناٹا اور عذابوں کے فشار جوش مارنے لگے تھے۔ جبکہ اس کے چہرے پر پریشاں لمحوں کے فروغ اور سنسان مسافتوں میں حیوانی طلب' تقدیر کی لوحوں کی کالک اندھے ریگستانوں کے طوفانی سائے بھیانک عداوتیں اور نہ تھمنے والے طوفان اپنی موجودگی اور اپنی نمود کا پتہ دے رہے تھے۔

اس حالت میں عدی بن نصر تھوڑی دی تک اس خانہ بدوش سردار کی طرف ڈس لینے والے سانپ کی طرح دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کھردرے لہجے اور ابال کھاتی آواز میں اس سردار کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں نہ جاؤں تو پھر۔ عدی بن نصر کا یہ جواب سن کر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا زخم لگا چہرہ اندھیروں کے بھنور زہر آلو پرتشدد قساوت قلبی میں غرور اور نخوت اور سلگتی خزاؤں کی عداوت اور قابت کا منظر پیش کرنے لگا تھا۔ پھر وہ بولا اور عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا اگر تم نے میرا کہا نہ مانا اگر تم نے یہاں سے جانے سے انکار کر دیا تو پھر اپنے ذہن کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ تمہارا سر کاٹ دیا جائے گا۔

خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا یہ جواب سن کر عدی بن نصر کے چہرے پر اور زیادہ درندگی اور خشونت پھیل گئی تھی۔ وہ اپنی تلوار بے نیام کرنے ہی لگا تھا کہ اس کی اور خانہ بدوش رقص کرنے والی لڑکی کی نگاہوں میں تصادم ہوا۔ لڑکی آنکھوں میں ایک بے کسی اور التجا تھی جیسے عدی بن نصر سے وہاں سے چلے جانے کی بھیک مانگ رہی ہو۔ اس خانہ بدوش

اور حسین لڑکی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عدی بن نصر نے اپنی تلوار کے دستے سے ہاتھ ہٹا لیا پھر وہ مڑا چپ چاپ اپنا ہاتھ اس نے تلوار کے دستے سے ہٹا لیا اور اپنے گھوڑے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جمایا اور خانہ بدوش سردار کی طرف شوخ نگاہوں اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

میں بنو ایاد کا عدی بن نصر ہوں اور اب جب کہ میرے ساتھ تمہاری ضد ہو گئی ہے اس رقص کرنے والی خانہ بدوش لڑکی کی خاطر میں روزانہ یہاں آتا رہوں گا۔ اس پر خانہ بدوش قبیلے کے سردار نے اپنی قہر بھری اور کڑکتی آواز میں کہا اگر ایسا ہے تو اپنے ساتھ ایسے آدمی بھی لے کر آنا جو تمہاری لاش اٹھا کر لے جائیں اور یہ کہ اب اگر تم پھر میرے قبیلے میں داخل ہوئے تو زندہ بچ کر نہیں جاؤ گے۔ میری خوں آلود اور موت کے لبادے میں لپٹی ہوئی تلوار تم پر ایسی برسے گی کہ تمہارے جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دے گی۔ سنو بنو ایاد کے عدی بن نصر اب ہمارے قبیلے کی طرف سوچ سمجھ کر آنا اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر اس طرف آنا کہ اس قبیلے میں داخل ہوتے ہی موت تمہاری گھات میں بیٹھ چکی ہو گی۔

عدی بن نصر ایک بھرپور اور غیر مانوس قہقہ لگایا پھر کہا

سنو خانہ بدوش قبیلے کے سردار تمہاری یہ ساری گفتگو تمہاری یہ ساری لاف گزاف' غلط خوانی پر مبنی ہے لکھ رکھو کہ میں جنگ کے اندر تم جیسوں پر چھا جانے کی جرات رکھتا ہوں۔ میں اکیلا آؤں گا۔ اگر تم بزدل نہیں ہو تو اپنا پڑاؤ یہیں رکھنا۔ میں کل رات کو پھر آؤں گا رات کے اسی وقت۔ ہاں بالکل اسی وقت اور اگر تم مجھے روک سکو تو پھر روک لینا پر ایک بات ذہن میں رکھنا میں بنو ایاد کا وہی پہلوان ہوں جس کی شجاعت' بہادری کی داستانیں خوشبوؤں کی طرح دریائے فرات کے اطراف میں پھیلے ہوئے صحراؤں میں بکھری ہوئی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ میں ایاد کے سردار کا بھانجا عدی بن نصر ہوں۔

خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہونٹ کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

میں کل رات تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم بزدل نہیں ہو تو ضرور آؤ گے اور یہ بات ذہن میں رکھ کر ہمارے پڑاؤ کا رخ کرنا کہ میں اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہوں اور میری ساری زندگی صحرا کی تنہایوں اور کٹھانیوں سے لڑتے ہوئے گزری ہے۔ یاد رکھو جو شخص قدرت کے ان سرکش عناصر سے بھڑ جانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے سامنے تمہاری حیثیت کھنڈرات میں آئے ہوئے خس و خاشاک سے زیادہ نہ ہو گی۔ میں تمہیں یقین دلاتا

ہوں کہ آنے والی رات تمہاری زندگی کی آخری رات ہو گی۔

طنزیہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے عدی بن نصر گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا اس کے چہرے پر بے شمار ابھارنے۔ اکساتے اور مزاج میں برہمی کا خلجان پیدا کرنے والے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔ تاہم اس خانہ بدوش لڑکی پر ایک اچٹی ہوئی نگاہ ڈالی۔ اپنے گھوڑے کی باگیں موڑیں اور جس طرف سے آیا تھا اس طرف ہی روانہ ہو گیا یوناف اور بیوسا بھی انسانی نگاہ سے روپوش رہتے ہوئے اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

○

عدی بن نصر جب صحرا کے اس حصے سے گزر کر اس دریائے فرات کے کنارے کنارے جانے والی پتلی پگڈنڈی کی طرف جا رہا تھا جس پر وہ سفر کر رہا تھا کہ یک دم اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔ جنگل میں بکھرے ہوئے خشک پتوں میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ جیسے سرما کی تیز ہوائیں خشک پتوں کو روندتے ہوئے گزر گئی ہوں اس نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور مقابلہ کرنے کیلئے چیتے کی طرح مستعد ہو کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا تھا۔

جب چند لمحوں تک۔ کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو عدی بن نصر نے اپنی غراتی اور دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔ سامنے آ کر میرا راستہ روکو تاکہ میں دیکھوں کہ کون میرا دشمن ہے۔ اسکے ساتھ ہی عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کی خرجین سے خود نکال کر اپنے سر پر رکھ لیا اور بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال پکڑے ہوئے اس نے دوبارہ چنگھاڑتی آواز میں کہا۔

اگر تم چھپ کر تیر چلانا چاہتے ہو تو تمہیں مایوسی ہو گی۔ میرے جسم پر زرہ اور سر پر خود ہے جنہیں تیر چیر پھاڑ نہیں سکتے۔ عدی بن نصر کی اس ساری گفتگو کے جواب میں ایک ہکلاتی ہوئی بدحواس سی آواز سنائی دی۔ میں تمہارا دشمن نہیں تمہارا دوست ہوں اس پر عدی بن نصر نے اس بار نرم اور ملائم آواز میں کہا "اے مخاطب اگر تو دوست ہے دشمن نہیں تو سامنے آ۔ میں تمہاری دوستی اور رفاقت کی قدر کروں گا۔

عدی بن نصر کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک خشک پتوں پر کسی کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں پھر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ سے ایک بوڑھا نمودار ہوا اور عدی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اسے التجا بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ عدی نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے پوچھا۔ میرے بزرگ تم کون ہو۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ عدی بن نصر کی اس نرم اور محبت بھری گفتگو پر بوڑھا مزید چند قدم آگے بڑھا پھر عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو۔ نصر کے بیٹے میرا نام عوف ہے۔ میرا تعلق اس خانہ بدوش قبیلے سے ہے جس سے تم لوٹ رہے ہو۔ اگر تم بنو ایاد کے عدی بن نصر ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم بہادر اور شجاع ہو اور اس صحرا کی بستیوں اور نخلستانوں میں تمہاری تلوار اور تمہاری جسمانی طاقت کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے باوجود عدی بن نصر میں تمہیں مشورہ دوں گا' تمہیں متنبہ کروں گا کہ کل رات ہمارے پڑاؤ میں مت آنا۔ اگر تم رقص والی لڑکی کو پسند کر کے اسے اپنانے کا عہد کر چکے ہو تو پھر آنے والی رات ہمارے سردار سے پوری ہوشمندی سے مقابلہ کرنا۔ ہمارے اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار چیتے کی طرح خونخوار۔ چیتل کی طرح تیز و طرار۔ عذابوں کے فشار اور موت کے سناٹے جیسا ہولناک۔ دلدل کی جھاؤ۔ شب ہجراں کے زہر جیسا خطرناک اور ہواؤں کے وحشی بہاؤ اور تخش ناٹک جیسا آتش مزاج اور متحرک ہے اگر تم اس کا سامنا کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنی پوری ہوشمندی اور دھیان سے آنا۔

اس بوڑھے عوف کی ساری گفتگو سن کر عدی بن نصر نے زرد آنکھوں والے چیتے اور زہریلے اور سیاہ ناگ کی طرح عوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سن میرے بزرگ۔ جب تمہارا تعلق اسی خانہ بدوش قبیلے سے ہے تو تم اپنے سردار کے خلاف کیوں میری حمایت میں بول رہے ہو۔ اس پر بوڑھے عوف کی گردن جھک گئی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

مجھے اس سے دلی نفرت ہے۔ عدی نے پوچھا کیوں۔ بوڑھا کہنے لگا۔

عدی کے بیٹے۔ تم نے دیکھا جو لڑکی تمبورہ کی لے کے ساتھ الاؤ کے پاس قدیم جنگلی رقص کر رہی تھی۔ ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار عنقریب اس سے شادی کرنے والا ہے دیکھ عدی کے بیٹے یہ سردار شادی کیلئے جس لڑکی بھی پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ لڑکی کچھ عرصہ اسی طرح اس کے سامنے رقص کرتی رہتی ہے۔ پھر وہ اس سے شادی کر لیتا ہے۔ اس خانہ بدوش سردار نے اسی طرح کبھی میری بیٹی سے بھی شادی کی تھی اور پھر جب اس خون آشام بھیڑیے کی طبیعت اس سے اکتا گئی اور جی اس سے بھر گیا تو اس ظالم نے اسے قتل کر کے صحرا کی تپتی ریت میں دفن کر دیا۔ بس اسی روز سے میں اس درندے کے خلاف ہوں۔

بوڑھا عوف جب خاموش ہوا تو عدی بن نصر کہنے لگا میں تمہارے سردار سے تمہاری بیٹی کے قتل کا انتقام لوں گا۔ عوف فوراً" بولا اور کہنے لگا میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ عدی بن نصر پھر پوچھنے لگا تمہارے سردار کے ساتھ میرے مقابلے کی صورت میں تمہارے خانہ بدوش قبیلے کا کیا ردعمل ہو گا۔ عوف پھر بولا اور کہنے لگا۔

قبیلے کے زیادہ تر لوگ سردار کے خلاف ہیں۔ مقابلے کی صورت میں یقیناً ان کا رویہ

غیر جانبدارانہ ہو گا۔ رات تم اپنے قبیلے سے نکل کر کہاں جا رہے ہو اور کل رات تک تم کہاں ٹھہرو گے۔ کہاں قیام کرو گے جہاں سے نکل کر تم پھر ہمارے خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہو سردار کا مقابلہ کر سکو۔ اس پر عدی بن نصر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

میں بنی قسطورا کے مرکزی شہر شط الفرات کی طرف جا رہا ہوں۔ انکی ملکہ الزباء نے مجھے اپنے قبیلے کے سب سے ماہر تیغ زن کے ساتھ لڑنے کی دعوت دی ہے۔ اگر میں یہ مقابلہ جیت گیا تو مجھے پانچ ہزار دینار سرخ ملیں گے اس پر بوڑھا عوف فکر گیر سی آواز میں کہتے لگا۔ بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کے پاس احتیاط اور محتاط ہو کر رہنا۔ اس لئے کہ وہ تمہارے جیسے شجاع اور طاقتور مردوں کو پسند کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس مقابلے کی آڑ میں تم پر اپنی محبت کا اظہار کرے گی اور تم سے شادی کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس پر عدی بن نصر بولا اور کہنے لگا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں نہ ہی قسطورہ میں اس نیت سے جا رہا ہوں کہ ملکہ سے شادی کروں اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ گو میں نے سن رکھا ہے کہ بنو قسطورہ کی ملکہ حسن و خوبصورتی میں اپنی مثال اپنا جواب نہیں رکھتی پر میں ایسی عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایسی عورتیں لمحوں کے اندر بدل کر زندگی کا روگ اور زیست کا خطرہ بن جاتی ہیں۔ میں تو صرف اس کے قبیلے کے تیغ زن سے مقابلہ کر کے پانچ ہزار سرخ دینار کی رقم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر بوڑھے عوف نے مسکراتے ہوئے پوچھا اتنی بڑی رقم کا تم کیا کرو گے۔ عدی بن نصر کہنے لگا۔ میرے قبیلے میں میٹھے پانی کی کمی ہے اس رقم سے میں پڑوسی قبیلے بنو لخم سے میٹھے پانی کے چشمے خریدوں گا۔ جن سے میرے قبیلے کی پیاسی زمین سیراب ہو سکے گی۔ جواب میں بوڑھا عوف کچھ دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا کیا تم آج آنے والی شب ہمارے قبیلے میں آنے پر سنجیدہ ہو۔ اس پر عدی بن نصر نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں میں ضرور آؤں گا۔

جواب میں بوڑھے عوف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگا اگر ایسا ہے تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اب تم بنو قسطورہ کی طرف جاؤ اور مقابلہ کر کے وہ رقم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جس کا تم عزم کئے ہوئے ہو۔ اسکے ساتھ بوڑھا عوف مڑا اور اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا۔ عدی بن نصر دریائے فرات کے کنارے آیا اور دوبارہ وہ اسی تنگ پگڈنڈی پر اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑا رہا تھا جس پر وہ پہلے سفر کر رہا تھا۔ چاندنی رات میں جبکہ ہر چیز پر تنہائی اور خود فراموشی برس رہی تھی اور ساحلی ہوائیں تیز ہو گئیں تھیں وہ اپنا گھوڑا جنوب کی طرف بگٹٹ دوڑاتا جا رہا تھا۔

○

یہ زمانہ قبل از اسلام کا وہ دور تھا جب حضرت عیسیٰؑ کو رخصت ہوئے پچاس برس گزر گئے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ سے قبل یمن سے کچھ عرب قبائل ہجرت کر کے دریائے حرات اور فرات کے درمیان اطراف آمبات تک آباد ہو گئے تھے۔ ان قبائل میں بنو ارم۔ بنو آذر یا بنو زہران یا بنو ایاد' بنو تنوخت' بنو نمارا' بنو لخم' بنو تمیم' بنو کلب اور کچھ دیگر قبائل شامل تھے۔

جب عراق میں طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا تو اس سے عرب قبائل نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی خودمختار حکومتیں انہوں نے قائم کر لی تھیں۔ بنو ازر یا بنو زہران کے سردار مالک بن فہم نے عمان سے لے کر مشرق میں دور تک پھیلے ہوئے نخلستانوں میں اپنی حکومت قائم کر لی یہ وہی مالک بن فہم ہے جس نے ان علاقوں میں منجنیق تیار کی تھی۔ بنو زہران کے مقابلے میں بنو قسطورہ کے سردار امر بن ازظرب نے دریائے فرات سے ملحقہ علاقہ پر قبضہ کر کے اپنی حکومت جما لی اور خابور کے قریب ایک خوبصورت وادی میں شافیاف نام کا شہر آباد کر کے وہاں اپنا دارالحکومت تعمیر کر لیا تھا۔

ان دو بڑے قبیلوں کے درمیان دوسرے عرب قبائل نخلستانوں میں آباد ہو چکے تھے اور یہ سب بت پرست تھے۔ بنو زہران اور بنو قسطورہ اب آپس میں جنگ کرتے رہے۔ بنو زہران کے حکمران مالک بن فہم کے مرنے پر اس کا بیٹا جذیمہ بنو زہران کا حکمران بنا اور اس نے بنو قسطورہ سے نہ ختم ہونے والی جنگوں کی بساط کھول دی تھی۔ جذیمہ کے ہاتھوں اس جنگ میں بنو قسطورہ کے حکمران امر بن اظراب مارا گیا اور اس کی جگہ اس کی بیٹی جس کا نام نائیلہ تھا ملکہ الزبا کے نام سے حکومت کرنے لگی تھی۔

تخت نشین ہوتے ہی اس لڑکی نے اس دیوتا پر ہاتھ رکھتے ہوئے قسم کھائی تھی جس کی وہ پوجا کرتی تھی کہ بنو زہران کے حکمران جذیمہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ ضرور لے گی ملکہ الزبا ایک جوان اور انتہائی حسین و جمیل لڑکی تھی اور لوگ اسے گرم صحراؤں کا حسین گیت کہہ کر پکارتے تھے جس وقت یہ بنو قسطورہ کی حکمران بنی اس وقت اسکی عمر صرف چودہ برس تھی۔

دوسری طرف بنو ایاد کا عدی بن نصر بھی ایک تاریخی شخصیت تھا۔ جہاں وہ بے حد حسین اور پرکشش تھا وہاں وہ بلا کا شجاع' دلیر اور طاقت ور ترین اور دلیر انسان تھا اور ایک ہی وقت میں وہ کئی کئی مسلح جوانوں سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ اسکی طاقت اور قوت' اسکی شجاعت اور دلیری کو دیکھتے ہوئے بنو زہران کے حکمران جذیمہ اور بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا دونوں کی کوشش تھی کہ وہ عدی بن نصر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر اپنی قوت میں اضافہ کر

لیں اور اب عدی بن نصر ملکہ الزبا کی دعوت پر اسکے تیغ زنوں اور پہلوانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اسکے دارالحکومت شط الفرات کی طرف جا رہا تھا۔

صرف ایک ساعت کے سفر کے بعد عدی بن نصر ملکہ ازبا کے دارالحکومت شط الفرات کی فصیل کے مغربی دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دروازے کے پہرہ داروں نے چھوٹا دروازہ کھولا اور مشعلوں کی روشنی باہر پھینکتے ہوئے ان میں سے ایک پہرہ دار نے پوچھا تم کون ہو اور کیوں رات کے اس پچھلے پہر اس دروازے پر دستک دی ہے۔ جواب میں عدی اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور دروازے کے قریب ہو کر مدہم اور دھیمی آواز میں کہنے لگا۔

میں بنو یاد کا عدی بن نصر ہوں تمہاری ملکہ الزبا نے مجھے اپنے پہلوانوں اور تیغ زنوں سے مقابلہ کرنے کی دعوت دی تھی اور میں اس دعوت پر تمہارے دارالحکومت شط الفرات کی طرف آیا ہوں۔ مجھے یقیناً اس شہر میں دن کے وقت داخل ہونا چاہئے تھا لیکن چند ناگزیر حالات کی وجہ سے مجھے راستے میں تاخیر ہوئی لہٰذا مجھے اس شہر تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔

عدی بن نصر کا نام سنتے ہی پہرہ داروں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور بڑی گرم جوشی سے عدی بن نصر کا استقبال کرتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسی وقت ان پہرہ داروں نے ملکہ الزبا کو عدی بن نصر کے آنے کی اطلاع کر دی۔ جواب میں ملکہ الزبا نے عدی بن نصر کو اسی وقت اپنے پاس طلب کر لیا اور پہرہ دار عدی بن نصر کو ملکہ الزبا کے محل کی طرف لے گئے تھے۔ محل کے باہر عدی بن نصر نے اپنا گھوڑا باندھا اور رہبر کے پیچھے پیچھے وہ محل میں داخل ہوا تھا یوناف اور بیوسا بھی اپنی سری قوت کو کام میں لاتے ہوئے انسانی آنکھ سے اوجھل رہ کر عدی بن نصر کے ساتھ ملکہ الزبا کے محل میں داخل ہو گئے تھے۔ ابلیکا ابھی تک ایک ریشمی سانپ کی طرح یوناف کی گردن کے حلقہ بنائے ہوئے تھی۔

ملکہ الزبا کو عدی کے پہنچنے کی چونکہ اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا اس نے اپنی خوابگاہ کے باہر آ کر مسکراتے ہوئے عدی بن نصر کا استقبال کیا۔ اس کا ہاتھ تھام کر اسے وہ اپنی خواب گاہ میں لے گئی تھی۔ الزبا کا اسے اپنی خوابگاہ میں لے جانا عدی بن نصر کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا کیونکہ الزباء ایک ایسی حسین اور خود سر لڑکی تھی جسے صحرا کو کوئی بھی جوان حاصل نہ کر سکا تھا اور اس نے ان گنت تڑپتے ہوئے دلوں کو اپنا حسین اور چمکتا ہوا چہرہ نہ دکھایا تھا۔ اپنی خوابگاہ میں لے جا کر ملکہ الزبا ایک ریشمی نشست پر بیٹھ گئی اور عدی بن نصر کو اپنے سامنے ویسی ہی ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ خوابگاہ میں اس وقت ننھی ننھی صندلی شمعیں خوشبو دیتی ہوئی روشن تھیں۔ ان خوشبو پھیلاتی صندلی مشعلوں کی روشنی میں عدی بن نصر نے پہلی بار بڑے غور سے ملکہ الزبا کی طرف نگاہ اٹھائی۔

اس نے دیکھا نوعمر اور نوخیز ملکہ الزبا آبگینوں کی ادھوری کہانیوں کے اندر بڑھتی ہوئی خوشبو جیسی خوبصورت' سحر خیز شگوفوں میں دل آویز نغموں جیسی بھرپور گنگناتے خیال میں کھنکتے نقرئی قہقہوں جیسی خوش ادا۔ مچلتی۔ گنگناتی۔ ریشمی لہروں میں حسین یادوں کے جل تھل موسم جیسی پرکشش اور مہکتی شام کی بہکتی فضاؤں میں جگ مگ مناظر جیسی دلنشیں تھی۔ اس کا مہکتا پرجمال چہرہ دہکتا بدن۔ جمیل جسم۔ اجلا تن اسے غیر معمولی شخصیت بنائے ہوئے تھا۔ خود ملکہ الزبا بھی غور سے عدی بن نصر کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر دھنک رنگ لبوں پر کھیلتی شبنم کی چمک برہم دھوپ میں محبت کی گھنی چھاؤں کے چہرے گم گشتہ تمناؤں میں لذت شب سے چور جسم جیسا سماں تھا۔ کمرے کے اندر جلتی چھوٹی چھوٹی صندلی مشعلوں کی مدھم روشنی میں ملکہ الزبا کے مدہوش اعضاء اسے جام رنگین اور اس کے شب خوابی کے لباس سے جھانکتا ہوا اس کا جسم اسے رنگ و نکہت کا فشار بنائے ہوئے تھا۔ عدی بن نصر کافی دیر تک اس کافر جمال حسینہ کو دیکھتا رہا۔ اس کا شباب امنگوں کا ابلتا ہوا ایک چشمہ تھا۔ اس کے آلوچے جیسے ہونٹوں اور گہری سیاہ آنکھوں میں ایک سحرکاری تھی۔ پھر عدی بن نصر اپنے ذہن میں ملکہ الزبا اور اس خانہ بدوش لڑکی کا موازنہ کرنے لگا پھر ایسا ہوا کہ اس خانہ بدوش لڑکی کے مقابلے میں ملکہ الزبا اسے ہلکی محسوس ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ خانہ بدوش لڑکی کے جسم کا ہر اعضا جو پوری طرح بیدار اور بلور کی طرح چمکتا تھا اور اپنے اندر خلوص اور محبت کا پیغام رکھتا تھا۔ جبکہ ملکہ الزباء کی آنکھوں میں اسے مطلب پرستی اور مکاری برستی دکھائی دے رہی تھی۔ عدی بن نصر نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس خانہ بدوش لڑکی کا پکا ہوا جسم قدرت کے پراسرار رموز کا امین تھا اور وہ صحرا کا ایک اچھوتا حسن تھی۔ جبکہ ملکہ الزبا کی آنکھوں میں خود ستائشی کی اندھی دھوپ تھی۔ عدی بن نصر ابھی تک ملکہ الزبا اور اس خانہ بدوش لڑکی کا موازنہ کرنے میں ہی کھویا ہوا تھا کہ ملکہ الزبا کی ہیجان خیز آواز بلند ہوئی کہ عدی فوراً چونک سا پڑا۔ ملکہ الزبا عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی سنو ایاد کے عدی بن نصر! تم کیا سوچ رہے ہو۔ عدی بن نصر چونک سا پڑا اور سر کو خفیف سا جھٹکا دیا اور تیزی سے ملکہ الزبا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کچھ نہیں الزبا نے پھر پوچھا تم کب تک مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو سکتے ہو۔ عدی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ جب اور جس وقت بھی چاہو۔ اس پر ملکہ الزبا فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔ سارا دن تم آرام کرو۔ پرسوں کھلے میدان میں سب لوگوں کے سامنے بنو زہران کے ایک ایسے نوجوان کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو گا جس کا نام حرب ہے اور جو تلوار کے فن میں یکتا اور بے مثل ہے۔

عدی نے سمندر کی گہرائی کی طرح کہا کہ میں ہر جگہ اور ہر وقت اس سے مقابلے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس نوجوان کو اس طرح ماروں گا جس طرح گرم صحرا کا ساربان اونٹ کو درخت سے باندھ کر مارتا ہے۔ عدی بن نصر کی اس گفتگو پر ملکہ الزبا تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر اٹھی۔ بلور کی ایک صراحی سے شراب کے دو جام بھرے ایک اس نے خود اپنے لال سرخ ہونٹوں سے لگایا اور دوسرا عدی کے سامنے اس نے رکھ دیا۔ عدی نے شراب کا جام ہٹاتے ہوئے کہا۔ میں شراب نہیں پیتا۔ اس پر الزبا نے کمال تعجب کا اظہار کیا میں نے عربوں میں کوئی ایسا جوان نہیں دیکھا جو شراب نہ پیتا ہو۔ بتوں کی پوجا نہ کرتا ہو۔ عدی پھر مدہم آواز میں کہنے لگا میں بتوں کی پوجا بھی نہیں کرتا۔

ملکہ الزبا اور زیادہ تعجب اور حیرت سے کہنے لگی کیا تم پرانا اور قدیمی مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کر چکے ہو۔ عدی نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ میں دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں۔ ملکہ الزبا نے پھر پوچھا کیا تمہاری طرح بنو ایاد میں دین ابراہیمی کے ماننے والے اور لوگ بھی ہیں۔ عدی نے پہلے کی طرح مدھم آواز میں کہا۔ میرے قبیلے میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ اس پر ملکہ الزبا نے اپنا خالی جام چھوٹے سے ایک میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ رات کافی جا چکی ہے اب تم آرام کرو۔ تمہارے رہنے کا انتظام مہمان خانے کے بجائے میں نے محل کے ایک کمرے میں کیا ہے اور ہمارے یہاں ایک اجنبی کیلئے یہ ایک سب سے بڑا اعزاز ہے۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ الزبا کھڑی ہو گئی۔ اس کے شب خوابی کے لباس سے ایک ہلکی ہلکی سونفی مہک اٹھ رہی تھی۔ عدی پھر کھڑا ہو گیا۔ دونوں اس کمرے سے باہر آئے۔ برآمدے میں ایک شمشیر زن پہرہ دار کھڑا تھا۔ ملکہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ عدی بن نصر کو اسکے کمرے میں لے جاؤ اور ایک سپاہی کا وہاں پہرہ لگا دو جو ہر ضرورت کا خیال رکھے۔

عدی بن نصر اس پہرہ دار کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا جبکہ ملکہ الزبا اپنی طلسمی خواب گاہ میں چلی گئی تھی۔ عدی اس پہرہ دار کے ساتھ محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جو کہ بالکل ملکہ الزبا کے کمرے کی طرح سجا ہوا تھا۔ رات کا کافی حصہ چونکہ وہ ریگستانی ہواؤں میں سفر کر چکا تھا لہٰذا اس نرم اور طلسمی بستر میں گھستے ہی وہ گہری نیند میں کھو گیا تھا۔

دوسرے روز شام کے دھندلکے میں وہ ملکہ الزبا کے شہر شط الفرات سے نکلا۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے گھوڑے کو دریائے فرات کے کنارے کنارے ست رفتار سے ہانکتا رہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو ایک زہریلی اور غصیلی ایڑ لگائی اور شمال کی طرف دریائے فرات کے ساتھ ساتھ جانے والی پگڈنڈی پر سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے اس جگہ آکر اس کی سیدھ میں دائیں طرف صحرا کے اندر ان خانہ بدوشوں کا پڑآؤ تھا۔ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ گھوڑے کے منہ سے دھانہ نکال کر اس نے اسے جنگل میں چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ شائد وہ صحرا کے اندر ساز بجنے اور رقص شروع ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

یوناف اور بیوسا بھی اس کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہوئے اس کے قریب ہی پتھروں پر بیٹھ گئے تھے۔

عدی بن نصر کو وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ وہاں اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ چونک سا پڑا۔ فوراً وہ پتھر سے اٹھ کر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کی اوٹ میں بیٹھ گیا احتیاط کے طور پر اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا تھا۔ چاند اور ستاروں کی میلی اور ملگجی روشنی میں اس نے دیکھا کچھ خانہ بدوش لڑکیاں برتن اٹھائے فرات کی طرف جا رہی تھیں ان میں وہ حسین ساحرہ اور رقاصہ بھی تھی جسے وہ پچھلی رات پسند کر چکا تھا۔ وہ جھاڑیوں کی اوٹ میں خاموشی سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

اس خانہ بدوش قبیلے کی لڑکیاں جب اپنے برتن پانی سے بھر کر لوٹیں تو اس نے دیکھا کہ وہ رقاصہ ان سے پیچھے رہ گئی تھی وہ بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی اور اس طرح اپنے اور دوسری لڑکیوں کے درمیان فاصلہ بڑھاتی جا رہی تھی۔ وہ عدی کا گھوڑا دریا کے کنارے چرتا ہوا دیکھ چکی تھی۔

وہ ساری خانہ بدوش لڑکیاں جب جنگل کی چھوٹی سی پٹی سے نکل کر صحرا میں داخل ہوئیں تو رقاصہ نے پانی کا برتن ایک درخت کے نیچے رکھ دیا اور خوفزدہ حالت میں جنگل کی ہرنی کی طرح ہر طرف دیکھتی ہوئی اور آہستہ آہستہ وہ عدی کے گھوڑے کے پاس آئی اور وہاں کئی لمحوں تک وہ پریشانی کے عالم میں اپنے چہار سو دیکھتی رہی۔ عدی اس کی حرکات سے محظوظ ہو رہا تھا پھر جنگل کے اندر پراسرار موسیقی جیسی اس لڑکی کی مدھم آواز ابھری۔ اجنبی۔ اجنبی۔ اس کی آواز میں ایک طرح کی ویرانی اور ملال تھا۔

عدی جھاڑیوں سے نکل کر اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ لڑکی کے جسم سے صندل کے درخت کی سی مسکی مسکی خوشبو اٹھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر ایک دل پسند سا رسیلا پن تھا۔ عدی نے اسے مخاطب کر کے کہا تم نے مجھے پکارا۔ جواب میں وہ لڑکی سرد اور ویران آواز میں بولی۔

جس ارادے سے تم یہاں آئے ہو اس سے باز رہو۔ واپس لوٹ جاؤ اجنبی۔ نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے۔ جواب میں عدی نے کسی قدر پریشانی میں پوچھا کیا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو جبکہ میں تمہیں پسند کر چکا ہوں۔ اس پر لڑکی بڑی جرا تمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔ میں تم سے نفرت نہیں کرتی۔ لیکن یاد رکھو اجنبی پردیسی خوشبو۔ خوبصورتی۔ رنگ و روپ۔ شام اور آوازیں ایسے عناصر ہیں جو بڑے حسین اور زندگی کے بڑے رسیلے پن کے ساتھ ملتے ہیں لیکن جب بچھڑتے ہیں تو کبھی دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے اور ان سے محبت کرنے والا اپنے کندھوں پر اپنی صلیب اٹھائے پھرتا ہے۔ جاؤ اجنبی۔ جہاں سے آئے ہو ادھر ہی لوٹ جاؤ۔ تم خوشبو کا ایک آوارہ جھونکا ہو جس سے کبھی بھی کوئی دل لگانا پسند نہیں کرے گا۔

اس لڑکی کا جواب سن کر عدی بھی تھوڑی دیر تک بڑے انہماک سے پھر اس لڑکی کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر بڑی بے باکی سے اس لڑکی کے دونوں ہاتھ تھام لئے پھر اس سے سرگوشی کی میں اپنے ساتھ تمہیں اپنے قبیلے میں لے جاؤں گا۔ جہاں میرا بوڑھا باپ صحرا کے اندر بڑی بے تابی سے میری واپسی کا انتظار کر رہا ہو گا۔ وہاں میں تم سے بیاہ کروں گا۔ کیا تم میری بیوی بننا پسند کرو گی۔

لڑکی کا سر جھک گیا تھا اس نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کا کنوارہ جسم کانپ رہا تھا اس کا چہرہ حیا کی آب و تاب سے چھپا اٹھا تھا۔ ساتھ ہی اس کی پانی کی چھپ چھپ جیسی مغموم آواز سنائی دی سنو اجنبی۔ میرے ساتھ شادی کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لئے کہ ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار تمہیں ایسا کرنے کی اجازت کبھی نہیں دے گا۔

عدی نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر میں تمہارے اس وحشی سردار ہی کو اپنی راہ سے ہٹا دوں تب۔ عدی بن نصر کے یہ الفاظ سن کر اس لڑکی نے جھوم کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ پھر وہ کسی قدر حسرت زدہ اور بیٹھی ہوئی آواز میں بولی۔ آج تک کوئی بھی اس سے مقابلے میں جیت نہیں سکا۔ وہ صحرا کے قدیم انسانوں کی طرح وحشی اور خونخوار ہے۔ سنو اجنبی وہ مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور جو ارادہ وحشی سردار کرتا ہے وہ ہر حال میں پورا کرتا ہے۔ خواہ اس ارادے کی تکمیل میں اسے خون کی ندی سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔ لہٰذا ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار میرے ساتھ تمہارے شادی کرنے کے ارادے کو ہوا میں اڑا کر رکھ دے گا۔

عدی بن نصر کچھ دیر خاموش رہ کر پھر سوچتا رہا۔ شاید اپنے ذہن میں وہ کوئی آخری

فیصلہ کر رہا تھا۔ پھر وہ چھاتی تانتے ہوئے پہلے کی نسبت سخت آواز میں کہنے لگا۔ اگر میں اس وحشی کو زیر کو لوں تو کیا تم میرے ساتھ میرے قبیلے میں چلوگی۔ لڑکی نے اپنی گردن آہستہ آہستہ اوپر اٹھائی اسکی آنکھوں میں پراسرار اشاریئت اور چمکتی جوت پھیلاتی ہوئی ایک روشنی تھی۔ پھر اثبات میں اپنی گردن ہلا دی تھی۔ عدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یوں نہیں میں تمہارے منہ سے کچھ سننا پسند کروں گا۔ اس پر لڑکی نے حیا اور بشاشت آمیز شائستگی میں کہا۔

میں تمہاری بیوی بننا پسند کروں گی۔ عدی بن نصر خوشی میں جھوم کر اسکے دونوں ہاتھ چوم لئے پھر وہ چہکتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا۔ تمہار نام کیا ہے۔ ربیعہ۔ اس لڑکی نے مدھم سی آواز میں کہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ چھڑا لئے اور بولی۔ مجھے اب جانے دو۔ اس لئے کہ پانی بھرنے کے لئے جو لڑکیاں میرے ساتھ آئیں تھی وہ واپس قبیلے میں پہنچ جائیں گی اور اگر میں یہاں زیادہ دیر رکی رہی تو قبیلے کا سردار جو مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے میرے متعلق فکر مند ہو جائے گا اور میرا کھوج لگانے کی خاطر اس طرف آئے گا اور اور اگر ایسا ہوا تو بہت ہی برا ہو گا لہٰذا اب مجھے جانے دو۔ عدی نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ربیعہ پیچھے ہٹی۔ پانی کا برتن اٹھایا اور نسیم سحر کی طرح چاندنی رات میں چاندی کی طرح چمکتی ریت میں آہستہ آہستہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

عدی دوبارہ اس پتھر پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا تھا۔

خاموش اور دن بھر کا تھکا ہارا صحرا پوری طرح جاگ اٹھا تھا۔ تاروں بھری چمکیلی رات اوس کے موتی برسانے لگی تھی۔ دریائے فرات کی ننھی ننھی لہریں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے فطرت کی ساری تخلیقی قوتیں حرکت میں آگئی ہوں اور صحرا کے جنگل اور کائنات کی ہر چیز پر سکوں اور طمانیت میں امن کے بے آواز ترانے گانے لگی ہوں۔ ہوا کے تیز جھونکے سانس لیتی تاروں بھری رات کے طاق میں لگ گئے تھے۔ بہتا پانی سوکھی ریت گلے ملنے لگے تھے۔ وفا آثار لمحے منزل کے سنگ میل سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ صحرا کی خاموشی میں رزق کی تلاش سے لوٹتے ہوئے طیور امن کے ترانے گاتے ہوئے مصحف دل پر رنگوں کی بارش کرنے لگے تھے۔ صحرا کے ریگ زار جو دہلیز سماعت کی طرح چپ تھے۔ لگتا تھا ہر ثنائے انجم تسبیح کہکشاں میں کھو کر رہ گئی ہو۔

پتھر پر بیٹھا ہوا عدی بن نصر یکدم چونک سا پڑا تھا۔ اس لئے کہ صحرا کے اندر خانہ بدوش قبیلے کی طرف سے تنبورے اور دوسرے سازوں کی ملائم مگر کرب آشنا آواز سنائی دی

تھی۔ سازوں کی یہ آواز سنتے ہی عدی بن نصر ایک جست میں پتھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ جلدی جلدی گھوڑے کو دھانہ چڑایا اور ایک ہی جست میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ایڑ لگا کر اسے صحرائی حصے کی طرف سرپٹ دوڑانے لگا تھا۔

صحرا کو روندتا ہوا عدی بن نصر خانہ بدوشوں کے پڑاؤ کی طرف آیا۔ اس نے دیکھا روز کی طرح آج بھی خانہ بدوش مرد۔ عورتیں۔ بوڑھے اور بچے ایک نیم سے گول دائرے کی صورت میں جمع تھے۔ ان کے قریب آ کر عدی بن نصر اپنے گھوڑے سے ایک زہریلی جست کے ساتھ نیچے اترا۔ وہ پوری طرح مسلح تھا اس کی تلوار اسکی کمر سے لٹک رہی تھی۔ اس کے دائیں طرف چمڑے کی پٹی میں اس کا خنجر بھی تھا۔ جسم پر اس نے زرہ پہن رکھی تھی اور سر پر چمکتا ہوا آہنی خود اور پیٹھ پر اسکی ڈھال بھی لٹک رہی تھی۔ گذشتہ روز کی طرح عدی بن نصر ایک کھجور کے درخت کے قریب آیا ور اپنے گھوڑے کو ایک طرف کھڑا کر کے کھجور سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

وہاں کھڑے سب مرد اور عورتیں بڑی پریشانی اور حیرت سے عدی بن نصر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پتھر کی طرح سخت چہرے والا نوجوان مغنی اسی طرح تمبورہ کی لئے پر وہی پرانا اور قدیم ترین دور سے تعلق رکھنے والا گانا گا رہا تھا اور جبکہ لوگوں کے اس گول دائرے کے اندر حسین و جمیل اور پرکشش ربیعہ ناچ رہی تھی آج ربیعہ نے عدی بن نصر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا تھا تاہم اسکے چہرے پر طمانیت اور سکون تھا جیسے وہ اپنے جسم کو امانت کے طور پر کسی کو سونپ چکی ہو۔ اسکے جوان اور تپتے ہوئے بدن کا ہر ذرہ بیدار تھا تاہم یوں محسوس ہو رہا تھا گویا وہ رقص کرتے کرتے گرم صحراؤں کے گیت کا سنگیت بن کر نیلی فضاؤں میں تیز بازگشت کی طرح بکھر جائے گی۔

آگ کا الاؤ اسی طرح روشن تھا اور شعلے زہریلے سانپوں کی طرح لپکے ہوئے اوپر اٹھ رہے تھے۔ آگ کے الاؤ کے قریب ہی خانہ بدوشوں کا وہ وحشی سردار بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی سیاہ اور خوفناک آنکھوں کی ایک سیدھی نگاہ عدی بن نصر پر ڈالی۔ اس لمحے پھر اس نے اپنے قریب رکھی شراب کی بلوری صراحی اٹھائی اور لمبی دھار کے ساتھ ارغوانی شراب اس نے اپنے جام میں انڈیلی اور ایک ہی سانس میں پورا جام غٹاغٹ پی کر اپنی مونچھیں پونچھتا ہوا اٹھا اور عدی کی طرف بڑھا۔ اس وقت اس کی آنکھیں غصے میں آگ برسا رہی تھیں۔

نوجوان مغنی نے خوفزدہ ہو کر گانا بند کر دیا تھا اور تمبورہ پر اس کی انگلیاں ساکت ہو گئیں تھیں۔ وہ حسین و جمیل پرکشش خانہ بدوش لڑکی ربیعہ بھی رقص کرتے کرتے رک گئی تھی اور کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح وہ عدی بن نصر کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے سردار

کو دیکھ رہی تھی۔

خانہ بدوشوں کا وہ وحشی سردار عدی کے قریب آیا اور اپنی بھاری آواز میں زہریلے سانپ کے پھنکارنے کے انداز میں پوچھا تو تم آ گئے ہو۔ جواب میں عدی نے بڑی بے پرواہی سے سپاٹ سی آواز میں جواب دیا۔ تم جانتے ہو میں ایاد کا عدی بن نصر ہوں اور میں کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کرتا ہوں۔

خانہ بدوشوں کے اس سردار نے ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار کھینچ لی تھی۔ پھر داہنے ہاتھ میں اپنی تلوار کچھ اس طرح لہرائی جیسے کوئی عنان گیر زرد موسموں میں ہاتھ میں شمشیر لئے کسی کے دامن کو لہو لہو کرنے نکلا ہو۔ اس وحشی سردار کے چہرے پر نئے حشر کی کیفیت میں اس وقت باطن کی خباثت دوپہر کی لو جیسی دشمنیوں کے تیز جھکڑ جوش مارنے لگے تھے جب کہ اس کی شرارت بھری آنکھوں میں مرگ کے خونی بھنور۔ غضب کی بھوکا چنگاریاں اور موت کی خاموشی جیسی تقدیر کے لوحوں جیسی کالک سر اٹھانے لگی تھی۔ پھر وہ وحشی سردار بولا اور عدی بن نصر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ شاید اس پیاسے صحراء کا یہ حصہ جہاں ہم نے اس وقت پڑاؤ کر رکھا ہے اپنی پیاس بجھانے کے لئے انسانی خون مانگتا ہے اس پر عدی کی بڑی مطمئن اور پرسکون آواز سنائی دی۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اندھے اور بھیانک صحراء کی یہ پیاسی ریت یقیناً تمہارے خون کی پیاسی ہے۔ اسکے ساتھ ہی عدی بن نصر نے اپنی تلوار بے نیام کر کے اپنے سامنے فضا میں لہرائی۔ پیتل کے دستے والی یہ خم دار خوبصورت صیقل کی ہوئی تلوار تھی۔ کھجور کے درخت سے ہٹ کر وہ اب تھوڑا سا دائیں جانب ہو کر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے مزید قریب ہوا تھا پھر وہ خانہ بدوشوں کے سردار کو مخاطب کر کے قہر بھری آواز میں کہنے لگا۔

سن اعمال نامہ گنہگار جیسے سیاہ انسان جنس زدہ مخلوق موت کی مشعلیں روشن کرنے والے گمراہی سے قدم ملا کر چلنے والے کفن فروش اور گورکنی کرنے والے بچوں کی چیخوں اور عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں اور عصمتوں کے ملبے پر قہقہے لگانے والے شرف آدمیت کے دشمن اپنے ذلیل نفس کے اسیر اب بھی وقت ہے اس ٹکراؤ سے ٹل جا۔ میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے باز رہ۔ اور اگر تو نے میری بات نہ مانی تو پھر اپنے صفحۂ دل پر لکھ رکھ کہ میں تیری حالت موت کے ہول میں ٹوٹے ہوئے برتن جیسی کروں گا اور تیری اقبال مندی کی جگہ تیرے مقدر میں پسپائیاں اور رسوائیاں لکھتا چلا جاؤں گا۔

دیکھ خانہ بدوشوں کے وحشی سردار میں سانپ کی پھنکار کی طرح لحہ بہ لحہ تیز ہونے والے طوفانوں کی طرح تجھ پر حملہ آور ہوں گا۔ قہر کی لاٹھی کی طرح تم پر برسوں گا اور

تیرے تصور اور تیرے تخیل تیری توہم پرستی اور تیری انتہا پسندی میں عناصر کا نالہ اور ماتم ہوزش و اضطراب اور موت کی تاریکیاں بھر دوں گا۔ سن وحشی سردار۔ میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ تیری طاقت اور جبروت کی اندھی قوت اور تیری خوابیدہ آرزوؤں کی دستک میں موت کی ریگ کے بگولے اور عقوبت کدوں کی خوفناکی ضرور بھر کے رہوں گا لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ مجھ سے ٹکرانے سے باز رہ۔ اپنے سارے قبیلے والوں کے سامنے اپنی شکست اور اپنی رسوائی کو مت دعوت دے اور اگر یہ لحہ بیت گیا تو پھر تیرے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں رہے گا تجھے نہ صرف اس وحشی قبیلے کی سرداری سے ہاتھ دھونا پڑے جائیں گے بلکہ تو اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

قبل اس کے کہ وہ وحشی سردار جواب دیتا یا اپنے کسی ردعمل کا اظہار کرتا۔ پھٹے ہوئے لباس والا ایک خانہ بدوش اٹھا اور جلتے ہوئے الاؤ میں کئی لکڑیاں ڈال دیں۔ آگ کا الاؤ اور تیزی سے بھڑک اٹھا تھا اور رقص کرتے ہوئے شعلے اور زیادہ بلندی تک پرواز کرنے لگے تھے اور اس کے قریب ہی خانہ بدوش سردار اور عدی بھی ایک دوسرے کے سامنے کھڑے بڑی قہرمانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دونوں اس وقت وحشی لگ رہے تھے اور دھکتی آگ کے حلقے میں انکے چہرے تانبے کی طرح چمک رہے تھے۔

عدی بن نصر کی گفتگو کا اس وحشی سردار نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف چند لمحوں تک انہوں نے ایک دوسرے کو غور سے دیکھا پھر وہ دو ازلی دشمنوں اور بھوکے درندوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے اور پے در پے تواتر کے ساتھ وہ خطرناک اور ہولناک وار کرنے لگے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں آگ کے الاؤ کے پاس جم کر لڑتے رہے اور پھر انکے حملوں میں تیزی آ گئی اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے ہر ایک نے میدان میں چھانا شروع کر دیا ہو دفعتاً" عدی کے لڑنے کا انداز بدلا اب وہ وحشیوں کی طرح اپنے منہ سے خوفناک چیخیں اور بھیانک آوازیں نکال کر بھر بھر کر لڑنے لگا تھا جبکہ خانہ بدوش سردار اپنے الٹے پاؤں عدی بن نصر کے آگے اپنا دفاع کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے۔ حربے کرنے لگا تھا۔

الاؤ کے قریب آ کر جبکہ خانہ بدوشوں کا سردار الٹے پاؤں عدی بن نصر کے آگے آگے اپنا دفاع کرتے ہوئے پیچھے ہٹ رہا تھا عدی نے اس کے شانے پر وار کیا۔ جونہی اس خانہ بدوش نے اپنی تلوار وہاں لا کر اپنے شانے کا دفاع مکمل کیا۔ عدی نے فوراً پینترا بدلا تلوار کو مناسب انداز میں لا کر سردار کے جسم کو پیٹ کے پاس سے کاٹ دیا۔ جس سے جسم دو حصوں میں کٹ کر الاؤ کے پاس گر گیا تھا۔ عدی وہیں کھڑا رہا اور ہاتھ میں خون ٹپکاتی ہوئی

تلوار لئے وہ اپنے چاروں طرف بیٹھے ہوئے خانہ بدوشوں کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا تھا۔

خانہ بدوشوں میں اپنے سردار کی موت پر کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ پتھر کے سخت چہرہ والا مغنی پرسکون انداز میں عدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ خانہ بدوش مرد عورتیں کچھ اس انداز میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے جیسے کوئی زلزلہ آیا ہو اور اسکے اثرات عین انکی خواہشات اور آرزوؤں کے مطابق ہوئے ہوں۔

عدی بن نصر اپنی خون آلود تلوار ہوا میں بلند کئے ہوئے اس وقت جلتے ہوئے الاؤ کے قریب کھڑا تھا۔ اس کے قریب ہی حسین و جمیل ربیعہ کھڑی تھی۔ جو اب کشتی و بادبان کے تخم و نمود خوشبو و پھول اور ریختہ و ربط کے ملاپ کے ذائقے کے درپن جیسی خوشنما دکھائی دے رہی تھی۔ وہ جنگل کے اس آہو کی طرح مطمئن اور پرسکوں ہو رہی تھی جو کسی درندے کا شکار ہوتے ہوئے بچ نکلا ہو۔

اس دوران حلقے کی صورت میں کھڑے خانہ بدوش عورتوں کے اندر سے بوڑھا عوف نکلا جو ایک بار پہلے دریا کے کنارے جنگل کے اندر عدی بن نصر سے مل چکا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور بوڑھا عرب بھی تھا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور داڑھی کے بال میلی چاندی جیسے ہو رہے تھے۔ عوف عدی بن نصر کے قریب آیا اور اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے مہربان اجنبی۔ میرے محسن۔ میرے مربی تم یقیناً یہ مقابلہ جیت چکے ہو۔ تمہارے ہاتھوں اپنے سردار کے مارے جانے پر یہ خانہ بدوش قبیلہ تمہیں اپنا سردار تسلیم کرتا ہے۔ اس پر عدی نے فضا میں بلند اپنی خوں آلود تلوار نیچی کرتے ہوئے کہا۔ سن میرے مہربان صرف تمہارے کہنے سے یہ پورا قبیلہ مجھے اپنا سردار تسلیم کرے گا۔

بوڑھا عوف بڑی تیزی سے اپنی جگہ پر گھوما اور قبیلے کے مرد اور عورتوں کو مخاطب کر کے پوچھا کیا تم عدی بن نصر کو جو بنو عیاد کے سردار کا بھانجا ہے اور جسکی شجاعت کی داستانیں اندھے پرندوں کی طرح عرب کے صحراؤں میں بکھری ہوئی ہیں اپنا سردار منتخب کرتے ہو۔

جواب میں سب مرد اور عورتوں نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے زور زور سے کہنا شروع کیا۔ عدی بن نصر ہمارا سردار ہے۔ اس نے ایک ظالم سے ہمیں نجات دلائی ہے جو اپنی ہر آرزو کو قانون سمجھتا تھا۔ خانہ بدوش مرد۔ عورتوں کا یہ رد عمل دیکھتے ہوئے عوف پھر عدی بن نصر کی طرف مڑا اور پوچھنے لگا کیا اب بھی تمہیں میری باتوں پر شک ہے۔ اس

پر عدی نے مسکراتے ہوئے کہہ دیا۔ نہیں۔

عدی بن نصر کا یہ جواب سن کر عوف نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ حسین و جمیل اور دلکش ربیعہ کا باپ سامرہ ہے اور تم سے مل کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ عدی نے اپنا ہاتھ مصافحہ کیلئے بڑھایا۔ سامرہ نے عدی کی گانٹھ دار بھاری تلوار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

مجھے معلوم نہیں تمہارے مستقبل کے کیا ارادے ہیں۔ تاہم میری بیٹی ربیعہ سے تم شادی کرنا چاہو اور اگر تم اسے پسند کرتے ہو تو وہ آج سے تمہاری ہے اگر تم چاہو تو میں آج ہی ربیعہ کو تم سے بیاہ دوں گا۔ عدی کے قریب ہی کھڑی ہوئی ربیعہ کے ہونٹوں پر ملائم اور رات کے پہلے پہر جیسے کنوارے خوابوں جیسی دلکشی بکھر گئی تھی۔ وہ کچھ اس طرح میٹھی نگاہوں سے عدی بن نصر کو دیکھ رہی تھی جس طرح برسوں کا تھکا ہارا مسافر اچانک اپنی منزل کو سامنے دیکھ کر خوش اور پرسکون اور خرامان دکھائی دینے لگتا ہے۔

پتھر کی طرح سخت اور تانبے کی طرح چمکتے ہوئے چہرہ والا نوجوان مغنی اپنا تمبورہ تھامے اور آہستہ آہستہ طلسمی انداز میں چلتا ہوا عدی بن نصر کے قریب آیا اور کمر کو تھوڑا سا خم دے کر تعظیماً" تھوڑا سا جھکا اور باادب ہو کر عدی سے کہا۔ میں اپنے سردار کو اپنی وفاداری پیش کرتا ہوں قبل اس کے عدی بن نصر اس مغنی کو کوئی جواب دیتا عوف نے عدی کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

آؤ میرے ساتھ سردار کا خیمہ خالی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ عدی اس کے ساتھ چلنے لگا اور انکے پیچھے ربیعہ اس کا باپ سامرہ اور مغنی بھی ہو لئے تھے۔

عدی ان چاروں کے ساتھ سردار سرخ بنات کے خیمے میں داخل ہوا اندر کھجور کی چٹائیوں پر سرخ اون کے بالوں کی دبیز قالین بچھی ہوئی تھیں۔ خیمہ کے اندر جگہ جگہ ہرن اور بکروں کی پوستینیں کھالیں اور پیتل کے چمکتے ہوئے ہتھیار لٹک رہے تھے ایک طرف سردار کا بستر لگا تھا اور دوسری طرف اونٹ کے کولہے کی ہڈی سے بنے ہوئے برتن رکھے ہوئے تھے۔ چاروں خیمے میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عوف نے عدی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سن ہمارے سردار۔ ہمارے مہربان۔ ہمارے محسن۔ ربیعہ سے شادی کرنا پسند کرو گے۔ اپنی شادی کا سن کر ربیعہ معصوم پنکھڑی کی طرح گلنار ہو گئی تھی۔ عدی کے جواب دینے سے قبل ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ خیمے کے اندر عدی کی آواز بلند ہوئی۔

بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا کے یہاں تیغ زنی کا مقابلہ ہے اس سے فارغ ہو کر ربیعہ کو بیاہ کر میں اپنے قبیلے میں لے جاؤں گا۔ عوف نے حیرت سے پوچھا۔ کیا تم سردار کی حیثیت سے ہم میں نہیں رہو گے۔ جواب میں عدی بن نصر کہنے لگا۔ نہیں میں واپس اپنے قبیلے میں جاؤں گا۔ میں اپنے بوڑھے باپ کا واحد سہارا ہوں اور وہ صحرا کے اندر کسی بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر ہر روز میری راہ تکتا ہو گا۔ میں اپنی طرف سے تمہیں قبیلے کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ امید ہے تم ہر ایک سے انصاف کرو گے۔

عوف ملول سا ہو گیا۔ دکھ سے اس نے کہا۔ تمہارے جانے سے یقیناً ہمیں دکھ ہو گا۔ عدی اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ کچھ فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی مرضی کے خلاف بھی قبول کرنا پڑتا ہے۔ عوف نے اس بار پریشان ہو کر پوچھا۔ اب کہاں چلے ہو۔ عدی بڑی نرمی سے بولا۔ میں واپس الزبا کے پاس جاؤں گا۔ اگر میں واپس نہ گیا تو وہ مجھے رات پھر ڈھونڈتے رہیں گے اور مجھے اپنے خیمے میں نہ پا کر یہ خیال کریں گے کہ میں مقابلوں سے بچنے کیلئے بزدلوں کی طرح بھاگ گیا ہوں۔

عوف خاموش رہا۔ چاروں خیمے سے باہر آئے۔ عدی نے ان تینوں سے مصافحہ کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ اسے دریائے فرات کی طرف ہانک رہا تھا۔ صحراء میں دریائے فرات کے کنارے کی طرف جاتے ہوئے تاروں کی روشنی اور رات کے چوکنے سکوت میں عدی کو ریت پر کسی کے پاؤں کی نرم نرم سرسراہٹ سنائی دی تھی۔ اس نے فوراً گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور ایک جگہ رک کر اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔

پھر صحرا کی سفید ریت سے بغلگیر دھلی منجھی چاندنی میں عدی نے دیکھا حسین اور طلسماتی جاذبیت رکھنے والی ربیعہ ایک ریت کے ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر اسکے سامنے کھڑی ہوئی تھی عدی ایک دم اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا اور بولا۔

ربیعہ۔ ربیعہ۔ تم یہاں۔ ربیعہ اس سے اور نزدیک ہو کر بولی میں جانتی ہوں تم واپس چلے جاؤ گے اس لئے میں یہاں آ کر کھڑی ہو گئی۔ ربیعہ آگے بڑھی اور سیمابی کیفیت میں عدی سے پوچھا واپس کب آؤ گے۔

عدی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ کل شام سے ذرا پہلے۔ میرا بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا کے تیغ زنوں سے مقابلہ ہو گا۔ اسکے بعد آؤں گا اور رات تمہارے قبیلے میں بسر کروں گا اور پھر اگلے روز تمہیں بیاہ کر اپنے بوڑھے باپ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عدی بن نصر جب خاموش ہوا۔ ربیعہ نے کچھ سوچا۔ پھر وہ پوچھنے لگی۔

کیا تم بت پرست ہو۔ عدی کہنے لگا۔ نہیں میں دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں اور تم ربیعہ؟ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ میں بھی تمہاری ہم مذہب ہوں۔ عدی نے پوچھا کیا تمہارے قبیلے میں اور لوگ بھی جو بت پرست نہ ہوں۔ ربیعہ کہنے لگی۔ میرا باپ۔ بوڑھا عوف اور نوجوان مغنی اور کئی دیگر لوگ ہیں جو ابراہیم کے دین کو ماننے والے ہیں۔ میرا باپ کہا کرتا ہے کہ تورات انجیل کی پیشین گوئی کے مطابق عرب کے صحرا میں آخری نبی پیدا ہو گا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کیا تم نے سن رکھا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہو گا۔

عدی نے احتراماً" اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی پر باندھتے ہوئے کہا میں نے پرانے منجموں اور کاہنوں سے سن رکھا ہے کہ عرب کے صحراؤں میں اس دنیا کے آخری نبی پیدا ہوں گے جن کا نام محمدؐ ہو گا۔ کاش میں انکے زمانے تک زندہ رہوں اور ان کے پاؤں دھو کر پیئوں۔ دونوں کہیں کھو گئے۔ پھر عدی نے اٹھتے ہوئے کہا مجھے اب چلنا چاہیے۔

ربیعہ نے مغموم آواز میں کہا۔ میں ابراہیم کے رب سے تمہاری کامیابی کی دعا کرتی ہوں۔ کل رات اسی وقت تک اسی ٹیلے پر میں تمہارا انتظار کروں گی۔ عدی نے ایک الوداعی نگاہ ربیعہ پر ڈالی۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دریائے فرات کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ ربیعہ ریت کے ایک ٹیلے پر چڑھ گئی اور کھلی چاندنی میں عدی کو اس وقت دیکھتی رہی جب تک وہ دریا کے کنارے گھنے جنگل میں داخل ہو کر اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گیا تھا۔

○

دوسرے روز بنو قسطور کے مرکزی شہر شط الفرات کے باہر ملکہ الزبا کے محل کے قریب ایک کھلے میدان میں بے شمار لوگ جمع تھے۔ محل کی طرف ایک اونچی شہہ نشین پر حسین اور نازک بدن الزبا بیٹھی ہوئی تھی اور شہہ نشین کے سامنے کرسیوں پر الزبا کے مشیر اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔ پھر ملکہ الزبا کے اشارے پر بنو قسطورہ کے ایک بزرگ نے اٹھ کر مقابلہ شروع کرانے کا حکم دے دیا تھا۔

میدان کے دائیں طرف سے بنو قسطورہ کا ایک کوہ اندام جوان جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ میدان میں اترا۔ اسکے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی جس کی چمک پچھلے پہر کی چمکیلی دھوپ میں دور دور تک چمکارے دے رہی تھی۔ بائیں جانب سے عدی بن نصر میدان میں اترا وہ اپنا بہترین جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ وہ اس درندے جیسی چال کے ساتھ میدان میں آگے بڑھ رہا تھا جو جنگلی جانوروں کو جب اور جہاں چاہے شکار کرنے کی



استطاعت اور قوت رکھتا ہو۔

دونوں ایک دوسرے کے قریب آکر رک گئے تھے اور اپنے خود کے سوراخوں میں اپنے مدمقابل کو دیکھا پھر اپنی تلواریں لہراتے ہوئے ایک دوسرے کے گرد یوں چکر لگانے لگے تھے جس طرح بھوکا درندہ بے بس اور شکار کیے جانے والے جانوروں کے گرد غرا غرا کر چکر لگاتا ہے۔

بنو قسطورہ کا تیغ زن اچانک بکھر گیا اور عدی پر حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی۔ عدی نے اس کا حملہ پرسکون انداز میں اپنی ڈھال پر لیا اور جواب میں عدی اپنے تمام تر طوفانی انداز میں ایک تواتر کے ساتھ بنو قسطورہ کے اس تیغ زن پہلوان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

میدان سے باہر بیٹھے کچھ من چلے اور زندہ دل جوان عدی کے لڑنے کے انداز پر اسے داد دے رہے تھے۔ کچھ لوگ بنو قسطورہ کے تیغ زن کو چلا چلا کر مختلف داؤ پیچ بتا رہے تھے عدی تو اب بپھر چکا تھا اور ایک طرح سے اس نے اپنے مدمقابل کے سارے دفاعی حصار توڑ کر رکھ دیئے تھے اسکی چمکتی ہوئی بھاری تلوار فضا میں صاعقہ آسمانی کی طرح ابھر اور ڈوب رہی تھی۔

بنو قسطورہ کا تیغ زن بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے دفاع پر اکتفا کئے ہوئے تھا جبکہ عدی اپنی تلوار اور ڈھال سے اس پر دہلا دینے والی ضربیں لگا رہا تھا اور اس آہنگر کی طرح پورا پورا فائدہ اٹھا رہا تھا جو لوہے کو سرخ دیکھ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کا تہیہ کر چکا ہو۔

عدی اپنے مدمقابل کو اپنے آگے آگے بھگاتا ہوا شہ نشین کے پاس لے آیا جس پر ملکہ الثریا بیٹھی ہوئی تھی وہاں آکر عدی نے ایسا خطرناک وار کیا جس سے الثریا کا تیغ زن بڑی مشکل سے روک سکا اسی لمحہ عدی نے اسکے سر پر اپنی ڈھال دے ماری اور پھر سر سے خود اتار دیا تھا۔

پھر عدی اس طرح آندھی اور طوفان بن کر حملہ آور ہوا کہ بنو قسطورہ کا پہلوان بدحواس ہو کر پیلا پڑ گیا تھا اور پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے فوراً اپنی تلوار عدی کے سامنے پھینک دی اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے گویا اپنی شکست تسلیم کر لی تھی۔ وہ اس مسافر کی طرح کپکپا رہا تھا جس کے قریب منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی اچانک آسماں سے بجلی گر پڑی ہو۔ عدی اس کی حالت دیکھ کر چند لمحوں تک مسکراتا رہا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی تھی۔

عدی بن نصر کی اس فتح مندی کے بعد اس کھلے میدان کے اندر راگ و رنگ اور موسیقی کی محفل سجانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں ہندوستان۔ صحرائے عرب۔ ایران۔ شام اور فلسطین سے آئے ہوئے سازندوں اور مغنیوں نے حصہ لیا تھا اور یہ سارے مغنی اور سازندے ملکہ الثریا کے دربار سے مستقل طور پر وابستہ تھے۔ یوناف اور بیوسا بھی اس محفل میں شریک ہو کر مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے سازندوں کے ساز اور مغنیوں کے گیتوں سے لطف اندوز ہوئے تھے۔

گانے اور موسیقی کی یہ محفل ابھی جاری ہی تھی کہ شہ نشین پر بیٹھی ہوئی ملکہ الثریا نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے بنو قسطور کے ایک بزرگ سے سرگوشی میں کچھ کہا پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور اپنے محل میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ بوڑھا میدان میں اترا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس جگہ آیا جہاں عدی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عدی کی پیٹھ تھپتھپائی اور ہنستے ہوئے کہا۔

تم نے بنو قسطورہ کے سب سے بڑے پہلوان اور ماہر تیغ زن پر حملہ کر کے اس مقابلے کو بہترین اندز میں جیتا ہے۔ بے شک تمہارا لڑنے کا انداز اور دفاع توڑ کر جارحیت سے حملہ آور ہونے کے اطوار نئے اور موثر ہیں۔ تم یقیناً ناقابل شکست ہو اور بنو عیاد ٹھیک ہی تم پر ناز کرتے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔ الثریا تم سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔

ملکہ الثریا شاید اس وقت ہی تم سے کچھ کہتی جب تم نے قسطورہ کے پہلوان اور تیغ زن کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا تھا۔ شاید وہ سرعام سب لوگوں کے سامنے تم سے وہ بات نہیں کہنا چاہتی تھی جو وہ تنہائی میں کہنے کی خواہاں ہے۔ وہ بوڑھا جب خاموش ہوا تو عدی اسکے ساتھ چپ چاپ ہو لیا اور میدان سے نکل کر ملکہ کے محل میں داخل ہوئے اور ایک جگہ وہ بوڑھا رک گیا اور ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہو وہ عدی بن نصر سے کہنے لگا۔

وہ سامنے ملکہ الثریا کا کمرۂ خاص ہے اس میں چلے جاؤ اندر ملکہ الثریا تمہارا ہی انتظار کر رہی ہو گی۔ وہ تم سے کسی فیصلہ کن موضوع پر بات کرنا چاہتی ہے اور یہ موضوع اور فیصلہ ایسا ہے کہ وہ تم سے تنہائی میں گفتگو کرنا پسند کرتی ہے۔

بوڑھا واپس چلا گیا اور عدی بن نصر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اندر ملکہ الثریاء بیٹھی ہوئی عدی بن نصر کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ جب عدی اندر داخل ہوا تو ملکہ الثریاء اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور مسکراتے ہوئے عدی کا استقبال کیا اور کہنے لگی آؤ عدی پھر اس نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا یہاں میرے قریب میرے سامنے بیٹھو۔

جب عدی اس نشست پر بیٹھ گیا جس کی طرف ملکہ الثریاء نے اشارہ کیا تھا۔ تو ملکہ

الزباء حرکت میں آئی اور اپنے قریب رکھی ہوئی نقدی کی تھیلیوں میں ایک اٹھائی اور عدی کی گود میں رکھتے ہوئے کہنے لگی کہ یہ پانچ ہزار سرخ دینار ہیں۔ جبکہ تم سے وعدہ کیا گیا تھا کیونکہ تم مقابلہ جیت چکے ہو اس لئے تم اس رقم کے حقدار ہو۔ اگر تم یہ رقم گننا چاہو تو گن لو۔ عدی نے نقدی کی وہ تھیلی سنبھالتے ہوئے کہا مجھے تم پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔ اس پر ملکہ الزباء شاید عدی بن نصر کے ان الفاظ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر پھر بولی اور کہنے لگی۔

اگر تمہیں مجھ پر اعتماد اور بھروسہ ہے تو میری دو اور باتوں پر بھی اعتماد اور بھروسہ کرو۔ اس پر عدی نے چونکتے ہوئے پوچھا کیسی دو باتیں۔ اس ملکہ الزباء نے مسحور کر دینے والی اپنی آنکھیں عدی کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے اول یہ کہا میری افواج کا سپہ سالار بننا قبول کر لو اور دوئم یہ کہ مجھ سے شادی کر لو۔ مجھ جیسی حسین بیوی تمہیں کہیں نہیں مل سکے گی اور تم جیسا حسین اور شجاع شوہر مجھے بھی پھر کبھی نہ مل سکے گا۔ میں فخر سے کہہ سکوں گی کہ میں اس عدی کی بیوی ہوں جس کی شجاعت اور بہادری کے گیت صحراؤں اور نخلستانوں میں دور دور تک گائے جاتے ہیں۔

عدی نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور ملکہ الزباء نے اسے چونکا دیا۔ کیا سوچنے لگے نصر کے بیٹے۔ عدی نے اس بار نرم اور دھیمی آواز میں کہا۔ جو دونوں باتیں تم نے پیش کی ہیں یہ ایسی ہیں جن کا فیصلہ میرا باپ ہی کر سکتا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء نے چونک کر پوچھا کیا تم اپنا بھلا برا خود نہیں سوچ سکتے۔ عدی نے اس بار کسی قدر بیزار سے لہجے میں کہا کہ میں اپنا برا بھلا سوچ سکتا ہوں مگر ایسے فیصلے میرا باپ ہی کرے گا۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو تم میرے پاس ہی رہو۔ میں تمہارے باپ کو یہیں بلوائے لیتی ہوں۔

اس پر عدی فیصلہ کن انداز میں بولا۔ کہنے لگا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایک بار ضرور واپس اپنے قبیلے میں جاؤں گا۔ یہ مقابلہ جیت کر جو رقم میں نے حاصل کی ہے اس سے بنو لخم سے اپنے قبیلے کے لئے میٹھے پانی کا ایک کنواں خریدوں گا۔ اس لئے کہ میرے قبیلے میں میٹھے پانی کے کنوؤں کی قلت ہے اور لوگ میٹھا پانی حاصل کرنے میں بڑی دقت اور دشواری محسوس کرتے ہیں۔ اس رقم سے میں بنو لخم سے میٹھے پانی کے کنوئیں خریدوں گا جو ہمارے قبیلے کے قریب ہی ہیں اور پھر اس کنوئیں کو اپنے قبیلے کے سب لوگوں کے لئے وقف کر دوں گا۔ تاکہ سب ان سے یکساں مستفید ہوں۔ اس کے بعد تمہاری ان دو باتوں پر اپنے بوڑھے باپ سے مشورہ کروں گا۔ اس پر الزباء نے خدشہ ظاہر کیا۔

اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم واپس آ جاؤ گے۔ اس پر عدی نے خفگی میں کہا۔

تمہارے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم میرے واپس آنے تک زندہ بھی رہ سکو گی یا نہیں۔ عدی بن نصر کی اس بات پر ملکہ الزباء نادم اور خجل سے ہو گئی تھی۔ پھر وہ ہار مانتے ہوئے کہنے لگی میں اس التجا کے ساتھ واپس جانے کی اجازت دیتی ہوں کہ تم جلد واپس لوٹ آنا اور سنو نصر کے بیٹے یہ بات اپنے ذہن اور دل میں جما کے رہنا میں تمہارے لئے ملکہ الزباء نہیں صرف الزبا ہوں جو اپنے دل اور ذہن کی گہرائیوں سے ٹوٹ کر تم سے محبت کرتی ہوں۔ میں تمہیں اپنانا چاہتی ہوں تم سے شادی کرنے کے بعد میری حیثیت یوں سمجھو کہ تمہاری ایک باندی کی سی ہو گی اور بنو قسطورہ کے اصل حکمران تم ہو گے نہ کہ میں جو کچھ تم کہو گے میں اس پر عمل کرتی رہوں گی اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء پھر حرکت میں آئی اپنے قریب پڑی ہوئی ایک اور نقدی کی تھیلی اٹھا کر اس نے عدی کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

یہ چھ ہزار سرخ دینار اور لے لو یہ میں تمہیں اپنی خوشی سے دے رہی ہوں میں چاہتی ہوں تم آج ہی اپنی بستی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور سارے کام نمٹا کر بہت جلد میرے پاس واپس چلے آؤ۔ عدی نے نقدی کی دونوں تھیلیاں سنبھال لیں اور کھڑے ہو کر دروازے سے باہر نکلتے ہوئے بولا اب میں واپس جاتا ہوں اپنے قبیلے میں میں نے جو کام کہا ہے وہ نمٹا کر جلدی ہی تمہاری طرف لوٹوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عدی بن نصر ملکہ الزباء کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اصطبل میں جا کر اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی دونوں تھیلیاں گھوڑے کی خرجین میں رکھ کر وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ آہستہ آہستہ شہر سے نکل کر وہ دریائے فرات کے کنارے آیا پھر اس نے دریا کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

○

ملکہ البزباء کے محل سے باہر منعقد ہونے والی گانے اور موسیقی کی محفل جب اختتام کو پہنچی تو یوناف اور بیوسا اس محفل سے اٹھ کر بڑی تیزی سے ان گانے بجانے والوں کے پاس آئے جن کا تعلق ہندوستان سے تھا۔ یوناف اور بیوسا دونوں ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے پھر یوناف نے بڑے نرم لہجہ میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے مہربانوں کیا تمہارا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے اس پر ایک بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔ تمہارا کہنا درست ہے ہمارا تعلق ہندوستان ہی کی سرزمین سے ہے یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام یوناف ہے اور میرے ساتھ میری بیوی ہے اس کا نام بیوسا ہے۔ ہم ہندوستان کی سرزمین

میں کچھ عرصہ گزار چکے ہیں لہٰذا اس سرزمین سے ہماری دلچسپی ایک قدرتی بات ہے۔ میں نے تمہارے گانے کے بول بڑے انہماک اور غور سے سنے ہیں جو گیت تم نے گائے ہیں ان میں خدائے واحد کی تعریف بھی ملتی ہے جبکہ میں نے ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کو کبھی اس طرح کے گیت گاتے ہوئے نہیں سنا اس پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ درست ہے ہمارے آباؤ اجداد ہندومت سے تعلق رکھتے ہوں گے لیکن ہمارے قریب کے آباؤ اجداد نے ہندومت ترک کر کے بدھ مت قبول کر لیا تھا اور بدھ مت میں خدائے واحد کی تعریف خوب کی جاتی ہے اور ہاں اے اجنبی بدھ مت ہی نہیں بلکہ چین کے تاؤ ازم کنفیوشس ازم اور جاپان کے شنتوازم میں بھی یہودیت اور عیسائیت کی طرح خدائے واحد کی تعریف کا کلام پایا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یوناف نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میں تو صرف اس سے پہلے ہندومت ہی کو جانتا تھا۔ یہ بدھ مت تاؤ ازم کنفیوشس ازم اور شنتوازم کیا ہے اور تم ان سب مذاہب کو کیسے اور کس طرح جانتے ہو۔ اس پر وہ بوڑھا گانے والا پھر مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے مہربان بدھ مت کو میں اس لئے جانتا ہوں کہ اس کا تعلق ہند کی سرزمین سے ہے اور اسی سرزمین سے میرا بھی تعلق ہے میں اور یہ میرے ساتھ گانے اور موسیقی کے سلسلے میں چین بھی جاتے رہے ہیں لہٰذا ہم وہاں جانے کی وجہ سے چین کے دونوں مذاہب یعنی تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کے متعلق بھی تفصیل سے جانتے ہیں اور وہیں ہم نے جاپان کے مذہب شنتوازم سے متعلق بھی تفصیل حاصل کی تھی۔ اس پر یوناف نے بڑی دلچسپی سے اس بوڑھے گانے والے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے مہربان کیا تم مجھے ان مذاہب سے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ گے۔ میں جانتا ہوں اس کے لئے تمہارا بہت وقت ضائع ہو گا لیکن اگر تم اس کام کو اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہو تو اس کے لئے میں تمہیں بہترین معاوضہ بھی دوں گا اس پر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں بلامعاوضہ ہی یہ ساری تفصیل کہوں گا پہلے یہ کہو کہ تمہارا اپنا تعلق کس سرزمین سے ہے اور ہندوستان سے متعلق تم کیا کچھ جانتے ہو اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ تم یوں جانو کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور ایسی ہی میری بیوی بھی ہے اور ہم دونوں صدیوں سے چلے آ رہے ہیں ہم دنیا کے ہر ملک میں رہے اور میں تمہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہر ملک سے ہی ہمارا تعلق ہے اس پر وہ بوڑھا گانے والا پریشان سے لہجہ میں کہنے لگا تم عجیب قسم کی باتیں کرتے ہو جو

سمجھ سے بالا ہیں بہرحال جو تفصیل تم طلب کرتے ہو وہ میں تم سے کہوں گا کہو میں کہاں سے شروع کروں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا پہلے تم مجھے بدھ مت سے متعلق تفصیل سے کہو۔ اس کے بعد میں دوسرے مذاہب کے متعلق تم سے تفصیل کے ساتھ سننا پسند کروں گا اس پر اس بوڑھے گانے والے نے اپنا گلا صاف کیا پھر وہ یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی دلچسپی سے کہہ رہا تھا۔

○

بدھ مت کا تعلق گوتم بدھ سے ہے جو 568 قبل مسیح میں شمالی ہند کے علاقہ نیپال میں ساکیہ قبائل کی راج دھانی کپل وستو میں پیدا ہوئے یہ شہر دریائے ردمنی کے کنارے بنارس سے سو (100) میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مشرق میں واقع ہے۔ گوتم بدھ کے والد کا نام شدھو دھن تھا اور ان کی والدہ کا نام مایا تھا۔ شدھو دھن کے دو حرم تھے۔ لیکن 45 سال تک کسی بیوی کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔

جب بڑی ملکہ مایا حاملہ ہوئیں تو تمام راج دھانی میں خوشیاں منائیں گئیں ملکہ کو ملک کے رسم و رواج کے مطابق وضع حمل کیلئے انکے والدین کے گھر بھیجا گیا مگر راستے ہی میں چند بلند درختوں کے نیچے انکے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور ملکہ کو بچہ سمیت کپل وستو آنا پڑا۔ ایک ہفتہ ہی میں بچہ ماں کی شفقت سے محروم ہو گیا اور سوتیلی ماں نے بچہ کی خبر گیری کرنا شروع کی تھی۔

اس بچے کا نام سدھا رتھ رکھا گیا ان کا خاندانی نام تو گوتم تھا بعد میں جب گیان حاصل کر لیا تو بدھ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا ایک نام ساکیہ منی یا ساکیہ سنگھ بھی ہے۔ ساکیہ منی یا گوتم کی تربیت و پرورش شاہی طریقہ پر ہوئی۔ گوتم کی اوائل عمری کے حالت پردۂ کتمان میں ہیں۔ جب گوتم انتیس برس کا ہوا تو اپنے ایک خادم چین کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔

راستے میں ایک مفلوک الحال فرسودہ دل مضمحل اعضاء والا ایک بڈھا دیکھا جس پر چلنا دوبھر اور گراں تھا اسکے بعد ایک کمزور اور ضعیف البنیان بیمار پر نظر پڑی۔ جو ضعف اور بیماری کی وجہ سے بمشکل ایک قدم چلتا اور ٹھہر جاتا۔ قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی اور ٹانگیں جسم کا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھیں۔ آگے چل کر دیکھا کہ لوگ ایک جنازے کو کندھا دیئے ہوئے قبرستان کی طرف لے جا رہے تھے۔ اس کے بعد ایک فقیر درویش صاف باطن کو دیکھا جس کا چہرہ نور کی شعاعوں سے روشن تھا۔ قناعت کی دولت سے مالا مال تھا۔

گوتم انسانی زندگی کے یہ تین حسرت ناک پہلو یعنی بڑھاپا بیماری اور موت سے بے حد متاثر ہوا اور دل سے دنیا کی محبت کی آگ سرد ہو گئی۔ آن واحد میں انکے دل میں یہ خیال گزرا کہ ایک دن وہ بھی پیرانہ سالی بیماری اور موت کے پنجہ میں اسیر ہو گا۔ جن سے نہ فرار ہے نہ گریز اس کے ساتھ ہی اس فقیر باصفا اور روشن دل کا خیال آیا کہ وہ کس طرح اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہے اور تمام دنیاوی بکھیڑوں اور دکھوں کی زنجیروں کو توڑ کر یاد الہٰی میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ دل میں یہ گزرا کہ وہ بھی کیوں نہ اس فقیر باصفا کی طرح دنیا کے تمام عیشوں اور آراموں سے منہ موڑ کر یاد الہٰی میں مشغول ہو جائے۔ تاکہ وہ حقیقی مسرت اور اطمینان کی دولت پا سکے۔

انہی حالات میں غلطاں و پیچاں گوتم اپنے خادم چھن کے ساتھ گھر لوٹا اس سے پہلے گوتم کی شادی سولہ سال کی عمر میں سوبھدرا نام کی ایک عورت سے ہو چکی تھی۔ اس کے بطن سے گوتم کا ایک خوبصورت بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا۔ جس کا نام راہل تھا۔

ان تین حادثات کے بعد جب رات کی تاریکی نے پردے پھیلانے شروع کئے تو گوتم نے اپنے نوکر چھن سے گھوڑا مانگا۔ ذاتی خادم تعمیل و حکم میں گھوڑا لینے گیا خود گوتم اس کمرے میں گیا جس میں اس کی بیوی اور بچہ سو رہے تھے۔ دہلیز پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ ماں اپنے لاڈلے اور خوبصورت بیٹے کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔ دل میں خیال گزرا کہ بچے کو گود میں لے کر آخری اور الوداعی پیار کرے لیکن پھر خیال آیا کہ شاید بچہ اور بیوی کی محبت عیش و آرام گھربار ترک کرنے میں ایک رکاوٹ پیدا نہ کر دے اس لئے آپ نے دہلیز ہی سے اپنی بیوی اور بچہ پر الوداعی نگاہ ڈالی اور گھر سے نکل پڑے اس وقت انکی عمر انتیس سال تھی۔

دریائے انوما کے کنارے پہنچ کر زیور اور جواہرات گوتم نے اپنے خاندانی ملازم چھن کو دیئے اور کہا کہ ان کو لے کر واپس اپنے شہر کپل وستو کو لوٹ جائے۔ جاں نثار نے اصرار کیا کہ وہ بھی اپنے آقا کے ساتھ زاہدانہ زندگی بسر کرے گا لیکن گوتم نے کہا نہیں تم واپس کپل وستو جاؤ اور میرے والد سے تمام حال بیان کرو۔ چنانچہ خادم اپنے دل پر سل رکھ کر واپس لوٹا۔ گوتم نے اپنا شاہی لباس اتار کر ایک غریب آدمی سے لباس بدل کر زاہدانہ زندگی کی ابتداء کی اور ایک شہر راج گڑھی کی طرف کوچ کیا۔

راج گڑھی شہر مگدھ کی سلطنت کا دارالخلافہ تھا اور خوبصورت اور دلکش وادی میں پانچ پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ ان پہاڑوں کی غاروں میں چند مشہور درویش رہتے تھے۔ گوتم ان کے پاس گیا۔ ایک الترنامی فقیر کے مرید ہو گئے۔ جب اس فقیر کی صحبت سے

تسکین قلب کی دولت میسر نہ آئی تو ایک اور عابد و زاہد فقیر اودرک نامی کی طرف گئے۔ ان دونوں درویشوں نے ہندومت کا فلسفہ گوتم کو سکھایا۔

اس کے بعد گوتم نے نفس کشی کے چلوں اور ریاضتوں کا قصد کیا۔ ازویل کے جنگل میں چھ سال تک سخت ریاضتیں اٹھائیں۔ جسم کانٹے کی طرح خشک ہو گیا۔ لیکن نور قلب میسر نہ آیا ان ریاضتوں اور مشقتوں کے اٹھانے کی وجہ سے گوتم کی شہرت قرب و جوار میں پھیل چکی تھی۔

اس ریاضت کی وجہ سے کچھ لوگ آپ کے مرید بھی بن گئے ایک دن ضعف کی وجہ سے زمین پر گر پڑے مریدوں نے خیال کیا کہ آپ نے دم توڑ دیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بے ہوشی اور سکر دور ہوا تو آپ نے اندازہ لگایا کہ ان کی جسمانی ریاضتوں اور مشقتوں کی وجہ سے نور قلب میسر نہیں آ رہا۔ نفس کشی کو ترک کر دیا اور کھانا پینا شروع کر دیا۔

نفس کشی ترک کر کے کھانا پینا شروع کرنے کی وجہ سے آپ کے سارے مرید آپ سے الگ ہو گئے اور گوتم کو چھوڑ کر بنارس چلے گئے گوتم گوہر مقصود کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے ہندو درویش کی صحبت نے بھی اطمینان قلب نہ بخشا۔ ریاضتوں اور مشقتوں سے بھی دلی راحت میسر نہ آئی۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں نہ فیصلہ کر پائے کہ واپس کپل وستو چلا جائے اور وہیں عیش و مسرت والی زندگی اختیار کی جائے اور نہ ہی وہ یہ فیصلہ کر پائے کہ وہ اسی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی میں ہی حیران و سرگرداں پھرتے رہیں یہاں تک کہتے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا چپ ہوا کچھ دیر دم لیا پھر وہ یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اسی حالت میں تھے کہ ایک روز ایک ناکتخدا دہقان لڑکی کی نظر گوتم پر پڑی گوتم کو شکستہ حال دیکھ کر پوچھا اے فقیر کیا آپ بھوکے ہیں اور کیا آپ میرے ہاتھ سے کھانا تناول کر لیں گے گوتم نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا اے بہن تمہارا نام کیا ہے لڑکی نے جواب دیا مہاراج میرا نام سوجات ہے گوتم نے کہاں ہاں میں بھوکا ہوں لیکن کیا تمہاری یہ غذا میری بھوک کو تسلی دے سکے گی۔

لڑکی یہ نہ سمجھ سکی کہ اس درویش کی بھوک سے کیا مراد ہے اور یہ کس قسم کی تسلی چاہتا ہے لڑکی نے نہایت محبت اور شفقت سے کھانا لائی گوتم نے ایک بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کھانا تناول کیا سوجات چلی گئی گوتم اسی درخت کے نیچے یاد الہٰی میں مصروف رہے اسی مراقبہ اور زہد و جہد کی حالت میں گوتم مختلف اقسام کے امتحانات اور آزمائشوں میں ڈالے گئے کہنے والے کہتے ہیں کہ اسی بڑ کے نیچے جس وقت گوتم مراقبہ اور زہد و جہد کی

حالت میں تھے وہ تین طرح کی آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ڈالے گئے اور انہی آزمائش اور ابتلاؤں میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد پھر کہیں جا کر گوتم کو اپنا گوہر مقصود حاصل ہوا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا اے میرے بزرگ کیا تم گوتم کی ان آزمائشوں پر بھی روشنی ڈالو گے جو بڑ کے اس درخت تلے زہد و جہد کی حالت میں ان پر مسلط کی گئی تھیں اور جن سے وہ کامیابی اور کامرانی سے گزر کر خدائے واحد کا عرفان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اس پر بوڑھا گانے والا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں میں تمہیں ان آزمائشوں سے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں تھوڑی دیر تک وہ گانے والا خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

پہلی آزمائش کچھ اس طرح تھی کہ شیاطین نے مختلف وسوسوں سے ان کو انکے مقصد حیات اور مطمع نظر سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن گوتم شیاطین کی ان کوششوں پر

دوسری آزمائش کچھ اس طرح تھی کہ گوتم کو حوروں کے جم غفیر نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور گوتم کو محبت آمیز سرگوشیوں اور وصل کے وعدوں سے یاد الہٰی سے غافل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اب بدی کی قوتیں گوتم کو کہتی تھیں ادھر آ ذرا تو ان کو دیکھ لے تیرا مکھڑا تو پورا چاند ہے یہ بھی کنول کے پھول سے کم نہیں ان کی آوازوں کو سن کیسی پیاری اور تہہ دل سے نکلتی ہیں۔ ان کے دانت ایسے سفید ہیں جیسے برف یا چاندی ان کی مثل جنت میں بھی ملنا مشکل ہے۔ اس دنیا میں بھلا تجھے کہاں ملیں گی یہ ایسی حسین ہیں کہ بڑے بڑے دیوتا ان کی تمنا میں مرتے ہیں۔

گوتم نے ان بد روحوں کو جواب دیتے ہوئے کہا یہ جو شکلیں میرے سامنے کھڑی ہیں انتہائی کریہہ المنظر اور بے جوڑ ہیں ان کے اندر کیڑے بھرے ہوئے ہیں اور یہ تو بالکل جلنے والی ہیں اور درد سے بھری ہوئی ہیں میں وہ چیز حاصل کروں گا جو جاودانی ہے جسے عقلمند مانتے ہیں اور جس سے آسودگی ہاتھ لگتی ہے۔

ان روحوں نے پھر کہا تو کیوں اتنی نفرت کرتا ہے گوتم نے جواب دیا ہر مخلوق میں گناہ ہے جس کسی نے اپنے آپ کو ہوا و ہوس سے پاک کیا وہ اس بات کو جانتا ہے انسان کی شہوات نفسانی کی مثال تلوار تیر نیزے یا استرے کی سی ہے جس پر شہد لگا ہوا ہو ان کی مثال سانپ کے سر یا دہکتی ہوئی آگ کی سی ہے پر میں اس کو خوب جانتا ہوں۔

یوں گوتم بدی کی ان قوتوں سے مرعوب نہ ہوا ان کا کہا نہ مان کر اور گوہر مقصود اور خداوند قدوس کا عرفان حاصل کرنے کی خاطر اس نے ان بدروحوں کی عیاشی لذت اور

شہوات انسانی کی پیش کش کو ٹھکرا کر دوسری آزمائش میں بھی اپنے آپ کو کامیاب اور کامران کر لیا تھا۔

تیسری آزمائش عزازیل یا شیطان نے گوتم سے کہا میں تمام دنیا میں شہوات کا بادشاہ ہوں۔ تمام دیوتا' انسان اور حیوانات میرے تابع ہیں تو بھی میری فرمانبرداری کر گوتم کہنے لگا۔

اگر تو شہوات نفسانی کا بادشاہ ہے تو ہوا کر دنیا پر تو تیری حکومت نہیں ہے۔ مجھے غور سے دیکھ میں ہوں عرفان ذات الہٰی کا ایک متمنی اگر تو شہوات کا بادشاہ ہے تو ہوا کرے کہنے والے کہتے ہیں کہ جب گوتم ان تینوں آزمائشوں سے کامیابی کے ساتھ گزر گیا تو اسے ایک دلنواز آواز سنائی دی جو کہہ رہی تھی اے جوان مرد دشمن کی فوج نے تیرے درخت کا محاصرہ کرنے کے بعد بالآخر شکست کھائی لہٰذا اس خوشی میں نیکی کے کارندے تم پر پھولوں اور صندل کے چورے نچھاور کرتے ہیں۔

ان ساری آزمائشوں سے گزرنے کے بعد گوتم کو اپنے نفس عمارہ پر مکمل فتح حاصل ہو گئی تھی اسے وہ راستہ مل گیا تھا جس کی اسے تلاش تھی وہ شربت کافور مل گیا جس کے لئے کام و دہن پیاسے تھے وہ مشروب زیست فراہم ہو گیا جس کے پینے سے روحانی منزلیں جلد طے ہونے لگیں عرفان الہٰی اسے نصیب ہو گیا اور جس روحانی تسکین کی طلب تھی وہ اسے مل کر رہی۔ اس عرفان کو حاصل کرنے کے بعد گوتم نے جو لوگوں میں پہلا وعظ دیا وہ کچھ یوں تھا۔

"اے لوگو میں نے اس طرح رنج و غم کی حقیقت کو اور اس کی غیر متناہی کو اس کے دور کرنے کے طریقے کو سیکھا ہے میں نے معلوم کیا ہے کہ خواہش نفسانی کی کیا مصیبت ہے۔ ازل' کی زندگی اور دنیاوی زندگی کی کیا مصیبت ہے اور ان کل مصیبتوں سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے یہ مصیبتیں کس طرح بالکل غائب ہو سکتی ہیں مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ مایا کیا چیز ہے مایا کیا مصیبت ہے اور اس سے سرخرو کیسے ہوا جا سکتا ہے دراصل یہ خداوند کے عرفان کی معراج تھی جو اس لمحہ گوتم کو نصیب ہوئی تھی جو خدا کے تمام پیاروں کو ہوا کرتی ہے۔

بڑ کے اس درخت تلے عرفان حاصل کرنے کے بعد گوتم مسرت کے عالم میں درخت کے نیچے سے اٹھے اور طمانیت قلب کا الہٰی نسخہ ساتھ لیکر راج گڑھی کی طرف چل دیئے۔ جو ریاست مگدھ کا مرکزی شہر تھا تاکہ ان لوگوں کو بھی اس نسخہ سے اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کر سکیں سب سے پہلے اپنے دوستوں ہندو استادوں کی طرف روانہ ہوئے تو معلوم



ہوا کہ وہ دونوں فانی دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔ وہاں سے بنارس کی طرف چلے راستہ میں ایک پرانے دوست سے ملاقات ہوئی جو گوتم کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔

میرے دوست کیا بات ہے ایک عرصے کے بعد تم سے ملاقات ہوئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ تم کافی مطمئن اور ہشاش بشاش نظر آتے ہو اور تمہارے چہرے پر نور کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہیں جواب میں گوتم کہنے لگا میں دنیا کی ساری روحانی اور اخلاقی طاقتوں پر قادر ہو گیا ہوں اور نفس امارہ کی سرکش اونٹنی کو ذبح کر دیا ہے جس کے نتیجے میں مجھے دائمی راحت حاصل ہو گئی ہے اور دوست پھر بولا اور کہنے لگا اب کس طرف جا رہے ہو گوتم بولا بنارس کا رخ کر رہا ہوں اس نے پوچھا کس غرض سے گوتم نے جواب دیا لوگوں کو وہ بتانے کے لئے جس پر چل کر وہ ابدی اور حقیقی راحت حاصل کر سکتے ہیں۔

گوتم کے اس دوست کہ نام جس کا ایک تھا گوتم کی باتوں کو سنی ان سنی کر کے دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور گوتم بنارس کی طرف چل دیئے۔

چند روز تک بنارس میں قیام کرنے کے بعد گوتم ہرن بن جا پہنچے یہ بن بنارس سے شمالی جانب واقع ہے وہاں گوتم کے پانچ بڑے مرید رہتے تھے جب گوتم نے نفس کشی ترک کر دی تھی تو یہ پانچوں مرید حلقہ عقیدت سے الگ ہو گئے تھے پانچوں مریدوں نے گوتم کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی تاہم ظاہری روا داری کے طور پر ایک پرانا بوریا بچھا دیا گوتم اس پر بیٹھ گئے اس کے بعد گوتم نے ان کے سامنے راستکاری کا وعظ شروع کیا۔

کافی دیر تک ان پانچوں منحرف مریدوں سے گفتگو کرتے رہے آخر کار حق قبول کرنے کے لئے ان کا سینہ کھل گیا اور وہ سارے کے سارے گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے کچھ عرصہ گوتم ہرن بن میں مقیم رہے اور لوگوں کو ابدی اور حقیقی نجات کا پیغام پہنچاتے رہے اس پیغام کے پہنچانے میں مرد عورت امیر غریب عالم و جاہل کسی کی بھی تفریق نہ تھی امراء میں سے سب سے پہلے یاس نامی ایک امیر و کبیر نوجوان نے گوتم کے پیغام کو قبول کیا اس کے ساتھ اس کے ہمراہیوں کی ایک خاصی بڑی جماعت بھی گوتم کے مریدوں میں شامل ہو گئی۔ یاس کی بیوی ماں باپ سب بدھ مت میں شامل ہو گئے تھے۔

ہرن بن پہنچنے کے تین ماہ بعد گوتم نے اپنے مریدوں کو جمع کیا ان کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی ان سب کے اطراف میں نجات ابدی کی خوشخبری کا پیغام دینے کے لئے بھیجا فقط یاس اپنے والدین کے ساتھ بنارس میں مقیم رہا گوتم خود تبلیغی وفود کے نتائج دیکھنے کے لئے وہیں ہرن بن ہی میں مقیم رہے۔

جن دنوں تبلیغی وفود بھیجنے کے بعد گوتم ہرن بن میں قیام کئے ہوئے تھے ان ہی دنوں

ازویل کے جنگل میں تین بھائی فقیرانہ زندگی بسر کر رہے تھے ان کی بڑی شہرت تھی انبوہ در انبوہ لوگ ان کے پاس جا کر رہتے تھے اور بادشاہ و عمائدین ان تینوں بھائیوں کی بھی تکریم کیا کرتے تھے گوتم بھی ان کے پاس گئے اور ان کے پاس جا کر تبلیغ کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے انہیں وعظ کرتے رہے جس کے نتیجے میں وہ تینوں بھائی گوتم کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا رکا اور بڑے غور سے باری باری اس نے یوناف اور یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے شاید ان کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

گوتم اپنے مریدوں کو لیکر ازمیر سے چلے اور مگدھ کے دارالخلافہ راج گڑھی میں آئے مگدھ کے بادشاہ بمباسر نے گوتم اور ان کے مریدوں کی بہت توقیر کی یہاں بھی گوتم نے وعظ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور گوتم کے فلسفہ پر مگدھ کا بادشاہ بمبا سر ایمان لے آیا بادشاہ کے فلسفہ قبول کرنے کے ساتھ ہی بیشمار لوگ گوتم پر ایمان لے آئے گوتم نے کچھ عرصے کے لئے راج گڑھی سے باہر ہی ایک جھونپڑے میں قیام کئے رکھا۔

اس عرصہ میں گوتم کے والد نے پیغام بھیجا کہ کپل وستو آ کر ایک بار اپنا چہرہ دکھا جاؤ۔ پیغام حاصل کرنے کے بعد گوتم اپنے مریدوں کے ساتھ اپنے آبائی شہر کپل وستو روانہ ہوئے۔ کپل وستو پہنچ کر شہر سے باہر ایک جھونپڑے میں ڈیرہ ڈال دیا۔ ان کے والد اپنے عزیز و اقارب کو ساتھ لیکر ملنے آئے لیکن اپنے بیٹے کی زاہدانہ اور درویشانہ زندگی کو دیکھ کر خوش نہ ہوئے۔

گوتم اور ان کے مریدوں کے کھانے کا بندوبست بھی انہوں نے کیا۔ اگلے دن گوتم نے شہر کے گھر گھر سے بھیک مانگنی شروع کی۔ جب گوتم کے باپ اور کپل وستو کے بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت ملال ہوا اور گوتم کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ اس حرکت سے رک جائے۔ گوتم نے اپنے والد کو اپنے فلسفہ کی تبلیغ کی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ باپ نے گوتم کے ہاتھ سے فقیری کاسہ لے لیا اور بیٹے کو اپنے قصر شاہی میں لے گیا اور بہت کوشش کی گوتم زاہدانہ زندگی ترک کر دے۔

قصر میں قیام کے دوران گوتم کی بیوی ان کے پاس نہ آئی اور اس نے کہا کہ اگر گوتم کے دل میں اس کے لئے کچھ عزت و توقیر ہے تو گوتم خود میرے پاس آئیں گے۔ گوتم کے گھر سے نکلنے کے دن سے اس نے اپنے خاوند کو مردہ سمجھ کر تمام عیش و آرام ترک کر دیا ہوا تھا۔ دن میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتی اور چٹائی پر لیٹی رہتی۔

گوتم کو جب اپنی بیوی کے ان حالات کی خبر ہوئی تو دو مریدوں کو ساتھ لیکر اپنی بیوی کے پاس گئے۔ بیوی نے شوہر کو زاہدانہ لباس میں دیکھ کر خود کو ان کے قدموں میں گرا دیا اور گوتم نے اپنے حلقے میں داخل ہونے والی عورتوں کا ایک علیحدہ گروہ قائم کیا اور بیوی جسودھار کو اس گروہ کا سرکردہ بنا دیا تھا۔ وہ گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئی تھی۔

تقریباً" 15 روز تک گوتم شہر کے باہر جھونپڑے میں مقیم رہے۔ رشتہ دار و اقارب کی دعوتوں میں شریک ہوتے رہے اور اپنی آواز لوگوں کو پہنچاتے رہے۔ ایک دن گوتم کی بیوی نے اپنے بچے رحل کو عمدہ کپڑے پہنائے اور جب گوتم ایک دعوت میں شرکت کے لئے محل کے پاس سے گزرے تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا۔ دیکھ تمہارا باپ جا رہا ہے اس کے پاس جاؤ اور اس سے اپنا ورثہ طلب کر۔

بیٹا گوتم کے پاس گیا اور ورثہ طلب کرنے لگا۔ گوتم نے اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا لیکن جب دعوت سے فارغ ہو کر واپس اپنے ٹھکانے کی طرف جانے لگے تو بیٹا بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب گوتم شہر سے باہر اپنی جھونپڑہ نما رہائش میں پہنچے تو اپنے ایک مرید سے کہا بھائی میں اس بیٹے کو وہ نعمت غیرمترقبہ دیتا ہوں جو مجھے برگد کے درخت کے نیچے ملی تھی۔ یوں گوتم نے اپنے بیٹے رحل کو اپنے حلقہ عقیدت میں شامل کر لیا گیا۔ جب دادا کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بڑا مغموم ہوا۔

گوتم نے کچھ دن اپنے شہر میں قیام کرنے کے بعد ریاست مگدھ کے مرکزی شہر راج گرڑھی کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ اس تبلیغی دورہ میں بہت سے رشتہ دار اور اہل وطن گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے تھے۔ ان میں سے چار اشخاص انتہائی اہم ہیں۔ پہلا آنند' دوسرا بیوت' تیسرا اپالی اور چوتھا انروجھا۔ آنند اور بیوت گوتم کے رشتے کے بھائی تھے۔ اپالی قوم کا نائی تھا۔ جبکہ انرودھا بھی ان کا ایک ہم وطن تھا۔ آنند تمام عمر گوتم کے ساتھ رہا۔ بیودت آگے جا کر گوتم کا مد مقابل اور مخالف بن گیا۔ اپالی حجام مثبت فکروں کا بڑا نامور پیشوا بنا اور انرودھا بدھ مت کی حکمت عملی کا بہترین عالم ثابت ہوا۔

موسم برسات کے اختتام پر گوتم راج گرڑھی سے چل کر سلطنت کوسل کے پایہ تخت سراوسطی کی طرف روانہ ہوئے یہاں ایک نامور سوداگر رہتا تھا۔ جس نے ان کے مریدوں کے رہنے کے لئے گوتم کے نام ایک جنگل کر دیا۔ یہاں بھی گوتم نے بڑے وعظ اور مناظرے کئے۔ یہاں تک گوتم کی تبلیغ کا تیسرا سال ختم ہوا تھا۔ باقی زندگی انہوں نے کچھ اس طرح گزاری۔

چوتھے برس گوتم مہابن میں مقیم رہے اور ایک نٹ اور اس کے جاننے والوں کو اپنے

حلقہ مریدی میں شامل کیا۔ پانچویں برس وہ حسب وعدہ اپنے باپ سے ملاقات کرنے کے لئے کپل وستو گئے۔ ان کے وہاں پہنچنے پر ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی لاش کو جلا کر واپس آ گئے۔ ان کی بیوی اور سوتیلی ماں بھی ان کے ساتھ آئیں اور چند اور عورتیں بھی تھیں ان سب کو اپنے گروہ میں شامل کر لیا گیا تھا۔

چھٹے برس گوتم راج گرڑھی میں واپس آئے اور ریمایا سر کی رانی چھمبو کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا۔ اس موقع پر گوتم کے ایک مرید نے کرامت دکھائی پر آپ نے منع کر دیا کہ کرامت اور معجزہ کا مذہب کی تشہیر سے کوئی تعلق نہیں۔

ساتویں برس ایک دشمن نے ایک عورت چنچھا نامی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ گوتم پر زنا کاری کا الزام لگائے مگر اس کی فریب کاری کا پردہ جلد ہی چاک ہو گیا۔

آٹھویں برس گوتم کپل وستو کے قریب ایک قصبہ سے گزرے وہاں سے چند آدمیوں کو اپنے حلقے میں داخل کر کے ایک نئے شہر کی طرف چلے گئے۔

نویں برس بدھ مت کی جماعتوں میں اختلاف اور انتشار رونما ہو گیا گوتم نے اس اختلاف اور انتشار کو دور کرنے کی سعی کی۔ مگر آپ کی کوشش بار آور ثابت نہ ہوئی جس کی وجہ سے تمام مریدوں کو چھوڑ کر جنگل کا رخ کیا اور وہیں ذکر الہٰی میں مصروف ہو گئے۔

دسویں برس قرب و جوار کے کسانوں نے ان کے لئے ایک جھونپڑا تیار کیا جس میں گوتم کافی ذکر الہٰی میں مشغول رہے۔ اختلافات کرنے والوں نے آپ کو ڈھونڈ لیا۔ آپ سے معافی مانگی اور توبہ کی۔ آپ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا۔ آپ تائب مریدوں کو ساتھ لیکر سرادستی ہوتے ہوئے پھر راج گرڑھی پہنچ گئے تھے۔

گیارھویں برس گوتم نے چند اور مشہور آدمی اپنے حلقہ ارادت میں شامل کئے اور مگدھ اور کوشل کی ریاستوں میں مذہبی فریضہ سرانجام دیا۔ بعد میں ایک لمبا تبلیغی سفر اختیار کیا اور جس مقام سے گزرے وہاں وعظ کرتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ مقام چیلیا میں اپنے حلقہ کا پرچار کیا اس طرح گوتم صحرا دشتی میں رہے اور اپنے بیٹے کو مبلغ بنا کر اپنی آبائی ریاست کپل وستو کی طرف روانہ کیا۔

پندرھویں برس کپل وستو کے باہر ایک جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ اپنے چچا زاد بھائی مہاتم جو اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا تھا وعظ کیا اس کے علاوہ اور بھی وعظ کئے جن میں جتایا کہ راست بازی کی خیرات اور صدقات پر فضیلت حاصل ہے۔

سولھویں برس الادی میں بسر کیا اور اپنے پیغام حق کو لوگوں تک پہنچایا۔ سترھویں برس راج گرڑھی کی طرف گئے اور وہاں موسم برسات گزارا پھر ایک کبھی سری ستی کی میت پر

وعظ کیا پھر گوتم بدھ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب تک کسی آدمی کو کھانا نہ کھلا لیتے اسے وعظ نہ سناتے۔

اٹھارہویں برس چلیا میں جا کر ایک جلاہے کو جس کی لڑکی مر گئی تھی وعظ سنایا اور پھر برسات کا موسم گزار کر واپس آ گئے۔ انیسویں برس گوتم بدھ نے مگدھ کے راستے سے سفر اختیار کیا اور جس گاؤں میں گزرتے وہاں وعظ سناتے۔ ایک مرتبہ ایک ہرن کو پھندے میں پھنسا دیکھ کر اس کے پاس گئے اور گھاس وغیرہ اس کے چرنے کو ڈالی۔ شکاری بہت ناراض ہوا اور اس کے مارنے کو تیار ہو گیا۔ گوتم نے اپنا وعظ سنایا۔ وہ معہ اپنے خاندان کے انکا مرید بن گیا تھا۔

بیسویں برس دیہات اور قصبات میں وعظ سناتے رہے۔ چلیا کے جنگل میں ایک مشہور ڈاکو انگلولی کو اپنے لطف اور عنایت کے ذریعہ راہ حق کی طرف لائے اور اپنے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔ اکیسویں برس سے پینتالیسویں برس تک گوتم بدھ کی زندگی کے حالات پردہ کتمان میں ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایک سال کے حالات دوسرے سال کے حالات سے ملتے جلتے ہیں۔ لہٰذا تذکرہ نویسوں نے ان سب حالات کو احاطہ تحریر میں لانا پسند نہیں کیا۔

گوتم بدھ عورتوں کی بہت تکریم کرتے تھے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستورات نے اس مذہب کے لئے اپنے جان و مال کو وقف کر دیا۔ عورتوں میں سراوستی کی رہنے والی ایک عورت بشاکا نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس نے ایک سایہ دار کنج گوتم کے زاہدوں کو دیا اور رہائش کے لئے سراوستی کے قریب ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔

گوتم عام بازاری عورتوں اور کسبیون کی دعوتیں بھی قبول کر لیتے تھے۔ امباپلی' کپل وستو اور چند مقامات پر گوتم کسبیوں کے ہاں مدعو ہوئے اور حلقہ عوام میں بہت چرچہ ہوا اور انہوں نے اس بات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ راج گڑھ میں ایک کسبی سری مستی کی میت پر جا کر گوتم بدھ نے وعظ دیا اور مجمے میں حیرانی کی لہر دوڑا کر رکھ دی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا کھو سا گیا تھا۔ پھر رکا اور سانس لیا۔ دوبارہ وہ یوناف اور بیوسا پر گوتم بدھ کے حالات کا انکشاف کرتے ہوئے کہنے لگا گوتم بدھ کے وعظ کرنے کا طریقہ بھی بڑا نرالا تھا۔ یہاں تمہارے سامنے اس کے وعظ اور نصیحتوں کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

پہلی روایت کچھ یوں ہے کہ ایک لڑکی کہ [illegible] جس کا گسا گوتمی تھا اس کی شادی ایک امیر آدمی کے اکلوتے بیٹے سے ہوئی تھی اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ ابھی بچہ

ہی تھا کہ موت نے اسے اپنے آہنی پنجوں میں لے لیا۔ وہ جوان عورت بچے کو سینے سے لگائے ہر فقیر اور درویش کے گھر گئی۔ ان سے دعا مانگتی جس سے اس کا بچہ زندہ ہو جائے۔

ایک درویش نے کہا میرے پاس دعا تو نہیں ہے مگر میں تمہیں ایک درویش کا نام بتا سکتا ہوں جس کے پاس اس کا علاج ہے۔ اس عورت نے اس کا نام پوچھا تو درویش نے کہا اس کا نام گوتم بدھ ہے۔ اس کے پاس جا۔ وہ تیرے اس مردہ بچے کے لئے کوئی دعا ضرور تجویز کرے گا۔ وہ عورت گوتم بدھ کے پاس گئی تو گوتم بدھ نے کہا کہ ہاں تمہارے اس مرنے والے بچے کا علاج ہے۔

اس زمانے میں علاج کا طریقہ یہ تھا کہ جو بیمار ہوتا وہی طبیب کی مطلوبہ جڑی بوٹی لا کر دیا کرتا تھا۔ وہ عورت جب گوتم بدھ کے سامنے آئی تو گوتم نے کہا کہ سرسوں کے دانے ایسے گھر سے لاؤ جس کا کوئی آدمی نہ مرا ہو۔ عورت بیچاری گھر گھر جاتی اور سرسوں کے دانے مانگتی اور پوچھتی کہ کیا اس گھر کا کوئی آدمی مرا تو نہیں ہر گھر سرسوں دینے کو تو تیار ہو جاتا مگر یہ کہتا کہ اس گھر کے اتنے آدمی لقمہ اجل ہو چکے ہیں۔

جب اس عورت نے دیکھا کہ ہر انسان کی زندگی موت کے پنجے میں اسیر ہے تو اس کے دل سے ظلمت کا پردہ چاک ہوا تو اس نے اپنے بچے کو جنگل میں دفن کیا اور گوتم کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ گوتم نے پوچھا سرسوں کے دانے لائی ہو۔ عورت نے کہا۔ سوامی جی سرسوں کے دانے تو ملتے ہیں مگر کوئی گھر موت سے خالی نہیں۔ گوتم نے اپنے وعظ کا آغاز کیا اور کہا کہ ہر چیز فانی ہے۔ اس عورت کے دل پر گوتم بدھ کے خیالات ایسے نصب ہوئے کہ وہ ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو گئی۔

دوسری روایت کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک متمول برہمن اپنے کھیت سے فصل کاٹ کر اپنے گھر آ رہا تھا۔ گوتم بدھ اپنی جھولی لیکر اس کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ برہمن جھنجھلا کر بولا اور کہنے لگا کہ میں محنت اور مشقت کر کے تخم ریزی کرتا ہوں ار محنت اور مشقت سے اپنی روزی کماتا ہوں تو بھی اسی طرح اپنی روزی کما۔

گوتم نے جواب دیا میں بھی محنت مشقت اور تخم ریزی کرتا ہوں اور تیری طرح محنت کرتا ہوں اور اپنا رزق حاصل کرتا ہوں۔ برہمن نے کہا تو اپنے آپ کو کاشتکار کہتا ہے لیکن تمہارے پاس کاشتکاری کے لئے آلات اور سامان نہیں ہے۔ اس پر بدھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو ایمان میرا تخم ہے جسے میں بوتا ہوں اور نیک کاموں کی بارش اسے سرسبز اور خوب [illegible] عقل و [illegible] میرے ہل کے پرزے ہیں اور میرا دل اسے چلاتا ہے۔ مذہبی



قانون میرے ہل کا دستہ ہے اور شوق اور سنجیدگی میرا پینا ہے۔ محنت اور سعی میرے بیل ہیں اس محنت مشقت سے مغالطہ کے پودے اکھاڑ پھینکتا ہوں اور پھر جو فصل پیدا ہوتی ہے وہ نروان کے امرت پھل ہیں، جن کے کھانے سے تمام تکالیف اور مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ وہ برہمن گوتم کی اس گفتگو سے ایسا متاثر ہوا کہ ان کے حلقہ ارادت میں جا شامل ہوا تھا۔

یہاں تک کہہ چکنے کے بعد بوڑھا گانے والا چند لمحوں کے لئے سانس لینے کو رکا اور پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ یودت گوتم بدھ کا چچا زاد بھائی تھا اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ وہ گوتم بدھ سے آگے بڑھ سکتا ہے اور برتر درجہ پا سکتا ہے اس لئے اس نے گوتم بدھ سے اپنے زیرہدایت ایک گروہ تشکیل کرنے کی اجازت چاہی اور یہ بھی تجویز پیش کی کہ اس گروہ میں شامل ہونے والوں پر ایسی قیود عائد کی جائیں کہ گوتم بدھ کے اختیار کردہ قواعد سے بھی زیادہ سخت ہوں۔

راج گڑھی کا بادشاہ اجات سترو اس دیودت کا معاون تھا۔ بہت سے درویش اس کے پیروکار تھے۔ گوتم بدھ نے اس تجویز کو منظور نہ کیا اور یہ بھی کہا کہ جو تیری قیود کا جوا اپنے گردن میں رکھنا پسند کرے اس کو اختیار ہے کہ وہ تمہارے گروہ میں شامل ہو جائے میرا کام تو لوگوں کو راہ نجات دکھانا ہے۔

دیودت نے گوتم سے علیحدگی اختیار کر کے ایک نیا گروہ بنا لیا اور دل میں ٹھان لیا کہ وہ گوتم اور اس کے گروہ کو برباد کر کے ہی دم لے گا۔ دیودت نے راج گڑھی کے بادشاہ اجات سترو کے ذریعے چند آدمی متعین کر کے گوتم بدھ کو کروانے کے لئے تین دفعہ کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ دیودت تو مر گیا لیکن راج گڑھی کا بادشاہ اجات سترو گوتم بدھ کا جانی دشمن بن گیا اس نے سراوستی پر جو بدھ مت کا صدر مقام تھا حملہ کر کے تباہی اور بربادی پھیلا دی اس کے علاوہ کپل وستو پر بھی حملہ کیا اور وہاں بھی خوب قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا۔

گوتم بدھ ان دنوں اپنی زندگی کے چالیسویں سال کا موسم برسات قلعہ کرگھر سکر میں گزار کر شہر امبا پلی کی طرف چلے گئے۔ (مہ پلی سے گوتم بدھ بھیلو گندھ پہنچ کر پینتالیسویں سال کی برسات گزاری۔ اگلے سال سخت بیمار ہو گئے اور موت کے آثار نظر آنے لگے۔ درویشوں کو بلا کر کہا اے درویشو آج سے تین ماہ بعد ہم اس فانی دنیا سے کوچ کر جائیں گے میری یہی نصیحت ہے کہ تم ثابت قدم رہنا اور اپنی خواہشات نفسانی پر ضبط رکھنا۔ جو شخص اس قانون اور تربیت کی پوری پابندی کرے گا وہ فلاح اور طمانیت قلب کو پا لے گا۔

بیماری سے ذرا افاقہ ہوا تو وہ کشتی نگر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک قصبے کے پاس پہنچ کر چندہ زرگر نے جو پالی کا رہنے والا تھا گوتم کی دعوت کی۔ گوتم کھانا کھانے سے فارغ ہو کر وہاں سے چلدئے۔ دریائے گرگشت کے کنارے پہنچ کر انہیں تھکان اور پیاس محسوس ہوئی۔ اپنے مرید آنند سے پانی منگوا کر اپنی پیاس بجھائی اور ندی میں غسل کیا اور دوبارہ کشتی نگر کی طرف چلدئے اور وہاں پہنچ کر موت کے آثار نظر آتے لگے تھے۔

مریدوں کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ گوتم نے چندہ نام کے زرگر اور سنار کے یہاں کھانا کھایا ہے اسی وقت سے بیمار ہو گئے ہیں۔ جب یہ الفاظ گوتم بدھ نے سنے تو اپنے پیارے مرید آنند کو بلا کر کہا میری موت کے بعد چندہ سنارے کے پاس جانا اور کہنا کہ گوتم کہتا تھا کہ اس کو کھانا کھلانے کا بدلہ اگلے جہاں میں ضرور ملے گا اور کہنا جن لوگوں نے کھانا کھلایا ہے ان میں سے دو شخصوں پر اللہ کی رحمت اور زیادہ ہو گی۔ ایک سوجاتا نام کی لڑکی جس نے معرفت حقیقی حاصل ہونے سے قبل درخت دانش کے نیچے کھانا کھلایا دوسرا چندہ جس نے موت سے پہلے کھانا کھلایا ہے۔

پھر گوتم درختوں کے جھنڈ کے نیچے بیٹھ گئے۔ تجہیز و تکفین اور ان قواعد کے متعلق باتیں کرنا شروع کر دیں جن پر مریدوں کو چلنا ضروری تھا۔ جب آنند نے دیکھا کہ ان کا معلم ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو رہا ہے تو وہ مارے غم کے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ رو رو کر اپنی آتش غم بجھانے کی کوشش کرتا تھا۔ گوتم بدھ نے آنند کی اضطرابی کیفیت دیکھی تو کہا اے پاکباز مرید تم کو مجھ سے بہت قربت حاصل رہی ہے اور ہمیشہ میرے فلسفے پر ثابت قدم رہے ہو۔ اب بھی اسی فلسفے کی پیروی کرنا تم بھی دنیاوی خواہشات اور عہد جہالت سے رہائی حاصل کر لو گے۔ اس کے بعد گوتم اپنے دوسرے مغموم مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے انہیں، اللہ کی صفات سنائیں اور انہیں صابر رہنے کی تلقین کی۔

اب گوتم کی حالت خراب ہونے لگی اور مریدوں نے تیمار داری میں اپنی محنت اور خلوص کے پیمانے انڈیل دیئے۔ تمام رات تیمار داری میں گزاری۔ نصف شب کے قریب ایک برہمن آیا۔ آنند نے گوتم کی حالت خراب دیکھ کر ملاقات کی اجازت نہ دی۔ گوتم کو علم ہوا تو برہمن فلاسفر کو بلایا برہمن فلاسفر نے گوتم سے سوالات کئے۔ گوتم نے اس کے تمام سوالات سنے اور اس کے جواب گوتم نے کہا۔

اب میرے پاس وقت کم ہے مباحثہ کا وقت نہیں ہے میں اپنا فلسفہ بیان کر دیتا ہوں اس کو غور سے سنو۔ وہ تمہاری ہدایت کا موجب بنے گا۔ گوتم نے کہا دیکھو برہمن حقیقی

نجات طہارت اور تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ برہمن کے جانے کے بعد گوتم نے آنند کو بلا کر کہا کہ تم نے میرے بعد میرے مشن اور تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا اور اسی تعلیم کو اپنا مرشد اور معلم بنا کر رکھنا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص چاند نامی کے لئے سزا تجویز کی جس نے بے ہودہ کلمات اپنی زبان سے نکالے تھے۔ یہ گوتم کا آخری کام تھا۔ اس کے بعد گوتم ایک یا دو گھنٹے بے ہوش رہے پھر مریدوں کو پاس بلایا اور کہا کہ اگر کسی امر میں شک و شبہ ہو تو دریافت کر لیں لیکن ہر ایک کی زبانیں مارے غم کے گنگ تھیں اور آنسوؤں کے دریا بہا رہے تھے۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اے درویشو یاد رکھو دنیا کی ہر اشیاء پر فنا آنے والی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اپنے جذبات پر فتح پا کر حقیقی نجات حاصل کرو۔ یہ گوتم بدھ کے آخری الفاظ تھے۔ وہ انہیں الفاظ کے ساتھ 80 سال کی عمر میں 488 ق۔ م گورکھپور کے علاقے میں سالگرہ کے دن انتقال کر گئے تھے۔

گوتم بدھ نے مریدوں کو 2 گروہوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ایک گروہ درویشوں کا تھا دوسرا گروہ دنیا داروں کا دونوں کو عمل کی تعلیم دی۔ درویشوں کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے چند شرائط تھیں مثلاً" وہ کسی متعدی مرض یا روگ میں مبتلا نہ ہو۔ نمبر 2 کسی کا غلام اور مقروض نہ ہو۔ 3 داخلے سے قبل والدین کی رضا مندی حاصل کر لی ہو۔ نمبر 4 گوتم کا مرید بننے سے قبل سر منڈوانا پڑتا تھا اور گیروے کپڑے پہن کر گوشہ نشینی اختیار کرنا ہوتی تھی۔ نمبر 5 شراب نوشی کی قطعاً" ممانعت تھی۔ نمبر 6 حصول رزق کے لئے در در بھیک مانگنے کا طریقہ تھا کہ سائل دروازے پر جا کھڑا ہوتا تھا۔ لوگ جھولی میں ڈال دیتے ورنہ آگے چلا جاتا۔ جب کھانے کے لئے کافی ہو جاتا تو اپنی قیام گاہ کی طرف چلا جاتا۔ نمبر 7 صبح صادق سے قبل اٹھ کر خانقاہ میں جھاڑو دینا ہوتی اور پھر ذکر الٰہی میں مصروف ہونا ہوتا تھا۔ نمبر 8 خانقاہوں میں رہنا اور سادہ زندگی بسر کرنا ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ان درویشوں کے ذمہ تین کام تھے اول علم حاصل کرنا۔ دوئم دنیا داروں کو تعلیم دینا۔ سوئم نجات کے حصول کے لئے محنت کرنا۔

درویش صبح صادق سے قبل اٹھتے خانقاہ کو صاف کرتے اور پھر ذکر الٰہی سے طہارت قلب کرتے۔ تھوڑی دیر جھولی اٹھا کر اپنے سرکردہ کے ہمراہ بھیک مانگنے کے لئے چلے جاتے اور واپس آ کر اس کے سامنے جھولی رکھ دیتے۔ پھر لکھنا پڑھنا شروع کر دیتے۔ اپنے استاد سے معرفت اور گیان کی باتیں دریافت کرتے۔ غروب آفتاب سے قبل دوبارہ خانقاہ کی

صفائی کرتے اور چراغ روشن کرتے بعد ازاں اپنے سرکردہ کی تعلیمات کی طرف رجوع کرتے۔ فلسفہ گوتم پر ذکر و فکر کرتے۔ گھر گھر علم پھیلاتے اور انہیں قلبی طہارت کی تلقین کرتے۔

دوسرے گروہ یعنی دنیا داروں کے تین کام تھے اول درویشوں سے علم سیکھنا' دوئم فرائض خانہ داری کا ادا کرنا۔ سوئم زاہدوں کی خورد و نوش کا بندوبست کرنا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ میں تیرا بے حد شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے گوتم کی زندگی کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے۔ اب یہ تو کہو کیا گوتم بدھ خدا' روح' فرشتوں' قیامت اور حیات بعد الموت کے متعلق کیا عقیدہ اور خیالات رکھتا تھا۔ اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور پھر کہنے لگا۔

میرے عزیز بدھ کی تعلیم کا مرکزی نقطہ نروان کا حصول ہے۔ گوتم بدھ کے نزدیک ہر برائی کی جڑ خواہش نفسانی ہے۔ جب انسان خواہش نفسانی کی سرکش اونٹنی کو اطاعت الٰہی کی چھری سے ذبح کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کی صفات میں رنگین کر لیتا ہے تو اس وقت روح اللہ کی روح سے اتصال کر جاتی ہے۔ گوتم بدھ اسی حالت کا نام نرواں رکھتا ہے۔

جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں کہوں کہ گوتم بدھ خدا' روح' حیات بعد الموت کے متعلق اچھا اور بہترین عقیدہ رکھتا تھا اور وہ ان سب چیزوں کو ماننے اور ان پر ایمان لانے کی تلقین کرتا تھا۔ اس کے لئے بھی تمہیں کچھ تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔

خدا کے متعلق بدھ کا عقیدہ اس کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جب گوتم بدھ کو درخت دانش کے نیچے بدھ کا رتبہ ملا تو وہ پکار اٹھے اور اپنے رب کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

"اے قلب خاکی کے بنانے والے جب تک میں نے تجھے نہیں پایا تھا مجھے بہت سی حیات و ممات میں گزرنا پڑتا تھا اور وہ حیرت انگیز حالتیں تھیں مگر اب میں نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تو جسد خاکی کو پھر نہ بنائے گا۔ میں نے دولت نروان حاصل کی۔ تمام خواہشیں فنا ہو گئیں۔ ایک اور موقع پر گوتم بدھ نے کہا کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اس کی ہستی کا اقرار کرو۔ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔

یہ سارے جملے اور الفاظ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ گوتم خدائے واحد کی تبلیغ کرتا رہا ہے۔ جہاں تک روح کے متعلق گوتم انسان کی رہنمائی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے جسم کے مثال جو کہ عناصر میں خلط ملت ہو جاتا ہے۔ اس مہمان کی سی ہے جو میزبان سے رخصت ہوتے وقت اس کے گھر کے تعلقات کو زمانہ گزشتہ کی بات سمجھ کر وہیں چھوڑ جاتا ہے لیکن آتما یعنی روح نہیں مرتی۔ بلکہ ایک اعلیٰ زندگی پاتا ہے۔ جس میں تمام رشتوں کی اصطلاحیں ختم ہو جاتی ہیں۔

گوتم بدھ کے یہ الفاظ اس کے روح کے متعلق عقیدہ رکھنے کو عیاں کر کے رکھتے ہیں۔ جہاں تک فرشتوں کے متعلق عقیدہ ہے تو گوتم فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اسی کی تعلیم دی۔ ایک صحیفہ میں لکھا ہے کہ ایک سوزی دیوتا جس کا چہرہ روشن اور لباس برف کی مانند سفید تھا ایک برہمن کی شکل میں گوتم کے پاس آیا اور اخلاقیات کے متعلق چند سوالات کئے جواب شافی پا کر سلام کیا اور غائب ہو گیا۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ گوتم فرشتوں پر ایمان کامل رکھتے تھے۔

گوتم بدھ کے قیامت سے متعلق عقیدہ کے متعلق مشہور بدھ مت کے پیروکار بادشاہ اشوک کا ایک سنگی کتبہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس سنگی کتبہ میں لکھا ہے۔

بادشاہ کے بیٹے پوتے اور پرپوتے بھی بادشاہ کے اس دھرم کو تا قیامت ترقی دیتے رہیں گے۔ میری اولاد اور جانشیں اگر تا قیامت میری اتباع کریں تو قابل ستائش کام کریں گے یکن جو اس فرض کا ایک جزو بھی ترک کر دے گا وہ فعل قبیح کا مرتکب ہو گا۔

حیات بعد الموت کے متعلق مشہور بادشاہ اشوک کا ایک سنگی کتبہ ہی ہماری رہنمائی کرتا ہے اس کتبے میں لکھا ہے۔

میں اپنی مساعی اور کام کی رفتار سے کبھی مطمئن نہیں رہتا کیونکہ میں ساری دنیا کی خبر ٹیری اور بھلائی اپنے لئے ایک مقدس فرض سمجھتا ہوں تاکہ میں کچھ لوگوں کے لئے اس یا میں خوشی کا باعث بن سکوں اور تاکہ لوگ دوسری دنیا میں بہشت حاصل کر سکیں۔

یہ سارے جملے اور کلمات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ گوتم بدھ خدا' روح' شتوں اور قیامت اور حیات بعد الموت کے متعلق عقیدہ اور ایمان رکھتے تھے۔ یہاں تک تے کے بعد بوڑھا گانے والا خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا کہ میرے بزرگ جب تم بدھ میں اس قدر خوبیاں تھیں تو کیا اس کا دین لوگوں کے اندر مقبول ہوا۔ اس پر ھا گانے والا بولا اور کہنے لگا ہاں اس کا دین ہندوستان میں ہی نہیں۔ تبت اور چین میں مقبول ہوا اور تم دیکھتے ہو کہ میں خود بدھ مت کا پیروکار ہوں۔



اس کے بعد وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا بدھ مذہب اپنے سادہ اور اخلاقی تعلیم کی وجہ سے ہندوستان میں بھی بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا جس میں فقط ہندومت کا پورا غلبہ اور اثر تھا۔ اس مت کو قبول کرنے کے لئے ہر کس و ناکس کے لئے دروازہ کھلا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین سو سال قبل مسیح پورے شمالی ہندوستان پر یہ مذہب غالب آ گیا جس کے بعد 2 بدھی بادشاہوں اشوک اور کنشک نے جو 273 ق۔ م تا 333 ق۔ م گزرے ان کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔

اشوک نے اس کو سرکاری مذہب قرار دیا۔ اس کی اشاعت کے لئے باہر مبلغ بھیجے ستونوں اور کتبوں پر اس کی اشاعت کی بیشمار برہمن اور راہب اس مذہب میں داخل ہو گئے جن کو اس مذہب سے پوری واقفیت حاصل نہ تھی۔ اس وجہ سے بدھ مت میں بد اعتقادیاں پھیلنا شروع ہو گئیں۔ اشوک نے ان بد اعتقادیوں کو دور کرنے اور تعلیم کی تصیح کرنے کے لئے ایک کونسل کا بھی اہتمام کیا۔ اشوک کے بعد کنشک نے اس مذہب کو اور بھی ترقی دی اور اس نے بھکشوؤں کی ایک اور کونسل منعقد کرائی جس میں بدھ مت کتب لکھی گئیں۔ یوں بدھ مت سے بد اعتقادیوں کو کافی حد تک ختم کیا گیا۔

جہاں تک تبت میں بدھ مت کے پھیلنے کا تعلق ہے ابتدائی 100 سال میں تبت کے باشندے اس کی طرف راغب نہ ہوئے اس کی ایک وجہ تو ان کے قدیم روایات سے بڑی عقیدت تھی لیکن بعد میں تبت میں بدھ مت کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ تبت کے لوگ زندہ بتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ سب سے بڑے پروہت کو لاما یعنی معلم اعلیٰ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ گوتم کی روح ان لاماؤں میں حلول کر گئی ہے اور وہ ان لاماؤں کے بھیس میں بار بار جنم لیتے ہیں۔

اسی وجہ سے لاماؤں کی پوجا کی جاتی ہے ان کو ارواح خبیثہ کے دور کرنے پر قادر تصور کیا جاتا ہے۔ وہ ان کو اپنے گھروں میں دعوت دیتے ہیں اور جادو منتر سے ان بد ارواحوں کو گھر سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لاما کے عہدہ تک پہونچنے کے لئے کئی عہدوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلا عہدہ امیدوار کا ہوتا ہے۔ دوسرا عہدہ نو آموز راہب کا ہے۔ تیسرا عہدہ مکمل راہب کا۔ چوتھا عہدہ سند یافتہ راہب کا اور پانچواں عہدہ صدر راہب کا ہے۔ یہی لاما کہلاتا ہے۔ تبت میں لاماؤں کا اثر اور اقتدار زبردست ہے اور یہ خواہشات ہی قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔

چین میں بدھ مت کی مقبولیت کے تین اسباب ہیں۔ پہلا سبب عقیدہ نروان' دوسرا سبب بادشاہ روٹی کا اس مذہب کو قبول کر لینا۔ تیسرا سبب بدھ کی لچک کے وہ مقامی مذاہب

کے ساتھ مفاہمت پیدا کر لیتا ہے۔

پہلے سبب کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل چین کا یہ عقیدہ تھا کہ مردے اس فانی دنیا سے انتقال کر جانے کے بعد بھی اپنے غم زدہ پسماندگان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وجہ سے وہ اس بات کے بہت خواہاں ہوتے ہیں کہ وہ یہ جانیں کہ مرنے کے بعد ان کے آباؤ اجداد پر کیا کیا گزری ہے۔ تاؤ ازم اور کنفیوشش ازم موت کے بعد زندگی کے متعلق بالکل خاموش تھے جب اہل چین کو یہ علم ہوا کہ بدھ مت موت کے بعد کی زندگی کے حالات پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور نروان کی حصول کو بھی تعلیم دیتا ہے تو یہ باتیں اس مذہب کی اشاعت کا سبب بنیں۔ اہل چین نے تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کو مانتے ہوئے اس مذہب کو قبول کر لیا۔

چین میں بدھ مت کے پھیلنے کا سبب کچھ اس طرح ہے کہ چین میں بدھ مت کی اشاعت کا سہرہ بادشاہ ووٹی کے سر پر ہے۔ جس نے اس مذہب کو قبول کیا اور راہبانہ زندگی اختیار کر کے اس کی تعلیم کا عملی ثبوت دیا۔ اس نے ہر قسم کی ذی روح چیز کے قتل کو قانوناً ممنوع قرار دیدیا حتیٰ کہ جسمانی سزا کو بھی اس نے موقوف کر دیا۔

چین میں بدھ مت پھیلنے کے تیسرے سبب کے متعلق کچھ یوں کہا جاتا ہے کہ بدھ مت جہاں بھی گیا وہاں کے مقامی مذاہب کے ساتھ اس نے مفاہمت کر لی۔ چین میں بھی مقامی مذاہب تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم نے بھی اس کے اثرات قبول کر لئے اور لوگوں نے تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کو مانتے ہوئے بھی اس کو قبول کر لیا۔ چین نے تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی صورت بدل کر رہ گئی۔ چین بدھ مت کی خانقاہوں کے ساتھ ساتھ تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کی خانقاہیں بھی تعمیر کی جانے لگی تھیں۔

اس کے علاوہ بدھ مت نیپال میں بھی پھیلنا شروع ہوا۔ بعض روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گوتم خود نیپال گئے۔ نیپال بدھ مت کا قدیم گہوارہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ نیپال(۱) کی قدیم خانقاہوں میں اس مذہب کی کتب دستیاب ہیں۔

(۱) نیپال کے علاوہ بدھ مت چین سے کوریا پہنچا۔ کئی سال کے اندر اندر یہ مذہب خوب پھیل گیا۔ کوریا کے لوگ جاپان آ گئے اور انہوں نے شاہ جاپان کو بدھ مت کی تبلیغ کی اور اس کو تحفہ کے بدل میں کچھ چیزیں بھی دیں۔ جاپان میں ابتدا میں شنتو مذہب نے بدھ مت کی بہت مخالفت کی۔ آخر میں ایک شہزادہ ایشوتو کوز یشو جو 611ء میں گزرا اس نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ اس سے اس مذہب کی اشاعت کو تقویت پہنچی۔ شنتو مذہب سے مفاہمت کرنے کے لئے خاص خاص دیوتاؤں کو بھی بدھ مت میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ بدھ مت جاپان میں 1818ء تک سرکاری مذہب رہا۔ اس کے بعد یہ حیثیت شنتو مذہب کو حاصل ہو گئی تھی۔ منگول بادشاہ کبلا خان نے بھی بدھ مت کو قبول کر لیا اور اشاعت اور تبلیغ میں مددگار اور معاون ثابت ہوا۔

چین میں بدھ مت کو مزید ترقی ہن خاندان کے بادشاہ ووٹی کے دور میں حاصل ہوئی جس نے ایک سو تیئس 123 سال قبل مسیح میں ہوکوپنگ کے زیر کمان ایک فوج تاتاری حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے ترکستان کے سرحدی علاقوں میں بھیجی۔ یہ فوج ترکستان کے علاقوں میں گھس گئی اور واپسی پر گوتم کا سونے کا مجسمہ بھی لے گئی اس طرح چین کے لوگ دوسری صدی قبل مسیح کے اواخر میں بدھ مت سے مزید روشناس ہوئے تھے۔

چین میں بدھ مت بڑی سست رفتاری سے پھیلا اس کی وجوہات کچھ اس طرح تھیں کہ اول اہل چین خود ایک اعلیٰ تہذیب اور ثقافت کے مالک تھے وہ باہر کی کسی تہذیب اور مذہب کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

دوئم اہل چین کے مذہب کے عناصر آباء پرستی تھے وہ ایک ایسے مذہب کو کیسے قبول کر سکتے تھے جو راہبانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہو۔

سوئم جادو اور علم نجوم میں مہارت رکھنے والے تعلیم یافتہ طبقہ نے اس مذہب کی شدید مخالفت کی کیونکہ بدھ مذہب کو اس قسم کی باتوں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اس نئے مذہب کی کامیابی کو اپنی عزت اور وقعت کے لئے خطرہ کا باعث تصور کرتے تھے۔ لہٰذا یہاں بدھ مت سست رفتاری سے پھیلا لیکن جب پھیلا تو پھر آس پاس کے سب لوگوں نے بدھ مت قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور اس سے کہنے لگا کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ ہندوستان، چین، نیپال، برما، تبت وغیرہ میں جہاں اس مذہب نے مقبولیت حاصل کی وہاں پہلے ہی بہت سے مذہب تھے اور ان پہلے سے موجود ادیان کی موجودگی میں بدھ مت کو کیسے اور کیونکر مقبولیت حاصل ہوئی اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور کہنے لگا۔

ان ملکوں اور ریاستوں میں بدھ مت کے مقبول ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں اول یہ کہ گوتم ایک شاہی خاندان کا فرد تھا۔ معاشرہ کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے وہ خود میدان عمل میں آیا۔ گدائی اختیار کی لوگوں کے دکھوں میں شریک ہوا ان کی ذہنی پستیوں کو دور کرنے کے لئے ہمت بندھائی۔ شاہی خاندان کا فرد ہونا پھر خود عالم باعمل ہو کر لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف بلانا عوام میں مقبولیت کا سبب بن گیا تھا۔

دوئم یہ کہ گوتم بدھ نے جس وقت اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا اس وقت تمام ہندوستانی معاشرہ ذات پات کی لعنت کے نیچے دبا ہوا تھا۔ برہمن کو باوجود بد اعمالیوں کے مقدس وجود تصور کیا جاتا تھا۔ شودر باوجود نیک ہونے کے معاشرہ میں ایک دھتکارا ہوا فرد خیال کیا جاتا



تھا وہ ہر قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ قانون میں اس کی کوئی دادرسی نہ تھی۔

اس کے علاوہ عورت کی بھی کوئی قدر و منزلت نہ تھی۔ لڑکی کی پیدائش بدشگونی خیال کی جاتی تھی اور لڑکے کو آسمانی نور سمجھا جاتا تھا۔ گوتم ہندوستان کے پہلے مذہبی راہنما ہیں جس نے ذات پات کی تقسیم کے خلاف اور عورت کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے آواز اٹھائی اور ایسے مذہب کی بنیاد ڈالی جس میں ہر ذات کا آدمی اور عورتیں شامل ہو سکتی ہیں اور ان کے برابر کے حقوق تھے اور یہ اعلان کیا کہ آدمی اپنے اعمال سے برہمن ہوتا ہے پیدائشی نہیں۔

حسب و نصب اور پیدائش میں برتری رکھنے سے کوئی برہمن نہیں ہوتا بلکہ برہمن وہ ہے جو راست کار ہو وہی مبارک اور سعادت مند ہے۔

سوئم یہ کہ ہندوستان میں مکتی حاصل کرنے کے لئے بے معنی تپسیاؤں اور سخت قسم کی ریاضتوں کا رواج تھا۔ ہندوستان کے جنگل بے شمار سادھوؤں سے اٹے پڑے تھے جو نروان حاصل کرنے کے لئے اپنے جسموں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے تھے۔ پہلے گوتم نے خود بھی ان ریاضتوں پر عمل کیا لیکن حقیقی نروان حاصل نہ کر سکا آخر کار نور قلب حاصل کرنے کے لئے ان بے معنی ریاضتوں کو ترک کیا اور ایسا راستہ اختیار کیا جس سے نفسانی خواہشات جو دکھوں اور مصیبتوں کا ذریعہ ہیں مٹ سکیں۔ یہ درمیانی راستہ تھا اس راستے پر چلنے سے نہ تو اس وقت کی مروجہ ریاضتوں میں گزرنا پڑتا تھا اور نہ اتنی سہولت اور تن آسانی تھی کہ آدمی کو اپنی خواہشات ختم کرنے کے لئے کسی قسم کی قربانی نہ کرنی پڑے۔

چہارم یہ کہ گوتم بدھ کی بعثت سے قبل تمام ہندوستان ظاہری رسومات اور مابعد الطبیعاتی نظریات کی موشگافیوں میں الجھا ہوا تھا۔ مقدس گنگا میں ایک اشنان تمام گناہوں کے دھونے کے لئے کافی خیال کیا جاتا تھا۔ سینکڑوں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ہر قدم بھگوان اور مکتی کو قریب لانے کا ذریعہ خیال کیا جاتا تھا۔

پنجم یہ کہ بدھ مت کی کامیابی کا ایک بڑا سبب اس وقت کے امراء اور راجاؤں کا اس مذہب کو قبول کر لینا ہے۔ تاریخ(1) ہمیں بتاتی ہے کہ مذہب کی اشاعت اور ترویج میں سیاسی طاقت کو بھی بڑا عمل دخل شامل ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھے گانے والے نے تھوڑی دیر کو دم لیا۔ پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ بدھ مت جس قدر تیزی سے پھیلا اس قدر تیزی سے اس میں انتشار اور

(1) رومن عہد میں جس وقت قسطنطین نے عیسائی مذہب قبول کیا اس وقت عیسائیت تمام ملک میں پھیل گئی تھی۔

تنزل بھی رونما ہو گیا اس لئے کہ اس مت میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ ان فرقوں کے خاتمہ کے لئے گاہے بگاہے مجالس مقرر کی جاتی رہیں لیکن فرقوں کو ختم کرنے میں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ پہلی مجلس گوتم بدھ کی وفات کے فوراً" بعد راج گڑھ کے مقام پر 500 راہنماؤں کی منعقد ہوئی تاکہ گوتم بدھ کی تعلیمات اور عقائد کو مرتب کیا جائے۔ اس میں سے 3 شاگرد مقرر کئے گئے تاکہ وہ گوتم بدھ کی تعلیمات ضبط تحریر میں لائیں لیکن اس سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی اس لئے کہ گوتم بدھ کی وفات کے بعد اس کے پیرو اپنے ہادی کی تعلیمات کے بارے میں مختلف الخیال ہو گئے روایت کے مطابق ان امور کو طے کرنے کے لئے پھر دوسری مجلس طلب کی گئی۔

دوسری مجلس گوتم بدھ کی وفات کے ایک سو سال بعد ڈیسائی کے مقام پر طلب کی گئی تاکہ بدھ کے مختلف فرقوں کے متضاد رسوم اور عقائد کو دور کیا جائے چنانچہ دس نکات طے کئے گئے لیکن راہنماؤں نے ان نکات کو ناجائز قرار دے دیا۔

اس کے بعد تیسری(1) مجلس 224 قبل مسیح میں راجہ اشوک نے اپنے مرکزی شہر پاٹلی پتر میں طلب کی تاکہ فرقہ ورانہ اختلافات کو دور کیا جا سکے اس مجلس میں فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے بہت سے فیصلے کئے گئے اس کے علاوہ کونسل کے اجلاس کے بعد بدھ مت کی اشاعت کے لئے تبلیغی کوششیں تیز تر ہو گئیں اور ہندوستان کے مختلف حصوں اور ہمسایہ ریاستوں میں مبلغ روانہ کئے گئے۔

لیکن ان کوششوں کے باوجود بدھ مت میں فرقہ پرستی کا خاتمہ نہ کیا جا سکا اس لئے کہ گوتم کی وفات کے بعد ہی اس مذہب میں شرک کی ابتداء ہو گئی تھی۔ جس نے اپنی جڑیں مضبوط کیں کہ اس کی وجہ سے فرقہ پرستی پیدا ہوئی اس کا خاتمہ نہ کیا جا سکا۔ گوتم بدھ کے انتقال کے بعد جب رسوم میت ادا کی جا چکی تو اس کے جسم کی ہڈیاں' دانت اور بال وغیرہ محفوظ کر لئے گئے۔ انہیں گنبد کے وضع کی عمارتوں میں رکھا گیا جنہیں اشوپہ کہہ کر پکارا جانے لگا۔ ہندوستان میں ان کا نام اسٹوپا لنکا میں ڈگوبا اور برما میں پگوڈا رکھا گیا۔

(1) اس کے بعد پہلی صدی عیسوی کے اختتام پر راجہ کنشک کے عہد میں چوتھی مجلس منعقد ہوئی۔ راجہ کنشک سنہ عیسوی کی پہلی صدی کے اختتام پر کابل' قندھار۔ کشمیر کا حکمران تھا۔ اس مجلس کے انعقاد کا یہ مقصد تھا کہ بدھ مت کے اصولوں کے صحیح مطالب بیان کئے جائیں۔ کونسل کے مقام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق فیروز پور میں اور دوسری کے مطابق کشمیر میں منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں متنازعہ فیہ مسائل پر قابل وثوق فیصلے دیئے گئے۔ اس میں تقریباً" 500 علماء نے حصہ لیا۔ اس مباحث کو تانبے کے ٹکڑوں پر کندہ کرا کے ایک اسٹوپہ میں دفن کر دیا گیا جو اس غرض کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔

ایشیا میں لاکھوں اسٹوپ ہیں جن میں گوتم بدھ کے بال اور ہڈیاں نہیں تھیں۔ اس لئے ان میں بدھ کی مقدس تحریک کی مناجاتیں رکھی جاتی ہیں۔ اسٹوپوں کا طواف کیا جاتا ہے ان پر پھول چڑھائے جاتے ہیں یہ گویا بدھ کے آثار جسم کی پوجا ہے۔ اس طرح کی خود ساختہ رسومات نے بدھ مت کے اندر اٹھارہ فرقوں کو جنم دیا۔

لنکا میں جو ڈگوبا بنائے جاتے ہیں ان میں ایک پتھر کا ڈبہ ہوتا ہے جس میں ہڈی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونے کے پترے' انگوٹھیاں' مورتیاں' تسبیح کے دانے اور ناگ دیوتا کی مٹی کی بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی مورتیاں اور چراغ ہوتے ہیں یہ چیزیں گوتم ہی سے منسوب کی جاتی ہیں لہٰذا انہیں متبرک جان کر ان کی پوجا پاٹ کی جاتی ہیں یہی بدھ مت کے زوال کا باعث بن گئیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا مزید کچھ بولنا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا اے میرے مہربان تو خود بھی بدھ مت سے تعلق رکھتا ہے بتا کیا اس وقت بدھ مت اپنے عروج پر ہے یا زوال پر۔ بوڑھا کہنے لگا۔ زوال پر ہے۔ یوناف نے پوچھا کیا تم اس کے زوال کے اسباب کہو گے۔ اس پر بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

دنیا میں کوئی مذہب یا تحریک اس وقت زندہ نہیں رہتی جب وہ اپنے بنیادی اصولوں کو برقرار نہیں رکھتی۔ بدھ مت کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ جس ملک میں بھی گیا وہاں کے رسم و روایات اس کا جزو لا ینفک بنتے چلے گئے۔ ہندوستان میں برہمنی عقائد سے مفاہمت کی اور پھر آہستہ آہستہ برہمنی عقائد بدھی عقائد پر غالب آ گئے اور بدھی فلسفہ بتدریج مدھم نظر آنے لگا۔ اس طرح تبت' چین' جاپان' نیپال' لنکا' برما اور دیگر ممالک میں بدھ مت مقامی مذاہب کے عقائد سے مصالحت کے ساتھ پھیلا اور آخر کار بدھ مت مقامی مذاہب ہی میں ضم ہو کر رہ گیا۔ اس طرح یہ اس کے زوال اور تنزل کا سب سے بڑا سبب ہے۔

لیکن اس کے باوجود سنو میرے مہربانوں بدھ مت مختلف ملکوں میں بڑی تیزی سے پھیلا اور لوگوں نے اسے خوش آمدید کہا اور بہت سے لوگوں نے اسے قبول کیا بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ کروڑوں(1) آدمیوں نے بدھ مت میں داخل ہو کر نئی زندگی کی ابتداء کی۔ ہندوستان میں بدھ مت کے رائج ہونے سے سب سے زیادہ نقصان ہندو مت اور جین مت کو ہوا۔

(1) موجودہ تحقیق کے مطابق دنیا میں بدھ مت کے ماننے والوں کی تعداد 15 کروڑ اکتالیس لاکھ ستاون ہزار ایک سو چھتر کے قریب بنتی ہے۔

یہ ساری باتیں کہنے کے بعد جب بوڑھا گانے والا خاموش ہو گیا تو یوناف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا میرے مہربان بدھ مت کا جو تم نے جین مت کا ذکر کیا ہے اس سے اب میں واقف ہوں لیکن جو تو نے جین مت کا ذکر کر دیا ہے یہ کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔ کیا تم جین مت کے متعلق بھی مجھے کچھ تفصیل بتاؤ گے اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور کہنے لگا کیوں نہیں میں تمہیں اس کے متعلق بھی تفصیل بتاتا ہوں۔

○

سنو جین مت کی ابتداء کرنے والا ایک شخص وردھماں تھا۔ جو پٹنہ سے 27 میل شمال میں ویسائی قصبے میں ایک کھشتری گھرانے میں 540 ق۔ م کو پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام سروھاتا تھا جو شردھا پور اور تیر سالہ قبیلے کا سردار تھا۔ اس کی والدہ ایک کھشتری خاتون تھی جو ویسالی اور مگدھ کے حکمراں خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ جینیوں کی روایت کے مطابق اس وردھمان نے ایک شہزادی ایشودما سے شادی کی۔ کچھ عرصہ متاہلانہ زندگی بسر کی۔ جب 30 سال کی عمر میں قدم رکھا تو دنیا ترک کر دی اور پرسوناتھ کا(1) مسلک اختیار کیا۔ یہاں تک کہ 12 سال برہنگی کی حالت میں راہبانہ زندگی بسر کی۔

میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ پرسوناتھ کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ پرسوناتھ ایک مصلح خیال کیا جاتا ہے۔ پرسوناتھ کے باپ کو بنارس کا راجہ بتایا جاتا ہے۔ ایک عرصے تک یہ شخص عیش اور منعمانہ زندگی بسر کرتا رہا اور اس کے بعد راہبانہ زندگی اختیار کی۔ چوراسی دن کے مراقبے کے بعد اسے روشنی کا حصول ہوا یعنی وہ نروان حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ماننے والوں کو عدم تشدد' صداقت اور چوری سے اجتناب اور رہبانیت کی تعلیم دینا شروع کر دی تھی۔

جین مت کا بانی جس کا نام وردھمان تھا اور جسے جین بھی کہہ پکارا جاتا ہے چھ سال تک ایک بھکشو گوسالہ کی معیت میں رہا لیکن گوسالہ نے اسے چھوڑ دیا۔ گوسالہ کے چھوڑنے کے بعد جین نے ریاضت شروع کی۔ ریاضت کے تیرھویں سال جین نے ایک غیر معروف بستی جو بھاکا گرام میں دریائے اجوپالگا کے کنارے آباد تھی۔ ڈیرہ لگایا اور بیالیس سال کی عمر میں اس کو وہ حقیقی معرفت اور گیان حاصل ہوا جس کا وہ متلاشی تھا۔

یہ گیان حاصل کرنے کے بعد جین نے تیس سال تک اپنے عقیدے کا پرچار کیا۔ اس سلسلے میں انگا' دیہا اور مگدھ کا سفر اختیار کیا اور مگدھ کے مشہور حکمران بمبیسا اور اس کے لڑکے اجا استرو سے کئی ملاقاتیں کیں۔ آخر کار بہتر سال کی عمر میں جین نے جنوبی بہار کے ایک مقام پاوا کے مقام پر 486 ق۔ م میں وفات پائی۔

(1) [illegible]

جین کی تعلیمات کا لب لباب یہ ہے کہ کسی ذی روح کو تکلیف نہ دی جائے۔ جس طرح انسان کا اپنا وجود محترم اور عزیز ہوتا ہے اسی طرح دوسروں کو بھی سمجھنا چاہیے۔ دوئم یہ کہ راستی کو اپنا شعار بنایا جائے اور دوسروں کے اموال کو ناجائز طور پر نہ حاصل کر لیا جائے۔ سوئم یہ کہ چوری سے اجتناب کیا جائے اور حلال روزی کمائی جائے۔ چہارم یہ کہ پاکدامنی کی زندگی بسر کی جائے اور پنجم یہ کہ لذات یعنی حواس خمسہ' سننے' دیکھنے' چکھنے پر مکمل غلبہ اور فتح ہونی چاہیے کیونکہ یہی حواس انسان کو مادی لذت کی وادی میں انسان کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

جینی عہد میں تشدد کی حدود بہت وسیع ہیں۔ اس کی رو سے کسی ذی روح کو ایذا دینا منع نہیں کیا گیا بلکہ غیر ذی روح کو بھی نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے۔ جین مت کسی مافوق الفطرت تخلیقی قوت کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک خدا انسان کی قوت میں مضمر استعدادوں' صلاحیتوں کی جلا' تکمیل اور اظہار کا دوسرا نام ہے۔ جین مت والے نظریہ روح کے بھی مخالف ہیں۔

جینیوں کے یہاں نروان حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے ہر قسم کی خواہشات اور آرزوئیں نکال دے کیونکہ خواہشات اور تمنائیں ہی مصائب اور گنہ کا باعث ہوتی ہیں۔ جب انسان کی خواہش پوری نہیں ہوتی تو وہ غم سے رو اٹھتا ہے جب خواہش ہی نہ ہو گی تو روح مسرت اور خوشی سے ہمکنار ہو گی اور یہ قلبی مسرت اور راحت ہی نروان ہے۔

چندر گپت موریہ کے عہد میں جین مت دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک فرقہ کا نام سوتیسا میر تھا جو سفید کپڑے پہنتے تھے اور دوسرے فرقے کا نام گمبر تھا جو بالکل برہنہ(۱) رہتے تھے۔

جین مت میں ہندوؤں کی طرح آواگون اور مکتی میں اعتقاد رکھا جاتا ہے لیکن مکتی کے بارے میں ان کا عقیدہ ہندوؤں سے مختلف ہے ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق روحوں کی تعداد محدود ہے اللہ تعالیٰ نئی روح پیدا نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہر روح کو اس کے گناہ کی وجہ سے آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ وہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔

لیکن ان کا عقیدہ ہندوؤں کے عقیدے سے مختلف ہے۔ ان کے نظریے کی رو سے جب کوئی روح گناہ کرتی ہے تو بوجھل ہو کر نیچے کی طرف ڈوبنے لگتی ہے حتیٰ کہ وہ اس قدر بوجھل ہو جاتی ہے کہ ساتویں دوزخ میں جا گرتی ہے۔ جو روح مطہر ہو جاتی ہے وہ ہلکی ہو کر اوپر کو صعود کرتی ہے اور چھبیس بہشتوں میں سے کسی ایک میں قرار کرتی ہے۔

(۱) اسلامی دور حکومت کے زمانے میں ان کو ستر پوشی پر مجبور کیا گیا تھا۔

جب وہ بہت ہی لطیف اور تمام آلائشوں سے منزہ اور پاک ہو جاتی ہے تو چھبیسویں بہشت میں پہنچ جاتی ہے۔ تب اسے نروان حاصل ہو جاتا ہے جین مت کے ماننے والے روح کو اب بھی مانتے ہیں۔ جو روح مکتی پا جاتی ہے وہ پیدائش اور موت کے چکر میں نہیں آتی۔ جین مت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ ایک پرمیشور نہیں ہے۔ جتنے لوگ مکتی حاصل کر لیتے ہیں وہ پرمیشور بن جاتے ہیں۔

جینیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کائنات کا کوئی خالق نہیں وہ ایسے ہی پرمیشور کے وجود کے قائل نہیں جس کو قدیم اور خالق کہا جا سکے۔ وہ اپنے اعتراض کی بنیاد اس مفروضہ پر رکھتے ہیں کہ اگر خدا یعنی ایشور کو کائنات کا بنانے والا اور ارواح کے اعمال کا نتیجہ قرار دینے والا مانو گے تو ایسا خدا یعنی ایشور دنیا کا پابند ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ آزاد ہے۔ جین مت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ کوئی خدا اور ایشور نہیں ہے بلکہ ارواح اعمال کے نتائج کو اس طرح بھگتتی ہیں جس طرح وہ نشہ آور چیز پینے سے نشے میں آ جاتی ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی روح گناہ میں ملوث ہوتی ہے تو ذلت کی پستی میں چلی جاتی ہے اور اگر کوئی مطہر ہو جاتی ہے تو وہ رفعت کی بلندیوں کو چھو لیتی ہے۔ بس یہی جین مت والوں کا فلسفہ ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا جب خاموش ہو گیا تو بیوسا نے فوراً یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ تو ہندو مت کے متعلق کچھ جانتے ہوں گے لیکن میں تو کچھ نہیں جانتی۔ اس شخص سے کہیں کہ ہمیں ہندو مت سے متعلق کچھ بتائے۔ اس پر یوناف اس بوڑھے سے مخاطب ہو کے کہنے لگا۔ کیا تم اس کے بعد ہمیں ہندو مت' تاؤ ازم' کنفیوشس ازم اور شنٹو ازم کے متعلق نہیں بتاؤ گے۔ اس پر بوڑھا اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا اور کہنے لگا۔ اب اس قدر حالات بتانے کے بعد میں تھک چکا ہوں۔ میں نے شط الفرات شہر کے باہر دریائے فرات کے کنارے ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے تم کل دونوں میاں بیوی مجھ سے ملاقات کرنا باقی حالات میں پھر کسی وقت تم سے کہہ دوں گا۔ یوناف اور بیوسا اس بوڑھے کا جواب سن کر مطمئن ہو گئے پھر وہ بوڑھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سرائے کی طرف چلا گیا جس میں اس نے قیام کر رکھا تھا۔ یوناف اور بیوسا بھی ان کے ساتھ ہی ہو لئے تھے اور انہوں نے بھی شط الفرات سے باہر دریائے فرات کے کنارے سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

○

دوسری طرف عدی بن نصر ملکہ الزباء کے محل سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے

برق رفتاری کے ساتھ دریا کے کنارے پڑنے والے جنگل کو عبور کرتا جا رہا تھا۔ جنگل کو عبور کرنے کے بعد وہ صحرا کے اس حصہ میں داخل ہوا جہاں ربیعہ کا خانہ بدوش قبیلہ فروکش تھا لیکن کھجوروں کے اس جھنڈ میں آکر عدی بن نصر حیران رہ گیا وہ جگہ سنسان اور ویران پڑی تھی جگہ جگہ راکھ بکھری ہوئی تھی ٹوٹے چولہے اور خیموں کی ٹوٹی ہوئی بوسیدہ سے طنابیں ادھر ادھر دکھائی دے رہی تھیں۔ عدی نے بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے آپ کو مخاطب کر کہ کہنا شروع کیا۔

تو کیا خانہ بدوش قبیلہ یہاں سے کوچ کر گیا کیا بوڑھے عوف نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے کیا اس حسین ربیعہ کی محبت ایک سراب اور ایک فریب تھا۔

عدی نے ایک بار پھر اپنے ذہن سے سوال کیا کہ کیا میں نے الزباء کے محل میں سوتے ہوئے اس خانہ بدوش قبیلے کے متعلق کوئی خواب دیکھا تھا کیا اس صحرا میں اس خانہ بدوش قبیلے کا کوئی وجود نہ تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھلا اور اپنے سر کو زور کا ایک جھٹکا دے کر اس نے ذہن میں جنم لینے والے ہر خیال اور خدشہ کو ٹھکرا کر دکھ دیا تھا۔

کیا وہ خانہ بدوش قبیلہ ایک حقیقت تھا اور اس کے سردار سے مقابلہ کر کے میں نے اسے قتل کیا تھا۔ پھر عدی گھوڑے سے اترا اور اس جگہ گھومنے لگا جہاں کبھی خانہ بدوشوں کے خیمے نصب تھے۔ اس نے دیکھا ان گنت اونٹوں کے پاؤں کے تازہ نشانات صحرا میں ایک طرف جا رہے تھے۔ شاید قبیلے نے صحرا کے اندر اسی طرف کوچ کیا تھا۔ عدی فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا وہ صحرا کی انجانی بھول بھلیوں اور وسعتوں کی طرف جانے لگا اور اونٹوں کے پاؤں کے نشانات کے تعاقب میں بڑی تیزی سے وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔

پوری رات دم لئے اور قیام کئے بغیر وہ اس اندھے اور لامتناہی صحرا کے اندر سفر کرتا رہا۔ اونٹوں کے نقش پا آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کہیں بھی اپنے آگے اسے خانہ بدوش جاتے دکھائی نہ دیئے تھے۔

عدی کا خیال تھا کہ کہیں نہ کہیں اسے ضرور کوئی نخلستان دکھائی دے گا جہاں وہ خانہ بدوش قبیلہ فروکش ہو گا لیکن یہ اس کی خوش فہمی تھی۔ دوسرے روز کافی دن چڑھے تک اسے نخلستان تو ایک طرف ایسی جھاڑیاں تک دکھائی نہ دیں جو صرف اونٹ ہی کی خوراک ہو سکتی ہیں۔ اس کے پاس خوراک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ پانی کا مشکیزہ خالی ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود ایک جذبہ کے تحت وہ بڑی ثابت قدمی سے سفر کرتا رہا۔

دوپہر کے قریب اچانک صحرا کے اندر سرد اور ٹھٹھری ہوئی تیز ہواؤں کے جھکڑ چل نکلے ریت کے بگولے صحرا کے اندر اڑتے ہوئے ہر چیز کو ڈھانپنے لگے تھے۔ قافلے کے وہ

نقش پا جن کا عدی تعاقب کر رہا تھا مٹ گئے۔ تیز ہواؤں نے ٹیلوں کی شکست و ریخت کا ایک کھیل شروع کر کے ایک جگہ سے ٹیلے دوسرے جگہ کھڑے کرنے شروع کر دئے تھے۔

پیاس کے باعث عدی کا حلق تپتے صحرا کی طرح خشک ہو گیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کے ہونٹ خشک ہو کر پھٹ جائیں گے اور وہ صحرا کے اس حصہ میں ریت تلے دب کر ابدی نیند سو جائے گا۔ ان مشکلات کے باوجود وہ آگے بڑھتا رہا لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ ایسی حالت میں وہ ریت کے طوفان میں زیادہ دیر تک سفر نہ کر سکے گا اس کے علاوہ اپنے اندازہ کے مطابق ایک سمت کی طرف سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کے راہنما پاؤں کے نشانات طوفان نے مٹا دیئے تھے۔

ایک جگہ اس کے گھوڑے نے ریت کے ایک بنتے ہوئے چھوٹے سے ایک ٹیلے سے ٹھوکر کھائی اور ریت پر گر گیا۔ عدی جس نے اپنے گھوڑے کی باگیں اپنے بائیں بازور کے گرد لپیٹ رکھیں تھیں منہ کے بل ریت کے اس ٹیلے پر گر گیا۔ دوبارہ اسے اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی اس پر غشی سی طاری ہو گئی تھی اور ریت بڑی تیزی سے اسے ڈھانپنے لگی تھی۔

عدی بن نصر کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا وہ دریائے فرات کے کنارے لیٹا ہوا تھا اور دو آدمی اس پر جھکے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک اس کی حلق میں پانی انڈیل رہا تھا جبکہ دوسرا پریشان پریشان سا عدی بن نصر کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھے جا رہا تھا۔ عدی نے بڑے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اس لئے کہ وہ دونوں جوان اس کے اپنے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر عدی بن نصر نے کسی قدر نرم اور خوش کن آواز میں اپنے قبیلے کے ان دونوں جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم دونوں یہاں میری مدد کے لئے کیسے اور کس طرح پہنچ گئے۔ عدی بن نصر کے اس استفسار پر ان دونوں جوانوں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نصر کے بیٹے تمہارا ماموں مر چکا ہے اور اب اس کی جگہ قبیلے نے تمہارے باپ کو اپنا سردار مقرر کیا ہے۔ تمہاری روانگی سے ایک روز بعد بنو ازد کے حکمران جذیمہ کے دو قاصد ہمارے قبیلے میں آئے تھے اور انہوں نے تمہیں طلب کیا تھا۔ جذیمہ کو کسی طرح یہ خبر ہو گئی تھی کہ تم ملکہ الزبا کی طرف روانہ ہو گئے ہو یہ بات شاید اسے ناگوار گزری تھی کیونکہ جذیمہ اور الزباء ازلی دشمن ہیں اسی بنا پر جذیمہ نے شاید تمہیں اپنے ہاں طلب کیا ہے۔

اب بنو ازد کے حکمران جذیمہ نے ہمارے قبیلے کے نام پیغام بھیجا ہے کہ عدی بن نصر کو اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ ورنہ وہ بنو ایاد پر حملہ آور ہو گا۔ تمہارے باپ اور قبیلے

کے سردار نے ان قاصدوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا ہے کہ میرا بیٹا لوٹ آئے پھر تمہیں کوئی فیصلہ کن جواب دوں گا۔

سنو نصر کے بیٹے ہم دونوں تمہاری تلاش میں ملکہ الزباء کے پاس گئے تھے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ عدی اس کے ہاں سے مقابلہ جیت کر کوچ کر چکا ہے جب ہم اس کے شہر سے باہر نکلے تو ایک ہمدرد بوڑھے نے بڑی راز داری سے ہمیں کہا تھا کہ ملکہ الزباء کے جاسوسوں میں سے ایک اسکا قریبی رشتہ دار ہے اور اس نے اسے خبر دی تھی کہ تم ایک خانہ بدوش لڑکی سے محبت کرتے ہو۔ الزبا چونکہ خود تمہیں پسند کرتی ہے لہٰذا یہ بات اسے ناگوار گزری وہ بوڑھا کہہ رہا تھا کہ ملکہ الزباء نے اس خانہ بدوش لڑکی کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے قبیلے کو بڑی سختی سے صحرا کے اس حصے سے کوچ کر جانے کا اس نے حکم دیدیا تھا۔

اس بوڑھے نے مزید یہ بھی کہا تھا کہ عدی ضرور اس خانہ بدوش قبیلہ کا تعاقب کرے گا لہٰذا ہم دونوں بھی بڑی تیزی اور سرعت سے تمہارے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ تم ہمیں ریت پر بے ہوش پڑے ملے تھے۔ تمہارا بایاں ہاتھ تمہارے گھوڑے کی باگ سے بندھا ہوا تھا اور گھوڑا تمہیں لئے ادھر ادھر پھرتا رہا تھا ورنہ تم اب تک ریت تلے دب کر ختم ہو چکے ہوتے۔ اب سنبھلو ہمارے ساتھ قبیلے میں چلو۔ اس لئے کہ تمہارا باپ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

○

ربیعہ کے مرنے کا سن کر عدی بیچارا کٹ کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر دشت عقوبت کی قہرانی، خاموش ظلمت کے عکس ہیولوں، آندھی کی شدت میں زلزلہ انگیزی، سینہ محفوظ رازوں میں درد کی چبھن جیسی کیفیت چھا گئی تھی۔ اس کی دہکتی سانسوں میں خیالوں کے خوفناک عفریت اور خون کی بارش میں جوش مارتے آگ کے بادلوں جیسی خوفناکی حلول کر گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کے خوبصورت راستوں پر عداوتوں کی آگ بھڑک اٹھی تھی اور موتیوں جیسی خواہشوں میں مجبوریوں کے سنگریزے برس پڑے تھے۔

چند لمحوں تک وہ کھویا سا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کچھ سوچا اس کے بعد اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو کر تپ اٹھا۔ جنونی انداز میں وہ اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا اور زخم خوردہ درندہ کی طرح غراتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

میں الزبا سے ربیعہ کا انتقام ضرور لوں گا اس نے ربیعہ کو قتل نہیں کیا بلکہ عدی بن

نصر کے دل میں زہریلا خنجر گھونپ دیا ہے میں اس بنو قسطورا کی حکمران ملکہ الزباء پر کسی نہ کسی طرح قابو حاصل کر کے اسے سرکش اونٹ کی طرح باندھ کر ماروں گا اس کے ساتھ ہی عدی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا ہوا اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور اپنے قبیلے کے ان دو جوانوں کے ساتھ وہ واپسی کا رخ کر رہا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے عدی بن نصر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں بنو ایاد کی بستیوں کے جنوبی حصہ میں داخل ہوا۔ جنوبی حصہ میں چونکہ میٹھے پانی کے کچھ کنوئیں اور چشمے تھے جن کی وجہ سے جہاں تک نگاہ تک کام کرتی تھی صحرا کے اندر نخلستانوں کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جگہ جگہ انگور اور کھجوروں کا گھنا منظر دیتے ہوئے باغات تھے اور میٹھے پانی کے چشموں اور کنوؤں کے قریب قریب گندم اور جو کی فصلیں بھی خوب پھیلی ہوئی تھیں۔

دوسرے دونوں ساتھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ عدی اپنے ان دونوں ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر ایک سادہ سے مکان میں داخل ہوا۔ صحن کے اندر دھوپ میں اس کا بوڑھا باپ بنو عیار کا سردار نصر بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ قبیلہ کے کچھ اور سرکردہ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عدی کو دیکھتے ہی اس کا باپ نصر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے پھر وہ میرا بیٹا میرا بچہ پکارتا ہوں عدی کی طرف بڑھا۔ عدی نے بھی اپنے گھوڑے کی باگیں چھوڑ دیں اور اپنے بوڑھے باپ کی طرف بھاگا۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹا پوری قوت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے جبکہ نصر اپنے بیٹے عدی کی پیشانی بار بار چوم کر اس سے اپنی محبت اور شفقت کا اظہار کر رہا تھا۔

پھر عدی اپنے باپ سے علیحدہ ہوا اور بھرائی ہوئی سی آواز میں اس نے پوچھا بابا میرے ماموں کو کیا ہوا اس کے بعد اس کے باپ نے دلگیر سی آواز میں جواب دیا۔ کیا کہوں بیٹے اس کے مرنے کی کچھ سمجھ نہیں آئی نہ وہ بیمار ہوا نہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا۔ اچانک موت نے اسے آ لیا۔ مرنے سے پہلے اس نے تمہیں بہت یاد کیا تھا۔ عدی بیچارے نے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا جذیمہ کے قاصد کہاں ہیں۔ اس پر نصر نے عدی کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا میں نے انہیں اس وعدے کے ساتھ واپس لوٹا دیا ہے کہ میرا بیٹا ملکہ الزباء کے پاس اس کے پہلوانوں سے مقابلہ کرنے گیا ہوا ہے جب وہ لوٹے گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اس پر عدی نے پریشانی میں اپنے باپ نصر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے باپ! کیا مجھے بنو ازد کے حکمران جذیمہ کے پاس جانا چاہیے۔ اس پر عدی

کا باپ نصر افسردہ ہو گیا کہنے لگا کوئی باپ اپنے بیٹے کو یوں اپنے آپ سے علیحدہ تو نہیں کرنا چاہتا۔ بنو ازد کا حکمران جذیمہ تمہیں مجھ سے ایک طرح سے خریدنا چاہتا ہے لیکن میں اپنے بیٹے کو کیونکر بیچ سکتا ہوں۔ دیکھ میرے بیٹے میرے بچے میرے فرزند بنو ازد کے حکمران جذیمہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے میرے ذہن میں ایک ترکیب اور تجویز ہے شاید اسے تم پسند کرو۔ عدی نے فوراً" جستجو اور حیرت کے سے انداز میں اپنے باپ سے پوچھا وہ کیسی ترکیب و تجویز ہے بابا۔

نصر کہنے لگا سن میرے فرزند جذیمہ اور اس کے قبیلے والے دو بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان دونوں بتوں کو ایک الہ تسلیم کرتے ہیں اگر تم کسی طرح ان دونوں بتوں کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ تو ہم جذیمہ کو کہلا بھیجیں گے کہ اگر جذیمہ نے ہم پر حملہ کیا اور عدی کو ہم سے مانگا تو ہم دونوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے ایسی صورت میں جذیمہ ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائے گا اور اپنے قبیلے کے دونوں بتوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ ہم سے تمہارا مطالبہ ہرگز نہیں کرے گا میرا خیال ہے کہ ہماری یہ ترکیب ضرور کامیاب رہے گی۔

سنو میرے بیٹے وہ دونوں بت جذیمہ کے مرکزی شہر شافیات کے شمالی حصہ میں ایک معبد کے اندر رکھے ہوئے ہیں اور وہ پتھر کے اتنے بڑے اور بھاری بت ہیں کہ کئی آدمی مل کر بھی انہیں اٹھا نہیں سکتے لیکن میں جانتا ہوں کہ تم طاقتور اور جنگلی گھوڑوں جیسا زور رکھتے ہو اگر تم کوشش کرو تو بنو ازد کے ان بتوں کو تم ان کے معبد سے نکال کر اور اونٹ پر لاد کر اپنے قبیلے میں لا سکتے ہو اس مقصد کے لئے تمہیں قبیلہ کا ایسا سرکش اونٹ مہیا کیا جائے گا جو ان دونوں بتوں کو لیکر بڑی آسانی سے ہمارے اور بنو ازد کے درمیان پڑنے والے صحرا کو عبور کر لے گا۔ سن میرے بیٹے میرے بچے کیا تم میری اس سوچ اس تدبیر سے اتفاق کرتے ہو۔ عدی خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو میرے باپ یہ ایک بہت اچھی اور کارآمد ترکیب ہے میرے باپ تم فکر نہ کرو مجھے امید ہے کہ میں کسی رات کی تاریکی میں بنو ازد کے وہ دونوں بت اس کے معبد سے نکال کر اور اونٹوں پر لادنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور پھر انہیں اپنے قبیلہ میں لے آؤں گا اور جب ان بتوں کو ہم یہاں لے آئیں گے تو پھر جذیمہ سے ہم اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کرا سکیں گے۔ اس پر نصر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر میرے بیٹے آج آرام کرو اور کل بنو ازد کی طرف روانہ ہو جانا تمہارے ساتھ قبیلہ کے دو ایسے جوان بھی کر دیئے جائیں گے جو تمہارے بعد قبیلہ کے طاقتور ترین جوان ہونے کا دعوی کر

سکتے ہیں تم تینوں جذیمہ کے شہر میں بنو لخم کے تاجروں کے بھیس میں داخل ہونا رات کی تاریکی میں معبد کے اندر جانا اور دونوں بت اٹھا کر لے آنا اسی طرح ہم جذیمہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عدی پیچھے ہٹا اپنے گھوڑے کو اس نے کھجور کے پتوں سے بنے ایک چھپر تلے باندھا پھر اس نے گھوڑے کی خرجین سے نقدی کی دونوں تھیلیاں نکال کر اپنے باپ کو تھماتے ہوئے کہا۔ سنو میرے باپ یہ گیارہ ہزار سرخ دینار ہیں جو میں نے بنو قسطور کی حکمران الزباء کے پہلوان سے مقابلہ جیت کر حاصل کئے ہیں ان سے تم اپنے قبیلے کے لئے بنو عم سے میٹھے پانی کے چشمے خرید سکتے ہو اور ایسا کرنے سے ہمارا قبیلہ بھی دوسرے عرب قبائل کی طرح خوشحال ہو جائے گا اور ہم ان سے کہیں بہتر اور اچھی فصلیں اگا سکیں گے۔

بوڑھے نے نقدی کی دونوں تھیلیاں لے لیں اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔

ابراہیم کا رب تمہیں تمہارے ہر مقصد میں کامیاب اور کامران نکالے گا۔ اس کے بعد نصر نے نقدی کی دونوں تھیلیاں اپنے ایک چوبی صندوق میں رکھ دیں اور باہر آ کر عدی سے کہا میں کل تمہارے ساتھ اس سرکش اونٹ کے علاوہ جس پر تم دونوں بت لاد کر لاؤ گے تین اور اچھے صحت مند اور جفاکش اونٹوں کا بندوبست کرنے جاتا ہوں جن پر تم اور تمہارے دونوں ساتھی سوار ہو سکو گے تم اتنی دیر تک نہالو پھر کھانا کھاتے ہیں اس کے ساتھ ہی عدی کا باپ نصر اپنے مکان سے باہر نکل گیا۔ عدی بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکان سے نکلا اور نہانے کے لئے قبیلے کے چشمے کی طرف چلا گیا تھا۔

○

دوسری طرف بنو مسطور کی ملکہ الزباء کو اس کے جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ عدی خانہ بدوش قبیلے کی لڑکی سے محبت کرتا ہے جس کا نام ربیعہ ہے ملکہ الزباء چونکہ خود بھی عدی کو پسند کرتی تھی لہذا وہ اپنے راستے سے ربیعہ کی دیوار برداشت نہ کر سکی اس نے سپاہیوں کا ایک دستہ خانہ بدوش قبیلہ کی طرف یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ ربیعہ کو قتل کر دیا جائے اور خانہ بدوشوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ صحرا کے اس حصہ سے اپنا پڑاؤ ہٹا لیں اور کبھی صحرا کے اس حصہ کا دوبارہ رخ نہ کریں بلکہ کسی ایسی سمت نکل جائیں جہاں عدی کبھی بھی انہیں تلاش نہ کر سکے۔

الزباء کا وہ فوجی دستہ جب خانہ بدوش قبیلہ میں داخل ہوا اور ربیعہ کو قتل کرنا چاہا تو اس فوجی دستہ کا کماندار اس خانہ بدوش مغنی کا جاننے والا نکلا اس کی التجا پر ربیعہ بیچاری قتل ہونے سے تو بچ گئی تھی تاہم اس دستے کے کماندار نے اس مغنی کو سمجھا دیا تھا کہ وہ اپنے قبیلہ کو لیکر وہاں سے کوچ کر جائے اور پھر کبھی اس طرف کا رخ نہ کیا جائے اور یہ کہ ہر طرف یہ مشہور کر دیا جائے کہ ربیعہ قتل کر دی گئی ہے۔

اس کماندار نے مغنی کو یہ بھی مشورہ دیا کہ یہاں سے کوچ کر کے صحرا کے کسی ایسے دشوار گزار راستے سے ہو کر کہیں اور پڑاؤ کرے تاکہ الزباء کا اگر کوئی اور دستہ ان کی تلاش میں روانہ ہو تو وہ انہیں تلاش نہ کر سکے اس کماندار نے خانہ بدوش قبیلہ کے مغنی پر یہ بھی انکشاف کیا کہ بنو قسطورا کی ملکہ عدی سے عنقریب شادی کرنے والی ہے۔

یہ خبر ربیعہ پر بجلی بن کر گری تھی۔ اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ عدی اس سے دھوکہ کرے گا تاہم اس نے صحرا میں تپتے کسی اکیلے اور تنہا درخت کی طرح چپ سنجیدگی سادھ لی تھی۔ اس کی مسکراہٹیں مرجھائے ہوئے پھولوں کی مانند بکھر کر رہ گئی تھیں اوز اس کے ہونٹ سل گئے تھے۔ صحرا کے اندر وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے اور مغنی جب عنبورا بجاتا تو وہ خاموش کھڑی آنسو بہاتی رہتی اور اس ماحول کو دیکھتی رہتی اس کی نگاہوں اس کے دل اور اس کے ذہن کو عدی کا انتظار تھا اور اب اس کی التجا پر اور بوڑھے عوف کے کہنے پر قبیلہ اس دشوار گزار صحرا کا ایک لمبا چکر کاٹ کر یو اید کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ربیعہ کو یقین تھا کہ عدی ضرور اپنے قبیلے میں چلا گیا ہو گا لہٰذا وہ اس کے قبیلے میں جا کر اس سے ملنا چاہتی تھی۔ اس طرح وہ خانہ بدوش قبیلہ سفید ریت کے اس اندھے صحرا میں قیام و کوچ کرتا ہوا اور منزل پر منزل مارتا ہوا اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○

سرائے میں قیام کے دوران یوناف اور یبوسا جب ہندوستان کے ان گانے والوں کے کمرے کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کمرے کے دروازے پر قفل لگا تھا۔ دن میں کئی بار یوناف اور یبوسا اس کمرے کا طواف کرتے رہے۔ کمرہ مقفل ہی رہا۔ شام کے قریب جب وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے تو وہ بوڑھا گانے والا ان کے کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی یوناف نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔

میں اور میری بیوی یبوسا دن میں کئی بار تمہارے کمرے کی طرف گئے لیکن جب بھی

ہم نے تمہارے کمرے کا جائزہ لیا وہ باہر سے مقفل ہی تھا۔ کیا تم لوگ کہیں گئے ہوئے تھے۔ اس پر وہ بوڑھا ایک نشست پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ دراصل ہم صبح سے لیکر تقریباً" شام تک ملکہ الزباء کے محل میں رہتے ہیں۔ ہماری طرح دوسرے ملکوں سے آئے مغنی اور سازندوں نے بھی اس سرائے کے اندر قیام کر رکھا ہے اور سرائے میں جس قدر اخراجات ہم پر اٹھتے ہیں وہ سب ملکہ کی طرف سے برداشت کئے جاتے ہیں۔ سارے ملکوں سے آئے ہوئے مغنی اور سازندے صبح سے لیکر شام تک ملکہ کے محل میں موجود رہتے ہیں اور باری باری اپنے گیتوں اور اپنے سازوں سے ملکہ کو محظوظ کرتے رہتے ہیں۔ اب شام کے قریب وہاں سے ہماری جان چھوٹی ہے تو سرائے میں آئے ہیں اور میں سیدھا تم دونوں میاں بیوی کے کمرے کی طرف آیا ہوں اس لئے کہ میں نے آج باقی ماندہ حالات کہنے کا وعدہ کیا تھا۔

یوناف اس بوڑھے گانے والے کی اس گفتگو پر بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا میرے بزرگ تیرا انتہائی شکریہ۔ دیکھو اگر تم اپنے لئے دشواری محسوس نہ کرو تو سب سے پہلے میں چینی مذاہب کے متعلق تم سے کچھ سننا پسند کروں گا۔ اس پر بوڑھے گانے والے نے گلا کھنکار کر اپنا گلا صاف کیا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو میرے بچوں چین کی تاریخ تقریباً" دو ہزار سات سو قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ قدیم گیتوں کی جو نامکمل کتابیں دستیاب ہوئی ہیں اور چین میں جو شیہ جنگ کہلاتی ہیں اور ایرانی تاریخ اسناد میں جو شوجنگ کے نام سے موسوم ہیں ان کے بارے میں یہ عمومی اعتقاد ہے کہ یہ سب کنفیوشس کے زیر ادارت مدون کی گئی ہیں اور دوسری روایات بھی انہی کتاب سے ملتی ہیں جو اس امر کی شاہد ہیں کہ قدیم چین میں توحید پرستی کا دور دورہ تھا اور وہ ایشور یعنی خدائے واحد اور قادر مطلق یا حاکم مطلق کے نام سے خداوند کو یاد کرتے تھے اسی ذات نے کائنات پیدا کی ہے اور وہ جزا اور سزا کے قائل تھے۔

کچھ عرصہ بعد مذہب اپنی خوبیاں کھو بیٹھا تھا۔ اس کی جگہ شرک نے لے لی اور عقل کی جگہ توہمات اور رسومات نے۔ ذات مطلق کے حضور قربانی خصوصاً" بیلوں کی قربانی کا رواج ہوا۔ واقعات اور حادثات کی خبر پہاڑوں پر آگ جلا کر بھیجی جاتی تھی اور یہ بات ایمان میں شامل ہو گئی کہ آگ کا دھواں زمین کے باسیوں کی مصیبت اور مسرتوں کی روداد ذات باری تعالٰی سے بیان کرتا ہے۔ طبعی طاقتیں آندھی' رات' دریا اور زمین بھی لائق پرستش قرار دے دیئے گئے۔ اس طرح چینی مذہب کے اندر بہت سے شرک شامل کر لئے گئے تھے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا خاموش ہوا تو یوناف کہنے لگا۔

میرے بزرگ کیا تم بھی یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ خدا واحد ہے اور لا شریک ہے اس پر

بوڑھا گانے والا بولا یقیناً" ہم بدھ مت کے پیروکار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ مالک خدائے واحد ہے وہ قادر مطلق اور حاکم اعلیٰ ہے اور اس کائنات میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ بوڑھے کا یہ جواب سن کر یوناف بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا۔ میرے بزرگ تمہارے اس جواب نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب تم آگے کہو کیا کہتے ہو۔ جواب میں پھر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

چینی مذاہب میں سے پہلے ہم تاؤ ازم کا ذکر کرتے ہیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح تک جب چین مذہبی اور سماجی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا تھا تو اس ظلمت اور گمراہی کے دور میں دو عظیم مذہبی راہنما ایک دوسرے کے بعد پیدا ہوئے ایک لاؤزے جو تاؤ مت کا بانی ہے اور دوسرا کنفیوشس پہلے ہم تاؤ ازم کا ذکر کرتے ہیں۔ تاؤ ازم کا بانی لاؤزے 604 قبل مسیح میں تشو کے صوبہ میں پیدا ہوئے۔ لاؤزے کے لفظی معنی ہیں بوڑھا فلسفی یا بوڑھا لڑکا۔ لاؤزے اسے اس بنا پر کہا جاتا تھا کہ اس کے بال پیدا ہوتے وقت بھی سفید تھے۔ اس لاؤزے کا اصل نام لی پہ یانگ تھا جس کے معنی بیر کے ہیں گو یہ کنفیوشس سے پہلے پیدا ہوا لیکن کنفیوشس کا ہم عصر بھی تھا اس نے بڑی لمبی عمر پائی اور اگلی صدی کے اختتام تک زندہ رہا۔

اس کی پیدائش کے متعلق عجیب و غریب افسانے بنے ہوئے ہیں کہ وہ 81 سال تک ماں کے پیٹ میں رہا اور جب وہ پیدا ہوا تو اس کا سر سفید اور عقل پختہ تھی یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسے ایک کنواری نے جنم دیا اس کے بارے میں جو قلیل معلومات موجود ہیں ان کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔

افلاس اور غربت کی وجہ سے اس لاؤزے نے جو خاندان کی تاریخی دستاویزات کے محافظ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ جہاں اسے کتب کا مطالعہ کرنے کا خوب موقع مل گیا۔ جب اپنی تعلیمات کی اشاعت شروع کی لوگوں نے اسے لاؤزے یعنی بوڑھے فلسفی کا لقب دیا اور اسی لقب سے یہ مشہور ہو گیا۔

حاکمان ملک کی دغا بازیوں اور ان کے ظلم و ستم سے نالاں لاؤزے نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا اور لنگ پو کی پہاڑیوں پر اس نے سکونت اختیار کرتے ہوئے گوشہ نشینی اور تنہائی گیری کی زندگی بسر کرنی شروع کر دی تھی۔ کوہستانی سلسلہ کے جس درہ کے قریب لاؤزے نے رہائش اختیار کی تھی اس درہ کے محافظ نے لاؤزے سے درخواست کی کہ وہ اپنی تعلیمات کے بنیادی اصول اسے لکھوا دیا کرے۔

اس طرح لاؤزے نے اپنے فلسفیانہ خیالات لکھوا دیئے تھے جو ایک کتابی شکل کی

صورت اختیار کر گئے اور اس کتاب کا نام تاؤتی چنگ رکھا گیا جس کے معنی بنتے ہیں خداوند کے سیدھے راستے کی کتاب۔ کتاب کے مرتب ہونے کے بعد لاؤزے کے ان فلسفیانہ خیالات کو تاؤ ازم کا نام دیدیا گیا۔

میں نے چین میں قیام کے دوران لاؤزے کی کتاب تاؤ کی چنگ(۱) کا مطالعہ بغور کیا تھا اور اب بھی جو کچھ میں نے اس کے اندر پڑھا وہ مجھے یاد ہے جو کچھ پڑھا وہ تمہیں تفصیل کے ساتھ سناتا ہوں۔

اب میں تم لوگوں کو تاؤ ازم کی تعلیمات سے متعلق کچھ روشنی ڈالتا ہوں میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ چینی زبان میں تاؤ خدا آفاقی عقل کل یا بے علت العلل کو کہتے ہیں۔ لاؤزے نے اپنی کتاب میں لفظ تاؤ خداوند قدوس کے لئے ہی استعمال کیا تھا۔ تاؤ یعنی خدا سے متعلق لاؤزے نے اپنی کتاب سے تمام کائنات کی عظمت اور شان و شوکت قائم ہے چاند اور سورج اپنے مدار پر اسی کی وجہ سے گھومتے ہیں۔ وہی ننھے ننھے کیڑوں کو زندگی بخشنے والا ہے۔ تاؤ کا جسم نہیں وہ ایک لطیف شے ہے۔ تمام اجسام اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اس کی اپنی کوئی آواز نہیں تمام آوازیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ تاؤ غیر متحرک ہے۔

تاؤ فلسفہ کے بانی لاؤزے نے خداوند کی صفات کو نہایت عمدگی سے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ تاؤ ہی آسمان کا سہارا دینے والا اور زمین کا بچھانے والا ہے۔ اس کی نا کوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہا۔ اس کی بلندی ناپی نہیں جا سکتی اور نا ہی اس کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ تمام کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وہ بے حد لطیف اور باریک ہے ہر شے میں اس طرح موجود ہے کہ جس طرح پانی دلدل میں ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی پستی تاؤ ہی کے دم سے قائم ہے۔ جانوروں کا چلنا' پرندوں کا اڑنا' چاند اور سورج کی روشنی کی گردش سب اس کے فیض کے کرشمے ہیں۔

(۱) موجودہ دور میں یہ کتاب پانچ ہزار لفظوں پر مشتمل ہے اور اس کے اکیس باب ہیں اور سب محققین کی رائے ہے کہ یہ لاؤزے کی اصل کتاب کا مخرب اور تبدیل شدہ نسخہ ہے اور کچھ اسے سراسر ناقابل اعتماد قرار دیتے ہیں۔ اس امر کی صداقت کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نظریہ انتہا پسندانہ ہے۔ گزشتہ صدیوں کے فروگزاشتوں اور اضافے کی گنجائش قبول کرتے ہوئے یہ ماننا پڑے گا کہ اس کتاب کا بہت سا حصہ لاؤزے کے اپنے اقوال پر مبنی ہے اور اب تو اس میں بہت اضافہ اور تفریق کی گئی ہے۔

بہار کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں وہی چلاتا ہے اور برسات کی سہانی بارش وہی برساتا ہے۔ پرندوں کے انڈے وہی لاتا ہے ان انڈوں سے بچے وہی نکالتا ہے۔ جب درختوں سے پتیاں نکلتی ہیں۔ انڈوں سے بچے نکلتے ہیں اور رحم سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب کام خود ہی ہو رہے ہیں کیونکہ کرنے والے کا ہاتھ ہم کو نظر نہیں آتا تاہم یہ سارے کام تاؤ ہی کے ہیں کہ تاؤ دھندلے سے سائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

تاؤ کا جسم نہیں اس کے ذرائع غیر محدود اور پوشیدہ ہیں لیکن تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے۔ اس سے کبھی کوئی بیکار اور غیر محفوظ کام نہیں ہوا۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا کہتے کہتے پھر سانس لینے کو رکا۔ اس کے بعد پھر وہ یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

گو خداوند کی پہچان اور تاؤ کی معرفت کے سلسلے۔ میں لاؤزے کا تاؤ بہت مبہم ہے اور وہ فہم سے بالاتر ہے۔ اس کے متعلق وہ خود کہتا ہے کہ تاؤ کے متعلق معلومات حاصل کرنا یا اس کی معرفت تک پہنچنا مشکل کام ہے کیونکہ اس کا اصول قوت بازو پر منحصر ہے اور نا ہی دوسروں کی مدد پر کیونکہ جو تاؤ کے متعلق بتلاتے ہیں وہ اس کی بابت کچھ نہیں جانتے ہیں کہ جو جانتے ہیں وہ اس کے متعلق گفتگو نہیں کرتے۔ تاؤ کے متعلق ہم سب یہ جانتے ہیں کہ وہ ہے اور اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جان سکتے۔ تاوقتیکہ اس کے جاننے سے پہلے ہم سب کچھ جان نہ لیں۔

جہاں تک تاؤ ازم میں اخلاقیات کا تعلق ہے تو اخلاقی تعلیم کا اہم پہلو جہاں تک عدم مداخلت کو قرار دیا گیا ہے۔ لاؤزے کا قول ہے کہ اگر بنی آدم اس اصول کو اپنا لیں تو جنگ و جدل، حرص و ہوس اپنی موت آپ مرجائیں گے اس نے انکساری اور محبت کا سبق دیا اور خود ادعائی اور بالا دستی کو برا اور مذموم قرار دیا۔

وہ کہتا ہے کہ اگر تم کسی سے جھگڑا نہیں کرو گے تو کوئی تم سے جھگڑا نہیں کرے گا۔ اگر کوئی تکلیف بھی پہنچائے تو اس سے نیکی کرو۔ جو اچھے ہیں میں ان سے اچھا ہو اور جو برے ہیں میں ان سے بھی اچھا ہوں۔ لہٰذا سب کو اچھا ہونا چاہیے۔ جو مخلص اور راست باز ہیں میں بھی ان سے مخلص اور راست باز ہوں اور جو مجھ سے مخلص اور راست باز نہیں ہیں میں ان سے بھی مخلص اور راست باز ہوں۔ نرم و نازک ترین شے دنیا میں سخت ترین شے کو توڑ ڈالتی ہے۔ دنیا میں پانی سے زیادہ نرم شے نہیں لیکن سخت ترین چٹانوں کو پانی کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

لاؤزے کا خیال ہے کہ اصلاح سزا سے نہیں ہو سکتی اس کا یہ دعویٰ ہے کہ محبت اور نرمی سے بڑے بڑے گناہ گاروں اور سرکش انسانوں کو راہ راست پر لایا جا سکتا ہے۔ لاؤزے نیکی کرنے والے کو پانی سے تشبیہہ دیتا ہے کہ بنی آدم میں سب سے اچھا پانی کی مانند ہے پانی ہر شے کو فائدہ دیتا ہے اور کسی سے مقابلہ نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ ایسی جگہوں میں جمع ہوتا ہے جو انتہائی حقیر سمجھی جاتی ہیں۔ لاؤزے کے نزدیک سب سے بہترین وہ شخص ہے جو بنی آدم سے محبت کرے اور کسی سے نفرت نہ کرے۔

جذبات کے سلسلہ میں لاؤزے سفلی جذبات اور خواہشات پر غلبہ پانے پر زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جو دوسروں پر غالب آجاتا ہے وہ قوی ہے اور جو خودبخود غالب آ جاتا ہے وہ قوی تر ہے اور اس دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنی خواہشات کا غلام بن کر رہ جائے۔ لاؤزے کہتا ہے کہ لالچ سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اور حرص سے بڑھ کر کوئی وبال نہیں ہے۔

سنو یوناف اور بیوسا میرے عزیزو! لاؤزے حیات بعد الموت کا قائل ہے۔ وہ دوسری زندگی کو خوشگوار تبدیلی قرار دیتا ہے۔ لاؤزے کا کہنا ہے کہ موت ہر ذی حیات پر لازمی آئے گی اس وجہ سے اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ ایک موقع پر لاوزے اپنی کتاب میں کہتا ہے۔

موت اور زندگی میں وہی تعلق ہے جو جانے اور آنے میں ہے۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس دنیا سے کوچ کرنے کے معنی دوسری دنیا میں پیدا ہونے کے نہیں ہیں اور کیا انسان زندگی سے محبت کر کے ایک بہت بڑے فریب میں مبتلا نہیں ہے میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں مرجاؤں تو میری زندگی اس زندگی سے زیادہ خوشگوار ہو گی۔ جو پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ افسوس کہ انسان موت کی ہولناکیوں سے تو واقف ہے لیکن اس کی راحتوں کو نہیں جانتا۔ انسانی زندگی کا تابناک پہلو بھی یہی ہے کہ ازل ہی سے موت تمام انسانوں کو نوشتہ تقدیر بنی ہو گی ہے۔ موت نیکوں کے لئے سکون اور بروں کے لئے پردہ ہے۔ موت گھر کی طرف واپسی کے مترادف ہے مردہ وہ ہیں جو اپنے گھروں کو جا پہنچے اور زندہ ابھی تک اس دنیا میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

حکمرانوں سے متعلق لاؤزے اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بدترین حکومت وہ ہے جس میں فلاسفر حکمران ہوں کیونکہ فلاسفر اپنے علم کو بدی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لاؤزے نے شاید یہ نظریہ اور خیال اپنے دور کے برے فلاسفروں کو دیکھ کر پیش کیا تھا کیونکہ وہ اپنے علم کو لوگوں کی ہدایت کے بجائے بدی اور برائی کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان کو دیکھ کر

یہ نظریہ پیش کیا کہ حکمران سیدھا سادہ اچھا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی رعایا کو اپنے طرز عمل خود مرتب کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ جس سے لوگوں کی مخفی استعدادیں اور اخلاقی قوتیں اپنا عمل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

لاؤزے فطرت سے لگاؤ کے متعلق بڑا زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جس طرح فطرت میں تمام چیزیں خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہیں اسی طرح انسان کو بھی بغیر کسی حرص اور شہرت کا خیال کئے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔ اس سے سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ جہاں تک تاؤ ازم کا تعلق ہے اور لاؤزے کے فلسفہ کا تعلق ہے تو یہ انسانی زندگی کے لئے ایک بہترین روشنی' رہبری اور راہنمائی(1) ہے۔

لاؤزے کے فلسفہ میں صرف لفظ تاؤ ہر قسم کی شرک اور بدی کی نفی کرتا ہے۔ یہ لفظ خداوند قدوس کی ذات کی عکاسی کرتا ہے لیکن لاؤزے کے بعد تاؤ ازم کے پیروکار کئی دیوتاؤں اور ارواح کو ماننے لگ گئے۔ جبکہ یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ لاؤزے ایک ازلی اور ابدی روحانی ہستی کا قائل تھا۔

لاؤزے اپنے فلسفہ میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ یہ دل و جان ایک ہی ہستی سے لپٹے رہو۔ تو تاؤ تمہاری یاد سے محو نہیں ہو گا۔ اپنی تمام تر قوت اور توجہ حصول شرافت پر مرکوز رکھو۔ تو ہی تم نوزائیدہ بچہ کی طرح ہو سکو گے۔ اپنی بصیرت وجدان اور ضمیر کو پاک و صاف رکھ کر ہی تم کمال حاصل کر سکتے ہو۔ رعایا پر شفقت اور نظام امور سے حکومت کے قیام و دوام کی مشکلات پر غلبہ حاصل کر سکو گے۔

تاؤ مت کے ایسے پیغامات اور دوسرے فلسفہ کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لاؤزے ایک سچے خدا پر ایمان رکھتا تھا اور اس کی رضا کے تابع کرنے میں ہی عظیم تر نیکی قرار دیتا تھا۔ وہ لوگوں کو خدا کی محبت اور عشق میں قائم رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو خدا کی محبت اور عشق میں قائم رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ تاؤ ازم کی اخلاقی تعلیم اخلاق کے ان ہمہ گیر اصولوں پر حاوی ہے جو تمام الہامی مذاہب کی روح ہیں۔

---

(1) لاؤزے کے بعد اس کے پیش کردہ نظریات میں تبدیلی اور انقلاب لانے کی کوشش کی گئی لوگوں نے لاؤزے کے کلام کو کھنگالتے ہوئے کوئی حیات جاودانی کا نسخہ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرنے میں انہیں مایوسی ہوئی لیکن وہ اس کام میں لگے رہے چنانچہ لاؤزے کے پانچ سو سال کے بعد ایک شخص چنگ تاؤلنگ نے یہ اعلان کیا کہ اس نے ایک ایسا شربت تیار کر لیا ہے کہ جو شخص اس کو پی لے گا وہ حیات جاودانی سے ہمکنار ہو کر رہ جائے گا۔ لوگ چونکہ پہلے ہی حیات جاودانی کے لئے تگ و دو کر رہے تھے لہذا اس شخص کی طرف لوگوں نے بڑا دھیان دیا اور یہ شخص تاؤ کے پیروکاروں کا معبود بن گیا۔ اس طرح تاؤ مت میں شرک' بت پرستی اور توہم پرستی نے جگہ حاصل کر لی تھی۔

امراء کے مظالم اور تشدد کے دور میں لاؤزے نے نیکی سکون عدم مداخلت اور صلاح پر زور دیا ایک ایسے سماج میں جہاں خود غرضی لوٹ کھسوٹ اور نفسانفسی کا دور دورہ تھا لاؤزے نے بدی کا بدلا نیکی سے چکانے کو فرض قرار دیا۔ تاہم لاؤزے کے فلسفہ میں اب تبدیلی کر دی گئی ہے اور اسے ایک مکمل دین کی صورت سے ہٹا کر اس کے اندر کفر و الحاد اور توہم پرستی شامل کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے تاؤ ازم کا مطالعہ کرنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ نئی زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔

یہاں تک کہنے کے بعد گوتم بدھ کا وہ بوڑھا پیروکار اور گانے والا تھوڑی دیر دم لینے کے لئے پھر رکا۔ اس کے بعد وہ یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تاؤ ازم کے بانی لاؤزے کے حالات تھے۔ اب میں تمہیں چین کے دوسرے بڑے مذہب کے بانی کنفیوشس سے متعلق روشنی ڈالتا ہوں۔

میں پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ چین کے دو مذہب تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم زیادہ مشہور ہیں لیکن کنفیوشس کے مذہب نے چین پر دیرپا اثرات چھوڑے ہیں ایسے انقلابی دور میں زندگی بسر کرتے ہوئے جبکہ امراء کی باہمی لڑائیاں زوروں پر تھیں۔ کنفیوشس نے سماجی یکجہتی اور توازن پر زور دیا سماجی ہم آہنگی کی اہمیت کی نشاندہی کی وہ اپنے ہم وطنوں کی نظر میں رہبر اعظم یا حکیم الحکماء کا درجہ رکھتا ہے۔

کنفیوشس بحیثیت فلاسفر چین کی ایک سلطنت لیو کے ایک قصبہ کوفو میں 550 سال قبل مسیح پیدا ہوا۔ بچے کی پیدائش کے وقت والدین اپنی عمر کی سترویں بہار دیکھ چکے تھے۔ جب کنفیوشس 3 سال کا ہوا تو باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس عہد کے سربر آوردہ قبیلہ "کے" نے اس کی پرورش کی جب انیس سال کا ہوا تو اس نے شادی کر لی۔

چار سال بعد اپنی بیوی کو اس نے طلاق دیدی اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی۔ سب سے پہلے کنفیوشس حکومت کے مال خانہ میں ملازم ہوا ایک سال کے اندر ہی اپنی عمدہ کارگزاری کی بنا پر زراعت اور جانوروں کے چرواہوں کا نگران مقرر کر دیا گیا۔

ملازمت کے دوران تاریخ' ادب' شاعری اور سیاست سے متعلق خوب مطالعہ کیا جب 27 سال کا ہوا تو اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر تعلیم و تدریس کا پیشہ اختیار کر لیا۔

وہ جلد ہی ہزاروں شاگردوں کا ہادی بن گیا اور اس کی تعلیم سقراط کی طرح زبانی ہوا کرتی تھی اس کی تعلیم اور رشد و ہدایت کا اتنا چرچا ہو گیا کہ صوبہ لیو کے وزیر نے بستر مرگ پر اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ وہ کنفیوشس سے تعلیم حاصل کرے۔

اس زمانہ میں جس سلطنت میں کنفیوشس رہ رہا تھا اس کے 3 مقتدر خاندانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ انجام کار وہ امیر جس کی ملازمت میں کنفیوشس تھا۔ شہربدر کر دیا گیا۔ کنفیوشس اس کے ساتھ قریبی صوبہ تسی میں چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ واپس لیو میں آ گیا لیکن اسے مناسب ملازمت حاصل کرنے میں 15 سال لگ گئے۔ 51 سال کی عمر میں شہر چنگ تو کا قاضی بنا دیا گیا۔ نہایت ہی ایمانداری اور دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دیئے ایک مثالی نظامیہ اور عدلیہ قائم کرنے میں کامیابی اس کا حصہ تھی۔ ملک میں امن و امان کا پرچم لہرانے لگا۔ امراؤں کی بالادستی اور رشوت خوری کا بازار ماند پڑ گیا۔ جرائم اور بد اخلاقی ناپید ہو گئی۔ اپنی ملازمت کے دوران کنفیوشس انہی اصولوں پر کار بند رہا۔ جس کی تعلیم خود دیتا تھا۔ عدل و انصاف پر مبنی طرز عمل سے ان کے بدخواہ پیدا ہو گئے جو بڑی چالاکی اور عیاری سے اسے شکست دینے میں لگ گئے تھے۔

کنفیوشس کے حاسدوں نے آخر کار یہ کیا کہ سلطنت لیو کے حکمران کے دربار میں انہوں نے چند حسین و جمیل رقاصائیں پیش کیں۔ لیو کا حکمران ان رقاصاؤں کے ساتھ عیاشی میں ایسا کھو گیا کہ امور سلطنت سے قطعاً" غافل ہو گیا اور ہمہ وقت ان رقاصہ لڑکیوں کی محفل میں مشغول رہنے لگا تھا۔ ان حالات میں کنفیوشس کا اسے سمجھانا اور تنبیہہ کرنا ناگزیر عمل ہو گیا تھا۔ جب کنفیوشس نے ایسا کیا تو حاکم اور اس کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے کچھ عرصہ بعد اختلافات اس قدر بڑھ گئے کہ حاکم نے اسے تمام اختیارات سے محروم کر کے ملک بدر کر دیا تھا۔

497 قبل مسیح سے اس کی سرگردانی کا دور شروع ہوا اپنے چند شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ اس نے جگہ جگہ غریب الوطنی میں زندگی بسر کی۔ اکثر اسے اپنی جان کا خطرہ در پیش رہتا تھا۔ کسمپرسی اور مفلسی کے دن ختم ہونے میں نہ آتے تھے۔ یہاں تک کہ لیو کی سلطنت میں ایک انقلاب برپا ہوا پہلے عیاش امیر کو لوگوں نے تخت و تاج سے محروم کر دیا اور گائی نام کا ایک شخص سلطنت لیو کا حکمران بنا۔ اس نے 483 قبل مسیح میں کنفیوشس کو بڑے عزت و احترام کے ساتھ اپنے شہر میں بلایا اور کنفیوشس سے التماس کی کہ وہ لوگوں کی اصلاح اور تعلیم کا سلسلہ شروع کرے۔ اس طرح ایک بار پھر کنفیوشس نے سلطنت لیو میں لوگوں کی اصلاح کا کام شروع کیا اور 478 قبل مسیح کنفیوشس نے یہی کام کرتے ہوئے وفات پائی۔

بدھ مت کا وہ بوڑھا پیروکار جب تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ تمہاری بڑی مہربانی کہ تم نے مجھے کنفیوشس کی زندگی

کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اس کی تعلیمات، خدا، موت کے بعد کی زندگی اور دوسرے عوامل پر اس کے پیغام پر روشنی ڈالو۔ اس پر بوڑھا کہنے لگا۔ کیوں نہیں۔ پھر وہ کھنکار کر گلا صاف کر کے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو' چینی زبان کے دو الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور خداوند کی ہستی کے تصور کو ظاہر کرتے ہیں ایک شنگتی جس کے معنی حاکم مطلق کے ہیں اور ایک ٹی ین یعنی آسمان۔ کنفیوشس نے اپنی تقریروں میں ٹی ین کے الفاظ کو اکثر استعمال کیا ہے۔ جو خدا کی پروردگاری اور لا محدودیت پر دلالت کرتا ہے۔

کنفیوشس کی تعلیم کے مطابق خدا ایسے قانون واضح اور نافذ کرتا ہے جن کے ذریعے کائنات وجود میں آئی ہے اور اپنے مقررہ وقت تک قائم رہے گی۔ وہ اپنی شریعت انسان پر عیاں کرتا ہے جن پر عمل کر کے انسان مقصد حیات اور حیات ابدی حاصل کر سکتے ہیں۔

کنفیوشس نے ایسے زمانے میں خدائے واحد کا نام سربلند کیا جبکہ چین میں فطرتی مظاہر ارواح خبیثہ اور باپ دادا کی روحوں کی پرستش کا رواج تھا۔ اس زمانہ میں کنفیوشس نے کہا خدا ہی حقیقی پناہ گاہ ہے جس کی تلاش ہمیشہ سے جاری ہے جو خدا کو ناراض کرتا ہے اس کی نجات مشکل ہے۔ کنفیوشس خدا پر واضح ایمان اور توکل رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر خدا چاہتا کہ یہ تمدن مٹ جائیں تو وہ ایک ذی نفس بھی اس روئے زمین پر نہ چھوڑتا جو اس تمدن کو قائم رکھ سکتے اور نہ کسی کو اس کی جانب توجہ کرنے کی توفیق دیتا کیونکہ خدا نے اسے مٹنے نہیں دیا لہٰذا کوانگ کے باشندے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

کنفیوشس کے نزدیک تقویٰ اور راضی بہ رضا الٰہی ہونا ہی صراط مستقیم ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے چالیس سال کی عمر تک سب ذہنی الجھنوں پر غلبہ پا لیا اور پچاس سال کی عمر میں مجھے خداوند کا عرفان حاصل ہوا۔ خدا نے مجھے قدیم دانائی بخشی لہٰذا اب مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ نور و ہدایت ہمیں خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعے ہم اپنا اور نسل آدم کا احیاء کر کے انسانی کمال تک پہنچ سکتے ہیں۔

یہ تو کنفیوشس کا خداوند قدوس کے متعلق نظریہ ہے۔ حیات کے بعد موت کے متعلق کنفیوشس نے کہا کہ اچھے بادشاہ اور نیکوکار جنہوں نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کئے ہوں گے مرنے کے بعد انہیں آسمان پر خدا کی قربت نصیب ہو گی۔ جو خاندان نیکی کرتا ہے وہ یقیناً" بے انتہا خوشیاں جمع کرے گا جو گھرانہ برائیوں کے درپے ہوتا ہے اسے غیر محدود غم اور افسوس سے سابقہ پڑے گا۔

انسان دوستی سے متعلق بھی کنفیوشس کے بڑے اعلیٰ پائے کے خیالات ہیں۔

کنفیوشس انسان کو ہر چیز کا معیار سکھاتا ہے اس کا قول ہے سچائی کی عظمت انسان سے ہے نہ کہ انسان کی عظمت سچائی سے۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ انسان طبعاً" نیک ہے اور وہ نیکی کے لئے رغبت رکھتا ہے۔ اگر حکمران اور اعلیٰ طبقے اس کے سامنے اچھی مثال قائم کریں۔ پیدائشی اور موروثی گناہ کے مابعد از طبیعاتی نظام سے اس کا کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ وہ نیکی اور انسان کا دوست ہیں۔ کنفیوشس خوب جانتا ہے کہ انسان بغیر کسی الزام کے بوجھ کے کافی دکھی ہے اور ہمیشہ تمام ان خطرات اور بد کردار فرمانبرداروں سے دو چار رہا ہے وہ ہمیشہ انسانوں کا معاون رہا ہے اور پزیرانہ صلاحیتوں پر اعتماد رکھتا ہے۔

کنفیوشس انسانوں کو دو طبقوں میں تقسیم کرتا ہے ایک کو وہ انسان اعلیٰ اور دوسرے کو پست انسان کہتا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ انسان اعلیٰ اپنی روح کو عزیز رکھتا ہے اور انسان اپنی دولت اور جائیداد کو۔ انسان اعلیٰ کو یاد رہتا ہے کہ کس طرح اور کب کوتاہیوں کی سزا ملی لیکن پست آدمی صرف یہ یاد رکھتا ہے کہ اسے کیا کیا انعام اور بدلے میں ملے۔ انسان اعلیٰ کوتاہی کا الزام اپنے ذمے لیتا ہے اور کم تر آدمی دوسروں کے سر تھوپتا ہے۔ انسان اعلیٰ باعظمت باوقار اور نیک ہے اور مغرور نہیں ہوتا۔ پست آدمی مغرور ہوتا ہے اور ہر عصمت اور وقار سے خالی ہوتا ہے۔ انسان اعلیٰ دوسروں کی رائے کے بارے میں فراخدلی سے کام لیتا ہے لیکن مکمل طور پر ان سے متفق نہیں ہوتا پست آدمی دوسروں سے متفق ہوتا ہے لیکن ان سے کشادہ دلی نہیں بلکہ بخل سے کام لیتا ہے۔ انسان اعلیٰ کا ارادہ پختہ ہوتا ہے لیکن جھگڑالو نہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھتا ہے مگر دھڑے بندی سے الگ رہتا ہے۔

انسان اعلیٰ کے کردار کی علامت بنی نوع انسان سے ہمدردی اور شفقت ہے دوسروں کی نیکی۔ قابلیتوں سے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ خود ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ اپنے سے کمتر انسان کو دیکھتا ہے تو اپنے اوپر نظر ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ دوسروں میں جو برائیاں نظر آتی ہیں وہ کہیں مجھ میں تو نہیں۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ اعلیٰ انسان وہ ہے جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرتا ہے۔

اس کی آنکھیں صفائی سے دیکھیں۔
اس کے چہرے سے نشان مہر و الفت نمایاں ہو
اس کا رویہ باعزت ہو۔ گفتگو میں خلوص ہو
معاملات میں ہوشیاری ہو
دل میں شک ہو تو دوسروں سے سوال کرے

جب اس کو غصہ آئے وہ خیال کرے کہ غصے کا نتیجہ کیا ہو گا
اور اُس کے لئے کیا مشکلات پیدا ہوں گی
جب وہ نفع حاصل کرنے کا خیال کرے تو سب سے پہلے حق اور نیکی کا خیال کرے۔
یعنی نفع اس طرح حاصل کیا جائے کہ حق اور نیکی کا پہلو قائم رہے۔

کنفیوشس نے اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے وہ کہتا ہے سارے اعمال کا دارومدار خلوص نیت پر ہے اور بلند کردار آدمی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہئے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ اصلاح اخلاق کے علم و تربیت کو ضروری قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی دولت علم ہے اور علم کے لئے غور لازمی ہے۔ بغیر غور و خوض کے علم ایک سعی لاحاصل ہے۔

کنفیوشس باہمی محبت اور ہمدردی پر بھی بہت زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کی ابتدا سب سے پہلے اپنے خاندان میں ہی ہونا چاہئے۔ پھر اس کی حدیں پھیلتے پھیلتے عام معاشرے کو اپنے اندر لے لیں۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ بدنظمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاکم اپنے مرتبے کے وعدے نبھانے میں قاصر ہو۔ اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور ہو چکی ہو۔ باپ اپنے مقام اور مرتبے سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔ وہ کہتا ہے کسی معاشرے میں بنیادی انقلاب اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ کرے۔

ایک بار ایک شخص نے کنفیوشس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کیا کوئی ایک لفظ ایسا ہے جو زندگی کے لئے بنیادی اصول کا کام دے سکے۔ کنفیوشس نے جواب دیا ہاں۔ باہمی مراعات۔ یعنی دوسروں کے لئے وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ کنفیوشس حکمرانوں کے لئے عمدہ قسم کے اصول مرتب کرتا ہے۔ اور وہ اپنے اصول میں کہتا ہے کہ بادشاہ خود اپنے عمل سے رعایا کے لئے اچھی مثال قائم کرے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ حکومت بغیر عوام الناس کی حمایت کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اس وجہ سے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ عوام الناس کا اعتماد کریں۔ اعتماد محبت ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے اور محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حکمران طبقہ عوام الناس کی بھلائی اور بہبود کے کام کرے۔

تیسرے اصول میں کنفیوشس کہتا ہے کہ حکمران طبقہ اور رعایا اپنے فرائض خلوص سے سرانجام دیں۔ چوتھا اصول یوں کہتا ہے حکمران علم و عقل کو اپنے مشیر بنائیں۔ پانچویں اصول میں کنفیوشس کہتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے جسے وہ خود

اپنے لئے پسند نہ کریں۔ اور چھٹے اصول میں وہ حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ عدل پر دیانتدار اور ایماندار آدمی کو مقرر کیا جانا چاہئے۔

پھر کنفیوشس مزید کہتا ہے کہ انسانی فلاح اور بہتری کے لئے سب سے پہلے انسان کو اشیاء کی ماہیت کی تحقیقات میں مصروف رہنا چاہئے۔ جب اشیاء کی ماہیت معلوم ہو جاتی ہے تو علم مکمل ہو جاتا ہے اور جب علم مکمل ہو جاتا ہے تو ان کا خیالات میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔ خیالات سے بڑھ کر دل میں بھی خلوص آ جاتا ہے اور دل میں خلوص آتا ہے تو دل درست ہو جاتا ہے پھر خود انسان بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ درست ہو جاتا ہے تو اس کا خاندان درست ہو جاتا ہے اور جب خاندان میں درستگی آ جاتی ہے تو اس کی وجہ سے ریاست درست ہو جاتی ہے۔ اور جب ریاست درست ہو جاتی ہے تو پھر ساری سلطنت درست ہو کر رہ جاتی ہے۔

سنو میرے ساتھیو۔ کنفیوشس کے وفات کے فوراً" بعد اس کے نظریات چین کے لوگوں میں بڑے مقبول ہوئے اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی ہردلعزیزی اور اثر میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اس کا نام چینی ثقافت کا نام ہی ہو گیا۔ اس کی شخصیت اور تعلیم کی مہر چینی زندگی کے ہر پہلو پر نمایاں نظر آنے لگی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کنفیوشس کو کامل اور اعظم کا خطاب دیا۔ پھر چینی حکمرانوں نے اس کے لئے قربانی دینے کا بھی حکم دے دیا تھا۔

پھر مزید یہ ہوا کہ چین کے ہر اسکول میں اس کے نام سے ایک مندر تعمیر کیا جانے لگا اور مندر(1) کا نام چین میں کوانگ یعنی قدیم استاد یا دانائے کامل کے نام سے سرفراز کیا گیا۔ یہ لقب آج تک اس کے نام کا حصہ ہے۔

(1) کنفیوشس کے تقریباً" اڑھائی سو سال کے بعد سین شی ہوانگ لی نام کے ایک بادشاہ نے چین پر قبضہ کرنے کے منصوبے باندھے اور بہت سی ریاستوں پر قبضہ جما لیا اور شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اس نے اہل چین کے دلوں سے ان کے قدیم بادشاہ اور قابل احترام ہستیوں کا احترام مٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ آخر جب اس سلسلے میں اس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اسے اصلاح دی کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں سے کنفیوشس کو نہ نکالا جائے اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنے وزیروں کا یہ مشورہ سننے کے بعد اس نے کنفیوشس ازم کی تمام کتب کو جلا دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ان کتب کی تعداد اس قدر زیادہ ہو چکی تھی کہ یہ تین ماہ تک جلتی رہیں تاہم کچھ آدمی چند کتب کو محفوظ کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے ان کتب کے پیغامات کو دیواروں میں چن دیا۔ جب سین بادشاہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے بہت خوشی منائی اور ان کتب کو نکال کر از سر نو اشاعت کا اہتمام کیا اس طرح ایک بار پھر کنفیوشس اہل چین کا محبوب بن گیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھ مت کا پیروکار خاموش ہو گیا اس پر یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیا تم بتا سکو گے کہ چین میں کنفیوشس ازم کی مقبولیت کا کیا راز تھا۔ جواب میں وہ بوڑھا گانے والا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

چین میں کنفیوشس ازم کی مقبولیت کے کئی سبب ہیں۔ اول یہ کہ کنفیوشس نے پرانی اور قدیم روایات کے خلاف کوئی بات نہیں کی بلکہ اپنے پیشروؤں کے اچھے خیالات اور اقوال کو زندہ کیا اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ دوئم یہ کہ کنفیوشس نے معاشرتی امور کے اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دی۔ اور معاشرے کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا۔ یعنی بادشاہ اور رعایا۔ باپ اور بیٹا۔ بڑا بھائی اور چھوٹا بھائی۔ میاں بیوی اور دوست۔ کنفیوشس کی دور رس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ہر طبقہ اپنے فرائض خلوص سے سرانجام نہیں دیتا اس وجہ سے معاشرے میں جدال اور فساد ہے۔ اور پھر ہر طبقے کو اپنے حقوق اور فرائض خلوص سے سرانجام دینے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ اس کی مقبولیت کی وجہ کچھ یوں ہے کہ کنفیوشس نے مابعد طبیعاتی خیالات پر بہت کم گفتگو کی ہے اس نے اس رنگ میں گفتگو کی جسے عوام آسانی سے سمجھ سکیں۔ چوتھی بات کچھ یوں کہ کنفیوشس نے اپنی تعلیم کو نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں عام کیا۔

پانچویں بات یوں کہ کنفیوشس نے اخلاقی تعلیم پر بہت زور دیا۔ خاص طور پر ان امور کے متعلق جن کا تعلق روز مرہ زندگی سے تھا۔ لوگوں میں باہمی تعاون ہمدردی محبت وغیرہ۔ اس تعلیم کا اثر انفرادی زندگی ہی پر نہیں پڑا۔ بلکہ اجتماعی زندگی پر بھی پڑا ملک کی اقتصادی' سیاسی' معاشرتی زندگی میں ایک سیلاب اور ایک انقلاب برپا ہو گیا۔

اور اس کی مقبولیت کی چھٹی وجہ یہ کہی جا سکتی ہے کہ کنفیوشس کا ذاتی کردار بہت بلند تھا۔ جو وہ کہتا تھا اس کا عملی نمونہ وہ پیش کرتا تھا۔ وہ مختلف عہدوں پر فائز رہا اور لوگوں کی خدمت کی جس کی وجہ سے اسے شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی۔

بہت سی کتب ہیں جن سے انسان کنفیوشس کے نیکی اور سچائی پر مبنی اقوال کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ کنفیوشس کی سب سے اہم کتاب لن یو ہے اس کو سب سے زیادہ اہم اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مطالعے سے اس کی تعلیمات کا سمجھنا آسان ہے۔ یہ کتاب کنفیوشس کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو کہ چند شاگردوں نے اس کی وفات کے بعد تالیف کیا۔ اس میں زندگی کے ہر پہلو کو عام کہانیوں اور عمدہ تقیدوں میں بیان کیا ہے۔

ایک اور کتاب بھی کنفیوشس کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس کا نام علم اعظم ہے۔



یہ کتاب بھی انتہائی درد آمیز اور سبق آموز ہے۔ اور اس کے اندر بھی انسانیت کی فلاح کا عمدہ پیغام ہے۔ ایک اور کتاب جس کا نام تعلیم آدمی ہے یہ کتاب کنفیوشس کے پوتے ٹسزے کے نام سے منسوب ہے اس کے علاوہ پانچ اور کتابیں بھی کنفیوشس ازم میں ہیں جن کا خوب مطالعہ کیا جاتا ہے اور کنفیوشس کے ماننے والوں کا ایمان ہے کہ یہ ساری کتب قدیم ہیں اور کنفیوشس کی ادارت میں لکھی اور ترتیب دی گئیں تھیں۔ اس میں پہلے کتاب شیوچن ہے جو ایک تاریخی کتاب ہے۔ دوسری کتاب شی چنگ ہے یہ گیتوں کی کتاب ہے اس میں تین سو پانچ نظمیں ہیں۔ تیسری کتاب لی چی ہے یہ رسموں کی کتاب ہے ۔جس میں ان سب رسوم کا ذکر ہے جو مذہبی اور غیر مذہبی تہواروں پر ضروری ہیں۔ چوتھی کتاب کا نام لی چنگ ہے یہ ایک طرح کے انقلابی افکار کی کتاب ہے۔ پانچویں کتاب کا نام چن چنگ ہے اسے خزاں اور بہار کی تعریف بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر صوبہ لیو کے اندر رونما ہونے والے حالات اور واقعات کی تاریخ شمار کی جاتی ہے۔ یہ کتابیں کنفیوشس ازم(۱) کی بہترین عکاسی کرتی ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے بوڑھا بدھ پرست چند لمحوں کو رکا پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ جو کچھ کنفیوشس ازم کے متعلق میں جانتا تھا وہ تم دونوں میاں بیوی سے میں بیان کر چکا۔ اب میں تم سے جاپانی مذہب شینٹوازم کا ذکر کرتا ہوں۔ اس پر یوناف سے پہلے ہی بیوسا بولی اور بوڑھے گوتم بدھ کے پیروکار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میرے بزرگ تم نے جو ہندوستان اور چین کے مذاہب کے متعلق تفصیل سے روشنی ڈالی ہے تو اس سے تو نے ہمارے علم میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جاپانی مذہب شینٹوازم سے متعلق کچھ بتانے کے بعد آپ ہمیں ہندومت سے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالیں گے۔ اس پر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا ہندومت سے متعلق میں تمہیں بڑی تفصیل کے ساتھ بتا سکتا ہوں اس لئے کہ بدھ مت قبول کرنے سے پہلے میں ہندومت کا ہی قائل اور پیروکار تھا۔ سنو میرے دونوں اجنبی مہربانوں اب میں تمہیں جاپانی مصلح شینٹو اور اس کے مذہب شینٹوازم سے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

(۱) کنفیوشس ازم 600 ق۔ م کی سماجی اور قومی زندگی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ایک قسم کا اسلام بھی ہے بنیادی اصول تقریباً کنفیوشس ازم کے اسلام سے ملتے جلتے ہیں ان کی ظاہری شکل اور رسمیں مختلف ہیں اسلام کنفیوشس ازم کی تعلیمات انسان دوستی انسانی فطرت کا گناہ سے مبرا ہونا اور ارتقائے انسان اور انسانی ہمدردی کی اخوت اور افرا و تفریق کی اجتناب کرنے کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اسلام وہ مکمل دین ہے جس میں یہ تعلیم اعلیٰ رنگ میں پائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کنفیوشس ازم کے بعد کے فساد اور فکار ”مظاہر پرستی“ بزرگ پرستی اور قربانیاں اور علم غیب کے حاصل کرنے کی طریقوں کی تردید بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کنفیوشس ازم سے زیادہ واضح اور اعلیٰ رنگ میں خداوند کی ہستی اور آخرت کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ دوسری طرف کنفیوشس ازم میں ماں، باپ، طبقاتی مسائل پر روشنی نہیں ڈالی گئی جبکہ اسلام نے ان مسائل کو اس رنگ میں بیان کیا ہے کہ ان کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

شینٹو چینی زبان کے دولفظوں شن اور ٹو سے مرکب ہے جس کا مطلب ہے خدا کے طور طریقے یا دیوتاؤں کے ڈھنگ اور اطوار۔ شینٹو ازم جاپانی قوم کا مذہب ہے اور اسی قوم اور ملک تک محدود ہے ہندومت کی طرح اس کا کوئی ایک بانی نہیں۔ اس کا آغاز زمانہ قبل از تاریخ سے ہوا ہے یہ دونوں مذہب خاص قوموں کی فطرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اور سماج اور ثقافت کا ہی ایک حصہ نہیں۔ ان کے دروازے دوسروں پر تقریباً بند ہیں۔

زمانہ قبل از تاریخ میں جاپان پر جو قبیلہ حکمران تھا وہ سورج کی دیوی کی حیثیت سے پرستش کرتا تھا جس کے گرد ہزار اور دیوی۔ دیوتا بھی تھے۔ ان کے علاوہ اسلاف کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔ اسی مظاہر اور اسلاف پرستی میں آگے چل کر اس نے مذہب کی شکل اختیار کر لی اب جاپان میں یہ قومی تمدن حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

شینٹو ازم کثرت پرستی کا مذہب ہے اس کا کثرت پرستی کا خاصہ اس کے دیوتاؤں کی تعداد سے ہو سکتا ہے۔ کبھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسی (80) کروڑ دیوتا ہیں کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد آٹھ سو کروڑ تک جا پہونچتی ہے۔

اہل جاپان مظاہر پرستی پر بہت زور دیتے ہیں جن کا سب سے بڑا محبوب سورج ہے ان کے خیال میں سورج ایک دیوی ہے جس کا نام اماٹا راسو رکھا گیا ہے۔ اماٹا راسو کو وہ کائنات کی قوت کا درجہ نہیں دیتے کہ اس کی حیثیت محض ایک دیوی کی سی ہے۔

اس کو ماننے والے سمندر، پہاڑ، درخت، دریا، حیوانات، کھیتوں، پرندوں وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جاپانی مذہب میں اسلاف پرستی کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ اسلاف پرستی کا آغاز مردوں کے خوف و ہراس سے ہوا وہ مردوں کو محترم جان کر پرستش نہیں کرتے تھے نہ ہی ان کے دل میں اس بات کا احترام تھا کہ یہ ان کے خاندان کے افراد ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ان کی پرستش محض ان کے شر سے بچنے کے لئے ہوا کرتی تھی۔ جاپانی لاشوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کی لاش سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس مکان میں کسی کی وفات ہوتی ہے تو اس کے عزیز اقارب مکان چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جاپان میں بادشاہوں نے سورج دیوی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا یہ دعویٰ سب سے پہلے جی۔ حو۔ ٹی۔ حو بادشاہ نے کہا۔ اہل جاپان کے نزدیک اس طرح یہ سورج دیوی تمام مردوں کی آقا ہے اسی طرح بادشاہ بھی تمام جاپانیوں کا آقا۔ مخدوم اور سردار ہے۔

بادشاہ کی اس عزت اور توقیر کی وجہ سے شاہی محل مذہب کا مرکز بن گیا اور جاپان میں

مذہب اور سیاست لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ بادشاہ کی ذات۔ مذہب اور سیاست کا مرکز بن گئی۔ سورج دیوی کی اولاد ہونے کی حیثیت سے بادشاہ آہستہ آہستہ خدائی[1] درجے پر فائز ہو گئے۔

اس بادشاہ پرستی کی وجہ سے آج تک شنتو مذہب کے پیروکار اپنے بادشاہ کی خیر و سلامتی کے لئے دعا مانگتے ہیں اپنے لئے دعائیں مانگتے اور شہنشاہ خود روزانہ اپنی رعایا کی خیر و سلامتی کے لئے دعا کرتا ہے۔ شہنشاہ کی محبت قوم کے دل میں سب سے بڑھ کر ہے۔ شہنشاہ خود اس قوم سے خبرگیری اس کے سپرد ہے اس کا خیال رکھتا ہے اوراس کی حفاظت کرتا ہے۔ شہنشاہ اور قوم کا یہ تعلق ایسا ہے جس کو جاپان کا ہر متنفس بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔

جاپانی کہتے ہیں کہ بادشاہ ہماری ضروریات پر توجہ کرتا ہے اور ہماری تکلیفوں کو محسوس کرتا ہے اب اس کے بعد کیا چیز باقی رہ جاتی ہے۔ جس کو ہم بلا واسطہ کامی سے مانگیں۔ شنتو مذہب شہنشاہ پرست ہے۔ کامی کی رضا شہنشاہ کی رضا ہے یہی وہ احساس ہے جو ایک جاپانی کی لوح دل پر نقش ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا بدھ پرست جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ میرے بزرگ تو نے اپنی اس گفتگو میں کئی بار ایک لفظ کامی استعمال کیا ہے کیا تو بتا سکے گا کہ لفظ کامی سے تیرا کیا مطلب اور مراد ہے۔ اس پر اس بوڑھے بدھ پرست کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

لفظ کامی اولاً" زمین اور آسمان کے متعدد دیوی اور دیوتاؤں کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا۔ جن کا جاپان کے اندر قدیم تذکروں میں ذکر آتا ہے۔ اس طرح ان دیوتاؤں کی ارواح کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا رہا جو ان معبدوں میں رہتے ہیں جہاں ان کی پوجا ہوتی ہے۔ یہ لفظ نہ صرف انسانوں۔ چرند' پرند' نباتات' دریا' پہاڑ اور ہر قسم کی دوسری اشیاء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جن سے خوف کرنا اور ان کی عزت کرنا اس لئے لازمی ہے کہ ان کو غیر معمولی اور اہم اختیارات حاصل ہیں۔ جن کا صرف نیکی' اچھائی یا فائدہ رسانی میں اعلیٰ ہونا ضروری نہیں۔ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے بری اور ناپسندیدہ اشیاء بھی کامی کہلاتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کا خوف عام ہو۔ کامی کی قسم میں جو انسان داخل ہیں انھیں جاپان کے شہنشاہ بھی داخل ہیں لہٰذا انھیں کامی ہی کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔

(۱) اس عقیدے نے جاپانی سیاست کو استحکام بخشا۔ ایک خاندان ڈھائی ہزار سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک برسر اقتدار رہا۔ جاپانی بادشاہت کا بانی جم سو تھا اس کی حکومت کا آغاز 660 قبل مسیح میں ہوا جنگ دوم کے زمانے میں بادشاہ ہیرو ہیٹو اس خاندان کا ایک سو چوبیسواں بادشاہ تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھ پرست چند لمحوں خاموش رہا دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ میرے عزیزو اس کائنات کی تخلیق کے متعلق بھی شنتوازم اور جاپانیوں کا عجیب و غریب نظریہ ہے۔ تخلیق کائنات کے متعلق ان کا یہ نظریہ ہے کہ آسمان کے تیرتے ہوئے پل پر ایک جوڑا رہا کرتا تھا اس جوڑے میں سے نر کا نام ازدنگی اور مادہ کا نام ازدنامی تھا۔ وہ جوڑا زمین کے ایک جزیرے پر اترا اور وہاں انھوں نے ایک مکان بنایا جس میں ایک بڑا ستون تھا۔ جب وہ ستون تیار ہو گیا تو دونوں نے اس ستون کے گرد گھومنا شروع کیا۔ جب دونوں ستون کے گرد چکر لگانے کے بعد ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو پہلے مادہ بولی وہ شاید نر سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔

کہتے ہیں کہ مادہ کے پہلے بولنے کی وجہ سے نر کو غصہ آگیا کیونکہ شاید وہ خود پہلے بولنا چاہتا تھا۔ لہٰذا دونوں نے پھر ستون کے گرد گھومنا شروع کیا جب پھر وہ ایک دوسرے کے سامنے چکر مکمل کرنے کے بعد آئے تو اس بار پہلے نر بولا اور اس نے مادہ کی خوبصورتی کا اظہار کیا۔ مادہ کی خوبصورتی کا اظہار کرنے کے بعد مادہ نے اپنی اس تعریف اور توصیف کو بے حد پسند کیا اس کے ساتھ ہی ساتھ نر سے متعلق بھی اس کے دل میں پسندیدگی کے جذبات پیدا ہوئے اور ان ہی جذبات کے تحت ان دونوں میں میاں بیوی کے تعلقات پیدا ہو گئے۔

اس کے بعد جاپانی روایات کہتی ہیں کہ اس تعلق کے نتیجے میں جاپان کے مختلف اور بہت سے دیوی دیوتا پیدا ہوئے۔ اس جوڑے سے آگ کی دیوی کی پیدائش کے وقت ازدنامی کا انتقال ہو گیا اس پر نر کو غصہ آیا اور اس نے نومولود آگ کی دیوی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بہت سے دیوی دیوتا نمودار ہو گئے۔ اب یہ نر اپنی بیوی کے پیچھے مردوں کی سرزمین یومی میں گیا وہاں سے واپسی پر ایک سمندر میں غوطہ لگایا تو اس کی پلکوں پہ پانی کے جو قطرے ٹپکے تو سورج دیوتا پیدا ہوا اور ناک کے قطروں سے چاند پیدا ہوا۔ یہ ہے جاپانیوں کا نظریہ تخلیق۔

دیوتاؤں پر پرشاد کا طریقہ بھی رائج ہے۔ مندروں میں ناچ کا طریقہ بھی جاری اور ساری ہے۔ یہاں تک کہ بعض اہم مندروں میں اسٹیج اور ناچنے والیاں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

کروڑوں دیوتاؤں کے باوجود اس مذہب کی عبادات بہت سادہ ہیں۔ مقدس مقامات بھی سادہ ہیں ان میں پروہت مقرر ہیں۔ وہاں دعائیں کی جاتی ہیں۔ ان میں بت نہیں ہوتے اور رسمیں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں سوائے حکومتی تقریبوں کے۔

یہ سادہ اور تصنع سے عاری مگر کثرت پرستی کا مذہب ہے جس کی وجہ سے بہت دیر تک انسانوں کے روحانی اور ذہنی تقاضوں کو پورا نہ کر سکا۔ لہٰذا جاپان میں بھی ہندوستان کی طرح وہ مفکر پیدا ہوئے جو کثرت کے پس پشت یہ کہتے تھے کہ باری تعالےٰ بہ یک وقت آٹھ سو کروڑ دیوتا ہونے کے باوجود ایک ہی ہے یہی زمین اور یہ آسمان کا عظیم ترین اصل ہے۔ اور کائنات کی تمام اشیاء بھی اسی ایک ذات میں موجود ہیں۔ شینٹوازم کی جو قدیم کتب ہیں ان میں مزید ہمیں یہ بات ملتی ہے ان میں لکھا ہے کہ باری تعالےٰ ہی قادر مطلق ہے۔ یہ انسانی الفاظ سے ماورا ہے۔ یہ فہم سے بھی بالا تر ہونے کے باوجود ہر شے میں جاری و ساری ہے۔ جہاں تک شینٹو کی اخلاقیات کا تعلق ہے یہ خلوص' خود ایثاری اور روح و بدن کی پاکیزگی اور صفائی پر زور دیتا ہے۔ یہ پاکیزگی جسمانی طہارت کے علاوہ خود تمام تر اچھائی کی علامت ہے۔ شینٹو کہتا ہے نیکی پاکیزگی ہے اور بدی ناپاکی ہے دیوتا بندہ کی بداعمالی سے اس کی ناپاکی کے باعث متنفر ہیں۔

شینٹوازم کی دوسری خوبی خلوص نیت ہے اس کا یہ نظریہ ہے کہ اگر انسان کی جدوجہد مخلصانہ نہ ہو تو یقیناً" وہ دیوتاؤں سے ملاپ حاصل نہ کر سکے گا۔ بات رہی پاکیزگی اور خلوص نیت کی تو یہ دل کی پاکیزگی کا دوسرا نام ہے۔

شینٹوازم کی کتابوں اور تعلیمات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مقدس مقامات کی پرستش خصوصاً" پاک مقام یعنی سورج دیوی کی پرستش۔ اس وقت سہل ہوتی ہے جب یہ خلوص نیت اور پاک دل سے کی جائے۔ تاہم ہندو مت کی طرح شینٹوازم بلند فکری' عمل صالح اور پاکیزگی کے ساتھ بے انتہا توہم پرستی کو جو کسی صورت میں راحت پرستی سے الگ نہیں یقیناً" یکجا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیاطین اور ارواح بد کے اثرات سے بچنے کے لئے اس مذہب میں جادو ٹونے بھی کئے جاتے ہیں۔ شینٹو ازم کا بہرحال مرکزی نقطہ کثرت پرستی ہے اور یہ اس کی جدید ترین صورتوں پر بھی حاوی ہے۔

یوناف نے اس بوڑھے بدھ مت کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔ میرے بزرگ۔ تم نے ہمیں ہندوستان اور اس کی ملحقہ سرزمینوں میں نمودار ہونے والی مذہبی تحریکوں سے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ اس کے لئے میں اور میری بیوی دونوں ہی تمہارے شکر گزار ہیں۔ اب اگر تم زحمت محسوس کرو تو کچھ ہندو دھرم کے متعلق بھی ہمیں بتاؤ۔ اس لئے کہ تم سے بہتر ہندو دھرم کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کہ تم پہلے ہندو تھے بعد میں بدھ مذہب کے پیروکار ہو گئے ہو۔ یوناف کے ان الفاظ پر بوڑھا بدھ مت تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز۔ ہندو قوم کی تاریخ کہیں محفوظ نہیں ہے۔ مورخین کی یہ تحقیق ہے کہ ہندوستان کی تاریخ سے متعلق کوئی کتاب قابل ذکر نہیں جس کو تاریخی کتاب کہا جائے یا کوئی ایسی تصنیف جس سے اس ملک کے تاریخی حالات معلوم ہو سکیں اس ملک کے

باشندوں یعنی ہندوؤں نے نہیں لکھی۔

جب ہم ہندو قوم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ خیال گزرتا ہے کہ کوئی کیسی ہی اکھڑ اور جاہل قوم کیوں نہ ہو وہ اپنے آباؤ اجداد کے حالت کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور رکھتا ہے۔ ہم کو اس بات پر کمال تعجب ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے پاس باوجود یہ کہ ان کی قوم نہائیت عمدہ' شائستگی اور قربیت کے درجے پر پہونچ گئی تھی۔ کوئی کتاب تاریخ سے ملتی جلتی ہی نہیں ملتی۔

ہندوؤں کے حالات کی تحریروں میں جو کچھ موجود ہے وہ جھوٹی کہانیوں اور مبالغہ آمیز جھوٹے تاریخی واقعات سے اس طرح غلط ملط ہے کہ ان میں سے کوئی سچی مسلسل تاریخ ملنے کی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ کسی واقعہ کی تاریخ سکندر یونانی کے حملہ آور ہونے سے پہلے کی قائم نہیں کی جا سکتی ہے۔

ان ہزاروں کتابوں میں جو ہندوؤں نے اپنے ہزاروں سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں اس میں ایک بھی تاریخی واقعہ صحت کے ساتھ درج نہیں۔ اس زمانے میں کسی واقعہ کو پیش کرنے کے لئے ہمیں بالکل بیرونی سہاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی تاریخی کتابوں میں عجیب خاصیت ہے کہ ہر چیز کو غلط اور غیر فطری صورت میں دیکھنے کی بین عادت پائی جاتی ہے۔ اور ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (1) کہہ کر پکارا جا سکے۔

(1) پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی کتاب دی ڈسکوری آف انڈیا (THE DISCOVERY OF INDIA) میں لکھتے ہیں اہل چین' اہل یونان اور عربوں کے برعکس ہندوستان کے لوگ مورخ نہیں تھے۔ یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے اور اسی نے یہ دشواری پیدا کر دی ہے کہ ہم گزشتہ عہد کے واقعات' گزرا زمانہ یا تاریخ متعین کر سکیں۔ یہ واقعات کچھ اس طرح باہم گتھم گتھا ہو رہے ہیں کہ ان سے عجیب خلفشار پیدا ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں صرف ایک کتاب یعنی کلہان کی راج ترنگنی ایسی ہے جسے ہم تاریخی کتاب کہہ سکتے ہیں۔ یہ کشمیر کی تاریخ ہے اور بارھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی تھی۔ اس سے پہلے کے واقعات کے لئے ہمیں تصوراتی دنیا میں جانا پڑتا ہے۔ باقی بیرونی مورخین مثلاً" اہل یونان' اہل چین اور عربوں کی شہادت پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر بکری سمت کو لیجئے یہ 57 ق۔ م سے شروع ہوتا ہے لیکن اس زمانے کے ادھر ادھر ہمیں تاریخ میں کسی بکرماجیت کا اتہ پتہ نہیں ملتا۔ ایک بکرماجیت چوتھی صدی عیسوی میں گزرا ہے لیکن یہ چوتھی صدی عیسوی کا بکرماجیت اس سمت کا موجد کیسے ہو سکتا ہے جو 57 ق۔ م سے شروع ہوتا ہے۔ اس بکرماجیت کو اس سمت سے ثابت کرنے کے لئے ہمارا پڑھا لکھا طبقہ نے جس طرح تاریخ سے کھیل کھیلا ہے وہ نہایت تعجب خیز ہے۔ وہ اس بات پر بھی بڑا زور دیتے ہیں کہ یہی بکرم ہے جس نے باہر سے آنے والوں کے خلاف جنگ آزادی کو برپا کیا اور اس بات کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دی کہ ہندوستان اکھنڈ رہے اور ایک ہی قومی حکومت کے ماتحت ہو حالانکہ بکرم کی سلطنت شمالی اور وسطی ہندوستان سے آگے نہیں بڑھی تھی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو کے علاوہ بھائی پرمانند لکھتے ہیں۔ ہندوستان میں عام طور پر جو تاریخی کتابیں رائج ہیں ان کے تین حصے ہیں۔ زمانہ قدیم جو بالکل نامکمل ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے بزرگوں کو اپنے حالات درستگی سے قلمبند کرنے کا شوق ہی نہ تھا اور جو کچھ لکھے ہوئے ملتے ہیں وہ شاعرانہ مبالغے سے بھرے ہوئے ہیں جن کی مدد سے صحیح واقعات پر پہنچنا محال ہے۔ دوسری قسم کی کتابیں وہ ہیں جو یونانیوں نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بعد لکھیں۔ مورخ مسلمان ہی کہے جا سکتے ہیں۔



ہندو قوم کے دھرم سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیں آریوں کی طرف جانا پڑتا ہے۔ آریوں کی آمد کا زمانہ بھی یقین کے ساتھ متعین نہیں کیا جاسکتا غالباً" ان کا پہلا جتھہ 1700 ق۔م ہندوستان آیا۔ اور یکے بعد دیگرے ان کے گروہ ہندوستان میں وارد ہونا شروع ہو گئے اور یہاں کے دراوڑ باشندوں کو جنوب اور مشرق کی طرف دھکیل کر یہاں کی زمین پر قابض ہو گئے اور شمالی ہندوستان میں یہ لوگ آریہ ورتھ کے نام سے مشہور ہوئے۔

خود آریہ کہتے ہیں کہ ہندو کے معنی غلام کے ہیں اور یہ سنسکرت کا لفظ نہیں بلکہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی غلام کے علاوہ چور کے بھی ہوتے ہیں۔ آریوں کا کہنا ہے کہ یہ نام ہمارے مخالفین اور دشمنوں نے رکھا ہے۔ کچھ ہندوؤں نے اس نام کے خلاف بڑا اعتراض کیا ہے۔ اور اکثر کہا ہے کہ لفظ ہندو ترک کرکے ہمیں آریہ کہلانا چاہئے۔ آریہ کا مطلب ہندوؤں کی مذہبی کتاب ویدوشاستر میں موجود ہے۔ لیکن یہ لفظ دھرم کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ یہ ایک قوم کا نام ہے۔

آریوں کے مذہب اور دھرم کی بنیاد وید ہیں جن کا تفصیلی ذکر ہندوؤں کی مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔ آریائی قوم اپنی رسموں اور مصلحتوں کا خزانہ لے کر ہندوستان میں وارد ہوئی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ دیگر قوموں کے عقیدے بھی ان میں مدغم ہوگئے تھے۔

ہندوستان میں وارد ہونے کے بعد آریوں کا دھرم ان دراوڑ قوم سے بے حد متاثر ہوا۔ دراوڑ قوم شرک کی وادی میں بھٹک رہی تھی سحرومنوں کا عام چرچہ تھا۔ دراوڑ(1) بحر روم سے آنے والی ایک قوم تھی۔

(1) دراوڑ قوم کی تاریخ پہلے دھند اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن اب ان سے متعلق معلومات کا خزانہ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی کھدائی سے ملا ہے وہاں سے آثار قدیمہ میں جو چیزیں دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ درختوں' جانوروں مثلاً" بیل' ہاتھی' ہرن' چیتا وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ وشنو اور شودراؤروں کے بڑے دیوتا تھے اور ان ہی کے مجسموں کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

ہندو مذہب کی عمارت بھی توحید پر استوار ہوئی ہے لیکن بعد میں عوام کی جہالت کی وجہ سے توحید کی جگہ شرک نے لے لی اور غلط عقائد اور رسوم کی وجہ سے انہی کی تعلیم سے دور چلے گئے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں اور ویدوں کے مطابق آریہ قوم ایک ہی خدا کی پرستش کرتی تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں یعنی ویدوں سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزیں اور علامتیں قائم کرنے کا رجحان ثابت نہیں ہوتا۔

البیرونی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ خدا کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ واحد ہے۔ غیر فانی ہے اس کا کوئی آغاز ہے نہ انجام۔ مختار مطلق' قادر مطلق' حکیم مطلق ہے۔ حئی اور حئی احکم الحاکمین اور رب ہے اور وہ اپنے ہی خسروی اور سلطانی میں لاثانی ہے۔ وہ نہ کسی سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس سے مشابہ ہے۔

لیکن ہندوؤں یعنی آریوں کی بدقسمتی یہ کہ وہ برصغیر میں داخل ہوئے تو ان کو بت پرست قوم کی ثقافت سے واسطہ پڑا۔ آہستہ آہستہ ہندو قوم میں بت پرستی اور توہم پرستی کا رواج عام ہوگیا۔ ہندوؤں میں جو تری مورتی کا تصور ہے یعنی برہمہ شو اور وشنو ان میں سے شو اور وشنو دراڑوں کے اوتار تھے۔ آہستہ آہستہ یہ دونوں دیوتا ہندو دھرم میں خاصی اہمیت حاصل کر گئے۔ اس طرح اور بھی بے شمار غیرویدی رسوم بودھ مت۔ ہندو دھرم کا جزو لاینفک بن گئیں تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا بدھسٹ جب تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ یہ جو بار بار اپنی گفتگو میں ہندوؤں کی مقدس کتابوں یعنی ویدوں کا ذکر کرتے ہو کیا تم ہم دونوں میاں کیلئے ویدوں کے متعلق تفصیل سے گفتگو بھی کرو گے۔ اس پر وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ میرے عزیزو۔ ہندو آریہ اب اپنی مذہبی کتب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔اول شرتی یعنی کانوں سے سنا ہوا جسے مکاشفہ کہنے چاہئے۔ دوئم سمرتی یعنی باپ داداؤں کی طرف سے پہونچا ہوا۔ جسے روایت کہنا چاہئے۔ حصہ اول تو ویدوں پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں وہ ساری کتب شامل ہیں جو ویدوں کے علاوہ ہیں۔

لفظ وید کا مصدر ورد ہے جسکے معنی جاننا۔ سوچنا۔ موجود ہونا۔ پسند کرنا اور حاصل کرنا ہیں۔ لفظ وید معروف کتب کیلئے ہے۔ یہ وہ لٹریچر ہے جو تقریباً دو ہزار سال کے عرصہ میں ہندوؤں نے مختلف علوم و رسم سے متعلق جمع کیا اور اس کا نام وید رکھ دیا۔

یا دوسرے الفاظ میں میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ وید(1) صرف مذہبی کتب کا نام ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسری کئی کتب کو بھی یہ نام دیا گیا ہے جیسے آیور وید۔ (طب) سرپ وید (سانپ کا وید) اپشاج وید (چڑیلوں کا وید) اسروید (شیطانوں کا وید) دھنروید (تیر کمان کا وید) اتہاس وید (تاریخ) اپران وید (قصے کہانیوں کا وید)

(1) ڈاکٹر فرندن ناتھ گپتا اپنی مشہور کتاب ایسے ہسٹری آف انڈین فلاسفی کی جلد اول میں لکھتا ہے کہ ایک مبتدی جسے پہلے پہل سنسکرت لٹریچر سے متعارف کرایا جائے تو ذرا پریشانی سی محسوس کرے گا کہ متضاد مطالعہ اور موضوع پر مختلف مستند کتابیں ہیں لیکن ان سب کا نام ویدیا تحقیق یعنی سنی سنائی باتیں ہیں۔ یہ اس لئے کہ وید اپنی اسی مفہوم کے اعتبار سے کسی خاص کتاب کا نام نہیں بلکہ یہ نام ہے قریب 2000 دو ہزار سال کے طویل عرصے میں پھیلے ہوئے لٹریچر کا چونکہ یہ لٹریچر اس علمی تگ و دو کے ماحصل کا نام ہے جو ہندوستان کے رہنے والوں نے مختلف اطراف و جوانب میں ایک طویل عرصے سے جمع کیا۔ اسی لئے اسے لازماً متضاد عناصر کا مجموعہ ہونا چاہئے۔

سنو میرے عزیز۔ جہاں تک ویدوں کا تعلق ہے تو ہندو دھرم میں چار وید ہیں۔ یہ سب وید مختلف منتروں کا مجموعہ ہیں۔ ہندوؤں کی مستند ترین لغت کی کتاب جس کا نام نرکت ہے اس میں لکھا ہے کہ جس مقصد کو جس دیوتا کے ذریعے رشی سے پورا ہوتا ہوا جان کر تعریف کی ہے وہی دیوتا کا منتر ہے۔ اس طرح گوناگوں مقاصد سے رشیوں نے منتر لکھ ڈالے ہیں۔

پہلی کتاب کا نام رگ وید ہے اس کے دس ہزار منتر ہیں اور دس منڈلوں میں تقسیم ہے سارا وید نظم میں ہے اس میں خداؤں کی تعریف اور بزرگی کے گیت ہیں اور دیوی دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں کی گئی ہیں۔ رگ وید سب ویدوں سے پرانا وید خیال کیا جاتا ہے تاہم کچھ لوگ ایک دوسرے کے بوید یعنی یجر وید کو سب سے پرانا وید سمجھتے ہیں۔ بعض ہندو علماء کا خیال ہے کہ پہلے اکیلا یجر وید ہی تھا۔ جس کو توڑ پھوڑ کر چار وید بنا لئے گئے۔

ہندوؤں کی دوسری کتاب یجر وید ہے یہ سارا وید تقریباً" رگ وید سے ملتا جلتا ہے اس میں جو منتر لکھے گئے ہیں وہ عموماً قربانیوں کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔

تیسری مقدس کتاب سام وید ہے اس وید میں راگ اور گیت ہیں یہ رگ وید سے نصف ہے۔ اس کے کئی منتر رگ وید سے ہی ماخوذ ہیں۔ تاریخی لحاظ سے آرئین اس وید کو کچھ اہمیت نہیں دیتے تھے۔

چوتھی کتاب اتھروید ہے۔ اس میں کل چھ ہزار منتر ہیں جو بیس ادیاؤں میں تقسیم کئے گئے ہیں تقریباً ایک ہزار دو سو منتر رگ وید سے ماخوذ ہیں نصف کے قریب نثر میں ہیں لہٰذا یہ سارا جادوؤں کے متعلق ہے۔ یہ وید قدیم آریوں کے تمدن کا امیں اور آئینہ دار ہے اس میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔

ہر وید کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ سنگیتا بھاگ یا منتر بھاگ جس میں دیوی۔ دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ براہم بھاگ اس حصے میں منتروں کی تشریح اور جائے استعمال بیان کیا گیا ہے ہر وید کے ایک یا دو براہمن ہیں غالباً یہ برہمنوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے آٹھویں اور پانچویں صدی قبل مسیح کے درمیان تصنیف کئے گئے۔

تیسرا حصہ ارنیک کہلاتا ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جو جنگلوں میں تصنیف کیا گیا یہ جنگلوں میں جا کر پڑھا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھسٹ جب تھوڑی دیر کیلئے رکا تو یوناف بولا اور کہنے

لگا میرے بزرگ تمہارا بہت شکریہ تم نے ہمیں ہندوؤں کی کتابوں سے متعلق کچھ تفصیل بتائی۔ میں ہندومت سے متعلق تھوڑا بہت علم ضرور رکھتا ہوں لیکن میں اپنی بیوی کیلئے آپ سے چند سوال کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ میرے ان سوالوں کا تفصیل سے جواب دیں گے تاکہ میری بیوی ہندومت کے متعلق تفصیل سے جان سکے۔ میرا آپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ ہندوؤں کی ذات پات سے متعلق کچھ روشنی ڈالیں۔ اسکے بعد میں آپ سے چند سوال اور کروں گا۔ اس پر بوڑھا بدھسٹ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیزو ہندوؤں میں انسانیت سوز ذات پات کا امتیاز ہے جس ہندو نے بھی ذات پات کو مٹانے کی کوشش کی وہ ناکام اور نامراد ہوا۔ کیونکہ ذات پات کا امتیاز ہندوؤں کی گھٹی میں رچا ہوا ہے۔ اس انسانیت سوز تعلیم کا سرچشمہ انکی اپنی مذہبی کتب ہیں۔

مثلاً وید میں لکھا ہے کہ برہمن پرماتما کے منہ سے کھشتری بالوں سے ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے بنا ہے۔ گویا ہندوؤں کی مذہبی کتب خود ہندوؤں کی چار ذاتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا برہمن۔ دوسرا کھشتری۔ تیسرا ویش اور چوتھا شودر۔ اسکے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ وید کیلئے برہمن ہے۔ حکومت کیلئے کھشتری۔ کاروبار کیلئے ویش اور دکھ اٹھانے کیلئے شودر پیدا کیا گیا ہے۔

ذات پات کی تقسیم کے متعلق ہندوؤں کی مذہبی کتب مزید کہتی ہیں کہ برہمنوں کیلئے وید کی تعلیم اور خود اپنے اور دوسروں کیلئے دیوی اور دیوتاؤں کو چڑھاوے دینا اور دان دینے لینے کا حق دار قرار پایا ہے۔ کھشتری کو قادر مطلق نے حکم دیا ہے کہ خلقت کی حفاظت کرے۔ دان دے چڑھاوے چڑھائے وید پڑھے اور شہوت نفسانی میں نہ پڑے۔ ویش کو قادر مطلق کا یہ حکم دیا کہ وہ ویش کی سیوا کرے۔ دان دے چڑھاوے چڑھائے تجارت، لین دین اور زراعت کرے۔ شودر کیلئے قادر مطلق نے صرف ایک ہی فرض بتایا وہ ان تینوں کی خدمت کرنا ہے۔

تمام ذاتوں میں برہمن فرقہ کو فضیلت حاصل ہے۔ انکی گزر اوقات دوسری ذاتوں کے دان پر ہے بس برہمن کو دان دینا ہندو کا اعلیٰ ترین فرض ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ جو کچھ اس دنیا میں ہے وہ برہمن کا مال ہے۔ برہمن اگر ضرورت پڑے تو غلام شودر کا مال جبرا" لے سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اس پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔ مذہبی کتب برہمن کے متعلق مزید کہتی ہیں کہ بادشاہ کو کیسی سخت ضرورت ہو اور وہ مرتا بھی ہو تو بھی اسے برہمنوں سے موصول نہیں لینا چاہئے نہ اپنے ملک کے کسی برہمن کو بھوک سے مرنے دینا چاہئے [illegible] عوض میں برہمن کا سر مونڈا جائے لیکن اور ذات کے لوگوں

کو سزائے موت دی جائے گی۔ راجہ کو نہیں چاہئے کہ برہمن کو کسی حالت میں بھی قتل نہ کرے حالانکہ اس نے کتنا ہی جرم کیوں نہ کیا ہو۔ ایسے مجرم کو مال اور جان کے ساتھ ملک بدر کر دینا چاہئے۔

کھشتری سے متعلق مذہبی کتب یہی کہتی ہیں کہ اس طبقے کا کام ملک کا دفاع ہے۔ یہ طبقہ ہندو معاشرے میں دوسرے درجے کا طبقہ کہلایا جانا چاہئے۔ ویش سے متعلق مذہبی کتب کہتی ہیں اس طبقے کا کام زراعت' تجارت اور صنعت کو فروغ دینا ہے انکا تیسرا درجہ ہے۔ اور انکی درجہ بندی کھشتریوں کے بعد ہوتی ہے۔ ویش کو چاہئے کہ اپنی ذات میں شادی کرنے کے بعد کاروبار میں مصروف ہو جائے اور ہر کسی کی نگہداشت کرے۔

جہاں تک شودر کا تعلق ہے یہ ہندو معاشرے کا ذلیل ترین طبقہ ہے۔ ان کے لئے مندر۔ کنویں۔ چشمے الگ اور مخصوص ہوتے ہیں۔ وہ اس راہ پر نہیں چل سکتے جن پر کسی اعلیٰ ذات کا ہندو جا رہا ہو اور نہ اسے وہ خوراک کھانے کا حق حاصل ہے جو اعلیٰ ذات کے ہندو کھاتے ہیں۔ وہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے لئے گندے اور ادنیٰ کام کرتے ہیں اور وہ قدرت کی ہر اس نعمت سے محروم ہیں جس پر اعلیٰ ذات کا ہندو اپنا پیدائشی حق جتا دے۔ اس شودر پر زندگی کے تمام دروازے بند ہوتے ہیں۔ نہانا دھونا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ کنوؤں۔ چشموں پر اعلیٰ ذات کا ہندو قابض ہوتا ہے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے وہ عضو کاٹ دینا چاہئے۔ اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو کمر پر داغ لگا کر اسے سزا دی جائے۔ اگر شودر وید سنے تو اس کے کانوں میں سیسہ ڈال دو۔ اگر وہ وید پڑھے تو پڑھنے پر اسکی زبان کاٹ دو۔ وید یاد کرنے پر اس کے دل کو چیر دو۔

ہندو دھرم میں ذات پات ایک ایسا آہنی بندھن ہے کہ ہر ذات کا آدمی جس ذات میں جنم لیتا ہے مرتے دم تک اسی میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بد ھسٹ جب خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا۔ میرے بزرگ اپنی گفتگو میں آپ نے تری مورتی کا ذکر کیا تھا کیا آپ اس تری مورتی کے متعلق بھی روشنی ڈالیں گے اس پر وہ بوڑھا بد ھسٹ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز گو ہندو دھرم میں بے شمار دیوی۔ دیوتا ہیں لیکن برہمنوں نے محسوس کیا کہ ویدک دیوتاؤں میں بنیادی تبدیلی کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس احساس کے نتیجے میں ہندو دھرم میں تین بڑے خدا مقرر کئے گئے۔ اول برہما۔ دوئم شیوا۔ سوئم وشنو ان ہی کو تری مورتی یعنی تین شکلیں کہتے ہیں۔ ان کے تحت بے شمار دیوتا اور دیویاں مقرر کی گئیں ہیں۔

اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرے بزرگ کیا آپ ہمارے لئے برہما۔ شیوا۔ اور وشنو پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔ جواب میں بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

اس تری مورتی میں پہلا دیوتا براہما ہے۔ یہ دیوتا عالم کا خالق اور کائنات کا نقطۂ آغاز تصور کیا جاتا ہے۔ ہندو تری مورتی میں برہما کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور اس دیوتا کا تصور فلسفیانہ ہندو ذہن کی یہ خصوصیت کہ وہ مادی صورت کی عبادت کی طرف جلد مائل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس دیوتا کی پرستش بہت ہی کم ہوتی ہے۔ تمام ہند میں چند ہی ایسے مندر ہیں جو برہما کے نام پر ہیں۔

برہما کے متعلق ہندوؤں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ ایک روح مطلق ہے جو قائم ذات ہے تمام عالم میں موجود ہے اور ہر ہندو کی یہ تمنا ہے کہ وہ ایک روز اس روح مطلق میں جذب ہو جائے اور اسی میں وہ اسے اپنا نروان اور نجات خیال کرتے ہیں۔ اس برہما کے مجسمے میں چار سر اور چار ہاتھ دکھائے جاتے ہیں ایک ہاتھ میں چمچہ۔ دوسرے میں لوٹا۔ تیسرے میں تسبیح اور چوتھے ہاتھ میں وید ہوتا ہے۔ اس دیوتا کی سواری نہیں ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا اپنی بیوی سرسوتی سمیت نیرو پربت پر رہتا ہے اور اسکی بیوی سرسوتی فنون لطیفہ کی دیوی خیال کی جاتی ہے جو مور پر سواری کرتی ہے۔

ہندوؤں کا دوسرا بڑا دیوتا وشنو ہے۔ یہ ویدی معبود ہے۔ منتروں میں اسے دیوتا شمس ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت دیوتا شیوا کی نسبت زیادہ ہے یہ اشیاء کی حفاظت اور امانت کا ذمہ دار ہے یہ رحم کا بھی دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ وشنو کی پرستش کرنے والوں کی یہ علامت ہے کہ وہ ہر صبح گیرو سے اپنی پیشانی پر وشنو کی مثلث نما علامت بنا لیتے ہیں۔

ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ وشنو کو عبادتوں۔ منترون۔ قربانیوں دعاؤں کے ذریعے عالم میں مادی نزول کیلئے آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ وشنو کسی بڑے انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ معجزانہ کام سرانجام دیتا ہے۔ ہندوؤں کے جتنے بڑے بڑے ہیرو گزرے ہیں وشنو کا ہی مظہر قرار دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وشنو کی روح ان میں حلول کر گئی تھی۔ وشنو کی روح صرف انسانوں ہی کے اندر حلول نہیں کرتی بلکہ جانوروں اور پودوں میں بھی حلول کر جاتی ہے۔

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو کے نو اوتار رونما ہو چکے ہیں جب کہ دسواں ابھی رونما ہو گا۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو اپنے پہلے اوتار میں مچھلی کی صورت میں آیا۔ دوسرے اوتار میں کچھوے کی صورت میں۔ تیسرے اتار میں سور کی صورت میں۔ چوتھے اوتار میں انسان اور شیر کے مرکب کی صورت میں۔ پانچویں اوتار میں بونے کی

صورت میں۔ چھٹے اوتار میں پرشرام کی صورت میں۔ ساتویں اوتار میں رام چند کی صورت میں۔ آٹھویں اوتار میں کرشن کی صورت میں۔ نویں اوتار میں بدھ کی صورت میں اور ابھی دسواں یعنی کالکی اوتار باقی ہے جو ہندو عقیدے کے مطابق چار لاکھ پچیس ہزار سال بعد ظاہر ہونے والا ہے۔

ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے وشنو نے نو اوتار لئے۔ دنیا کی اخلاقی حالت خراب ہو جاتی ہے تو خدا اس کی اصلاح کیلئے حیوان یا انسان کی صورت میں زمین پر جلوہ گر ہوتا ہے اس نظریئے کی بناء پر بعض دیگر مذاہب ہندومت میں شامل ہو گئے مثلاً بدھ مت اور بھاگوت مذہب۔

وشنو مذہب میں انسان اور خدا کے تعلق پر بحث کی جاتی ہے اس بحث اور تشبیہ میں وشنو مت کے دو فرقے پیدا ہو گئے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ انسان اللہ تعالٰی کی مرضی کے تابع ہے۔ جسکی مثال وہ بلی کے بچے سے دیتے ہیں کہ جس کو اس کی ماں اپنے منہ میں پکڑ کر لے جاتی ہے اور بچے کو اپنی طرف سے کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ خدا خود انسان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ انسان خود اپنا قدم خدا کی طرف اٹھاتا ہے جب خدا اس کی طرف آتا ہے۔ وہ اسکی مثال بندر کے بچے سے دیتے ہیں جو اپنی ماں کے سینے سے چمٹ جاتا ہے اور ماں اس کو لے جاتی ہے۔

تیسرا بڑا دیوتا شیو ہے۔ شیو برباد کرنے والا دیوتا ہے اس کی پیشانی پر ایک تیسری آنکھ بھی ہوتی ہے۔ جو تری لوچن کہلاتی ہے۔ جب وہ اسے کھولتا ہے تو آگ اس طرح نکلنا شروع ہو جاتی ہے گویا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہو۔ شیو جی کے مقلدین کی علامت مرد کے جنسی اعضاء[1] ہیں جنہیں یہ اپنے مندر میں رکھتے ہیں اور انکی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

---

(1) موہنجوداڑو سے دریافت شدہ کتبوں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ شیوجی کی پرستش وہاں عام تھی اس جگہ شیوجی کی مورتیاں تین سروں والی ملی ہیں گول لمبے پتھر بھی ملے ہیں جو مرد کی جنسی اعضا کے مشابہ بنائے گئے ہیں۔ شیوجی کی بیوی کا نام کالی دیوی ہے جس کے مختلف مقامات پر مختلف نام ہیں اسے کالی بھی کہتے ہیں اوما بھی کہتے ہیں اور اسے درگا بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

کالی دیوی کی صورت میں یہ دیوی موت اور زندگی کی دیوی سمجھی جاتی ہے اس کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ایک دن تمام عالم کو فنا کر دے گی۔ اس دیوی کی شکل بڑی ہی ڈراؤنی بنائی جاتی ہے۔ سیاہ رنگ ہوتا ہے منہ کھلا ہوا ہوتا ہے گویا کھانے کو انسان مانگتی ہے۔

زبان باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے گلے میں سانپوں اور کھوپڑیوں کے ہار ہوتے ہیں اور انسانوں کی لاشوں پر ناچتی دکھائی جاتی ہے۔ چہرہ اور چھاتیاں خون سے لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

اوما کی حیثیت سے یہ ایک حسین رحم دل ماں کی صورت میں دکھائی جاتی ہے اس کی مورتی اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے ہوئے ہیں یہ اس امر کی علامت ہے کہ وہ تمام مخلوق کی مدد کے لئے تیار ہے۔ درگا کی حیثیت سے ایک غضبناک حسین کی شکل میں شیر پر بٹھائی گئی ہے۔

شیومت کے عموماً چار فرقے مشہور ہیں۔ ایک فرقہ پسو پتیار ہے یعنی گھریلو جانوروں کے آقا کے پجاری۔ شیو کی ایک عام صفت گھریلو جانوروں کا آقا ہے۔ اس فرقہ کا طریقہ عبادت یہ ہے کہ یہ بدن پر راکھ مل لیتے ہیں اور رقص و سرور کی محفلیں قائم کرتے ہیں۔ بیل کی طرح آوازیں نکالتے ہیں اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کرما کے بندھن میں جکڑا ہوا نہیں بلکہ اس شیو کے پجاری مرنے کے بعد خدا کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ دوسرا فرقہ شیو سدھانت ہے اس فرقے میں خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کرما کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے اور روح ازلی ابدی ہے۔

تیسرا فرقہ لنگاتیوں کا فرقہ کہلاتا ہے یہ زیادہ تر جنوبی ہند میں پائے جاتے ہیں۔ یہ فرقہ ذات پات کا شدید مخالف ہے پروہتوں کا زبردست احترام کرتے ہیں۔ یہ لوگ مردوں کو دفن کرتے ہیں اور بیواؤں کی دوسری شادی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

چوتھا فرقہ تنار کہلاتا ہے جس کا مرکز بنگال ہے۔ شکتی کے نظریئے کا سخت حامی ہے۔ یہ فرقہ راہبانہ زندگی کا شدید مخالف ہے۔ جنسی تعلقات۔ گوشت۔ مچھلی۔ منشیات کے استعمال کو عبادت کی حیثیت دیتا ہے۔ یہ لوگ خدا کو بہ حیثیت ماں کے مانتے ہیں اور خدا کو اوما دیوی کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں۔ اس وجہ سے دیوتا کی نسبت دیوی کی ان کے یہاں زیادہ اہمیت ہے۔

ہندومت شیو کو صاحب اولاد دیوتا تصور کرتے ہیں۔ اس کا ایک بیٹا کارتکیے ہے۔ جو دیوتاؤں کی فوج کا قائد تصور کیا جاتا ہے۔ دوسرا بیٹا گنیش ہے یہ عقل و فن کا دیوتا ہے اس کی مورت اس طرح بنائی جاتی ہے کہ جسم تو انسان کا ہوتا ہے سر ہاتھی کا اور وہ ایک چوہے پر سوار دکھائی دیتا ہے۔ اس گنیش دیوتا کی بیوی بھی لکشمی ہے۔ لکشمی مال و دولت کی دیوی خیال کی جاتی ہے۔ گنیش اور لکشمی دونوں ہی ہندوؤں میں محبوب ترین دیوتا اور دیوی میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی ہندوؤں کے بہت سے دیوی اور دیوتا ہیں جن میں گائے بھی شامل ہے ایک عام روایت کے مطابق ہندوؤں کے کل دیوی دیوتاؤں کی تعداد تقریباً تینتیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس پر یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا کیا ہندو گائے کی پوجا پاٹ بھی اپنی مذہبی کتابوں کے کہنے پر کرتے ہیں۔ جواب میں بوڑھا بدسٹ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیزو۔ حیوانات کی پرستش وحشی قوموں کی یادگار ہے۔ وہ حیوانات کو انسانی دیوی اور دیوتاؤں سے بڑھ کر خیال کرتے تھے۔ ہندو کلچر کی بنیاد بھی گائے۔ بیل کی عظمت اور پرستش پر ہے۔ ہندوؤں میں ویدوں اور دوسری مذہبی کتب میں گائے کی پرستش اور



عظمت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ گائے کی عظمت اور پرستش سے متعلق ویدوں میں کہا گیا سارا جہاں اور کل دیوتا گویا گائے(1) ہی کا سراپا ہیں۔ رگ وید میں لکھا ہے۔ بیل نے اٹھایا ہوا ہے زمین کو۔ اور آسمان کو۔

بوڑھے بدھسٹ کے خاموش ہونے پر یوناف نے پھر پوچھا۔

میرے بزرگ کیا آپ ہم دونوں میاں بیوی کو بتا سکیں گے کہ ہندوؤں کا روح کے متعلق کیا عقیدہ ہے اس پر بوڑھا بدھسٹ بولا اور کہنے لگا۔

انسان کے مرنے کے بعد روح کا کیا حشر ہوتا ہے اس سے متعلق دنیا میں عموماً تین عقیدے رائج ہیں۔ پہلا یہ کہ جسم کے ساتھ روح بھی ہمیشہ کیلئے فنا ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ مادہ پرستوں کا ہے۔ دوسرا عقیدہ یہ کہ روح کو اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ عقیدہ یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے تیسرا یہ کہ روح اپنے اعمال کے مطابق مختلف روپ بدلتی رہتی ہے۔ یہ عقیدہ ہندوؤں اور بعض دیگر اقوام کا ہے۔ اس عقیدے کو تناسخ اور سنسکرت میں آواگون بھی کہتے ہیں۔ تناسخ اور آواگون کے ماننے والے اس کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ گناہوں اور نیکیوں کے بعد روح کو بار بار جنم لینا پڑتا ہے۔

آریوں کا کہنا ہے کہ روحوں کی تعداد چونکہ لامحدود ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نئے روح پیدا نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے روح کو آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں روح ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھسٹ جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

(1) اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قدیم ہندوستان میں پرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے چن چن کر دانے کھاتے اور گوبر کا پانی نچوڑ کر پیتے۔ تمام دھرم شاستروں میں اس کا پیشاب پینا گناہوں کو معافی کا ذریعہ خیال کیا گیا۔ درما جی کی مدح میں لکھا ہے وہ منوں گوبر روزانہ نچوڑ کر اس سے غسل کرتے تھے۔ کرشن جی بیل پر سوار ہونے سے قبل اس کی پیٹھ کو چھو کر اسے تعظیم دیتے تھے۔ مہاتما گاندھی نے کہا کہ جب تک ہندوستان میں ایک گائے بھی ذبح ہو گی اس وقت تک اس ملک کو حقیقی معنوں میں آزاد تصور نہیں کیا جائے گا۔

مہاتما گاندھی ہی کے نزدیک گائے اور آدمی کو ذبح کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ مہاتما گاندھی کے علاوہ سوامی دیانند کہتے ہیں کہ وید کی رو سے گائے کو ذبح کرنے کے جرم میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ذبح کر کے گائے کو خوش کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ویدوں میں یہ صریح حکم ہے کہ شودروں کے پاس اگر گائے ہوں تو اس سے چھین لینا چاہئے۔ صوبہ بہار میں ایک اچھوت قوم کیکٹ نام بستی تھی اس کے پاس گائے اور دولت تھی۔ ان کے اس جرم کی وجہ سے آریوں نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا اور ان سے گائے اور دولت چھین لی گئی۔

میرے بزرگ تمہاری بڑی مہربانی تمہارا بڑا شکریہ کہ تم نے ہمیں دنیا کے مختلف مذاہب سے متعلق کارآمد باتیں بتائی ہیں اس کے ساتھ ہی بوڑھا بدھسٹ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ میرے عزیز۔ میں پھر کبھی تمہارے پاس بیٹھوں گا۔ میں جاتا ہوں۔ میرے ساتھی بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے اس کے ساتھ ہی بوڑھا بدھسٹ یوناف اور بیوسا کے کمرے سے نکل گیا تھا۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سرائے کے اس کمرے میں آرام کرنے لگے تھے۔

○

صادو۔ بارص اور یوشا تینوں بہن بھائی دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل سے باہر دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ اچانک انکے قریب عزازیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی صادو۔ بارص اور یوشا تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی گرم جوشی سے انہوں نے عزازیل کا استقبال کیا۔ عزازیل انہیں دیکھتے ہی انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو اس وقت عارب اور نبیطہ کہاں ہیں اس پر بارص بولا اور کہنے لگا۔ اس وقت دونوں میاں بیوی محل کے اندر ہیں۔ بارص کا یہ جواب سن کر عزازیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ دونوں میاں بیوی محل کے اندر ہیں۔ تم سے ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس میں ان دونوں میاں بیوی کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔ سنو۔ میرے ساتھیوں میں تمہارے لئے دو اچھی خبریں لے کر آیا ہوں۔ اس پر یوشا نے چونک کر پوچھا کیسی خبریں آقا۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔

میرے ساتھیو۔ تم جانتے ہو کہ میں نے عارب۔ بیوسا اور نبیطہ کے ناسوت پر ایک ساتھ عمل کیا تھا۔ جس کی بناء پر وہ ابھی تم لوگوں کے سامنے زندہ اور صحیح سلامت چلے آ رہے ہیں۔ بعد میں اس ابلیکا نے میرا کیا ہوا عمل ضائع کر کے بیوسا پر اپنا عمل کر دیا۔ جس کی وجہ سے بیوسا زندہ رہ کر ابھی تک یوناف کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ میں بھی تب سے تگ و دو میں لگا ہوا تھا اور اب میں اپنی مہم کو سر کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں نے عمل عارب اور نبیطہ پر کیا تھا وہ عمل میں بیوسا پر پھر بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں ابلیکا نے جو اس پر عمل کیا تھا اسے میں زائل کر چکا ہوں۔ جس کے نتیجے میں بیوسا کو جب چاہوں میں ہلاک کر سکتا ہوں۔ اس پر صادو نے چونک کر پوچھا۔

آقا۔ اگر آپ بیوسا کو ہلاک کریں گے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ عارب اور نبیطہ

بھی ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ اس پر عزازیل مکروہ سی مسکراہٹ میں کہنے لگا ہاں۔ تمہارا کہنا درست ہے۔ اگر میں یوسا کو ہلاک کرتا ہوں تو اس کے ساتھ عارب اور نبیطہ بھی ہلاک ہو جائیں گے لیکن ایسا کرنے میں میں اب کوئی فکرمندی یا پریشانی محسوس نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اب یہ عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی میرے لئے بیکار ہو چکے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں مل کر بھی یوناف کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اگر یوسا کے ساتھ یہ دونوں بھی ہلاک ہو جاتے ہیں تو مجھے کوئی صدمہ کوئی دکھ نہ ہو گا۔

اس پر صادو بولا اور کہنے لگا۔ آقا یہ تو ایک خوشخبری ہے اور دوسری۔ عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میں اپنا ایک نیا تجربہ کرتے ہوئے ایک پائیرو بنانے میں کامیاب ہو گیا ہوں اس پر یوشا عجیب سے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ آقا یہ پائیرو کیا ہے۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔ پائیرو آتشی انسان کو کہتے ہیں۔ گو جنس کے لحاظ سے جنات بھی پائیرو ہیں لیکن جس پائیرو کا تجربہ میں نے کیا ہے اس کی قوت بارہ جنات کے برابر ہو گی اور وہ پائیرو جب اپنی اصل شکل و صورت میں سامنے آئے گا تو جب میں اسے یوناف پر مسلط کروں گا تو یوناف کو اٹھا کر یوں پھینک دیا کرے گا جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کے کھلونے کو اٹھا کر حقارت آمیز انداز میں پھینک دیتا ہے۔ اس بار بارص بولا اور پوچھنے لگا۔

پر اے آقا اس پائیرو کی تکمیل آپ کہاں کریں گے۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔

تم اندر جاؤ۔ عارب اور نبیطہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ ان کے آنے پر ہم یہاں سے نینوا شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کریں گے۔ عزازیل کے کہنے پر بارص تقریباً بھاگتا ہوا محل کے اندر چلا گیا تھا۔ اس نے واپس آنے میں کچھ دیر لگائی تھی شاید وہ ساری صورت حال عارب اور نبیطہ کو بتانے لگ گیا تھا۔ جب وہ عارب اور نبیطہ کو بلا کر عزازیل کے پاس لایا تو عزازیل کے کہنے پر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نینوا شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جب ان کھنڈرات میں عزازیل کے ساتھ پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں پہلے سے جنات کی جنس سے تعلق رکھنے والے عزازیل کے بارہ کے قریب ساتھی موجود تھے۔ یہ سب نینوا کے کھنڈرات کی ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے شائد عزازیل ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ جس دیوار کے ساتھ عزازیل کے وہ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اس دیوار پر ایک عجیب و غریب ہیئت کی شکل بنی ہوئی تھی۔ وہ کوئی بہت بڑی جسامت اور قد کاٹھ کا بن مانس نما

انسان تھا۔ جس کے جسم پر اون کے گالوں جیسے بال تھے۔ جو ایسے چمک رہے تھے گویا ان میں آگ لگی ہوئی ہو۔ کچھ دیر تک سب اس تصویر کو عجیب سے انداز میں کسی قدر حیرت سے دیکھتے رہے۔

اس موقع پر عزازیل سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہی وہ نئی چیز ہے جو میں تم لوگوں کے سامنے لانے لگا ہوں آج کی رات ہم لوگ انہی کھنڈرات میں بسر کریں گے اور میں اپنا عمل کرتا رہوں گا آنے والی صبح اس عمل کی تکمیل ہو گی۔ اس کے بعد دیکھنا میں کیا چیز تمہارے سامنے لاتا ہوں۔ اب تم لوگ میرے ان ساتھیوں کے ساتھ یہاں بیٹھ جاؤ تاکہ میں اپنے عمل کی ابتدا کروں۔ صادو۔ بارص۔ یوشا۔ عارب اور نبیطہ عزازیل کے وہاں پہلے سے موجود ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے جنہوں نے اپنے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ ساری رات عزازیل اپنا کوئی عمل کرتا رہا اور اس کے ساتھی بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ پھر عزازیل اٹھا آگ کے الاؤ کو اس نے اور تیز کرنے اور بھڑکانے کا حکم دیا۔ اس پر عزازیل کے جو ساتھ پہلے سے وہاں موجود تھے انہوں نے الاؤ میں لکڑیاں ڈال کر انہیں خوب بھڑکا دیا تھا۔ اس کے بعد عزازیل الاؤ کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے عجیب طرح کی روشنی نکلنے لگی تھی۔ وہاں پہلے سے موجود اپنے ساتھیوں کو اس نے مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں اس کے وہ بارہ ساتھی باری باری آگ کے اس جلتے الاؤ کے اندر اتر گئے تھے۔ پھر عزازیل کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی بڑے تیز انداز میں آگ کے الاؤ پر پڑنے لگی اور وہاں منعکس ہوتی ہوئی نینوا کے کھنڈرات کی دیوار پر بنی ہوئی تصویر پر پڑتے ہوئے اسے عجیب طرح سے بھیانک اور ہولناک بنائے چلے جا رہی تھی تھوڑی دیر تک یہ عمل جاری رہا۔ اب عزازیل کے اس عمل سے آگ پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ بھڑک اٹھی تھی اور اس میں داخل ہونے والے اس کے ساتھی ایک طرح سے اسکے اندر چھپ کر رہ گئے تھے۔ عزازیل کی آنکھوں سے نکلتی ہوئی روشنی ابھی تک بڑی تیزی کے ساتھ آگ پر پڑنے کے بعد وہاں سے منعکس ہوتی ہوئی دیوار پر بنی ہوئی اس ہولناک تصویر پر پڑ رہی تھی۔

پھر ایسا ہوا کہ آہستہ آہستہ آگ کا الاؤ دھیما پڑنے لگا اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر بنی ہوئی وہ تصویر بھی غائب ہو گئی تھی اور جس طرح کی تصویر دیوار پر بنی تھی اس طرح کی مخلوق آگ میں سے نکل کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ آگ میں داخل ہونے والے عزازیل کے ساتھی غائب ہو چکے تھے۔ پھر عزازیل بولا اور بلند آواز میں کہنے لگا۔

میرے ساتھیو میں پائیرو کی تکمیل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میرے ساتھی جو



آگ میں داخل ہوئے تھے ان سب کی روحیں ان سب کی طاقت اور قوت آگ سے نکلنے والے اس پائیرو میں منتقل ہو چکی ہے۔ اگر تم لوگ اس کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو سب آگے بڑھو اور اس پر حملہ آور ہو جاؤ پھر دیکھو۔ تمہارا کوئی حربہ اس پر کامیاب نہیں رہے گا۔ عارب۔ نبیطہ۔ بارص۔ سادھو۔ یوشا اس بن مانس نما ہستی کو دیکھ کر ابھی تک حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کے جسم پر خاصی بڑی بڑی بھیڑ جیسی اون تھی آتشی رنگ رکھنے کے ساتھ آگ کی طرح بھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی عزازیل کے کہنے پر صادو۔ یوشا۔ بارص۔ عارب۔ اور نبیطہ آگے بڑھے اور بیک وقت اس پر حملہ آور ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ اون سے جو آگ نکلتی تھی وہ حقیقی معنوں میں آگ نہ تھی۔ بلکہ ایک چمک تھی جو آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی ان چاروں نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی ضربوں کی بھرمار کر دی تھی۔ لیکن ضربیں کھانے کے ساتھ ساتھ وہ پائیرو اپنے جسم اور سر کو جھٹک کر حرکت میں آیا۔ پھر اس نے باری باری صادو۔ یوشا۔ عارب اور نبیطہ کو اٹھا اٹھا کو دور پٹخ دیا تھا۔

صادو۔ بارص۔ یوشا۔ عارب۔ اور نبیطہ اس پائیرو کی طاقت اور قوت دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو میرے ساتھیو۔ اس پائیرو کو اب میں یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ یہ صرف میرا ہی مطیع اور فرمانبردار ہو کر چل سکتا ہے اس لئے کہ میری آنکھوں سے نکلنے والی روشنی ہی کی وجہ سے آگ میں داخل ہونے والے میرے بارہ ساتھیوں نے یہ شکل اور صورت اپنائی ہے۔ لہٰذا جب تک یہ اپنے اس وجود میں ہے میرا مطیع اور فرمانبردار ہو کر رہے گا۔ پھر عزازیل نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر وہ عارب اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو عارب اور نبیطہ تم دونوں میاں بیوی وہ سامنے والی دیوار کے ساتھ لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں بھی ایک نئی طاقت اور قوت دینے والا ہوں۔ عارب اور نبیطہ چپ چاپ آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ لیٹ گئے۔ عزازیل ان کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اپنے عمل کی ابتدا کی۔ اس کے عمل کی ابتدا ہوتے ہی عارب اور نبیطہ پر غشی طاری ہو گئی تھی تھوڑی ہی دیر تک عزازیل اپنا کوئی عمل کرتا رہا پھر وہ مڑا اور یوشا۔ بارص۔ صادو کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا میرے ساتھیو۔ اس عارب اور نبیطہ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس پر صادو بڑی جستجو میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا آقا ان کے ساتھ یبوسا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہو گا اس پر عزازیل قہقہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہارا انداز تمہاری سوچ درست ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ یبوسا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہو گا۔ اس کے بعد عزازیل نے اس نئی تخلیق پائیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سنو پائیرو یہ

یوشا۔ صادو۔ بارص میرے نائب ہیں جس طرح تم میرے مطیع اور فرمانبردار بن کر رہو گے اس طرح تم انکی بھی تابعداری کرو گے اب یہ دیوار کے پاس عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی کی جو لاشیں پڑی ہیں۔ اٹھا کر مٹی میں دفن کر دو۔ عزازیل کے اس حکم پر وہ بن مانس نما پائیرو حرکت میں آیا۔ اپنے پنجوں سے اس نے ایک گڑھا کھودا اور اس گڑھے میں عارب اور نبیطہ کو اس نے دفن کر دیا تھا۔

○

جس روز بوڑھے بدھست نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہندومت سے متعلق یوناف اور یبوسا کو تفصیل بتائی تھی۔ اس کے دوسرے روز یوناف علی الصبح اپنے بستر سے اٹھا اور اس کے پہلو میں یبوسا گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ یوناف اٹھا۔ نہا دھو کر اس نے لباس تبدیل کیا پھر اس نے یبوسا کا شانہ پکڑ کر ہلاتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہا یبوسا اٹھو۔ دیکھو سورج طلوع ہونے والا ہے پر یوناف کے بار بار ہلانے پر بھی یبوسا کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی اس پر یوناف فکرمند ہوا۔ وہ آگے بڑھ کر یبوسا کی دل کی دھڑکن کا جائزہ لینے لگا اس نے دیکھا یبوسا کے دل کی دھڑکن بند ہو چکی تھی اس پر یوناف چونک جانے کے انداز میں یبوسا کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا تھا اس نے دیکھا کہ یبوسا کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی پھر اس نے یبوسا کی نبض دیکھی اس کے چہرے پر نبض دیکھتے ہوئے عذاب بے نوائی میں دکھ کے آنسو اور غم کے ستاروں جیسی کیفیت چھا گئی تھی پھر اس نے یبوسا کا بازو چھوڑ دیا۔ شائد اسے یقین ہو گیا تھا کہ یبوسا مر چکی ہے۔

مسہری کے پاس کھڑا ہو کر یوناف عجیب انداز سے یبوسا کے چہرے کو گھورتا رہا اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسی کیفیت چھا گئی تھی جیسے خون چاٹتی خواہشوں میں مسائل۔ عذاب۔ حادثے اور دکھوں کے سیالوں میں شکستہ در و بام کی سی کیفیت اور آنکھوں کی ویرانی جوش مارنے لگی ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش اور چپ کھڑا رہا۔ جیسے بے دھوپ زمین پر غم کے لمحیں برزخ کی سنگینی کی طرح نزول کرتے ہیں۔ وہ بے چارہ باطن کی گہرائیوں سے خوابوں کی اڑتی دھند گمان کے اندھیروں' آندھیوں کے غبار اور گویائی سے محروم الفاظ کی طرح چپ تھا اور آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر اس کے گالوں پر ڈھلک رہے تھے۔ وہ حرکت میں آ کر کچھ کرنا ہی چاہتا تھا کہ ابلیکا نے اسی لمحہ اس کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی غم اور دکھ میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

یوناف میرے حبیب میں انتہائی دکھ اور انتہائی غم سے تم پر یہ انکشاف کرتی ہوں کہ

بیوسا مرچکی ہے اور یہ سب کچھ عزازیل کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم جانتے ہو کہ اسکے ناسوت پر میری طرف سے ایک عمل ہوا تھا اور اسکے ناسوت پر جو پہلے سے ایک عزازیل کا عمل تھا اس کے اثرات ختم کر دیئے گئے تھے۔ لیکن عزازیل نے ان اثرات کو پھر بحال کرتے ہوئے بیوسا کا خاتمہ کر دیا اس پر یوناف روتی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا کیا بیوسا کے ساتھ ساتھ عزازیل نے عارب اور نبیطہ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

تمہارا اندازہ درست ہے یوناف۔ بیوسا کے ساتھ عزازیل نے عارب اور نبیطہ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اس لئے کہ وہ یہ خیال کرنے لگا تھا کہ عارب اور نبیطہ وہ دونوں اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر اس نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان دونوں کے ساتھ بیوسا کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ سنو یوناف مجھے بیوسا کے مرنے کا بھی دکھ ہے۔ میں جانتی ہوں حیات کے ان گنت رنگوں میں بیوسا تمہارے لئے روشنیوں کی رنگین کرن' اجلی چمکیلی رت تھی۔ وہ سنہرے خوابوں کے لحموں میں تمہارے لئے چاند کی ٹھنڈی کرن یادوں کی خوش کن لہر تھی۔ تمہاری ذات کے لئے وہ دھنک رنگ جذبات۔ موسموں کی رعنائی۔ مہکار رتوں کی ایک خوشبو تھی اور تمہارے دل کیلئے حلقہ رنگ و بو میں رس بھری تمہت اور نشاط آفرین ساعت تھی۔ کاش کائنات کی ان دھوپ چھاؤں کی ستیزہ کاری میں بیوسا قدم روکتی خواہشوں اور گلابوں کے اوپر پڑی شبنم کی طرح تمہارے ساتھ رہتی۔ لیکن ہائے افسوس عارب اور نبیطہ کے ساتھ عزازیل نے بیوسا کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کی حالت غصہ اور غضبناکی میں یکسر تبدیل ہو کر رہ گئی تھی اس کی آنکھوں سے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے بے سحر بے کنار دکھ کے صحرا میں جذبوں کی وحشی آندھیاں' اندھیروں کے آنگن میں طوفان کے سفر اور سرابوں کے سمندر میں آوازوں کے بگولوں کے جھکڑ چل نکلے ہوں۔ جبکہ اس کے چہرے پر ان گنت حشر انگیزیاں' ظلم آرائیاں خونخواری درندگی اور جبروت و بدمزاجیاں اپنا رنگ جمانے لگی تھیں۔ اس موقع پر ابلیکا نے پھر بڑا نرم سا لمس یوناف کی گردن پر دیا ساتھ ہی اس کی دکھوں اور پریشانیوں سے بھرپور آواز سنائی دی۔

یوناف میرے حبیب اپنے آپ کو سنبھالو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا دیکھ پہلے بیوسا کی تدفین کا اہتمام کرو۔ اس کے بعد اپنے دفاع کی کوئی تدبیر کرو اس لئے کہ عزازیل نے بارہ انتہائی خونخوار اور طاقت ور روحوں پر اپنا ایک آتشی عمل کر کے ایک عفریت تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار کی ہے۔ اس عفریت کا نام اس نے پائیرو رکھا ہے اور اس پائیرو

کو وہ کسی بھی وقت تمہارے مقابلے پر لا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ پائیرو بن مانس نما ایک انسان ہے جو انتہائی کریہہ الشکل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کا طاقتور اور خونخوار ہے۔ لہٰذا بیوسا کی تدفین کے ساتھ ساتھ تم اپنی حفاظت کا بھی بندوبست کرو۔ اس لئے کہ جب عزازیل پائیرو کو تمہارے مقابلے پر لائے گا تو میں سمجھتی ہوں وہ پائیرو تمہارے لئے ان گنت مصیبتیں اور مصائب کھڑے کر دے گا۔ اس پر یوناف نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا پھر وہ پوچھنے لگا۔

سنو ابلیکا کیا میں اور تم دونوں مل کر بھی اس پائیرو کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس پر ابلیکا انتہائی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یوں جانو کہ میں ایک طرف ایک روح ہوں گی جبکہ دوسری طرف بارہ انتہائی خونخوار اور طاقتور روحیں ہوں گی پھر ایک اور بارہ کا مقابلہ کیسا۔ اس پر یوناف کی چھاتی تن گئی پھر وہ کہنے لگا۔

سنو ابلیکا اس میں فکرمندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب تک میں زندہ ہوں اس عزازیل اور اس کے تیار کردہ پائیرو کے مقابلے میں میں اپنے رب اپنے خداوند کو پکارتا رہوں گا مجھے امید ہے کہ نیکی کے ایک فرد کی حیثیت سے جب میں اپنے رب کو پکاروں گا تو وہ میری مدد اور اعانت کا کوئی نہ کوئی سبب اور میری حفاظت کا کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور ہی پیدا کرے گا اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا پھر وہ بیوسا کی تدفین کا انتظام کرنے لگا۔ بیوسا کو سرائے کے قریب ہی ایک صحرائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔

○

سورج دور مغرب کی پراسرار فناہ گاہوں میں غروب ہو چکا تھا۔ ایشیا کے نیلے آسمان پر ستاروں کا ایک ہجوم نکل کھڑا ہوا تھا۔ وہ چاندنی رات تھی اور چاندنی اپنا سفر طے کرتی ہوئی ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھی۔ ایسے میں تین شتر سوار اپنے اونٹوں کو بھگاتے ہوئے صحرا کی بیکراں وسعتوں کو سمیٹ رہے تھے۔ ان میں ایک عدی تھا جو ایک سرخ رنگ کے سرکش اور توانا اونٹ پر سوار تھا اور دوسرے دو اس کے ساتھی تھے۔

چاندنی رات میں دور دور تک پھیلے ہوئے صحرا کے اندر ایسی خاموشی اور ایسی چپ تھی جیسے مقدر کے خالی دامن میں وحشی آندھیاں' حصار شب میں تاریک خوابوں کے عفریت' وادی مرگ میں شب کے سفاک عناصر اور ان دیکھے دیاروں کے سفر میں صدیوں کے انتظار جیسی درد کی روشنی غضب کی آندھیوں کا شور اور انتقام کے خراشوں کی جلن بھر دی گئی ہو۔ صحرا کے اندر چاندنی کے پراثر جنگلی رنگ ہر طرف بکھر گئے تھے۔ بھوکے

گیدڑوں کی کریناک چیخیں وقفہ وقفہ سے صحرا کے اندر آگے جانے والے شاہراہ کے دونوں طرف سنائی دے جاتی تھیں زمستانی ہوا میں صحرا کی جھاڑیوں کی خوشبو اور اوس کی نمی میں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں۔

اچانک عدی کے ایک ساتھی نے حدی گانا شروع کی۔ حدی کے بول اور اسکی لئے کو سنتے ہی اونٹ بلبلائے اور حدی کے سنگیت پر انہوں نے اپنی رفتار پہلے سے کہیں تیز کر دی تھی۔ حدی کے پرسوز بول اور اونٹوں کے گلوں میں بندھی ہوئی کانسی کی گھنٹیوں کی آواز پرسکوں صحراء میں دور دور تک بکھرنے لگی تھی۔

اگلے روز سہ پہر کے قریب عدی اور اس کے دونوں ساتھی بنو ازد کے شہر میں داخل ہوئے اور شہر کی ایک شمالی سرائے میں انہوں نے قیام کیا۔ عدی اور اس کے دونوں ساتھی سوداگروں جیسے رنگین چوغے پہنے ہوئے تھے۔ انکے نیچے ان کے بہترین اور چمکتے ہوئے ہتھیار سجے ہوئے تھے۔

آدھی رات کے قریب جبکہ کائنات کی ہر شے اونگھ رہی تھی عدی اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جگایا پھر وہ دھیمی اور رازدارانہ سی آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ رات آدھی کے قریب گزر چکی ہے اور یہ وقت اس کام کیلئے بے حد مناسب ہے جس کام کے لئے ہم بنو ازد کی سرزمین میں داخل ہوئے ہیں میرے خیال میں اٹھ کھڑے ہو اپنے اس کمرے سے نکل کر اصطبل میں جائیں اپنے اونٹوں پر کجاوے ڈالنے کے بعد بنو ازد کے معبد کا رخ کریں اور وہاں سے ان کے بت نکال کر رات کی تاریکی میں ہی اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر جائیں۔

عدی کے دونوں ساتھیوں نے عدی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تینوں نے اپنا اپنا سامان سمیٹا اور سرائے سے نکل کر اصطبل میں آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اونٹوں کی گردنوں میں بندھی ہوئی کانسی کی بڑی بڑی گھنٹیاں اتار دیں پھر اونٹوں پر کجاوے ڈالنے کے بعد وہ سرائے سے باہر نکلے۔ گھنٹیاں اتار دینے کی وجہ سے رات کے سناٹے میں کوئی آواز پیدا نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا تینوں بڑی رازداری کے ساتھ سرائے سے نکل کر شہر کے مضافات میں بنو ازد کے معبد کے سامنے آن رکے۔ معبد کی ایک بلند دیوار کے سائے میں عدی نے اپنے اونٹ کو روک دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دونوں ساتھی بھی دیوار کے سائے میں اپنے اونٹوں کو روک چکے تھے۔

پھر عدی اپنے اونٹ سے کود گیا اس کے بعد اس نے نکیل کا سرا اپنے اونٹ کی اگلی

ٹانگوں پر مارا اور جواب میں اونٹ زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ اس وقت تک اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں سے اتر کر عدی ہی کی طرح ان کی ٹانگوں پر مار کر انہیں بٹھا چکے تھے۔

اس کے بعد عدی معبد کے بڑے دروازے پر آیا اور دروازے کو اس نے پیچھے دھکیلا پر لکڑی کے موٹے تختوں کا وزنی دروازہ اندر سے بند تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عدی لوٹ کر اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس آیا اور رات کے سناٹے میں اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ ہمیں وقت ضائع کئے بغیر اپنے کام کی تکمیل کرنی چاہئے۔ دیکھو میں کمند کے ذریعے معبد میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر نیچے اتر میں معبد کا دروازہ کھول دوں گا تم دونوں چوکس اور چوکنے رہنا۔ اگر تم دونوں کو یہاں کھڑے ہوئے کوئی دیکھ لے اور یہاں تم سے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھے تو کہنا۔ مسافر ہیں۔ شہر کی طرف جاتے ہوئے دعا مانگنے کے لئے معبد کے پاس رک گئے ہیں۔ میرے خیال میں تمہارے ایسا کہنے سے تمہارے معبد کے پاس ٹھہرنے پر کوئی بھی بازپرس نہیں کرے گا۔

اتنا کہنے کے بعد عدی اپنے اونٹ کے پاس آیا اونٹ کے کجاوے سے بندھی ہوئی کمند اس نے کھولی وہ ایک مضبوط رسی تھی جس کے ایک سرے پر لوہے کی خمیدہ کئی سلاخیں بندھی ہوئی تھیں جن کی شکل شاہین کے پنجوں سے ملتی تھی۔ عدی نے لوہے کے ان پنجوں کو اپنے ہاتھ میں تھاما اور کمند کا کچھ حصہ ایک گول چکر میں دوہرا کیا پھر اپنے ہاتھ کو لہرایا اور اس زور سے کمند معبد پر پھینکی کہ لوہے کی مضبوط پنجے نما وہ کمند کہیں پھنس گئی تھی۔ عدی نے دو ایک بار خوب جھٹکے کے ساتھ کمند کو کھینچ کر اس کی پختگی کا جائزہ لیا پھر بڑی تیزی سے معبد کی دیوار پر کمند کے ذریعے چڑھنے لگا تھا۔

معبد کے اوپر جا کر عدی نے کمند نکال کر نیچے پھینک دی جسے اس کے ساتھیوں نے لپیٹ کر اونٹ کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ معبد کے اندر عدی نیچے اترا۔ لکڑی اور لوہے کا بنا ہوا وزنی دروازہ اس نے کھولا اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ساتھی اپنے تینوں اونٹوں کو لے کر معبد میں داخل ہو گئے تھے۔ جبکہ عدی نے معبد کا دروازہ پہلے کی طرح پھر بند کر دیا تھا۔

تینوں کوئی کھٹکا کئے بغیر معبد میں داخل ہوئے اونٹ انہوں نے ایک جگہ باندھ دیئے پھر وہ معبد کے مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ کسی ناگہانی خطرے سے نپٹنے کیلئے انہوں نے اپنی تلواریں اپنے ہاتھوں میں سونت رکھی تھیں اور بد سے بدتر

حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو انہوں نے تیار کر لیا تھا۔

مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے وہ ایک کمرے کے سامنے ٹھٹک کر رہ گئے انہوں نے دیکھا اس کمرے میں معبد کے محافظ سوئے ہوئے تھے۔ تینوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کچھ دیر تک رازدارانہ سرگوشی کی پھر تینوں اپنی تلواریں لہراتے ہوئے ایک ساتھ اس کمرے میں داخل ہوئے اور معبد کے محافظوں پر وہ ٹوٹ پڑے تھے۔ اس طرح جیسے شاہین کرگسوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ آن کی آن میں انہوں نے محافظوں کو قابو کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے منہ میں ان کے کپڑے ٹھونس کر رکھ دیئے تھے۔

معبد کے ان محافظوں سے فارغ ہونے کے بعد عدی اور اس کے دونوں ساتھی اس خاص کمرے میں داخل ہوئے جس میں بنو ازد کے بت تھے۔ تینوں نے دیکھا وہ سنگ مرمر اور قیمتی سرخ پتھر سے بنا ہوا ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں شمالی دیوار کے ساتھ ایک بلند شہ نشین پر دو بہت بڑے اور وزنی پتھر کے بت استادہ تھے۔ کمرے کے اندر جلتے ہوئے تیز لوبان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ عدی نے اپنے ساتھی سے سرگوشی کی اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی جس کمرے میں بت رکھے ہوئے ہیں اس کے دروازے کی طرف غور سے دیکھ۔ اس کا دروازہ اس قدر بلند ہے کہ اس دروازے کے ذریعے اونٹ اس کمرے میں داخل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تو جا میرے اونٹ کو لا کر اس کمرے میں بٹھا دے۔ تاکہ میں اس پر بنو ازد کے یہ بت لادوں۔ عدی کے یہ الفاظ سنتے ہی اس کا ساتھی بڑی تیزی سے گیا۔ عدی کے اونٹ کو اٹھا کر وہ اس کمرے میں لایا اور نکیل اس کے پاؤں پر مار کر اسے بتوں کے قریب بٹھا دیا تھا۔ اونٹ کے بیٹھ جانے کے بعد عدی نے پھر اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم دونوں باہر ہی رکو۔ جن محافظوں پر ہم نے پر قابو پایا ہے ان کے علاوہ بھی اگر کوئی یہاں ہے تو تمہارے باہر رہنے سے وہ ہمارے لئے خطرہ ثابت نہیں ہوں گے۔ تم بڑی آسانی کے ساتھ ان سے نپٹ لو گے۔ دیکھ میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ میرے باپ نے کہا تھا کہ ان بتوں کو کئی جوان مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ تم طاقتور ہو۔ شاید تم وہ بت اٹھا لو۔ میں دیکھتا ہوں میرے باپ نے مجھ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں کیا میں ان پر پورا اترتا ہوں۔ لہٰذا میں اکیلا ان بتوں کو اٹھا کر اس اونٹ پر لادنے کی کوشش کرتا ہوں تم کمرے سے باہر رہ کر میری حفاظت کا کام سرانجام دو۔ عدی کے کہنے پر اس کے دونوں ساتھی اپنی تلواریں سونت کر کمرے سے باہر کھڑے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد یہ عدی آگے بڑھا بتوں کے قریب آ کر قبلے کی طرف منہ کر کے وہ سجدہ ریز ہوا پھر اپنا سر اٹھایا اور بڑی رقت آمیز آواز میں اپنے

دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر وہ دعا مانگ رہا تھا۔

”اے خداوند اے ابراہیم کے خدا اس کائنات میں غم اور خوشی طاقت اور توانائی محبت اور نفرت۔ نرمی اور سختی۔ سیاہی اور سفیدی۔ چھوٹائی اور بڑائی۔ اتفاق اور نفاق اور جنگ اور امن تیرے اختیار میں ہے۔ دشمن کے اس شہر میں میری مدد فرما۔ اے اللہ تو ہی دھواں دھواں۔ کہر کہر فضاؤں کو نور عطا کرتا ہے۔ اے خداوند تو ہی غبار غبار کاش کناروں سے موت جیسی تاریکیوں کو پامال کرتا ہے۔

اے خداوند۔ اے ابراہیم کے خدا یہ مہکتے جنگل یہ لہکتی فصلیں یہ چہکتے طیور یہ چمکتے ستارے۔ برستے بادل۔ تیرے ہی دم سے ہیں۔ تو ہی رات کی خلا سے دن کی تخلیق کو جنم دیتا ہے تو ہی رات کی گود کو صبح کی آغوش میں تبدیل کرتا ہے۔ حسیں وادیوں اور جلتے تپتے بے آب و گیاہ صحراؤں میں زندگی کے عروج و ارتقاء۔ فنا اور بقا کا سلسلہ میرے اللہ صرف تیرے ہی حکم سے جاری و ساری ہے۔ اے خداوند اے میرے خدا جس کام کیلئے میں اس معبد میں داخل ہوا ہوں۔ میری مدد فرما کہ میں اپنے بوڑھے باپ کی خواہشوں کی تکمیل کر سکوں۔ اے خداوند تو چھوٹے کو بڑا۔ بڑے کو چھوٹا کر دے۔ تو چاہے تو کمزور و بے توانا کو ایسی توانائی عطا کرے کہ وہ خرق عادت ہو کر رہ جائے اے اللہ مجھے ہمت عطا فرما کہ میں بنو ازد کے ان بتوں کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں“۔

قبلہ روہو کے خداوند کے حضور دعا مانگنے کے بعد عدی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا عدی کے دونوں ساتھیوں نے دیکھا کہ کمرے کے اندر جلتی ہوئی مشعل کی تیز روشنی میں عدی کے چہرے پر جنگلی جلال اور وحشت چھائی تھی پھر عدی آگے بڑھا اس نے اپنے دونوں مضبوط اور آہنی بازو ایک بت کی کمر کے گرد لپیٹے ذرا جھکا آسماں کی طرف دیکھا اور رقت آمیز آواز میں کہا۔

اے خداوند اے سارے جہاں کے پالنے والے اے میرے اور ساری کائنات کے رب۔ میری مدد فرما۔ اس کے ساتھ ہی عدی نے جھک کر خوب زور لگایا پھر بلند آواز میں اپنے رب کو پکارا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بت کو اوپر اٹھا لیا تھا۔

عدی کے دونوں ساتھی بڑی حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ عدی بت کو اٹھا کر قریب بیٹھے ہوئے اپنے اونٹ کے پاس لایا اور اسکے کجاوے کے ساتھ بت رکھتے ہوئے وہ دوبارہ پیچھے ہٹا اور جس طرح پہلا بت اس نے اٹھایا تھا اسی طرح دوسرے بت کو اٹھا کر اس نے کجاوے کے دوسری طرف رکھ دیا۔

اس کے بعد عدی نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے ساتھیو۔

میرے بھائیو جلدی کرو۔ میرے اونٹ پر ان دونوں بتوں کے گرد رسیاں پھیر کر باندھ دو۔ اس کے علاوہ ہم تینوں کے پاس جو بستر ہیں ان سے سارے کپڑے نکال کر ان بتوں پر ڈال دو انہیں اچھی طرح ڈھانپ دو۔ تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کوچ کر چلیں۔

وہ دونوں جوان بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ عدی کی مدد سے دونوں نے مل کر بتوں کو اونٹ پر لادا اور انہیں رسیوں سے خوب کس کر باندھ دیا۔ کپڑے نکال کر دونوں بتوں کو اچھی طرح ڈھانپ دیا تھا اس کے بعد عدی نے اپنے اونٹ کی نکیل پکڑی اسے اٹھایا اتنی دیر تک اس کے دونوں ساتھی بھاگتے ہوئے باہر گئے انہوں نے اپنے اونٹ کھول کر انہیں اٹھا لیا تھا۔

بت لدے اونٹ کو عدی معبد سے باہر لایا اور ایک جگہ اسے کھڑا کر دیا۔ اتنی دیر تک اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں کو لے کر معبد سے باہر نکل چکے تھے۔ اس کے بعد عدی نے معبد کا دروازہ بند کر دیا اپنے اونٹ کی گردن میں ہاتھ ڈال کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا۔ اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں پر سوار ہو چکے تھے اور پھر عدی کی رہنمائی میں وہ بڑی تیزی سے اس شاہراہ کی طرف جا رہے تھے جو انکے قبیلے کی طرف جاتی تھی۔

○

اگلے روز تین سواروں اور اونٹوں کا یہ مختصر ترین کارواں کہیں رکے بغیر صحرا میں دھول اڑاتا ہوا اپنے قبیلے میں داخل ہوا بنو ایاد کے بوڑھے سردار نصر نے اپنے مکان سے باہر نکل کر بیٹے کا استقبال کیا اس لئے کہ بستی میں اس کے آنے کا شور مچ گیا تھا اور لوگ خوش تھے کہ عدی بنو ازد کے بت اٹھا لایا ہے۔ جب عدی کا اونٹ مکان کے سامنے بٹھایا گیا اور بتوں کے گرد لپٹے ہوئے کپڑے ہٹائے گئے تو نصر نے آگے بڑھ کر بیٹے کو اپنے سینے سے لپٹاتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی اور کہنے لگا۔

میرے فرزند۔ میرے بیٹے میرے بچے۔ مجھے پختہ یقین تھا کہ تم ان بتوں کو ضرور اٹھا لاؤ گے۔ میرے بیٹے۔ میرے بچے قسم خداوند کی قسم ابراہیم کے عظیم رب کی۔ مجھے تم سے ایسی ہی توقع اور امید تھی۔ میرے بیٹے مجھے امید ہے کہ اب بنو ازد کا حکمران جزیمہ میرے بیٹے کو زبردستی طلب نہیں کر سکے گا۔ بیٹے ان بتوں کو اٹھا کر اپنے مکان کے اندر لے جاؤ اس کے بعد میں ایک خط لکھ کر قاصد کے ذریعے بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی طرف

بھجواؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ ہم تمہارے بت اٹھا کر لے آئیں ہیں اور تم نے اگر میرے بیٹے کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے قبیلے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے دونوں بتوں کو توڑ دیں گے۔ اپنے سردار کا یہ فیصلہ سن کر بنو ایاد کے لوگ بہت خوش ہوئے پھر سب لوگ عدی کے ساتھ مل کر بنو ازد کے دونوں بتوں کو اندر لے گئے تھے۔

○

بنو ازد کے لوگ اور ان کا حکمران جزیمہ اپنے بتوں کے چوری ہو جانے کی وجہ سے بڑے پریشان اور فکرمند تھے جس روز یہ بت عدی اٹھا کر لے گیا تھا اس کے دوسرے روز اپنے صحرائی محل میں اپنے وزیر قصیر بن سعد کے ساتھ بڑا فکرمند اور سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ کہ اس کی جواں سال بہن رقاش بھی اس کے قریب بیٹھی تھی۔ رقاش ایک انتہائی خوبصورت لڑکی تھی اور عرب قبیلوں کے کئی سردار اس سے شادی کرنے کا پیغام دے چکے تھے۔ لیکن جزیمہ سب کی خواہش کو ٹھکرا چکا تھا۔ رقاش اس کی اکلوتی بہن تھی اور وہ اسے کسی بڑی سلطنت کے حکمران کے ساتھ بیاہنے کی خواہش رکھتا تھا۔ تینوں ہی اپنے بت چوری ہو جانے پر بڑی فکرمندی اور پریشانی میں سوچ و بچار کا شکار بیٹھے تھے۔

بت چوری ہو جانے پر جزیمہ یوں پریشان تھا کہ وہ بنو ازد والے ان دونوں بتوں کو اپنا خدا مان کر ان کی پوجا کرتے تھے اور بت چوری ہو جانے سے ان کے عقیدے کو تحت دھچکا لگا تھا۔ پچھلے پورے دن سے بنو ازد کے کھوجی بت چرانے والوں کو تلاش کرنے صحرا کے اندر ہی بھٹک رہے تھے۔ صحرا کے اندر ان کھوجیوں کا رخ بنو ایاد کی طرف تھا۔

جزیمہ اس کا وزیر قصیر بن سعد اور جزیمہ کی حسین بہن رقاش تینوں بڑے افسردہ اور پریشان پریشان بیٹھے تھے۔ کہ بنو ازد کا ایک نوجوان ان کے سامنے آیا پھر وہ جزیمہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میں اپنے ساتھ ایک ایسے نوجوان کو لے کر آیا ہوں جس کا تعلق بنو ایاد سے ہے۔ اس کے پاس بنو ایاد کے سردار نصر کا ایک پیغام ہے قاصد کا کہنا ہے کہ یہ پیغام چوری ہو جانے والے بتوں سے ہی متعلق ہے۔ اس نوجوان کے اس انکشاف پر جزیمہ کو قصیر بن سعد۔ رقاش تینوں چونک پڑے تھے۔ پھر جزیمہ بولا اور اپنے اس جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو بنو ایاد کے اس قاصد کو میرے قریب لاؤ اسے کہو کہ وہ میرے لئے

اپنے سردار کا کیا پیغام لایا ہے۔ اس پر وہ نوجوان بنو ایاد کے قاصد کو لے کر آگے بڑھا اور پھر جزیمہ کے کہنے پر اس قاصد نے اپنے کھلی آستینوں والی قبا کے اندر سے لپٹا ہوا ایک کاغذ نکالا اور جزیمہ کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا یہ ہمارے سردار نصر کی طرف سے آپ کے لئے پیغام ہے۔ جزیمہ نے وہ کاغذ لے لیا پھر وہ اسے کھول کر پڑھنے لگا اس میں لکھا تھا۔

"سنو بنو ازد کے حکمران جزیمہ۔ تمہارے قبیلے کے دونوں بت اٹھا کر اپنے قبیلے میں ہم لے آئے ہیں یاد رکھو اگر تم نے میرے بیٹے کو حاصل کرنے کے لئے میرے قبیلے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو توڑ کر صحرا میں پھینک دیں گے لہٰذا میں بنو ایاد کے سردار کی حیثیت سے تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ ہماری طرف صلح کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ہمارے ساتھ جنگجویانہ رویہ ترک کر دو اور میرے بیٹے کو مجھ سے زبردستی حاصل کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ جزیمہ نے کپڑے پر لکھا ہوا وہ پیغام پڑھا کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر وہ پیغام اس نے اپنے وزیر قصیر بن سعد کو تھما دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کی مدھم سی آواز بھی سنائی دی وہ بن سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

بنو ایاد کے سردار نصر کی طرف سے آنے والے اس پیغام کو غور سے پڑھو اور بتاؤ کہ اب ہمیں بنو ایاد کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہئے اس پر قصیر بن سعد نے پیغام لکھا وہ کپڑا لے لیا اور بڑے غور اس کی تحریر پڑھنے لگا تھا۔

قصیر بن سعد نے کپڑے پر لکھا ہوا پیغام پڑھا پھر پیغام لکھا ہوا وہ کپڑا تہہ کرتے ہوئے اس نے بنو ایاد کی طرف سے آنے والے اس قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم بتا سکو گے کہ ہمارے بتوں کو ہمارے معبد سے اٹھا کر کون لے گیا ہے۔ اس پر قاصد نے قصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو ہمارے سردار کا بیٹا ان صحراؤں کا طاقتور ترین انسان عدی بن نصر اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس پر قصیر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ عدی بن نصر اکیلا ہمارے معبد سے بتوں کو اٹھا لے جانے میں کیسے کامیاب ہو گیا۔ جبکہ ان بتوں کو بڑی مشکل سے دس آدمی مل کر اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بت معبد کے کمرے میں بڑی مضبوطی سے ایستادہ تھے۔ قیصر کے اس جواب پر بنو ایاد کے قاصد نے فخریہ انداز میں اپنی چھاتی تانتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

ہمارے قبیلے کے سردار کا بیٹا عدی بن نصر صحراؤں کا فرزند ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ وہ

دس جنگلی گھوڑوں جیسی طاقت رکھتا ہے اگر بت اس سے بھی بھاری ہوتے تو وہ بھی انہیں اکھاڑ اور اٹھا کر لے جاتا۔ اور پھر تم جانو جو شخص چٹانوں کو اکھاڑ پھینکنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے سامنے ان دو بتوں کی کیا حیثیت تھی اس قاصد کی یہ گفتگو سن کر جزیمہ اور قصیر بن سعد تو خاموش رہے لیکن جزیمہ کی حسین ترین بہن رقاش بول پڑی اور بنو ایاد کے اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص دس جنگلی گھوڑوں کے برابر طاقت رکھتا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارے قبیلے کے سردار کا بیٹا عدی بن نصر اکیلا ہمارے دونوں بتوں کو اٹھا کر لے گیا ہو۔ یقیناً رات کی تاریکی میں وہ اپنے ساتھ اپنے کچھ ساتھی لے کر آیا ہو گا جنکی مدد سے وہ ہمارے بتوں کو اٹھا لے جانے میں کامیاب ہو گیا اس پر بنو ایاد کا وہ قاصد پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے لڑکی میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ پہلے اپنا تعارف کرا پھر میں تجھے جواب دیتا ہوں اس پر رقاش پھر بولی اور کہنے لگی۔ میں بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی بہن رقاش ہوں اس پر وہ قاصد پھر بولا اور کہنے لگا۔ سن بنو ازد کے حکمران کی بہن رقاش تو عدی بن نصر کو نہیں جانتی۔ ان صحراؤں کے اندر کوئی بھی عدی بن نصر سے بڑھ کر طاقت نہیں رکھتا۔ وہ ایسا شخص ہے جو بڑی بڑی چٹانوں کو اکھاڑ پھینکنے کی ہمت رکھتا ہے۔ اس کی اسی طاقت اور جوانمردی سے متاثر ہو کر حیرہ کی ملکہ الزباء نے اسے اپنے یہاں طلب کیا تھا۔ الزباء نے اپنے بہترین پہلوان سے اس کا مقابلہ کرایا جسے نصر نے زیر کر دیا اور جواب میں الزباء نے نہ صرف یہ کہ عدی بن نصر کو انعامات سے نوازا بلکہ الزبا نے عدی بن نصر سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ عدی بن نصر نے ملکہ الزباء سے یہ وعدہ کر کے اپنے باپ کے پاس لوٹ آیا کہ وہ اپنے باپ سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد شادی کرنے سے متعلق کوئی فیصلہ کرے گا۔ پس اے جزیمہ کی بہن تو مانے یا نہ مانے پر یہ ایک حقیقت ہے کہ تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو اکیلا عدی بن نصر اٹھا کر لے گیا ہے یہ دونوں بت اس نے خود اپنے قبیلے کے ایک سرکش اونٹ پر لادے اور وہ اونٹ رات کی تاریکی میں دونوں بتوں کو تمہارے قبیلے کی حدود سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

بنو ایاد کے اس قاصد کی گفتگو پر جزیمہ۔ قصیر بن سعد اور رقاش تینوں ہی خاموش رہ کر نہ جانے کن سوچوں میں الجھے رہے اس پر بنو ایاد کا وہ قاصد پھر بولا اور پوچھنے لگا تم عدی بن نصر کو ہم سے کیوں مانگتے ہو۔ جواب میں بنو ایاد کے حکمران جزیمہ نے بڑے غور سے قاصد کی طرف دیکھا پھر کہا کہ ہم عدی بن نصر کو تم سے اس لئے مانگتے ہیں کہ وہ ایک



بہادر اور جنگجو اور طاقت ور نوجوان ہے اور اس سے ہم اپنے دشمنوں کے خلاف کام لینا چاہتے ہیں۔ اس پر قاصد نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ پر یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے قاصد کی اس گفتگو کے جواب دینے کے بجائے بنو ازد کے حکمران جزیمہ نے کچھ سوچا اور پھر سامنے رکھی ہوئی اس نے چھوٹی سی ایک چوبی ہتھوڑی اٹھائی اور اپنے بائیں طرف لٹکتے ہوئے پیتل کے طشت پر اس نے اس ہتھوڑی کو دے مارا تھا۔ ہتھوڑی کی ضرب پڑتے ہی وہ طشت ایک گونجتی ہوئی آواز کے ساتھ بول اٹھا تھا جس کے جواب میں ایک مسلح جوان تقریباً بھاگتا ہوا اندر آیا اور اسے دیکھتے ہی جزیمہ کہنے لگا یہ بنو ایاد کا قاصد ہے اسے مہمان خانے میں لے جاؤ یہ اس وقت تک ہمارے یہاں رہے گا جب تک اس کے متعلق ہم کچھ فیصلہ نہیں کر پاتے۔ جزیمہ کا یہ حکم سن کر آنے والا مسلح نوجوان بنو ایاد کے اس قاصد کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

بنو ایاد کے اس قاصد کے باہر نکل جانے کے بعد جزیمہ نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے وزیر قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر کسی قدر پریشانی میں اس نے پوچھا سعد کے بیٹے اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ قصیر بن سعد نے بڑے اطمینان سے کہا۔

آپ بتوں سے متعلق زیادہ فکرمند نہ ہوں۔ میں چند روز تک بنو ازد کی طرف روانہ ہوں گا اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے سرکردہ سرداروں کو بھی لیتا جاؤں گا۔ میں اس قاصد کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤں گا۔ بنو ایاد میں پہنچ کر انکے سردار نصر سے بات چیت کروں گا اور سنو بنو ازد کے حکمران۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں دونوں بتوں کے ساتھ ساتھ عدی بن نصر کو آپ کے سامنے لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر جزیمہ نے چونک جانے کے انداز میں قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر میں جانوں گا کہ تم نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے۔ اس پر قصیر بولا اور کہنے لگا میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ جب میں عدی بن نصر کو یہاں لے کر آؤں تو آپ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پھر قصیر اپنا منہ جزیمہ کے کان کے قریب لے گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا ہماری بہتری اسی میں ہے کہ جب میں عدی بن نصر کو یہاں لے کر آؤں۔ تو آپ اپنی بہن رقاش کی شادی اس سے کر دیں۔ اس پر جزیمہ چونک سا پڑا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عدی ان صحراؤں کا ایک معمولی نوجوان ہے۔ وہ عرب قبائل میں سے ایک معمولی قبیلے بنو ایاد کے سردار کا بیٹا ہے۔ لہٰذا یہ مقام اسے کسی بھی صورت نہیں دیا جا سکتا۔ جزیمہ کے چہرے پر غصہ اور ناپسندیدگی کے آثار دیکھتے ہوئے

قصیر بن سعد خاموش رہا پھر وہ اسے خوش کرنے کے لئے کہنے لگا۔ بہرحال آپ کا فیصلہ آخری ہو گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چند روز تک اپنے بت اور عدی بن نصر دونوں یہاں ہوں گے جواب میں جزیمہ نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالتے ہوئے کہا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری خواہش کے مطابق میں عدی بن نصر کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ جزیمہ کا یہ جواب سن کر قصیر بن سعد خوش ہو گیا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا اب میں جاتا ہوں اور چند روز تک بنو ایاد کی طرف روانہ ہو کر اپنے کام کی تکمیل کی ابتداء کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی قصیر بن سعد جزیمہ کے صحرائی محل سے نکل گیا تھا۔

○

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ ستاروں کے قافلے اپنی اپنی منزلوں کی تلاش میں رواں دواں تھے ایسے میں یوناف ملکہ الثریا کے شہر شط الفرات سے باہر صحرائی قبرستان میں بیوسا کی قبر کے پاس بیٹھا اس کی قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا تیز ہوائیں ابھری ہوئی قبروں سے لپٹ کر روتے لمحوں کو اڑائے جا رہی تھیں۔ یوناف بے چارہ بگولوں کے ہمسفر کسی مسافر کی طرح چپ تھا مفلس کے جھونپڑے جیسا وہ دکھیا۔ آلام کے عجیب سایوں جیسا مغموم بوڑھے پیپل جیسا ویران' خاموش پیروں جیسا اداس۔ مٹی کے ڈھیر جیسا افسردہ سناٹے میں پڑنے والی چوٹ جیسا بے رونق اور ویرانوں میں چرواہے کے دکھیا گیت جیسا ملول دکھائی دے رہا تھا۔ اسکی حالت اس آوارہ بادل جیسی ہو رہی تھی جو پانی کی تلاش میں سرگرداں ہو۔

تھوڑی دیر تک وہ مغموم اور خاموش بیٹھا بیوسا کی قبر پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر کسی طفل معصوم کی طرح جگر کو لہو کرتے انداز میں بند کمرے میں بھڑکتی آرزو کی طرح بے حال اور گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ بیوسا تو میری نسلوں کی دولت میری کشتی کا ساحل میری محبت میری جستجو کا حاصل میری ذات کے شجر کا ثمر اور میرا سرمایہ حیات تھی۔ تیرے بغیر میں زمین پر برستی راتوں میں سورج کے اجالوں میں امیدوں کے تنہا ویرانوں میں خاموشی کا شیشہ توڑ کر اڑتے ہوئے لمحوں میں اور بجھتی بے شعور راتوں میں بلند ہونے والی صداؤں کی طرح بھٹکتا رہوں گا۔ سنو بیوسا خزاں کی زخم خوردوں یلغار میں تو میرے لئے امرت کا ایک چشمہ تھی۔ اذیت بھری حیات میں تو میری محبت کا بھرم تھی۔ میں عقیدتوں کے پھول نچھاور کرنے والا تم جیسا ہمراز امن کی لوریاں سنانے والا تم جیسا دم ساز کہاں تلاش کروں گا۔ سنو بیوسا

تمہاری موت کے بعد تمہارے بغیر میں خاموشی میں ڈوبے گھر اور پردیس کی بے مہر گزرگاہ جیسی زندگی میں زخم بے دوا اور چاک بے رفو بن کر رہ جاؤں گا۔ میرے دشمن میرے لئے چاندنی کی راکھ لہو کی بارش میں عنکبوت وہم کھڑا کرتے رہیں گے اور میرے راستوں کو دنیا بھر کی گہری ناآسودگیوں اور سیاہ ناامیدوں سے بھر دیں گے۔

یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اسی لمحے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ ابلیکا کی روتی اور بین کرتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی یوناف میرے حبیب سنبھلو۔ میں جانتی ہوں بیوسا کے مرنے کا تمہیں کس قدر دکھ اور کس قدر صدمہ ہے۔ لیکن اس دکھ اور اس صدمے کو جان کا روگ نہ بناؤ۔ یہ دنیا ایک سرائے ہے کوئی آتا ہے۔ کوئی جاتا ہے۔ جو آتا ہے اسے ایک نہ ایک روز یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔ اپنے آپ کو سنبھالو۔ تھوڑی دیر تک عزازیل تم پر وارد ہونے والا ہے وہ اپنے ساتھ اپنے پائیرو کو بھی لے کر آ رہا ہے اور وہ اس قبرستان میں پائیرو کو تم پر آزمائے گا۔ لہٰذا اپنے آپ کو سنبھالو۔ ورنہ یاد رکھو اس قبرستان میں پائیرو تمہاری ایسی حالت کرے گا جو آج تک کبھی نہ ہوئی ہو گی۔

ابلیکا کی اس تنبیہہ پر یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے اپنی طاقت اور قوت کو دس گنا بڑھا لیا تھا۔ وہ بیوسا کی قبر سے ایک طرف ہٹ کر عزازیل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل رات کی تاریکی میں یوناف کے سامنے قبرستان کے اندر نمودار ہوا اس کے ساتھ پائیرو بھی تھا۔ یوناف نے پہلی بار اس پائیرو کو دیکھا وہ بڑا قد آور اور قوی ہیکل تھا اور اس کے جسم پر جو بھیڑ جیسی اون تھی وہ رات کی تاریکی میں یوں چمک رہی تھی جیسے اون نے ہلکی ہلکی آگ پکڑ رکھی ہو۔ پائیرو یوناف سے چند قدم دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا جبکہ عزازیل آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ کیا میں نے تیری زندگی کی ساتھی بیوسا کا خاتمہ کر کے تیری تقدیر کے سفر میں جدائی کے زخم اور ہاتھ کی لکیروں میں ناآسودگی نہیں بھر دی۔ نیکی کے نمائندے جو بھی میرے ساتھ تیری طرح ٹکرایا میں نے اس کی نظر کی روشنی میں ویرانیاں۔ بازار حیات اور قلب کی راحت میں بیکراں بے نشاں دکھ بھرے ہیں۔ دیکھ میں تیرے خلاف بھی کیا خوب حرکت میں آیا ہوں۔ تیرے فروز نصیب میں میں نے زندگی کا نحوس۔ وقت کے سرور میں ذلت کا ناسور اور نبض حیات میں نفرتوں کی آگ اور زخموں کے گلستان بھر کر رکھ دیئے ہیں۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عزازیل یہ گہری شادابیاں فطرت کے رنگین جمال یہ خشک موضوع یہ کڑے بول سب میرے خداوند قدوس کی طرف سے ہیں۔ وہی دن رات طاری کرتا ہے۔ وہی عزت و ذلت عطا کرتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ خون کے کسی دھارے آگ کے سمندر، زہر کے پیالے، موت کے نذرانے، مرگ کے لب بستہ طوفان اور سوچوں کے منجدھار کی طرح حرکت میں آیا ایک دم وہ آگے بڑھا اور اچانک ہی عزازیل پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ شائد رات کی تاریکی میں ویران قبرستان کے اندر اس نے عزازیل سے بیوسا کا انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

اندھے طوفانوں کی طرح یوناف عزازیل کے قریب آیا پھر لگاتار کئی زور دار ضربیں عزازیل کے چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر دے ماری تھیں عزازیل نے اپنا دفاع کرتے ہوئے یوناف پر جوابی وار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی کوئی پیش نہ گئی تھی اس لئے کہ یوناف نے جو اپنی طاقت اور قوت کو دس گنا بڑھا لیا تھا اس کی وجہ سے عزازیل مکمل طور پر یوناف کے سامنے بے بس دکھائی دے رہا تھا۔ یوناف نے تھوڑی دیر کیلئے عزازیل کو مار مار کر بری طرح کنگال کر رکھ دیا تھا۔ عزازیل نے جب دیکھا کہ اب یوناف کے سامنے بالکل بے بس اور لاچار ہوتا دکھائی دے رہا ہے تو اس نے اشارے سے پائیرو کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

دوسری طرف یوناف کو پائیرو کی طاقت اور قوت کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ جب دیکھا کہ عزازیل زمین پر بے بسی کے عالم میں زمین پر گر پڑا ہے اور پائیرو اس پر حملہ آور ہو رہا ہے تو وہ عزازیل کو چھوڑ کر پائیرو کی طرف بڑھا اور اس پر بھی حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی۔ اس نے لگاتار کئی زور دار گھونسے اس پائیرو کے پیٹ میں دے مارے تھے۔ پائیرو وقتی طور پر تھوڑی دیر کیلئے جھکا تھا لیکن یوناف کے ان مکوں کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ لمحہ بھر کیلئے اس نے پیٹ کو سہلایا ضرور تھا لیکن اس سے اس کے غصے میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اس نے یوناف کے منہ پر اپنا پنجہ نما ہاتھ اس زور سے مارا کہ یوناف ہوا میں پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا۔ پھر وہ پائیرو طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور گردن سے پکڑ کر اس نے یوناف کو اوپر اٹھایا اور اس کے کندھوں اور اسکی پیٹھ پر ضربیں لگائیں۔ کہ یوناف ہوا میں پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ یوناف کے کندھے اور اس کے منہ سے بری طرح خون بہہ نکلا تھا۔ شائد اس جگہ اس پائیرو کے درندہ نما پنجے لگے تھے۔ قبل اس کے کہ پائیرو پھر آگے بڑھ کر یوناف کو اپنا ہدف بناتا یوناف اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس



وقت تک پائیرو پھر نزدیک آیا اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے ایک ہی ہاتھ سے یوناف کو اوپر اٹھایا اور بڑے زور دار انداز میں کافی دور پھینک دیا تھا۔ یوناف اپنے آپ کو اس پائیرو کے سامنے مکمل طور پر بے بس اور لاچار محسوس کر رہا تھا۔

قبل اس کے کہ پائیرو پھر نزدیک آ کر یوناف پر ضرب لگاتا عین اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بڑی ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

سنو یوناف اس پائیرو سے مقابلہ کرنے کا خیال ترک کر دو۔ تم یہاں سے بھاگ کھڑے ہو۔ میں کہتی ہوں کہ مکہ کا رخ کرو اور وہاں اللہ کے گھر کعبہ میں پناہ لو۔ دنیا میں اس وقت وہی ایک جگہ ہے جہاں تمہیں اس عزازیل اور پائیرو سے پناہ مل سکتی ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو یہ عزازیل اور پائیرو دونوں مل کر تمہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

ابلیکا کے ان الفاظ کا یوناف پر خاطر خواہ اثر ہوا پہلے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنے منہ اور شانے پر بہتا ہوا خون اس نے صاف کر لیا اس نے اپنی حالت درست کی پھر وہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے وہاں سے غائب ہو گیا تھا جبکہ عزازیل اور پائیرو بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یوناف نے حرم کعبہ میں آ کر پناہ لی تھی اور عزازیل اور پائیرو حرم کعبہ سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ یوناف نے جب دیکھا کہ عزازیل اور پائیرو حرم کعبہ میں داخل نہیں ہو رہے تو اسے کسی قدر تسلی ہوئی پھر خوف زدہ سے انداز میں وہ سجدہ میں گر گیا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے اپنے خداوند کے حضور دعا مانگنے لگا۔

"اے خداوند۔ اے میرے خدا۔ ہر زی حیات کی دھڑکنوں میں۔ دعاؤں میں تو ہے۔ ہر شے کی سوچوں میں تفکرات میں رازوں میں خوابوں میں شعور اور لاشعور میں اور روحوں کی حلاوت تک میں تو ہے۔ الٰہی یہ ہونٹوں کے تبسم۔ یہ سانسوں کی مہک۔ یہ نظر نظر کی روشنی۔ یہ نفس نفس کی نمکی۔ سب تیرے ہی کن کی بدولت ہے۔

اے خداوند۔ ترانہ سحر۔ وظیفہ شب میں تو۔ آیات ہمہ نور۔ باغوں کے برگ و ثمر میں تو۔ صفات و ذات کی ساری تجلیاں تیرے ہی لئے دہر کی رزاقی اور ربوبیت بھی تیرے لئے۔ نیک و بد سے بالاتر الوہیت تیری تو نور دائم ہے۔ تیرے سوا سب کا مقدر زوال ہے۔

میرے اللہ تو مکان اور لامکان ہے۔ تو بے کراں اور بے نشاں ہے۔ نیلے بحر کا جاہ و جلال ہر دشت و گلشن کا جمال تیرے ہی دم سے ہے۔ تو ہی نیلگوں بے کراں آسمانوں میں بادلوں کے بادبان کھولتا ہے تو ایک خاک کو اوج ثریا عطا کرتا ہے۔ میرے اللہ ہر آدرش ہر معراج میں یادوں کے رنگ۔ سوچوں کے نکھار الفاظ کی حوریں اور تخیل کی جل پریاں تیرے ہی

قانون فطرت کے تحت رواں اور دواں ہیں۔

اے میرے اللہ۔ کائنات کی اس اقلیدس میں یہ عزازیل موت اور نیستی اور بربادی کی اندھی داستانوں کا کھیل میرے ساتھ کھیلنا چاہتا ہے۔ میرے اللہ زندگی کی دھوپ چھاؤں میں یہ عزازیل میرے لئے درد کی زنجیر۔ مجبوری کا قصہ۔ حقارت بھری ٹھوکر کا زخم بن جانا چاہتا ہے۔ میرے اللہ یہ تیرا راندہ ہوا میں میری پسلیوں کا نیزہ بن کر میری زندگی کو دل کی سلگاہٹ' آنکھوں کے آنسو۔ ذہن کی تھکن سے بھر دینا چاہتا ہے۔ میرے اللہ میں اس عزازیل کے دکھ کی آگ۔ سلگتی خواہشوں۔ رینگتے خیالات کے ہجوم یاس انگیز تاریکیوں میں اور ظلم کے گھمبیر اندھیروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میرے اللہ مجھے اس عزازیل کی ستم رانیوں سے نجات دے۔ میں اس کے شر سے تیری ہی ذات کی پناہ مانگتا ہوں"۔

سجدے میں گر کر یہاں تک دعا مانگنے کے بعد یوناف پھر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے دیکھا تھوڑی دیر بعد آسمان پر بادل گرجنے لگے تھے پھر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہونے لگی تھی۔ جس سے بچنے کیلئے عزازیل اور پائیرو ذرا پیچھے ہٹ کر ایک عمارت کے چھجے تلے کھڑے ہو گئے تھے۔ اچانک ایک بار زوردار بجلی جو گرجی تو یوناف نے حرم سے دور کچھ فاصلے پر ایک بلی کو دیکھا جس کے پیچھے اس کے چھوٹے چھوٹے تین بچے چلے جا رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی آنکھوں میں امید کی چنگاریاں رقص کرنے لگی تھیں۔ ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے اللہ میں تیرا ممنون ہوں تیرا شکر گزار ہوں رات کی اس تاریکی میں اور برستی بارش میں میرے اللہ تو نے کیا خوب میری رہبری اور رہنمائی کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا حرم کعبہ سے نکلا اپنے گلے میں جو اس نے چرمی تھیلا لٹکا رکھا تھا وہ سنبھالا۔ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بجلی کے کوندے کی طرح وہ لپکا بلی کی تینوں بچوں سے دو کو اٹھا کر اس نے اپنے چرمی تھیلے میں ڈالا اور پھر بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک عزازیل اور پائیرو نے بھی اسے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ یوناف حرم کعبہ سے نکل کر بلی کے ان دونوں بچوں کو لے کر یمن کی طرف بھاگا۔ جبکہ عزازیل اور پائیرو اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔

یوناف صبح تک یمن کے کوہستانی سلسلوں کے اندر عزازیل اور پائیرو کو اپنے پیچھے پیچھے چکر دیتا رہا۔ جب مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہونا شروع ہوا تو یمن کے مرکزی شہر مارب کے باہر کوہستانی سلسلے کے اندر مارب کے جنوب میں ایک بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر ٹھہر گیا۔ سورج اب مشرق سے طلوع ہو چکا تھا۔ ہر شے شعبہ جبیں انجم نگاہ اور خورشید

بکت ہو کر سحر پیکر کی طرح نمودار ہو گئی تھی۔ ڈوبتے کانپتے سایوں میں روشنی رنگ لہریں اپنا رنگ جمانے لگیں تھیں۔ صبح تک عزازیل اور پائیرو کو چکر دینے کے ساتھ ہی ساتھ یوناف نے اپنے چرمی تھیلے میں بند بلی کے دونوں بچوں پر اپنا سری عمل کرتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیا تھا پھر سد مارب کے جنوبی کوہستانی سلسلے کی ایک چوٹی پر ٹھہرنے کے بعد اس نے بلی کے دونوں بچوں کو نکالا اس نے اپنا سری عمل کیا۔ ان کی جسامت اور قوت کو اس نے دس گنا جب بڑھایا تو بلی کے دونوں بچے یوناف کے دائیں بائیں انتہائی بڑی جسامت کے خونخوار چیتے بن کر کھڑے ہوئے گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک اس کوہستانی سلسلے پر یوناف کے سامنے عزازیل اور پائیرو بھی نمودار ہوئے تھے۔

یوناف کے ساتھ بڑی بڑی جسامت کے دو چیتوں کو دیکھتا ہوا عزازیل چونکا تھا۔ جبکہ پائیرو کو دیکھتے ہوئے چیتے بری طرح غرانے لگے تھے لیکن یوناف نے ان دونوں کو گردن سے پکڑ کر روک رکھا تھا۔ پھر یوناف بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن۔ عزازیل۔ نحوست میں ڈوبی ہوئی وہ شام تمام ہوئی۔ جس میں تم میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔ اب ان زہر اگلتی ویرانیوں میں میں بدت کے رکے طوفانوں کی طرح تیرے اور تیرے پائیرو کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ تم دونوں کے غرور کے شعلوں کو دکھ کی جھیل کے کناروں میں بدلوں گا۔ سن عزازیل ان سنسان ساعتوں ویران لحموں میں میں تم دنوں کے لئے وقت کا آنسو اور حقارت سے بھری ٹھوکر اور زندگی کے عذاب سے لبریز ایک کربناک حقیقت بن جاؤں گا۔ عزازیل تو نحوست کا پھل اور کڑوا بول ہے۔ تیری سرشت۔ تیری کھردری زبان کو میں بے حسی کی سرد لاش اور زخموں کی جراحت بنا کر رکھ دوں گا۔

جواب میں عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اے نیکی کے نمائندے۔ میں دیکھتا ہوں تو رات بھر میرے اور پائیرو کے سامنے بے بس مسافر کی طرح اپنی جان چھپاتا پھرتا رہا ہے۔ تو میرے خلاف کیا حرکت میں آئے گا اور یہ جو چیتے تو نے اپنے دائیں بائیں کھڑے کر لئے ہیں یہ اس پائیرو کے سامنے نہیں ٹک سکیں گے۔ یہ جو تو مجھے اور پائیرو کو دھمکیاں دیتا ہے یہ سب خالی خولی دھونس ہے جس میں ہرگز آنے والا نہیں۔ ساتھ ہی عزازیل نے آگے بڑھ کر پائیرو کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ عین اس وقت یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت کو بھی دس گنا بڑھا لیا تھا۔

پائیرو جونہی یوناف پر ضرب لگانے کیلئے آگے بڑھا یوناف نے اپنے دائیں بائی کھڑے کئے ان دونوں بچوں کو جو بڑے بڑے چیتوں کی صورت اختیار کر چکے تھے چھوڑ دیا۔

یوناف کا ان چیتوں کو چھوڑنا تھا کہ وہ دائیں بائیں طرف سے پائیرو پر ٹوٹ پڑے۔ عین اس وقت یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کی اور اس پر اپنا کوئی سری عمل کیا اس میں سے چنگاریاں اٹھنے لگیں تھیں پھر وہ اپنی تلوار لہراتا ہوا پائیرو پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے پائیرو کے پیچھے کھڑے عزازیل کے چہرے پر ان گنت بدگمانیاں سی لہرا گئی تھیں پھر عزازیل کی طرف سے ایک شعلہ لپکا اور یوناف کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی ساتھ ہی عزازیل نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا دیکھ اے نیکی کے نمائندے تو اپنی اس تلوار کو میری موجودگی میں پائیرو کے خلاف استعمال نہیں کر سکتا۔ یوناف پر حرکت میں آیا اپنی تلوار اٹھا کر نیام میں کر لی۔ پھر چند قدم آگے بڑھتے ہوئے اس نے ہوا کے اندر ایک بلند جست لگائی اور پوری قوت کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اس نے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ پائیرو کے ناک پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ پائیرو زمین پر گر گیا تھا۔ دونوں چیتے اسے بری طرح جھنجھوڑنے لگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عزازیل کچھ فکرمند ہوا تھا پھر نہ جانے اس نے کیا عمل کیا کہ اس کی طرف سے روشنی کی ایک لہر دونوں چیتوں پر ٹوٹ پڑی اور دونوں چیتے بری طرح بلبلاتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عین اس موقع پر یوناف نے پھر ہوا کے اندر ایک بلند جست لگائی تھی اور خداوند کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس نے جس طرح پائیرو کی ناک پر ناقابل برداشت ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب اس نے عزازیل کی ناک پر لگائی تھی جس کے جواب میں عزازیل بری طرح بلبلاتا ہوا اور پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ عزازیل کی طرف سے سری عمل ختم ہونے کے باعث دونوں چیتے پھر پائیرو پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ تاہم پائیرو کی طاقت اور قوت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دونوں چیتوں کو ایک ایک پنجہ مار کر اس نے پیچھے ہٹایا تاہم جو چیتوں نے اسے جھنجھوڑا تھا یوناف نے اس کی ناک پر ضرب لگائی تھی اس کے باعث وہ کچھ گھبرا سا گیا تھا اور پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف نے دونوں چیتوں کو گردن سے پکڑا ان دونوں کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر ایک بھرپور قہقہہ لگاتے ہوئے عزازیل سے کہنے لگا۔

سن بدی کے نمائندے۔ اپنے اس پائیرو کے ساتھ پھر میری طرف بڑھ۔ میرے ساتھ ٹکرا۔ پھر دیکھ اس پائیرو کے ساتھ ساتھ تمہارا میں کیسا برا انجام کرتا ہوں۔ میں جب اپنے خداوند کی تکبیر بلند کرتا ہوا اس کے چہرے پر ضرب لگاؤں گا تو یاد رکھنا اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ تیرا حلیہ بھی بگاڑ کے رکھ دوں گا۔ یہ مت خیال کرنا کہ میں تیرے اور تیری بدی کی قوتوں کے خلاف تنہا [illegible] ہوں۔ ہرگز نہیں۔ نیکی کے نمائندے [illegible]



میرا یہ ایمان ہے کہ میرا اللہ میرا خداوند میرے ساتھ ہے۔ اور وہ تجھ جیسے بدکار کے سامنے مجھے ذلیل اور رسوا نہ ہونے دے گا۔ اس عزازیل کی ابھی تک تسلی نہ ہوئی تھی لہٰذا ایک بار پھر اس نے پائیرو کو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس کے ساتھ یوناف نے پھر دونوں چیتوں کو چھوڑا اور پائیرو پر حملہ آور ہونے کی اس نے ترغیب دی تھی۔

اس بار پائیرو بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا اور جوں ہی دونوں چیتے اس پر حملہ آور ہوئے اس نے باری باری دونوں چیتوں کو زور سے ان دونوں کے منہ پر ایک ایک پنجہ مارا کہ دونوں چیتے بھاگتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس دوران یوناف بھی حرکت میں آ چکا تھا۔ پائیرو کی طرف آنے کے بجائے ہٹ کر اس نے پھر بلند چھلانگ لگائی اور عزازیل کے سر پر اپنی تلوار کے دستے کی ایک ناقابل برداشت ضرب لگائی۔ یہ ضرب پڑتے ہی عزازیل بری طرح بلبلا اٹھا تھا۔ چیخیں مارتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ عزازیل کی حالت دیکھتے ہی طوفانی انداز میں یوناف آگے بڑھا اپنی تلوار پر کوئی سری عمل کیا اسے اپنے سامنے کیا پھر وہ اچھلا اور اپنی تلوار کا ایک وار اس نے پائیرو کے شانے پر کیا۔ یوناف کی تلوار کی ضرب سے پائیرو کے شانے پر ایک گہرا گھاؤ آ گیا تھا اور یہ گھاؤ لگنے کے ساتھ ہی پائیرو بری طرح چیخا تھا لیکن یوناف کی حیرت کی انتہا نہ رہی دوسرے لمحے پائیرو کا وہ گھاؤ بھر گیا تھا پھر وہ پہلے جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ دوسری طرف دونوں چیتے پھر پلٹ کر حملہ آور ہو گئے تھے اتنی دیر تک یوناف پھر حرکت میں آ چکا تھا۔ ہوا میں اچھلتے ہوئے اس نے پھر پائیرو کے دوسرے شانے پر تلوار سے گہرا گھاؤ لگایا تھا۔ جواب میں پائیرو ایک بار پھر چیخا چلایا تھا۔ جس جگہ تلوار سے یوناف نے گھاؤ لگایا تھا اس جگہ ایک چیتے نے چھلانگ لگا کر اس گھاؤ کو بری طرح جھنجھوڑ دیا تھا جس کے ردعمل کے طور پر پائیرو تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھا تھا۔ تاہم دوسرے ہی لمحے پائیرو نے نہ جانے کیا عمل کیا کہ اس کا گھاؤ پہلے گھاؤ کی طرح بھر گیا تھا لیکن یوناف اسے دم نہ لینے دے رہا تھا اب اس نے اس کی گردن پر تیسرا گھاؤ لگایا۔ پائیرو گھاؤ بھرتا رہا۔ یوناف لگاتار اس کے گھاؤ لگاتا رہا۔ اس طرح بار بار کی تکلیف سے بلبلا کر پائیرو پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف نے بھی اپنے دونوں چیتوں کو روک لیا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بدی کے گماشتے میں نے کہا نہ تھا کہ اس کائنات میں میں اکیلا نہیں ہوں۔ خداوند ہر شے کو دیکھنے والا ہے۔ وہ جہاں تیری بدی تیری مردودیت پر نگاہ رکھے ہوئے ہے وہاں وہ میری راستی کو بھی دیکھ رہا ہے۔ میں نے تجھے کہا تھا کہ اس دنیا میں جس کا کوئی نہیں اس کا

خدا ہوتا ہے اور پھر میں نیکی اور راستی پر ہوں۔ نیکی اور راستی والوں کی خدا مدد ضرور کرتا ہے۔ تو نے دیکھا تو اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ پائیرو کو میرے خلاف حرکت میں لانے کے لئے لایا تھا میں تجھے کہتا ہوں کہ پھر ایک بار اس پائیرو کو آگے بڑھا۔ پھر اپنا اور پائیرو کا انجام میرے ہاتھوں دیکھ کیا ہوتا ہے۔ جواب میں عزازیل نے کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ میں تجھے معاف نہیں کروں گا تجھ سے انتقام ضرور لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل پائیرو کا ہاتھ پکڑ کر سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس کوہستانی سلسلے کے اوپر اپنے دونوں چیتوں کے ساتھ کھڑا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ عزازیل اب پائیرو کے ساتھ واپس لوٹنے والا نہیں تو اس نے دونوں چیتوں کو پھر بلی کے بچوں میں تبدیل کیا انہیں اپنے چرمی تھیلے میں ڈالا اور سری قوتوں کو وہ حرکت میں لایا اور کوہستانی سلسلے کی وادی کے اندر جو بستی تھی اس میں داخل ہوا۔ پہلے وہ بستی کے بازار میں آیا۔ بلی کے دونوں بچوں کو اس نے اپنے چرمی تھیلے سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑا پھر وہ ایک قصاب کی دوکان کے سامنے رکا۔ وہاں اس نے گوشت خریدا اور بلی کے دونوں بچوں کو اس نے پیٹ بھر کر گوشت کھلایا۔ پھر بلی کے دونوں بچوں کو اپنے چرمی تھیلے میں ڈالنے کے بعد یوناف بستی سے باہر نکل کر ایک سرائے میں داخل ہوا۔ سرائے میں اس نے اپنے لئے ایک کمرہ حاصل کیا۔ پہلے اس نے کھانا کھایا اور اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بھائی میرے۔ میں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ شاید تمہاری سرائے میں ایک لمبا عرصہ قیام کروں۔ اس کے لئے میں تمہیں کچھ رقم پیشگی ادا کر دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہوں کہ جب کبھی میرے لئے میرے کمرے میں کھانا بھیجا جائے میرے ساتھ دو بلی کے بچے ہیں ان کے لئے گوشت بلاناغہ تین وقت فراہم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے چند سنہری سکے نکال کر سرائے کے مالک کے سامنے رکھ دیے تھے۔ سرائے کے مالک نے اس کا شکریہ ادا کیا اور یوناف کی ہدایت پر عمل کرنے کا اس نے وعدہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف سرائے میں اپنے کمرے کے اندر چلا گیا تھا۔ یوں عزازیل اور پائیرو کو بھگانے کے بعد یوناف نے سد معارب کے اس کوہستانی سلسلے کی سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

چند ہی روز بعد بنو ازد کے حکمران جزیمہ کا وزیر قیصر بن سعد اپنے قبیلے کے دو سرکردہ سرداروں کے ساتھ بنو ایاد میں داخل ہوا جب وہ عدی کے باپ کی حویلی کے قریب آیا تو عدی اور اس کے باپ نے قیصر بن سعد اور دونوں سرداروں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ عدی اور اس کا باپ نصر ان تینوں کو اپنی حویلی میں لے گئے اور اپنے مہمان خانے میں ان تینوں کو ٹھہرایا۔ خاطر تواضع کے بعد قیصر بن سعد عدی کے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ بنو ایاد کے سردار۔ دیکھ جو میں گفتگو کروں گا تمہارے لئے اور عدی کے بھائی کی حیثیت سے کروں گا۔ یا میرے الفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہوں کہ میری گفتگو تم دونوں باپ بیٹے کی ہی نہیں بلکہ تمہارے قبیلے کی بھلائی اور بہتری میں پنہاں ہو گی۔ میرا مشورہ تم دونوں کے لئے یہ ہے کہ نہ صرف تم بنو ازد کے بت واپس کر دو۔ بلکہ اے بنو ایاد کے سردار تم اپنے بیٹے عدی کو بھی میرے ساتھ روانہ کر دو۔

قیصر بن سعد کی اس گفتگو پر بنو ایاد کے سردار اور عدی کے باپ نصر نے چونک کر قیصر بن سعد کی طرف دیکھا پھر وہ حیرت سے پوچھنے لگا یہ تم کیا کہتے ہو تمہارے قبیلے کے بت بھی واپس کر دوں اور اپنے بیٹے کو بھی تمہارے ساتھ کر دوں تاکہ تمہارا حکمران جزیمہ بتوں کو اٹھا لانے کی پاداش میں میرے بیٹے عدی کو اپنا ہدف اور نشانہ بنائے۔ ایسا میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ اس پر قیصر بن سعد پھر بولا اور کہنے لگا۔

بنو ایاد کے سردار یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دونوں بت واپس کر دیئے جائیں اور عدی کو میرے ساتھ روانہ کر دیا جائے تو جزیمہ کسی صورت بنو ایاد پر حملہ آور نہ ہو گا اور نہ ہی وہ عدی کو کسی قسم کا گزند پہونچائے گا۔ سنو۔ بنو ایاد کے سردار۔ ہمارا حکمران جزیمہ تمہارے بیٹے کی شجاعت اور طاقت سے بے حد متاثر ہے۔ وہ تمہارے بیٹے عدی کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنا کر بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑنا چاہتا ہے۔ اسی بناء پر وہ عدی کو تم سے مانگ رہا ہے۔ تم جانتے ہو ماضی میں بنو ازد اور بنو قسطورہ کے درمیان کئی بار جنگیں ہو چکی ہیں اور ان ہی جنگوں میں جزیمہ کا باپ مارا گیا تھا۔ لہٰذا ملکہ الزبا سے جزیمہ اپنے باپ اور قبیلے کے قتل عام کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم سمجھ گئے ہو گے کہ جزیمہ کیوں تمہارے بیٹے کو مانگتا ہے۔

ملکہ الزباء کا ذکر آتے ہی عدی کا خون کھول اٹھا تھا۔ گو ربیعہ ابھی تک زندہ تھی۔ تاہم اسے یہی بتایا گیا تھا کہ ربیعہ کو ملکہ الزباء نے قتل کرا دیا ہے لہٰذا اس نے انتقامی جذبے کے تحت قیصر بن سعد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو۔ سعد کے بیٹے اگر تمہارا حکمران مجھے اپنی افواج کا سپہ سالار بنا کر ملکہ الزباء کے خلاف جنگ کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے تو میں تمہارے ساتھ جانے کیلئے تیار ہوں۔ عدی کا یہ جواب سن کر قیصر بن سعد خوش ہو گیا تھا۔ دوبارہ وہ بولا اور کہنے لگا۔ سن۔ نصر کے بیٹے۔ میں تمہیں تمہاری حفاظت کی ضمانت دیتا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جزیمہ صرف تمہیں اپنی افواج کا سپہ سالار بنانے کیلئے تمہیں طلب کرتا ہے اس کے علاوہ تمہارے ساتھ نہ کوئی اس کی دشمنی ہے نہ عداوت۔ تم بلاجھجک میرے ساتھ چلو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ جزیمہ تمہارا بہترین استقبال کرے گا۔

عدی کا باپ نصر شاید عدی کو قیصر بن سعد کے ساتھ بھیجنے پر رضامند نہ ہوتا لیکن خود عدی نے قیصر کے ساتھ جانے کے لئے ہاں کر لی تھی لہٰذا اس موقع پر نصر بولا اور قیصر بن سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سعد کے بیٹے۔ میرا اپنا خیال یہی تھا کہ میں عدی کو تمہارے ساتھ روانہ نہیں کروں گا اور اگر اس پاداش میں جزیمہ ہم پر حملہ آور ہو گا تو میں تمہارے قبیلے کے ان دونوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر انکے ٹکڑے کر کے صحرا میں بکھیر دوں گا۔ لیکن اب جبکہ میرا بیٹا خود تمہارے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گیا ہے تو میں اپنے بیٹے کو ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ عدی کے باپ کا یہ جواب سن کر قیصر بن سعد مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ سنو بنو ایاد کے سردار۔ آج کی رات میں اور میرے دونوں سردار تمہارے یہاں قیام کریں گے اور کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ عدی اور اسکے باپ دونوں نے قیصر بن سعد کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں اٹھے اور قیصر بن سعد اور دوسرے دو سرداروں کی مہمانداری میں لگ گئے تھے۔ دوسرے روز قیصر بن سعد اپنے دونوں سرداروں کے علاوہ عدی بن نصر اور اپنے قبیلے کے دونوں بتوں کو لے کر بنو ازد کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسرے روز بنو ازد کے حکمران جزیمہ کو جب اس کے جاسوس نے یہ خبر دی کہ ان کا وزیر قیصر بن سعد قبیلے کے بتوں اور عدی بن نصر کو لے کر شہر میں داخل ہونے والا ہے تو جزیمہ اس خبر پر بے حد خوش ہوا شہر سے نکل کر وہ معبد کے قریب آیا تاکہ اپنے بتوں کا استقبال کرے۔ اس کے ساتھ شہر کے ان گنت لوگ بھی اٹھ کر اپنے معبد کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ شہر کے لوگ نہ صرف یہ کہ بتوں کا استقبال کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ اس عدی بن نصر کو بھی دیکھنا چاہتے تھے جو اپنی طاقت اور قوت کو استعمال کر کے ان کے معبد سے ان کے بت چرا کر لے گیا تھا۔

دوپہر کے قریب چاروں اونٹوں پر مشتمل یہ کارواں شہر [illegible]

رکا ایک اونٹ پر قصیر بن سعد سوار تھا۔ دوسرے دو اونٹوں پر اس کے قبیلے کے دونوں سردار تھے چوتھا اونٹ عدی کا تھا اس پر وہ خود بھی بیٹھا ہوا تھا اور بنو ازد کے دونوں بت بھی لدے ہوئے تھے۔ شہر کے لوگ جو معبد کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے وہ اپنے دونوں بتوں پر اور عدی بن نصر پر پھول پتیاں نچھاور کر رہے تھے لیکن اس موقعہ پر عدی کی گردن جھکی ہوئی تھی شائد اس ندامت کے باعث کہ وہ بنو ازد کے دونوں بت اٹھا کر لے گیا تھا۔

معبد کے صدر دروازے کے قریب لوگوں کے آگے بنو ازد کا حکمران جزیمہ اپنی بہن رقاش کے ساتھ کھڑا تھا اس کے اشارے پر چاروں اونٹ معبد کے سامنے رک گئے۔ لوگوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا ایک سمندر تھا جو معبد کے ارد گرد جمع ہو گیا تھا۔ قصیر بن سعد کے اشارے پر عدی اپنے اونٹ سے نیچے کودا۔ قصیر نے اس کا ہاتھ تھاما اور جزیمہ کے پاس لے گیا۔ پھر جزیمہ کے ساتھ قصیر نے عدی کا تعارف کرایا۔

جزیمہ نے عدی کو گلے لگا لیا اور پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو بنو ایاد کے فرزند تم ایک بہادر اور طاقتور ترین انسان ہو۔ معبد کے گرد کھڑے میرے قبیلے کے یہ سارے لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے واپس آنے والے بتوں کا استقبال کرنے آئے ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم ہمارے بتوں کو کس طرح اس معبد سے نکال کر لے گئے تھے۔ سنو نصر کے بیٹے۔ اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اور بتوں کو اٹھا کر اسی جگہ رکھو جہاں سے تم ان بتوں کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اگر تم باری باری ان بتوں کو اٹھا کر معبد کے اندر رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو میرے قبیلے کے لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے تم جیسے طاقتور اور پرزور جوان کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنانے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ درست اور مناسب ہے۔

جزیمہ کے ان الفاظ کے بعد عدی جزیمہ کے پاس سے ہٹ کر اپنے اونٹ کے پاس آیا اونٹ کی نکیل کی رسی پکڑ کر اس نے اونٹ کے اگلے گھٹنوں پر مارتے ہوئے منہ سے عجیب سے آوازیں نکالنا شروع کیں جن کے جواب میں اونٹ نے باری باری اپنی دونوں ٹانگوں کو خم کیا پھر وہ بنو ازد کے دونوں بتوں کو لے کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔

اونٹ کے بیٹھ جانے کے بعد عدی حرکت میں آیا اور اونٹ کی رسی کھولنے لگا۔ جن سے دونوں بت بندھے ہوئے تھے۔ دونوں بتوں کی رسیاں کھولنے کے بعد ان گنت لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے عدی نے اپنے آہنی بازو ایک بت کی کمر کے گرد ڈالے اور جھک کر اس نے زور لگایا وزنی بت کو اوپر اٹھا لیا ارد گرد کھڑے سارے لوگ تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور عدی بن نصر کو داد دے رہے تھے۔ یوں عدی نے باری باری دونوں بت

اٹھا کر بنو ازد کے معبد کے اندر رکھ دیئے تھے۔

جب عدی بن نصر دوسرا بت معبد کے اندر رکھ کر واپس آیا۔ جزیمہ دونوں بتوں کو دیکھنے کے لئے معبد کے اندر چلا گیا۔ اس دوران جزیمہ کی حسین بہن رقاش عدی کے پاس آئی اور خوشبو میں بسا ہوا اپنا سفید رومال عدی کی ناک کے سامنے لہراتے ہوئے مسکرا کر شگفتگی کی لہروں جیسی آواز میں وہ کہنے لگی۔

نصر کے بیٹے میرا نام رقاش ہے۔ میں جزیمہ کی بہن ہوں اور تمہیں پسند کرتی ہوں۔

عدی نے پہلی بار چونک کر رقاش کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ انداز میں وہ چونک سا پڑا تھا اس نے دیکھا بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی بہن رقاش لمحوں کی کھنک' سحر کے عکس جیسی پر جمال' یادوں کی خوشبو' لہجے کی جمال جیسی خوبصورت' لالہ رخ امنگ خوابوں کی جنگ جیسی خوشگوار اور فطرت کے رنگین جمال اور روح کے تسکین جیسی شاداب تھی۔ مجموعی طور پر اس لمحے رقاش عدی بن نصر کو اجالوں کا سرور' نسوانیت کا وقار' سراپا بہار اور حسن و خوشبوؤں سے تراشہ پیکر محسوس ہوئی تھی۔

جو الفاظ رقاش نے عدی سے کہے تھے وہ قریب ہی کھڑے جزیمہ کے وزیر قصیر نے بھی سن لئے تھے۔ تاہم وہ منہ سے کچھ بولا نہیں بلکہ کچھ سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ ضرور ابھر گئی تھی۔ دوسری طرف عدی نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے رقاش کی طرف دیکھنے کے بعد اپنی گردن جھکا لی تھی جبکہ رقاش اس کے سامنے کھڑی اس کی ادا پر مسکرا رہی تھی۔

اتنی دیر تک بنو ازد کا حکمران جزیمہ معبد سے باہر نکلا وہ سیدھا عدی کے قریب آیا اس کے چہرے پر اس لمحہ گہری مسکراہٹ تھی۔ عدی کے قریب آ کر اس نے داد دینے کے انداز میں عدی کی پیٹھ تھپتھپائی پھر وہ کہنے لگا سنو عدی ان صحراؤں کے اندر جس قدر میں نے تمہاری تعریف۔ تمہاری طاقت اور قوت کے چرچے سن رکھے تھے تم یقیناً ان پر پورے اترے ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی شخص اکیلا یوں ہمارے بتوں کو اپنی جگہ سے اٹھا کر حرکت میں لا سکتا ہے۔ لیکن اے نصر کے بیٹے تو نے واقعی ایک ناممکن کام کو ممکن کر کے دکھایا ہے۔ سنو نصر کے بیٹے تمہیں یہاں منگانے اور طلب کرنے کا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا یا تم سے کوئی انتقام لینا نہیں بلکہ تمہاری عزت اور تمہاری توقیر میں اضافہ کرنا ہے۔ اب آج سے تم میرے ساتھ میرے صحرائی محل میں رہو گے اور میرے لشکر میں تمہاری حیثیت ایک سپہ سالار کی سی ہو گی۔ عنقریب تمہاری کمانداری میں اپنے لشکر کو ملکہ الزباء کے خلاف حرکت میں لاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ تمہاری سرکردگی میں ہم ملکہ الزباء

کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کریں گے۔

اس کے بعد بنو ازد کا حکمران جزیمہ عدی کو اپنے ساتھ اپنے صحرائی محل میں لے گیا تھا۔ بہت جلد جزیمہ عدی سے کچھ اس قدر مانوس ہو گیا کہ وہ عدی کو رزم اور بزم اکل و شرب میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھنے لگا۔ دوسری طرف جزیمہ کی بہن بھی بری طرح عدی سے محبت کرنے لگی تھی۔ اسی حالت میں کئی روز گزر گئے۔ رقاش اس کوشش میں رہنے لگی تھی کہ کبھی موقع ملے تو عدی سے علیحدگی میں اپنی محبت سے متعلق مزید گفتگو کرے لیکن جزیمہ ہر وقت اسے سائے کی طرح اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

○

ایک روز عدی نے اس شہر کے مضافاتی چشموں اور نخلستانوں میں گھومنے کے لئے جزیمہ سے اجازت طلب کی۔ جزیمہ نے جب اسے جانے کی اجازت دے دی تو عدی جزیمہ کے اصطبل میں آیا ایک گھوڑے پر زین ڈالی جب اسے وہ لے کر اصطبل سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ وہاں جزیمہ کی بہن رقاش کھڑی تھی۔ عدی جب اس کے پاس سے گزرنے لگا تو رقاش نے اپنا نازک بازو اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے روک دیا۔

عدی نے نظر بھر کر رقاش کی طرف دیکھا اور اسے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے رقاش کا جوان۔ حسین اور پکا ہوا بدن چنگاریاں مار رہا ہو اسی لمحہ رقاش کی آواز کچھ اس طرح بلند ہوئی گویا پتلے پتلے نازک نقرئی برتن آپس میں ٹکرائے ہوں۔ اس کے بعد رقاش انگور کے ٹیکوں جیسی شیریں آواز۔ شگفتہ اور دلکش لہجے میں اور گلنار تبسم چھلکانے کے انداز میں عدی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

جب تم پہلے روز ہمارے دونوں بت لیکر اس شہر میں داخل ہوئے تھے تو معبد سے باہر میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا۔ جس کا تم نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عدی نے حیرت سے رقاش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں نہیں جانتا تم نے مجھ سے کیا سوال کیا تھا۔ اس پر رقاش نے ایک گہری نگاہ عدی پر ڈالی پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ مٹھاس بھرے لہجے میں کہنے لگی۔ میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ تم نے میری اس بات کا کوئی جواب ابھی تک نہیں دیا۔ اس پر عدی کہنے لگا۔ سن جزیمہ کی بہن یہ سوال نہیں اپنے جذبات کا یکطرفہ اظہار ہے۔ اس پر رقاش مایوسی کے سے انداز میں کہنے لگی۔

چلو یوں ہی سہی۔ پھر تم یکطرفہ جذبات کے اظہار کے جواب میں کیا کہتے ہو۔ اس پر

عدی نے الٹا رقاش سے سوال کر ڈالا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم مجھے کس قدر پسند کرتی ہو۔ رقاش فوراً" بولی اور کہنے لگی۔

اے بنو ایاد کے شیر دل جوان کیا تم رات کے وقت نیلے آسمان پر نمودار ہونے والے ستاروں کو شمار کر سکتے ہو۔ عدی کہنے لگا نہیں۔ رقاش بولی۔ جس طرح تم ستاروں کو شمار نہیں کر سکتے ویسے ہی تم میری اس محبت کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے جو مجھے تم سے ہو گئی ہے۔ اس پر عدی بڑی سنجیدگی میں کہنے لگا۔

سن بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی بہن۔ میں ایک اجنبی اور نا آشنا سا انسان ہوں اور اجنبیوں سے دل لگانا تو دھوکہ اور فریب کھانا ہے۔ اس کے بعد رقاش کا کوئی جواب سنے بغیر عدی گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

بنو ازد کے حکمران جزیمہ کے اس صحرائی دارالحکومت کے اردگرد تھوڑی دیر تک چکر لگانے کے بعد عدی جب واپس آیا اور گھوڑے کو اصطبل میں باندھ کر وہ محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اسے ٹھہرایا گیا تھا وہ یہ دیکھتے ہوئے دنگ رہ گیا کہ اس کے کمرے میں پہلے سے قصیر اور رقاش بیٹھے ہوئے تھے۔ عدی جونہی کمرے میں داخل ہوا قصیر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عدی سے مصافحہ کیا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی رقاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

عدی میرے عزیز میرے بھائی۔ میں تمہارے پاس رقاش کا وکیل بن کر آیا ہوں۔ عدی آگے بڑھ کر قصیر کے پہلو میں بیٹھتا ہوا پوچھنے لگا۔ کس بات کا وکیل۔ اس پر قصیر نے انکشاف کرنے کے انداز میں کہا تم جانتے ہو رقاش تمہیں پسند کرتی ہے۔

جواب میں عدی نے لاپرواہی میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ کرتی ہو گی۔ قصیر پھر بولا میں چاہتا ہوں تم رقاش سے شادی کر لو۔ اس سے اس سے خوبصورت لڑکی ان صحراؤں کے اندر تمہیں کہیں مل ہی نہیں سکتی اور پھر اگر تم رقاش سے شادی کر لیتے ہو تو اس شادی سے بنو ازد اور بنو ایاد دونوں قبائل کے درمیان تعلقات نہ صرف بہترین ہو جائیں گے بلکہ اس میں دونوں قبیلوں کی بہتری بھی ہو گی کہ دونوں قبیلے ان صحراؤں کے اندر اس رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے اور ہاں اس سلسلے میں رقاش کے ساتھ میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو چکی ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم رقاش کے ساتھ شادی کر لو تو رقاش کا بھی جزیمہ اور بنو ازد کا حکمران نہ صرف یہ کہ تمہیں اپنا سپہ سالار بنا لے گا بلکہ وہ تمہیں اپنا ولی عہد بھی مقرر کر دے گا۔ اس لئے کہ جزیمہ کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ جو اس کے بعد اس کا وارث بنے نہ ہی اس کا کوئی بیٹا ہے۔

لہٰذا تمہارا فائدہ یہ ہے کہ اس عہدے سے فائدہ اٹھا کر تم اپنے قبیلے کے لوگوں کی مدد بھی کر سکو گے۔

قیصر کی اس گفتگو کے جواب میں عدی گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا تھا۔ اس دوران قیصر پھر بولا اور کہنے لگا۔ عدی میرے بھائی دیکھ ایسے موقعوں پر گہری اور طویل سوچیں کوئی زیادہ سود مند ثابت نہیں ہوتیں۔ میں چاہتا ہوں تم آج رات ہی جزیمہ سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ اس پر عدی نے سر اوپر اٹھاتے ہوئے تیز نگاہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ میں اس سلسلے میں جزیمہ سے کیوں بات کروں۔ اگر تم یہ رشتہ پسند کرتے ہو اور دونوں قبائل کی بہتری بھی ہے تو تم دونوں خود رشتے کی بات جزیمہ سے کیوں نہیں کرتے اس پر قیصر پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہم دونوں کی طرف سے جزیمہ کے ساتھ شادی کی بات کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ عدی میرے بھائی تم جانتے ہو میں تمہیں اب اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور میں ہرگز تمہیں کوئی ایسا مشورہ نہیں دوں گا جس میں تمہارا نقصان ہو۔ یہ جو تم اکیلے بنو ازد کے بت اٹھا کر لے گئے تھے اور یہ جو تم جزیمہ کی موجودگی میں بتوں کو اٹھا کر ہمارے معبد کے اندر رکھا ہے۔ تو اس کی وجہ سے جزیمہ تم سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے۔ ویسے تو تمہاری طاقت اور قوت کی داستانیں پہلے ہی صحراؤں کے اندر مشہور تھیں اور جزیمہ تمہیں پسند کرتا تھا لیکن تمہاری طاقت اور قوت کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد جزیمہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تمہیں پسند کرنے لگا ہے اب جزیمہ کے یہاں تمہاری بڑی وقعت اور شرف ہے۔

لہٰذا میں تمہیں اپنے بھائی کی حیثیت سے مشورہ دوں گا کہ آج رات جزیمہ سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ دیکھ عدی میرے بھائی جزیمہ رات کے وقت بے حد شراب پینے کا عادی ہے۔ خوب شراب پی کر وہ نیم بدحواس ہو کر رہ جاتا ہے جس وقت جزیمہ نے خوب شراب پی رکھی ہو۔ اس وقت تم اس سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں وہ انکار نہ کرے گا اس پر عدی پھر بولا اور کہنے لگا۔

لیکن اگر مجھے جزیمہ سے رقاش کو مانگنا ہی ہے تو میں اس سے رقاش کو شراب پینے کی حالت میں کیوں مانگوں۔ دن کی روشنی میں جب وہ اپنے حواس میں ہو تو اس سے کیوں رقاش کی طلب نہ کروں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس موقع پر وہ انکار کر دے گا۔ اس پر قیصر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عدی میرے بھائی جہاں تک رقاش کا تعلق ہے وہ جنون کی حد تک تم سے پیار کرتی ہے۔ تمہارے علاوہ اس کی اگر شادی کسی اور سے ہوئی تو یقین جا[illegible] [illegible]ڑی خودکشی

کر لے گی۔ میں نے تمہیں رقاش کو جزیمہ کے نشے کی حالت میں مانگنے کے لئے اس لئے مشورہ دیا ہے کہ تم جانتے ہو رقاش بے حد خوبصورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان صحراؤں میں اس سے بڑھ کر کوئی خوبصورت لڑکی نہیں ہو گی۔ جزیمہ نے اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی ہے کہ وہ رقاش کا رشتہ کسی ایسے حکمران کے ساتھ کرے گا جس کے ساتھ رشتہ جوڑ کر ان صحراؤں کے اندر اس کی طاقت اور قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو اور وہ آئندہ ملکہ الزباء کے خلاف جنگوں میں اس کی مدد کر سکے۔ لہٰذا مجھے خدشہ اور ڈر ہے کہ اگر کسی عام موقع پر جزیمہ سے رقاش کا رشتہ طلب کرو گے تو وہ انکار کر دے گا۔ میرے بھائی اب میں مزید تم سے کچھ نہیں کہتا تاہم میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تم آج کی رات حرکت میں آؤ جس وقت جزیمہ نے شراب پی رکھی ہو اس وقت تم اس سے رقاش کو طلب کرو۔ میرے خیال میں ایسے موقع پر وہ ہرگز انکار نہیں کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی قیصر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رقاش بھی کھڑی ہو گئی اور عدی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ مجھے امید ہے کہ تم آج رات اس کام کو کر گزرو گے۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرا بھائی تمہاری اس خواہش کا ضرور احترام کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی رقاش قیصر کے ساتھ اس کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ عدی بے چارہ انجانی سوچوں میں کھو گیا تھا۔

قیصر اور رقاش کے مشورہ پر اس رات عدی بن نصر حرکت میں آیا۔ رات کے وقت جب جزیمہ نے خوب شراب پی رکھی تھی تو عدی جزیمہ کے پاس آیا اور بڑے میٹھے اور نرم لہجے میں اس نے جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے اپنے لئے رقاش کو مانگا۔ جزیمہ اس وقت نشے کی حالت میں تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً" ہاں کر لی۔ جب عدی نے اس بات پر زور دیا کہ آج ہی رات اس کی شادی رقاش سے کر دی جائے تو جزیمہ اس پر بھی تیار ہو گیا اور نشے کی حالت میں اس نے بغیر کسی تیاری کے اسی رات رقاش کا نکاح عدی سے پڑھا دیا تھا۔ وہ شب عدی اور رقاش نے میاں بیوی کی حیثیت سے جزیمہ کے محل میں گزاری تھی۔ دوسرے روز جزیمہ کا نشہ اترا اور لوگوں کی زبانی اسے اپنی بہن رقاش اور عدی کے نکاح اور عقد کا علم ہوا تو وہ غصے میں بپھر گیا۔ اس نے اسی غصے کے تحت عدی کو فوراً" اپنے محل کے ایک کمرے میں بند کر کے اسے بھاری زنجیروں میں جکڑ دیا اور قبیلے کے کچھ بزرگ سرداروں سے مشورہ کر کے اس نے حکم دیا کہ آنے والی صبح کو معبد کے اندر دونوں بتوں کے قدموں میں عدی کی گردن کاٹ دی جائے۔ اس لئے کہ اس نے اس کی بہن سے نکاح کر [illegible] غلطی [illegible] جبکہ وہ اپنی بہن کو کسی بڑے حکمران کی بیوی بنانا چاہتا تھا۔

اس موقع پر قیصر اور رقاش دونوں حرکت میں آئے انہوں نے جزیمہ کی بہتیری منتیں سماجتیں کیں اور اسے عدی کو رہا کرنے کے لئے کہا لیکن جزیمہ نے غصے اور خفگی کی آگ میں دونوں کو بری طرف جھڑک دیا اور اپنے فیصلے پر قائم رہا۔ جزیمہ اپنی بہن رقاش کو بڑا عزیز رکھتا تھا لیکن اس سلسلے میں اس نے رقاش کی بھی نہیں سنی اور اپنے فیصلے پر وہ اڑا رہا۔

اس پر عدی کی رہائی کے لئے رقاش نے دوسرا طریقہ اپنایا۔ رات کے وقت جب کہ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا اور جزیمہ نے اس کمرے کے دروازے پر دو سپاہیوں کا پہرا لگا دیا تھا جس کے اندر عدی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ قیصر اور رقاش دونوں اس کمرے میں آئے۔ دونوں نے پہرہ داروں سے عدی سے ملنے کا بہانہ کیا اور کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا عدی لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ زنجیروں کے سرے کمرے کے دائیں بائیں طرف کی دیواروں میں لگے ہوئے لوہے کے مضبوط کڑوں سے طے ہوئے تھے۔ اس موقع پر رقاش بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور عدی سے لپٹ کر وہ بری طرح رونے لگی تھی اس لئے کہ اب وہ عدی کی بیوی تھی۔

ایسے موقع پر قیصر نے رقاش کو خاموش رہنے اور صبر کرنے کی تلقین کی پھر وہ عدی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن عدی میرے بھائی۔ جن زنجیروں میں تم جکڑے ہوئے ہو ان کی چابی جزیمہ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ میں نے وہ چابی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر میری بد قسمتی جانو کہ میں ناکام رہا۔ تم اگر ان زنجیروں کو توڑ دو تو تمہاری رہائی کا بندوبست ہو سکتا ہے ورنہ آنے والی صبح کو جزیمہ معبد کے اندر اپنے بتوں کے سامنے تمہاری قربانی دینے کا عہد کر چکا ہے اس پر عدی نے چونک کر قیصر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اگر میں ان زنجیروں کو توڑ دوں تو پھر یہاں سے کیسے اور کس طرح بھاگ کر اپنے قبیلے میں جانے میں کامیاب ہو سکوں گا۔ اس پر قیصر فوراً بولا اور کہنے لگا۔

اگر تم ان زنجیروں کو توڑ سکو تو ان کی مدد سے دونوں پہرہ داروں کو ہلاک کر کے اس کمرے کی پشت پر پہنچ جاؤ۔ جس میں پچھلی شب تم نے رقاش کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے گزاری تھی۔ وہاں تمہارا اونٹ کھڑا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر تم بھاگ سکتے ہو۔ تمہارے بھاگنے کا الزام بھی کسی پر نہ آئے گا کیونکہ زنجیریں ٹوٹی ہوں گی اور پہرہ دار ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ لہٰذا جزیمہ یہی خیال کرے گا کہ تم نے زنجیریں توڑ کر پہرہ داروں کو ہلاک کر دیا ہے اور دیکھو میں اور رقاش تمہارے اونٹ کو تیار کرنے کے

بعد اس طرف آئے ہیں۔ اس پر کجاوہ ڈلا ہوا ہے۔ پانی کی چھاگل بھری ہوئی ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہیں۔ لہٰذا تم با آسانی اس اونٹ کے ذریعے اپنے قبیلے میں پہنچ سکو گے اور سنو ایک دفعہ بھاگ کر تم اپنے قبیلے میں پہنچ گئے تو میرے خیال میں جزیمہ مزید تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا وہ جانتا ہے کہ ان حالات میں بنو ایاد اس کی بدترین دشمن ملکہ الزباء سے اتحاد کر کے اس کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں۔ لہٰذا تمہارے بھاگ جانے کے بعد میرے خیال میں جزیمہ کسی رد عمل کا اظہار نہیں کرے گا۔ اس پر عدی چھاتی تانتے ہوئے کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا قیصر میرے بھائی اگر یہ معاملہ ہے تو میں ابھی تمہارے سامنے ان زنجیروں کو توڑ دیتا ہوں۔

عدی کی یہ گفتگو سن کر رقاش اور قیصر بڑی حیرت اور تعجب سے عدی کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عدی نے ان زنجیروں کو جن میں وہ جکڑا ہوا تھا اپنے ایک ہاتھ پر خوب کس لیا پھر اس نے زور لگایا اور زنجیروں کا وہ کڑا جو اس کے ہاتھ پر چڑھا ہوا تھا ٹوٹ کر گر گیا۔ اس طرح عدی نے زور لگا کر اور اپنے بدن کو سمیٹتے ہوئے دوسری زنجیر کو بھی توڑ ڈالا تھا۔ لہٰذا دوسری زنجیر بھی چھناکے کے ساتھ ٹوٹ گری تھی۔

دونوں پہرہ دار زنجیروں کو ٹوٹنے کی آوازیں سن کر کمرے میں داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں جو انہوں نے اپنے سامنے سونت رکھی تھیں۔ عدی نے بھی ان دونوں پہرہ داروں کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

جوں ہی وہ دونوں پہرہ دار کمرے میں داخل ہوئے۔ عدی نے بڑی تیزی سے ایک زنجیر اٹھائی اس کا سرا تھما کر اس تیزی سے اس نے ان دونوں پر برسایا کہ ان دونوں کو اس نے ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر زنجیر اس نے پھینک دی اور ایک پہرہ دار کی تلوار اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آیا۔ قیصر اور رقاش بھی اس موقع پر اس کے ساتھ تھے۔

تینوں بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں عدی کا اونٹ رات کی تاریکی میں کھڑا ہوا تھا۔ اونٹ کو بٹھانے کے بجائے عدی نے چھلانگ لگائی اور کجاوے کا منہ پکڑ کر اس نے بدن کو سمیٹا اور کجاوے کے اندر وہ بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر رقاش بولی اور روتی ہوئی آواز میں عدی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

شہر میں بڑی احتیاط سے گزرنا مجھے امید ہے میں چند دنوں تک اپنے بھائی جزیمہ کو اس بات پر آمادہ کر لوں گی کہ وہ تم سے اپنے رویے کی معافی مانگے اور تمہیں واپس بلا لے اگر وہ نہ مانا تو میں خود تمہارے پاس چلی آؤں گی۔ اس کے بعد اگر میرے بھائی جزیمہ نے [illegible] قبیلے پر حملہ کیا تو وہ اپنی بہن کی لاش سے گزرنے کے بعد ہی تم تک پہنچ سکے گا۔

اب تم وقت ضائع نہ کرو۔ اگر ادھر سے کوئی گزرا تو جزیمہ کو فوراً" تمہارے بھاگ نکلنے کی اطلاع ہو جائے گی۔ میری بات غور سے سنو۔ میں گو بت پرست ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم ابراہیمؑ کے مذہب پر یقین رکھتے ہو پر اب چونکہ میں تمہاری بیوی ہوں اس لئے میں ابراہیمؑ کے رب سے تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی رہوں گی۔

اس کے بعد رقاش مزید حرکت میں آئی اپنی وہ عبا جس پر سنہری اور قرمزی تاروں کی کا کام کیا ہوا تھا اتار کر اس نے عدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ اوپر لے لو اور اپنا چہرہ اس سے خوب اچھی طرح ڈھانپ لو۔ شہر میں سے گزرتے ہوئے تمہارے چہرے پر کسی کی نگاہ نہیں پڑنی چاہیے۔ ورنہ جزیمہ اپنے آدمی تمہارے تعاقب میں لگا دے گا۔ جو تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ عدی نے فوراً" رقاش کی ہدایات پر عمل کیا۔ رقاش کی دی ہوئی عبا اس نے اپنے اوپر ڈال لی اپنا چہرہ اس نے اچھی طرح ڈھانپ لیا اس کے بعد اس نے اونٹ کو نکیل کھینچ کر ایڑ لگائی اور اونٹ بلبلاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

عدی بن نصر بڑی رازداری کے ساتھ شہر سے نکل کر صحرا میں داخل ہو گیا تھا۔ آسمان پر گہری رات چھائی ہوئی تھی۔ تیز ہواؤں نے صحراؤں میں طوفانوں جیسی کیفیت طاری کر رکھی تھی اور فطرت کے حرب آزما اور خشمگیں عناصر طوفانی شکل میں ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے۔ قفس کی سی پراسرار تاریکی میں تیز طوفان کی قہرمانیت کے سامنے سنسان اور ژولیدہ صحرا کراہ اٹھا تھا۔

ہر طرف خاموشی کی لہریں بکھری ہوئی تھیں اور صحرائی جھاڑیوں کی سوندھی سوندھی اور کربناک خوشبو محسوس کی جا سکتی تھی۔ چاروں طرف اڑتی ہوئی ریت دکھائی دے رہی تھی بالکل یوں گویا وہ صحرا کی ریت نہیں بلکہ انسانوں کی اڑتی ہوئی خاک ہو۔

صحرا کی اس طوفانی کیفیت میں عدی کا اونٹ کسی تیز رفتار ستارے کی مانند بھاگا جا رہا تھا۔ عدی اپنے اونٹ کی رہبری نہ کر رہا تھا اس لئے اس کی نکیل ڈھیلی کر رکھی تھی اس لئے کہ صحرا میں سفر کرنے والا اونٹ جانتا تھا کہ اس کی منزل کس طرف ہے تاہم وہ اسے مہمیز پر مہمیز لگائے چلا جا رہا تھا۔

عدی جب صحرا کا کافی حصہ عبور کر چکا اور فضائے بسیط کے قمقموں کے اندر چاند نمودار ہو چکا تو اس نے دیکھا صحرا کے اندر بالکل اس کے سامنے تین شتر سوار نمودار ہوئے انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے اور طوفانی ریت سے بچنے کی خاطر انہوں نے اونٹوں کے منہ پر ڈھاٹے چڑھا رکھے تھے۔ جب وہ عدی کے قریب آئے تو ان میں سے ایک نے زور سے چلاتے ہوئے پوچھا۔

اے شخص تم کون ہو۔ اس پر عدی نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے کہا۔ پہلے تم کہو تم لوگ کون ہو۔ جواب میں ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا ہمارا تعلق بنو ایاد سے ہے۔ اس پر عدی چلا کر کہنے لگا میں بنو ایاد کا عدی بن نصر ہوں۔

اس پر انہوں نے اپنے اونٹ عدی کے قریب لا کر عدی سے مصافحہ کیا۔ ان میں سے ایک جوان جو خوب قوی ہیکل تھا عدی سے مخاطب ہو کر بولا۔ ہم تمہارے لئے دو قسم کی خبریں لائے ہیں ایک خوشخبری' دوسری بدبختی اور ژولیدگی کی اطلاع۔ کہو پہلے کون سی خبر سننا پسند کرو گے ہم تم سے ملنے بنو ازد جا رہے تھے اچھا ہوا تم راستے میں ہمیں مل گئے ہو۔

اس پر عدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا پہلے خوشخبری کہو۔ وہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔

کیا تم کسی خانہ بدوش لڑکی سے محبت کرتے تھے۔ جس کا نام ربیعہ ہے اس پر عدی نے چونک کر پوچھا کیا ربیعہ زندہ ہے جو تم کچھ اس انداز میں اس کا ذکر کر رہے ہو۔ اس پر وہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔ "ہاں" عدی تمہارا اندازہ درست ہے وہ ربیعہ زندہ ہے اور ان دنوں اس کا قبیلہ ہمارے نخلستانوں کے اندر خیمہ زن ہے اور وہ ربیعہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ پھر عدی پھول کی طرح خوشی سے کھل اٹھا اور کہنے لگا۔

سنو میرے بھائیو۔ میرے عزیزو۔ کیا ربیعہ زندہ ہے اور کیا اس کے قتل ہونے کی خبر ایک دھوکہ اور فریب تھی۔ اس پر اس بار دوسرا جوان بولا اور کہنے لگا ہاں عدی وہ لڑکی جس کا نام ربیعہ ہے اور جو تم سے محبت کرتی ہے وہ زندہ ہے۔ اس کی موت کی خبر یقیناً" ایک فریب ہی تھی۔ وہ ان دنوں ہمارے قبیلے سے باہر اپنے خانہ بدوش قبیلے میں ہے اور دن رات بڑی بے چینی سے تمہیں یاد کرتی ہے۔ اس پر عدی سنجیدہ ہو گیا پھر کہنے لگا۔ یہ خوشخبری جو تم نے سنائی ہے یہ واقعی بہت اچھی خوشخبری ہے۔ بہت اچھی خبر ہے اب وہ بری خبر سناؤ جو تم سنانا چاہتے ہو۔ اس پر ان تینوں میں سے ایک بولا پھر کہنے لگا۔

سنو نصر کے بیٹے تمہارے لئے بری خبر یہ ہے کہ تمہارا بوڑھا باپ مر چکا ہے اسے نہ جانے کیا ہوا کہ اچانک رات کے وقت وہ مردہ پایا گیا۔ شاید اس کے دل کی دھڑکن خاموش ہو گئی تھی۔ یا یہ کہ وہ تمہاری جدائی کو برداشت نہیں کر سکا اور سنو تمہارے باپ کی موت کے بعد تمہارے قبیلے والوں نے تمہارے چھوٹے ماموں کو اپنا سردار چن لیا ہے۔

عدی پر اس خبر سے سکتہ طاری ہو گیا تھا وہ کچھ کہہ نہ سکا تھا۔ اس کے چہرے پر صدیوں کی تاریک اداسیاں بکھر گئی تھیں۔ اس کی حالت بجھے ہوئے شعلے جیسی ہو گئی تھی

اور وہ چپ سادھے اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ پہلے کی طرح اپنے قبیلے کی طرف سفر کرنے لگا تھا۔

تینوں اپنے اونٹوں کو تیزی کے ساتھ ہانکتے صحرا میں سفر کرتے ہوئے اپنے قبیلے سے چند میل کے فاصلے پر رہ گئے تو صحرا کی سفید ریت میں چاندی کی طرح چمکتی چاندنی میں انہوں نے دیکھا۔ بیس سے بھی زائد سوار ان کا راستہ روکے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے قریب جا کے کی طرح گرجتی آواز میں عدی نے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کیوں تم لوگ ہمارا راستہ روک کے کھڑے ہوئے ہو۔ اس پر ان میں سے ایک نے اپنے اونٹ کو چند قدم آگے بڑھایا اور کہنے لگا۔

قبل اس کے کہ ہم سب مل کر تم چاروں پر حملہ آور ہو جائیں اور تمہارا خاتمہ کر دیں تم لوگ یہ کہو کہ تم میں سے عدی بن نصر کون ہے۔ اس پر عدی بن نصر نے اپنے اونٹ کو تھوڑا سا آگے بڑھایا اور کہنے لگا میں عدی بن نصر ہوں۔ اس پر راہ روکنے والوں کا وہ سرکردہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا ہم الزباء کے آدمی ہیں اور تمہیں لینے آئے ہیں۔ اس پر عدی بری طرح گرجا اور پوچھا کیوں۔ اس پر راہ روکنے والا پھر بولا اور کہنے لگا۔

تم جانتے ہو الزباء تم سے محبت کرتی ہے تم شاید جزیمہ کی بہن رقاش سے شادی کرنے کے بعد مطمئن تھے کہ ملکہ الزباء کو اس کی خبر نہیں ہو گی۔ یاد رکھو بنو ازد کے اندر ملکہ الزباء کے بیشمار جاسوس ہیں جو اسے پل پل کی خبر پہنچاتے ہیں لہٰذا تمہاری رقاش کے ساتھ شادی کی خبر بھی ملکہ الزباء کو پہنچ چکی ہے۔ تم نے جزیمہ کی بہن رقاش سے شادی کر کے ملکہ الزباء کی آرزوؤں کو پامال کیا ہے جبکہ تم جانتے ہو جزیمہ ہمارے قبیلے کا ازلی دشمن ہے۔ الزباء کا حکم ہے کہ تمہیں پکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم اس وقت بنو ازد ہی کی طرف جا رہے تھے کہ ہماری خوش قسمتی کہ تم ہمیں راستے ہی میں مل گئے ہو۔ ہمیں یہ بھی امید تھی کہ تم اپنے باپ کی موت کا سن کر ضرور اپنے قبیلے کی طرف آؤ گے لہٰذا ہم تمہارے قبیلے کی طرف آنے والے راستے پر ہی سفر کرتے ہوئے بنو ازد کی طرف بڑھے تھے۔ اب تم ہمارے ساتھ ہو لو۔ اس لئے کہ ہم تمہیں ملکہ الزباء کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔

اس پر عدی نے بڑی خونخواری سے پوچھا اگر میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں پھر۔ اس پر اس جوان نے جواب دیا اگر تم ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر دو گے تو اس کے لئے الزباء کا حکم ہے کہ ہم تمہارا سر کاٹ کر اس کے سامنے پیش کر دیں۔ اس پر عدی نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا کہ میں الزباء کے پاس جانے سے انکار کرتا ہوں۔ سنو میرا راستہ

روکنے والو۔ ملکہ الزباء صحرا کی ایک خاردار جھاڑی ہے اور میں اس کے ساتھ رہنے پر بھیڑیوں اور لومڑیوں کے غاروں میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔

عدی کا یہ جواب سن کر ان سب نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں اور عدی کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے تھے۔ عدی کے ساتھی ابھی تک کشمکش و پیچ میں کھڑے تھے کیونکہ ملکہ الزباء کے آدمی ان سے کوئی تعرض نہ کر رہے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ تینوں کوئی فیصلہ کرتے ایک ساتھ کئی تلواریں اونٹ پر بیٹھے عدی پر برس گئیں تھیں۔ عدی نے اپنا دفاع کر لیا تھا اور حملہ آوروں کی اکثر تلواریں عدی کے اونٹ پر برس گئیں تھیں عدی کا اونٹ زور زور سے بلبلاتا ہوا ایک گول چکر کی صورت میں گھومنے لگا تھا۔ پھر عدی کا اونٹ ریت پر گر گیا۔ عدی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے لگا تھا جو اسے بار بار گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اپنی تلوار کے ساتھ غراتا ہوا عدی جس طرف بھی حملہ آور ہوتا اپنے سامنے آنے والے کو خون میں نہا کر نکل جاتا تھا۔ اس کی حالت اس بھیڑیئے کی سی تھی جسے بے شمار لومڑیوں کے بھٹ میں بند کر دیا گیا ہو۔

لیکن الزباء کے آدمیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ عدی ان کے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکا۔ الزباء کے آدمی اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتے چلے گئے پھر ایک ساتھ کئی تلواریں اس پر برس گئیں عدی زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر گیا اور ختم ہو گیا۔ اس کا پورا بدن لہولہان ہو چکا تھا۔

اس موقع پر حملہ آور عدی کے قبیلے کے تین جوانوں پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے تھے کہ عین اس موقع پر صحرا کے اندر گھنٹیاں سنائی دیں۔ شاید کوئی قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا لہٰذا حملہ آور وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔

○

آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے جھلملا رہے تھے۔ تیز طوفانی ہوائیں درندوں کی طرح دھاڑ رہی تھیں۔ آسمان کی بنات النعش زمیں کی طرف جھک کر صحرا کے اندر فطرت کے جنگجو اور حرب آزما عناصر کو ایک دوسرے پر ضرب لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

خانہ بدوشوں کا قبیلہ جس سے اس ربیعہ کا تعلق تھا جو عدی سے محبت کرتی تھی۔ بنو ازد کے ایک نخلستان میں خیمہ زن تھا جو عدی کے گھر کے بالکل قریب تھا۔ خیموں کے پاس

وہی پہلے کی طرح الاؤ روشن تھا۔ پتھر کی طرح سخت چہرے اور بھوری آنکھوں والا مغنی طنبورہ بجاتے ہوئے گا رہا تھا اور حسین ربیعہ اس کے سامنے رقص کر رہی تھی۔ پہلے ربیعہ اپنے قبیلے کے سردار کے کہنے پر رقص کیا کرتی تھی لیکن آج وہ جانتی تھی کہ آج عدی آنے والا ہے لہٰذا وہ اپنے منسوب اور اپنے حبیب کے انتظار کی خوشی میں رقص کر رہی تھی۔

مغنی گا رہا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
سورج جب آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے
ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحرا کا سینہ چیر کر سفر کرتے ہیں۔

ربیعہ آج سارے بدن کا وجد آفریں رقص کر رہی تھی بالکل یوں جیسے کوزہ گر اپنی پوری قوت، جوش اور ولولہ کے ساتھ چاک کو چکر دیتا ہے۔ ربیعہ کے ہونٹوں پر جھلملاہٹ، مسکراہٹ اور گلاوٹ تھی وہ عدی کے نخلستانوں میں پہنچ کر اس کا انتظار جو کر رہی تھی۔

عدی جو اس کا محبوب تھا۔
عدی جو اس کی دل کی وادیوں کا حکمراں تھا۔

بنو ایاد کے نخلستان میں آکر وہ محسوس کر رہی تھی گویا وقت کی دھول چھٹ گئی ہو اور فاصلوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں ہوں۔ رقص جاری تھا اور جلتے ہوئے الاؤ کے شعلے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے تھے۔ الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے خانہ بدوش اور بنو ایاد کے لوگ مغنی کی آواز ربیعہ کے رقص اور طنبورہ کی فریاد کرتی ہوئی صداؤں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس موقع پر خانہ بدوش قبیلے کے افراد کے ساتھ بنو ایاد کے بے شمار لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان میں عدی کا وہ ماموں بھی تھا جو عدی کے باپ کے بعد بنو ایاد کا سردار بنایا گیا تھا۔ اچانک صحرا کے اندر تین شتر سوار نمودار ہوئے وہ جلتے ہوئے الاؤ کے قریب آئے ان میں سے ایک نے اونٹ کے کجاوے کے اندر بیٹھے ہی بیٹھے بھیڑوں کی سی دھاڑتی اور چنگھاڑتی آواز میں کہا۔

بند کرو یہ گانا اور رقص۔

مغنی نے گانا بند کر دیا اور طنبورہ پر اس کے ہاتھ ساکت ہو گئے تھے۔ ربیعہ نے بھی رقص بند کر دیا اور الاؤ کے قریب کھڑی ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک نووارد شتر سوار اونٹوں سے اتر پڑے تھے۔ عدی کا ماموں اور بنو ایاد کا سردار ان جوانوں کی طرف بڑھا اور ان میں

تم تینوں تو عدی کو لینے گئے تھے واپس کیوں لوٹ آئے ہو۔ اس پر وہ جوان تھوڑا سا آگے بڑھا اور سر جھکاتے ہوئے کسی قدر بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ ہم عدی کی لاش لائے ہیں جو پچھلے اونٹ پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کے دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ بری خبر سنتے ہی ربیعہ بے چاری دیوانہ وار اس اونٹ کی طرف بھاگی تھی جس پر عدی کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ جبکہ عدی کا ماموں گھٹی گھٹی سی آواز میں پھر بولا۔

کیا عدی قتل ہو گیا لیکن کیسے اور کس نے اسے قتل کیا۔ اس پر وہ آنے والا جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔ ملکہ الزباء کے آدمیوں نے عدی کو قتل کر دیا ہے۔ ہم عدی کو لیکر اپنے قبیلے کی طرف آ رہے تھے کہ ملکہ الزباء کے آدمیوں نے صحرا کے اندر ہماری راہ روک لی۔ وہ عدی کو اپنے ساتھ زبردستی لے جانا چاہتے تھے لیکن عدی نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے عدی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ وہ یقیناً" ہمیں بھی مار ڈالتے لیکن اسی وقت صحرا میں گھنٹیاں بجنے کی آواز سنائی دی شاید وہ کوئی تجارتی کارروان تھا۔ جس کے آنے کی وجہ سے حملہ آور ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس بار عدی کے ماموں نے خوفناک لہجے میں پوچھا۔

میرے بھانجے عدی کو قتل کرنے والے کتنے تھے۔ جواب ملا بیس سے زائد ہی ہوں گے۔ عدی کے ماموں نے ان سے پوچھا کیا عدی نے ان کا مقابلہ کیا تھا آنے والوں نے جواب دیا عدی نے شیر کی طرح ان کا مقابلہ کیا تھا لیکن ان کی تعداد زیادہ تھی لہٰذا وہ عدی کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس بار عدی کا ماموں ایسی آواز میں بولا جس میں تردد، کھچاؤ، تمرد، سرکشی اور بغاوت کے انداز نمایاں تھے۔ جاؤ قبیلے کے بہترین جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ عدی کے قاتلوں کا تعاقب کرو اور انہیں قتل کر کے برسوں کے اس پیاسے صحرا کی پیاس ان کے خون سے بجھا دو۔ اس پر وہ تینوں شتر سوار عدی کی لاش وہیں رکھ کر بستی کی طرف چلے گئے تھے۔ بنو ایاد کا سردار اور عدی کا ماموں آہستہ آہستہ اس کھجور کے قریب آیا جس کے نیچے عدی کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس نے دیکھا ربیعہ عدی کے پاؤں پر سر رکھتے ہوئے رو رہی تھی۔ جب بنو ایاد کا سردار وہاں پہنچا تو ربیعہ بھی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر یکایک ربیعہ میں ایک خوفناک تبدیلی پیدا ہوئی اس کی نگاہیں منجمد ہو گئیں اور ہونٹ جیسے پتھرا گئے تھے۔ اس کے چہرے پر یاس و غم اور شقاوت کا پرتو بکھر گیا تھا۔ اس کی حالت اس ہرنی جیسی تھی جو خوفناک بھیڑیوں کا شکار ہوتے ہوتے بچ گئی ہو۔

عدی کا ماموں شدید غم، مایوسی، نا امیدی اور اتھاہ یاس کے عالم میں عدی کی لاش سے لپٹ کر آہ زاری کرنے لگا تھا۔ اچانک وہاں کھڑی ربیعہ نے اپنے بال نوچنے اور قہقہے لگانے

شروع کر دئے تھے۔ بے چاری پاگل ہو گئی تھی۔

صحرا میں مقدس خیابانوں جیسی خاموشی بکھر گئی تھی۔ جیسے چاندنی رات میں اسرار کا رقص شروع ہو گیا ہو۔ الاؤ کی آگ بڑی تیزی سے بجھتی جا رہی تھی اور ربیعہ کے کربناک اور مجنونانہ قہقہے تواتر کے ساتھ بلند ہو رہے تھے جیسے کسی دیوانے نے مضراب پہن کر طنبورے پر ہاتھ مار دیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد نخلستان کی ایک کھجور تلے عدی کو دفن کر دیا گیا۔ دوسرے روز بنو ایاد کے جوان الزباء کے ان جوانوں کو قتل کر کے لوٹ آئے جنہوں نے عدی کو قتل کیا تھا۔ خانہ بدوش قبیلے نے بنو ایاد کے اندر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور بے چاری پاگل ربیعہ ہر وقت عدی کی قبر کے گرد طواف کرتی رہتی تھی۔ وہ گندم کے کھوکھلے خوشے جیسی ہو گئی تھی۔ اس کی حالت اس سیپ کی طرح تھی جس سے اس کا کوئی چھین لیا گیا ہو۔

دوسری طرف رقاش نے مسلسل کوشش کر کے اپنے بھائی جزیمہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ عدی کو واپس بلایا جائے۔ جزیمہ اپنے رویے پر نادم ہوا اور اس نے ایک بار پھر اپنے وزیر قصیر بن سعد کو بنو ایاد میں بھیجا تاکہ وہ عدی کو اپنے ساتھ لیکر آئے لیکن قصیر عدی کے بجائے اس کی موت کی خبر لیکر پہنچا۔ رقاش نے اپنا سینہ پیٹ لیا۔ بال نوچ لئے جزیمہ کو بھی عدی کی موت سے دھچکا پہنچا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ملکہ الزباء سے اپنے سپہ سالار اور اپنی بہن کے شوہر عدی کے قتل کا انتقام ضرور لے گا۔

○

اسے ایک اتفاق کہیے کہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ صحرا کے اندر جنم لینے والی قدیم داستان کا کوئی بہتر اور اچھا انجام ہو۔ رقاش اپنی شادی کی پہلی رات ہی عدی سے حاملہ ہو گئی تھی اور پھر اس کے یہاں ایک بچے نے جنم لیا جس کی شکل بالکل عدی سے ملتی جلتی تھی۔ رقاش نے اس کا نام عمرو رکھا۔ رقاش نے پورے قبیلے میں اعلان کروا دیا تھا کہ اس کے بیٹے عمرو کو جب وہ بڑا ہو یہ نہ بتایا جائے کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کیا انجام ہوا۔

جزیمہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ الزباء سے انتقام لے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کیونکہ ملکہ الزباء نے اپنی طاقت خوب بڑھا لی تھی اور پھر اپنے قبیلے کے اردگرد صحرا کے ایک وسیع حصے میں لڑاکا چھاپہ مار دستے پھیلا دیئے تھے۔ جو اس انداز میں حملہ آور ہوتے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے شکار کا تعاقب کرتی ہیں اور یہ چھاپہ مار جنگی محاذ میں ایسے تھے

کہ کسی کو بھی اپنے قبیلے کی طرف بڑھنے نہ دیتے تھے۔ دوسری سمت عدی جو زنجیریں توڑ کر بھاگا تھا رقاش نے ان کی مرمت کروا دی تھی اور ٹوٹی ہوئی کڑیوں کی جگہ اس نے نئی اور مضبوط کڑیاں ڈلوا دیں تھیں۔ شاید رقاش نے ان لوہے کی زنجیروں سے جنہیں توڑ کر ان کا شوہر بھاگا تھا کوئی بہت بڑا کام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف روم شہر میں آگ لگ گئی یہ آگ ایسی بھڑکی کہ شہر کے وسیع حصے کو اس نے جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ وہ پرانا شہر جو صدیوں سے چلا آ رہا تھا جل کر راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گیا تھا۔ شہر کا یہ جلنا بھی نیرو کے لئے سود مند اور اس کی شہرت کا باعث بنا۔ اس لئے کہ جو شہر جلا اس جگہ نیرو نے بہتریں اور خوبصورت عمارتیں لوگوں کے لئے تعمیر کیں۔ جو شہر جلا تھا وہ بغیر کسی تنظیم کے تعمیر کیا گیا تھا لیکن اب جو نیرو نے اس کی جگہ نیا شہر تعمیر کرایا اس میں اس کی سڑکیں، گلیاں خوب کھلی رکھیں اور اس طرح کہ ساری گلیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اس طرح جو ایک تنظیم کے ساتھ دوبارہ روم شہر کی نیرو نے تعمیر کی تو یہ تعمیر ایک لحاظ سے رومن سلطنت میں اس کی شہرت کا باعث بن گئی تھی۔

دوسرا بڑا حادثہ جو نیرو کے دور حکومت میں پیش آیا وہ یہودیوں کی بغاوت تھی۔ رومنوں نے یہودیوں کو کئی ایک مراعات دیے رکھی تھیں اس کے باوجود بھی یہودی رومنوں کی حکمرانی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لہٰذا رومنوں کے خلاف فلسطین میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور رومنوں کی غلامی کا جوا اتار کر یہودیوں نے اپنی آزادی اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

لیکن جلے ہوئے روم شہر کی دوبارہ تعمیر کر کے نیرو اپنی حکومت میں ایک اعلیٰ اور شہرت پر مبنی مقام حاصل کر چکا تھا لہٰذا وہ یہودیوں کو کھلی چھٹی نہیں دینا چاہتا تھا۔ دوسری طرف یہودیوں نے بھی اپنی پوری تیاریاں کرنے کے بعد رومنوں کے خلاف علم بغاوت کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے فلسطین کے اندر ایک بہت بڑا اور جرار لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر کو انہوں نے بہترین انداز میں مسلح کیا اور اس لشکر کی مدد سے یہودیوں نے فلسطین میں جس قدر حکمران طبقے سے تعلق رکھنے والے رومن اور جس قدر لشکری فلسطین میں مقیم تھے ان پر حملہ آور ہو کر ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس طرح یہودیوں نے ایک طرح سے فلسطین کے اندر سارے رومنوں کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔

دمشق اور شام کے دیگر شہروں میں مقیم رومن لشکریوں کو جب خبر ہوئی کہ فلسطین کے اندر جس قدر رومن تھے انہیں یہودیوں نے تہ تیغ کر دیا ہے تو وہ بھی انتقامی کارروائی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دمشق اور شام کے دوسرے شہروں کے اندر جس قدر

یہودی تھے رومنوں نے ان سب کا قتل عام کر دیا تھا۔

رومنوں کے شہنشاہ نیرو کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس نے مصر کے اندر اسکندریہ شہر میں جو تیسیوس نام کا رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا اسے حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین میں داخل ہو اور وہاں قتل ہونے والے رومنوں کا اس طرح انتقام لے کہ جو بھی یہودی مسلح ہو کر اس کے سامنے آئے ان کا وہ بے دریغ قتل عام کرے۔ نیرو کا حکم ملتے ہی تیسیوس نے پہلے سے اسکندریہ میں مقیم اپنے لشکر میں مزید اضافہ کیا اپنی عسکری قوت کو خوب بڑھانے کے بعد اس نے فلسطین کی طرف کوچ کیا تھا۔

رومن جرنیل تیسیوس چاہتا ہی تھا کہ فلسطین میں داخل ہو کر وہ یہودیوں کا قتل عام کرے کہ فلسطین کی سرحد کے قریب ہی اس کی ڈبھیڑ یہودی لشکر سے ہوئی۔ تیسیوس کو پکی امید تھی کہ وہ یہودیوں کے ناتجربہ کار لشکر کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو گا لیکن جنگ کے ابتداء میں ہی رومن جرنیل تیسیوس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا تھا۔

وہ اس طرح کہ یہودی تین اطراف سے رومنوں کے جرنیل کے لشکر پر کچھ اس جانثاری اور اس خونخواری سے حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے تین اطراف سے رومنوں کا قتل عام کر دیا تھا۔ رومن جب ایک یہودی کو قتل کرتے تو اس کی جگہ پر کئی یہودی رومنوں کے سامنے آ نمودار ہوتے۔ اس طرح رومن جرنیل تیسیوس ایک مصیبت میں پھنس گیا تھا اور جونہی جنگ نے طول پکڑا آہستہ آہستہ رومنوں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ یہودیوں نے رومن جرنیل تیسیوس کو بدترین شکست دی۔ اس کے لشکر کے اکثر حصے کو یہودیوں نے تہہ تیغ کر دیا۔ تیسیوس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اسکندریہ کی طرف بھاگ نکلا تھا۔

اس کے بعد دمشق کے رومنوں کی باری آئی۔ دمشق کے رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ یہودیوں نے اسکندریہ کے رومن جرنیل کو شکست دی ہے تو انہوں نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور فلسطین پر حملہ آور ہوئے لیکن فلسطین کے یہودیوں کے حوصلے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دمشق سے آنے والے رومنوں کے لشکر کو بھی بدترین شکست دی اور یہ لشکر بھی اپنے پیچھے اپنے آدمیوں کی لاشیں چھوڑ کر دمشق کی طرف بھاگ گیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یہودیوں کی سرکوبی کرنے کے لئے رومن شہنشاہ نیرو نے اپنے بہترین جرنیل ویسپاسیان کا انتخاب کیا۔ ویسپاسیان نے اپنے بیٹے ٹیٹس کو اپنے ساتھ لیا جو جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ ویسپاسیان اور ٹیٹس دونوں باپ بیٹے کے پاس پچاس

ہزار باقاعدہ اور تربیت یافتہ رومنوں کا لشکر تھا اس کے علاوہ ان کے لشکر میں بے شمار اور ان گنت رضاکار بھی شامل تھے جن کی وجہ سے ویسپا اور ٹیٹس کے لشکر کی تعداد بہت بڑی ہو گئی تھی۔

اس جرار لشکر کو لیکر ویسپاسیان اور ٹیٹس دونوں باپ بیٹے اٹلی سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

ویسپاسیان بڑا کہنہ مشق رومن جرنیل تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے فلسطین میں داخل ہو کر براہ راست یہودیوں کی قوت سے ٹکرانے کی کوشش کی تو اس کا حشر ان دو رومن لشکروں سے مختلف نہ ہو گا جو اسکندریہ اور دمشق سے باری باری یہودیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ لہٰذا ویسپاسیان نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ فلسطین کے ساحل پر اترنے کے بعد اس نے فلسطین کے دور افتادہ شہروں پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی۔

سب سے پہلے ویسپاسیان اپنے لشکر کے ساتھ گلیلی شہر کی طرف بڑھا۔ یہاں کوئی یہودی لشکر نہ تھا۔ لہٰذا ویسپاسیان نے بڑی آسانی کے ساتھ گلیلی شہر اور اس کے قرب و جوار میں سمندر کے کنارے کے ساتھ جس قدر قصبے اور شہر تھے ان پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے ویسپاسیان نے اپنے لشکر کے لئے بہترین رسد کا سامان حاصل کیا اور اپنے لشکر کو تازہ دم کرنے کے بعد وہ اپنی دوسری مہم کے متعلق سوچنے لگا تھا۔

گلیلی شہر اور اس کے گرد و نواح میں پڑنے والے چھوٹے شہروں اور قصبے کو فتح کرتے کرتے ویسپاسیان کو ایک سال لگ گیا تھا۔ اگلے سال وہ دریائے یردن کے کنارے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ اس نے صوالیہ شہر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف یہودی بھی بڑی چالاکی کا مظاہرہ کر رہے تھے وہ اپنے مرکز سے نکل کر سرحدی شہروں میں جا کر ویسپاسیان کا مقابلہ نہیں کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ جب ویسپا سیان یروشلم شہر پر حملہ آور ہو گا تو وہ رومنوں کو خون میں نہلا کر رکھ دیں گے۔

دو سال کے عرصے میں گلیلی اور صوالیہ شہروں اور ان کے گرد و نواح میں دوسرے شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد ویسپاسیان یروشلم شہر پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔ اس لئے کہ اب تک فلسطین کے دو شہر اس نے فتح کئے تھے وہاں سے دھڑا دھڑ ان گنت مہاجر یہودی یروشلم کا رخ کر رہے تھے اس طرح یروشلم کی مرکزی یہودی قوت کو ان مہاجرین کی وجہ سے ان گنت مسائل سے دو چار کر دیا تھا۔ ویسپاسیان چاہتا تھا کہ اسی وقت سے فائدہ اٹھائے اور جس وقت یہودی مہاجرین کو سنبھالنے میں مصروف ہوں وہ ان پر حملہ آور ہو اور ان کا قتل عام شروع کر دے لیکن اسی دوران اٹلی سے خبر آئی کہ نیرو مر

گیا ہے ویسپاسیان چونکہ خود بھی رومنوں کا شہنشاہ بننے کا امیدوار تھا لہٰذا نیرو کی موت کی خبر سن کر وہ پریشان ہوا اس نے فلسطین میں رومن لشکر کا کماندار اپنے بیٹے ٹیٹس کو مقرر کیا اور خود وہ بڑی تیز رفتاری سے اٹلی چلا گیا تھا۔

لیکن ویسپاسیان کی بدقسمتی کہ اٹلی پہنچنے سے پہلے ہی رومن سینٹ نے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص گالبا کو رومنوں کا شہنشاہ مقرر کر دیا تھا۔ لیکن گالبا زیادہ دن تک شہنشاہ نہ رہ سکا اس لئے کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد ایک شخص آتو کو رومنوں کا شہنشاہ مقرر کیا گیا۔ اس وقت تک ویسپاسیان کی خوش قسمتی کہ آتو کے تخت نشین ہوتے ہی چاروں طرف سارے صوبوں اور نو آبادیاتی علاقوں میں رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ ان بغاوتوں سے گھبرا کر نئے رومن شہنشاہ آتو نے خود کشی کر لی اور اس کی خود کشی کے بعد سینٹ نے اپنے بہترین جرنیل ویسپا سیان کو رومن شہنشاہ مقرر کر دیا تھا۔

رومن شہنشاہ بننے کے بعد ویسپاسیان روما کی بغاوتوں کو فرو کرنے میں لگ گیا جرمن اور برطانوی علاقوں میں بڑی سخت بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ شمال کے وحشی گال قبائل نے بھی بغاوت کر دی تھی اس کے علاوہ اٹلی میں بھی جگہ جگہ شورشیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں لیکن آہستہ آہستہ ویسپاسیان نے ان ساری بغاوتوں پر قابو پا لیا تھا۔ اتنی دیر تک ویسپاسیان کا بیٹا ٹیٹس بھی حرکت میں آ چکا تھا۔

ویسپاسیان فلسطین سے نکل کر جب اٹلی میں داخل ہوا تو ٹیٹس نے اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم کی طرف کوچ کیا۔ یروشلم کے اردگرد اس وقت دوہری فصیل تھی۔ فصیل سے باہر یہودیوں نے ٹیٹس کا جم کر مقابلہ کیا۔ اس لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تاہم یہودیوں نے فصیل کے اندر محصور رہ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہودیوں کا یہ فیصلہ غلطی پر مبنی تھا اور ٹیٹس کے لئے بڑا سود مند ثابت ہوا ٹیٹس شہر پر حملہ آور ہوا پہلے اس نے بیرونی فصیل میں توڑ پھوڑ کر کے فصیل کے ایک حصہ کو گرا کر رکھ دیا اس کے بعد وہ دوہری فصیل پر حملہ آور ہوا اس میں بھی اس نے جگہ جگہ شگاف کر دیئے ان شگافوں پر یہودی لشکر نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن رومن انہیں مارتے کاٹتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اس طرح آہستہ آہستہ ٹیٹس اپنے پورے رومن لشکر کے ساتھ یروشلم شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر کے اندر رومنوں اور یہودیوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جس میں تقریباً ایک لاکھ یہودی مارے گئے۔ اس طرح ایک طرف ویسپاسیان نے روم میں اٹھنے والی بغاوتوں کو فرو کر دیا تھا دوسری طرف اس کے بیٹے ٹیٹس نے فلسطین کے اندر

اٹھنے والی یہودیوں کی بغاوت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

ویسپاسیان کے دور حکومت میں شمال کے وحشی آلانی قبائل نے گرجی قبائل کے ساتھ مل کر آذر بائیجان پر یلغار کر دی تھی۔ آذربائیجان کے حکمران وحشی قبائل کا مقابلہ نہ کر سکے اور راہ فرار اختیار کر کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہوئے۔ اس سے ان وحشی قبائل کے حوصلے اور بلند ہوئے اور انہوں نے مختلف علاقوں کو تخت و تاراج کرتے ہوئے سرسبز میدانوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا۔ وہاں سے نکل کر یہ قبائل آرمینیا آئے اور آرمینیا کے حکمران جو ایران کے بادشاہ بلاش کا بیٹا تھا اس کو مغلوب کر کے اسیر کر لیا۔

ایران کے بادشاہ بلاش نے جب یہ سنا کہ وحشی قبائل نے نہ صرف یہ کہ اس کے بیٹے کو قیدی بنا لیا ہے بلکہ آذر بائیجان کے علاوہ پورے آرمینیا پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ آلانی اور گرجی قبائل اسی طرح یلغار کرتے ہوئے پورے ایران پر ہی غالب نہ ہو جائیں۔ ان خیالات کے تحت بلاش بڑا فکر مند ہوا اور ان وحشی قبائل کو مغلوب کرنے کے لئے اس نے قیصر روم ویسپاسیان سے مدد طلب کی لیکن ویسپاسیان ان دنوں خود اپنے ملک کے اندر بغاوتیں فرو کرنے میں بری طرح مصروف تھا لہٰذا اس نے بلاش اول کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

دوسری طرف بلاش اول کی خوش قسمتی کہ یہ وحشی قبائل جگہ جگہ لوٹ مار کرتے ہوئے ایران کی سلطنت کی طرف بڑھنے کے بجائے واپس لوٹ گئے۔ ان وحشی قبائل کی یلغار کے کچھ ہی عرصہ بعد ایران کا بادشاہ بلاش اول فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا پیکارس اشکانیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہوا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ ویسپاسیان بھی صرف دس سال حکومت کرنے کے بعد چل بسا۔ اس کی موت کے وقت اس کا بیٹا ٹیٹس فلسطین کے اندر قیام کئے ہوئے تھا اور اس نے ایک یہودی شہزادی برینس سے شادی کر لی تھی۔ ویسپاسیان کی موت کے بعد رومنوں کا خیال تھا کہ ٹیٹس کو اپنا شہنشاہ بنایا جائے لیکن لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس نے ایک غیر رومن لڑکی سے شادی کر رکھی ہے اور جب تک وہ اس یہودی بیوی کو ترک نہیں کرتا اس وقت تک اسے قیصر روم نہیں بنایا جا سکتا۔ شہنشاہ بننے کی خاطر ٹیٹس نے یہودی شہزادی برینس کو طلاق دیدی اور یوں وہ اپنے باپ ویسپاسیان کے بعد رومنوں کا شہنشاہ بنا لیکن صرف دو سال حکومت کرنے کے بعد یہ دنیا سے چل بسا اور اس کی جگہ رومنوں نے ڈومیٹین کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔

صحراؤں کے اندر رقاش کا بیٹا عمرو اب جوان ہو کر اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ ایک روز جب اس نے اپنی ماں سے اپنے باپ کے متعلق پوچھا تو رقاش نے اس پر سر سے لیکر پاؤں تک بڑے غور سے اپنے بیٹے کو دیکھا پھر وہ کسی قدر مسکرا کر کہنے لگی۔

سن میرے بیٹے تمہارے ماموں کے محل میں ایک ایسا کمرہ ہے جس کی دائیں بائیں جانب کی دیواروں میں لوہے کی بھاری اور مضبوط زنجیریں لگی ہوئی ہیں۔ جس روز ان دونوں زنجیروں کو تم اپنے بازوؤں کے گرد لپیٹ کر توڑ دو گے اس روز تمہیں بتاؤں گی کہ تمہارا باپ کون تھا اور کس نے اسے قتل کر دیا تھا۔

اپنی ماں کے اس خوفناک انکشاف پر عمرو نے اپنی گردن جھکاتے ہوئے اور کسی قدر ٹوٹتی آواز میں کہا۔

اے میری ماں کیا میرے باپ کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ جواب میں رقاش روتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ میرے فرزند تمہارے باپ کو اس کے دشمنوں نے ہلاک کیا تھا۔ تیرے ماموں کے محل کے کمرے میں جس کی طرف میں نے نشاندہی کی ہے جس میں زنجیریں ہیں انہیں تمہارے باپ نے ایک ہی جھٹکے میں توڑ دیا تھا۔ تمہارا باپ بہادر، جفاکش اور طاقت ور ترین انسان تھا۔ صحرا کے اندر خانہ بدوش قبائل اور نخلستان کے رہنے والے آج بھی اس کی شجاعت کی داستانیں اپنے بچوں کو سناتے ہیں لیکن افسوس دشت کا وہ شہ زور انسان ہم دونوں کو تنہا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ہم سے منہ موڑ چکا ہے۔ آہ اس کے حقیر دشمنوں نے اس صحرا کے اندر گھیر کر قتل کر دیا۔ اگر اس کے دشمن باری باری اس کے سامنے آتے تو وہ ان سب کو موت کی بساط میں لپیٹ کر رکھ دیتا لیکن افسوس بیں دشمن صحرا کے اندر اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اپنی ماں کے اس نئے انکشاف پر عمرو کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر وہ انتہائی مغموم لہجے میں کہنے لگا۔

آہ میری ماں تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتا دیا کہ میرے باپ کو اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا تھا۔ بتاؤ ماں میرے باپ کے قاتل کون ہیں۔ اے میری ماں مجھے اپنے باپ کی شجاعت اور طاقت کی قسم میں اس کے قاتلوں سے اس کے قتل کا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اپنے باپ کے قاتلوں پر واضح کر دوں گا کہ میں اپنے باپ کا انتقام لینے کی جرات اور ہمت رکھتا ہوں۔

کہو ماں وہ قاتل کون تھے وہ کہاں ہیں اور کس جگہ میں ان سے ٹکرا کر اپنے باپ کا

اپنے باپ کے خون کا انتقام لے سکتا ہوں۔ عمرو کی ان ساری باتوں کے جواب میں رقاش جب خاموش رہی تو عمرو پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ ماں تجھے میرے خون کی قسم اس پر رقاش نے فوراً عمرو کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ میرے بیٹے میرے بچے ایسی کوئی قسم مت کھانا جب تک تم ان دونوں زنجیروں کو توڑنے میں کامیاب نہیں ہوتے میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں گی۔ جس روز تم نے ان زنجیروں کو توڑ لیا اس روز مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم اپنے باپ کی طرح طاقتور ہو گئے ہو۔ اس روز میں تمہیں بتا دوں گی کہ تمہارا باپ کون تھا وہ یہاں سے زنجیریں توڑ کر کیوں بھاگا۔ صحراؤں کے اندر کس نے اسے کیوں قتل کیا۔ اس پر عمرو بن عدی نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

آؤ ماں اگر ایسی بات ہے تو پھر تم مجھے اس کمرے میں لے چلو جس کے اندر وہ زنجیریں ہیں۔ جنہیں تم نے میرے پاؤں سے باندھ دیا ہے۔ میں ان زنجیروں سے زور آزمائی کرتا ہوں اگر میں نے انہیں توڑ دیا تو یہ میری خوش قسمتی ہو گی کہ اس طرح میں اپنے باپ کے انتقام کی ابتداء کر سکوں گا۔ اس پر رقاش ایک طرف چل دی اور کہنے لگی میرے ساتھ آؤ عمرو بن عدی چپ چاپ اپنی ماں کے ساتھ ہو لیا تھا۔

اپنے بیٹے کو لیکر رقاش اس کمرے میں آئی جس میں زنجیریں تھیں پھر اس نے لوہے کی موٹی اور مضبوط زنجیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میرے بیٹے میرے بچے یہ ہیں وہ زنجیریں جنہیں تمہارے باپ نے صرف ایک ہی جھٹکے میں توڑ دیا تھا۔ اگر تم واقعی اپنے باپ کا انتقام لینے میں سنجیدہ ہو تو پھر آگے بڑھو اور زنجیروں کو اپنے باپ اور اس کے قاتلوں کے درمیان ایک رکاوٹ سمجھ کر توڑ پھینکو۔ اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو میں سمجھوں گی تم اپنے باپ کا انتقام لینے میں کامیاب ہو سکو گے۔

عمرو بن عدی آگے بڑھا دونوں زنجیروں کو اس نے اپنے دائیں بائیں بازوں کے گرد لپیٹا اور زور آزمائی کرنے لگا۔ رقاش اس کے سامنے کھڑی اس کو زور لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھی پھر لحہ بہ لحہ رقاش کے چہرے پر مایوسی اور افسردگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے اس لئے کہ عمرو بن عدی کافی دیر تک زور آزمائی کرتا رہا اس کا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا تھا پر وہ ان زنجیروں کو نہ توڑ سکا تھا۔ اس موقع پر عمر بن عدی کے سامنے رقاش کی گردن افسوس کے سے انداز میں جھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک مزید ان زنجیروں پر زور آزمائی کرنے کے بعد زنجیروں کو عمرو بن عدی نے اپنے بازوؤں سے علیحدہ کر دیا پھر وہ اپنی ماں کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ماں اگر میں ان زنجیروں کو توڑ نہ سکا تب رقاش نے اپنی جھکی ہوئی گردن اوپر اٹھائی

لمحہ بھر کے لئے اس نے بڑے غور سے اپنے بیٹے عمرو بن عدی کی طرف دیکھا پھر وہ کسی قدر مایوسی بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

میرے فرزند سن اگر تو ان زنجیروں کو توڑ نہ سکا تو پھر تمہارے باپ کے قتل کا راز راز ہی ہو کر رہ جائے گا اور میں یہ سمجھ کر اور یہ جان کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤں گی کہ میں نے جس بیٹے کو جنم دیا تھا وہ اس قابل نہیں کہ اپنے باپ کے قاتلوں سے اس کا انتقام لے سکے۔ دیکھ میرے بیٹے یہ میرا آخری فیصلہ ہے جب تک تم ان زنجیروں کو نہیں توڑو گے اس وقت تک میں تمہیں تمہارے باپ کے قاتلوں سے متعلق آگاہ نہیں کروں گی۔

ان الفاظ سے عمرو بن عدی کے جسم میں آگ سی لگ گئی تھی۔ وہ آگے بڑھا اس نے اپنی ماں رقاش کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں بڑے ٹھہراؤ اور پختہ سی آواز میں کہا۔

سن میری ماں اگر میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کی شجاعت اور جوانمردی کی داستانیں لوگ خوشی سے ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ پھر تو مجھ پر اعتماد اور یقین رکھ میں ان زنجیروں کو اپنے مقدر کی ایک دیوار نہ بننے دوں گا۔ میں انہیں ایک روز اس طرح توڑ کر نکل جاؤں گا جس طرح ایک جھٹکے میں میرے باپ نے انہیں توڑا تھا۔

دیکھ میری ماں اپنے باپ کی اصلیت اور اس کے قتل کا راز جاننے کے لئے اب میں ہر سال زنجیروں سے زور آزمائی کرتا رہوں گا اور پھر ایک نہ ایک سال ضرور ایسا آئے گا جب یہ زنجیریں اس کمرے میں ٹوٹی ہوئی پڑی ہوں گی اور میری شجاعت کی کہانیاں میرے عظیم باپ کی طرح ان صحراؤں کا موضوع سخن بن جائیں گی۔

اپنے بیٹے کی یہ گفتگو سن کر رقاش کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگی میرے بیٹے جس روز تو ان زنجیروں کو توڑ پھینکے گا وہ دن میری زندگی کا مقدس اور عظیم ترین دن ہو گا۔ اس روز میں جانوں گی کہ میں نے جس بیٹے کو جنم دیا تھا وہ میری امیدوں میری آرزوؤں پر پورا اترا ہے۔ اس پر عمرو نے اپنی ماں رقاش کے شانے تھپتھپائے اور کہنے لگا اگر یہ بات ہے میری ماں تو بے فکر ہو جاؤ ایک روز یہ زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ جواب میں رقاش اپنے بیٹے کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی میرے بیٹے میں ابراہیم کے رب سے ہر روز تمہاری کامیابی کی دعائیں مانگتی رہوں گی۔ اس کے بعد دونوں ماں بیٹا محل کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

دوسری طرف بنو قسطورہ کی ملکہ ایک نئے انداز سے حرکت میں آگئی تھی۔ وہ کھل کر

بنو ازد کے حکمران جزیمہ کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ چالبازی سے کام لیتے ہوئے جزیمہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لینا چاہتی تھی۔ ماضی میں ایک جنگ میں ملکہ الزباء کے باپ کو جزیمہ نے قتل کر دیا تھا۔ الزباء اس حادثے کو بھولی نہ تھی اور اندر ہی اندر وہ انتقام لینے سے متعلق سوچ رہی تھی۔ جزیمہ کے ساتھ کھلے میدان میں جنگ کرنے کے بجائے ملکہ الزباء نے حیلے اور مکاری سے کام لینے کا تہیہ کیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ملکہ الزباء نے اپنا ایک نہایت تیز اور عیار شخص جو اس کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا سمجھا پڑھا کر ایک مکمل اور خوفناک سازش کے تحت جزیمہ کے پاس روانہ کیا۔ اس شخص نے جزیمہ کے پاس جا کر پہلے الزباء کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی۔ پھر وہ الزباء کی اچھی عادات اور صفات گننے لگا۔ جب یہ شخص کافی دیر تک ملکہ الزباء کے حسن اور اس کی اچھی عادات اور صفات کی تعریف کر چکا تب جزیمہ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے شخص تو کس لئے میرے سامنے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کی تعریف کرتا ہے۔ اس پر وہ عیار شخص کہنے لگا۔

میں ملکہ الزباء کی تعریف و توصیف آپ کے سامنے اس لئے کرتا ہوں کہ آپ الزباء سے شادی کر لیں اس طرح دونوں قبیلوں کے درمیان پرانی چپقلش اور رنجش جاتی رہے گی اور صحرا میں ہر طرف امن اور سکون ہو جائے گا اور اے بنو ازد کے حکمران جزیمہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو جب تک ان صحراؤں کے اندر بنو قسطورہ اور بنو ازد موجود ہیں یہ مستقبل میں بھی ایک دوسرے سے ٹکراتے رہیں گے اور ایک نہ ایک روز ایسا وقت ضرور آئے گا جب دونوں قبائل ان صحراؤں کے اندر تباہ اور برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ اے بنو ازد کے حکمران ملکہ الزباء کی تعریف کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان صلح اور امن چاہتا ہوں اس طرح صحراؤں اور نخلستانوں کے اندر دونوں قبائل اپنے اپنے قبیلے کی بہتری اور خیر و فلاح پر دھیان دے سکیں گے۔

اس شخص کی یہ ساری گفتگو سن کر جزیمہ نے سر جھکا لیا اور کافی دیر تک سوچتا رہا۔ اس پر ملکہ الزباء کے اس جاسوس نے کسی قدر تعجب سے جزیمہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے بنو ازد کے حکمران کیا آپ ملکہ الزباء جیسی خوبصورت' دولت مند اور اچھی عادات رکھنے والی عورت سے شادی کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اس پر جزیمہ نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اس طرح اوپر اٹھایا جیسے وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا جاؤ ملکہ الزباء کو میری طرف سے شادی کا پیغام دیدو۔ اگر اس طرح

بنو قسطورہ اور بنو ازد کے درمیان امن قائم ہو سکتا ہے تو پھر میں ملکہ الزباء سے شادی کرنے پر میں بخوشی رضا مند ہوں۔

جزیمہ کا یہ جواب سن کر ملکہ الزباء کا وہ آدمی ایسا خوش اور مطمئن ہوا کہ اسی وقت وہ اٹھ کر وہاں سے نکلا اور اسی روز اپنے قبیلے کی طرف وہ روانہ ہو گیا۔ ملکہ الزباء کے اس جاسوس کے جانے کے بعد رات کے وقت جزیمہ نے اپنے وزیر قصیر بن سعد، بہن رقاش اور بھانجے عمرو بن عدی کو جمع کیا اور ان کے سامنے ملکہ الزباء سے شادی کرنے کا مسئلہ پیش کیا۔ قصیر اور رقاش دونوں نے اس شادی کی سخت مخالفت کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ الزباء جزیمہ کے بہادر اور شیر دل بہنوئی کی قاتل تھی۔ رقاش نے بڑے تلخ لہجے میں اپنے بھائی جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سن میرے بھائی میرا دل کہتا ہے کہ الزباء شادی کے بعد یقیناً" تمہیں دھوکہ دے گی۔

اس پر جزیمہ نے گہری نگاہوں سے اپنی بہن رقاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں ملکہ الزباء کے دھوکہ دینے سے قبل ہی اسے ٹھکانے لگا دوں گا۔ میں نے صرف اس سے نپٹنے کے لئے ہی شادی کی پیش کش کی ہے۔ سن میری بہن ایک دن تم دیکھو گی صحراؤں کی یہ حسین ساحرہ میرے سامنے بے بس اور مجبور ہو گی یہ بھی جان لو میں اسے زنجیروں میں جکڑ کر تمہارے سامنے پیش کروں گا۔ پھر تم جس طرح چاہو اس سے انتقام لے سکو گی۔ اپنے بھائی جزیمہ کا یہ جواب سن کر رقاش کسی قدر مطمئن اور خاموش ہوتی دکھائی دے رہی تھی پر اس موقعہ پر جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد بولا اور اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

الزباء بڑی مکار عورت ہے۔ کہیں وہ اس شادی کے چکر میں ہمیں دھوکہ دینے میں ہی کامیاب نہ ہو جائے اور ہم شمال کے پربتوں سے لیکر جنوب کے صحراؤں تک بدنام ہو کر رہ جائیں۔ اس پر جزیمہ نے قصیر کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ قصیر میرے دوست میرے بھائی تم فکر مند نہ ہو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا اور ہر کام تمہارے مشورے سے کیا کروں گا۔ بہرحال اس رات باتوں ہی باتوں میں جزیمہ نے اپنی بہن رقاش اور اپنے وزیر قصیر کو الزباء کے ساتھ شادی کر لینے پر رضا مند کر لیا تھا پھر ایسا ہوا کہ اس رضا مندی کے چند ہی روز بعد ملکہ الزباء کی طرف سے وہی قاصد آیا اور جزیمہ کو پیغام دیا کہ ملکہ الزبا آپ کو بلاتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ شادی اس کے قبیلے میں ہو۔ اس کے بعد آپ اسے جہاں رکھیں گے وہ رہے گی۔

رقاش نے جزیمہ کو بہت روکا کہ وہ الزباء کے پاس نہ جائے لیکن وہ جزیمہ پر تو شاید

الزباء کے حسن کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ وہ الزباء کی خوبصورتی اور اس کی توصیف سے بے حد متاثر دکھائی دیتا تھا اور ہر حالت میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اپنی بہن رقاش کی مخالفت کے باوجود جزیمہ اپنے وزیر قصیر کے ہمراہ اپنے لشکر کے ایک معمولی سے حصے کے ساتھ الزباء کے قبیلے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اپنے بعد اس نے اپنے بھانجے اور رقاش کے بیٹے عمرو بن عدی کو اپنے قبیلے کا حکمران مقرر کر دیا تھا۔

○

شام کے غمگین اندھیرے صحرا کے اندر بکھر، پھیل کر خوب گہرے اور تاریک ہو گئے تھے۔ آسمان سے زمین تک نیلگوں وسعتوں میں انجانی اور نا آشنا سماوی خوشبوئیں بکھر گئیں تھیں۔ صحرا کے ویرانہ پسند پرندے بسرام کی خاطر اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹنے لگے تھے۔

صحرا میں ہر سمت قفس جیسی تاریکی پھیل چکی تھی۔ جزیمہ اور اس کا وزیر قصیر بن سعد اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ تیز رفتار ستاروں کی طرح صحرا کا سینہ چیرتے ہوئے ملکہ الزباء کے قبیلے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے آ کر طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق قصیر بن سعد فوجی دستے کے ساتھ دریا کے کنارے کے وسیع جنگلوں میں رک گیا تھا جبکہ جزیمہ اکیلا الزباء کے محل کی طرف بڑھا۔ تاہم اس کی خبر گیری کرنے کے لئے قصیر بن سعد نے اپنے کچھ جاسوس اس کے پیچھے لگا دیئے تھے۔

جزیمہ الزباء کے محل میں داخل ہوا۔ الزباء کو اس کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا اس نے بڑی گرم جوشی سے جزیمہ کا استقبال کیا اور اسے اپنے ساتھ اپنی خوابگاہ میں لے گئی تھی۔

مشعلوں کی تیز روشنی اور کمرے کے اندر اڑتی ہوئی تیز صندلی خوشبوؤں میں جزیمہ نے پہلی بار غور سے الزباء کو دیکھا۔ الزباء اس وقت گو بتیس برس کی ہو چکی تھی لیکن اس کا حسن اب بھی آئینے کی طرح پرسکون اور پرکشش تھا۔ اس کے جسم کی سختی اپنی جگہ برقرار تھی اور اس کی آنکھیں اب بھی پھولوں کی طرح حسین تھیں۔

عدی سے محبت کرنے کے بعد ملکہ الزباء نے شادی نہ کی تھی اور ابھی تک وہ برق کی طرح بے ثمر تھی۔ الزباء نے جزیمہ کو مخاطب کیا اور کمرے میں اس کی آواز اپنی پوری شیرینی اور مٹھاس کے ساتھ بلند ہوئی۔ آواز ایسی تھی گویا تیز ہواؤں کی آوازیں صحرا کی زخمی روح سے ارتباط کے بعد سنائی دی ہوں۔ اے بنو ازد کے حکمران کیا تم مجھ سے شادی کے

لئے رضا مند ہو۔ اس موقع پر ملکہ الزباء کی آواز اور لہجے میں خفیف سے طنز تھا جسے جزیمہ محسوس نہ کر سکا۔ اس لئے کہ وہ تو ملکہ الزباء کے چمکدار حسن کے سامنے اپنے سارے حواس پر اپنی گرفت ہی کھو چکا تھا۔ ملکہ الزباء کی نقرئی چمکتے حسن کے آگے جزیمہ اپنی ذہنی قوتیں مفلوج کر بیٹھا تھا۔ ملکہ الزباء کے سوال کرنے پر اس نے سحرزدہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بنو قسطورہ کی ملکہ شادی کا یہ معاملہ میری اور تمہاری مرضی اور رفاقت سے ہی طے ہوا ہے۔ جزیمہ کا یہ جواب سن کر الزباء یوں کڑک کر بولی گویا خط افق پر بجلی کڑک گئی ہو۔ سنو بنو ازد کے جزیمہ کیا تم میرے باپ کے قاتل نہیں ہو۔ جزیمہ جو ابھی تک ملکہ الزباء کے حسن اور اس کی خوبصورتی پر مسحور ہوا جا رہا تھا اب اس کے حواس درست ہوئے۔ خوشی اور بے تابی کی جگہ اب اس کے چہرے پر اتھاہ غم اور نا امیدی چمک گئی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے ملکہ الزباء سے کہا۔

دیکھ الزباء یہ پرانی اور قدیم باتیں ہیں۔ میں انہیں بھول چکا ہوں تم بھی بھول جاؤ اور دونوں مل کر اس صحرا میں ایک نئی زندگی کی ابتدا کریں۔ ایسی زندگی جس سے صحرا کے اس حصے میں امن و سکوں پھیل جائے گا۔ دیکھ الزباء میری اور تمہاری شادی بنو قسطورہ اور بنو ازد دونوں ہی کے لئے سود مند رہے گی۔ اس لئے کہ اس شادی سے دونوں قبائل کے درمیان روابط اور تعلقات بہترین ہو جائیں گے۔ اور آنے والے دنوں میں دونوں قبیلوں کے لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اپنے اپنے قبیلے کی ترقی اور فلاح کے کام سرانجام دے سکیں گے۔

جزیمہ جب خاموش ہوا تو ملکہ الزباء کی اسے ایسی آواز سنائی دی جس طرح بھاری اور آہنی زنجیروں کے آپس میں ٹکرا جانے کے باعث سخت آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ الزباء جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی تھی۔

سنو جزیمہ میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہ شخص عدی بن نصر تھا لیکن اس نے تمہاری بہن سے شادی کر کے میرے ساتھ بے وفائی، میرے ساتھ بد عہدی کی تھی اور جانتے ہو میں نے اس سے کیا سلوک کیا۔ میں نے اسے قتل کروا دیا اور اس کے جواں اور توانا جسم کا سارا خون صحراؤں کی پیاسی ریت پی گئی۔ اس پر جزیمہ نے حیرت زدہ سے انداز میں چونکتے ہوئے پوچھا تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تم نے میرے ساتھ بد عہدی کی ہے۔

اس پر الزباء نے کڑک کر کہا۔ ہاں مجھے تم سے نفرت ہے تم میرے باپ کے قاتل ہو

اور اپنے باپ کے قاتل کو میں کس طرح معاف کر سکتی ہوں۔ جب کہ وہ بے بسی کی حالت میں میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔ سنو جزیمہ عدی بن نصر کے بعد میں نے نہ کسی مرد کو پسند کیا ہے نہ ہی اس سے محبت کی ہے۔ ان صحراؤں ان نخلستانوں کے اندر صرف عدی بن نصر ہی میری پسند اور میری محبت تھا۔ اس کے بعد کوئی مرد میرے دل کو جچا نہیں اور پھر جہاں تک تمہارا تعلق ہے جزیمہ تم تو میرے ہی نہیں میرے قبیلے کے بھی بدترین دشمن ہو پھر تم کیسے سوچ سکتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء مزید حرکت میں آئی اس نے تالی بجائی۔ تالی بجتے ہی اس کے تین پہرہ دار اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئے۔

ملکہ الزباء نے شاید اپنے ان پہریداروں کو پہلے ہی سب کچھ سمجھا رکھا تھا۔ ان پہریداروں نے اندر آتے ہی جزیمہ کو رسیوں میں جکڑ لیا۔ اپنی بے بسی دیکھ کر جزیمہ کا چہرہ غصہ میں تمتما اٹھا اور بھاری کھولتی ہوئی آواز میں ملکہ الزباء کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن الزباء تو کمینی ذہنیت کی اور منتقمانہ مزاج کی عورت ہے تو اندرائن کا وہ پھل ہے جو دیکھنے میں حسین ترین اور کھانے میں کڑوا ہوتا ہے اور حلق کو پکڑ لیتا ہے۔ تو حنزل کی بیل ہے جو صحرا میں تربوز کی طرح خوبصورت انداز میں پھیلتی ضرور ہے پر کسی کام کی نہیں ہوتی۔ لاریب تو عورت نہیں رات بھر کا ایک پڑاؤ ہے جو کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

جزیمہ کی یہ گفتگو سن کر ملکہ الزباء کا حسین چہرہ غصہ میں غضبناک ہو گیا تھا۔ پھر اپنی آنکھوں سے غضبناکی کے شعلے برساتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ سن جزیمہ میں تمہیں ویسی ہی بے بسی سے قتل کروں گی جس طرح تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اس بار جزیمہ قدرے ٹھہرے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ الزباء گو میری کوئی اولاد نہیں پر یاد رکھ میرے بعد میرا بھانجا تم سے میرے قتل کا بدلہ ضرور لے گا۔ دیکھ ملکہ الزباء جانتی ہو وہ کس کا بیٹا ہے وہ اسی عدی بن نصر کا بیٹا ہے جس سے تم محبت کرتی تھی۔ تم جانتی ہو عدی کیسا بہادر اور جواں مرد انسان تھا۔ اس کا بیٹا بھی اسی جیسا ہے جب وہ ان زنجیروں کو توڑ دے گا جن کو اس کا باپ توڑ کر بھاگا تھا اور اس کی ماں اسے یہ بتا دے گی کہ تم اس کے باپ کی قاتل ہو تو یاد رکھو وہ طوفان بن کر اٹھے گا اور اپنے باپ کے ساتھ میرا بھی انتقام تم سے ضرور لیکر رہے گا۔

ملکہ الزباء نے جزیمہ کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے حکم پر اس کے پہریداروں نے جزیمہ کے جسم کی رگ ہفتم کاٹ دی جس سے اس کے جسم کا سارا خون بہہ گیا اور یوں جزیمہ ملکہ الزباء کی خوابگاہ میں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بے بسی



کی موت مر گیا تھا۔

دوسری طرف جزیمہ کے وزیر قصیر بن سعد کو اس کے جاسوسوں نے جزیمہ کی موت کی اطلاع کر دی تھی اور وہ کچھ سوچ کر اپنے چھوٹے سے اس دستے کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اپنے قبیلے میں واپس آ کر قصیر نے رقاش اور عمرو کو جزیمہ کے مرنے کی خبر دی۔ رقاش نے اپنا سر پیٹ لیا۔ الزباء اس کے شوہر ہی کی نہیں بھائی کی بھی قاتل ہو چکی تھی۔ عمرو بن عدی کی حالت یوں تھی جیسے وہ اس جہاز کا ملاح ہو جو سمندر میں گھوم رہا ہو۔ پھر قصیر نے عمرو بن عدی سے بڑی راز داری سے کہا۔ میرے ذہن میں الزباء سے انتقام لینے کی ایک بہت اچھی ترکیب ہے۔ اس پر عمرو نے چونک کر پوچھا کیسی ترکیب جواب میں قصیر بن سعد کہنے لگا۔

دیکھ عدی کے بیٹے میں آج رات ہی یہاں سے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اگلے روز تم جزیمہ کے قتل کا مورد مجھے ٹھہرانا اور لوگوں میں یہ مشہور کر دینا کہ میری سستی کی وجہ سے جزیمہ مارا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تم میری گرفتاری پر انعام مقرر کر دینا۔ میں ملکہ الزباء کے پاس جا کر کہوں گا کہ عمرو بن عدی نے مجھ پر جزیمہ کے قتل کا الزام لگا کر مجھے قتل کرنا چاہا لہٰذا میں بھاگ کر تمہارے پاس آ گیا ہوں۔

اس کے علاوہ میں ملکہ الزباء سے یہ بھی کہوں گا کہ تم چونکہ جزیمہ کے خاندان کی بدترین دشمن ہو اور میں بھی اب چونکہ انہیں اپنا بدترین دشمن سمجھتا ہوں لہٰذا دونوں مل کر ان سے انتقام لیں۔

اگر ملکہ الزباء نے مجھ پر اعتماد نہ کیا اور مجھے اپنے قبیلے میں رہنے کی اجازت نہ دی تب میں واپس آ جاؤں گا اور اگر اس نے اپنے یہاں مجھے قیام کی اجازت دے دی اور مجھ پر اعتماد اور مجھ پر بھروسہ کیا تو میں وہاں رہ کر پہلے الزباء کو اپنے مکمل اعتماد میں لوں گا اس کے بعد جاسوسوں کے ذریعے تم سے رابطہ قائم کروں گا اور اس طرح ہم اس سے انتقام لینے کا لائحہ عمل مرتب کریں گے۔

عمرو بن عدی نے فوراً" قصیر کی اس تجویز کو سراہتے ہوئے کہا۔ تمہاری تجویز بڑی اچھی عمدہ اور قابل عمل ہے ایسا کرو تم آج رات ہی ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب رہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک روز میں ملکہ الزباء سے انتہائی سنگین انتقام لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عمرو بن عدی اٹھ کر اندر گیا اور نقدی کی ایک تھیلی لا کر قصیر کی جھولی میں رکھتے ہوئے وہ پھر کہنے لگا۔

سنو سعد کے بیٹے یہ تھیلی اپنے پاس رکھ لو یہ تمہارے کام آئے گی اور اسی رات کی تاریکی میں ملکہ الزباء کی طرف کوچ کر جاؤ۔ تمہاری غیر موجودگی میں تمہاری بیوی اور بچوں کو وہی عزت وہی وقار اور وہی مراعات حاصل ہوں گی جو انہیں اس وقت حاصل ہیں۔

عمرو بن عدی کی اس گفتگو کے بعد عدی بن سعد اٹھ کر اپنی حویلی کی طرف چلا گیا تھا۔

○

اسی رات قصیر نے اپنے قبیلے سے کوچ کیا اور ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمرو بن عدی کو جب یقین ہو گیا کہ قصیر الزباء کے پاس پہنچ چکا ہو گا۔ قصیر کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔ دوسرے روز شام کے قریب قصیر الزباء کے قبیلے میں داخل ہوا۔ قبیلے کے صحرائی محافظ اسے پکڑ کر ملکہ الزباء کے پاس لے گئے۔ جب اسے ملکہ الزباء کے سامنے پیش کیا گیا تو کافی دیر تک ملکہ الزباء اسے غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے کسی قدر تعجب اور حیرت سے قصیر بن سعد سے کچھ پوچھنا چاہا ہی تھا کہ قصیر نے بولنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

میں بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کو سلام کرتا ہوں۔ الزباء نے حیرت سے پوچھا۔ میں حیران اور پریشان ہوں کہ بنو ازد کے وزیر کو بنو قسطورہ میں آنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ کیا تم اپنے آقا کی تلاش میں میرے قبیلے میں آئے ہو۔ اس پر قصیر بن سعد بے پناہ خفگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں ملکہ الزباء تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ میں جانتا ہوں جزیمہ کی روح سے اس کے جسم کا رشتہ منقطع ہو چکا ہے اور وہ ایسی جگہ پہنچ چکا ہے جہاں کوئی بھی اس سے مل نہیں سکتا۔ اس پر ملکہ الزباء نے مزید حیرت سے قصیر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ قصیر بن سعد کہنے لگا۔

اے ملکہ کیا تم جانتی ہو جب جزیمہ شادی کی نیت سے تمہارے پاس آیا تھا تو میں اس کے ہمراہ تھا اور اس نے مجھے ایک فوجی دستے کے ساتھ فرات کے کنارے جنگل میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس احتیاط کے ساتھ کہ اگر تمہارے قبیلے میں کوئی خطرہ ہو تو میں اس کی مدد کر سکوں۔

لیکن اے ملکہ جب تو نے اس کی رگ ہفتم کاٹ کر اسے ختم کر دیا تو میں واپس چلا گیا۔ میں تمہارے ساتھ کسی صورت میں بھی الجھنا نہ چاہتا تھا۔ میری نگاہوں میں تم ان صحراؤں کا حسین گیت ہو۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس حسین صحرائی گیت کی تانیں اور دلکش



صدائیں بکھر جائیں۔ جس طرح پھول کی پتیاں بکھر جانے سے پھول پھول نہیں رہتا ویسے ہی گیت کی صدائیں بکھر جانے سے صحرا کا یہ گیت وہ حسین گیت نہ رہتا۔ میں جب اپنے اس فوجی دستے کے ساتھ واپس اپنے قبیلے میں گیا تو عدی کے بیٹے عمرو نے جو جزیمہ کا بھانجا اور اس وقت بنو ازد کا حکمران ہے اس نے جزیمہ کے قتل کا ذمہ دار مجھے ٹھہرایا۔

میں ابھی اپنے گھر بھی نہ پہنچا تھا کہ اس ناعاقبت اندیش اور کندہ نا تراش انسان نے میری گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے لیکن بنو ازد کی فوج میں میرے بھی کچھ ہم نوا اور راز دار ہیں۔ میں ان ہی کی مدد سے عمرو بن عدی کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے بچ گیا اور پناہ کی خاطر تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔

قصیر بن سعد کی یہ ساری گفتگو سن کر ملکہ الزباء کچھ دیر تک سر جھکا کر سوچتی رہی پھر وہ کہنے لگی اگر میں تمہیں پناہ دینے پر رضا مند نہ ہوں تب۔ اس پر قصیر بن سعد چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ یہ زمین بڑی وسیع ہے۔ میں اپنا آپ بچانے کی خاطر کسی اور خانہ بدوش قبیلے کا رخ کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ مجھے مایوسی نہ ہو گی کیونکہ عمرو اپنے باپ کی طرح خونخوار انسان ہے اور جب تک میں کسی قبیلے میں پناہ نہیں لے لیتا اس کے ہم نوا مجھ سے انتقام لینے کی خاطر میرے پیچھے سائے کی طرح لگے رہیں گے۔

اس پر ملکہ الزباء نے پھر کچھ سوچا اور اس دفعہ وہ افسردہ سے لہجے میں پوچھنے لگی کیا یہ حقیقت ہے کہ عدی نے جس سے میں نے محبت کی تھی رقاش سے شادی کر لی تھی اور بنو ازد کا موجودہ حکمران عمرو اس عدی کا بیٹا ہے۔ قصیر بن سعد چاہتا تھا کہ باتوں باتوں میں ملکہ الزباء کی تعریف کر کے الزباء کے دل میں اپنے لئے ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کرے اب جب ملکہ الزباء نے خود ہی یہ دوسرا موضوع چھیڑا تو قصیر بن سعد نے اس موضوع سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لہٰذا اس دفعہ اس نے اپنی آواز کو خوب مصالحہ لگا کر بڑی درد مند اور غمگسار آواز میں کہا۔

اے ملکہ کہاں تم کہاں جزیمہ کی بہن رقاش۔ وہ تو خوبصورتی میں تمہارا پر تو بھی نہیں ہے۔ پر بات کچھ یوں ہے کہ جزیمہ نے عدی کو اپنے پاس بلایا تھا اور وہ اسے اپنی افواج کا سپہ سالار بنانا چاہتا تھا اس طرح شاید وہ عدی کی خدمات حاصل کر کے تمہارے خلاف اپنے لشکر کو عدی کی سرکردگی میں حرکت میں لانا چاہتا تھا۔ جب عدی اور رقاش کی شادی کی بات چھڑی تو عدی نے صریحاً رقاش کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ وہ تم سے محبت کرتا تھا لیکن برا ہو وقت اور حالات کا کہ بنو ازد کے بہت سے لوگوں کو سمجھانے پر عدی رقاش کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس لئے کہ

لوگوں نے اسے یہ تک دھمکی دیدی تھی کہ اس نے اگر رقاش کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو جزیمہ اس کا خاتمہ کرا دے گا۔ لہٰذا مجبوراً عدی نے رقاش کے ساتھ شادی کے لئے حامی بھر لی تھی۔

پر اس کے باوجود اے ملکہ عدی اور جزیمہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جزیمہ نے اپنے صحرائی محل کے ایک کمرے میں عدی کو زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ وہ بہادر اور جوانمرد انسان ایک رات لوہے کی ان بھاری اور مضبوط زنجیروں کو توڑ کر بھاگ نکلا اور اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں تمہارے آدمی صحرا کے اندر اس سے ٹکرا گئے اور اسے قتل کر دیا۔

اے ملکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے قبیلے سے ہو کر تمہارے پاس ہی چلا آتا لیکن تمہارے آدمیوں نے اس سے کچھ پوچھے بغیر ہی اسے موت کی ابدی نیند سلا دیا اور اس کے رد عمل میں بنو ایاد کے سورماؤں نے تمہارے آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ کاش اس وقت عدی بن نصر زندہ ہوتا تو میں اس کے پاس پناہ لیتا اور اس وقت میں جزیمہ کے بھانجے سے ایسا انتقام لیتا کہ صدیوں تک اس انتقام کے نقوش ان صحراؤں میں دیکھے جا سکتے۔

قصیر کی ان باتوں پر الزباء اداس ہو گئی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں نمناک ہوئیں پھر آنسوؤں کے کئی ننھے ننھے قطرے اس کی حسین آنکھوں میں جھلملانے لگے تھے اور اپنی لمبی لمبی سرخ مخروطی انگلیوں سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ملکہ الزباء نے رندھی ہوئی آواز میں پھر کہا۔

آہ عدی کاش تم جزیمہ کے پاس نہ گئے ہوتے۔ اپنے باپ سے مل کر سیدھے میرے پاس چلے آئے ہوتے۔ تمہیں بنو قسطورہ کا حاکم بنا دیتی اور خود ایک لونڈی بن کر تمہاری خدمت کرتی لیکن جزیمہ اور اس کی بہن رقاش نے تمہیں مجھ سے چھین لیا۔ کاش تم زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ میں نے جزیمہ سے کیسا عبرت خیز انتقام لیا ہے۔ اس کے بعد الزباء بے چاری کھل کر رو دی تھی۔

لوہا گرم دیکھ کر قصیر بن سعد نے پھر چوٹ لگائی اور کہنے لگا تو اے ملکہ الزباء کیا تم مجھے اپنے یہاں پناہ دینے کے لئے تیار نہیں ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے کسی اور عرب قبیلے کا رخ کرنا ہو گا۔ اس پر ملکہ الزباء فوراً سنبھل گئی اور کہنے لگی۔ سنو سعد کے بیٹے تمہارا اندازہ غلط ہے میں تمہیں اپنے قبیلے میں پناہ دینے پر رضا مند ہوں۔ اب تم میرے قبیلے میں ہی رہو گے۔ میں تمہیں پناہ دیتی ہوں۔ تم جیسا انسان میرا بہترین مشیر ثابت ہو سکتا ہے۔ تمہارے مشوروں سے میں عمرو بن عدی کا مقابلہ بڑی آسانی سے کر سکوں گی۔ میرے قبیلے

میں تمہاری حیثیت ایک معزز مہمان کی سی ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ الثرباء پیچھے مڑی۔ پیتل کی چمکتی ہوئی ایک ایسی طشتری پر لکڑی کی ایک خوبصورت ہتھوڑی سے ضرب لگائی جو ایک چوکھٹے پر لٹک رہی تھی۔

چند ہی لمحوں بعد ایک پہرے دار اندر آیا اور الثرباء کے سامنے تعظیماً" سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ الثرباء نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ یہ قصیر بن سعد اب ہمارے قبیلے کا ایک محترم مہمان ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے ایسی رہائش مہیا کرو جو ایک وزیر کے لائق اور شایان شان ہو۔ اب یہ واپس نہیں جائے گا اب یہ ہمارے یہاں ہی رہے گا اور اس کی حیثیت یہاں ایک ذی عزت مہمان کی سی ہو گی۔ وہ پہرے دار قصیر کو لیکر چلا گیا اور الثرباء اپنے پلنگ کی طرف بڑھی اور اپنے نازک حسین جسم کو حریری بستر پر گرا دیا۔ شاید عدی کی یاد نے اسے افسردہ ملول اور پریشان کر دیا تھا۔

○

یوناف نے ابھی تک یمن میں سد مارب ہی کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا اس کے بعد ابلیکا کی ساعت میں رس گھولتی ہوئی آواز یوناف کی ساعت سے ٹکرائی تھی۔

یوناف میرے حبیب سنو عزازیل ان دنوں اپنے پائیرو کے ساتھ دریائے نیل کے انتہائی جنوبی حصوں میں آباد وحشی قبائل کے اندر قیام کئے ہوئے ہے۔ ان قبائل کے اندر پائیرو کی مدد سے اس عزازیل نے شرک کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا ہے۔ عزازیل نے اس پائیرو کی مدد سے ان وحشی قبائل کے اندر چند محیر العقول اور مافوق البشریت کام سرانجام دیئے جس کی بنا پر وہ وحشی قبائل نا صرف یہ کہ پائیرو کی عظمت' طاقت اور قوت کے قائل ہو گئے بلکہ جس طرح وہ اپنے قدیم دیوتاؤں کے بت بنا کر ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے پائیرو کے بھی چٹانیں تراش تراش کر بڑے مجسمے بنا کر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی ہے۔ ان قبائل کے درمیان چھوٹے سے ایک کوہستانی سلسلے کے غار کے اندر عزازیل نے پائیرو کو رکھا ہوا ہے۔ وہ وحشی قبائل نہ صرف یہ کہ پائیرو کو بہترین گوشت کی صورت میں غذا مہیا کرتے ہیں بلکہ ہر سال ایک لڑکی بھی پائیرو کو پیش کرتے ہیں۔ یہ لڑکی سال بھر پائیرو کے ساتھ غار میں قیام کرتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے اور پھر اگلے سال نئی لڑکی پائیرو کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اب جو سال شروع ہونے والا ہے اس کی ابتدا پر ان وحشی قبائل کے سردار کی بیٹی کو پائیرو کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ ہو سکتا

ہے اس سے پہلے عزازیل پائیرو کو لیکر ایک بار پھر ضرب لگائے اور پھر تمہیں سبق سکھانے کی کوشش کرے لہٰذا پائیرو اور عزازیل سے نپٹنے کے لئے تمہیں ابھی سے تیاری کر لینی چاہیے۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب رکی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا پائیرو اور عزازیل سے نپٹنے کے لئے میرے پاس وہ بلی کے دو بچوں والا ہی حربہ ہے میں انہیں کہیں سے بھی پکڑ کر ان کی جسامت اور قوت میں اضافہ کر کے پائیرو کے خلاف استعمال کر سکتا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی یہ تم بلی کے بچوں ہی پر یوں اکتفا کرتے ہو۔ سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے جہاں تم کسی کی جسامت کو 10 (دس) گنا بڑھا سکتے ہو اور اس کی طاقت میں دس گنا اضافہ کر سکتے ہو وہاں جسامت اور طاقت میں تم دس گنا کمی بھی کر سکتے ہو۔ تم ایسا کرو۔ بلی کے بچے اپنے پاس رکھنے کے بجائے دو جوان نر مادہ چیتے اپنے پاس رکھو۔ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کی جسامت اور طاقت میں دس گنا کمی کر کے انہیں اپنے پاس رکھو۔ ان کی خاطر خدمت کرو۔ سری قوتوں کے ذریعے بھی ویسے بھی انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کر لو اور جب تم نے انہیں استعمال کرنا ہو تو انہیں ان کی طبعی جسامت میں لاؤ لیکن ان کی طاقت میں دس گنا اضافہ کرو۔ اس کے بعد انہیں پائیرو کے خلاف استعمال کرو گے تو وہ کارکردگی میں بلی کے بچوں سے کہیں زیادہ بہتر اور خونخوار ثابت ہوں گے۔

سنو یوناف یہ کام تمہیں چند ہی دن میں کر لینا چاہیے۔ میرے خیال میں کسی بھی وقت عزازیل پائیرو کے ساتھ تم پر وارد ہو سکتا ہے۔ اب وہ وقفے وقفے سے پائیرو کو تمہارے خلاف استعمال کرتا رہے گا۔ لہٰذا تم افریقہ کی سرزمین کے کسی بھی جنگل کی طرف نکل جاؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ دو نر مادہ چیتے تلاش کرو اور ان کی جسامت گھٹا کر اپنے کام میں لاؤ۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارا کہنا درست ہے اور بجا ہے میں آج ہی مارب کی اس سرائے سے افریقہ کی سرزمین کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ وہاں دو جوان' توانا' طاقتور' نر' مادہ چیتے کا انتخاب کرتا ہوں اور اپنی سری قوتوں کے ذریعے انہیں اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی ہاں یوناف یہ بہترین فیصلہ ہے اور سنو وہ نر مادہ چیتے جو تم اپنے پاس رکھو گے جب تم دیکھو گے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑھاپے کا شکار ہوتے جا رہے ہیں اور لاغر ہو رہے ہیں تو تم ان کے بچوں کو پالو۔ جب وہ بالکل ختم ہونے کے قریب آ گئیں تو ان کا خاتمہ کر دو اور ان کی جگہ ان کے بچوں کو اپنے کام میں لاؤ۔ اس طرح پائیرو

اور عزازیل کے خلاف اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر سکو گے۔

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ایک ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اسی وقت سرائے کے کمرے سے نکلا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ وسطی افریقہ کے گھنے اور وسیع جنگلوں میں نمودار ہوا تھا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ کافی دیر تک جنگل میں گھوم کر اپنی پسند کے چیتوں کو تلاش کرتا رہا۔ جب اسے دو انتہائی جوان' خوبصورت اور توانا نر مادہ چیتے پسند آئے تو اس نے ان پر اپنی قوتوں کو آزمایا انہیں مانوس کیا ان کی جسامت اور قوت گھٹا کر دس گنا کم کر دیا پھر ان دونوں کو جو بچوں جیسی صورت اختیار کر گئے تھے اپنے چمڑے کی زنبیل میں ڈال کر وہ دوبارہ سری قوت سے مارب کی سرائے میں آ گیا تھا۔

سرائے میں واپس آ کر یوناف نے پہلے سری قوتوں کے ذریعے دونوں چیتوں کو اپنے ساتھ مزید مانوس کیا پھر ان کی خدمت خاطر میں لگ گیا تھا تاکہ وہ حقیقی معنوں میں بھی اس کے ساتھ مانوس ہو جائیں۔ اس طرح دن تیزی سے گزرنے لگے تھے۔ سرائے سے نکل کر یوناف جہاں کہیں بھی جاتا اپنی اس چرمی زنبیل کو اپنے پاس رکھتا اور دونوں چیتوں کو بھی اس زنبیل میں ڈال کر رکھتا تھا۔ اس زنبیل میں اس نے کئی سوراخ کر ڈالے تھے تاکہ دونوں نر مادہ چیتے جو جسامت گھٹائی جانے کے باعث بچوں کی سی صورت اختیار کر گئے تھے اس زنبیل کے اندر سانس لیکر زندہ رہ سکیں۔

ایک روز یوناف سرائے کے نواح میں سد مارب کے کوہستانی سلسلے کے اوپر چہل قدمی کر رہا تھا اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ کوہستانی سلسلے ویران اور اداس ہو گئے۔ یوناف چہل قدمی کرتے ہوئے سرائے کی طرف واپس لوٹ جانے کی سوچ رہا تھا کہ اچانک کوہستان سلسلے کے اوپر عزازیل اور پائیرو اچانک اس کے سامنے نمودار ہوئے۔

عزازیل یوناف کے ذرا قریب آیا اور کہنے لگا۔

کہاں جاتے ہو نیکی کے نمائندے اب تو تمہارے ساتھ ہمارا حساب چلتا ہی رہے گا۔ یہ پائیرو وقتاً" فوقتاً" تمہاری مرمت کرتا ہی رہے گا تاکہ تمہارے حواس درست رہیں اور تمہارا ذہن نئی نئی شاخیں نکالنا نہ شروع کر دیے۔ اس پر یوناف کمال جرات مندی میں چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملعون میرے خداوند کے راندھے ہوئے۔ تیری اس گفتگو اور ان دھمکیوں سے میں مرعوب ہونے والا نہیں ہوں۔ نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میرا یہ یقین اور ایمان ہے کہ جب تک میں نیکی کی راہ پر قائم اور دائم رہوں گا مجھے خداوند کی نصرت اور حمایت

حاصل ہو گی اور جب تک مجھے اپنے خداوند کی نصرت اور حمایت حاصل ہے تو اور تیرا یہ پائیرو دونوں مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پھر عزازیل طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ پائیرو تیرا کچھ بگاڑ سکتا ہے یا نہیں۔ تو آخر کب تک بلی کے بچوں کی جسامت بڑھا کر پائیرو کے خلاف استعمال کرے گا۔ اب میں نے پائیرو سے کہدیا ہے کہ تجھ پر ضرب لگانے سے پہلے ایک ایک ہاتھ بلی کے بچوں پر لگائے کہ وہ ٹھکانے لگ جائیں اس کے بعد یہ تمہارے حواس درست کیا کرے گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں پائیرو کو تم پر وارد کرتا ہوں اگر تم اپنا دفاع کر سکتے ہو تو کر دیکھو۔ اس کے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل دیکھ راندہ درگاہ۔ میرا ایمان ہے کہ جس طرح اب تک میں اپنے خداوند کی نصرت پر یقین اور ایمان اور اعتقاد رکھ کر تیرا مقابلہ کرتا رہا ہوں ایسے ہی میں تمہارے اس پائیرو کے سامنے بھی جمتا رہوں گا اس کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ عزازیل بولا اور اس سے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے ماضی میں جو تو ہمارے ساتھ ٹکرا کر مختلف موقعوں پر کامیابیاں حاصل کرتا رہا ہے وہ سماں گزر گیا۔ اب تو میں قدم قدم پر تیرے لئے شکست کے داغ' رسوائی اور ذلت کے ستون کھڑے کروں گا۔ تجھے کسی بھی موقع پر اپنے خلاف کامیابی اور غلبہ حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کروں گا۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے اس تشنہ اور آشفتہ مسافر جیسی زمین میں وقت کی لمبی مسافتوں جیسی تھکن' ٹھٹھرے گردوں تلے اس دھرتی کی اندھی آنکھوں میں میں ان گنت بار تیری حالت اندھے کنویں کی گونج' تہہ خانوں کی سرگرداں تاریکی' ہڈیاں چبانے والی رات' روحوں کے ویران صحرا میں سنساں آرزؤں اور وحشی اندھیروں جیسی کرتا رہا ہوں۔

سن عزازیل قسم خدائے بحر و بر کی جو جہاں حرف و صوت گرمی نبض حیات کا مالک ہے میں ہر موقع پر تیرے سامنے اجالوں کا سرور اور دلوں کا رابطہ بن کر نمودار ہوں گا۔ تیری لٹکتی خونی زبان' تیری بے چین بھٹکتی خواہشوں کو میں اس احساس کے ویران کھنڈروں اور مردہ لمحوں کی روحوں' ندامتوں کے تلخ ذائقوں میں بدلتا رہوں گا۔

عزازیل اس پائیرو کو میرے سامنے اور مقابلے میں لاتے ہوئے یہ مت بھولنا کہ اگر اس پائیرو کی مدد سے تو مجھ پر انگاروں کی بھٹی جیسی روح کی آگ' کالی آندھیوں کے نئے روگ' ویراں رتوں کی الم افروزیاں نازل کرتے رہے۔ تب بھی میں تیرے سامنے سے [illegible] تیری اس ساری بدیوں کا مقابلہ کروں گا اور اپنے رب

کے مقدس نام کی تکبیر بلند کرتے ہوئے میں تیری انا کی سرحدوں پر آتش نفس جیسی سفاکی کی مہریں ثبت کرتا رہوں گا۔ دیکھ عزازیل تو تنجر بگولا اور بدی کا منجدھار ہے یاد رکھ دنیا کی یہ زندگی ڈوبتی پہنایوں کے درمیان کھڑے لامرکز نقطے کی مانند ہے جو کسی وقت بھی ڈوب کر خواہشوں کی پیاس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اس کائنات میں بسنے والے جن و انس میں کامیاب وہی ہے جو اپنی خواہشوں کی پیاس کو نیکیوں کی زنجیر میں باندھ کر رکھتا ہے اور اس دنیاوی زندگی کو اخروی زندگیوں کے لئے خرچ کر دیتا ہے۔

جواب میں عزازیل بڑے طنز بڑے تمسخر کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اے نیکی کے نمائندے میں تیرا وعظ تیری تبلیغ کو سننے نہیں آیا۔ میں تو تیری کسمپری اور لاچارگی کا مظاہرہ دیکھنے آیا ہوں۔ دیکھ پائیرو کو تم پر وارد کرتا ہوں۔ بچ سکتا ہے تو بچ دکھا۔ عزازیل نے آگے بڑھ کر پائیرو کو یوناف پر ضرب لگانے کا حکم دیدیا تھا۔ جوں ہی پائیرو آگے بڑھا یوناف نے فوراً اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی چمڑے کی زنبیل کا منہ جھک کر زمین کی طرف سیدھا کیا۔ اس میں سے دونوں چیتوں کو اس نے باہر نکال کر اپنے دائیں بائیں کھڑا کر لیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اس پر اپنا کوئی سری عمل کیا اور اپنی تلوار وہ اپنے سامنے لایا جوں ہی تلوار چمکارے مارتی ہوئی نیلے رنگ کی چنگاریاں نکالنے لگی تھی اس موقعہ پر عزازیل نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کے ہاتھوں سے اس کی تلوار چھین لینا چاہی تھی لیکن اس میں عزازیل کو ناکامی ہوئی تھی۔ یوناف اپنی تلوار اپنے سامنے رکھے کسی ستون کی مانند جما کھڑا تھا جب کہ پائیرو آہستہ آہستہ آگے بڑھا تھا۔ جوں ہی پائیرو قریب آیا یوناف نے فوراً چیتوں پر اپنا عمل کیا وہ دونوں چیتے اپنی طبعی جسامت میں آنے کے بعد یوناف کی سری عمل کی وجہ سے دس گنا زیادہ طاقت کے مالک بھی ہو گئے تھے۔ وہ پائیرو کو دیکھ کر بری طرح غرانے لگے تھے۔

پھر یوناف نے دونوں چیتوں کو آگے بڑھ کر پائیرو پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ دونوں چیتے جست لگاتے ہوئے جب پائیرو پر حملہ آور ہوئے تو پائیرو نے اس قوت اور زور کے ساتھ اپنا ایک ایک پنجہ دونوں چیتوں کے منہ پر مارا کہ دونوں چیتے کتے کے پلوں کی طرح بے بسی اور لاچارگی کی چیخ و پکار کرتے ہوئے دور جا گرے تھے۔ پھر پائیرو پر گویا جنون طاری ہو گیا تھا۔ یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ آگے بڑھا لیکن اتنی دیر تک یوناف نے اپنی تلوار لہرائی اور پائیرو کے شانے پر دے ماری تھی۔ پائیرو کے شانے پر زخم آیا تھا لیکن اس نے اپنا ہاتھ زخم پر پھیر کر عجیب سے انداز میں اپنا زخم ٹھیک کر لیا تھا۔ اتنی دیر تک اس نے یوناف کا تلوار والا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس نے جو یوناف کی گردن پر اپنا دایاں پنجہ الٹا

مارا تو یوناف ہوا میں کئی پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر کر کوہستانی سلسلے میں ایک چھناکا پیدا کرتی چلی گئی تھی۔

اس موقع پر عزازیل نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے نیکی کے نمائندے یہ ہے تیری اپنی ذات اور تیری ساری قوتوں کے اوقات۔ تیرے یہ دونوں چیتے پائیرو کا ایک ایک طمانچہ بھی برداشت نہیں کر سکے اور کتے کے پلے کی طرح شور کرتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ جبکہ تمہاری اپنی حالت یہ ہے کہ پائیرو کا ایک ہی وار کھاتے ہوئے تم کسی کھلونے کی طرح لڑھکتے ہوئے دور جا گرے ہو۔ کیا اب بھی تم کہتے ہو کہ تم میرا اور پائیرو کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور سکت رکھتے ہو۔ پھر عزازیل خاموش رہ کر یوناف کی طرف سے کسی جواب یا رد عمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔

قبل اس کے کہ پائیرو زمیں پر گرے ہوئے یوناف پر پھر آگے بڑھ کر ضرب لگاتا یوناف ایک جست لگا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے کہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے اس نے اپنی قوتوں کو بحال کر لیا تھا۔ چیتوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی طاقت میں بھی دس گنا اضافہ کر چکا تھا۔ ایک بار پھر اس نے لپک کر اپنی تلوار اٹھائی دونوں چیتوں پر بھی اس نے اپنا سری عمل کر کے پائیرو کی ضرب کی شدت سے انہیں نجات دی۔ دونوں چیتے پھر تازہ دم ہو کر اس کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے اور یوناف کی طرف سے کسی رد عمل یا حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔

—

یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ایک بار پھر دونوں جنتوں کو پائیرو پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا۔ اشارہ ملتے ہی دونوں چیتوں نے ایک ساتھ جست لگائی اور پائیرو پر حملہ آور ہوئے۔ جس وقت دونوں چیتوں نے جست لگائی تھی عین اس وقت دونوں چیتوں کے درمیان یوناف نے بھی چیتوں کی طرح پائیرو پر جست لگائی تھی اور اس نے اپنی تلوار کا دستہ اپنی دس گنا بڑھائی ہوئی طاقت کے ساتھ پائیرو کی ناک پر دے مارا تھا۔ دوسری طرف چیتوں نے پائیرو کے دونوں ہاتھ چبا کر رکھ ڈالے تھے۔ یوناف پر دیوانگی اور جنون طاری ہو گیا تھا۔ پائیرو کی ناک پر ضرب لگانے کے بعد اس نے اپنی تلوار کے دستے کی دو ضربیں خوب قوت سے پائیرو کی پیشانی پر لگائیں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کے کئی وار پائیرو کے شانے پر کچھ اس طرح مارے کے پائیرو کے شانے کا ایک حصہ خوب چر کر رہ گیا تھا۔ یہ زخم آنے کی وجہ سے پائیرو خوب بلبلا اٹھا تھا بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ اس نے چیتوں سے چھڑائے پہلے اس نے دونوں ہاتھوں کو درست کیا پھر اپنے ہاتھ اس نے اپنے شانے پر پھیر کر شانے کے زخم بھی درست کر لئے پھر تازہ دم ہو کر یوناف اور اس

کے دونوں چیتوں کے سامنے جم کر رہ گیا تھا۔

پائیرو پر یہ کاری ضرب لگانے کے بعد یوناف دونوں چیتوں کو لیکر ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن بدی کے منجدھار ذرا اپنے پائیرو کو ایک بار پھر آگے بڑھاؤ پھر دیکھ اس بار میں کیسے اسے لہو لہان اور خون آلود کر کے رکھتا ہوں۔ یوناف کے اس چیلنج کے جواب میں عزازیل حرکت میں آیا اور پائیرو کو آگے بڑھ کر اس نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ پھر پائیرو آگے بڑھا اس کے آگے بڑھنے کے ساتھ ہی چیتے ایک ساتھ غراتے ہوئے پائیرو پر ٹوٹ پڑے تھے اس بار انہوں نے پائیرو کی پنڈلیوں کو اپنا ہدف بنایا تھا۔ پائیرو بھی حرکت میں آیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے وہ چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کے وار دونوں چیتوں کی پیٹھوں پر کر کے ان کی ریڑھ کی ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دے مگر اس وقت تک یوناف بھی حرکت میں آ چکا تھا ایک کوندے کی طرح آگے بڑھا اپنی تلوار اس نے دونوں چیتوں کے اوپر سے لہرا دی تھی۔ اس طرح جب پائیرو نے تیزی کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرائے مگر اس کے ہاتھ چیتوں کی ریڑھ کی ہڈیوں پر پڑنے کے بجائے یوناف کی تلوار پر گر کر زخمی ہو گئے تھے۔ ایک بار پھر پائیرو بلبلاتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا یوناف نے بھی اپنے چیتوں کو پیچھے ہٹا لیا تھا۔ پائیرو پھر عزازیل کے پاس جا کر اپنے زخم مندمل کرنے لگا تھا۔

پائیرو کے ہاتھوں یوناف اور اس کے چیتوں کے بچ جانے کی وجہ سے عزازیل بری طرح پیچ و تاب کھا کر رہ گیا تھا۔ پائیرو جب اپنے زخم مندمل کر چکا تو وہ ایک نئے عزم کے ساتھ حرکت میں آیا اور پائیرو کو پھر اس نے یوناف پر ضرب لگانے کے لئے حکم دیا۔ پائیرو کے ساتھ ہی ساتھ عزازیل خود بھی یوناف پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے بھی اپنے آپ کو ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کر لیا تھا۔ دونوں چیتوں کو یوناف نے پائیرو پر چھوڑ دیا تھا اور وہ دونوں چیتوں پر نگاہ بھی رکھے ہوئے تھا۔ وہ دونوں چیتے ایک نئے انداز میں حملہ آور ہوئے تھے۔ نر چیتے نے اس بار ایک لمبی جست لی اور اپنا منہ اس نے پائیرو کی گردن پر ڈال دیا تھا۔ دوسری طرف مادہ چیتا بھی حرکت میں آ چکی تھی اور اس نے پائیرو کی ران اپنے منہ میں لیکر جھنجھوڑنا شروع کر دی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے عزازیل کا سامنا کرنے کی کوشش کی۔ عزازیل یوناف کے قریب آ کر یوناف پر ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے اپنی تلوار اس پر دے گرائی لیکن اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کی تلوار کو عزازیل نے دور ہٹا دیا تھا لیکن اسی لمحہ یوناف کا بایاں ہاتھ حرکت میں آ

چکا تھا اور بائیں ہاتھ کا الٹا حصہ یوناف نے پوری قوت کے ساتھ عزازیل کے جبڑے پر دے مارا تھا۔ عزازیل بل کھاتا ہوا پائیرو کی پشت پر ٹکراتا ہوں گر گیا تھا۔ عزازیل نے شاید اپنی قوتوں کی بڑھوتی نہیں کی تھی اس لئے جب یوناف کی طرف سے دس گنا بڑھی ہوئی طاقت کا طمانچہ اس کے منہ پر پڑا تو وہ اس کے لئے ایک طرح سے ناقابل برداشت ہو کر رہ گیا تھا۔

دوسری طرف پائیرو نے اپنے ایک ہاتھ سے نر چیتے کے جبڑے سے اپنی گردن چھڑائی جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس نے نر چیتے کے سر پر ضرب لگائی تھی۔ ضرب لگتے ہی نر چیتا نیم بے ہوشی کی سی حالت میں زمین پر گر گیا تھا اسی لمحہ یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور نر چیتے پر جو پائیرو نے ضرب لگائی تھی اس ضرب کی شدت کو یوناف نے زائل کر دیا تھا۔ ضرب کی شدت زائل ہوتے ہی نر چیتا پھر پائیرو پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس وقت تک پائیرو مادہ پر ضرب لگانے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن نر چیتے نے پھر ایک بار زہریلی جست لگاتے ہوئے پائیرو کی گردن دبوچ لی تھی۔

نر اور مادہ دونوں چیتوں کو پائیرو کے ساتھ الجھے دیکھ کر یوناف مزید حرکت میں آیا اس وقت تک عزازیل جو پائیرو کی پیٹھ سے ٹکرا کر گرا تھا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یوناف نے آگے بڑھ کر لگاتار اس پر اتنی ضربیں لگائیں جن کی بناء پر عزازیل کراہ اٹھا تھا۔ پھر وہ سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنی قوت میں شائد اس نے کئی گنا اضافہ کر لیا تھا پھر وہ آگے بڑھ کر یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ یوناف نے اپنے اور اس کے درمیان حائل کی ہوئی اپنی تلوار کر دی جس کی بناء پر عزازیل یوناف پر ضرب لگانے میں ناکام رہا تھا۔

عزازیل جب یوناف کی طرف بڑھتے بڑھتے اس کی تلوار سے ذرا دور رک گیا تو یوناف نے فوراً پینترا بدلا وہ پائیرو پر اس کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا اور لگاتار کئی زخم اپنی تلوار سے اس نے پائیرو کی پیٹھ پر لگا دیئے تھے۔ اس دوران عزازیل نے جھپٹتے ہوئے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی لیکن جوں ہی وہ یوناف پر گرنے لگا یوناف نے اس پر بھی تلوار برسا دی اور اسے بھی زخمی کر دیا۔ اپنے زخم مندمل کرنے کے لئے عزازیل پیچھے ہٹا تھا۔ دوسری طرف پائیرو کو بھی نر مادہ چیتوں سے جان چھڑا کر پیچھے ہٹنا پڑا تھا تاکہ وہ اپنے زخم مندمل کر سکے۔ جب کہ اپنے دونوں چیتوں کو یوناف نے اپنے قریب کھڑا کر لیا تھا۔

پھر یوناف عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن عزازیل تو اپنے اس پائیرو پر بڑا گھمنڈ بڑا فخر کرتا تھا۔ لیکن دیکھ تو خود اپنی ذات کو اور اس پائیرو کو بھی میرے خلاف استعمال کرتے ہوئے میرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ تجھے اس پر بڑا فخر تھا کہ تو پائیرو کی مدد سے مجھے پست

اور ذلیل کر گیا لیکن دیکھ عزت اور ذلت دینے والا میرا اللہ ہے۔ اگر اس نے میرے مقدر میں عزت لکھ رکھی ہے تو میری اس عزت کو ذلت میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں اب تو یہاں سے دفع ہو جا۔ اس لئے کہ اسی میں تیری بہتری اور بھلائی ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ تو پائیرو کے ساتھ بھی مجھ پر وارد ہو کر آزما چکا ہے۔ تجھے ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔
عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غصے میں ہونٹ کاٹتا رہا پائیرو اور وہ سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دونوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے جب کہ یوناف اب مطمئن انداز میں تھوڑی دیر تک اپنی جگہ کھڑا ہو کر مسکراتا رہا پھر دونوں چیتوں کی جسامت کو اس نے دس گنا کم کیا دونوں کو اپنی زنبیل میں ڈالا پھر وہ کو ہستانی سلسلے سے اتر کر واپس اپنے سرائے کی طرف جارہا تھا۔ جس میں اس نے قیام کر رکھا تھا۔

○

پورے ایک سال بعد عمرو بن عدی ایک روز اپنی ماں رقاش کے ساتھ اسی کمرے میں داخل ہوا جس میں دیواروں میں زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔ دروازے کا زنگ آلود تالا کھولنے کے بعد عمرو نے اپنی ماں رقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔
اے میری ماں میرے لئے دعا کرنا کہ آج میں اس امتحان کے کمرے سے سرخرو ہو کر نکلوں اور اپنے باپ کے دشمنوں سے انتقام لینے کی ابتدا کر سکوں۔ اے میری ماں مجھے امید ہے کہ آج میں ان زنجیروں کو توڑ پھینکوں گا۔ اور پھر اس کے بعد میں اپنے باپ کے قاتلوں پر ضرب لگانی شروع کروں گا۔ اس موقعہ پر رقاش نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے بڑی رقت آمیز آواز میں کہا۔ ابراہیم کا رب تیری مدد کرے گا۔
دونوں ماں بیٹا اس کمرے میں داخل ہوئے۔ رقاش سامنے کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ جبکہ عمرو اپنے بازوؤں سے وہ بھاری اور مضبوط زنجیریں باندھنے لگا۔ آج اس پر طاقت اور قوت کا ایک نشہ سوار تھا جبکہ اس کے چہرے پر تماہٹ تھی۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے عمرو بن عدی نے بڑی عاجزی سے خداوند کے حضور دعا کی۔

"اے ابراہیمؑ کے رب آج میری ماں میرے سامنے کھڑی ہے اسے آج میری طرف سے مایوس نہ کرنا۔ جس طرح تو نے آدم کی خطائیں معاف کیں۔ نوحؑ کو پانی کے ہولناک عذاب سے بچایا۔ جس طرح تو نے خلیل کی آگ کو خیابان میں بدل دیا آج میری مشکلوں کو بھی آسانی میں بدل دے۔ اے زمین و آسمان کے خالق اپنے اس آنے والے عظیم رسولؐ

کے صدقے میں جس کے متعلق ہر آسمانی کتاب میں پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔ اے میرے رب اسی عرب کے چاند کے صدقے میں مجھے میرے اس امتحان میں کامیابی اور سرفرازی عطا فرما۔"

دیوار کے ساتھ کھڑی رقاش عجیب سے انداز میں اپنے بیٹے عمرو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ سنجیدہ اور خاموش تھی شائد دل ہی دل میں بیٹے کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے عمرو نے اپنے بدن کو سکیڑا۔ بازو سیدھے کر کے اس نے زور لگایا۔ پھر اس نے ایک زوردار وحشی نعرہ مارا اور پوری قوت صرف کی تو بازو کے گرد لپٹی زنجیریں جن کا ایک سرا دیوار میں لگا ہوا تھا۔ ایک چھنا کے کے ساتھ ٹوٹ گری تھیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عمرو بن عدی نے اپنے بازوؤں کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں اتار کر پھینک دیں اور مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔ رقاش کے چہرے پر اس لمحے خوشی کی اتھاہ گہرائیاں تھیں۔ اس کا چہرہ خوشی کی تمتماہٹ میں سرخ اور بے حد پرکشش ہو گیا تھا۔ پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھی اور عمرو کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس نے اس کی پیشانی چوم لی۔ اس موقع پر رقاش کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے جنہیں اس نے پونچھ کر عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میرے بیٹے۔ میرے فرزند۔ آج تم عدی بن نصر کے فرزند ہو اور اپنے باپ اور ماموں کے انتقام پر جو ایک ادھورا خواب بن گیا تھا۔ عمل کرنے کی ہمت رکھتے ہو۔ اب میں تم سے وہ سارے راز کہہ دوں گی جو برسوں سے میں اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہوں۔ اور یہ راز ایسے ہیں میرے بیٹے جو میرے دل میں تپتے صحرا کی سی تپش اور حدت پیدا کرتے ہیں۔ اب میں تھک گئی ہوں اب انہیں میں وزنی بوجھ سمجھ کر اتار پھینکوں گی۔
عمرو بن عدی نے رقاش کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کہو ماں۔ کون بدبخت میرے باپ کا قاتل ہے۔ اس موقع پر رقاش کی آنکھوں میں آنسو ستاروں کی مانند جھلملانے لگے تھے۔ اس کے بعد جی کڑا کر کے اس نے سخت آواز میں کہنا شروع کیا۔
دیکھ میرے بیٹے میرے فرزند تیرے شیر دل باپ کی قاتل بنو قنطورہ کی ناکلہ ہے جو ملکہ الزبا کہلاتی ہے سن میرے بیٹے آج سے کئی برس قبل ایک طوفانی رات جب کہ تمہارا باپ اپنے قبیلے کی طرف جارہا تھا صحرا کے اندر الزبا کے آدمیوں نے اسے قتل کر دیا وہ اکیلا تھا اور دشمن بیس سے بھی زائد تھے لیکن وہ شیر کی طرح جم کر ان کے سامنے لڑتا رہا پر وہ اکیلا تھا سو قتل ہو گیا۔ صحرا کے اس حصے میں رقاش سسک سسک کر رو پڑی اور اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔

اپنی ماں کی یوں بے بسی دیکھ کر عمرو بن عدی کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے پھر اس نے لرزتی کھولتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اے میری ماں میرے باپ کی قبر کہاں ہے؟ رقاش بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال کر کہنے لگی۔

اس کا تعلق بنو ایاد سے تھا۔ صحراؤں اور نخلستانوں کے لوگ آج بھی اس کی بہادری اور شجاعت کی داستانیں ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا اس سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن تمہارے باپ نے انکار کر دیا انتقاما" الزبا نے اسے قتل کرا دیا سنو میرے بیٹے اس صحرا کے اندر ایک اور لڑکی بھی تمہارے باپ سے محبت کرتی تھی وہ کوئی خانہ بدوش رقاصہ تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو نہیں پر سنا ہے کہ وہ پاگل ہو چکی ہے اور اب اپنے قبیلے کے ساتھ وہ مستقل تمہارے باپ کی قبر کے پاس آباد ہے۔

اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے عمرو بن عدی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا سن میری ماں میں ملکہ الزبا سے ایسا انتقام لوں گا کہ صحراؤں اور نخلستانوں کے لوگ جان جائیں گے کہ بنو ایاد کے عدی بن نصر کا بیٹا بزدل نہ تھا اور وہ اپنے باپ کا انتقام اور حساب چکانے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا۔ بتاؤ میری ماں بنو ایاد میں میرے باپ کی کیا حیثیت تھی۔

رقاش نے اپنی سیاہ قبا سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا سن میرے بچے اس کا باپ بنو ایاد کا سردار تھا وہ مرچکا ہے اور اب تیرے باپ عدی کا ماموں بنو ایاد کا سردار ہے۔ اس پر عمرو بن عدی نے پوچھا۔ کیا میرے باپ کا ماموں مجھے پہچان جائے گا۔ اس پر رقاش بڑے وثوق سے کہنے لگی ضرور۔ وہ اپنے بھانجے کے خون کو ضرور شناخت کرے گا۔ اس پر عمرو بن عدی فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

اگر ایسا ہے تو پھر سنو میری ماں میں آج ہی اپنے باپ کی قبر دیکھنے بنو ایاد کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور پھر ایک روز تم دیکھو گی کہ میں اپنے انتقام کی ابتدا کیسے کرتا ہوں۔
اس کے بعد عمرو بن عدی نے اپنی ماں رقاش کا ہاتھ تھام لیا اور کہنے لگا آؤ میرے ساتھ ساتھ۔ پھر وہ دونوں زنجیروں والے اس کمرے سے نکل کر محل کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

مارب شہر سے باہر کوہستانی سلسلے میں عزازیل اور اس کے پائیرو سے مقابلہ کرنے کے تقریباً ایک ماہ بعد جب کہ یوناف مارب کی سرائے میں اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ ابلیکا نے اسکی گردن پر [illegible] ابلیکا کی شیریں آواز یوناف کے کان میں رس گھول گئی

تھی۔

یوناف۔ میرے عزیز۔ میرے حبیب۔ اٹھو اپنے معمول کے مطابق نیکی کا کام کریں۔ خرطوم شہر سے بہت آگے جہاں دریائے نیل اپنے منبع کے قریب پانی کی مختلف پٹیوں میں بٹ جاتا ہے وہاں گھنے جنگلوں کے اندر جو وحشی قبائل آباد ہیں ان کے اندر عزازیل نے شرک کے معاملات کو اپنے عروج پر پہونچا دیا ہے۔ میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ وہاں ایک کوہستانی سلسلے کی ایک لمبی اور وسیع گپا کے اندر عزازیل نے پائیرو کو رکھا ہوا ہے۔ اور ہر سال اس وحشی قبیلے کے لوگ اپنی ایک لڑکی کو خوب بناؤ سنگھار کر کے اس غار میں داخل کرتے ہیں اور وہ لڑکی ایک سال تک پائیرو کے پاس رہتی ہے۔ اب چند ہی ہفتوں بعد قبیلے کے سردار کی بیٹی کا نمبر آنے والا ہے اور اسے وحشی قبائل کے لوگ بناؤ سنگھار کر کے پائیرو کو پیش کریں گے۔ سردار کی اس لڑکی کا نام ملیتا ہے اور یوں جاؤ کہ وہ بے حد حسین اور جمیل ہے۔ عزازیل خوش ہے کہ اسے اس کے پائیرو کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

یوناف میرے حبیب اٹھو۔ کمر باندھو۔ ہم دونوں مل کر وحشی سردار کی بیٹی ملیتا کو پائیرو کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ ان وحشی قبائل کے سردار کا نام کلاوش ہے۔ وہ بڑا سیانا دانش مند اور رحمدل ہے۔ لیکن اپنی بیٹی کو پائیرو کی نذر کرنے پر مجبور ہے اس لئے کہ یہ وحشی قبائل کا فیصلہ ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو پھر وحشی قبائل اسے اپنا سردار ماننا تو بہت دور کی بات اس کا سر تن سے جدا کر دیں گے۔ اس لئے کہ وحشی قبائل کے لوگ پائیرو کو ایک مافوق الفطرت چیز سمجھتے ہوئے اس کی پرستش کرنے لگے ہیں۔ وحشی قبائل کے اندر جگہ جگہ چٹانوں پر پائیرو کے مجسمے تراش کر ان کی پوجا پاٹ کا کام شروع کر دیا ہے۔ میرے حبیب اٹھو ماضی کی طرح اس بت کو بھی پاش پاش کریں اور یہ کام بہرحال مجھے اور تمہیں مل کر ہی کرنا ہو گا۔ اس پر یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ نیکی کے ہر معاملے میں ابلیکا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آؤ نیل کے منبع کی طرف کوچ کریں اور وحشی قبائل کے اندر عزازیل نے پائیرو کے حوالے سے شرک کی جو ابتدا کی ہے اس کا قلع قمع کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مارب کی اس سرائے سے وہ دریائے نیل کے اس منبع کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز صبح ہی صبح دریائے نیل کے منبع کے قریب گھنے جنگلات کے اندر یوناف وحشی قبائل کے سردار کلاوش کی لکڑی کے بنے ہوئے مکان کے سامنے نمودار ہوا۔ مکان کے سامنے اس وحشی قبائل کے کچھ جوان کھڑے تھے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انھیں مخاطب کر کے کہنے لگا میرے بھائیو میرے عزیزو میں تمہارے ان قبائل کے اندر ایک

اجنبی ہوں اور تمہارے ہی بھلے کے کام سے تمہارے سردار کلاوَش سے ملنا چاہتا ہوں۔
اس پر ایک جوان نے اشارے سے وہاں ٹھہرنے کو کہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے سردار کلاوَش کے لکڑی کے بہت بڑے حویلی نما مکان کے دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک لڑکے نے دروازہ کھولا۔ دستک دینے والے جوان نے تھوڑی دیر اس سے بات کی پھر وہ لڑکا بھاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد پھر وہ لوٹا اور اس جوان سے کچھ کہا۔ جواب میں وہ جوان یوناف کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا۔ ہمارے سردار نے تمہیں اپنی حویلی میں طلب کیا ہے۔ جاؤ اس سے مل لو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف سردار کی حویلی کی طرف چل پڑا۔ دروازہ کھولنے والا لڑکا ابھی تک وہیں کھڑا تھا یوناف کو لے کر وہ حویلی میں داخل ہوا اور ایک کمرے میں یوناف کو اس نے لا بٹھایا۔ شائد وہ کمرہ دیوان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ یوناف کو وہاں بٹھانے کے بعد لڑکا وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا پھر لوٹا۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا بھی تھا۔ دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ بوڑھے نے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا پھر وہ کہنے لگا میرا نام کلاوَش ہے اور میں ان قبائل کا سردار ہوں اور میرے ساتھ میرا یہ بیٹا ہے اس کا نام یوثال ہے۔ کہو تم مجھ سے کیوں اور کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔
اگر آپ دونوں باپ بیٹا تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھیں تو میں آپ سے کچھ بات کروں۔
سردار کلاوَش اور اس کا نوعمر بیٹا یوثال جب دونوں یوناف کے سامنے بیٹھ گئے تب یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سردار کلاوَش میں تمہارے قبائل میں اجنبی ہوں۔ یوں جانو کہ میرا تعلق دور دراز کی سرزمینوں سے ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ یہاں تمہارے کوہستانی سلسلے کے ریگزاروں کے اندر پائیرو نام کی ایک مافوق الفطرت شے رہتی ہے اور تمہارے قبیلے کے لوگوں نے جگہ جگہ چٹانوں کو تراش کر اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی ہے اور ہر سال اسے خوش کرنے کے لئے تم اپنے قبیلے کی کوئی نہ کوئی لڑکی بناؤ اور سنگھار کر کے پیش کرتے ہو۔ کیا یہ درست ہے۔
اس پر کلاوَش نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی سی رازدارانہ سی آواز میں کہا۔ یہ درست ہے اجنبی پر آہستہ بولو اگر اس پائیرو کو میری اور تمہاری گفتگو کا علم ہو گیا تو تمہارے ساتھ میں بھی اور میرے گھر کے دوسرے دونوں افراد ہی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے۔ یہ پائیرو مافوق الفطرت مخلوق ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنا انسانوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس پر یوناف اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے پھر پوچھنے لگا۔

سنو سردار کلاوَش۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس بار پائیرو کو پیش کرنے کے لئے تمہاری بیٹی کا نمبر آ رہا ہے۔ کیا تم اپنی مرضی اپنی خوشی سے اپنی بیٹی کو پائیرو کو پیش کرنا چاہتے ہو۔ اور کیا اس میں تمہاری اپنی بیٹی کی رضامندی بھی شامل ہے اور کیا تمہارا بیٹا یوثال بھی چاہتا ہے کہ ایسا ہو۔ اس پر کلاوَش گہری سوچوں میں کھو گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور ہراس کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور وہ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا تھا پر کہہ نہیں پا رہا تھا۔ یوناف نے اس کا پھر حوصلہ بڑھایا اور کہنے لگا۔

سردار کلاوَش جو کچھ تمہارے دل اور ضمیر کی آواز ہے وہ مجھ سے کہو۔ یاد رکھو جب تک میں یہاں ہوں یہ پائیرو تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر تم اپنی بیٹی کو پائیرو کو پیش نہیں کرنا چاہتے ہو تو سن رکھو ایسے کئی پائیرو آ جائیں تب بھی وہ تمہاری بیٹی کو تم سے زبردستی نہیں چھین سکتے۔ میں اس پائیرو کا مقابلہ کروں گا اور تمہاری بیٹی کو اس کی نذر نہیں ہونے دوں گا۔ اور پھر یہ جو پائیرو کے تمہارے قبیلے کے اندر جگہ جگہ بت بنائے گئے ہیں اور ان کی پوجا پاٹ شروع کی گئی ہے ان کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔
سردار کلاوَش بولا اور کہنے لگا۔

سن اجنبی۔ نہ میں۔ نہ میری بیٹی اور نہ میرا بیٹا یوثال چاہتے ہیں کہ میری بیٹی کو پائیرو کی نذر کیا جائے۔ یہ سب کچھ مجبوری اور جبر کے تحت کیا جا رہا ہے اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو قبیلے والے ہم تینوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں۔ میں میرا بیٹا یوثال اور میری بیٹی ملیتا۔ اس کام کو تب ہی روکا جا سکتا ہے کہ جب کوئی اس پائیرو کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرے۔ پر ایسا ناممکن ہے اس لئے کہ پائیرو کے غار میں کوئی داخل ہونے کی جرات ہی نہیں کرتا۔ شروع شروع میں میرے قبیلے کے لوگ پائیرو کی طرف مائل نہیں تھے۔ اور انھوں نے فردا" فردا" اور گروہوں کی شکل میں غار میں داخل ہو کر پائیرو کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن پائیرو نے ان سب کا خاتمہ کر دیا اور ان سب کی ہڈیاں تک چبا کر رکھ دیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میرے قبیلے والوں نے اسے اپنا دیوتا تسلیم کر لیا۔ اب اس کے بت بنا کر اس کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے لہٰذا میرے لوگ عقیدتا" اب پائیرو کے حق میں ہو چکے ہیں اور اس عقیدے کو اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک پائیرو کا خاتمہ نہ کیا جائے یا کم از کم کوئی شخص پائیرو کے غار میں داخل ہونے کے بعد زندہ اور سلامت باہر لوٹ نہیں آتا۔ اس پر یوناف جھٹ بولا اور کہنے لگا۔

سردار کلاوَش یہ کام میں کروں گا میں پائیرو کو ختم کرنے کا وعدہ تو تمہارے ساتھ نہیں



کرتا لیکن میں تمہارے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے سارے قبیلے کے لوگوں کی موجودگی میں پائیرو کے غار میں داخل ہوں گا اور اس کا مقابلہ کروں گا بلکہ یوں جانو کہ اسے اپنے سامنے زیر کروں گا اور زندہ اور سلامت غار سے باہر نکالوں گا۔ اس پر سردار کلاوش بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی نوجوان تو اگر ایسا کر گزرے تو پھر لوگ آپ سے آپ اس پائیرو کے بتوں کو توڑ دیں گے اور اس کی پوجا ترک کر دیں گے اور اگر تو ایسا کر گزرے تو دیکھ میں اپنی بیٹی ملیتا کو تم سے بیاہ دوں گا اور وہ ایسی ہے کہ پورے قبائل میں خوبصورتی اور حسن میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ تم یہیں بیٹھو میں ملیتا کو بلاتا ہوں اور اس سے تمہیں ملاتا ہوں پھر سردار کلاوش نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بیٹے یوشال کو مخاطب کر کے کہا کہ بیٹے ملیتا کو بلا کر لا۔ اس پر یوشال اٹھا اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوشال اپنی بہن ملیتا کو اپنے ساتھ لے کر آیا۔ وہ لڑکی دیوان خانے میں داخل ہوئی اور یوناف کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ یوناف نے دیکھا وہ نوعمر اور خوب دراز قد تھی۔ وہ صبحوں کی صباحت اور سحر کے گیتوں جیسی حسین۔ آرزوؤں کے اسم اعظم منزل کے نشان جیسی پر کشش اور ازل کے اسرار اور ابد کے رموز جیسی خوبصورت تھی۔ اس کے ہونٹوں کے سرور میں صبح کے پھولوں کے رس۔ اس کی پیشانی کی چمک میں چاند کی نرم زو۔ اس کے ریشم جیسے گلابی رخساروں میں سیلاب جمال اور آنکھوں کے طلسم رنگ و آہنگ میں شباب کے مغلوب کرتے آثار جوش مار رہے تھے۔ مجموعی طور پر وہ لڑکی زمزموں کی ساحری نغمیوں کی ضوفشانی۔ لذتوں کی تمت۔ عشرت گاہوں کا رنگ اور محبتوں کی ایک شب یاد تھی۔

کلاوش کے کہنے پر ملیتا کلاوش کے پہلو میں بیٹھ گئی پھر بڑے نرم لہجے میں کلاوش نے اسے اس ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا جو اس سے پہلے اسکے اور یوناف کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ ساری گفتگو سننے کے بعد ملیتا نے میٹھی میٹھی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ اپنے لہجے کی شیرینی تبسم کی نرمی اور طلسماتی جھنکار کے سے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتی تو کون ہے۔ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ تاہم اگر تو مجھے پائیرو نامی اس دیوتا کی ستم آرائی سے نجات دلائے تو میں سمجھوں گی تو نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام یوناف ہے میں دور دراز کی سرزمینوں کا رہنے والا ہوں اور تمہارے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ میں تمہیں [illegible]

ضرور نجات دلاؤں گا۔ اس پر وحشی قبائل کا سردار کلاوش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا دیکھ میرے محترم اور معظم مہمان تو یہاں میری بیٹی ملیتا اور بیٹے یوشال کے پاس بیٹھ۔ جو پیش کش تو نے کی ہے میں اپنے قبیلے کے لوگوں سے بات کر کے آتا ہوں پھر تجھے اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ ہی سردار کلاوش اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کلاوش لوٹا اور یوناف کے سامنے بیٹھ گیا۔ یوناف نے اس کا جائزہ لیا اس کے چہرے پر خوشی اور اطمینان کے آثار تھے۔ کلاوش بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ میرے معزز مہمان۔ میں قبیلے کے سرکردہ لوگوں سے بات کر کے آ رہا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اجنبی پائیرو سے نپٹنے کی پیشکش کرتا ہے اگر وہ پائیرو کے غار میں داخل ہونے کے بعد زندہ بچ آیا یا اس نے پائیرو کا خاتمہ کر دیا یہ کہ اس نے پائیرو اپنے سامنے زیر کر لیا تو ہم آئندہ پائیرو کو اپنے قبیلے کی لڑکی پیش نہیں کریں گے نہ ہی اس کے بت بنا کر اسکی پوجا پاٹ یا پرستش کا اہتمام کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی بستی کے سرکردہ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ نوجوان آج ہی ہم سب کی موجودگی میں غار کے اندر داخل ہونے کا مظاہرہ کرے۔ اس پر یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ سن سردار میں چلتا ہوں اور تمہارے سب لوگوں کی موجودگی میں غار میں داخل ہوتا ہوں۔

یوناف کا جواب سن کر سردار کلاوش خوش ہو گیا تھا۔ حسین ملیتا اور اس کے بھائی یوشال کے چہرے پر بھی خوشی کے جذبے بکھر گئے تھے۔ پھر وہ تینوں یوناف کو لے کر اپنے مکان سے باہر نکل گئے تھے۔ مکان سے باہر نکلنے کے بعد یوناف کو شائد کوئی بات یاد آ گئی۔ وہ مڑا اور حسین ملیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے تمہارے یہاں سے جلی ہوئی لکڑی کے چند کوئلے مل جائیں۔ یہ میرے کام آ سکتے ہیں۔ اس پر ملیتا نے بڑی خوش طبعی سے کہا کیوں نہیں ابھی میں لکڑی کے کوئلے لے آتی ہوں۔ اس پر ملیتا بھاگتی ہوئی اپنے مکان میں گئی۔ اور چھوٹے سے ایک کپڑے میں باندھ کر چند کوئلے لے آئی۔ یوناف نے اس سے کپڑے میں بندھے ہوئے کوئلے لئے اور ان کے ساتھ آگے ہو لیا تھا۔ وحشی قبائل کے سردار کے کہنے پر سارے لوگ کوہستانی سلسلے کے غار کے منہ کے پاس جمع ہو گئے تھے جس غار میں پائیرو کو عزازیل نے رکھا تھا۔ یوناف اس غار کے منہ پر آیا۔ اس غار کے اندرونی حصے میں اس نے کوئلوں کی مدد سے غار کی دیوار پر پائیرو۔ عزازیل دونوں کی شبیہہ بنائی۔ دونوں شبیہیں مکمل کرنے کے بعد اس نے کوئی سری عمل بھی بھی کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے خنجر پر بھی عمل کر کے اسے نیام میں ڈال لیا تھا۔ پھر وہ [illegible] لٹکائے غار میں داخل ہو گیا تھا۔ جبکہ وحشی قبیلے کے سب



لوگ کیا مرد کیا عورتیں کیا بچے۔ بوڑھے سارے غار کے باہر کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے رونما ہونے والے حالات کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف غار میں تھوڑا سا آگے گیا تھا کہ اندر اسے کسی عورت کی ہولناک چیخ سنائی دی۔ چیخ ایسی خوفناک تھی گویا کسی عورت کا حلقوم کاٹا جا رہا ہو۔ وہ بڑی بے بسی بڑی لاچارگی میں چیخ چلا رہی ہو۔ اس صورت حال میں یوناف نے فوراً اپنی زنبیل الٹ کر دونوں چیتوں کو نکالا انکی جسامت انکی قوت کو بڑھا کر ساتھ رکھا۔ خود اپنی بھی طاقت اور قوت اس نے دس گنا بڑھائی تھی۔ اپنی تلوار نکال کر اس نے اپنے سامنے کر لی پھر وہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ غار کے اندر آگے بڑھنے لگا تھا۔

یوناف مزید جب تھوڑا سا غار میں آگے بڑھا تو اس نے دیکھا غار کی ایک سنگی دیوار کے ساتھ ایک عورت کی ادھڑی ہوئی لاش پڑی تھی اور اس کا حلقوم کٹا ہوا تھا اور جسم پر جگہ جگہ ضربوں کے نشان تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ یوناف نے تھوڑی دیر تک اس لاش کا جائزہ لیا۔ اپنے چیتوں کو اس نے پکڑ کر رکھا تھا کہ لاش پر نہ جھپٹیں۔ دونوں چیتوں کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔

یہ لاش حقیقی معنوں میں کسی عورت کی لاش نہیں تھی بلکہ پائیرو کو یوناف کے غار میں داخل ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ لہذا پائیرو نے اس ادھڑی ہوئی لاش کا روپ دھار لیا تھا۔ لاش کے پاس سے گزر کر یوناف اپنے دونوں چیتوں کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا تو اس عورت سے پائیرو نے پھر اپنی اصلی شکل و صورت اختیار کر لی اور دبے پاؤں وہ یوناف کے پیچھے گیا زور دار انداز میں اپنے دونوں ہاتھ اس نے دونوں چیتوں کی کمر پر برسائے۔ دونوں چیتوں کی اس نے ہڈیاں توڑ کر رکھ دیں چیتے پائیرو کی ضرب پڑتے ہی ہلاک ہو گئے تھے۔

اس صورت حال میں یوناف آندھی اور طوفان کی طرح مڑا تھا لیکن اس وقت تک پائیرو اس کے دونوں چیتوں کا خاتمہ کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ پھر جوں ہی یوناف مڑا پائیرو نے ایسا زور دار ہاتھ اس کی گردن پر مارا کہ یوناف بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں قلابازیاں کھاتا ہوا غار کی سنگی دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس سے ذرا فاصلے پر جا گری تھی۔

پائیرو کی ضرب پڑنے کے بعد یوناف غار کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسکی تلوار بھی اس سے چھوٹ گئی۔ پائیرو بے حد خوش بڑا مطمئن تھا۔ وہ آگے بڑھ کر یوناف پر دوسری ضرب لگانا چاہتا تھا۔ پر اتنی دیر تک یوناف سنبھل چکا تھا۔ جوں ہی پائیرو نے نزدیک آ کر اپنا آہنی ہاتھ یوناف پر برسانا چاہتا یوناف نے بجلی کے کوندے کی طرح ایک کروٹ لی اور ایک طرف

ہٹ گیا۔ جس کی بناء پر پائیرو کا ہاتھ بری طرح چٹان سے جا ٹکرایا۔ عین اسی موقع پر یوناف بڑی تیزی سے حرکت میں آیا قریب پڑا ہوا ایک پتھر اس نے اٹھایا اور پوری قوت کے ساتھ اس نے پائیرو کی گردن کے پچھلے حصے پر دے مارا تھا۔ پائیرو لڑکھڑا کر غار کی دیوار کے ساتھ جا گرا تھا۔ اس موقع سے یوناف نے فوراً فائدہ اٹھایا اور جھپٹ کر اس نے اپنی تلوار اٹھا لی اور اس پر اس نے اپنا سری عمل کر دیا تھا۔

عین اس موقع پر غار کے اندر عزازیل نمودار ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے اب جبکہ تیرے دونوں چیتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے تو اس غار سے میرے اور پائیرو کے ہاتھوں بچ کر نہ نکل سکو گے۔ یہ صورت حال یوناف کیلئے خطرناک اور تکلیف دہ ہوتی جا رہی تھی۔ لہذا یوناف الٹے پاؤں غار سے باہر نکلنے لگا تھا۔ جبکہ پائیرو اور عزازیل بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

جب غار کا منہ قریب آ گیا تو عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا روپوش ہو گیا جبکہ پائیرو بڑی خونخواری سے غار کے دہانے تک یوناف کا تعاقب کرتا چلا آیا تھا۔ غار کے منہ کے قریب یوناف نے غار میں داخل ہونے سے پہلے کوئلوں کی مدد سے جو پائیرو اور عزازیل کی شبیہیں بنائی تھیں ان کے قریب آ کر یوناف نے اپنی تلوار فوراً نیام میں کر لی اپنا خنجر اس نے نکالا اور پائیرو کی شبیہ میں عین دل کے مقام پر اس نے پوری قوت کے ساتھ خنجر کو گاڑ کر رکھ دیا تھا۔

یوناف کا خنجر وہاں گاڑنا تھا کہ پائیرو وہیں زمین پر گر گیا وہ بری طرح زمین پر لوٹنے لگا آہ و پکار کرنے اور درد و شدت کا اظہار کرنے لگا تھا۔

یوناف نے اپنا خنجر وہیں گڑا رہنے دیا پھر وہ غار سے باہر آیا اور وحشی قبائل کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو لوگو آگے بڑھو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے اس پائیرو کی کیا حالت بنائی ہے۔ جس کے بت بنا کر تم اس کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہو اور تم ہر سال بناؤ سنگھار کر کے ایک لڑکی پیش کرتے ہو اس پر لوگ جھجکنے کی صورت میں آگے بڑھے انہوں نے دیکھا غار کے منہ کے قریب ہی پائیرو بری طرح زمین پر لوٹ رہا تھا اور آہ و فغاں کر رہا تھا۔ سارے وحشی قبائل کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا پھر وہ گروہ در گروہ یوناف کے قریب آ کر اس کی تعریف کرنے لگے تھے۔ یوناف جانتا تھا کہ عنقریب عزازیل وہاں نمودار ہو گا اور پائیرو کو شکل تبدیل کرنے کے لئے کہے گا تاکہ وہ دیوار کے اس عمل کی اذیت سے بچ سکے اس لئے اس نے ایک بار لوگوں کو پائیرو دکھانے کے بعد انہیں پیچھے ہٹنے کیلئے کہہ دیا تھا۔ جب لوگ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تو واقعی یوناف کے

اندازے کے مطابق عزازیل وہاں نمودار ہوا اور پھر پائیرو سے شائد اس نے کچھ کہا جس کے جواب میں پائیرو نے اپنی شکل تبدیل کی پھر وہ دونوں غار کے اندرونی حصے کی طرف بھاگ گئے تھے۔

یوناف غار سے باہر آیا۔ ایک بلند اور اونچے پتھر پر وہ کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا سنو لوگو۔ تم دیکھتے ہو کہ میں جس پائیرو کی تم پرستش کرتے ہو اس کی غار میں داخل ہونے کے بعد نہ صرف یہ کہ زندہ اور سلامت باہر آیا ہوں بلکہ تم نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے پائیرو کو مار مار کر اس کی بری حالت کر دی تھی اور وہ غار کے فرش پر پڑا چیخ و پکار کر رہا تھا۔ سب لوگوں نے ہاتھ بلند کر کے یوناف کی ان باتوں کی تصدیق کی۔ اس کے بعد وحشی قبائل کے کچھ سرکردہ لوگ اپنے سردار کلاؤش کے قریب آئے پھر ان وحشی قبائل کا ایک سرکردہ سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی نوجوان! تو نے واقعی وعدے کے مطابق اپنا کام کامیابی سے تکمیل تک پہنچایا ہے تو نہ صرف اس غار سے زندہ سلامت نکلا بلکہ تو نے اس پائیرو کو بھی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا ہے۔ لہٰذا جو وعدہ ہم نے قبائل کے سردار کلاؤش سے کیا تھا اس کے مطابق آج سے ہم اس پائیرو کی پرستش ترک کر دیں گے اور اس کے سارے بتوں کو توڑ دیں گے اور ہاں سردار کلاؤش نے تمہارے ساتھ یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر تم غار سے زندہ سلامت نکل آئے تو وہ اپنی بیٹی ملیتا کی شادی تمہارے ساتھ کر دے گا۔ لہٰذا سردار کی بیٹی کی شادی بھی تمہارے ساتھ کرنے پر آمادہ اور رضامند ہیں۔

اتنے میں یوناف وحشی قبائل کے سردار کلاؤش اور دوسرے سرکردہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو میرے بزرگو۔ تم لوگ شادی کی اتنی جلدی نہ کرو۔ سب سے پہلے تم لوگ پائیرو کے ان بتوں کو توڑو اور ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرنا ترک کر دو۔ پھر میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ایک روز ایسا بھی آئے گا کہ میں اس پائیرو کو اس غار سے مار بھگاؤں گا۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ تم فی الحال اس شادی کو ملتوی کر دو۔ جب تک اس پائیرو کو میں یہاں سے مار نہیں بھگاتا۔ اس پر سردار کلاؤش آگے بڑھا یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

اے اجنبی مہربان۔ تو جیسا چاہے گا ویسا ہی ہو گا۔ پر تو اب ہمارے ساتھ آ۔ آج سے تو میرے یہاں قیام کرے گا۔ تیری حیثیت ہمارے سارے قبائل کے اندر ایک معزز اور محترم مہمان کی سی ہو گی۔ بستی کا ہر مرد اور عورت تمہارا ممنون ہے میری بیٹی کے علاوہ اس بستی کی جس لڑکی کی طرف تم اشارہ کرو گے ہم اسے تمہارے ساتھ بیاہ دیں گے۔ اب

تم میرے ساتھ آؤ۔ شائد اب تم آرام اور سکون کی ضرورت محسوس کرتے ہو گے۔
یوناف چپ چاپ سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملیتا اور یوٹال کے ساتھ ہو لیا تھا۔

سردار کی حویلی کی طرف جاتے ہوئے ایک جگہ درختوں کے جھنڈ میں یوناف ٹھٹھک کر رہ گیا تھا۔ اس نے دیکھا لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں اندر ایک بہت بڑا بن مانس بندھا ہوا تھا۔ یوناف اس بن مانس کو بڑے غور سے دیکھنے لگا وہ گاہے گاہے ان زنجیروں کو حرکت دیتا جس کی وجہ سے وہ درخت ہلنے لگتے تھے جن سے وہ بن مانس زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوناف اس بن مانس کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے سردار کلاؤش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ بن مانس کیسا ہے اور کیوں اسے زنجیروں میں جکڑا گیا ہے۔ اس پر سردار کلاؤش مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بن مانس کو ہماری بستی کے ایک سردار نے پال رکھا ہے یوں جانو کہ یہ اس کا پالتو جانور ہے۔ یہ بڑا طاقتور اور بڑا زور دار بن مانس ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے قبیلے کے لوگ اکثر جنگلی جانوروں کو شکار کرتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اگر میں اس بن مانس کو اس کے مالک سے اچھی رقم کے عوض خریدنا چاہوں تو کیا وہ اسے میرے ہاتھ بیچ دے گا۔ اس پر سردار کلاؤش ایک جستجو جیسے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ میرے کہنے پر اس بن مانس کا مالک اس بن مانس کو مفت ہی تمہارے حوالے کر دے گا۔ اس کے لئے تمہیں اسے رقم دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی مگر پہلے یہ تو کہو تم اس بن مانس کا کرو گے کیا؟ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اس بن مانس سے میں اس پائیرو کے خلاف کام لوں گا۔ اس پر سردار کلاؤش تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

پائیرو کے خلاف یہ بن مانس تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ان قبائل کے اندر جب پائیرو نے تباہی اور بربادی مچانا شروع کی تھی اور وہ لوگوں کو اٹھا کر غار میں لے جایا کرتا تھا تو کچھ لوگوں نے اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس بن مانس کو غار کے اندر چھوڑا تھا لیکن اس بن مانس کو مار مار کر اس پائیرو نے غار سے باہر نکال دیا تھا۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

اس بن مانس سے میرے اور تمہارے کام لینے میں بڑا فرق ہے۔ میں اس سے اس انداز سے کام لوں گا کہ جس طرح اس پائیرو نے اسے مار مار کر غار سے باہر نکالا تھا ویسے ہی یہ بن مانس اس پائیرو کو مار مار کر غار سے باہر نکالے گا۔ اس پر سردار کلاؤش بولا اور کہنے لگا یہ بن مانس ہے بڑا طاقتور۔ جنگلی جانوروں میں ہاتھی۔ گینڈے۔ شیر تک کو لپیٹ

جاتا ہے۔ یہ انتہائی خونخوار ہے۔ ایک بار اس نے ایک جنگلی شیر کو مار کر اپنے دونوں ہاتھوں پر بری طرح پٹخ دیا تھا۔ یہاں تک کہتے کہتے کلاؤش خاموش ہو گیا تھا اس لئے ایک شخص ان کے قریب آ کھڑا ہوا تھا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کلاؤش پھر کہنے لگا یہ دیکھو اس بن مانس کا مالک بھی آ گیا ہے۔ یوناف فوراً اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیا تم اس بن مانس کو میرے ہاتھ فروخت کرنا پسند کرو گے۔ اس پر بن مانس کا مالک بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا فروخت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے ہم قبائیلوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ تم اسے بغیر کسی قیمت اور معاوضے کے لے سکتے ہو پر تم اسے رکھو گے کہاں۔ یہ بڑا خونخوار ہے۔ میرے علاوہ عموماً یہ کسی سے مانوس بھی نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہونچائے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا یہ مجھے کیسے اور کیونکر نقصان پہونچائے گا۔ پھر یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنی نگاہیں اس بن مانس کی نگاہوں میں ڈال کر عجیب سی روشنی ڈالی اس کے ساتھ اس نے بن مانس کو اپنے ساتھ مانوس کر لیا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور بن مانس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جواب میں بن مانس اپنا منہ یوناف کی چھاتی سے رگڑنے لگا تھا۔ بن مانس کی طرف سے یہ ردعمل دیکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ بن مانس کا مالک حیرت زدہ ہو گیا تھا بلکہ اس سارے منظر کو سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملیتا اور اس کا بیٹا یوثال بھی بڑے حیرت انگیز انداز میں دیکھ رہے تھے۔ پھر بن مانس کا مالک بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے معزز مہمان جس طرح مانوسیت کا اظہار یہ بن مانس تمہارے ساتھ کر رہا ہے ایسی مانوسیت کا اظہار تو میرے ساتھ بھی نہیں کرتا۔ حالانکہ میں نے اسے جب یہ بچہ تھا تو حاصل کیا تھا اور جب سے میں اس کی دیکھ بھال اور پرداخت کر رہا ہوں۔ جس شخص سے میں نے یہ بچہ حاصل کیا تھا اس شخص کا کہنا تھا کہ یہ افریقہ میں بن مانسوں کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور اور خونخوار نسل سے تعلق رکھنے والا بن مانس ہے۔ بہرحال اب جبکہ یہ تمہارے ساتھ مانوسیت کا اظہار کر رہا ہے تو تم اسے لے لو اور آج کے بعد یہ بن مانس تمہارا ہی ہے۔

اس پر یوناف مڑا اور اپنے لباس کے اندر سے ایک تھیلی اس نے نکالی اس میں سے اس نے چند سونے کے سکے بن مانس کے مالک کے حوالے کئے پھر وہ کہنے لگا یہ رقم اپنے پاس رکھو۔ اس پر بن مانس کا مالک حیرت زدہ انداز میں کہنے لگا یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ اتنی قیمت کا تو بن مانس بھی نہیں ہے۔ اس پر یوناف کہنے لگا تم یہ ساری رقم رکھو۔ اس میں بن مانس کی قیمت بھی شامل ہے اور فی الحال بن مانس کی تم ہی خاطر۔ خدمت اور

پرداخت کرتے رہو۔ پھر چند روز بعد اس بن مانس سے ایک بڑا کام لوں گا۔ بن مانس کے مالک نے خوش ہوتے ہوئے وہ رقم لے لی تھی اس کے بعد یوناف کلاؤش۔ ملیتا اور یوثال کے ساتھ ان کی حویلی میں قیام کرنے کے لئے آگے بڑھ گیا تھا۔

○

وہ ایک تاریک طوفانی اور سرد ترین رات تھی عمرو بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار بنو ایاد کے قبیلے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے گھوڑے کے منہ پر ڈھاٹا چڑھا رکھا تھا اور اس کا سر زین کے جنے کی طرف جھک گیا تھا۔ صحرا کے اندر خشک اور تیز جھکڑ چل رہے تھے۔ ریت کے بڑے بڑے گراؤز ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑ کر صحرا کی شکل شکست و ریخت کرتے ہوئے ٹیلوں کی شکل اور ہیت بدلنے میں لگے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ رسیاں ٹوٹ گئیں ہوں جن سے فطرت کے جنگجو عناصر بندھے ہوئے تھے اور اب وہ آزاد ہوتے ہی سوئی ہوئی عوام پر برق پاش بن کر ٹوٹ پڑے ہوں۔

فضا کے اندر اڑتے ریگزاروں کی ایک چادر سی تن گئی تھی۔ کچھ اس طرح جیسے پورا صحرا آسمان کی طرف پرواز کرنا شروع ہو گیا ہو۔ تاہم عمرو بن عدی صحرا کی اس ہولناکی کو نظرانداز کرتے ہوئے چیل کی طرح اپنی منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

بنو ایاد کی بستیوں کے قریب جا کر عمرو بن عدی کو خوشی اور اطمینان کا احساس ہوا اس لئے کہ وہاں تک جاتے جاتے ریت کا طوفان تھم گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری کائنات پرسکون ہو کر رہ گئی ہو۔ تھوڑا سا اور آگے جانے کے بعد اب عمرو بن عدی کے سامنے بنوایاد کے حسین نخلستان۔ وسیع کھیتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ پھر بنو ایاد کی مرکزی بستی کے قریب جا کر عمرو بن عدی جیسے چونک سا پڑا۔ کچھ اس طرح گویا اس کے کانوں میں کسی نے رس گھولتی ہوئی آواز ڈال دی ہو۔ اس آواز کو سننے کے لئے عمرو بن عدی نے کان کے گرد ہاتھ جما کر بڑے غور سے کچھ سننے کی کوشش کی۔ وہی آوازیں اب پہلے کی نسبت زیادہ صوتی آہنگ کے ساتھ اس کی سماعت سے ٹکرائی تھیں۔

طنبورے کی دلپسند نغمگی سے بھرپور آواز جس میں سوز۔ پکار اور گھلاوٹ تھی۔ صحرا کے اندر خوشبو کی طرح اڑتی ہوئی عمرو بن عدی کو سنائی دی تھی۔ عمرو نے آواز کی سمت گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور اسے سرپٹ دوڑا دیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ خیموں کے ایک شہر میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ اسی خانہ بدوش قبیلے کے خیمے تھے جس کی لڑکی ربیعہ کبھی عمرو کے باپ عدی بن نصر سے محبت کرتی تھی اور اس قبیلے نے بنو ایاد کی سرزمین میں مستقلاً "پڑاؤ

کر لیا تھا۔

ربیعہ جو پاگل ہو چکی تھی اب ہر وقت عدی بن نصر کی قبر کے گرد طواف کرتی رہتی تھی۔ عمرو خیموں کے بیچوں بیچ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا بڑی تیزی سے اس سمت بڑھنے لگا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ پھر ایک جگہ عمرو بن عدی رک گیا۔ اس کے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا جس کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہو رہے تھے اور بے شمار مرد عورتیں جو سب عرب تھے اس الاؤ کے گرد جمع تھے۔ الاؤ کے گرد کا ماحول گرم اور پرسکون ہو گیا تھا۔ عمرو بن عدی نے دیکھا الاؤ کے قریب ہی ایک بوڑھا بیٹھا طنبورا بجا رہا تھا اس کے بال چاندی کی طرح سفید تھے اور آگ کے لپکتے شعلوں میں اس کا رنگ تانبے کی طرح چمک رہا تھا۔

یہ وہی طنبورا بجانے والا تھا جس کے طنبورے کی آواز سن کر کبھی عمرو کے باپ عدی نے بھی اپنے گھوڑے کو روک لیا تھا۔ آگ کے پاس بیٹھا طنبورا بجاتا ہوا وہ بوڑھا عجیب پراسرار لگ رہا تھا۔

اس بوڑھے طنبورچی سے نگاہیں ہٹا کر عمرو کی نگاہیں اس حسین اور پری پیکر لڑکی پر جم گئیں تھیں جو طنبورے کی لے پر الاؤ کے گرد رقص کر رہی تھی۔ ہر چیز پر سکوت تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی لگتا تھا طنبورے کی ساحرانہ آواز اور رقص کی قاتلانہ اداؤں پر پوری کائنات دم بخود ہو کر رہ گئی ہو۔ عمرو بن عدی اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

طنبورے کی لے اور رقص کی گردش جب اپنے پورے جوبن پر آئیں تو اس بوڑھے طنبورا نواز کے ہونٹ حرکت میں آئے اور اس نے گانا شروع کر دیا۔ وہی پرانا گیت اور وہی قدیم اور صحرا کی لذتوں سے بھرپور دشت کا حسین نغمہ طنبوار نواز گا رہا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
سورج جب آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے
ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحرا کا سینہ چیرتے سفر کرتے ہیں
چمکتی اور جوت پھیلاتی دھوپ ہمیں ایسی ہی عزیز ہے
جیسے ان کونپلوں کو جو سورج کی گرم شعاعوں کو پیتی ہیں
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
ہم مستقل آباد ہونے کے لئے زمین کا ٹکڑا خریدنے کیلئے پیسے کیوں خرچ کریں
جبکہ رات کی تاریکی صحرا میں ایک ماں کی طرح ہماری حفاظت کرتی ہے

ہم لالچ اور بے کراں آرزوؤں کے سرشام کا شکار نہیں ہوتے
صحرا سے ہماری محبت جھاگ سے آشنا اور بلور کی طرح شفاف لہروں جیسی ہے
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

پراسرار بوڑھا گاتا رہا اور اردگرد بیٹھے لوگ دم بخود ہو کر اسے سنتے رہے اور لڑکی ناچتی رہی اردگرد بیٹھے ان مرد عورتوں میں وہ حسین اور ساحر انداز ربیعہ بھی تھی جو کبھی عمرو کے باپ عدی سے محبت کرتی تھی۔ وہ گانے والے کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ کبھی وہ بھی الاؤ کے گرد رقص کیا کرتی تھی اور اب تو وہ اداس اور ویران تھی۔ اس کے بال پھوس کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ بوڑھی ہو چکی تھی۔ سر کے بال چاندی کی طرح سفید ہو گئے تھے اور پھر وہ بے چاری دیوانی اور پاگل بھی ہو چکی تھی۔

الاؤ کی تیز روشنی میں ربیعہ بڑے غور سے عمرو بن عدی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو کھجور کے تنے سے ٹیک لگائے اس حسین لڑکی کی طرف دیکھے جا رہا تھا جو رقص کر رہی تھی۔

رات کی تاریکی میں بکھری ہوئی الاؤ کی روشنی میں اس حسین رقاصہ کا حریری ریشمی جمال برق بن کر چمک رہا تھا اور اس کے رقص کرنے کی جوان اور بھرپور ادائیں کسی اجنبی کو مبہوت کر دینے کیلئے کافی تھیں۔

گانا جب ختم ہو گیا تو اس نغمہ نواز بوڑھے نے اپنا طنبورا ایک ہاتھ میں تھاما اور اٹھ کھڑا ہوا آہستہ آہستہ اور رازدارانہ سی چال چلتا ہوا وہ عمرو بن عدی کے پاس آیا اور دبی دبی سی نرم آواز میں پوچھنے لگا۔ اے اجنبی تم کون ہو کس غرض سے ہمارے خیموں میں داخل ہوئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ عمرو بن عدی جو رقاصہ کے حسن میں پوری طرح کھویا ہوا تھا۔ ایک دم چونک سا پڑا پھر وہ بڑی مشکل سے جواب دے سکا۔ مسافر ہوں۔ طنبورے اور گانے کی آواز سن کر ادھر نکل آیا تھا۔ یہ آوازیں مجھے بھلی معلوم ہوئیں۔ لہٰذا میں تمہارے خیموں میں داخل ہو گیا۔

اتنی دیر تک ربیعہ بھی الاؤ کے پاس سے اٹھی اور کھجور کے اس تنے کے قریب آ کھڑی ہوئی جہاں عمرو بن عدی اور بوڑھا گانے والا کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ربیعہ بڑے وحشی انداز میں عمرو بن عدی کی طرف نظر باندھے دیکھے جا رہی تھی۔ رقص کرنے والی وہ حسین پرکشش اور نوعمر لڑکی بھی طنبورہ بجانے والے بوڑھے اور ربیعہ کے درمیان عمرو بن عدی کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ گانے والے بوڑھے نے ایک بار پھر کانپتی اور لرزتی ہوئی آواز میں عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔



یہاں سے چلے جاؤ اجنبی۔ یہ صحرا ظلمتوں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں سے بھٹک جانے کے سوا تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ لہٰذا یہاں کھڑے رہ کر اپنا وقت اپنے لمحیں اور اپنی توانائیوں کو برباد مت کرو۔ جواب میں عمرو بن عدی بڑے حوصلے اور جرات سے کام لیتے ہوئے اس نوعمر رقاصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر میں کہوں کہ میں اس حسین رقاصہ کو پسند کر چکا ہوں تب تمہارا کیا جواب ہو گا۔ اس پر بوڑھے گانے والے نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور وہ بری طرح زور سے چلا اٹھا۔

نہیں۔ نہیں۔ اجنبی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ گمراہ کن خیال ہے اسے ترک کر دو اجنبی۔ اس ارادے کو جھٹک دو۔ یہ ایک ایسا ارادہ ہے جو کسی روز تمہاری جان پر بوجھ بھی بن سکتا ہے۔ جاؤ اجنبی چلے جاؤ جاؤ ادھر چلے جاؤ۔ جدھر سے آئے ہو۔ اس پر عمرو نے اپنی تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

تمہارے قبیلے میں اگر کوئی ایسا نوجوان ہو جو اس لڑکی پر اپنا حق تسلیم کرتا ہو۔ تو اس سے کہو کہ تیغ زن ہو کر میرا سامنا کرے۔ پھر دونوں میں سے جو زندہ رہے رقاصہ اسی کی ہو کر رہے۔ اس پر اس بے چارے گانے والے نے بھاری اور مغموم کی سی آواز میں کہا۔

تم غلط فیصلہ کر رہے ہو۔ سنو اجنبی آج سے انیس برس پہلے بھی بالکل تم جیسا ایک نوجوان اس خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہوا تھا۔ جس کا نام عدی بن نصر تھا اور پھر وہ گانے والے نے ربیعہ کی طرف اشارہ کیا۔ ہمارے قبیلے کی اس لڑکی کو پسند کر بیٹھا۔ اجنبی وہ رات بھی ایسی طوفانی اور سرد تھی۔ جب دریائے فرات کے کنارے وہ حسین اور طاقتور اجنبی جوان ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت یہ جو اب پاگل ہو گئی ہے۔ بالکل آج کی طرح الاؤ کے گرد رقص کر رہی تھی اور وہ اجنبی اسے پسند کر بیٹھا۔ پر سنو اجنبی اس سلگتے صحرا کے اندر ان دونوں کی محبت شاید پسند نہ کی گئی اور ملکہ الزباء نے دھوکے سے صحرا کے اندر اسے قتل کروا دیا اور اس کی جدائی میں یہ ربیعہ بے چاری پاگل ہو گئی ہے۔

گانے والا شاید کچھ اور بھی کہتا پر پاگل ربیعہ زور زور سے چیخیں مارتی ہوئی ایک طرف بھاگی پھر ایک کچی قبر پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی تھی۔ گانے والے نے پھر بڑے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا دیکھا تم نے اجنبی وہ قبر جس پر بیٹھ کر ربیعہ رونے لگی ہے وہ اس کے محبوب کی قبر ہے۔ جسے سنگدل ملکہ الزباء نے قتل کرا دیا تھا۔ اس موقع پر کئی اور لوگ بھی عمرو بن عدی کے گرد آ کر جمع ہو گئے تھے۔ عمرو نے بھاری اور غمگین آواز میں پوچھا کیا وہ اجنبی جس کا تم نے ذکر کیا اور جس کا نام تم نے عدی بن نصر بتایا ہے بنو ایاد کے سردار [کا بیٹا] تھا۔ اس بار گانے والے نے چونک کر کہا۔

ہاں بنو ایاد کے سردار کا بیٹا تھا پر تم اسے کیسے اور کیونکر جانتے ہو۔ عمرو بن عدی اداس ہو کر خلاؤں میں کھو سا گیا تھا۔ پھر روتی ہوئی آواز میں اس نے جواب دیا۔ دیکھ گانے والے بوڑھے میں اسے برسوں سے جانتا ہوں میرا اس کا ایسا ناطہ ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مضبوط اور پائیدار رشتہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر گانے والے نے بڑی پریشانی اور حیرت میں پوچھا تمہاری شکل بھی بڑی حد تک عدی بن نصر سے ملتی جلتی ہے کیا تم اس کے ہمزاد ہو یا اس کی روح اپنا انتقام لینے کی خاطر پھر اس انام کی طرف لوٹ آئی ہے جواب میں عمرو نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ میں ایک حقیقی انسان ہوں۔ گانے والے نے پوچھا تمہارا عدی بن نصر سے کیا رشتہ ہے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا میرا نام عمرو بن عدی ہے۔ میں عدی بن نصر کا بیٹا ہوں۔ گانے والے نے چونک کر پوچھا میں نے سنا تھا کہ عدی نے قبیلہ ازد کے سردار جزیمہ کی بہن رقاش سے شادی کر لی تھی کیا تم اسی رقاش سے ہو اور جزیمہ کے بھانجے ہو۔ جواب میں عمرو بن عدی کسی قدر مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

ہاں میری ماں کا نام رقاش ہے میں اپنے باپ کی قبر دیکھنے اور اپنے قبیلے والوں سے ملنے آیا ہوں اس کے بعد میں بنی قسطورہ کی ملکہ الزباء سے اپنے باپ کا ایسا خوفناک انتقام لوں گا کہ صحرا کا ہر ذرہ نخلستانوں کا چپہ چپہ برسوں تک اسکی قہرمانیت کے گیت گائے گا۔

دیکھ میرے بزرگ کیا تم اب بھی سمجھتے ہو کہ اس لڑکی کو پسند کر لینے سے کوئی طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ یاد رکھو میں بزدل نہیں ہوں آج کے بعد تمہارے دشمن میرے دشمن ہوں گے قبل اس کے بوڑھا گانے والا عمرو بن عدی کی اس گفتگو کا کوئی جواب دیتا۔ ایک بوڑھا جس کے سر اور داڑھی کے بال میلی چاندی کی طرح سفید ہو رہے تھے عمرو کے گرد جمع ہونے والے ہجوم سے نکلا اور بڑے اداس لہجے میں اس نے عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

عدی کے بیٹے میں پاگل ربیعہ کا باپ ہوں۔ میرا نام سمرہ ہے اور یہ لڑکی جسے تم پسند کر چکے ہو۔ میری پوتی ہے۔ اگر تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو آج سے یہ تمہاری منسوبہ اور امانت ہے لیکن رخصتی کے لئے میری ایک شرط ہو گی۔ اس پر عمرو بن عدی نے بے چین اور بیتاب ہو کر پوچھا کیسی شرط۔

بوڑھا فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا ملکہ الزباء سے عدی بن نصر کا انتقام۔ دیکھ عدی کے بیٹے جس روز تم نے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کو قتل کر دیا اسی روز میں اپنی اس پوتی صفیہ کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اسے تم سے بیاہ دوں گا۔ جواب میں عمرو بن عدی اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا غصے کی حالت [illegible] کہنے لگا دیکھ میرے بزرگ اگر تم صفیہ مجھے نہ

بھی وہ تب بھی مجھے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء سے اپنے عظیم اپنے شیر دل باپ کے قتل کا انتقام تو ضرور لینا ہے۔

سنو میرے بزرگ یاد رکھو ملکہ الزباء مجھ سے بچنے کیلئے اگر کرۂ ارض میں مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب کی طرف بھاگتی رہی تو بھی میں وقت کی تیز آب جو کی طرح اس کا تعاقب کر کے اسے موت کی گہری نیند سلا دوں گا۔

جواب میں بوڑھا سرو کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ایسا شخص وہاں آیا جسے دیکھتے ہی لوگ فوراً ادھر ادھر ہٹ کر اسے راستہ دینے لگے تھے۔ اس کے ساتھ ایک خانہ بدوش مرد تھا جو اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ آنے والا وہ معزز شخص ادھیڑ عمر کا کوئی بوڑھا عرب تھا جس کا سر بے کلاہ اور کمر خمیدہ تھی لیکن بوڑھا ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر ایک رعب ایک جلال تھا۔ اس کی رہنمائی کرنے والا خانہ بدوش کچھ قریب آ کر عمرو بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ ہے وہ نوجوان جو عدی بن نصر کا بیٹا ہے جس کا نام عمرو ہے۔ اس نووارد بوڑھے نے چند لمحوں تک ٹکٹکی باندھ کر عمرو بن عدی کو دیکھا پھر اس کی پلکیں بھیگ گئیں اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور عمرو کی طرف اپنے بازو پھیلا دیئے۔ پھر اس بوڑھے کی روتی بین کرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عدی کے بیٹے آگے بڑھ کر میرے گلے لگ جاؤ۔ میں تمہارے باپ عدی بن نصر کا ماموں اور بنو ایاد کا دوسرا سردار عطاف بن جابر ہوں۔

عمرو بن عدی بھاگ کر آگے بڑھا اور اپنے باپ کے ماموں سے لپٹ گیا اور بوڑھے عطاف نے عمرو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کی پیشانی اس کا منہ اور اس کے گال چومے پھر وہ کہنے لگا میں نے سنا ہے تم اپنے باپ کا انتقام لینا چاہتے ہو۔ جواب میں عمرو بن عدی اپنے مضبوط بازوؤں سے بوڑھے عطاف بن جابر کو سہارا دیتے ہوئے کہنے لگا۔

ہاں دادا میں اس عیار ملکہ الزباء سے اپنے بے گناہ اپنے عظیم باپ کا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اسے بتا دوں گا کہ میرے باپ کی موت کے بعد اس صحرا میں سکوت طاری نہیں ہوا بلکہ طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ جس کے ریگزار ملکہ الزباء کے محل میں بھی گریں گے۔ عمرو بن عدی کی اس گفتگو سے بوڑھے عطاف بن جابر کی پلکیں پھر بھیگ گئیں تھیں۔ وہ بڑے دکھ اور بڑے کرب میں اپنے ننگے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ میرے فرزند۔ اپنے بھانجے عدی بن نصر کی موت پر میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اپنے بھانجے کے قتل کا انتقام نہ لے لوں سر پر عمامہ نہ باندھوں گا۔ آہ! افسوس کہ میں ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے سکا۔ مگر اب تو میں بوڑھا اور

لاغر بھی ہو چکا ہوں۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اپنے گرد ایسے فوج جمع کر سکوں ایسا لشکر ترتیب دے سکوں جو ملکہ الزباء سے انتقام لے سکے۔ لیکن الزباء سخت عیار اور مکار ہے اس نے اپنی طاقت میں اس قدر اضافہ کر لیا ہے کہ میں صرف اپنے قبیلے کے بل بوتے پر اس سے ٹکرا جانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ آہ! میرے لئے یہ کیسا بد نصیبی اور بدبختی کا دور شروع ہوا ہے۔

بوڑھے عطاف بن جابر کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو لپیٹتے ہوئے عمرو بن عدی نے مضبوط عزم اور اعتماد سے کہا دادا اب میں آپ کا بازو ہوں آپ کی لاٹھی۔ آپ کا سہارا آپ کی تلوار ہوں۔ میں آپ کے بھانجے کا خون ہوں آپ کا سر بے کلاہ نہ رہنے دوں گا۔ اگر ملکہ الزباء عیار اور مکار ہے تو میں بھی اس کے لئے زہریلا سانپ بن جاؤں گا۔ دادا عنقریب آپ دیکھیں گے عمرو بن عدی اپنے باپ کا انتقام کس طرح لیتا ہے۔ جواب میں بوڑھے عطاف نے عمرو کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر وہ کہنے لگا۔

ابراہیم کا رب تجھے کامیاب کرے گا۔ میں نے سنا ہے ملکہ الزباء نے تمہارے ماموں جزیمہ کو بھی دھوکے سے اپنے پاس بلا کر قتل کر دیا ہے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا ہاں دادا وہ میرے ماموں کی بھی قاتل ہے۔ عطاف بن جابر نے پھر پوچھا۔ دیکھ میرے فرزند تمہاری ماں رقاش کیسی ہے۔ عمرو کہنے لگا وہ اب کمزور ہو چکی ہے دادا۔ اب وہ بڑی بے تابی کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہی ہے جب میں ملکہ الزباء سے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ دادا مجھے رخصت کرتے وقت میری ماں نے کہا تھا کہ اگر میرے شوہر کا ماموں اور بنو ایاد کا سردار زندہ ہے تو اسے کہنا آپ کی بیٹی آپ کو سلام کہتی ہے جواب میں عطاف بے چارہ سسکتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

آہ! رقاش میری بیٹی۔ عدی کے بعد تیری زندگی بھی صحرا کے اندر خشک ہو جانے والے دریا جیسی ہو گئی ہو گی۔ کاش تیری بے بسی کے دور میں تیری اس شکستگی کے عالم میں یہ بوڑھا تیری کوئی مدد کر سکتا۔ عمرو بن عدی نے عطاف بن جابر کا حوصلہ بڑھایا اور کہنے لگا۔

دادا میں ان ویرانوں اور ریگستانوں کے اندر یقیناً تمہارا سہارا بنوں گا اس پر سردار عطاف نے تھوڑی دیر سر جھکا کر کچھ سوچا پھر دھیرے دھیرے مسکراتے ہوئے اس نے رقاصہ کی طرف اشارہ کر کے عمرو بن عدی سے پوچھا۔ میں نے سنا ہے کہ تم اس خانہ بدوش لڑکی کو جس کا نام صفیہ ہے پسند کر چکے ہو۔ اس پر عمرو بن عدی شرماتے شرماتے کہنے لگا ہاں ہاں دادا۔ میرے باپ کے حالات مجھ پر دہرائے جا رہے ہیں۔ میں یقیناً اس خانہ بدوش

لڑکی کو پسند کر چکا ہوں۔ عطاف بن جابر نے پھر پوچھا تم اپنی ماں کے پاس سے سیدھے میرے قبیلے میں آ رہے ہو۔ عمرو بن عدی نے جواب دیتے ہوئے کہا ہاں واداد۔ میں آپ سے ملنے اور اپنے باپ کی قبر دیکھنے آیا ہوں۔ اس پر عطاف نے پھر پوچھا کہ تم چند روز میرے پاس رہو گے۔ عمرو بن عدی نے مسکرا کر کہا ہاں دادا۔ میں تمہارے پاس ضرور رہوں گا۔ بنو ایاد کے سردار عطاف بن جابر نے اس بار اپنے قریب کھڑے بوڑھے سمرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو سمرہ کیا یہ صفیہ تمہاری پوتی ہے۔ سمرہ نے مودب ہوتے ہوئے کہا۔ ہاں۔ بنو ایاد کے سردار یہ صفیہ میری پوتی ہے۔ اس پر عطاف بن جابر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر سنو آج کے بعد صفیہ میرے گھر میں میری بیٹی بن کر رہے گی اور جب عمرو بن عدی اپنے باپ کے انتقام سے فارغ ہو جائے گا۔ میں ان دونوں کو بیاہ دوں گا۔ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے اس پر سمرہ نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں سردار۔ بلکہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز اور عزت افزائی ہے۔ جواب میں عطاف بن جابر نے عمرو اور صفیہ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر کہا تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ اس پر عمرو بن عدی اور صفیہ چپ چاپ سردار عطاف بن جابر ساتھ ہو لئے۔ پہلے وہ سب عدی کی قبر پر آئے جہاں ابھی تک ربیعہ بیٹھی رو رہی تھی پھر بوڑھا سردار عطاف۔ عمرو اور صفیہ کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا تھا۔ بوڑھے سمرہ نے عدی کی قبر پر بیٹھ کر روتی ہوئی ربیعہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اٹھا کر اپنے خیمے کی طرف لے گیا تھا۔

○

بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء ایک روز اپنے عام کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی جس میں وہ اپنا دربار لگایا کرتی تھی۔ اس کا حسن اور اس کی سنہری رنگت بلور کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کا اطلس و حریر تیز رنگ کا لباس فرش کے اس سرخ ریشمیں قالین پر بکھر گیا تھا جس پر جنگلی جانوروں کی شبیہیں بنی ہوئی تھیں ملکہ الزباء نے اپنی نشست پر بڑی بے چینی اور دل شکن انداز میں پہلو بدلا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھے ستارہ شناسوں سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی۔

بنو ازد کے حکمران جزیمہ نے مرتے وقت کہا تھا کہ ایک روز اس کا بھانجہ مجھ سے ضرور انتقام لے گا کیا تم اپنے علم سے یہ جان سکتے ہو کہ میرا قاتل کون ہو گا۔

ملکہ الزباء کے استفسار پر اس کے سامنے بیٹھے سب منجموں اور ستارہ شناسوں نے ایک

بار تعظیماً" اپنی گردنیں جھکا لی تھیں پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے اپنی اپنی گود میں لکڑی کی تختیاں رکھ لیں اور نوک دار کوئلوں کی مدد سے وہ اپنا اپنا حساب لگانے لگے تھے۔

اس کام میں ان سارے منجموں اور ستارہ شناسوں نے کچھ وقت لیا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ شروع کیا۔ جیسے وہ ایک دوسرے سے اپنا اپنا کام اپنا اپنا نتیجہ ملانے کی کوشش کر رہے ہوں جب وہ آپس کا صلاح و مشورہ ختم کر چکے تو ان میں سے ایک بوڑھا منجم اٹھا اور مودبانہ ہاتھ باندھ کر ملکہ الزباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے ملکہ ستارہ شناسی اور نجمی کا جس قدر علم ہم جانتے ہیں اس کے مطابق جو ہم نے نتائج نکالے ہیں ان کے مطابق اے ملکہ تمہارا قاتل شمال مغرب کی طرف سے آئے گا وہ ایک توانا اور خوبصورت جوان ہو گا اور طاقت اور شجاعت میں یگانہ روزگار ہو گا۔ اے ملکہ! آپ اپنی طرف سے کتنی ہی کوشش کریں اس حملہ آور سے آپ بچ نہ سکیں گی۔ اس پر ملکہ الزباء نے کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کیا تم مجھے اس کا نام نہیں بتا سکتے ہو۔ اس پر وہی منجم بولا اور کہنے لگا ہم یقیناً اس کا نام نکال چکے ہیں اور اس کا تعلق آپ کے پرانے دشمنوں سے ہے۔ اس پر ملکہ الزباء نے کسی قدر مزید پریشانی میں پوچھا کون پرانے دشمن۔ منجم کہنے لگا عدی اور جزیمہ۔ الزباء نے پھر پوچھا میرے قاتل کا ان دونوں سے کیا تعلق اور رشتہ ہو گا۔ منجم کہنے لگا وہ عدی کا بیٹا اور جزیمہ کا بھانجہ ہو گا۔ ملکہ الزباء نے اس دفعہ زیادہ پریشانی میں پوچھا کیا وہ رقاش سے ہے اور عدی کا بیٹا ہے۔ منجم نے پریشانی کے انداز میں سر کو جھکاتے ہوئے کہا ہاں ملکہ ایسا ہی ہے ملکہ نے اس سے پوچھا تم نے اس کا نام نہیں بتایا۔ منجم کہنے لگا اس کا نام عمرو بن عدی ہے۔

اس منجم کا یہ جواب سن کر ملکہ الزباء تھوڑی دیر تک تفکرات۔ پریشانیوں اور غم میں ڈوبی رہی۔ پھر اس نے سارے نجومی اور ستارہ شناسوں کو رخصت کر دیا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے اپنے قبیلے کے دو بہترین اور سبک دست مصوروں کو بلوایا اور انہیں عمرو بن عدی کی تصویر بنا کر لانے کے لئے بنو ازد کی طرف روانہ کر دیا۔

مصور جب اپنی منزل پر روانہ ہو گئے تو الزباء اس کمرے کے اندر بڑی بے چینی سے ٹہلنے لگی اتنے میں جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد کمرے میں داخل ہوا۔ الزباء اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بڑی گھلاوٹ اور مٹھاس میں کہنے لگی۔ قصیر بن سعد تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو۔ میں تمہیں بلانے ہی والی تھی اس پر قصیر بن سعد آگے بڑھا اور سر کو جھکاتے ہوئے تعظیماً" کہنے لگا۔ میں خود آپ کے پاس ایک عریضہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔

اس پر ملکہ الزباء نے بڑی لگاوٹ میں کہا تم کو کیا چاہتے ہو۔ اپنا خمیدہ سر اوپر اٹھاتے ہوئے قیصر کہنے لگا۔ اے محترم ملکہ! میں یہاں فارغ اور بیکار پڑے رہنے کی زندگی سے تھک اور اکتا گیا ہوں۔ میں آپ کے پاس یہ عریضہ لے کر حاضر ہوا ہوں کہ مجھے کوئی کام سونپا جائے جس سے میں مصروف بھی رہ سکوں اور آپ اور آپ کے قبیلے کی خدمت بھی کر سکوں۔ قیصر بن سعد کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ الزباء نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ کیسا کام کرنا پسند کرو گے۔ جو بھی آپ سونپ دیں۔ قیصر بن سعد نے ملکہ الزباء کی طرف دیکھتے ہوئے غور سے کہا تھا۔ ملکہ الزباء نے پوچھا۔

کیا تم قبیلے کے تجارتی کاروان کی رہبری اور رہنمائی کا کام انجام دے سکو گے۔ ملکہ الزباء کے یہ الفاظ سن کر قیصر بن سعد مطمئن نظر آنے لگا اور بے تاب ہو کر اس نے کہا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تجارت میں آپ کے لئے بھاری منافع کما کر لایا کروں گا۔ جواب میں الزباء نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ اگر تم تجارت میں میرے لئے اور میرے قبیلے کے لئے اچھا منافع کما سکو تو میں تمہیں ایسی عزت بخشوں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر قیصر بن سعد نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

کب تک اس کام پر میں روانہ ہو سکوں گا۔ ملکہ الزباء فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی اگلے ماہ کے پہلے عشرے کے کسی بھی روز میں خود تمہیں اپنے تجارتی کاروان کے ساتھ الوداع کہوں گی۔ تمہارے خیال میں قبیلے کے تجارتی کاروان کس طرف روانہ ہونا چاہئے۔ ملکہ الزباء کے استفسار کے جواب میں قیصر بن سعد تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ میرے خیال میں ہمارے تجارتی کاروان کو حیرہ شہر کی طرف روانہ ہونا چاہئے۔ وہاں ہمارا مال فوراً اچھے داموں بک جانے کے مواقع ہیں۔ اس پر ملکہ الزباء فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی تو پھر تم مطمئن رہو پھر ہم اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں ایک بہت بڑا تجارتی کاروان تمہاری رہنمائی میں حیرہ کی طرف روانہ ہو گا۔ کیا تم سمجھتے ہو تمہارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مسکراتے ہوئے قیصر نے جواب دیا۔ ہاں میرا مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے لگی تو پھر سنو۔ میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ آج میں نے اپنے قبیلے کے منجموں اور ستارہ شناسوں کو جمع کیا تھا اور ان سے پوچھا تھا کہ بتاؤ میرا قاتل کون ہو گا تو انہوں نے اپنے حساب سے بتایا کہ میرا قاتل عمرو بن عدی ہو گا جو جزیمہ کا بھانجہ اور بنو ایاد کے عدی بن نصر کا بیٹا ہے۔ کیا تم عمرو بن عدی کو جانتے ہو۔ اس پر قیصر بن سعد اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

کیوں نہیں جانتا۔ عمرو بن عدی تو میرے ہاتھوں میں پلا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے

لگی کیا عمرو بن عدی کو اس کے ماموں جزیمہ کی طرح یہاں کسی طریقہ سے بلا کر قتل کر کے اس سے چھٹکارہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ قیصر بن سعد فوراً کہنے لگا۔ ہم ضرور اسے یہاں بلا سکتے ہیں۔ اس پر ملکہ الزباء کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ پوچھنے لگی کیسے۔ قیصر بن سعد نے کہنے لگا۔

اسے یہاں بلانے کی ذمہ داری آپ مجھ پر رہنے دیجئے۔ اس لئے کہ جب میں تجارتی قافلے کے ساتھ حیرہ روانہ ہوں گا تو اس سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کروں گا اور اسے لالچ دوں گا کہ تم اگر اپنے باپ اور ماموں کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے ہو تو مجھ سے تعاون کرو۔ میں انتقام لینے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ میں اس سے شہر میں ملنے کی کوشش کروں گا۔ میں اصل حالات ظاہر نہ کروں گا میں کہوں گا کہ میں اکیلا ہوں اور اس خیال سے قبیلے میں ملنے کے بجائے حیرہ میں ملنے کیلئے جگہ مقرر کی ہے کہ کہیں تم مجھے قتل ہی نہ کر دو۔ چونکہ وہ آپ سے انتقام لینے کیلئے دیوانہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ مجھ سے ملنے وہ ضرور حیرہ آئے گا اگر وہ آیا تو میں اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسے رسیوں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دوں گا الزباء نے قیصر بن سعد کو بھاری انعام کا لالچ دیتے ہوئے کہا۔

اگر تم ایسا کر سکو تو میں تمہیں اپنا وزیر بنا کر تم سے شادی کر لوں گی۔ قیصر نے سر جھکا کر کہا یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت ہو گی۔ اس پر ملکہ الزباء نے اسے ایک قاتل ادا سے کہا اب تم جا سکتے ہو۔ قیصر بن سعد باہر نکل گیا اور ملکہ الزباء مطمئن اور مسکراتی ہوئی اپنی خوابگاہ کی طرف چل دی تھی۔

○

ایک روز بنو ایاد کا بوڑھا سردار عطاف بن جابر اپنے مکان سے باہر عمرو بن عدی کو الوداع کہہ رہا تھا۔ عطاف بن جابر سے مل کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بڑی بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے شاید صفیہ کی تلاش تھی جو اسے کہیں دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اس نے سارے گھر کا جائزہ لیا تھا وہ گھر پر بھی نہ تھی۔ جبکہ وہ اس کے لئے پریشان تھا اب وہ اس کی منتظر تو تھی تاہم اس نے عطاف بن جابر کو الوداع کہتے ہوئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی تھی۔

جب وہ بستی کے باہر ایک ایسے راستے پر جا رہا تھا جہاں اس کے دونوں طرف کھجوروں کے درخت تھے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور تازگی بکھر گئی تھی اس لئے کہ

کھجوروں کے ایک جھنڈ سے نکل کر صفیہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی عمرو بن عدی نے گھوڑے کو روکا اور نیچے کود گیا۔ صفیہ اداس اداس سی اس کے سامنے آ کھڑی تھی عمرو نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ صفیہ گھر سے رخصت ہوتے وقت میں بڑے قلق کے ساتھ روانہ ہوا تھا میں نے تمہیں ادھر ادھر دیکھا تم کہیں بھی نہ تھیں میں نے سوچا شاید تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم مجھ سے ملنے یہاں آ گئی ہو اب میں یہاں سے سکون کے ساتھ رخصت ہو سکوں گا۔ اس پر صفیہ نے بھاری اور اداس آواز میں پوچھا پھر کب آؤ گے۔

جواب میں عمرو بن عدی کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ میں بہت جلد لوٹوں گا۔ تم دیکھو گی میں ملکہ الزباء سے انتقام لے کر تمہیں بیوی بنا کر ہمیشہ کے لئے اپنی ماں کے پاس لے جاؤں گا اس پر صفیہ روتی ہوئی آواز میں کہنے لگی کیا تم کچھ دن اور نہیں رک سکتے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا نہیں۔ میں پہلے ہی یہاں زیادہ قیام کر چکا ہوں۔ میری ماں بڑی بے تابی سے میرا انتظار کر رہی ہو گی اور وہ شہر سے باہر نکل کر روزانہ ان ریت کے کسی ٹیلے کے اوپر کھڑی میری راہ دیکھتی ہو گی۔

صفیہ نے بڑے دکھ لاچارگی میں کہا میں تمہیں اس امید پر الوداع کہتی ہوں کہ بہت جلد تم اپنے دشمنوں سے نپٹ کر اس دشت کا رخ کرو گے یہاں میں ویران دن اور تاریک راتوں میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ صفیہ نے ہاتھ فضاء میں لہرا کر عمرو بن عدی کو الوداع کہا۔ عمرو ایک ہی جست میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ کھجوروں کے جھنڈ کے بیچوں بیچ وہ اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتا رہا اور بار بار مڑ کر راستے کے درمیان کھڑی صفیہ کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ اس موقع پر صفیہ بیچاری سر جھکائے آہستہ آہستہ بستی کی طرف لوٹ رہی تھی۔

کھجوروں کے جھنڈ سے نکل کر صحرا میں عمرو بن عدی داخل ہوا اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ اب اس کا گھوڑا صحرا کے اندر شمال مغرب کے رخ پر فاصلوں کو بڑی تیزی سے سمیٹنے لگا تھا۔

صحرا کی وسعتوں کو عبور کرنے کے بعد جب وہ اپنے شہر کے صحرائی محل میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا محل سے باہر ہی اس کی ماں رقاش اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ جوں ہی وہ گھوڑے سے اترا رقاش نے تنبیہا" کہا تم نے بہت دیر لگا دی بیٹے۔ اتنے دن وہاں رکے رہے۔ میں ہر روز تمہارا انتظار کرتی تھی۔ جواب میں عمرو بن عدی مسکراتے ہوئے کہنے

لگا۔ سن میری ماں۔ میرے باپ کے ماموں نے مجھے روک لیا تھا۔ بس وہ مجھے آنے ہی نہیں دے رہا تھا۔ اس پر رقاش نے افسردہ سے لہجے میں پوچھا۔ وہ بے چارہ اب ضعیف اور کمزور ہو گیا ہو گا۔

اس پر عمرو بن عدی اداس ہو گیا۔ ہاں ماں اس کا بدن نزار اور کمر خمیدہ ہو چکی ہے اس نے میرے باپ کے مرنے پر عہد کیا تھا کہ وہ جب تک بنو قسطوزہ کی ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے لے اپنے سر پر عمامہ نہ باندھے گا۔ لیکن افسوس وہ ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے سکا اور اب تک وہ بے کلاہ ہی پھرتا ہے۔ میں نے عہد کیا ہے ماں کہ میں اپنے باپ کا انتقام لے کر اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کے ماموں کے سر پر عمامہ باندھوں گا۔ اس پر رقاش دعائیہ انداز میں کہنے لگی۔

میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ ابراہیم کا رب تجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ قبل اس کے کہ عمرو کچھ کہتا۔ رقاش پھر بولی اور کہنے لگی۔ تمہارے ذاتی جاسوسوں میں سے ایک کل کا قیصر کے پاس سے آیا ہوا ہے۔ وہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے وہ بڑا بے تاب تھا کہہ رہا تھا کہ میں بنو ایاد میں ہی جا کر تم سے مل لیتا ہوں۔ لیکن میں نے اسے روک رکھا ہے تم اس سے مل لو۔ شاید کوئی اہم پیغام لایا ہو۔ اس پر عمرو بن عدی نے بیتاب ہو کر پوچھا وہ اس وقت کہاں ہے۔ رقاش کہنے لگی وہ اس وقت مہمان خانے میں ہے۔

گھوڑے کو سائیں کے حوالے کر کے عمرو بن عدی تیزی سے مہمان خانے کی طرف بڑھا رقاش بھی اس کے ساتھ تھی۔ جب وہ مہمان خانے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک ادھیڑ عمر کا عرب آتشدان کے پاس بیٹھا تھا۔ عمرو کو دیکھتے ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ عمرو اور رقاش بھی آتشدان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ عمرو پھر اس بوڑھے عرب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

کیا تم قیصر بن سعد کے پاس سے آئے ہو۔ بوڑھا عرب بولا اور کہنے لگا۔ ہاں اس نے مجھے ایک اہم پیغام کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے۔ عمرو نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا۔ کیسا پیغام۔ بوڑھا کہنے لگا۔ قیصر بن سعد نے کہا تھا کہ عمرو بن عدی سے کہنا کہ اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں وہ حیرہ شہر کے شمال میں ایک مشہور سرائے رباط الشرق میں اس کا انتظار کرے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تم حیرہ جاؤ تو کم از کم پچاس ہزار دینار سرخ اپنے ساتھ لے کر جانا۔ قیصر بن سعد اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں کسی بھی روز حیرہ کی اس سرائے میں تم سے ملے گا۔ قیصر بن سعد نے مجھے یہ بھی تنبیہہ کی تھی کہ یہ موقع ضائع نہ کیا جائے۔ ورنہ جس مقصد کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں اس میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ عمرو بن عدی مسکرایا اور کہنے لگا میں سب کچھ سمجھ رہا

ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اس نے کچھ کہا تھا۔

بوڑھا عرب کہنے لگا نہیں۔ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا کیا تم اسے پیغام دینا چاہو گے؟ عمرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ قیصر بن سعد سے کہنا اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں پچاس ہزار سرخ دیناروں کے ساتھ میں حیرہ کی سرائے رباط الشرق میں اس کا انتظار کروں گا۔ پھر عمرو بن عدی کھڑا ہوتا ہوا بولا کیا تم آج یہاں رکو گے نہیں۔ وہ بوڑھا عرب بھی کھڑا ہو گیا اور بولا میں پہلے ہی دو دن یہاں رک کر تمہارا انتظار کر چکا ہوں۔ جبکہ قیصر نے مجھے بہت جلد لوٹ آنے کو کہا تھا۔ عمرو بن عدی نے اپنی قبا کے اندر سے نقدی کی ایک خر-طی سی نکالی اور بوڑھے عرب کو تھماتے ہوئے کہا یہ رکھ لو۔ سفر میں تمہارے کام آئے گی۔ پھر عمرو بن عدی اور رقاش دونوں ماں بیٹا بوڑھے عرب کو ساتھ لے کر اصطبل میں آئے اس کے بعد وہ بوڑھا عرب وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔

○

ایک روز ملکہ الزباء قیصر بن سعد کو الوداع کہہ رہی تھی۔ اس کی سرکردگی میں وہ بنو قسطورہ کا ایک بہت بڑا تجارتی کاروان حیرہ کی طرف لے کر روانہ ہو رہا تھا۔ شہر کے باہر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ سامان سے لدے ہوئے اونٹ کھڑے تھے۔

ملکہ الزباء سے ہدایات لینے کے بعد قیصر اپنے شتر کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ مغربی دشت سے دھول اڑتی دکھائی دی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس دھول سے دو سوار نمودار ہوئے قیصر جہاں تھا وہیں الزباء کے قریب ہی رک گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سوار ملکہ الزباء کے قریب آکر اور اپنے گھوڑوں سے اترے وہ بنو قسطورہ کے وہی دونوں مصور تھے جنہیں ملکہ الزباء نے عمرو بن عدی کی تصویر بنا کر لانے کو بھیجا تھا۔ ان میں سے ایک مصور نے اپنے گھوڑے کی خرجیں میں سے لپٹا ہوا ایک کپڑا نکالا اور اسے الزباء کے سامنے پھیلا دیا۔ اس کپڑے پر عمرو بن عدی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ ملکہ الزباء کچھ دیر تک تصویر کو دیکھتی رہی پھر تاسف بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

اس کی شکل بالکل عدی بن نصر سے ملتی جلتی ہے۔ میرا دل کہتا ہے یہی میرا قاتل ہو گا۔ پھر اس نے تصویر قیصر بن سعد کو دکھاتے ہوئے پوچھا کیا یہی عمرو بن عدی ہے۔ اس پر قیصر نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ تصویر پر ڈالی پھر بڑی نفرت اور حقارت سے کہا یہی ہے وہ غلیظ انسان جو میرا دشمن اور آپ کا متوقع قاتل ہے۔ ملکہ الزباء نے اپنے قریب کھڑے ہوئے مصور سے پوچھا تم اس کی تصویر بنانے میں کیسے کامیاب ہوئے [illegible]

کر جواب دیا۔

ہم دونوں لبنانی راہبوں کے بھیس میں بنو ازد میں داخل ہوئے تھے وہاں لوگوں نے ہماری خوب آؤ بھگت کی۔ اس دوران ہم کئی بار عمرو بن عدی سے بھی ملے۔ ان ملاقاتوں کے درمیان ہم اس کے نقوش کا جستہ جستہ جائزہ لیتے رہے اور رات کو اپنے کمرے میں بیٹھ کر اس کے چہرے کے نقوش کپڑے پر منتقل کرتے رہے اس طرح ایک روز ہم اس کی تصویر مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس بار الزباء نے بڑی نرمی سے اس مصور سے پوچھا۔

اب تم دونوں جا کر آرام کرو۔ ملکہ الزباء کے کہنے پر جب وہ دونوں مصور وہاں سے چلے گئے تو ملکہ الزباء نے بڑی رازداری سے قیصر بن سعد سے پوچھا۔

اگر تم عمرو بن عدی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ایک معرکہ ہو گا لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تمہارے کہنے پر حیرہ چلے آئے اور تم اسے گرفتار کر کے لا سکو۔ یہ منصوبہ ناکام بھی ہو سکتا ہے اور تمہیں اس کے علاوہ بھی کوئی احتیاطی قدم اٹھانا چاہیے۔

اس پر قیصر کا سر تھوڑی دیر جھکا رہا پھر چند لمحوں کی سوچ بچار کے بعد اس نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا اور پھر وہ کسی قدر خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی ہے۔ ملکہ نے چونک کر پوچھا کیسی ترکیب۔ قیصر کہنے لگا۔ یہ تو آپ جانتی ہیں عمرو بن عدی جب بھی آپ پر حملہ آور ہو گا تو وہ یہیں آپ کے قبیلے میں آکر آپ پر قاتلانہ حملہ کرے گا۔ ملکہ الزباء تیز نگاہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی یہ تو ظاہر ہے۔ قیصر بن سعد پھر بولا۔

تو پھر ایک کام اور کریں۔ اپنی خوابگاہ کے علاوہ وہ کمرہ جس میں آپ دربار لگاتی ہیں اور محل کے باہر وہ گوشہ جہاں پر آپ بیٹھتی ہیں ان تینوں جگہ سے ایک زمین دوز راستہ کھودا جائے اور تینوں راستے محل کے کسی تہہ خانے میں جا کر مل جائیں اور اس تہہ خانے سے بھی ایک سرنگ کھود کر مشرق کی طرف دریائے فرات تک اس جگہ لے جائی جائے جہاں پرانے عبادت خانے ہیں ان قدیم عبادت خانوں میں کسی ایک کے اندر اس سرنگ کا دروازہ کھلے اور دریا کے اس گھاٹ پر ہر وقت ایک کشتی کھڑی رہے جس کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت دو پہریدار وہاں موجود رہنا چاہیے۔ ظاہر ہے حملے کی صورت میں آپ ان تینوں میں سے ایک جگہ ضرور ہوں گی لہٰذا آپ فوراً ان تینوں میں سے کسی ایک بھی سرنگ کے ذریعے تہہ خانوں سے ہو کر دریائے فرات تک پہونچ سکتی ہیں اور وہاں سے آپ کشتی کے ذریعے نکل کر کامیاب ہو سکتی ہیں۔

قیصر بن سعد کی یہ تجویز سن کر ملکہ بے حد خوش ہوئی اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگی۔ قیصر بن سعد تمہارا یہ ایک بہترین منصوبہ ہے۔ یقیناً تم کام کے آدمی ہو۔ اب تم اپنے تجارتی کارواں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تمہاری واپسی تک میں یہ سرنگ تیار کروا لوں گی۔ میں قبیلے کے سارے معمار اور صناع اس کام پر لگا دوں گی۔ اس کے بعد قیصر بن سعد اپنے شتر پر سوار ہوا اور کارواں کو روانگی کا حکم دے دیا تھا۔ ملکہ الزباء مطمئن اور شاداں اپنے محل کی طرف لوٹ گئی تھی۔

○

ایک روز قیصر بن سعد حیرہ شہر کی ایک سرائے رباط الشرق میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے دو قابل اعتماد اشخاص بھی تھے جنہیں ساتھ لے کر وہ بنو قسطورہ میں گیا تھا اور جنکے ذریعے سے وہ عمرو بن عدی کے ساتھ پیغام رسانی کرتا رہا تھا۔

وہ ابھی سرائے کے صحن میں ہی کھڑے تھے کہ سرائے کے اندر سے عمرو بن عدی نکلا۔ مسکراتا ہوا وہ ان تینوں سے گلے ملا۔ پھر اس نے قیصر بن سعد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کہو تم کیسے آئے ہو اور مجھے یہاں کس غرض کیلئے بلایا ہے۔ قیصر بن سعد نے پہلے گہری نگاہوں سے اپنے ارد گرد کا جائزہ لیا پھر کہنے لگا۔ کہیں علیحدہ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ یہاں سرائے کے صحن میں گفتگو کرنا اچھا نہیں۔ یہ میرے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ ایسا ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ میں نے سرائے میں ایک کمرہ لے رکھا ہے۔ وہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ عمرو بن عدی کی یہ تجویز پسند کی گئی پھر وہ سب عمرو بن عدی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

کمرے میں جا کر جب چاروں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ تب قیصر بن سعد بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ عدی کے فرزند مہربان۔ مجھے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء نے اپنے قبیلے کے تجارتی کاروان کا سرکردہ بنا کر بھیجا ہے۔ وہ ان دنوں تم سے بے حد خوفزدہ ہے کیونکہ اس کے نجومیوں نے اسے بتایا ہے کہ تم ہی اس کے قاتل ہو گے اور اس کی موت عمرو بن عدی کے ہاتھوں ہو گی۔ میں نے اسے یہ چکمہ دیا کہ میں تجارتی کارواں کو لے کر جب حیرہ جاؤں گا تو عمرو بن عدی کو پیغام بھیجوں گا کہ تم اگر ملکہ الزباء سے انتقام لینا چاہتے ہو تو مجھے حیرہ میں ملو۔ میں نے الزباء کو یقین دلایا تھا کہ عمرو بن عدی اگر وہاں آیا تو میں اسے گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کر دوں گا۔

اس پر عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ قیصر پھر بولا اور کہنے لگا۔ پہلے میری پوری بات سنو۔ پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے اور مجھے کیا کرنا ہے۔ اس پر عمرو بن عدی کہنے لگا اچھا کہو۔ تم مزید کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر قیصر نے پھر پوچھا کیا تم اپنے ساتھ میرے کہنے کے مطابق رقم لائے ہو۔ عمرو بن عدی جھٹ سے بولا اور کہنے لگا ہاں میں تمہارے کہنے کے مطابق اپنے ساتھ پچاس ہزار سرخ دینار لے کر آیا ہوں۔ اس پر قیصر بن سعد فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

بس تو پھر معاملہ سارا درست ہوا۔ وہ پچاس ہزار سرخ دینار کی رقم میرے حوالے کر دو اور میرے پاس جس قدر تجارتی سامان ہے یہ تم لے لو۔ سنو۔ عدی کے بیٹے۔ میں جب یہ رقم لے کر جاؤں گا تو ملکہ الزباء بے حد خوش ہو گی کیونکہ جو تجارتی سامان میں لے کر آیا ہوں اس کی اصل قیمت اس رقم سے آدھی بھی نہیں ہے۔ گویا ملکہ الزباء جب یہ جانے گی کہ میں اس کے لئے رقم دوگنی کر کے لے کر آیا ہوں تو وہ نہ صرف یہ کہ مجھ پر زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرنے لگے گی بلکہ میری اس کارکردگی پر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔ جس کے نتیجے میں وہ مجھے ایک اور کارواں کے ساتھ روانہ کرے گی۔ اس طرح میں اس کا اعتماد حاصل کرتا رہوں گا۔ جب وہ تمہارے متعلق مجھ سے پوچھے گی تو میں اس سے کہوں گا کہ عمرو بن عدی حیرہ شہر آیا ضرور تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک ایسا لشکر بھی تھا جس پر میں اپنے تجارتی کارواں کے ساتھ ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا۔ میں اسے یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ اسی طرح دو تین بار حیرہ میں عمرو بن عدی اگر مجھ سے ملتا رہا تو ایک روز مجھ پر وہ اعتماد کر کے اپنے محافظوں کے بغیر بھی آ جائے گا۔ اس روز میں اسے پکڑ کر تمہارے سامنے پیش کر دوں گا میں ملکہ الزباء کو یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ جو مال میں حیرہ شہر لے گیا تھا اس کا بیشتر حصہ بھی عمرو بن عدی نے ہی خرید لیا تھا۔

سنو عدی کے بیٹے۔ آئندہ وہ مجھے اگر تجارتی قافلے کے ساتھ بھیجے گی تو مجھے امید ہے کہ تجارتی کارواں اس سے بھی بڑا ہو گا۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لئے بنو قسطورہ کے نوجوان بھی زیادہ ہوں گے جب میں دیکھوں گا کہ کاروان کے ساتھ محافظوں کی ایک بڑی جماعت میرے ساتھ روانہ کی گئی ہے تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔ تم اپنے قبیلے کے لشکر کے ساتھ میرا انتظار کرنا۔ پھر موقعہ جان کر میرے تجارتی کاروان پر حملہ کر دینا۔ اس طرح ہم بنو قسطورہ کے سارے محافظوں اور تاجروں کو قتل کر کے انکی جگہ اپنے قبیلے اور بنو ایاد کے جوان اپنے ساتھ لے کر الزباء کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھے گی

کہ میرا تجارتی قافلہ لوٹ آیا ہے اور وہ ہمارے استقبال کو آئے گی اس طرح ہم اس پر حملہ کر کے اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سنو۔ عمرو بن عدی۔ گو ملکہ الزباء کے ارد گرد کافی محافظ ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد اتنی نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے آدمیوں کا مقابلہ کر سکیں اور جب تک اس کے دوسرے لوگ اس کی مدد کو آئیں گے ہم ملکہ الزباء کو قتل کر کے حالات اپنے ہاتھ میں لے چکے ہوں گے۔ اب بتاؤ میرا یہ منصوبہ کیسا ہے۔ اس پر عمرو نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔

سنو۔ قیصر بن سعد۔ تمہاری یہ تجویز بہت اچھی ہے اور اس میں سو فیصد ہماری کامیابی کے امکان ہیں۔ اب بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس پر قیصر بن سعد کہنے لگا اب تم میرے ساتھ میرے تجارتی کاروان میں چلو اور سارا سامان دیکھ کر مجھ سے خرید لو۔ تاکہ جو میرے ساتھ لوگ آئے ہیں وہ یہی جانیں گے کہ واقعی تجارتی سامان بیچا گیا ہے۔ اس میں کوئی سازش نہیں کی گئی اور ایسا کرنے سے میرے ساتھ آنے والے تاجروں کو کوئی شبہ بھی نہیں ہو گا۔ میں تمہارے متعلق ان سے کہوں گا کہ شہر میں عمرو بن عدی سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے ہمارا سارا مال خرید لیا ہے۔ اس پر عمرو بن عدی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایسا ہے تو پھر اٹھو چلیں۔ قیصر اور اس کے دونوں ساتھی بھی اٹھ کر چپ چاپ عمرو بن عدی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

عمرو بن عدی۔ قیصر بن سعد۔ اور اس کے دونوں ساتھی سرائے سے نکل شہر کے باہر آئے جہاں تجارتی کاروان نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ عمرو بن عدی نے کسی ماہر تاجر کی طرح تجارت کا سارا مال بڑے غور سے دیکھا پھر اس نے قیصر کے ساتھ اس کی مرضی کے مطابق بھاؤ طے کر کے قیمت چکا دی۔

اس قدر جلدی اور اتنے مہنگے داموں مال بک جانے سے بنو قسطورہ کے وہ تاجر جو قیصر کے ساتھ آئے تھے وہ بے حد خوش ہوئے وہ قیصر کی دانشمندی اور خلوص کی تعریف کرنے لگے۔ تجارتی سامان کے ساتھ آئے ہوئے بنو قسطورہ کے محافظ سپاہی بھی خوش تھے کہ انہیں زیادہ دن اپنے اہل و عیال سے دور نہیں رہنا پڑے گا۔

تجارتی کاروان نے صرف ایک شب حیرہ شہر میں قیام کیا دوسرے روز شام کے قریب قیصر بن سعد اپنے اس تجارتی کاروان کے ساتھ ملکہ الزباء کے شہر الفرات کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

قیصر بن سعد کے اس قدر جلدی اور منافع بخش تجارتی سامان بیچ آنے پر ملکہ الزباء بے حد خوش ہوئی۔ قیصر نے اسے مطمئن کر دیا تھا کہ حیرہ کی ایک سرائے میں عمرو اسے ملا

تھا۔ لیکن اس کے ساتھ محافظوں کی ایک بھاری جماعت تھی جس کی وجہ سے وہ اس پر ہاتھ نہ ڈال سکا۔ اس نے ملکہ الزباء کو یقین دلایا کہ اگر اسی طرح عمرو کے ساتھ دو ایک ملاقاتیں ہو گئیں تو وہ مجھ پر اعتماد کر کے اپنے محافظوں کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا اور اس روز پھر اسے گرفتار کرنا میرے لئے مشکل نہ ہو گا۔

تجارتی کاروان کے ذریعے منافع حاصل کرنے کی وجہ سے بنو قسطورہ میں قیصر بن سعد کی اب بہت زیادہ آؤ بھگت ہونے لگی تھی۔ جس کے نتیجے میں ملکہ الزباء نے اپنا ایک اور تجارتی قافلہ تیار کیا اور یہ تجارتی قافلہ پہلے کے تجارتی قافلے سے کئی گنا بڑا تھا۔ قیصر بن سعد کے کہنے پر عمرو بن عدی نے وہ سارا مال بھی خرید لیا اور قیصر بھاری منافع لے کر ملکہ کے پاس لوٹ آیا۔

تیسری بار ملکہ الزباء نے اتنا بڑا تجارتی کاروان روانہ کیا تھا جتنا وہ کر سکتی تھی۔ تاجروں اور محافظوں کی تعداد پہلے سے کئی گنا زیادہ تھی۔ تجارتی سامان میں پہلے سے کئی گنا زیادہ اضافہ ہوا تھا۔ قیصر بن سعد نے بروقت عمرو بن عدی کو اس تجارتی کاروان کے متعلق اطلاع کر دی تھی پھر اس نے اپنے قبیلہ کے مسلح جوانوں کے ایک لشکر کے ساتھ قیصر بن سعد کے ساتھ آنے والے تجارتی کاروان پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر لی تھی۔ عمرو بن عدی کے اس لشکر میں بنو ایاد کے مسلح جوان بھی شامل ہو گئے تھے یہ قبیلہ چونکہ عمرو بن عدی کے باپ کا قبیلہ تھا لہٰذا وہ ملکہ الزباء سے اپنے فرزند عدی بن نصر کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ اس طرح عمرو بن عدی کی قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔

جب قیصر بن سعد حیرہ شہر میں وہ سامان بیچ کر لوٹا تو دریائے فرات کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اچانک اس نے اپنا رخ بدلا اور دائیں طرف صحرا کے قلب کی طرف بڑھنے لگا۔ اس پر ایک بوڑھا تاجر اپنی اونٹنی قیصر بن سعد کے قریب لایا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے احتجاجاً کہنے لگا۔

یہ تم نے کاروان کا رخ کس طرف بدل دیا ہے صحرا کے اندر ہم راستہ بھٹک گئے تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ ہمارے لئے سب سے محفوظ ترین راستہ یہی ہے کہ فرات کے کنارے کنارے چلتے رہیں۔ اس پر قیصر بن سعد نے اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا بڑے اعتماد میں کہا۔ میں صحرا کے ان راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم مطمئن رہو۔ میں اپنا تجارتی کارواں اور اس کے ساتھ آنے والے محافظوں کو بھٹکنے نہیں دوں گا۔ اس پر بوڑھے نے پہلے سے زیادہ احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

لیکن صحرا کے قلب سے ہو کر جانے کا آخر ہمیں فائدہ کیا ہو گا۔ اس پر قیصر بن سعد

نے بڑے غور سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ صحرا کے اس حصے کی طرف سے گزرا جائے تو کون سا قبیلہ قریب ترین پڑتا ہے۔ اس پر بوڑھے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے صحرا کے اس حصے سے اگر گزرا جائے تو بنو ایاد کے نخلستان قریب ترین پڑتے ہیں اور یہ بنو ایاد ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اس پر قیصربن سعد نے تیز نگاہوں سے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا تم اپنے قبیلے کو خوشحال دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ ملکہ الزباء تمہاری کارگزاری سے خوش ہو اور ہمیں انعام سے مالا مال کرے۔ اس پر وہ بوڑھا کہنے لگا ہاں۔ میں ضرور چاہتا ہوں۔ جواب میں قیصربن سعد کہنے لگا۔

تو سنو بنو ایاد ہمارے تجارتی راستے میں ایک خطرہ ہیں۔ آج میرے ساتھ کافی محافظ ہیں۔ آج میں ان پر شب خون مار کر انہیں ویران اور تباہ کر دوں گا۔ اس طرح ہمارے ہاتھ آج اتنا مال غنیمت آئے گا کہ تم اسے سمیٹ نہ سکو گے۔ اور اس کے دو فوائد ہوں گے اولاً" بنو قسطورہ خوشحال ہو جائیں گے ثانیاً" ہمارا تجارتی راستہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ اب کہو تمہارا کیا اراد ہے۔

وہ بوڑھا کچھ کشمکش دپیچ کی حالت میں تھا فکرمندی میں اس نے پوچھا کیا ہم بنو ایاد پر حملہ آور ہو کر کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ اس پر قیصربن سعد نے پھر اسے کہا کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں وہ بوڑھا تاجر مال غنیمت کے لالچ میں مطمئن ہو گیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں تم پر مکمل اعتماد ہے۔ اب جو بھی فیصلہ تم کرو گے بہرحال ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد وہ بوڑھا مطمئن ہو کر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

شام سے ذرا پہلے قیصربن سعد نے بنوایاد کے نخلستانوں سے ایک فرسنگ دور کاروان کے پڑاؤ کا اہتمام کیا اور چیدہ چیدہ لوگوں کو بلا کر اس نے سمجھایا اور مطمئن کر دیا کہ بنو ایاد سے کوئی معرکہ پیش نہیں آئے گا۔ قیصربن سعد چونکہ حیرہ میں دو بار سامان تجارت بیچ کر بنو قسطورہ کیلئے تجارتی سامان میں سے منافع حاصل کر چکا تھا لہٰذا اس کی ذہانت اس کی دانشمندی پر بھروسہ کرنا تجارتی کاروان کے لوگوں کا ایک فطری عمل تھا۔ اس کے علاوہ جب انہیں قیصربن سعد نے مال غنیمت کا لالچ دیا۔ تو وہ قیصربن سعد کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے۔

جس جگہ قیصربن سعد نے پڑاؤ کیا۔ یہ وہی جگہ تھی جس کے متعلق اس نے پہلے سے عمرو بن عدی کو اطلاع دے رکھی تھی۔ بنو قسطورہ کا تجارتی کارواں ابھی پوری طرح پڑاؤ

بھی نہ کر پایا تھا کہ جس جگہ کھجوروں کے جھنڈ میں وہ خیمہ زن ہو رہے تھے کہ چاروں اطراف سے ریت کے بڑے بڑے ٹیلوں کی اوٹ سے بنو ازد اور بنو ایاد کے نوجوان نمودار ہوئے اور عمرو بن عدی کی سرکردگی میں انہوں نے بنو قسطورہ کے اس تجارتی کاروان اور اس کے محافظوں پر حملہ کر دیا تھا۔

تجارتی کارواں کے محافظ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ عمرو بن عدی ان کا خاتمہ کرا چکا تھا قیصراور اس کے جاسوس ساتھی بھاگ کر عمرو کے ساتھ مل گئے تھے۔ سورج جب دور حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ریگستانوں پر ایک سنہری چادر بکھیرتا ہوا غروب ہونے لگا تو عمرو بن عدی اور اس کے ساتھی کاروان کو لوٹنے اور اس کے محافظوں کو قتل کر دینے سے فارغ ہو چکے تھے۔

عمرو بن عدی اور قیصربن سعد نے تجارتی کارواں کا لوٹا ہوا سارا سامان بنو ایاد میں رکھا اور کارواں کے سارے اونٹ انہوں نے ایک جگہ جمع کئے ان پر اپنے مسلح جوانوں کو سوار کیا اور بنو قسطورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

صحرا کے اندر سفر آہستہ آہستہ شروع کیا گیا۔ راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے آرام کیا اور اگلے روز کا سورج جب طلوع ہو رہا تھا تو عمرو بن عدی اور قیصربن سعد اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے ملکہ الزباء کے شہر شط الفرات میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ بالکل اس حالت میں سفر کر رہے تھے گویا بنو قسطورہ کا تجارتی کارواں حسب سابق تجارت سے کافی منافع کما کر لوٹ رہا ہو۔ کاروان کے آگے قیصر تھا اور اس کے پیچھے اپنے مسلح جوانوں کے جھرمٹ میں عمرو بن عدی تھا۔

ملکہ الزباء اپنے محل سے باہر شہہ نشین پر کھڑے ہو کر اپنے تجارتی قافلے کا استقبال کر رہی تھی اس کے اردگرد اس کے قبیلے کے ان گنت مسلح محافظ کھڑے تھے جب سے منجموں نے اسے کہا تھا کہ تمہاری موت عمرو بن عدی کے ہاتھوں ہو گی اس نے اپنے تحفظ اور حفاظت کے لئے مسلح محافظوں کی تعداد بڑھا دی تھی جو ہر وقت اس کے محل کے چاروں طرف چاق و چوبند کھڑے پہرہ دیتے رہتے تھے۔

قیصر کے اشارے پر محل کے عین سامنے کاروان رک گیا۔ قیصراپنا اونٹ عمرو بن عدی کے قریب لایا اور ملکہ الزباء کی طرف اشارہ کر کے اس نے سرگوشی میں کہا۔

سن عدی کے بیٹے وہ شہہ نشین کے اوپر بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کھڑی ہے اس کے دائیں طرف بیس گز کے فاصلے پر ایک سرنگ ہے جس کے ذریعے وہ بچ کر نکل سکتی ہے۔ اس سرنگ کا راستہ دریائے فرات کے کنارے پرانے معبد میں جا کر کھلتا ہے۔ جہاں ہر

وقت ایک کشتی اور دو پہریدار رہتے ہیں۔ میں اپنے ان جاسوسوں کو جو اپنے ساتھ میں یہاں لایا تھا پرانے معبد کی طرف روانہ کر چکا ہوں تاکہ اگر ملکہ الزباء سرنگ میں داخل ہو تو دریا کے کنارے ہمارے آدمی اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اب بولو تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر عمرو بن عدی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

تم اپنے اونٹ سے نیچے اترو میں اپنے مسلح جوانوں کو حملہ آور ہونے کا حکم دینے لگا ہوں تم سیدھے ملکہ الزباء کے پاس جاکر اس طرف کھڑے ہو جاؤ جہاں سرنگ کا راستہ ہے تاکہ الزباء بھاگنے نہ پائے۔

تھوڑی دیر بعد عمرو بن عدی نے اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے ایک مخصوص نعرہ لگایا اور اشارہ اپنے ساتھیوں کو دیا جس کے جواب میں اس کے ساتھیوں نے اپنے اونٹوں سے چھلانگیں لگا دی تھیں اپنی چمکتی ہوئی تلواریں سونت کر وہ حملہ آور ہوئے ملکہ الزباء سارا معاملہ سمجھ گئی تھی اور سرنگ کی طرف بھاگی لیکن اس وقت تک قیصر بن سعد وہاں پہونچ کر اس کا راستہ روک چکا تھا۔

اتنی دیر تک عمرو بن عدی بھی بھاگتا ہوا وہاں پہونچ گیا تھا۔ ملکہ الزباء نے قہر آلود نگاہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا میں سمجھ لوں کہ تم نے میرے ساتھ بدعہدی اور غداری کی ہے۔ اس پر قیصر بن سعد نے اپنی ننگی اور چمکتی ہوئی تلوار اپنے سامنے لہراتے ہوئے کہا کیا تم نے ہمارے حکمران جزیمہ کو شادی کے لالچ میں بلا کر قتل کر کے بدعہدی نہ کی تھی پھر قیصر نے عمرو بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ادھر دیکھو بنو قسطورہ کی ملکہ وہ عمرو بن عدی کھڑا ہے اور تمہارے منجموں کی پیش گوئی پوری ہونے کا وقت آگیا ہے ہم تم سے کچھ زیادہ نہیں کر رہے صرف تم سے عدی بن نصر اور جزیمہ کے قتل کا قصاص لے رہے ہیں۔

اس پر ملکہ الزباء نے ایک طرف ہو کر سرنگ کی طرف بھاگنا چاہا۔ لیکن عمرو نے بھاگ کر اس کا راستہ روک لیا اور تلوار مار کر ملکہ الزباء کی گردن کاٹ دی تھی۔ پھر اس نے الزباء کا کٹا ہوا سر اٹھایا جس سے خون ٹپک رہا تھا اور اپنے اونٹ کے قریب لا کر اس نے سر کے سنہری خوبصورت لمبے لمبے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے رسی کی مانند انہیں بل دیئے اور کٹا ہوا سر اس نے ان رسی نما بالوں کی مدد سے اپنے اونٹ کی گردن سے باندھ دیا تھا۔

اتنی دیر تک عمرو بن عدی کے جوان حملہ آور ہو کر ملکہ الزباء کے محافظوں کا اور وہاں پر جمع ہونے والے بنو قسطورہ کے لوگوں کا خاتمہ کر چکے تھے۔ اس کے بعد عمرو بن عدی

اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کو جنگ بند کرنے کا حکم دے کر اس نے انہیں اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عمرو بن عدی اور قیصر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے وہ بنو ایاد کے نخلستان میں داخل ہوئے۔ بنو ایاد کے مسلح جوان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جبکہ بنو ازد کے سپاہی عمرو بن عدی کے حکم کے مطابق ایک نخلستان میں خیمہ زن ہو گئے تھے۔

عمرو بن عدی اپنے اونٹ پر اس جگہ آیا جہاں خانہ بدوشوں کا قبیلہ آباد تھا جہاں اس کے باپ کی قبر تھی ایک جگہ وہ اپنے اونٹ سے اتر گیا سامنے بنو ایاد کا بوڑھا سردار عطاف بن جابر کھڑا تھا عمرو آگے بڑھا سب خانہ بدوش وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان میں بے چاری وہ پاگل اور دیوانی ربیعہ بھی تھی۔ جو کبھی عمرو بن عدی کے باپ سے ٹوٹ کر محبت کرتی تھی۔ عمرو بن عدی نے اپنے اونٹ کی گردن سے بندھے ہوئے الزباء کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عطاف بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

داوا ادھر دیکھ میں ملکہ الزباء کا سر کاٹ لایا ہوں اب تم اپنے سر پر عمامہ باندھ سکتے ہو۔ میں نے اپنے باپ کا انتقام لے لیا ہے۔ دیوانی اور پاگل ربیعہ بھاگ کر آگے بڑھی ملکہ الزباء کا کٹا ہوا سر اس نے دیکھا پھر قہقہے لگانے لگی۔ زور زور سے وحشت ناک قہقہے جیسے وہ ملکہ الزباء کے قتل پر بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔

ملکہ الزباء کا سر عدی بن نصر کی قبر کے پاؤں کی طرف زمین میں دبا دیا گیا تھا اسی روز عمرو نے اپنے ہاتھوں سے عطاف کے سر پر عمامہ باندھا اور عمرو بن عدی کی شادی صفیہ سے ہو گئی تھی۔

سورج غروب ہو جانے کے بعد جبکہ نخلستان کی صبح چاندنی میں دن بھر کا تھکا ہارا صحرا جاگ رہا تھا عمرو بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اس حالت میں کہ وہ خانہ بدوش حسین اور ساحرہ انداز صفیہ اس کے گھوڑے پر اسکے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ اب وہ اس کی بیوی جو تھی۔

ہر طرف خوشی اور انبساط کی لہریں بکھر گئیں تھیں جیسے برسوں کا پیاسا صحرا عدی بن نصر کا انتقام مکمل ہونے کے بعد ترو تازہ ہو کر مسکرا اٹھا ہو۔ نخلستانوں کے نواح میں صحرا کے گیت بکھر گئے تھے۔ لیکن ربیعہ جو پاگل ہو گئی تھی اسے اب بھی اپنے حبیب اور منسوب عدی بن نصر کا انتظار تھا۔ جس کی قبر بنو ایاد کے نخلستانوں میں تھی اور روح تپتے صحراؤں کے اندر فطرت کے رنگین عناصر کی جنگ میں بھٹک رہی تھی۔

○

اٹلی میں قیصر روم ٹیٹس کی موت کے بعد اس کا بھائی ڈومیشین رومنوں کا شہنشاہ بنا تھا۔ اس شخص نے پہلے مشہور رومن جرنیل کاربلو کی بیٹی ڈومیشیہ سے شادی کی تھی جس کے بطن سے اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنی بھتیجی یعنی اپنے بڑے بھائی ٹیٹس کی بیٹی جولیا سے شادی کر لی تھی۔ کہتے ہیں ڈومیشین فطرتاً" سخت مزاج اور منتقم المزاج اور ظالم حکمران تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے اپنی شمالی سرحدوں کی طرف دھیان دیا۔

شمال میں اگسٹس کے دور سے رومنوں کی سرحدیں دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب تک پہونچتی تھیں۔ ڈومیشین کے باپ وسپاسیان نے جو ایک بہترین رومن حکمران ثابت ہوا تھا اپنے دور حکومت میں شمالی سرحدوں کو مزید آگے بڑھایا تھا۔ اپنے باپ وسپاسیان کی پیروی کرتے ہوئے ڈومیشین نے بھی شمال کی طرف دھیان دیتے ہوئے رومن سرحدوں کو مزید شمال کی طرف بڑھانا چاہا۔ ڈومیشین چاہتا تھا کہ رومنوں کی سرحدیں شمال میں روس کے قدیم باشندوں کے ساتھ جا ملیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ڈومیشین نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا لشکروں کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کر کے دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کے کناروں پر جمع کیا اور ان دریاؤں کے اس پار جو وحشی قبائل تھے ان پر حملہ آور ہو کر اس نے ویٹراؤ اور ٹانوس شہروں پر قبضہ کر لیا اور مزید آگے بڑھتا ہوا یہ منزکی وادیوں میں داخل ہوا جن کے اندر بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے۔ ڈومیشین چاہتا تھا کہ ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں مستقل فوج رکھے جو سرحدوں کی حفاظت کرتی رہے اور ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا۔ منز کے قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رومن سرحدوں کو شمال کی طرف خوب پھیلا بڑھا کر رکھ دیا تھا۔

لیکن اسی دوران ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہ یہ کہ شمال مغرب کی سمت سے وحشی جرمن قبائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ قبائل چٹی کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ یاجوج ماجوج کی طرح کوہستانی سلسلوں سے اٹھے اور سب سے پہلے انہوں نے منزکی وادیوں کا رخ کیا۔ ان وحشی قبائل کے سامنے جو بھی رومن آیا انہیں انہوں نے تہ تیغ کر دیا یہاں تک کہ ان وحشی چٹی قبائل نے منزکی وادیوں سے رومنوں کو نکال باہر کیا اور جن رومنوں نے ان کا مقابلہ کیا ان رومنوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہاں سے مزید پیش

قدمی کرتے ہوئے وحشی چٹی قبائل ٹانوس اور ویٹراؤ شہروں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ یوں ایک طرح سے ان وحشی چٹی قبائل نے رومنوں کو دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب کے اس پار دھکیل کر رکھ دیا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈومیشین جانتا تھا کہ اگر حالات اسی طرح رہے تو جگہ جگہ رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ جنوب میں افریقہ والے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے مغرب میں اسپین والے اور مشرق میں ایران کی سرحدوں تک جو انہوں نے اپنی نو آبادیاں بنا رکھی تھیں سب کے بغاوت کھڑا کر دینے کے خدشات شروع ہو سکتے تھے۔ لہٰذا ڈومیشین فوراً حرکت میں آیا اس نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور اپنے چند بہترین جرنیلوں کی سرکردگی میں یہ لشکر اس نے دریائے رائین اور دریائے ڈینیوب کی طرف روانہ کئے اور حکم دیا کہ ہر صورت میں وحشی چٹی قبائل کو پیچھے دھکیل کر اپنی سرحدوں کو بحال کیا جائے۔ یہ نیا لشکر ایک عرصے تک چٹی قبائل کے خلاف برسرپیکار رہا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر چٹی قبائل کو اپنی سرحدوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ڈومیشین کی بدقسمتی کہ چٹی وحشی قبائل کی بربریت ختم کرنے کے لئے جو لشکر اس نے اپنے شمال کی طرف روانہ کیا تھا اس لشکر کے اس نے دو جرنیل مقرر کئے تھے ایک انتونیوس جو مشہور رومن جرنیل مارک انتونی کا رشتہ دار تھا اور دوسرا ناربانیوس تھا۔ ان دونوں میں بہترین کارکردگی انتونیوس نے دکھائی تھی اور اسی کی وجہ سے رومن وحشی جرمن قبائل کو اپنی سرحدوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ وحشی جرمن قبائل کے متعلق رومن خیال کرتے تھے کہ وہ ناقابل شکست ہیں اور یہ کہ بڑے خونخوار قبائل ہیں اور انسانی گوشت تک کھا جاتے ہیں۔ لہٰذا رومنوں کو یہ امید تک بھی نہ تھی کہ وہ وحشی چٹی قبائل کے خلاف کامیابیاں حاصل کریں گے یہ ساری کامیابیاں چونکہ ان کے جرنیل انتونیوس کی مرہون منت تھی لہٰذا چٹی قبائل کو شکست دینے کے بعد انتونیوس نے اپنے لشکریوں میں بے پناہ ہردلعزیزی حاصل کر لی تھی۔

اسی ہردلعزیزی کی وجہ سے شائد انتونیوس کا دماغ خراب ہو گیا اور اس نے ڈومیشین کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے خود رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ وحشی رومن قبائل چٹیوں کی سرکوبی کیلئے جو لشکر آیا تھا دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصے نے انتونیوس کا ساتھ دیا اور اسے رومن شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ جبکہ لشکر کے دوسرے حصے نے دوسرے جرنیل ناربانیوس کا ساتھ دیا تھا۔

بغاوت کی یہ خبریں جب روم میں ڈومیشین کو پہونچیں تو وہ بڑا فکرمند ہوا۔ وہ جانتا تھا

کہ انتونیوس بڑا پائے کا جرنیل ہے اور اگر وحشی چٹی قبائل کو شکست دینے والے سارے لشکر کو وہ اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا تو اسے کوئی طاقت اور قوت رومنوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے روم میں داخل ہونے سے روک نہ سکے گی۔ اس صورت حال کا سامنا کرنے کیلئے ڈومیٹیئن فوراً حرکت میں آیا اور اسپین میں جس قدر رومن لشکر تھے انہیں اس نے طلب کر لیا۔ اسے خیال تھا کہ اسپین ایک عرصے سے رومنوں کے ساتھ چلا آ رہا ہے اور اگر وہاں سے لشکر روم میں منگا لئے جائیں تو اسے امید تھی کہ اسپین کے حالات میں کوئی ابتری پیدا نہیں ہو گی۔ بہرحال ڈومیٹیئن کے حکم پر لشکر روم شہر کے آس پاس آ جمع ہوئے جب ان لشکروں کی تعداد کافی بڑھ گئی تو ڈومیٹیئن خود روم سے نکلا اور ان لشکروں کی کمانداری کرتے ہوئے شمال کی طرف بڑھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خود میدان جنگ میں آئے اور انتونیوس کی بغاوت کو فرو کرے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر یہ بغاوت فرو نہ ہوئی تو انتونیوس روم کی طرف بڑھے گا اور اپنے ہاتھوں سے ڈومیٹیئن کو قتل کر دے گا۔ لہٰذا ڈومیٹیئن اس سے پہلے ہی اپنی زندگی کی حفاظت کا سامان کر لینا چاہتا تھا۔

دوسری طرف شمالی سرحدوں پر کام کرنے والے دونوں جرنیلوں یعنی انتونیوس اور ناربانیوس میں ٹھن گئی۔ انتونیوس نے تو رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف ناربانیوس ڈومیٹیئن کا وفادار رہنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس بناء پر دونوں جرنیلوں نے ایک دوسرے سے ٹکرانے کا عزم کر لیا۔ دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کو لے کر ایک دوسرے کے سامنے آئے دریائے ڈینیوب اور دریائے رائین کی وادیوں میں خوفناک جنگیں ہوئیں جس کے نتیجے میں ڈومیٹیئن کی خوش قسمتی کہ انتونیوس مغلوب رہا اور ناربانیوس نے سارے باغی لشکروں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا تھا۔ رومن شہنشاہ ڈومیٹیئن اسپین سے آنے والے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے خبر ملی کہ اس کے جرنیل ناربانیوس نے انتونیوس اور اس کے باغی لشکریوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی ڈومیٹیئن نے سکھ کا سانس لیا تاہم وہ اسپین سے آنے والے لشکر کے ساتھ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائین کی سرحدوں تک گیا خود اس نے حالات کا جائزہ لیا اور اپنے جرنیل ناربانیوس کو جس نے انتونیوس کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ خوب نوازا۔

شمالی سرحدوں پر جا کر ڈومیٹیئن کو خبر ہوئی کہ وحشی چٹی قبائل کی بغاوت کو فرو کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد اسے علم ہوا کہ انتونیوس اور ناربانیوس وحشی چٹی قبائل کی بغاوت کو فرو کرنے میں اس لئے کامیاب ہو گئے تھے کہ وہاں پر آباد دوسرے وحشی قبائل نے پشت کی طرف سے چٹیوں پر حملہ کر دیا تھا اسلئے کہ وہ چٹیوں کو

ناپسند کرتے تھے۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ان دنوں یوسیمین آباد تھے جبکہ دریائے رائین کے کنارے وحشی کوآدی قبائل آباد تھے۔ اس کے علاوہ ان قبائل سے ذرا آگے روس کی سرحدوں تک آئیز یگس قبائل تھے اور یہ سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ ان کے پہلوؤں پر وحشی ڈیسیئن جنہوں نے موجودہ رومانیہ پر مکمل قبضہ کر رکھا تھا۔ یہ سارے وحشی قبائل مشہور وحشی چٹی قبائل کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتے تھے اور یہ قبائل چٹیوں کو اپنے لئے ایک خطرہ خیال کرتے تھے لہٰذا جب رومن جرنیل انتونیوس اور ناربانیوس نے چٹیوں پر حملہ کیا تو پشت کی طرف سے ان قبائل نے بھی چٹیوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ جس کی وجہ سے چٹی قبائل پسپا ہو کر اپنے کوہستانی علاقوں کی طرف جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس طرح چٹیوں کے مقابلے میں رومنوں کو کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ بہرحال چند روز تک سرحدی علاقوں میں قیام کرنے کے حالات کا پوری طرح جائزہ لینے اور سرحدوں کو پہلے کی نسبت مضبوط کرنے کے بعد رومن شہنشاہ ڈومیٹیئن اسپین سے آنے والے اپنے لشکر کو لے کر روم کی طرف لوٹ گیا تھا جب کہ شمالی سرحدوں کا محافظ اور کماندار اس نے اپنے وفادار جرنیل ناربانیوس کو مقرر کر دیا تھا۔

وحشی جرمن چٹی قبائل کی بغاوت کو ختم ہوئے ابھی چند ہی ہفتے ہوئے تھے کہ رومنوں کے شہنشاہ ڈومیٹیئن کیلئے طرح طرح کے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ یوں کہ جب رومنوں نے وحشی چٹی قبائل کو شکست دی تو ڈلیسین قبائل کے اندر ایک انقلاب رونما ہوا۔ ڈلیسین قبائل بھی وحشی چٹی قبائل کی طرح خونخوار تھے اور شمال کے برفانی کوہستانی سلسلوں کے اندر بڑی تگ و دو کی زندگی بسر کرتے تھے۔

جب چٹیوں کی بغاوت فرو ہو گئی تو انہی دنوں ڈلیسین کے اندر یہ انقلاب رونما ہوا کہ ان پر پہلے ایک شخص بورلے حکمرانی کرتا تھا۔ اچانک ہی ان دنوں ڈلیسین قبائل کے حکمران بورلے بستہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ ڈلیبالیوس نام کا ایک شخص وحشی ڈلیسین قبائل کا سربراہ بنا۔ ڈیسپالیوس مقدر آزما اور انتہائی جنگجو قسم کا انسان تھا۔ ڈلیسین کا حکمران بنتے ہی اس نے رومنوں کے خلاف قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا۔

حکمران بنتے ہی ڈیسپالیوس نے اپنے لشکروں کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی کیا پھر اس نے دریائے رائین اور دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کے صوبہ ٹیسیا میں اس نے تباہی مچا کر رکھ دی تھی اور صوبہ موئیسیا کے رومن گورنر سینٹیوس کو جو اس کے مقابلے پر لشکر لے کر آیا تھا ڈیسپالیوس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا

طرف تباہی اور بربریت کا کھیل کھیلا یہ اطلاع جب رومن شہنشاہ ڈومیٹین کو ملی تو اس نے فورا ایک لشکر تیار کیا۔ اپنے ایک جرنیل فیسکیوس کو ساتھ لیا اور وحشی ڈیسین قبائل کی سرکوبی کیلئے نکلا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ایک ہولناک معرکہ رومنوں اور ڈیسین کے درمیان ہوا جس میں رومنوں نے ڈیسین قبائل کو پسپا کر دیا۔ اور ڈیسین قبائل دریائے ڈینیوب کے اس پار کوہستانی سلسلے میں روپوش ہو گئے۔ ڈیسین کی بغاوت فرو کرنے کے بعد خود قیصر روم ڈومیٹین تو روم لوٹ گیا جبکہ اس نے اپنے جرنیل فیسکیوس کو سرحدوں پر ہی اپنے لشکر کے ساتھ قیام کرنے کا حکم دیا۔

ڈیسین قبائل کو شکست دینے کے بعد رومن جرنیل فیسکیوس کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ جب ڈیسین دریائے ڈینیوب کو پار کرنے کے بعد کوہستانی سلسلوں کے اندر روپوش ہو گئے تو فیسکیوس نے دیگر وحشی قبائل کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ شمالی سرحدوں پر کوئی بھی وحشی قبیلہ رومنوں کیلئے آنے والے دنوں میں خیالات نہ ہو اس مقصد کیلئے فیسکیوس نے کارپیتھین قبائل کا رخ کیا یہ قبائل بھی وحشی تھے اور بڑی خونخوارانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ فیسکیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ اچانک کارپیتھین کو جا لیا۔ اچانک ان پر حملہ کر کے ان کا خوب قتل عام کیا اور انہیں اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کیا اور انکے مرکزی شہر میں داخل ہوا۔

وحشی کارپیتھین قبائل کو رومن جرنیل فیسکیوس کی یہ حرکت پسند نہ آئی وہ حملہ آور ہونے سے وقتی طور پر پسپا ضرور ہوئے تھے لیکن انہوں نے اپنی قوت کو مجتمع کرنا شروع کر دیا اور جوں ہی رومن جرنیل فیسکیوس چند روز تک کارپیتھین قبائل کے مرکزی شہر میں قیام کرنے کے بعد دریائے ڈینیوب کی طرف جانے کے لئے نکلا کارپیتھین قبائل ٹڈی دل کی طرح کوہستانی سلسلوں کے اندر سے نمودار ہوئے اور رومن جرنیل فیسکیوس پر حملہ آور ہو گئے۔ فیسکیوس کے سارے لشکر کو انہوں نے تہہ تیغ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ یہ ہولناک جنگ تمس کی وادیوں میں لڑی گئی جہاں ہر طرف رومنوں کا خون بہہ نکلا تھا رومن جرنیل فیسکیوس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر دریائے ڈینیوب کے اس پار بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈومیٹین کو ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ روم سے نکلنا پڑا۔ اپنے جرنیل فیسکیوس کو اس نے اپنے ساتھ لیا اور کارپیتھین کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے رومنوں اور وحشی کارپیتھین قبائل کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کا پلہ بھاری رہا اور کارپیتھین قبائل [illegible]

بھاگ گئے اس طرح ڈومیٹین نے اپنے دور میں شمال کے وحشی قبائل کو باری باری اپنا زیر اور مطیع بنا کر رکھ دیا تھا۔ ڈومیٹین ہی کے دور میں انگلستان کے رومن گورنر ایگریکولا نے انگلستان کے ان علاقوں کی طرف پیش قدمی کی جن پر ابھی تک رومنوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور بہت سے علاقے اس نے فتح کر کے رومن سلطنت میں شامل کر لئے تھے۔

رومن شہنشاہ ڈومیٹین کو اپنے دور حکومت میں بار بار شمال کی طرف فوجی کارروائیاں کرنی پڑی تھیں اور بڑی مشکل سے شمال کے وحشی قبائل کو زیر اور مطیع کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ان ساری بغاوتوں اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والی جنگوں کو دیکھتے ہوئے ڈومیٹین نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ جب تک اس کا لشکر مضبوط اور بہتر ہتھیاروں سے مسلح ہے اس وقت تک کوئی اسے شہنشاہیت سے محروم نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ایک طرف اس نے اپنے لشکروں میں اضافہ کیا دوسری طرف اس نے اپنے لشکریوں کی تنخواہ ایک تہائی بڑھا دی۔ اس طرح حکومت کے اخراجات بڑھے تھے اس کے علاوہ ڈومیٹین بڑا شاہ خرچ تھا۔ وہ شہرت حاصل کرنے کے لئے لوگوں کے قرضے عموماً معاف کر دیا کرتا تھا جو حکومت سے قرض لیتے تھے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ تھیٹروں کا بھی اہتمام کرتا تھا اس پر بھی بہت سے اخراجات اٹھتے تھے۔ ان سارے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ڈومیٹین نے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے زبردستی دولت نکالنا شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جگہ جگہ ڈومیٹین کے مخالف اور دشمن اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان ہی میں سے ایک شخص نے اچانک ڈومیٹین پر حملہ کیا اور خنجر گھونپ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ ڈومیٹین کی موت پر رومنوں کے سرکردہ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا کہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے وہ انکے پیچھے لگا ہوا تھا۔ ڈومیٹین کی موت کے بعد نروا رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

○

ایک روز سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے یوناف دریائے نیل کے کنارے وحشی قبائل کے سردار کلاوش کی حویلی کے باہر ایک درخت تلے اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی مٹھاس اور شہد بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ یوناف میرے حبیب میرے عزیز۔ کیا سوچ رہے ہو۔ یوناف کہنے لگا کچھ بھی نہیں۔ بس یونہی یہاں اس درخت تلے بیٹھا ہوں۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔ میں تم سے دو باتیں کہنا چاہتی ہوں۔ یوناف متوجہ ہو گیا اور کہنے لگا کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔ ابلیکا پھر بولی اور کہتے لگی۔

پہلی بات یہ کہ تم اس وحشی قبائل کے سردار کلاوش کی بیٹی ملیتا سے شادی مت کرنا۔ دیکھ یوناف ان وحشی قبائل کا ایک جوان ملیتا کو پسند کرتا ہے گو ملیتا اس سے محبت نہیں کرتی لیکن وہ اندر ہی اندر سے چاہے جا رہا ہے اور وہ ملیتا سے شادی کا خواہشمند ہے۔ تمہارے یہاں آنے سے وہ ایک طرح کے رشک و حسد میں مبتلا ہو چکا ہے اور اگر تم نے ملیتا سے شادی کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم ملیتا کو اس کے حال پر چھوڑ دو تاکہ وہ نوجوان اگر چاہے تو اس سے شادی کر لے۔ اس پر یوناف نے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ ملیتا سے شادی کا خواہشمند قبیلے کے جوان کا نام کیا ہے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی اس کا نام عرباس ہے اور وہ دیوانگی کی حد تک ملیتا کو چاہتا ہے۔ اس پر یوناف ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا جو کچھ تو چاہ رہی ہے۔ ایسا فیصلہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ سردار کلاوش نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں اس کی بیٹی سے شادی کر لوں۔ لیکن میں نے اس معاملے کو ٹال دیا تھا۔ دیکھ ابلیکا میں شادی وادی کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ یبوسا کی موت نے میرا دل توڑ دیا ہے اور میرے ذہن کی روشنی کو ایک طرح سے اس نے بجھا دیا ہے۔ مجھے اس ملیتا میں کوئی دلچسپی نہیں۔ میں عرباس سے ملوں گا اور اسے بتاؤں گا کہ میں اس کے راستے کی دیوار اور پتھر نہیں بنوں گا۔ بلکہ وہ جب اور جس وقت چاہے ملیتا سے شادی کر لے میرا ملیتا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر ابلیکا نے خوشی بھری آواز میں پھر کہا۔

چلو ایک معاملہ تو طے ہوا۔ اب میں دوسرے معاملہ کی طرف آتی ہوں۔ دیکھو ان وحشی قبائل کے کوہستانی سلسلے کی غار میں پائیرو اس وقت اکیلا گہری نیند سویا ہوا ہے اگر تم چاہو تو اس وقت اس پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہونچا سکتے ہو۔ اگر تم بار بار اسی طرح اسے نقصان اور اذیت پہونچاتے رہو تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ تمہارے خلاف خود بخود حرکت میں آنے کی کوشش نہیں کرے گا تاوقتیکہ ابلیس اسے اکسا کر ایسا کرنے پر مجبور نہ کرے۔ اس پر یوناف نے ابلیکا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

دیکھ ابلیکا اس پائیرو کا بندوبست میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ ان وحشی قبائل کے اندر ایک بہت بڑی جسامت اور طاقت کا بن مانس ہے میں پہلے ہی سے اپنے ساتھ مانوس کر چکا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی میں تمہاری ساری حرکات دیکھ چکی ہوں اور بن مانس کا بھی جائزہ لے چکی ہوں۔ وہ واقعی بہت بڑی جسامت کا بن مانس ہے اور بڑا طاقتور ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ جب تم اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کرو گے تو وہ پائیرو

کے سامنے ایک مصیبت بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا۔ میں ابھی اور اسی وقت غار کی طرف جاتا ہوں۔ پہلے میں بن مانس کی طرف جاتا ہوں۔ اسے اپنے ساتھ لیتا ہوں پھر غار میں داخل ہو کر میں پائیرو پر حملہ آور ہوتا ہوں میرے خیال میں میں اگر اس پائیرو پر یہ بن مانس کے ساتھ خوب اچھی طرح کارگر ضربیں لگانے میں کامیاب ہو گیا تو میں اس پائیرو کو اس غار سے بھگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر میں اس وحشی قبیلے کے لوگوں کو اس غار میں لے جاؤں گا اور جب وہ یہ دیکھیں گے کہ وہاں سے پائیرو بھاگ گیا ہے تو وہ بڑے خوش ہوں گے اس کے بعد میں عرباس نام کے اس جوان سے ملوں گا جو ملیتا سے شادی کا خواہشمند ہے اس کے دل میں میرے خلاف کوئی غلط فہمیاں ہیں تو انہیں دور کروں گا تاکہ ان وحشی قبائل کے اندر ملیتا کے حوالے سے میرا رقیب اور حاسد پیدا نہ ہو۔ جواب میں ابلیکا خاموش رہی جبکہ یوناف اس سمت چل دیا تھا جہاں بن مانس بندھا رہتا تھا۔

یوناف جب اس بن مانس کے قریب آیا تو اس نے دیکھا وحشی قبیلے سے تعلق رکھنے والے جس شخص سے اس نے وہ بن مانس خریدا تھا اور بڑی رقم دے کر بن مانس کی دیکھ بھال پر مقرر کیا تھا وہ بن مانس کو اس وقت اس کی خوراک دے رہا تھا۔ یوناف چونکہ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس بن مانس کو اپنے ساتھ مانوس کر چکا تھا لہٰذا وہ آگے بڑھا اور بن مانس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ دیو قامت بن مانس جواب میں یوناف کی چھاتی پر بڑے پیار سے اپنا منہ رگڑنے لگا تھا۔

بن مانس کا سابقہ مالک تھوڑی دیر تک یوناف اور بن مانس کی حرکات کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ کسی قدر شک و شبہ کی نگاہ سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اے مہربان! اجنبی مجھے تمہاری سمجھ نہیں آئی۔ میں حیران اور پریشان ہوں کہ تم نے اس بن مانس کو اس قدر جلدی اپنے ساتھ کیسے مانوس کر لیا۔ حالانکہ اسے میرے پاس ایک عرصہ ہو گیا اور یہ بستی کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ابھی تک مانوس نہیں ہوا۔ جو بھی اس کے قریب جاتا ہے یہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے لوگ اسے دور سے خوراک دے کر اپنے ساتھ مانوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی ہے۔ تم نے نہ کچھ اس بن مانس کو کھلایا ہے نہ پلایا ہے بس اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہو اور یہ بچوں کی طرح تم سے مانوس ہو جاتا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ اس پر یوناف نے کچھ سوچا پھر مسکراتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز! اس کی وجہ یہی ہے کہ میں جانوروں کی بولیاں اور ان کی حرکات اور سکنات کو سمجھتا ہوں اور ان کے مطابق ان کے ساتھ رد عمل کرتا ہوں۔ اس پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا اس کے علاوہ بھی ایک وجہ مجھے نظر آتی ہے۔ شاید اسے تم تسلیم نہ کرو۔ اس پر یوناف نے چونکنے کے انداز میں اس شخص سے پوچھا اور کیا وجہ ہے۔ وہ شخص کہنے لگا تم مجھے کوئی عام انسان نہیں لگتے۔ بڑے پراسرار شخص لگتے ہو اور مجھے یہ بھی شک و شبہ ہونے لگا ہے کہ تم غیر معمولی قوتوں اور طاقتوں کے مالک ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ہرگز اس پائیرو کے غار میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرتے۔ میرے خیال میں انہی پراسرار قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تم نے اس بن مانس کو بھی اپنے ساتھ مانوس کر لیا ہے ورنہ یہ بن مانس یوں اجنبی کے ساتھ اتنی جلدی اور اس قدر گہرے انداز میں مانوس ہونے والا نہیں ہے۔ بہرحال وجہ کچھ بھی ہو میں تمہارے ساتھ تمہاری شخصیت کو بھی سلام کرتا ہوں۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

میں اس بن مانس کو ذرا اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ میں اس وقت پائیرو کے غار میں داخل ہوں گا اور اس بن مانس کو استعمال کر کے اسے اس غار سے بھاگ جانے پر مجبور کروں گا۔ اس پر وہ شخص خوف زدہ سے لہجے میں کہنے لگا ایسا کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس سے پہلے بھی بستی والوں کے کہنے پر اس بن مانس کو ہم نے غار پر چھوڑا تھا لیکن اس پائیرو نے مار مار کر بن مانس کو باہر نکال دیا تھا یہ بن مانس کئی دن زخمی حالت میں پڑا رہا میں نے دن رات اس کی دیکھ بھال کی تب جا کر یہ بحال ہوا۔ ورنہ یہ پائیرو کی مار کھا کر مر جاتا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سن میرے عزیز۔ تم لوگوں کو اس بن مانس سے کام لینا نہیں آیا۔ آج میرے بھی کام لینے کا انداز دیکھنا۔ میں اکیلا اس بن مانس کو پائیرو کے خلاف حرکت میں نہیں آنے دوں گا بلکہ میں خود بھی پائیرو کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میں اور یہ بن مانس دونوں مل کر پائیرو کو مار مار کر اس غار سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔ اس پر وہ شخص خوف زدہ سے انداز میں کہنے لگا۔ میرے خیال میں ایسا قطعی طور پر ناممکن ہے۔ یہ بن مانس اور تم دونوں مل کر بھی پائیرو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں وہ تم دونوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پچھلی بار میں اکیلا غار میں داخل ہوا تھا۔ پائیرو کا مقابلہ کیا تھا اور لوگوں نے دیکھا تھا پائیرو میرے سامنے درد کی شدت اور اذیت سے غار کے فرش پر پڑا تڑپ اور کراہ رہا تھا اس پر وہ شخص تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ تم

کچھ عجیب و غریب اور پراسرار سے شخص لگتے ہو۔ تم عام انسانوں جیسے نہیں ہو۔ میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ غیر مرئی قوتیں بھی ہیں جنکی بناء پر تم غار میں داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ پائیرو کے ہاتھوں بچ کر غار سے باہر نکل آئے۔ بہرحال معاملہ کچھ بھی ہو میرا دل کہتا ہے کہ تم ہی وہ شخص ہو جو ہمارے ان قبائل کو پائیرو جیسی عفریت سے نجات دلا سکتے ہو۔ بہرحال جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کرو۔ میں تمہاری سلامتی اور کامیابی کی دعا مانگوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر اس بن مانس کی زنجیریں کھول دو۔ اس پر وہ شخص خوفزدہ سے لہجے میں کہنے لگا۔

بن مانس کی زنجیریں تو کھول دیتا ہوں لیکن میں غار کے منہ تک تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا اور میرے خیال میں تم اکیلے اس بن مانس کو غار تک نہیں لے جا سکو گے۔ یہ مچل جائے گا۔ بیخ پا ہو گا اور راستے میں جو شخص بھی اسے نظر آیا یہ اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا نہیں یہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ تم اس کی زنجیریں کھولو۔ پھر دیکھو میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں۔ اس پر وہ شخص ڈرتے جھجکتے آگے بڑھا باری باری دونوں طرف کی اس نے زنجیریں کھول دیں تھیں۔ عین اس وقت یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور اس بن مانس کی جسامت اس نے دس گنا کم کر کے اسے ایک بندر کے چھوٹے بچے کی طرح اٹھایا اور اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی چری زنبیل میں ڈال لیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ شخص خوفزدہ اور پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ہکلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اے اجنبی یہ تو نے کیا معاملہ کیا تو نے اتنے بڑے اور دیو پیکر اس بن مانس کو کیسے اور کیونکر چھوٹے سے ایک بندر میں تبدیل کر کے اپنے اس چمڑے کی زنبیل میں ڈال لیا ہے۔ اے شخص تو کون ہے کیسے تو نے اس بن مانس کو چھوٹا کر دیا۔ تو نے اس پر کیا عمل کیا۔ تو انسان ہے یا تیرا تعلق جنات کی جنس سے ہے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ڈرمت میں تمہارے جیسا انسان ہوں بس میرے پاس کچھ ایسی قوتیں ہیں جو عام لوگوں کے پاس نہیں ہیں انہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے میں پائیرو کے غار میں داخل ہوا تھا اور سلامتی کے ساتھ نکل آیا تھا تم خوفزدہ نہ ہو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تم میرے بھائی ہو۔ اس پر وہ شخص کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم غار میں رہنے والے پائیرو کو یہاں سے بھگانے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس لئے کہ تم جیسا شخص جو اس قسم کی ہولناک طاقتیں رکھتا ہے وہ پائیرو کو ضرور

یہاں سے مار بھگائے گا۔ اب تم جاؤ میں تمہاری کامیابی کی دعا کروں گا۔ ساتھ ہی میں بستی کے لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم پائیرو کو یہاں سے بھگانے کے لئے غار میں داخل ہو رہے ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا تھا۔ جبکہ یوناف بڑی تیزی سے پائیرو کے غار کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

سورج غروب ہو رہا تھا فضاؤں کے اندر تاریکیاں اپنے پر پھیلانے لگی تھیں سائے دراز ہو کر روپوش ہو گئے تھے۔ بستی اور گھروں کے اندر سے کھانے پکنے کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اندھیرے اجالوں پر غالب آتے ہوئے دنیا کو تاریک زندان کی صورت دینے لگے تھے۔ ایسے میں اپنے گلے میں اپنی چرمی زنبیل ڈالے یوناف پائیرو کے غار میں داخل ہوا غار میں تھوڑا سا آگے گیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی سنو یوناف پائیرو اس وقت گہری نیند سویا ہوا ہے۔ اور عزازیل یہاں نہیں ہے آگے بڑھو اور اس پائیرو پر حملہ آور ہو جاؤ۔ اس پر یوناف کہنے لگا آج میں اس پائیرو کو سوتے میں نہیں ماروں گا اسے جگا کر سزا دینے کی کوشش کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی زنبیل کے اندر سے بن مانس کو نکالا پہلے اسے اس کی طبعی جسامت میں لایا۔ پھر جو سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے دس گنا اضافہ کیا تو بن مانس بری طرح غرانے لگا تھا۔ غار کے اندر بن مانس کی غراہٹ کی وجہ سے پائیرو اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہ اس غراہٹ کا تعاقب کرتا ہوا اس سمت آیا تھا جہاں غار کے اندر یوناف اور بن مانس کھڑے ہوئے تھے۔

یوناف اور اس کے ساتھ بن مانس کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر پائیرو انتہائی غضبناک اور پیچ پا ہوا تھا اور وہ اپنے منہ سے انتہائی ہیبتناک آوازیں نکالتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھا تھا۔ پائیرو جب نزدیک آیا تو یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بن مانس کو اکسایا اور اس پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ جواب میں بن مانس بری طرح غرایا اور چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ آگے بڑھ کر پائیرو پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ پائیرو شاید اس بن مانس سے پہلے بھی شناسا تھا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا کہ بن مانس کو مار مار کر غار سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے لیکن اب بن مانس کی ہیئت بدل چکی تھی اس لئے کہ اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ آگے بڑھتے ہی اس بن مانس نے کچھ ایسی قوت سے اپنے دونوں ہاتھ کے تیشے پائیرو کے شانے پر مارے کہ پائیرو ایک بار بلبلا اٹھا تھا۔ عین اس موقع پر یوناف بھی حرکت میں آیا اور جس وقت بن مانس کی ضرب لگنے سے پائیرو اذیت کی وجہ سے کراہ رہا تھا اسی لمحہ یوناف نے پشت کی طرف سے پائیرو پر حملہ آور ہونے

کی ٹھانی۔ اس نے اپنی طاقت اور قوت میں بھی دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔ پھر غار میں پڑا ہوا ایک وزنی اور بھاری پتھر اٹھایا اور اسے پوری قوت کے ساتھ پائیرو کی پشت کی طرف سے اس کے سر پر دے مارا تھا۔ یہ پتھر لگنے کی وجہ سے پائیرو چکرا کر رہ گیا تھا اور زمین پر گر گیا تھا۔ زمین پر گرے ہوئے پائیرو پر بن مانس پھر برس پڑا اور اس کے جگہ جگہ ضربیں لگانے لگا تھا۔ پائیرو نے شاید اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی تکلیف اور اذیت پر قابو پا لیا تھا وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بن مانس پر جوابی ضربیں لگانے لگا تھا۔ لیکن بن مانس بھاگنے کے بجائے چٹان کی طرح جم گیا تھا اور اس پر ضربیں لگا رہا تھا اور اس کی ضربوں کی مار کو برداشت کر رہا تھا۔ یوناف پھر حرکت میں آیا اور ایک بار پھر اس نے پتھر اٹھایا اور پائیرو کے سر پر دے مارا۔ پائیرو پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی اذیت کو اس نے رفع کیا اب پائیرو بن مانس کی طرف دھیان دینے کے بجائے براہ راست یوناف کی طرف متوجہ ہوا اس لئے کہ یوناف اسے دو بار اذیت میں مبتلا کر چکا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً اپنی تلوار بے نیام کی اس پر اپنا سری عمل کیا پھر قبل اس کے کہ پائیرو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہوتا یوناف نے آگے بڑھ کر اس انداز سے پائیرو پر تلوار برسائی کہ تلوار پسلیوں کے قریب پائیرو کو چیرتی چلی گئی تھی۔ ایک بار پائیرو کرب و درد کی شدت سے کراہ اٹھا لیکن دوسرے ہی لمحے زخم پر ہاتھ پھیر کر اس نے زخم کو مندمل کر لیا تھا۔ اتنی دیر تک پشت کی طرف سے بن مانس پائیرو پر حملہ آور ہوا اور دو ہاتھوں کی ایک ضرب اس انداز سے اس نے پائیرو کی پیٹھ پر لگائی کہ پائیرو زمین پر گر گیا۔ اب زمین پر گرے ہوئے پائیرو پر یوناف اور بن مانس دونوں ایک ساتھ اولوں کی طرح برس پڑے۔ بن مانس بار بار ضربیں لگا رہا تھا جبکہ یوناف اس پر بڑی تیزی سے تلوار برساتے ہوئے زخم لگا رہا تھا۔ اور زمین پر لیٹے ہی لیٹے پائیرو اپنے زخموں کو درست کرتا رہا اور بن مانس کی ضربوں کی اذیت کو رفع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب اس نے اندازہ لگایا کہ یوناف اور بن مانس اسے اٹھنے نہیں دیں گے تو وہ شاید سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا غار سے چلا گیا تھا۔

پائیرو کے چلے جانے کے بعد یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر اس نے اس بن مانس کی قوت دس گنا کم کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا پھر اسے ساتھ لے کر غار سے باہر نکلنے لگا تھا۔ جب وہ غار کے دھانے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ وحشی قبائل کے بے شمار لوگ غار کے دھانے پر کھڑے تھے ان میں قبیلہ کا سردار کلاوش اس کی بیٹی ملیتا اور بیٹا یوثال بھی شامل تھے۔ سب سے آگے بن مانس کا سابقہ مالک کھڑا بڑی حیرت سے یوناف اور بن مانس کو غار سے نکلتے دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کے قریب آ کر یوناف بن مانس کے ساتھ رکا

اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ دریائے نیل کے کنارے بسنے والے لوگو۔ پائیرو جو اس غار کے اندر تمہارے لئے اذیت۔ تمہارے لئے دکھوں اور تکلیفوں کا باعث بنا تھا میں نے اسے غار سے مار بھگایا ہے۔ اب یہ غار خالی پڑا ہے اس کے اندر کوئی پائیرو نہیں۔ میں نے اسے مار مار کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر تم لوگوں کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو کچھ لوگ میرے ساتھ آؤ۔ سارا غار گھوم کر دیکھ لو۔ یہاں پائیرو نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یوناف کی اس پیشکش پر وحشی قبیلے کے بہت سے لوگ اپنے ہاتھوں میں نیزے تھامے یوناف کے ساتھ غار کے اندر جانے پر رضامند ہو گئے تھے۔ بن مانس کو لئے یوناف ان جوانوں کے ساتھ غار میں داخل ہوا تھا۔ سارا غار اس نے انہیں گھمایا۔ جب سارا غار گھوم کر انہوں نے کہیں بھی پائیرو کو نہ پایا تو مطمئن ہو کر باہر آئے اور لوگوں سے انہوں نے تصدیق کر دی کہ پائیرو واقعی وہاں سے چلا گیا ہے۔ اس پر اس وحشی قبیلے کے لوگوں نے بڑے بڑے ڈھول بجاتے ہوئے پائیرو کے جانے پر خوشیاں منانے کی ابتداء کر دی تھی۔

جس وقت لوگ خوشیاں منا رہے تھے یوناف بن مانس کے ساتھ سابقہ مالک کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تو میرے لئے دو کام کر۔ ایک تو بن مانس کو وہاں لے جا کر باندھ دے جہاں تو اسے باندھتا ہے دوسرے یہ کہ مجھے کیا تو بتا سکتا ہے کہ تیرے قبیلے کا نوجوان جس کا نام عریاس ہے اس وقت کہاں ہو گا۔ اس پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا۔

میں حیران اور پریشان ہوں کہ یہ بن مانس تمہارے ساتھ کھڑا ہے لوگوں کے اس قدر بڑے جمگھٹے کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے اور بالکل مطمئن ہے جبکہ پہلے یہ اس قسم کا ردعمل ظاہر نہیں کرتا تھا۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر یہ حملہ آور ہونے کو ٹوٹ پڑتا تھا۔ میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم نے اس بن مانس کو مانس بنا کر رکھ دیا ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں عریاس اس وقت کہاں ہے یوناف بن مانس کا ہاتھ تھامے اس شخص کے ساتھ ہو لیا تھا۔ وہ شخص ایک جوان کے سامنے رکا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ عریاس ہے جس کا آپ پوچھ رہے تھے یوناف پھر بولا اور کہنے لگا تو اس بن مانس کو لے کر چلا جا۔ اب میں عریاس سے بات کر لیتا ہوں وہ شخص اس بن مانس کو لے کر چلا گیا۔ یوناف آگے بڑھا اور عریاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا تو تھوڑا سا وقت مجھے دے سکتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری ہی بہتری اور بھلائی ہے۔ اس پر عریاس نے تھوڑی دیر تک سر سے لے کر پاؤں تک یوناف کو بڑے غور سے دیکھا پھر وہ ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا ہاں میں تمہاری بات سننے کے لئے تیار ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف

ایک طرف چٹان نما پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا وہاں آؤ وہاں بیٹھ کر تم سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ عریاس کچھ کہے بغیر یوناف کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں پتھر پر جا کر بیٹھ گئے پھر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عریاس میرے عزیز۔ تو جانتا ہے میں اس بستی میں ایک اجنبی ایک مسافر ہوں۔ اس پر عریاس فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ پر بہت جلد اجنبیت اور مسافرت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ تم پائیرو کو یہاں سے نکال بھگانے میں کامیاب ہو گئے ہو اور اب ان قبائل کا سردار کلاوش اپنی حسین اور جمیل بیٹی ملیتا سے تمہاری شادی کر دے گا۔ جب یہ شادی ہو جائے گی پھر تم اس قبیلے کے ایک فرد کی حیثیت سے یہاں زندگی بسر کرو گے پھر کیسی مسافرت۔ کیسی اجنبیت۔

عریاس کی اس گفتگو سے یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ بولا کہنے لگا دیکھ عریاس میں تمہاری یہی غلط فہمی دور کرنے کے لئے تمہیں یہاں اس چٹان پر علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو عریاس مجھے نہ تم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ تمہارے سردار کلاوش سے کوئی تعلق ہے اور نہ میں اس کی بیٹی ملیتا کو چاہتا ہوں۔ نہ اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں۔ دیکھ میرے عزیز میں جانتا ہوں کہ تو ملیتا کو پسند کرتا ہے میں نہیں جانتا کہ ملیتا کے تمہارے متعلق کیا جذبات ہیں۔ اس کے دل میں تمہارے متعلق چاہت یا محبت ہے یا نہیں۔ اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی غرض و غائیت ہے۔ میں تو تم پر صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں ملیتا سے شادی نہیں کر رہا۔ دیکھ عریاس میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور نیکی کے فروغ ہی کے لئے کام کرتا ہوں۔ میں ملیتا کو تم سے چھین کر بدی کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا۔

دیکھ عریاس اب جبکہ اپنے وعدے کے مطابق میں اس پائیرو کو یہاں سے مار بھگانے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو جس کام کی غرض سے میں ان قبائل میں داخل ہوا تھا میری وہ غرض پوری ہو گئی یعنی میں نے پائیرو کو مار بھگایا۔ اب میرا یہاں کوئی کام کوئی نظر یہ کوئی مقصد نہیں ہے اب میں یہاں سے ادھر ہی کوچ کر جاؤں گا جدھر سے میں یہاں آیا تھا۔ دیکھ عریاس میرے عزیز کسی قسم کی غلط فہمی اور دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔ میرا اس ملیتا سے کوئی تعلق نہیں ہے میں آج ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا اور تجھے وصیت کروں گا کہ میری روانگی کے بعد تو اپنے کسی بزرگ کو کلاوش کی طرف بھیج اور اپنے لئے ملیتا کو مانگ لے۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عریاس آگے بڑھ کر بری طرح یوناف سے لپٹ گیا تھا

پھر وہ علیحدہ ہوا اور کہنے لگا۔ یوناف تم ان قبائل کیلئے اجنبی ہو پر میرے لئے تم اب اجنبی نہیں رہے تم نے اپنی گفتگو سے اپنے آپ کو میرا بھائی ثابت کر دیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس گفتگو سے پہلے میرے دل میں تمہارے لئے انتقامی جذبے اور نفرت کے طوفان جنم لے چکے تھے۔ لیکن اب تم نے میرا دل صاف کر دیا ہے۔ میری ساری غلط فہمیاں دھو کر نکال دی ہیں۔ دیکھو یوناف میں تیرا ممنون۔ تیرا شکرگزرا ہوں کاش تو یہاں رہتا اور میں تیری ساری عمر خدمت کرتا۔ اس پر یوناف عریاس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری تمہارے لئے دعا ہے کہ تم ملیتا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ اور اس کے ساتھ خوش و خرم اور پرسکون زندگی بسر کرو۔ یوناف یہاں تک کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ قبائل کا سردار کلاوش اس کی بیٹی ملیتا اور بیٹا یوثال ان کی طرف آتے دکھائی دیئے تھے۔

یوناف کے قریب آ کر سردار کلاوش تھوڑی دیر تک رکا۔ بڑی غور سے یوناف کو دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا اور کہنے لگا یوناف میرے عزیز تم نے میرے قبائل میں وہ معرکہ سر کیا ہے جو کوئی کر نہیں سکتا تھا۔ تم نے اپنے وعدے کے مطابق پائیرو کو ہمارے غاروں سے مار بھگایا ہے۔ میرے قبائل کے سارے افراد تمہارے ممنوں اور شکرگزار ہیں۔ دیکھ یوناف جب تو اس بستی میں داخل ہوا تھا اور مجھ سے تو نے وعدہ کیا تھا کہ تم پائیرو کو مار بھگاؤ گے تو اس وقت میں نے بھی تمہارے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا کہ اگر تم پائیرو کو مار بھگانے میں کامیاب ہوئے تو میں اپنی اکلوتی بیٹی ملیتا کو تم سے بیاہ دوں گا۔ اب تم میرے ساتھ میری حویلی میں چلو آج رات قبائل کے سب لوگ جشن منائیں گے اور اسی جشن کے دوران میں اپنی اکلوتی بیٹی ملیتا کو تم سے بیاہ دوں گا۔ کلاوش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار کلاوش۔ میں تمہارے قبائل میں قیام نہیں کروں گا۔ میں یمن کے شہر مارب سے اس طرف آیا تھا اور آج ادھر ہی واپس چلا جاؤں گا۔ میں نے پائیرو کو یہاں سے مار بھگانے کا وعدہ کیا تھا یہ میری زندگی کا ایک مشن اور میری زندگی کا ایک مقصد تھا جو میں نے پورا کر لیا۔ دیکھ کلاوش ملیتا سے میری شادی کا وعدہ تم نے یکطرفہ کیا تھا۔ میری طرف سے اس میں کسی قسم کی ہاں یا کسی قسم کی رضامندی شامل نہیں تھی۔ دیکھ کلاوش میں تمہاری بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ میں آج ہی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ اس موقع پر سردار کلاوش میں اگر تم سے کوئی چیز مانگوں تو تم انکار تو نہیں کرو گے۔

جواب میں سردار کلاوش بڑے غور اور انہاک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تو بڑا عظیم انسان ہے۔ تیری جگہ کوئی اور ہوتا تو کبھی بھی میری بیٹی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار نہ کرتا۔ تو جانتا ہے کہ میں ان قبائل کا سردار ہوں اور ان قبائل کی بڑی قوت اور طاقت ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ ملیتا ان قبائل کے سردار کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کی حسین و جمیل ہے۔ پھر بھی تیرا اس سے شادی نہ کرنے کا ارادہ اس بات کی غمازی ہے کہ تو بڑا بے غرض اور انتہائی مخلص اور غیرلالچی انسان ہے اور اب تم مجھ سے کیا مانگتے ہو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جو چیز مانگو گے اگر وہ چیز میرے پاس ہوئی تو میں تمہیں دینے سے انکار نہیں کروں گا۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار کلاوش۔ اس عریاس نام کا جوان کا تعلق تمہارے قبیلے سے ہے یہ تمہاری بیٹی ملیتا کو جنون کی حد تک پسند کرتا ہے اگر تو برا نہ مانے اور مناسب جانے تو اپنی بیٹی ملیتا کو اس عریاس سے بیاہ دے۔ یہ تیری بیٹی کو خوش اور پرسکون رکھے گا۔ جواب میں کلاوش مسکراتے ہوئے بولا۔ اور کہنے لگا۔ یوناف میرے عزیز تم نے مانگنے کو بھی کیا مانگا ہے۔ بڑی چیز مانگتے۔ میں عریاس کو جانتا ہوں۔ یہ بہت اچھا اور محنتی جوان ہے۔ میں تمہاری بات کو ٹالوں گا نہیں۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی ملیتا کو عریاس سے بیاہ دوں گا۔ یوناف بولا اور کہنے لگا سردار کلاوش تیری مہربانی تیرا بڑا شکریہ تو نے میری بات رکھ لی۔ جواب میں کلاوش بولا اور کہنے لگا اب تم میرے ساتھ میری حویلی چلو۔ پائیرو کے مار بھگانے کی خوشی میں آج ہمارے قبیلے میں جشن منایا جائے گا میں چاہتا ہوں تم اس جشن میں ایک ہیرو کی حیثیت سے شامل ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا نہیں کلاوش میں اس جشن میں شامل نہیں ہوں گا۔ میری تم سے یہ التجا ہے کہ تم اس جشن کے دوران اپنی بیٹی ملیتا کو عریاس سے بیاہ دینا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ اچانک وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ سردار کلاوش اس کی بیٹی ملیتا۔ بیٹا یوثال اور عریاس چاروں یوناف کو اپنے سامنے سے یوں غائب ہو جانے پر حیران اور ششدر رہ گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ گم سم سے ہو کر اپنے اطراف میں دیکھتے ہوئے یوناف کو تلاش کرتے رہے جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ وہاں سے جا چکا ہے تب وہ پیچھے ہٹے اور پھر وہاں جمع ہونے والے قبائل کے لوگوں کے ساتھ واپس اپنی بستی کی طرف جا رہے تھے۔ کلاوش کے پاس سے غائب ہونے کے بعد یوناف بن مانس کے قریب نمودار ہوا اس کی جسامت کم کر کے اسے ساتھ لیا اور یمن کی طرف چلا گیا۔

○

رومنوں کے شہنشاہ ڈومیشن کی موت کے بعد ایک شخص نروا کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ چنا۔ نروا کی عمر تخت نشینی کے وقت ساٹھ سال کی تھی۔ یہ ایک پڑھا لکھا اور ادبی انسان تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ حکومت کی کچھ زمینوں کو فروخت کر کے اس نے خزانے میں کافی رقم جمع کروائی اور پھر اس نے وہ زائد ٹیکس معاف کر دیئے جو قیصر روم ڈومیشن نے اپنے دور میں لوگوں پر عائد کئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں نے سازش کر کے اسے ہلاک کر دیا تھا۔

نروا چونکہ تخت نشینی کے وقت بوڑھا لاغر اور کمزور انسان تھا لہٰذا اپنے مشیروں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرے جو اس کی موت کے بعد رومنوں کا شہنشاہ بنے۔ نروا کی کوئی قابل ذکر اولاد نہ تھی۔ لہٰذا اس کی نظر ایک جوان ٹراجن پر پڑی۔ یہ ٹراجن رومنوں کا بہترین بڑا کامیاب اور دلیر جرنیل تھا۔ رومن شہنشاہ ویسپا سیان نے اپنے دور حکومت میں اس کو بڑا نوازا تھا۔ جس وقت نروا شہنشاہ بنا اس وقت ٹراجن دریائے رائن کے کنارے اس لشکر کے ساتھ مقیم تھا جو اس کے تحت کام کر رہا تھا۔ ٹراجن کے ذمے جرمنی کے بالائی حصوں کی حفاظت کی ذمہ داری تھی۔ شہنشاہ نروا ٹراجن کی دلیری اور بہادری سے بے حد متاثر تھا۔ لہٰذا ایک روز یہ جیوپیٹر کے مندر میں گیا اور سارے پجاریوں کے سامنے اس نے نہ صرف یہ کہ ٹراجن کو اپنا بیٹا بنایا بلکہ سب سے عہد لیا کہ اس کے بعد ٹراجن کو شہنشاہ مقرر کیا جائے گا۔ دوسری طرف ٹراجن جرمنی میں ہی مقیم رہا اور اسے شہنشاہ کے فیصلے سے آگاہ کر دیا گیا کہ شہنشاہ نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور یہ کہ اس کی موت کے بعد وہ رومنوں کا شہنشاہ بنے گا۔ اس کے علاوہ قیصر روم نروا اور سینٹ کے ارکان نے ٹراجن کو قیصر کا لقب استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی تھی۔

اس اعلان کے تھوڑے ہی عرصے بعد نروا اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کی جگہ ٹراجن رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ٹراجن کے شہنشاہ بننے کے ساتھ ہی رومنوں کی شمالی سرحد پر آباد ڈیسین وحشی قبائل نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے اور ان کے حکمران ڈیسبالیوس نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کرتے ہوئے سرحدوں پر یلغار کرنا شروع کر دی تھی۔ ٹراجن چونکہ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کے کناروں پر جرمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے ایک عرصہ گزار چکا تھا لہٰذا اس نے ڈیسبالیوس سے خطرہ محسوس کیا اور اپنے لشکر

کے ساتھ وہ فوراً حرکت میں آیا اور ڈیسبالیوس کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بڑھا۔ رومنوں اور ڈیسین قبائل کی سرحدوں پر ہولناک جنگ ہوئی جس میں ڈیسین وحشی قبائل پسپا ہو کر پہاڑوں کے اندر روپوش ہو گئے۔ ٹراجن نے ڈیسین قبائل کا تعاقب نہیں کیا اس لئے کہ کوہستانی سلسلوں میں برفباری شروع ہو گئی تھی اور وہ تعاقب کر کے اس برفباری میں پھنسنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اس نے اپنے کچھ دستے دریائے ڈینیوب کے اس پار مقرر کئے اور خود لشکر کے ایک حصے کے ساتھ دریائے ڈینیوب کو پار کر کے سرسبز وادیوں کے اندر خیمہ زن ہوا تھا۔

ان حالات سے ڈیسین قبائل کے حکمران ڈیسبالیوس نے فائدہ اٹھایا برفباری کے اندر وہ ایک بار پھر وہ کوہستانی سلسلوں سے نکلا اور ٹراجن نے دریائے ڈینیوب کے اس پار جو اپنے دستے مقرر کئے تھے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ ٹراجن کو اپنے لشکر کے ساتھ برفباری کے دوران پھر دریائے ڈینیوب کو پار کرنا پڑا ایک بار پھر برفانی خطوں میں ٹراجن اور ڈیسین قبائل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ٹراجن نے ایک بار پھر ڈیسین قبائل کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس دوسری جنگ میں ٹراجن نے ڈیسین قبائل کے حکمران ڈیسبالیوس کو بدترین شکست دی۔ اس دفعہ ٹراجن نے ڈیسین قبائل اور ان کے حکمران ڈیسبالیوس کو بھاگنے نہیں دیا بلکہ جب وہ جنگ میں پسپا ہوئے تو ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ شاید ٹراجن چاہتا تھا کہ بار بار کے ڈیسین حملوں سے سرحدوں کو محفوظ کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ دور تک برف زاروں کے اندر وحشی ڈیسین قبائل کا تعاقب کر کے مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ڈیسین قبائل کے سردار ڈیسبالیوس نے جب دیکھا کہ ٹراجن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا ہے تو اس نے صلح کی درخواست کی آخر ٹراجن نے صلح کی درخواست کو قبول کیا اور ڈیسبالیوس پر چند شرائط مسلط کیں۔

ڈیسبالیوس پر یہ شرائط عائد کی گئیں تھیں کہ آئندہ وہ سرحدی علاقے کے جوانوں کو اپنے لشکر میں بھرتی نہیں کرے گا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ رومنوں اور ڈیسین قبائل کے سرحدی علاقے رومنوں کی نگہبہ داری میں رہیں گے۔ تیسری شرط یہ تھی کہ آئندہ ڈیسبالیوس اپنے لشکر میں کوئی اضافہ نہیں کرے گا اور چوتھی شرط یہ تھی کہ وہ کوہستانی سلسلے میں جن سے اتر کر ڈیسبالیوس حملہ آور ہوتا تھا وہ کوہستانی سلسلے رومنوں کے تسلط میں دے دیئے گئے تھے۔

اس طرح وقتی طور پر رومنوں اور وحشی ڈیسین قبائل کے درمیان صلح ہو گئی تھی لیکن یہ صلح کچھ دیرپا ثابت نہ ہوئی اس لئے کہ ڈیسبالیوس نے دل سے رومنوں کی

اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ ایک بار پھر وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے گا اور انہیں جنگ میں شکست دے کر اپنی آزادی کی بالادستی قائم کرے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے اندر ہی اندر پھر جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور پھر ایک جرار لشکر لے کر وہ رومن شہنشاہ ٹراجن کے مقابلے پر آیا۔ دریائے ڈینیوب کے کناروں پر ہولناک جنگ ہوئی جس میں بدقسمتی سے ڈیسبالیوس کو پھر شکست ہوئی۔ رومنوں نے اس کا تعاقب کیا اور آخرکار ڈیسبالیوس کا سر۔ ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ کر نیزوں پر نصب کر دیئے گئے۔ اس طرح ٹراجن نے رومنوں کی شمالی سرحدوں پر دریائے ڈینیوب کے اس پار وحشی ڈیسین قبائل کی یلغار کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

○

ڈیسین قبائل سے نپٹنے کے بعد رومن شہنشاہ ٹراجن نے ایران کی طرف توجہ کی۔ ایران کے بادشاہ بلاش اول کے بعد اس کا بیٹا پیکارس تخت نشین ہوا تھا اس کے عہد میں سخت بدنظمی رہی۔ اشکانی سلطنت مختلف صوبوں اور حصوں میں بٹ گئی اور ہر علاقے کا حکمران شہنشاہ کہلانے لگا۔ سب شہنشاہ اپنے اپنے نام کے سکے ڈھالتے تھے۔ چنانچہ اس عہد کے سکے پیکارس کے علاوہ اردوان اور مہرداد کے نام سے بھی پائے گئے ہیں۔ سکوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مختلف علاقوں کے خودمختار حکمران تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ علاقے کون کون سے تھے۔ پیکارس دوئم بتیس سال حکومت کرنے کے بعد ء میں فوت ہوا۔ اس کے عہد میں کوئی خاص واقعہ رونما نہیں ہوا۔ رومیوں اور ایرانیوں کے تعلقات بھی خوشگوار رہے۔

پیکارس کے بعد خسرو ایران کا بادشاہ بنا۔ خسرو کی تخت نشینی سے پہلے ہی آرمینیہ میں ایک انقلاب رونما ہوا تھا اور وہ یوں کہ آرمینیہ کا حکمران پیرداو فوت ہوا تو ایران کے بادشاہ پیکارس نے اپنے بیٹے ایکسی ڈارس کو آرمینیہ کا حکمران مقرر کر دیا۔ لہٰذا ایکسی ڈارس ایک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے آرمینیہ پر حکومت کرنے لگا اور اس نے امور سلطنت میں قیصر ردم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ یہ بات قیصر روم کو سخت ناگوار گزری تھی۔ اس دوران پیکارس مر گیا اور اس کی جگہ خسرو ایران کا بادشاہ بنا۔ اسی خسرو ہی کے عہد میں رومنوں کا شہنشاہ ٹراجن شمال کے وحشی ڈیسین قبائل سے فارغ ہو چکا تھا لہٰذا اب اس نے آرمینیہ کے سلسلے میں مشرق کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی۔

ایران کے سابق شہنشاہ پیکارس نے جو آرمینیہ کا حکمران اپنے بیٹے ایکسی ڈارس کو یکطرفہ طور پر مقرر کر دیا تھا یہ اس معاہدے کی صریح خلاف ورزی تھی جو آرمینہ کے سلسلے میں ایرانی اور رومیوں کے درمیان طے پایا تھا۔ اسی خلاف ورزی کو بہانہ بناتے ہوئے ٹراجن نے مشرق پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اس کے علاوہ ٹراجن بڑا جاہ پسند بادشاہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سکندراعظم کی کشور کشائی کرے لہٰذا اس نے آرمینیہ کے معاملے کو ایک بہانہ بناتے ہوئے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا اور میں مشرقی ممالک کا اس نے رخ کیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ٹراجن پہلے تھرا پہونچا۔ تھرا کے مقام پر ایران کے بادشاہ خسرو کے سفیر ٹراجن کے دربار میں آئے اور تحفے تحائف پیش کئے۔ جو خسرو نے انہیں ٹراجن کو پیش کرنے کے لئے دیئے تھے۔ ساتھ ہی خسرو کے سفیروں نے یہ پیغام بھی دیا کہ پیکارس کا بیٹا ایکسی ڈارس آرمینیہ کی حکومت سے الگ کر دیا گیا ہے اب اگر قیصر روم منظور کرے تو ایکسی ڈارس کے بھائی پارتھا مازی رس کو آرمینیہ کی حکومت سپرد کر دی جائے اور تاج پوشی کی رسم قیصر روم کے ہاتھوں سے ادا ہو۔

رومن شہنشاہ ٹراجن کو اگر محض آرمینیہ میں اپنی برتری قائم کرنے کا خیال ہوتا تو اس کے لئے خسرو نے جو اقدام کئے تھے وہ یقیناً" کافی تھے۔ لیکن ٹراجن تو چاہتا تھا کہ مشرقی ممالک کی از سر نو تنظیم کرے۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ سکندر اعظم کی طرح ہندوستان پر حملہ آور ہو اور ایسا کرنے سے پہلے وہ ایرانی سلطنت کو اپنا مطیع اور باجگزار بنانا چاہتا تھا۔ بالکل ویسے ہی جس طرح سکندر اعظم نے کیا تھا۔

اپنے ان ہی ارادوں کی بناء پر ٹراجن نے خسرو کے سفیروں کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے کسی قسم کی گرم جوشی کا مظاہرہ نہ کیا۔ بلکہ خسرو کے تحائف لوٹاتے ہوئے اس نے کہا جب میں یونان سے نکل کر ایران کی سرحد پر پہونچوں گا تو جیسا مناسب ہو گا ویسا ہی کیا جائے گا۔ ٹراجن کے اس جواب سے ظاہر تھا کہ وہ ایرانی سلطنت کے خلاف کچھ اور ہی عزائم رکھتا ہے۔

کچھ عرصہ یونان کے شہر ایتھنز میں قیام کرنے کے بعد ٹراجن نے وہاں سے کوچ کیا اس کے بعد وہ ایشیا کے مشہور شہر انطاکیہ پہونچا اور وہاں پر اس نے کچھ عرصہ قیام کر کے اپنی جنگی تیاریوں کا جائزہ لیا۔ انطاکیہ میں قیام کے دوران ہمسایہ سرزمینوں کے مختلف حکمرانوں نے تحفے تحائف بھیج کر ٹراجن سے اپنی ارادت مندی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ایران کے شہنشاہ خسرو کے بیٹے پارتھا مازی رس نے بھی ایک قاصد کے ہاتھ خط بھیج کر ٹراجن سے ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ اس خط میں پارتھا مازی رس نے اپنے آپ کو

آرمینیہ کا بادشاہ لکھا۔

پارتھا مازی رس کو ٹراجن کی طرف سے اس خط کا کوئی جواب نہ لکھا جس کی بناء پر اس نے ایک دوسرا مراسلہ ٹراجن کے دربار میں بھیجا۔ اس خط میں پارتھا مازی رس نے اپنا نام بغیر کسی لقب کے لکھا تھا۔ اس کا البتہ رومن شہنشاہ ٹراجن نے یہ جواب دیا کہ اگر وہ ٹراجن کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو اسے آرمینیہ کا تاج پہنا دیا جائے گا۔

انطاکیہ میں چند روز قیام کرنے اپنی جنگی تیاریوں کا جائزہ لینے اور اپنے لشکر میں مزید اضافہ کرنے کے بعد ٹراجن نے مشرق کی طرف مزید پیش قدمی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ آرمینیہ پہونچ گیا۔ ایرانی شہنشاہ خسرو کا بیٹا شہزادہ پارتھا مازی رس ٹراجن کی خدمت میں حاضر ہوا اور تاج اتار کر ٹراجن کے قدموں پر رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ ٹراجن تاج اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔

ٹراجن کی اس حرکت سے ایرانی شہزادہ پارتھا مازی رس بہت مایوس ہوا اور ٹراجن کے یہاں سے وہ ناکام لوٹا۔ لیکن ٹراجن بڑا عیار اور دھوکہ باز انسان تھا۔ اس نے پارتھا مازی رس کے پیچھے اپنے آدمی لگا دیئے جنہوں نے اچانک حملہ آور ہو کر پارتھا مازی رس کو قتل کر دیا تھا۔ اہل روم نے ٹراجن کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔

پارتھا مازی رس کو ہلاک کرنے کے بعد ٹراجن نے آرمینیا کے امور کی طرف دھیان دیا۔ اس کے دور تک آرمینیہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ آرمینیہ کلاں اور آرمینیہ کوچک۔ دونوں کو ملا کر ٹراجن نے آرمینیہ کو رومنوں کا ایک صوبہ بنا دیا۔

جس وقت ٹراجن نے آرمینیہ میں قیام کئے ہوئے تھا تو آس پاس کے قبائل کے سرداروں نے اپنے نمائندے بھیج کر ٹراجن سے اپنی ارادت۔ وفاداری اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ان سارے وفود پر ٹراجن نے روم کی قوت اور شوکت واضح کی۔ آرمینیہ سے نکل کر ٹراجن نے مشہور شہر نصیبین کا رخ کیا یہاں بھی مختلف علاقے کے حکمرانوں نے ٹراجن کو خراج عقیدت اور اپنے خلوص کا اظہار کیا۔ پھر رفتہ رفتہ دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے درمیان تمام امراء اور حکمرانوں نے رومیوں کی اطاعت کر لی تھی۔

دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے حکمرانوں کے یوں رومیوں کی اطاعت قبول کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آرمینیہ کی طرح یہ پورا علاقہ بھی رومی صوبہ بن گیا۔ یہاں رومی سکے رائج کیئے گئے۔ اسی زمانے میں رومی سینٹ نے ٹراجن کو پارتھی کوس یعنی فاتح پارس کا خطاب دیا۔

جن دنوں ٹراجن نے مشرق میں قیام کر رکھا تھا ان دنوں وہاں ایک تباہ کن زلزلہ آیا۔

جس سے متعدد شہر آن کی آن میں کھنڈر بن گئے۔ اس بلائے آسمان سے ہزارہا انسان لقمہ اجل بنے اور ہزاروں انسان مرنے والوں کے غم میں سوگوار ہوئے۔ ٹراجن بھی اس حادثے میں بال بال بچا تھا۔ اتفاق سے وہ محل کی کھڑکی کھول کر باہر نکلا ہی تھا کہ محل آن کی آن میں گر کر مٹی کا ڈھیر ہو گیا۔

دریائے دجلہ اور فرات کے درمیانی حصے میں ٹراجن نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز قیام کیا پھر اپنی اگلی مہم کی ابتدا کی۔ اس کی اس مہم کیلئے جہاز تیار کئے گئے پھر ان جہازوں کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا۔ اب اپنے لشکر کے ساتھ ٹراجن نے مشہور شہر آریا بن کا رخ کیا۔ یہ ایرانی شہر تھا۔ ایران کے بادشاہ خسرو نے آریابن کے تحفظ کے لئے انتظام نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس شہر کیلئے کوئی مدافعت نہ ہو سکی اور ٹراجن بڑی آسانی سے اس شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس شہر کو فتح کرنے کے بعد ٹراجن نے شہر کو رومی مملکت کا جزو بنا لیا تھا۔

آریابن کو فتح کرنے کے بعد ٹراجن نے دریائے فرات کو عبور کیا اور ہتھرا شہر کی طرف بڑھا۔ اس شہر میں ایران کی سب سے بڑی تارکول کی کان تھی۔ ایران کے بادشاہ خسرو نے اس شہر کی مدافعت کے لئے بھی کچھ نہ کیا۔ ٹراجن بڑی آسانی سے اس شہر کو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اب ٹراجن کے حوصلے بلند ہو چکے تھے اور وہ دریائے فرات کے کنارے کنارے بابل شہر کی طرف بڑھا تھا۔

ایرانیوں کی بدقسمتی کہ انکے بادشاہ خسرو نے بابل کے دفاع کا بھی کوئی انتظام نہ کیا چاہئے تو یہ تھا کہ ٹراجن کے بابل پہونچنے سے پہلے ہی وہ بابل کی مدافعت کا بندوبست کرتا اور اپنے لشکر لے کر بابل کی حفاظت کرتا۔ لیکن خسرو نے کچھ بھی نہ کیا۔ ان سارے اقدامات سے ٹراجن کے حوصلے مزید بلند ہوتے چلے گئے۔ اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے ٹراجن بابل پہونچا یہاں کوئی لشکر ہی نہیں تھا جو ٹراجن کا مقابلہ کرتا۔ لہذا لڑے بغیر ہی ٹراجن بابل شہر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔

ٹراجن نے اپنے لشکر کے ساتھ بابل میں چند روز تک قیام کیا اس کے بعد اس نے ٹیسیفون شہر کا رخ کیا۔ ٹیسیفون میں چھوٹا سا ایک ایرانی لشکر تھا جو اس شہر کے انتظامی امور کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ جب اس لشکر کو خبر ہوئی کہ رومن لشکر ٹراجن کے ساتھ حملہ آور ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے تو چھوٹا سا لشکر بھی ٹیسیفون شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یوں ٹراجن بغیر لڑے ٹیسیفون شہر پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سلیوکیا کی طرف بڑھا اور اسے بھی اس نے بڑی آسانی سے مسخر کر لیا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور فرات سے سیراب ہوتا تھا رومیوں کے تسلط میں آگیا تھا۔ جس کے نتیجے میں ٹراجن اب اپنے آپ کو سکندر ثانی سمجھنے لگا تھا اور مطمئن تھا کہ حکومت ایران جو مدت دراز سے روم کی حریف اور ہمسر چلی آ رہی تھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکی۔ اس کا ارادہ تھا کہ سلطنت روم کی سرحدوں کو اپنی فتوحات کے ذریعے دریائے سندھ اور دریائے جیحوں تک پھیلا دے۔ لیکن اس کے لشکریوں نے اس کا ساتھ نہ دیا لہٰذا اپنی ساری مہموں کو ادھورا چھوڑ کر اسے واپسی اختیار کرنی پڑی تھی۔

سلیوکیہ شہر کو فتح کرتے وقت ٹراجن کے ہاتھ خسرو پرویز کی ایک بیٹی یعنی ایران کی شہزادی اور ایران کا تاج زرین بھی لگا تھا۔ جب اس نے دجلہ اور فرات سے واپسی اختیار کی تو ایران کی شہزادی اور تاج زرین کو بھی وہ اپنے ساتھ روم لے گیا تھا۔

ایران کا بادشاہ خسرو ٹراجن کی فاتحانہ یلغاروں کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس نے مقابلے میں آنا تو مناسب نہ سمجھا لیکن جوں ہی ٹراجن نے واپسی اختیار کی اس نے ٹراجن کے مفتوحہ علاقوں میں رومنوں کے تسلط سے آزاد ہونے کی تحریک چلائی جو کامیاب ہوئی اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جابجا رومنوں کے خلاف بغاوت کے علم لہرانے لگے۔ سلیوکیہ۔ نصیبین اور دیگر شہروں کے لوگوں نے اسلحہ اٹھایا اور رومنوں کا جوا اتار پھینکنے کی جدوجہد کرنے لگے۔

ٹراجن نے اپنے چند سالاروں کی سرکردگی میں اپنے لشکر کا ایک حصہ ان شورشوں کو فرو کرنے کے لئے بھیجا۔ جنھوں نے سلیوکیہ کو نذر آتش کر دیا۔ نصیبین کو برباد کیا اور چند دوسرے شہروں کو بھی جلا کر خاکستر کر دیا۔

ایرانیوں کو اپنے ان شہروں کی تباہی و بربادی کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ جن جن علاقوں میں رومنوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی نمودار ہوئی تھی آخر ان لوگوں کے مسلح جوان ایک جگہ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ آخر انہوں نے ہترا شہر کی طرف پیش قدمی کی۔ رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ ایرانیوں کا لشکر ہترا شہر کی پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ بھی ہترا شہر کے باہر جمع ہوئے۔ یہاں رومنوں اور باغیوں کے متحدہ لشکر کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں رومنوں کے لشکر کا ایک بڑا حصہ لقمۂ اجل بن گیا تھا۔

ٹراجن کو اب محسوس ہوا کہ اس کی فتوحات دیرپا ثابت نہ ہوں گی۔ اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ دجلہ اور فرات کے جنوبی حصے کو رومی صوبہ بنانے کے بجائے اسے

خودمختاری دے دی جائے جو کہ رومنوں کے اثر میں ہو۔ اس لئے اس نے جنوبی حصے کی خودمختاری کے اعلانات کیلئے احکامات جاری کئے۔ ساتھ ہی اس نے اشکانی خاندان کے ایک فرد پارتھا ماسپات کو جس نے خسرو کی مخالفت میں رومنوں کا ساتھ دیا تھا اس جنوبی حصے کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

لیکن ٹراجن کی یہ ترکیب بھی ناکام ہوئی کیونکہ اگلے سال خسرو نے مزید پر پرزے نکالے اس نے ٹیسیفون پر فوج کشی کی اور رومنوں کے نامزد بادشاہ پارتھا ماسپات کو نکال باہر کیا۔ اس طرح ٹراجن نے جو مشرق میں فتوحات حاصل کیں تھیں بہت جلد ان کا اثر زائل ہو کر رہ گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ٹراجن نے جب دیکھا کہ مشرق میں جو علاقے اس نے فتح کئے ہیں وہ یکے بادیگرے بغاوتیں اور شورشیں برپا کرتے ہوئے رومنوں کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور جو باقی رہتے ہیں ان کے اندر بھی بغاوتیں اور شورشیں برپا ہونا شروع ہو گئی ہیں تو وہ بڑا پریشان ہوا اس نے ایک بار پھر ارادہ کیا کہ لشکر لے کر مشرق کی جانب بڑھے اور جو علاقے اس نے پہلے فتح کئے تھے دوبارہ ان پر قبضہ کرنے کے بعد ان کا نظم و نسق رومنوں کے ہاتھوں درست کرے لیکن اسے ایسا کرنا نصیب نہ ہوا اس لئے کہ ء کو موت نے اسے آ لیا اور اس کی جگہ ہادریان رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

نئے قیصر روم ہادریان نے محسوس کیا کہ ملک کی سرحدیں جو رومن شہنشاہ آگسٹس نے مقرر کی تھیں۔ روم اور رومنوں کے لئے وہی سرحدیں بہتر ہو سکتی ہیں۔ ہادریان کا خیال تھا کہ جوں جوں سلطنت کو پھیلایا گیا ہے اور دور دور ہمسایہ ملکوں میں وسعت دی گئی ہے توں توں روم اور رومنوں کیلئے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہادریان کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر رومن سلطنت کو اسی طرح وسعت دی جاتی رہی تو اس کے اندر کمزوری کے آثار پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور جن اقوام کو رومن سلطنت میں شامل کیا جائے گا تو وہ ایک نہ ایک روز رومنوں کے خلاف بغاوتیں اور شورشیں برپا کر کے خود رومنوں ہی کا خاتمہ کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔

اپنے ان ہی خیالات کے تحت ہادریان نے ٹراجن کی فتوحات کو ناپسند کیا۔ ٹراجن نے حدود سلطنت کو جو وسعت دی تھی ہادریان نے اسے ٹراجن کا دیوانہ پن قرار دیا۔ اس لئے اس نے حکم دیا کہ آرمینیہ۔ آدیابن اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان رومن فوج کے دستے واپس بلا لئے جائیں اس کی یہ خواہش بھی تھی کہ حکومت ایران سے دوستانہ روابط پھر سے قائم کئے جائیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آوبابن حسب سابق اشکانیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان عربی ایرانیوں کا تسلط تسلیم کر لیا گیا اور پارتھا ماسپات کو جسے ٹراجن نے جنوبی بین النہرین کا حکمران مقرر کیا تھا اسے آرمینیہ کی حکومت سونپ دی گئی تھی۔

ہادریان نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے ایرانیوں کے بادشاہ خسرو سے ملاقات کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ خسرو نے ہادریان کی اس خواہش کا احترام کیا دونوں حکمرانوں نے آپس میں ملاقات کی اور قیصر روم ٹراجن جنگوں کے دوران جو ایرانی شہزادی یرغمال بنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا ہادریان نے وہ شہزادی ایران کے حکمران خسرو کو واپس کر دی تھی۔

ایران کے حکمران خسرو نے جب دیکھا کہ ہادریان ایرانیوں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنے کا خواہش مند ہے اور یہ کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ٹراجن کے فتح کیے ہوئے علاقے واپس کر دیئے ہیں بلکہ ایرانی شہزادی کو بھی لوٹا دیا ہے تو اس نے ہادریان سے ایرانیوں کا وہ تاج زرین واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ جو ٹراجن اپنی فتوحات کے دوران قبضہ کر کے روم لے گیا تھا۔

قیصر روم ہادریان نے فی الفور تو ایرانیوں کا تاج زرین واپس نہ کیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ وہ تاج زرین کو واپس کر دے گا۔ لگتا تھا ہادریان اس تخت زرین کو واپس نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے ایرانی شہنشاہ خسرو کا دل رکھنے کے لئے یہ وعدہ ضرور کر لیا تھا۔ تاہم ہادریان نے یہ صلح جویانہ کام کر کے ایرانیوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر لی تھی اس طرح ایک بار پھر ایران اور روم کے مابین مستحکم دوستی کی بنیاد پڑی تھی۔ اس معاہدہ کے چند ہی سال بعد ایران کا بادشاہ خسرو چل بسا۔

خسرو کی وفات کے بعد بلاش دوئم اشکانی تخت پر بیٹھا۔ بلاش دوئم کون تھا اس کے متعلق مورخین نے کوئی فیصلہ کن بات نہیں بتائی بعض کا خیال ہے کہ وہ خسرو کا بیٹا تھا۔ بعض دوسرے یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا شخص تھا جس نے اشکانی حکومت کا وارث ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ماضی میں ایران کے کسی حصے کو اس کے سپرد کر کے اس کا حاکم بنا دیا گیا تھا بہرحال جب یہ بلاش دوئم تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بہتر سال کی تھی۔

بلاش دوئم کے عہد میں کافی عرصہ تک ایران میں مکمل امن و امان قائم رہا۔ رومنوں کے ساتھ بھی تعلقات درست اور استوار ہی رہے۔ آخر اس بلاش دوم کے دور میں ایک بلائے ناگہانی شمال کی طرف سے نمودار ہوئی اور وہ یہ کہ شمال کے وحشی آلانی قبائل کوہستانی سلسلوں سے جنوب کی طرف بڑھے۔ ان کے [illegible] گرجستان کا بادشاہ

فرسمند پڑتا تھا جو اس دور میں رومنوں کے تحت تھا۔ فرسمند نے وحشی آلانی قبائل کو اپنے علاقے سے گزر جانے کی اجازت دے دی تاکہ وہ آگے بڑھ کر ایرانی سلطنت کے اندر تباہی اور بربادی کا باعث بنیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے علاقے سے گزرنے والے آلانی قبائل کو اکسایا اور قفقاز کے وہ درے جو گرجستان کے بادشاہ فرسمند کے قبضے میں تھے ان دروں سے گزرنے میں بھی فرسمند نے آلانی قبائل کی خوب مدد کی تاکہ یہ ایرانی سلطنت میں داخل ہو کر ایرانیوں کی تباہی اور ان کے نقصان کا باعث بنیں۔

یہ وحشی آلانی قبائل قفقار کے دروں سے گزر کر مملکت ایران میں داخل ہوئے اور آذربائیجان اور آرمینیہ کے علاقوں میں انہوں نے بری طرح لوٹ مار مچا کر رکھ دی۔ یہاں یہ وحشی آلانی قبائل مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور ان کا ایک گروہ کاپا دوکیا شہر کی طرف بڑھا جو ان دنوں رومنوں کے تسلط میں تھا۔ لیکن جوں ہی آگے بڑھے رومن جرنیل اریان نے انکا مقابلہ کیا اور انہیں اپنے علاقوں سے مار بھگایا۔

تاہم ایران کے بادشاہ بلاش دوئم کو جب خبر ہوئی کہ ایران کے شمال کے یہ وحشی آلانی قبائل بڑی برق رفتاری سے اس کی سلطنت میں داخل ہو کر اس کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو اس نے ایک زرکثیر دے کر آلانی قبائل کو واپس جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح بلاش دوم نے اپنی کمزوری کا ثبوت پیش کیا۔

اس کے بعد بلاش دوئم نے قیصر روم کے پاس گرجستان کے حاکم کی شکایت کی کہ اس نے آلانی قبائل کو قفقار کے دروں سے گزر جانے کی اجازت کیوں دی اور یہ کہ دروں سے گزر کر آلانی قبائل سلطنت ایران کے ایک حصے کی تباہی کا باعث بنے۔

بلاش دوئم کی شکائت کے سلسلے میں قیصر روم ہادریان نے فرسمند کو دربار میں تو ضرور بلوایا۔ لیکن قبائیلیوں کی حوصلہ افزائی کرنے پر کوئی سرزنش فرس مند کو نہ کی بلکہ اسے اپنے شہر روم میں خوش آمدید کہا اور اس کی بڑی عزت افزائی کی چند روز تک قیصر روم ہادریان نے فرس مند کو اپنے ہاں مہمان رکھا پھر واپس بھیج دیا اور اسے اجازت دے دی کہ مملکت گرجستان کے آس پاس کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنی سلطنت کو وسیع کر سکتا ہے۔ یہ رومن شہنشاہ ہادریان کی ایک عیاری اور دھوکہ بازی تھی جو اس نے ایرانی سلطنت کے خلاف کی تھی۔

بلاش دوئم قیصر روم ہادریان کی اس غلط بخشی سے سخت برا فروختہ ہوا لیکن حرف شکایت زبان پر نہ لا سکا اس لئے کہ وہ رومنوں سے ٹکرانے کی ہمت اور جرات نہیں رکھتا تھا۔ اس کا حرف شکایت زبان پر نہ لانا بھی اس کی کمزوری کی دلیل تھی۔

○

یمن کے مرکزی شہر مارب کی سرائے جس میں یوناف نے قیام کر رکھا تھا اس کے اطراف میں نہ صرف یہ کہ بلند کوہستانوں کا طویل سلسلہ تھا بلکہ ان کے اندر بند باندھ کر پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ کیا گیا تھا۔ جس سے مارب کے اطراف میں میلوں تک پھیلے باغات سیراب ہوتے تھے۔ مارب کی اس سرائے سے نکل کر یوناف اکثر پانی کے اس ذخیرے کے اطراف میں چہل قدمی کرتا' ٹہلتا اور یمن کے ان خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوتا۔

ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اسی ذخیرۂ آب کے کنارے پانی کے اندر تیرتی ماہی گیروں کی کشتیوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک لڑکی بدحواسی سے بھاگی بھاگی آئی۔ یوناف کے قریب وہ آئی اور منت و سماجت کرنے کے انداز میں کہنے لگی میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں پر میری آپ سے التماس اور التجا ہے کہ ایک بھیڑیا نما انسان میرا پیچھا کر رہا ہے وہ عزت کا دشمن' میری آبرو کا شکاری بننا چاہتا ہے۔ خدا کے لئے مجھے اس درندے کے ہاتھوں بچاؤ اور اگر میں نے اس کے ہاتھوں بے آبرو ہونا پسند نہ کیا تو وہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ وہ جوان بڑا خونخوار اور درندہ نما ہے۔ اس نے ایک چیتا پال رکھا ہے اور جو کوئی اس سے دشمنی کرتا ہے اس پر وہ اپنے اس چیتے کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ مارب کے ایک کاہن کا بیٹا ہے جس سے سارے لوگ ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں اور کوئی اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ اس لئے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کاہن کے روابط شیاطین سے ہیں جن کی مدد سے وہ لوگوں کو نقصان پہونچا سکتا ہے۔

یوناف نے اس لڑکی کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے سر سے پاؤں تک ایک بار اس لڑکی کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لڑکی بے حساب چاہتوں کی خوشبو جیسی خوبصورت خوشیوں کے ابلتے طوفان جیسی جوان' لذتوں سے شرابور بکھری تحریکوں جیسی بھرپور' چاندنی رچے آبشاروں جیسی حسین' ویرانوں میں رقص کرتے اجالوں' شراروں' شعاعوں جیسی پرکشش اور نیلگوں بیکراں آسمانوں میں سکھی پرندوں کے لازوال گیتوں جیسی شاداب تھی۔

یوناف نے فی الفور اس لڑکی کی منت و سماجت کا کوئی جواب نہ دیا تو وہ دھنک رنگوں جیسی لڑکی بے رنگ خوابوں' زخموں کی جراحت جیسی اداس دست خزاں میں پھنسی زندگی کی ویرانیوں جیسی افسردہ اور برے وقت کی قید و زنداں میں جکڑی ہوئی دکھتی رگ کی طرح غمزدہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحہ یوناف بولا۔ اسے ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا

دیکھ لڑکی۔ گو میں ان سرزمینوں میں اجنبی اور پردیسی ہوں۔ پر دیکھ حوصلہ اور ڈھارس رکھ۔ تیرا تعاقب کرنے والا شیطان کیسا ہی طاقت ور اور پرقوت کیوں نہ ہو میں اس سے تیری حفاظت کروں گا۔ تو بس ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جا۔ اگر وہ تیرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آتا ہے تو پھر دیکھ میں اس تعاقب کرنے والے کتے کو کیسے مار بھگاتا ہوں۔ یوناف کے ان الفاظ سے لڑکی کا چہرہ نازک حسین سوچوں' رشتوں کی نرم آنچ اور قرب کے احساس جیسا خوش کن اور پرکشش ہو گیا تھا اور وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ڈھلان کی طرف سے ایک خوب لمبے قد کاٹھ اور بھرپور جسامت کا جوان نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ایک لمبا قد آور اور بھرا بھرا چیتا بھی تھا۔ جو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اور زنجیر کا سرا اس جوان نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ چیتا گو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا پر وہ لڑکی اور یوناف کی طرف بڑھنے کے لئے زور مار رہا تھا۔ جس کی وجہ سے زنجیر خوب تن گئی تھی۔ یوناف اور اس لڑکی کے قریب آ کر اس آنے والے جوان نے زنجیر کے بجائے چیتے کو پٹے سے پکڑ لیا تھا تاکہ وہ ان دونوں پر حملہ آور نہ ہو۔ اس موقعہ پر وہ لڑکی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا کہ یوناف نے بولنے میں پہل کی اور اس جوان کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔

تو کون ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اس بے بس اور لاچار لڑکی کا تعاقب کیوں کرتا ہے۔ اس پر اس جوان نے پہلے بدقماشوں جیسا ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ان سرزمینوں میں اجنبی لگتے ہو اور اگر اجنبی نہ ہوتے تو مجھے ضرور جانتے اور پہچانتے۔ مجھے اور میرے اس چیتے کو مارب شہر کے لوگ نہیں بلکہ آس پاس کے شہروں اور بستیوں کے لوگ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ میرا نام غزیہ بن عمرو ہے میں مارب کے سب سے بڑے کاہن عمرو بن عامر۔۱ کا بیٹا ہوں اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میری ماں کا نام طریفہ۔۲ ہے۔ جو میرے باپ کے بعد ان علاقوں کی سب سے بڑی کاہنہ تسلیم کی جاتی ہے۔ میرے باپ کے کاہن اور ماں کے کاہنہ ہونے کی وجہ سے سب ہی لوگ میرے باپ ہی نہیں بلکہ مجھ سے بھی خوفزدہ ہیں اور کسی کو یہ ہمت اور جرات نہیں ہو سکتی کہ ہمارے خلاف زبان تک کھولے۔

اس پر یوناف غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ جوان تیرے کاہن باپ اور تیری کاہنہ ماں کی ایسی تیسی۔ اگر مارب کے لوگوں کو ان دونوں اور تمہارے خلاف کبھی زبان کھولنے کی ہمت اور جرات نہیں ہوئی تو پھر میں ان سرزمینوں میں پہلا شخص ہوں جو صرف زبان ہی نہیں کھولوں گا بلکہ تم تینوں کے خلاف ہاتھوں کو بھی حرکت میں لاؤں گا اور

تمہیں ایسی مار ماروں گا کہ تم ان سرزمینوں میں عبرت کا نشان بن کر رہ جاؤ گے۔ اس پر وہ جوان جس نے اپنا نام غزیہ بن عمرو بتایا تھا غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے لگا تھا۔

دیکھ اجنبی جو الفاظ تو نے ابھی ابھی میرے سامنے ادا کئے ہیں فی الفور ان الفاظ کو واپس لے لے۔ ورنہ میں ابھی چیتے کی زنجیر کھول کر تم پر چھوڑ دوں گا اور یہ چیتا لمحوں کے اندر تیری تکا بوٹی کر کے تیرے جسم کا گوشت کھا جائے گا۔

اس غزیہ بن عمرو کی گفتگو سن کر یوناف کے چہرے کی کیفیت سلگنے کی تپش' ساحلوں کی شام اور پیاس کے صحرا جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ویران رتیں' تیرگی کے محرم راز' جھکڑ اور پت جھڑ کے تلخ احساس کی آگ جوش مارنے لگی تھی۔ پھر وہ کسی قدر بلند اور غضبناک آواز میں غزیہ بن عمرو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بدکردار کی اولاد پھر دیر کاہے کی۔ اس چیتے کو چھوڑ میں دیکھوں یہ مجھے کس قدر نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اس کیساتھ ہی یوناف نے اس لڑکی کو مخاطب کر کے کہا لڑکی تو میرے پیچھے آکر کھڑی ہو جا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کاہن عمرو بن عامر کا یہ لڑکا اس کوہستانی سلسلے کے اوپر میرا کیا بگاڑ لیتا ہے۔ یوناف کی اس گفتگو نے غزیہ بن عمرو کو شاید کچھ زیادہ ہی سیخ پا کر دیا تھا لہٰذا اس نے فوراً چیتے کے پٹے کے ساتھ منسلک زنجیر علیحدہ کر لی اور پھر چیتے کا پٹہ چھوڑ کر اس نے چیتے کو یوناف پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ جوان اور توانا چیتا دھاڑتا ہوا یوناف کی طرف بڑھا اور ایک لمبی جست کے ساتھ اس نے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی۔ یوناف بھی کسی مافوق البشر انسان کی طرح حرکت میں آیا۔ فضا کے اندر ہی اس نے چیتے کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا اور پھر اس قوت سے اس نے چیتے کا گلا دبایا کہ چیتے کو اس نے لمحوں کے اندر ہلاک کر دیا۔ پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر دور پھینک دیا تھا۔

یوناف کی اس کارگذاری پر غزیہ بن عمرو دنگ رہ گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں اور پریشان حالی میں یوناف کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس موقعہ پر یوناف غزیہ بن عمرو کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین ان موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی شیریں اور شہد بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف میرے حبیب۔ تیار اور مستعد ہو جاؤ۔ اس جوان غزیہ بن عمرو کا کاہن باپ عمرو بن عامر اور عزازیل دونوں اس سمت ہی آ رہے ہیں۔ عزازیل کے ساتھ اس وقت پائیرو بھی ہے۔ سنو۔ اس جوان کا باپ عمرو بن عامر جو ایک کاہن ہے۔ اس کے تعلقات عزازیل سے بڑے پرانے اور مستحکم ہیں اور کاہن کی حیثیت سے وہ مارب کے لوگوں میں

بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے کہ کچھ امور کی خبریں یہ عزازیل عمرو بن عامر کو بتاتا ہے۔ جن سے عمرو بن عامر لوگوں کو متاثر کرتا ہے جس کی بناء پر لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سنو یوناف میں نہیں جانتی کہ عزازیل اور مارب کے کاہن عمرو بن عامر کے اس طرف آنے کے کیا ارادے ہیں۔ تاہم اس عزازیل کا عمرو بن عامر کے پاس اکثر آنا جانا ہوتا ہے۔ شاید عزازیل کا یہ بھی عمرو بن عامر کی طرف معمول کا ہی کوئی چکر ہو۔ بہرحال تم مستعد اور تیار رہو۔ ہو سکتا ہے اپنے بیٹے کی طرفداری میں عمرو بن عامر عزازیل کو اکسائے وہ تم سے انتقام لے اس صورت میں عزازیل پائیرو کو تم پر چھوڑ سکتا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا! اب مجھے اس پائیرو کی چنداں پرواہ نہیں ہے اس لئے کہ دریائے نیل کے کنارے وحشی قبائل کے غار میں اسے کافی بڑی سزا دے چکا ہوں اب یہ یوں بے مہابا مجھ پر چڑھ نہیں دوڑے گا۔ پائیرو اب کچھ سوچ سمجھ کر ہی مجھ پر حملہ آور ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی چمڑے کی زنبیل پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی جس کے اندر اس نے خونخوار بن مانس کی جسامت کو دس گنا کم کر کے محفوظ کر رکھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف نے دیکھا کہ اس سے ذرا دور فاصلے پر پانی کے ذخیرے کے کنارے بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر عزازیل مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر اور پائیرو نمودار ہوئے تھے۔ یوناف کی طرف آنے کے بجائے وہ دوسری سمت نکل گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی غزیہ بن عمرو یوناف سے اپنی جان بچانے کی خاطر وہاں سے بھاگ کر انکی طرف چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی سن یوناف یہ غزیہ بن عمرو نے یہاں سے بھاگ کر عزازیل اور اپنے باپ عمرو بن عامر سے تمہاری شکایت کی ہے۔ عمرو بن عامر تو تم سے انتقام لینے پر تلا ہوا تھا لیکن عزازیل نے عمرو بن عامر کو سمجھا بجھا کر خاموش کر دیا ہے کہ اس شخص سے انتقام لینا اچھا نہیں ہے اس لئے کہ وہ بڑا دراز دست ہے اور تم دونوں باپ بیٹوں کو نقصان بھی پہونچا سکتا ہے۔ لہٰذا کاہن میں جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا کے جانے کے بعد یوناف اپنی پشت کی طرف کھڑی لڑکی کی طرف مڑا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ تم کہاں رہتی ہو اور یہ غزیہ

بن عمرو تمہارا کیوں تعاقب کر رہا تھا۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی۔ میرا نام عروشہ ہے یہ غزیبہ بن عمرو مجھ سے شادی کا خواہاں تھا۔ لیکن میرے بار بار انکار کرنے پر آج یہ مجھے بے آبرو کرنے پر تل گیا۔ میں تمہاری بڑی ممنون اور شکرگزار ہوں کہ تم نے مجھے اس بھیڑیے کے ہاتھوں بچایا۔ جہاں تک میری رہائش کا تعلق ہے تو میں آزاد نہیں۔ مارب کے ایک رئیس کی لونڈی ہوں۔ میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ دنیا میں میں تنہا اور اکیلی ہوں۔ میں اپنے رئیس آقا کے باغ میں کام کرنے کے بعد لوٹ رہی تھی کہ اس غزیبہ بن عمرو نے میرا تعاقب شروع کر دیا۔ اس پر یوناف نے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

تم اپنے آقا سے رہائی کیوں نہیں حاصل کر لیتی ہو اور ایک لونڈی کے بجائے ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی کیوں نہیں بسر کرتی ہو۔ اس پر وہ بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی کیسے آزادی حاصل کروں۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے رقم چاہئے۔ جو میرے پاس نہیں ہے اور اگر رقم ہو بھی تو وہ میرا رئیس آقا مجھے آزاد نہیں کرے گا۔ میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں خوبصورت اور جوان ہوں۔

میرا آقا خود بھی جوان ہے مجھے پسند کرتا ہے دبے دبے لفظوں سے کئی بار مجھ سے اظہار محبت بھی کر چکا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی اس لئے کہ وہ دن رات شراب میں غرق رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں دین ابراہیمی کی پیروکار ہوں جبکہ وہ سخت قسم کا مشرک اور بت پرست ہے۔ اس بناء پر میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ اس پر یوناف عروشہ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر میں تیرے ساتھ تیرے آقا کے پاس جاؤں اور تجھے اس سے آزاد کرا دوں پھر تو لونڈی کے بجائے ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا پسند کرو گی۔ تم یہ مت سوچو کہ وہ تمہیں آزاد نہیں کرے گا۔ جب میں تمہارے ساتھ جاؤں گا تو اس کا باپ بھی تمہیں آزاد کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میں کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں جنہیں استعمال کرتے ہوئے ناممکن کام کو بھی ممکن بنا کر رکھ سکتا ہوں۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی اس کا مظاہرہ میں اس ذخیرۂ آب کے کنارے دیکھ چکی ہوں۔ جس طرح تم نے غزیبہ بن عمرو کے چھوڑے ہوئے چیتے کا حشر کیا تھا ایسا کام کوئی عام انسان نہیں کر سکتا۔ میں ایک شرط پر آزادی حاصل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر یوناف تیز نگاہوں سے لڑکی کی طرف دیکھا پھر پوچھا کیسی شرط۔ جواب میں لڑکی کہنے لگی۔

میری شرط یہ ہے کہ مجھے میرے موجودہ آقا سے رہائی اور آزادی دلانے کے بعد تم مجھے اس دنیا میں دھکے کھانے کیلئے اکیلا نہیں چھوڑو گے۔ بلکہ اپنے ساتھ رکھو گے۔ میں

تمہارے ساتھ ایک اجنبی لڑکی کی حیثیت سے بھی نہیں رہوں گی۔ میں صرف اس وقت ہی تمہارے ساتھ رہ سکوں گی جب تم مجھ سے شادی کر لو۔ اور اگر تم ایسا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اپنے موجودہ آقا کے پاس رہتے ہوئے اور اس کی جھڑکیاں سہتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزار دوں گی۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے چل تو مجھے اپنے آقا کے پاس لے کر چل۔ اس پر اس خوبصورت اور حسین عروشہ کے چہرے پر ان گنت خوشیاں اور اطمینان کی لہریں بکھر گئیں تھیں۔ پھر وہ یوناف کو لے کر مارب شہر کی طرف جا رہی تھی۔

حسین اور خوبصورت عروشہ جب یوناف کو کوہستانی سلسلے کی کئی ڈھلانوں سے ہوتی ہوئی مارب شہر کی طرف لے گئی تب ذخیرۂ آب کے کنارے کھڑا مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا یہ جوان جسے مارب شہر کی ایک لونڈی اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ اس نے نہ صرف یہ کہ میرے بیٹے کے چیتے کو ہلاک کیا ہے۔ میرے بیٹے کی بے عزتی اور بے حرمتی بھی کی ہے۔ اے آقا چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اس سے ہمارا انتقام لیتے آپ نے اسے یوں جانے دیا جیسے وہ آپ کا بڑا جاننے والا عزیز ہو۔ اے آقا اگر آپ اس پر اپنا پائیرو چھوڑتے تو وہ لمحوں کے اندر اس جوان کی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیتا۔ اس پر عزازیل کچھ سوچتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابن عامر وہ جوان جسے لڑکی اپنے ساتھ لے گئی ہے کوئی معمولی اور عام جوان نہیں ہے وہ بڑا دست دراز ہے اور کئی بار اس پائیرو کو مار مار کر پسپا ہونے پر مجبور کر چکا ہے۔ اس وقت میں اس جوان سے ٹکرانے نہیں آیا۔ دیکھ ابن عامر اس جانے والے جوان کا نام یوناف ہے اور گزشتہ کئی صدیوں سے میرا اور اس کا ٹکراؤ نیکی اور بدی کے نمائندوں کی حیثیت سے ہوتا رہا ہے دیکھ اسے زیر اور مغلوب کرنا کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے۔ میرے خیال میں وہ لڑکی اسے لے کر مارب شہر ہی کی طرف گئی ہے میرے پاس سے فارغ ہونے کے بعد تم باپ بیٹا کہیں اس سے ٹکرانے کی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ ورنہ تم دونوں کی وہ ایسی تکا بوٹی کرے گا کہ مارب شہر میں تم دونوں نہیں تمہارے خاندان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دے گا۔ اس وقت میں اس جوان کی گفتگو کرنے نہیں آیا بلکہ تمہیں ایک اچھا مشورہ دینے آیا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو تو اس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔ اس پر مارب کے کاہن عمرو بن عامر نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھا پھر پوچھنے لگا۔

اے آقا آپ کونسی خبر دینا چاہتے ہیں جس میں میرا فائدہ اور منفعت ہے اس پر

عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ ابن عامر مارب شہر کے اس ذخیرۂ آب کا پشتہ عنقریب ٹوٹ جائے گا اور اس ذخیرے میں جمع شدہ پانی میلوں دور تک سیلاب کی صورت میں پھیلے گا اور چاروں طرف شہروں۔ بستیوں اور باغوں میں تباہی اور بربادی پھیلا دے گا۔ اس پر مارب کے کاہن عمرو بن عامر نے بڑی فکرمندی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

اے آقا آپ یہ سماوی خبر دے رہے ہیں یا ویسے اس پشتے کے متعلق آپ کا اندازہ ہے۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا یہ سماوی خبر نہیں ہے۔ دیکھ اس ذخیرۂ آب کے پشتوں کا جائزہ لیتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ ایک پشتے کے اندر گھوس ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا یہ گھوس بھی غیر معمولی اور بڑی جسامت کے ہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان گھوسوں نے بند کے ایک پشتے کو مکمل طور پر ناکارہ بنا دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ چند ہی یوم تک اگر یہ گھوس اس پشتے سے کھیلتے رہے تو وہ پشتہ ٹوٹ جائے گا اور اس علاقے میں ایسا سیلاب آئے گا جس کی اس سے پہلے نظیر نہیں ملتی۔ اس پر عمرو بن عامر نے فکرمندی سے پوچھا۔

اے آقا ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپ جانتے ہیں ان علاقوں میں میری وسیع زمینیں ہیں۔ باغات ہیں۔ جائیداد ہے اگر سیلاب آ گیا اور چاروں طرف تباہی اور بربادی پھیلی تو میرا تو بے حد نقصان ہو گا۔ اس پر عزازیل کہنے لگا تیری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تو اپنی ساری جائیداد کو فروخت کر کے کہیں اور جا کر آباد ہو جاؤ اور اگر تو نے اس معاملے میں دیر کی تو پھر تیرے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہے گا۔ دیکھ عمرو بن عامر اس مارب شہر اور آس پاس کی بستیوں میں جو سفر کا مشتاق ہو وہ عمان چلا جائے۔ اگر کوئی شراب و کباب اور دیگر مشروبات کا شوقین ہو تو بصرہ کا رخ کرے۔ اگر کوئی زمین میں گڑے ہوئے درختوں کے پھل محل میں آرام سے بیٹھ کر کھانا چاہے تو یثرب کا رخ کرے جہاں کھجوروں کی کثرت ہے۔ بس عمرو بن عامر میں تم سے یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں تمہیں پھر تاکیدا" کہتا ہوں کہ ان سرزمینوں سے نکل بھاگو ورنہ تمہاری ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پائیرو کے ساتھ وہ اس ذخیرۂ آب کے کنارے سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل کے جانے کے بعد عمرو بن عامر اور اس کا بیٹا غزیہ بن عمرو تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ اس دوران عمرو بن عامر کچھ سوچتا رہا تھا۔ پھر اس کاہن نے شائد کوئی آخری فیصلہ کر لیا تھا اس لئے وہ بولا اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ میرے ذہن میں اپنی جائیداد اپنی حویلی اور اپنے باغات

بیچنے کی ایک بہترین ترکیب آئی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم اپنے ہر طرح کے نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ اس پر عمرو بن عامر کے بیٹے غزیہ بن عمرو نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے باپ۔ آپ کے ذہن میں کیا ترکیب آئی ہے۔ اس پر کاہن عمرو بن عامر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بچے میں تمہیں کچھ کام کرنے کا حکم دوں گا تم اس کی تعمیل مت کرنا۔ پھر میں تمہیں حکم کی تعمیل نہ کرنے پر ڈانٹوں گا تم بھی مجھے ڈانٹنا۔ آخر اس ڈانٹ کی بناء پر میں تمہارے منہ پر تھپڑ دے ماروں گا جواب میں تم بھی میرے تھپڑ مار دینا۔ اس پر عمرو بن عامر کا بیٹا غزیہ بن عمرو بولا اور کہنے لگا۔

اے میرے باپ ایسا کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے میں کیسے آپ کو ڈانٹ سکتا ہوں اور کیسے آپ کے تھپڑ مار سکتا ہوں۔ اس طرح لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ لوگ مجھے نافرمان لوگ مجھے اوباش کہیں گے اور کہیں گے کہ مارب شہر کے سب سے بڑے کاہن عمرو بن عامر کا بیٹا اس قدر گستاخ اور پلید ہے۔ اس پر عمرو بن عامر کہنے لگا۔ بیٹے مجبوری میں ایسا تجھے کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو کوئی ہماری جائیداد نہیں خریدے گا۔ اس کے بعد میں کیا کروں گا تو خاموشی سے دیکھتا رہ۔ بس جو کچھ میں نے تجھے کہا ہے تو کل ایسا ہی کرنا۔ میرے بیٹے۔ اس میں تیرے اور میرے دونوں ہی باپ بیٹے کی بہتری ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک کاہن کی حیثیت سے میں کوئی کام غلط کرنے والا نہیں۔ عمرو بن عامر کے بیٹے غزیہ بن عمرو نے ایسا کرنے کی حامی بھر لی پھر دونوں باپ بیٹے مطمئن انداز میں مارب شہر کی طرف جا رہے تھے۔

○

حسین و دلکش عروشہ یوناف کو لے کر مارب شہر کے مضافات میں ایک باغ میں داخل ہوئی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی اس باغ کے اندر ہی اس شخص کی حویلی ہے جس کی میں لونڈی ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا اس شخص کا نام کیا ہے عروشہ بولی اور کہنے لگی اس کا نام ۔معرب بن جدلیس ہے۔ بڑا سخت مزاج اور بڑا جابر قسم کا انسان ہے۔ ہو سکتا ہے مجھے وہ آزاد نہ کرے اس پر یوناف نے چھاتی تانتے ہوئے کہا اس کی ایسی تیسی۔ اس کا باپ بھی تمہیں آزاد کرے گا۔ اس کی کیا مجال ہے کہ وہ انکار کرے۔ یوناف شائد مزید کچھ کہتا عروشہ فوراً بولی اور کہنے لگی چپ رہو۔ وہ دیکھو سامنے باغ میں ۔معرب بن جدلیس چہل قدمی کر رہا ہے۔ تم آگے بڑھو اور اس سے بات کرو۔ اگر میں آگے آگے رہی

اور اس نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھا تو وہ مجھ پر ضرور ہاتھ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ اس پر یوناف خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا میری موجودگی میں اس کی کیا جرات کہ تم پر ہاتھ اٹھائے۔ میں مار مار کر اس کا منہ لال کر دوں گا۔ یوناف کی باتوں پر عروشہ ہنس دی تھی۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھتے ہوئے ۔عرب بن جدلیس کے پاس آئے۔ ۔عرب بن جدلیس نے ایک غلط نگاہ یوناف پر ڈالی پھر تھوڑی دیر بڑے غور سے اس نے عروشہ کی طرف دیکھا پھر وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پھر یوناف نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

دیکھ ۔عرب بن جدلیس۔ یہ جو لڑکی عروشہ اس وقت میرے ساتھ ہے میں جانتا ہوں یہ تیری لونڈی ہے میں اسے لے کر تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو اسے آزاد کر دے جو کچھ تو نے اس پر خرچ کیا ہے وہ مانگ میں تجھے ادا کر دیتا ہوں اس پر ۔عرب بن جدلیس نے بڑی تیز اور غضیلی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ بڑی بے اعتنائی سے کہنے لگا تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں اپنی اس لونڈی کو فروخت کر دوں گا۔ یہ میری ہر دلعزیز لونڈیوں ہی میں سے نہیں بلکہ یوں جانو کہ میرے خاندان کا ایک فرد ہے میں کیوں کر آزاد کر کے اسے تمہارے ہاتھ فروخت کر سکتا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ جدلیس کے بیٹے ایسا تو تجھے کرنا ہی پڑے گا۔ اگر تو نے اسے آزاد نہ کیا تو پھر یاد رکھو میں زبردستی اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس لئے کہ یہ اپنی زندگی میرے ساتھ بسر کرنے پر آمادہ ہے میں اس سے شادی کروں گا اور اپنی بیوی بنا کر اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اس پر ۔عرب بن جدلیس غضبناکی میں کہنے لگا کس کی مجال ہے کہ اس لڑکی کو زبردستی مجھ سے چھین کر لے جائے۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں اس کا حلقوم کاٹ کر رکھ دوں۔ اے اجنبی تو ہے کون اور تو نے کیسے جرات کی کہ تو اس عروشہ کو میرے پاس لے کر آیا اور اس کی آزادی کی مجھ سے استدعا کی۔ ابھی اور اسی وقت الٹے پاؤں میری حویلی کے احاطے سے نکل جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اپنے ملازموں کو آواز دیتا ہوں اور وہ تمہاری مار مار کر ایسی حالت کریں گے کہ زندگی کی ابتدا انتہا سب ہی کچھ بھول جاؤ گے۔

۔عرب بن جدلیس کے ان الفاظ نے یوناف کی حالت عجیب کر دی تھی اس کے چہرے پر شکن شکن خیالات میں لہو لہو تمناؤں جیسی کیفیت پھیل گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وقت کی اذیتوں کی شکنوں میں زمانے کے عذاب' ان دیکھے روگ کا پیغام اور فنا برپا کرنے والے بنجر حروف جوش مارنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک یوناف خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور ۔عرب بن جدلیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ جدلیس کے بیٹے کیوں میرے ہاتھوں اپنے زندگی کی بشارتوں میں کدورت کے طوفان اپنی سماعتوں کی شیرینی میں زخم و کرب کے حروف اپنی بصارتوں کے سرور میں درد کے فاصلوں کے تاریک بھنور اور کرب تشنگی بھرنا چاہتے ہو۔ اس پر ۔عرب بن جدلیس نے چھاتی تانتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا۔ کس کی جرات اور مجال ہے کہ میری ایسی حالت کرے۔ دیکھ اجنبی تو اپنی حدود کو پھلانگتا جا رہا ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں مارب کے چند بڑے روؤسا میں شامل ہوں اور ان علاقوں میں کسی کی مجال نہیں کہ میرے خلاف محاذ آرائی کرے۔ یا میری خواہش میری امید اور میری تمنا کے خلاف گفتگو یا ارادہ کرنے کی کوشش کرے۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سن جدلیس کے بیٹے میں بذات خود تیرے لئے تقدیر کا عذاب' تیرگی کا ہجوم' آنسوؤں کی قندیل بنوں گا۔ سن تیری زندگی کے نیم اندھیارے راستوں پر سلگتی خزائیں اور تیرے باطنی احساس کے پردوں پر دکھ کے بھنور ثبت کروں گا۔ دیکھ ۔عرب بن جدلیس اب بھی وقت ہے جو کچھ تو رقم مانگتا ہے مانگ اور اس عروشہ کو آزاد کر دے۔ یہی بھل مانسی کا طریقہ ہے اور اگر تم نے اس طریقہ کو نہ اپنایا تو میں تیری حالت ویران گوشوں کی نحوست' دکھ کے پردیس کی مار اور آتشیں آندھیوں کے حدف جیسی بنا کر بھی اس عروشہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس پر ۔عرب بن جدلیس بے پناہ غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

جاؤ دفع ہو یہاں سے میں نہیں کرتا اسے آزاد کیا کوئی زبردستی ہے یہ میری لونڈی ہے میری مرضی ہے کہ میں اسے آزاد کروں یا نہ کروں اور پھر میں اسے اپنے گھر کا ایک فرد یا یوں سمجھو حرم کا ایک فرد بنا کر رکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔عرب بولا اور کہنے لگا اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو ذرا میری موجودگی میں اس عروشہ کو ہاتھ تو لگا کر دیکھو۔ اس پر یوناف فوراً عروشہ کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عروشہ یہ ۔عرب بن جدلیس مجھے انسان کا بچہ نہیں لگتا۔ آؤ یہاں سے چلیں۔ اب تم آزاد ہو کسی کی لونڈی نہیں ہو۔ کسی کی جرات اور مجال نہیں ہے کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں زبردستی اپنے ساتھ رکھ سکے۔ یوناف عروشہ کا ہاتھ تھامے اسے لے کر پلٹا ہی تھا کہ اس کے پیچھے سے ۔عرب بن جدلیس لپکا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب وہ یوناف کی گردن پر لگانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف آندھی اور طوفان کی طرح مڑا۔ اپنا بایاں ہاتھ الٹا کر کے اس زور سے اس نے ۔عرب بن جدلیس کے منہ پر مارا کہ ۔عرب بن جدلیس پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ یوناف کے اس طمانچے کی ضرب اس قدر سخت اور زور دار تھی کہ ۔عرب بن جدلیس دنگ رہ گیا اور زور زور سے اپنے غلاموں اور اپنے

ملازموں کو اپنی مدد کے لئے آواز دینے لگا تھا۔

یہ ساری صورت حال دیکھتے ہوئے عروشہ پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ پھر وہ مغموم سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ معاملہ تو کچھ زیادہ ہی بگڑ گیا ہے۔ اس ۔عرب بن جدلیس نے اپنے غلاموں اور ملازموں کو آواز دے لی ہے اس حویلی میں اس کے کافی ملازم اور غلام ہیں اور جب وہ تم پر حملہ آور ہوں گے تو وہ تم کو بھاگنے کا موقع نہیں دیں گے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہاں سے بھاگنے بھی کون لگا ہے۔ میں تو اس ۔عرب بن جدلیس اور اس کے غلاموں اور ملازموں کو یہاں سے بھگا کر رہوں گا۔ پھر یوناف نے اپنی زنبیل کے اندر سے جسامت میں دس گنا کم کیا ہوا بن مانس نکالا جو بندر کا ایک چھوٹا سا بچہ دکھائی دیتا تھا۔ پھر جب یوناف نے اس پر اپنا عمل کیا اور بن مانس اپنی طبعی جسامت میں آیا تو اسے دیکھتے ہوئے عروشہ چیخیں مارتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ ساتھ ہی یوناف نے اس بن مانس پر دوسرا عمل کرتے ہوئے اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کر دیا تھا۔ پھر وہ اس بن مانس کو لے کر اپنے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا اور بن مانس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا جواب میں بن مانس بڑے پیارے انداز میں اس کی چھاتی سے اپنا منہ رگڑنے لگا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے عروشہ کو بھی کچھ حوصلہ ہوا اور وہ دوبارہ یوناف کے پہلو میں آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک حویلی کے اندر سے ۔عرب بن جدلیس کے غلام اور ملازم اپنی اپنی تلواریں سونتے نکلے تھے۔ یوناف نے بن مانس کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا اور خود بھی اپنی تلوار سونتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ رہا تاکہ کوئی اسے زیادہ زخمی نہ کرنے پائے۔

حویلی سے نکلنے والے ان خادموں اور ملازموں نے جب یوناف کے ساتھ دیو ہیکل بن مانس دیکھا تو وہ خوفزدہ سے ہو گئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف نے ان میں سے دو پر حملہ کیا ان کی تلواریں کاٹ دیں اور جن کی تلواریں اس نے کاٹی تھیں ان دونوں کو بن مانس نے اپنے دونوں پنجوں میں اٹھا کر کچھ اس طرح کھلونوں کی طرح اوپر اچھالا کہ وہ دونوں بلند درختوں کی اونچائی تک جا کر نیچے گرے تھے انہیں یوناف نے زمین پر نہ گرنے دیا بلکہ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انہیں اپنے ہاتھوں میں لیا اور زمین پر رکھ دیا۔ پھر وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو اگر تم نے مجھ سے اور میرے اس بن مانس سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ تمہاری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ حویلی کے اندر چلے جاؤ اور ۔عرب بن جدلیس تمہیں پھر پکارے تو تم باہر مت آنا میں خود اس ۔عرب بن جدلیس سے نمٹ لوں گا۔

یوناف کی اس دھمکی پر ۔عرب بن جدلیس کے سارے ملازم اور غلام واپس بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر چلے گئے تھے۔ ان کی اس حرکت سے دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ عروشہ اب بن مانس سے خوفزدہ نہیں رہی تھی بلکہ اس سے مانوس ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ سمجھ گئی تھی کہ بن مانس پوری طرح یوناف کی گرفت میں ہے پھر اس بن مانس کو لے کر یوناف باغ کے اندر اس جگہ آیا جہاں اس کا طمانچہ کھا کر زمین پر گرنے کے بعد ۔عرب بن جدلیس نے غلاموں کو واپس بھاگتے کا منظر بڑی پریشانی کے عالم میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ یوناف اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ جدلیس کے بیٹے! اب بتا تو اس عروشہ کو آزاد کرتا ہے یا اس کی آزادی کی خاطر یہ خونخوار بن مانس تم پر چھوڑ دوں۔ یوناف کے ان الفاظ سے ۔عرب بن جدلیس کا چہرہ مارے خوف کے پیلا ہو گیا تھا۔ پھر وہ کسی قدر ہکلاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کن سرزمینوں سے آیا ہے۔ پر تیرے جیسا جابر تیرے جیسا خوفناک اور تیرے جیسا وحشت و ہیبت رکھنے والا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا دیکھ اجنبی میں اس عروشہ کا تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں تم سے کچھ نہیں لینا چاہتا۔ میری طرف سے یہ آزاد ہے تو اسے جہاں چاہے لے جا۔ اپنے حرم میں داخل کر لے پر مجھے چھوڑ دے اور اس بن مانس کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔ اگر تو اس عروشہ کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے مجھ سے کسی قسم کا بھی مطالبہ کرتا ہے تو وہ بھی میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن تیری مہربانی مجھے کوئی گزند یا نقصان نہ پہونچانا۔

۔عرب بن جدلیس کا یہ جواب سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ ۔عرب بن جدلیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر تم اپنی حویلی کے اندر چلے جاؤ۔ ۔عرب بن جدلیس تقریباً بھاگتا ہوا حویلی کے اندر چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی عروشہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ بتاؤ عروشہ جو وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ میں نے پورا نہیں کر دکھایا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں ہر حالت میں تمہیں ۔عرب بن جدلیس سے آزاد کر کے رہوں گا اور دیکھ میں نے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ اس ۔عرب بن جدلیس کی کیا مجال کہ تمہیں آزاد نہ کرتا۔ اس پر عروشہ کے لبوں پر ہلکی ہلکی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ آگے بڑھی۔ بڑے پیارے انداز میں یوناف کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ہلکے ہلکے دباتے ہوئے کہنے لگی جس شخص کا آپ جیسا محافظ ہو میرے خیال میں اسے دنیا کے ہر خطرات سے بے فکر ہو جانا چاہئے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ یوناف فوراً حرکت میں



آیا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بن مانس کی جسامت بندر کے بچے کے برابر کی اسے اپنی زنبیل میں بند کر لیا۔ اس کے بعد وہ عروشہ کو لے کر حویلی سے نکل گیا دونوں سیدھے مارب شہر کے نواح میں اس سرائے میں آئے جس میں یوناف نے قیام کیا ہوا تھا۔ وہاں سرائے کے مالک کے تعاون سے دونوں نے شادی کر لی پھر دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے اسی سرائے میں رہنے لگے تھے۔

○

دوسرے روز صبح سویرے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر حرکت میں آیا اور مارب شہر کے لوگوں کے سامنے اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے یہ فلاں کام میرے لئے کرو۔ بیٹے نے جس طرح باپ نے سمجھا رکھا تھا فوراً انکار کر دیا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ جواب میں کاہن عمرو بن عامر اپنے بیٹے غزیہ کو برا بھلا کہنے لگا غزیہ نے بھی باپ کے حکم کے مطابق اسے برا بھلا کہا۔ آخر غصے میں آ کر عمرو بن عامر نے اپنے بیٹے غزیہ کو طمانچہ مار دیا۔ غزیہ نے بھی باپ کے طمانچہ دے مارا۔ اس پر عمرو بے انتہا غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میری اولاد ہو کر مجھ پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ چھری لاؤ لوگو چھری لاؤ۔ عمرو بن عامر کی اس چیخ و پکار پر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور جمع ہونے والوں نے پوچھا چھری کیا کرو گے۔ عمرو بن عامر بولا اور کہنے لگا اپنے بیٹے غزیہ کو ذبح کروں گا۔

لوگوں نے پوچھا کیا تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو گے مار پیٹ لو یا جو تمہارے دل میں آئے کرو۔ مگر ذبح نہ کرو۔ مگر عمرو بن عامر نہ مانا۔ اور اڑ گیا کہ میں غزیہ کو ذبح ہی کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ اس لڑکے غزیہ کے ماموؤں کو تو خبر کرو کہ تمہارے بھانجے کو تمہارا بہنوئی ذبح کئے دے رہا ہے۔

آخر غزیہ کے ماموؤں کو خبر کی گئی وہ بھاگے بھاگے آئے انہوں نے کہا کہ غزیہ کی گستاخی کا بدلہ ہم سے جو چاہو لے لو۔ مگر اسے معاف کر دو۔ عمرو بن عامر اپنی بات پر اڑ گیا اور ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا میں تو اسے ذبح ہی کروں گا۔ غزیہ کے ماموؤں نے عمرو بن عامر کو بڑا سمجھایا کہ وہ ایسا نہ کرے جب عمرو بن عامر ضد پر قائم رہا تو غزیہ کے ماموؤں نے دھمکی دی کہ اگر تم نے ہمارے بھانجے غزیہ کو ذبح کرنے کی کوشش کی تو اس کے ذبح کرنے سے پہلے ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے اس پر عمرو بن عامر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو میں ایسے شہر میں رہنا ہی پسند نہیں کرتا جس میں میرے اور میری اولاد کے درمیان مزاحمت کی جائے۔ اگر یہ معاملہ ہے تو میری جائیداد اور زمین خرید لو میں یہاں سے نکل جاؤں گا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہو گئے عمرو بن عامر نے ایک ایک کر کے اپنی ساری جائیداد فروخت کر دی اور جب ساری جائیداد فروخت کرنے کے بعد اس کے پاس رقم جمع ہو گئی تو اس نے اپنا سارا مال و اسباب باندھا اور مارب سے رخصت ہونے لگا۔ رخصت ہوتے وقت اس نے مارب شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو مارب کے لوگو۔ میں تمہیں پیشگی اطلاع دیتا ہوں کہ ایک بہت بڑا عذاب تم لوگوں کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور یہ عذاب پانی کا سیلاب ہے سدمارب ٹوٹنے والا ہے اور جو بند باندھ کر پانی کے بے پناہ ذخائر تم نے جمع کر رکھے ہیں وہ میلوں پھیلی ہوئی زمینوں میں سیلابی کیفیت طاری کر دیں گے۔ اس طرح تم پر عذاب نازل ہو گا اور تمہارا زوال عنقریب آ لگے گا۔

سنو لوگو میری باتیں غور سے سنو۔ وہ بدترین عذاب اور سیلاب آنے سے پہلے ہی ان سرزمینوں سے نکل کر ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ اگر تم میں سے کوئی نئے گھر کے سخت بخار کا اور دور کے سفر کا مشتاق ہو تو وہ عمان چلا جائے اگر کوئی شراب' کباب اور دیگر مشروبات کا شوقین ہو تو بصرہ کا رخ کرے اور اگر کوئی زمین میں گڑے ہوئے درختوں کے پھل محل میں بیٹھ کر آرام سے کھانا چاہے تو وہ یثرب چلا جائے۔ جہاں کھجوروں کی کثرت ہے۔

لوگوں نے عمرو بن عامر کی بات مان لی۔ اور مارب شہر سے نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ عمرو بن عامر کی اس تنبیہہ کے بعد بنوغسان اردن اور شام کی طرف چلے گئے اوس اور خزرج قبیلے یثرب میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ بنو خزائمہ جدہ کے قریب تہامہ کے علاقے میں سکونت اختیار کر گیا قبیلہ ازد عمان جا کر آباد ہوا۔ لخم اور جذام اور کندہ بھی نکلنے پر مجبور ہوئے حتیٰ کہ یمن میں سیاہ فام کی کوئی قوم باقی نہ رہی اس کے بعد مارب کا بند ٹوٹ گیا اور سیلاب نے تباہی مچا کر رکھ دی تھی۔ سیلاب سے پہلے ہی پہلے یوناف اور عروشہ مارب شہر سے نکل کر اوس و خزرج کے قبائل کے ساتھ یثرب کی طرف چلے گئے تھے۔

یوناف اور عروشہ نے اپنی رہائش کیلئے یثرب کے نواح میں ایک سرائے میں کمرہ حاصل کر لیا تھا جب میاں بیوی اس کمرے میں داخل ہوئے تو عروشہ نے بڑے پیار' بڑی محبت اور رغبت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کے انداز سے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آپ اس شہر میں پہلے بھی آ جا چکے ہیں۔ اس بات پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے اس سے پہلے بھی میں کئی بار اس شہر میں آ چکا ہوں۔ اس شہر کی

گلی گلی۔ کوچہ کوچہ۔ محلہ محلہ میرا آشنا ہے۔ اس شہر میں جو سب سے بہترین اور قابل دید شے ہے وہ ایک دو منزلہ محل ہے اس پر عروشہ بولی اور فوراً پوچھ لیا۔

یہ محل کس نے بنایا ہے کون اس میں رہتا ہے اور کس لحاظ سے قابل دید ہے اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھو عروشہ بنی اسرائیل ہی نہیں بلکہ حجاز کے مقامی عربوں کا بھی خیال ہے کہ ان سرزمینوں میں ایک نبی برپا ہو گا جو خداوند کی طرف سے آخری اور سب سے عظیم اور محترم رسول ہو گا۔ یہاں کے لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یثرب شہر اس آنے والے رسول کا دارالہجرت ہو گا۔

کبھی یمن کا بادشاہ سعد کرب بھی اس شہر پر حملہ آور ہوا تھا جب اسے پتہ چلا کہ یہ شہر ایک آنے والے رسول کا دارالہجرت ہے تو وہ غائبانہ طور پر اس رسول پر ایمان لے آیا اور اس نے اس شہر میں ایک دو منزلہ محل تعمیر کیا اور لوگوں سے کہا کہ نسل در نسل اس محل کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں اور جب وہ محترم رسول ہجرت کر کے اس شہر میں تشریف لائیں تو اسی محل کو ان کی قیام گاہ بنایا جائے۔ لہٰذا اس رسول کے انتظار میں لوگ اس محل کی دیکھ بھال کرتے ہیں اس لحاظ سے محل قابل دید ہے۔ کہو عروشہ ہے یا نہیں۔

جواب میں عروشہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

یقیناً ہے اور میں آپ کے ساتھ اس محل کو دیکھنے ضرور جاؤں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ آج کھانا کھانے کے بعد آرام کرتے ہیں اس کے بعد میں کل سے تمہیں شہر اور اس کے مضافات میں گھمانا شروع کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے اپنا سامان رکھنے اور منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ دونوں نیچے بھٹیار خانے میں گئے وہاں سے کھانا کھایا پھر آرام کرنے کے لئے وہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

رومن شہنشاہ ہادریان کے دور حکومت میں رومن سلطنت کے اندر کئی ایک بغاوتیں رونما ہوئیں جنہیں ہادریان نے بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔ پہلی بغاوت فلسطین میں یہودیوں نے کی۔ جسے قیصر ہادریان نے اپنے بہترین جرنیل مارکوس ٹربو کی مدد سے ناکام بنا دیا۔ دوسری بغاوت ماریطانیہ میں اٹھی یہ بغاوت انتہائی سخت تھی اس لئے کہ ماریطانیہ کے وحشیوں نے رومنوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور کسی بھی صورت رومنوں کا کہا ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ یہاں بھی ہادریان نے اپنے جرنیل مارکوس ٹربو کو روانہ کیا اور اس نے ماریطانیہ کی بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔

تیسری بغاوت شمالی انگلستان میں اٹھی اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ہادریان بذات خود لشکر لے کر گیا۔ شمالی انگلستان کی بغاوت کو ہادریان نے بڑی سختی کے ساتھ کچل دیا۔ ہادریان ابھی اس بغاوت کو کچل کر فارغ ہوا ہی تھا کہ خود اٹلی کے اندر بغاوت رونما ہو گئی۔

اٹلی کے اندر یہ بغاوت ہادریان کے ایک سابق جرنیل لیوسیوس نے کی تھی۔ لیوسیوس پہلے لشکروں کا کماندار تھا اس کی دیانتداری اور خلوص پر شک کرتے ہوئے ہادریان نے اسے علیحدہ کر دیا اور مارکوس ٹربو کو اپنا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ جس کی بناء پر سابق جرنیل لیوسیوس نے چند اور جرنیلوں کے ساتھ مل کر بغاوت کر دی لیکن ہادریان کی خوش قسمتی کہ وہ اپنے اس جرنیل لیوسیوس کی بغاوت کو بھی ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ہادریان کے آخری دور میں آخری بغاوت ایک بار پھر فلسطین میں اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس طرح کہ پہلی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد قیصر روم ہادریان نے یروشلم شہر کے پاس نہ صرف یہ کہ رومنوں کی ایک بستی قائم کی تھی بلکہ یروشلم شہر کے باہر جبل زیتون پر اس نے اپنے ایک دیوتا جیوپیٹر کا مندر بھی تعمیر کر دیا تھا۔

یہودیوں نے یروشلم کے پاس رومنوں کی بستی اور یروشلم جیسے شہر کے قریب رومنوں کے دیوتا جیوپیٹر کے مندر کو انتہائی طور پر ناپسند کیا۔ اندر ہی اندر رومنوں کے خلاف ایک تحریک کام کرتی رہی یہاں تک کہ دو سرکردہ اشخاص سامنے آئے اور انہوں نے رومنوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی۔

پہلے شخص کا نام ایلی زار تھا یہ ایک مذہبی شخص تھا اور یہودیت کا بہترین عالم خیال کیا جاتا تھا۔ دوسرے کا نام برکوشیا تھا اور یہ اس لشکر میں جرنیل تھا جو رومنوں کی طرف سے فلسطین میں مقرر تھا۔ بہرحال ایلی زار اور برکوشیا نے مل کر بغاوت کر دی۔ یہودیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسے مسلح کر کے رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

جب لشکر تیار ہو گیا تو ایلی زار اور برکوشیا دونوں حرکت میں آئے اور یروشلم کے قریب جو رومنوں نے اپنی بستی تعمیر کی تھی ان دونوں نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ جبل زیتون پر جو جیوپیٹر کا مندر بنایا تھا وہ بھی گرا دیا گیا۔

یہودیوں کی ان حرکات کی خبر جب قیصر روم ہادریان کو پہنچی تو اس نے فلسطین کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا اسے اس کام کی یہودیوں کو سزا دینے کا حکم دیا۔ لیکن فلسطین کے اندر جس قدر رومن تھے یہودیوں نے حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا۔

ہادریان دوبارہ حرکت میں آیا۔ شام میں ان دنوں چونکہ رومنوں کی حکومت تھی لہٰذا

ہادریان نے شام میں اپنے جرنیل کو حکم دیا کہ فوراً فلسطین میں یہودیوں پر حملہ آور ہو اور ان کی بغاوت کو فرو کرے۔ شام کا رومن جرنیل فلسطین میں یہودیوں پر حملہ آور ہوا لیکن اسے بدترین شکست ہوئی اور وہ شام کی طرف بھاگ گیا۔

یہ حالات دیکھتے ہوئے قیصر روم ہادریان نے محسوس کیا کہ اگر یہودیوں کو یوں ہی کھلی چھٹی دے دی گئی تو ان کی بغاوت اس قدر زور پکڑ جائے گی کہ اسے ختم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی کمانداری اس نے اپنے ایک جرنیل جیولیس سیوریوس کو دی۔ یہ جرنیل اس سے پہلے برطانیہ میں اٹھنے والی بغاوتوں میں بہترین کارہائے نمایاں انجام دے چکا تھا۔ یہ جیولیس سیوریوس اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین آیا۔ لگاتار یہ تین سال تک فلسطین میں باغی یہودیوں کے ساتھ برسرپیکار رہا۔ اور گروہ در گروہ ان کا قتل عام کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے سارے باغی یہودیوں کا خاتمہ کر دیا اور فلسطین کے اندر اس نے ایک بار پھر رومنوں کیلئے امن و امان قائم کر دیا۔ اس کے بعد قیصر ہادریان صرف ایک سال زندہ رہا اور پھر اپنی طبعی موت مر گیا۔

قیصر روم ہادریان ۱۳۸ء میں فوت ہوا تو اس کی جگہ سابق رومن شہنشاہ ٹراجن کا بیٹا انتونیوس تخت نشین ہوا۔ ایران کے شہنشاہ بلاش دوئم نے اسے تبریک پیش کرنے کے لئے اپنا سفیر دربار روم میں بھیجا جس کے ذریعے قیصر کیلئے بلاش دوئم نے سونے کا تاج بھی پیش کیا یہ حقیقت ان سکوں سے ظاہر ہوتی ہے جو انتونیوس نے اپنے حکومت کے سال اول میں بنائے تھے۔ ان سکوں کے ایک طرف قیصر روم کے سر کی شبیہہ تھی دوسری طرف ایک عورت تھی جس کے بائیں ہاتھ میں ترکش اور کمان تھا اور دائیں ہاتھ میں تاج تھا جو اس نے پیش کش کے لئے آگے بڑھایا ہوا تھا۔ اور سکوں پر پارتھیا یعنی فارس کا نام بھی نقش ہے۔

بلاش دوئم نے قیصر روم انتونیوس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ قیصر روم اشکانیوں کا تاج زرین واپس بھیج دے جو اس کا باپ ٹراجن لے گیا تھا۔ لیکن انتونیوس نے ٹراجن کی فتح کی یادگار کو واپس بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔

بلاش کا تحفہ تحائف دے کر اپنے سفیر کو قیصر روم کے دربار میں بھیجنا اس عہد کی آخری روداد ہے جو تاریخوں میں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ قدیم تاریخوں میں اور کوئی ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ اشکانی حکومت کے ضعف اور پیری کا زمانہ تھا۔ کیونکہ جب آلانی قبائل ایران پر حملہ آور ہوئے تو انہیں زر و مال دے کر ملک سے نکالا گیا۔ قیصر روم نے جب فرسمند کی حوصلہ افزائی کی تو بلاش دوئم پیچ و تاب کھا کر رہ گیا

تھا۔ اور حرف احتجاج تک زبان پر نہ لایا تھا۔ زریں تاج کی واپسی کا مطالبہ ہونے پر بھی اس کے چہرے پر غیض و غضب کی کوئی شکن نمودار نہ ہوئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ رومنوں کا مقابلہ کر سکے۔ ۱۴۸ء میں بلاش دوئم کا بھی انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا بلاش سوئم اشکانی سلطنت کے تخت و تاج کا مالک بنا۔

قیصر روم انتونیوس کے دور حکومت میں زیادہ تر امن ہی قائم رہا۔ تاہم چھوٹی چھوٹی بغاوتیں رونما ہوئیں جو ختم کر دی گئیں۔ فلسطین میں یہودیوں نے بغاوت کی جس کا خاتمہ کر دیا گیا اس سے بڑی ایک بغاوت مصر میں اٹھی۔ اسے بھی دبا دیا گیا۔ ڈینیوب اور بحر اسود کے آس پاس ان علاقوں میں بھی بغاوتیں اٹھیں جو رومنوں کے تحت تھے لیکن یہاں بھی باغیوں کی سرکوبی کر دی گئی تھی۔

اس کے علاوہ شمال سے کچھ وحشی ایلین قبائل بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کی سلطنت پر حملہ آور ہوئے یہ لوگ اس قدر تیزی سے اور اس قدر خونخواری کے ساتھ علاقوں پر وارد ہوئے کہ شمالی علاقوں کو تباہ اور برباد کرتے ہوئے یہ یونان تک پہنچ گئے تھے لیکن رومنوں کی خوش قسمتی کہ انہیں ان وحشی ایلین کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا بلکہ یہ یونان تک تباہی اور بربادی پھیلانے کے بعد خود ہی واپس ایشیا کی طرف لوٹ گئے تھے۔

اس کے علاوہ برطانیہ میں یارک شائیر اور ڈربی شائر میں بھی رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھیں لیکن قیصر روم انتونیوس کی خوش قسمتی کہ اس کا جرنیل جو برطانیہ میں امن و امان قائم کرنے کا ذمہ دار تھا اس نے بڑی سختی کے ساتھ برطانیہ میں بغاوتوں کو کچل دیا تھا۔

انتونیوس کے آخری دور میں ایرانی حکومت کے ساتھ تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں دنوں قیصر روم انتونیوس ایک ماہ بیمار رہ کر مر گیا اور اس کی جگہ مارس اور لیس رومنوں کا حکمران بنا۔

جوں ہی مارکس اور لیس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ایرانیوں کے حکمران بلاش سوئم نے ایران کی گزشتہ کوتاہیوں اور شکستوں کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے عزم کیا کہ آرمینیا پر حملہ آور ہو اس کے بعد دیگر علاقوں میں رومنوں کے خلاف برسرپیکار ہو جائے۔ رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کی بلاش سوئم کے پاس دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ آرمینیا کا بادشاہ اشکانی نسل سے تعلق نہیں رکھتا تھا اور براہ راست قیصر روم کو جواب دہ تھا جبکہ ایرانی آرمینیا کو اپنا علاقہ سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس پر حکمران بھی

انکا اپنا ہی ہو اور وہ انہیں ہی جواب دہ ہو۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ بلاش سوئم کے باپ بلاش دوئم کا تخت زریں قیصر روم نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ بلاش دوئم نے کئی بار اپنے تخت زرین کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن قیصر روم نے حقارت کے ساتھ مطالبہ مسترد کر دیا تھا۔ لہٰذا بلاش سوئم رومنوں پر حملہ آور ہو کر فوائد حاصل کرتے ہوئے اپنے باپ کا تخت زرین بھی رومنوں سے واپس لینا چاہتا تھا۔

بہرحال بلاش سوئم نے رومنوں کے خلاف اپنی تگ و دو اور حملے کی ابتدا آرمینیا سے کی۔ وہ بے درد گزرگاہوں پر آزادی کی آہٹ' خودداری کے کھٹکے اور خون آلود خواہشوں کی طرح حرکت میں آیا۔ ایک جہانگیر جذبہ' اجڑی قوم کو آباد کرنے' غلامی کی زنجیروں پر ضرب لگانے اور وہم و گمان کے پردے ہٹانے کا عزم لئے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا اور آرمینیا پر طغیانی قہرالٰہی غارتگروں کے خروج۔ ہیجان خیز طوفانوں اور ریگستانی ویرانوں کی طرح حملہ آور ہوا۔

رومنوں کی طرف سے آرمینیا کے بادشاہ سوہمس نے اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ آرمینیا کا دفاع کیا اور جس قدر لشکر اس کے پاس تھا وہ سارا اس نے بلاش سوئم کے مقابل لا کھڑا کیا۔ لیکن اپنے پہلے ہی حملے میں بلاش سوئم نے ایسی خونخواری اور ایسی جراتمندی کا مظاہرہ کیا کہ اس نے آرمینیا کے بادشاہ سوہمس کے لشکر کی حالت آوازوں کی گھٹن' بکھرے بکھرے خوابوں' ادھورے لمحوں' ٹوٹتی ساعتوں اور سمٹتی خواہشوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

آرمینیا کے وسیع میدانوں۔ کوہستانی سلسلوں۔ وادیوں میں جگہ جگہ بلاش سوئم نے آرمینیا کے حکمران سوہمس کو بدترین شکستیں دیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آرمینیا کا حکمران سوہمس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جان بچانے کے لئے شام کی رومن حکمران حکومت کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کے بھاگ جانے کے بعد ایران کے حکمران بلاش سوئم نے اپنی طرف سے ایک اشکانی شہزادے تگیرنیس کو آرمینیا کا حکمران مقرر کر دیا۔

اس شاندار فتح کے نتیجے میں بلاش سوئم کا رومنوں کے خلاف مزید فتوحات حاصل کرنے کا عزم فطرت کے تجسس' طبعی ترنگ' تلخی حیات اور زندگی کی زہر آلود ساعتوں جیسا پھیلتا چلا گیا تھا۔ دوسری طرف جب رومنوں کے شہنشاہ مارکس اوریلس کو آرمینیا میں ان کے حکمران سوہمس کی بلاش سوئم کے ہاتھوں بدترین [illegible]

میں اپنے جرنیل سوری آنس کو حکم دیا کہ وہ فورا ایک جرار لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے بلاش سوئم کے ساتھ جنگ کرے اسے اور اشکانی شہزادے تیگرینس کو آرمینیا سے نکال باہر کرے اور آرمینیا کے سابق حکمران سوہمس کی حکومت کو بحال کرے۔ یہ حکم ملتے ہی رومن جرنیل سوری آنس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ایران کے حکمران بلاش سوئم کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے اس نے ارض شام سے آرمینیا کی طرف رخ کیا تھا۔

دوسری طرف بلاش سوئم بھی غافل نہ بیٹھا ہوا تھا وہ رومن جرنیل سوری آنس کی نقل و حرکت سے اپنے جاسوسوں کے ذریعے پوری طرح آگاہ تھا۔ لہٰذا اس کے مخبروں نے جب اطلاع دی کہ شام کا رومن جرنیل سوری آنس ایک بہت بڑا لشکر لے کر آرمینیا کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو بلاش سوئم نے اپنے ایک جرنیل کہ نام جس کا خسرو تھا سوری آنس کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کا ایک حصہ دے کر روانہ کیا۔

رومن جرنیل بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے ابھی الیجیا کے مقام پر پہونچا تھا کہ بلاش سوئم کا جرنیل خسرو اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کھڑا ہوا۔ لہٰذا الیجیا کے ویرانوں اور وسیع میدانوں کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے لگے تھے۔ یہ وہی میدان تھا جہاں چند برس پہلے رومنوں کے شہنشاہ ٹراجن نے اشکانیوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد ان سے خراج وصول کیا تھا۔

الیجیا کے میدانوں میں جنگ کی ابتداء ہوتے ہی اشکانی لشکری رومنوں پر بھولی بسری زہریلی یادوں' بھیانک سرزمینوں کے شدید موسم' چار سو پھیل جانے والی جبر کی تعبیروں اور اڑتی گرد سے بھرپور جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ اشکانی لشکریوں کے حوصلے بلند تھے۔ اس لئے کہ وہ اس سے قبل آرمینا میں رومنوں کو بدترین شکست دے چکے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے ذہنوں میں یہ بات بٹھالی تھی کہ ان کے مقابلے میں رومن ناقابل شکست نہیں ہیں لہٰذا اگر وہ ہمت سے کام لیں تو ایشیا سے رومنوں کو نکال باہر کر سکتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ الیجیا کے میدانوں میں رومنوں کو نکالنے ہی کے جذبے کے تحت ان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے تھے۔

دوسری طرف رومن بھی یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر اشکانیوں کے ہاتھوں انہیں پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو ایشیاء میں انکی حیثیت انتہائی دگرگوں ہو کر رہ جائے گی لہٰذا وہ بھی اپنے جرنیل سوری آنس کے اشتعال دلانے پر وقت کی پھیلتی دھول' اٹھتے [illegible] کرب انگیز لہروں اور جان لیوا ساعتوں کی طرح اشکانیوں پر ٹوٹ پڑے

تھے۔ جنگ کا بازار پوری طرح گرم ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے سورما' بڑے بڑے شاہسوار' بڑے بڑے جنگجو لوہے سے کٹتے ہوئے اپنے خون سے زمین کو رنگین کرنے لگے تھے۔

رومنوں کو پختہ امید تھی کہ الیجیا کے میدانوں میں وہ اشکانیوں کو بہت جلد شکست دے دیں گے اس لئے کہ انہی میدانوں میں اس سے پہلے ان کا ایک شہنشاہ ٹراجن ایرانیوں کو بدترین شکست دے چکا تھا۔ لیکن جلد ہی محسوس ہونے لگا کہ جیسے اشکانیوں نے آہنی قوتوں کے جنون میں آندھیاں اوڑھ لی ہوں اور وہ تشنگی کے سرابوں میں تیرگی کے طوفان کھڑے کرنے کا عزم کر چکے ہوں۔

جلد ہی اشکانی رومنوں پر غالب آنے لگے اور رومنوں کے لشکر کی اگلی صفوں کی حالت اشکانیوں نے وقت کی آندھیوں کے بدترین آشوب میں حشر کی تمہید رات' پراسرار ریت کے سفر میں بھٹکتی آرزوؤں' جوش مارتے بھنور میں ظلمت کی اسیری اور تپتے صحرا میں قلب و روح کے ان گنت گھاؤ جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ رومنوں نے اپنی طرف سے بہتیری کوشش کی کہ ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہوئے اشکانیوں کے سامنے جم جائیں اور میدان جنگ اپنے ہاتھ میں لے لیں لیکن اشکانی تو گویا سر پر کفن باندھ کر میدان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ میدان جنگ میں جدھر بھی رخ کرتے لاشوں کے انبار اپنے پیچھے چھوڑتے چلے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر تک مزید جب جنگ جاری رہی تو اچانک جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

اس لئے کہ اشکانی جرنیل خسرو نے اپنے لشکر کو رومنوں کے لشکر کے اطراف میں پھیلانا شروع کر دیا تھا پھر وہ لحہ بھی آیا جب اشکانیوں نے تین اطراف سے رومن لشکر کا قتل عام شروع کر دیا۔ رومن جرنیل سوری آنس نے جب دیکھا کہ چند ہی لحوں بعد اس کے مقدر میں بدترین شکست لکھی جانے والی ہے تو وہ اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ گیا جبکہ اس کے سارے لشکر کو اشکانیوں کے جرنیل خسرو نے تہ تیغ کر رکھ دیا تھا۔

رومن جرنیل کے خلاف خسرو کی اس شاندار فتح نے اشکانیوں کے حوصلے مزید بلند کر دیئے۔ جب خسرو کی شاندار فتح کی خبر آرمینیا میں اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم کو ملی تو اس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آرمینیا سے کوچ کیا اور اپنے باقی لشکر کے ساتھ اپنے جرنیل سے آن ملا۔ پھر بلاش سوئم نے اپنے اس متحدہ لشکر کے ساتھ ایشیا میں رومنوں کے سب سے بڑے گڑھ شام کی طرف پیش قدمی کی۔ دمشق شہر کے باہر گھمسان کا رن پڑا دونوں طرف کے ان گنت لشکری موت کے گھاٹ اتر کر خاک و خوں ہو گئے اس جنگ میں بھی بلاش سوئم کا پلہ بھاری رہا اور اس نے دمشق شہر سے باہر رومنوں کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست دی بلکہ انکے لشکر کے اکثر حصے کو اس نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا تھا۔

اس طرح آرمینیا اور شام میں بلاش سوئم نے ایک طرح سے رومنوں کی قوت کا خاتمہ کر دیا تھا ان کامیابیوں کے بعد بلاش سوئم نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ رومنوں کا کم از کم ایشیا میں مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے۔

رومنوں کے شہنشاہ مارکس اور ویلیئس کو جب یکے بعد دیگرے الیجیا اور شام میں رومنوں کی بدترین شکستوں کی خبریں ملیں تو وہ بڑا فکرمند ہوا۔ لہٰذا اس نے اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم کی پیش قدمی روکنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار رومن شہنشاہ مارکس اور ویلیئس نے ایک نامور جرنیل اویڈیمس کیسیئس کو بنایا اویڈیمس کیسیئس کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے رومن شہنشاہ نے اپنی خوبصورت بیٹی لیوسیلا کی شادی اویڈیمس کیسیئس سے کر دی تھی تاکہ اویڈیمس کیسیئس مزید حوصلے اور خلوص کے ساتھ بلاش سوئم سے جنگ کرے۔ بہرحال یہ نیا رومن جرنیل اویڈیمس کیسیئس اپنے جرار لشکر کو لے کر ایشیا کی طرف بڑھا تھا تاکہ اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم سے مقابلہ کرے۔

روم سے اویڈیمس کیسیئس کی روانگی کے چند ہی یوم بعد رومن شہنشاہ مارکس اوریلیس نے ایک اور اتنا ہی بڑا لشکر تیار کیا جتنا اس نے اویڈیمس کیسیئس کی سرکردگی میں روانہ کیا تھا۔ اس نئے لشکر کی کمانداری رومن شہنشاہ نے اپنے ایک نئے جرنیل اسٹالیئس پر لیکس کے حوالے کی اور اسے بھی اس نے ایشیاء کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ دونوں رومن جرنیل یکے بادیگرے ایشیا کے ساحل پر اترے۔ پہلے جرنیل اویڈیمس کیسیئس کا ٹکراؤ یوریس کے مقام پر اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم سے ہوا۔ خوش قسمتی سے یوریس کے مقام پر لڑی جانے والی اس جنگ میں رومن جرنیل اویڈیمس کیسیئس کو شاندار فتح نصیب ہوئی اور بلاش سوئم کو پسپا ہونا پڑا۔ دوسری طرف دوسرا رومن جرنیل اسٹائیٹس پرکیس بھی تیزی سے حرکت میں آیا اس نے جب دیکھا کہ اشکانیوں کا بادشاہ بلاش سوئم اس کے ساتھی جرنیل اویڈیمس کے ساتھ برسرپیکار ہے تو وہ تیزی سے آرمینیا کی طرف بڑھا۔ آرمینیا میں اشکانیوں کا جو چھوٹا سا لشکر تھا اسے اسٹائیس نے بدترین شکست دی اور آرمینیا کے مرکزی شہر ارتاکستا کو اس نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور آرمینیا کے سابق حکمران سوہمس کی حکومت اس نے آرمینیا میں بحال کر دی تھی۔

اسٹائیٹس آرمینا میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد آرمینیا ہی میں مقیم رہا جبکہ دوسرا جرنیل اویڈیمس یوریس کے مقام پر بلاش سوئم کو شکست دینے کے بعد شام کی طرف بڑھا

اور یہاں بھی اس نے اشکانیوں کو شکست دے کر شام پر قبضہ کر لیا تھا۔

اوڈیس شام ہی کی فتح پر قناعت نہیں کرنا چاہتا تھا اب وہ اپنے سابق شہنشاہ ٹراجن کی طرح فاتح پارس کہلانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے ایرانی مملکت پر چڑھائی کی اور بابل شہر کو فتح کر لیا۔

اس کے بعد اوڈیس نے مزید پیش قدمی کی۔ سلیوکیا فتح کیا اسے مکمل طور پر نذر آتش کر دیا۔ اس کے بعد اس نے طیسفون شہر کا رخ کیا اسے بھی بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف کے اوڈیس نے فتح کر لیا اور بلاش سوئم کے سرمائی محل کو جو اس شہر میں تھا آگ لگا کر کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اس شہر میں جس قدر اشکانیوں کے معبد اور مندر تھے ان کو بھی آگ لگا کر رومنوں نے پیوند خاک بنا دیا تھا۔

طیسفون شہر سے رومنوں کو کثیر تعداد میں مال و دولت ہاتھ لگا۔ اب اشکانیوں کو جگہ جگہ پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس بناء پر اشکانی اب اپنی مدافعت سے بھی مایوس ہوتے جا رہے تھے۔ دوسری طرف پے در پے فتح حاصل ہونے کی وجہ سے اوڈیس کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور وہ مزید آگے بڑھتے ہوئے کوہستان زاگرس کے سلسلوں کے پاس پہونچا اور آذربائیجان کے کچھ علاقے پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس طرح اوڈیس سابق رومن شہنشاہ ٹراجن سے بھی آگے نکل گیا تھا۔

اوڈیس کی ان شاندار فتوحات کی وجہ سے رومنوں کی سینٹ نے اوڈیس کو فاتح آرمینیا اور فاتح پارس کے خطاب عطا کئے۔

رومنوں کی ان فتوحات کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک بلائے ناگہانی ان پر نازل ہوئی اور وہ یوں کہ ان کے اندر طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی جس نے بے انتہا تباہی مچائی۔ جو رومن ان دنوں بابل میں مقیم تھے وہ اس وباء سے مکمل طور پر برباد ہو گئے۔ اہل ایران یہ سمجھنے لگے کہ رومنوں نے چونکہ اشکانیوں کے معبدوں کو تباہ کیا ہے لہٰذا ان پر یہ طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔

ہزاروں رومن اس طاعون کی وبا کا شکار ہوئے اور ہزاروں بھوک سے مر گئے۔ جو بچ کر روم پہونچے وہ وہاں کے لوگوں کے لئے مصیبت کا باعث بنے اس لئے کہ یہ وبا ان کے ذریعے اٹلی تک پہونچ گئی تھی۔ وہاں بھی اس وباء نے ہزاروں رومنوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ اس طرح رومن فتوحات کا سلسلہ شروع کئے ہوئے تھے وہ رک گیا اور اشکانیوں نے ایک بار پھر حرکت میں آ کر اپنے مفتوحہ علاقوں کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔

یوناف نے ابھی تک یثرب شہر کے نواح میں اسی سرائے کے اندر قیام کیا ہوا تھا۔ جہاں وہ یمن سے کوچ کرنے کے بعد اپنی بیوی عروشہ کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس دوران عروشہ بوڑھی ہو کر اس دنیا سے کوچ کر چکی تھی جبکہ یوناف اکیلا ہی اس سرائے کے کمرے میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ایک روز وہ اپنے کمرے میں لباس تبدیل کرنے کے بعد نیچے بھٹیار خانے میں کھانا کھانے کیلئے نکلنے والا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی خوش کن اور شیریں آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

سنو یوناف۔ لگتا ہے ان علاقوں کے اندر ایک انقلاب ایک خون ریزی رونما ہونے والی ہے۔ اس پر یوناف نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ دیکھو ابلیکا کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس پر ابلیکا تھوڑی خاموش رہی اس کے بعد اس کی آواز پھر یوناف کی سماعت میں رس گھولتی چلی گئی تھی۔

سنو یوناف۔ یمن سے نکل کر یثرب میں آ کر آباد ہونے والے اوس و خزرج قبائل کا ایک شخص جس کا نام روبیل ہے وہ شام کی طرف گیا ہے اور وہ یہاں کے یہودیوں کے خلاف بنو غسان کے بادشاہ ابوجبیلہ سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے سنو یہ غسان قبیلہ بھی اوس خزرج کی طرح یمن ہی سے مارب کا بند ٹوٹنے کی وجہ سے شام کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں انہوں نے طاقت اور قوت حاصل کر کے ان علاقوں پر اپنی سلطنت قائم کر لی اب ایک شخص ابوجبیلہ ان پر حکومت کر رہا ہے اور یہ روبیل یثرب کے یہودیوں کے خلاف اسی ابو جبیلہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گیا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

لیکن ابلیکا۔ یہ عربوں کا روبیل نام کا سردار کیوں یہودیوں کے خلاف ابوجبیلہ سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہاں آنے کے بعد عربوں کو یہاں سے کوئی شکایت ہے اس پر ابلیکا دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی دیکھو یوناف گذشتہ کئی برسوں سے یثرب میں سارے یہودی قبائل کا ایک مشترکہ سردار ہے جس کا نام فیتون ہے یہ انتہائی شریر طبع اوباش اور بدکردار انسان ہے عربوں کے یہاں جس لڑکی کی بھی شادی ہوتی ہے تو پہلی شب اسے اپنے شوہر کے یہاں بھیجنے کے بجائے فیتون کی خلوت گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ فیتون کا حکم ہے۔ اوس و خزرج کے عرب چونکہ یہودیوں کے مقابلے میں کمزور ہیں لہٰذا وہ فیتوں کے خلاف بغاوت بھی نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو یثرب کے یہودی انہیں مکمل طور سے کچل کر رکھ دیں۔

لہٰذا فیتون کی اسی بدمعاشی اور اوباشی کی شکایت عربوں کا سردار روبیل بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کے پاس لے کر گیا ہے۔ شاید وہ ابوجبیلہ کو یثرب پر حملہ آور ہونے کی



دعوت دے گا تاکہ انہیں یہودیوں کے سردار فیتون کی بدمعاشی اور بدکرداری سے نجات مل سکے۔

اس پر یوتاف دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اگر یہودیوں کا سردار فیتون اس قسم کی بدمعاشی کرتا ہے تو وہ واقعی قابل مذمت اور سزا کے قابل ہے اسے کوئی حق نہیں پہونچتا کہ ہر نوبیاہتا عرب لڑکی اپنے شوہر کے بجائے ایک رات کیلئے اس کے پاس بھیجی جائے۔ یہ انسانیت کے منہ پر طمانچہ ہے اور عربوں کا سردار اور روبیل اگر ابوجبیلہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے۔ یہودی سردار فیتون کو اس کے اس کردار کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔ دیکھو ایلیکا اگر تم مزید گفتگو کرنا چاہتی ہو تو بعد میں کریں گے اس وقت مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے میں نیچے بھٹیار خانے میں کھانا کھانے جاتا ہوں۔ یوتاف کی اس گفتگو کے بعد ایلیکا اس کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہوگئی تھی جبکہ یوتاف بڑی تیزی سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد سرائے کے بھٹیار خانے کی طرف جا رہا تھا۔

○

شام کی سرزمین میں مارب کے سیلاب کی وجہ سے یمن سے شام کی طرف جا کر آباد ہو جانے والے بنوغسان کا بادشاہ ابوجبیلہ اپنے صحرائی محل میں بیٹھا تھا کہ اس کے سامنے ایک جوان کو پیش کیا گیا۔ ابو جبیلہ کے حاجب نے جس جوان کو ابوجبیلہ کے سامنے پیش کیا تھا وہ خوب دراز قد۔ کڑیل جسم اور مضبوط اعضاء کا مالک تھا۔ ابوجبیلہ نے دیکھا کہ آنے والے اس جوان کی آنکھیں گہری نیلی تھیں جن میں فطرت کی پراسرار قوتیں سمٹی سکڑی نظر آتی تھیں۔ وہ کھلی آستینوں والی قبا پہنے ہوئے تھے اور لباس سے عرب لگتا تھا۔ اس لمحے ابوجبیلہ کے سامنے پیش کئے جاتے والے اس عرب جوان کے چہرے پر سراپا تشنہ ندیوں' عہد ماضی کے زنگ آلود کہنہ تصورات' پراسرار داستانوں میں اجاڑ ویران خانقاہوں اور خواب آلود فضاؤں میں اجڑے ہوئے کنوؤں جیسی اذیت تھی۔ اس کی خالی ویران آنکھوں میں موت کے تبسم میں روح کی آخری چمک۔ اجاڑ ویرانوں میں جنمی شراروں اور منہ زور آندھیوں جیسی کیفیت طاری تھی۔

ابوجبیلہ تھوڑی دیر تک بڑے غور بڑی توجہ سے اس جوان کو دیکھتا رہا جبکہ وہ عرب جوان اس کے سامنے غم و اندوہ کے ویرانوں' وقت کی پھیلتی ڈھول جیسا خاموش روح کے اندھے جذبوں میں ٹوٹے خوابوں جیسا چپ اور دل کے نہاں خانوں میں فسوں' تصور اور

طلسم خیال کی طرح پر سکوت کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا جبیلہ اس جوان کو غور سے دیکھتا رہا جب کہ جبیلہ کے پیچھے شتر مرغ کے پروں کا چھتر لہراتے والے خدام اور دائیں بائیں کھڑے اس کے محافظ بھی اس اجنبی عرب کو کسی قدر تجسس سے دیکھے جا رہے تھے۔ اس عرب نوجوان کا کچھ دیر جائزہ لینے کے بعد ابوجبیلہ بولا اور انتہائی نرم پر سکون اور شفقت آمیز آواز میں اپنے سامنے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اجنبی یوں بے بسی سے میرے سامنے کھڑے مت رہو۔ وہاں بیٹھ جاؤ۔ جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو میں غور سے سنوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابوجبیلہ تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی نووارد تیرے چہرے پر لاوے کی طرح پھیلا تشدد کا فروغ' تیری آنکھوں میں ریت کے ویرانوں جیسی سرابوں کی پیاس' تیرے باطن میں غمگین علامتوں کے نگار خانے جیسا دکھ اور تیرے لباس پر جمی ہوئی ریت۔ تمہارے باطن کے اندر اٹھنے والے درد و الم کے نصاب' ہزیمتوں کی داستانیں' ناکام جذبوں کے رنگوں اور من کے اندر گھور اندھیروں میں ٹوٹتے سپنوں کی غمازی کرتی ہے۔ کہو تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کس کے خلاف شکایت کرنا چاہتے ہو کس نے تم پر ظلم کس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور یہ کیا تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ کیا نام ہے تمہارا۔

ابوجبیلہ کے ان سوالات کے جواب میں اس اجنبی عرب نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکائے رکھی پھر اس نے شائد کوئی فیصلہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میرا نام روبیل ہے میں عرب کے صحراؤں اور ویرانوں میں یثرب شہر سے تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور تم سے وہاں کے ایک شیطان کے خلاف مدد طلب کرنے آیا ہوں۔ اس پر ابوجبیلہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس عرب نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ شیطان اور ابلیس کون ہے جس کے خلاف تم میری مدد اور تعاون حاصل کرنا چاہتے ہو اور اس شیطان کی طرف سے تمہیں کیا دکھ کیا ظلم اور کیا اذیت پہونچی ہے۔

اس پر روبیل نام کے اس عرب جوان کے چہرے پر داد کی منزلوں جیسی تلخی' سمندر جیسی طوفانی شدت اور آنکھوں میں موت کی ہوس' زندگی کی گرم بازاری جیسی انتقام کی خواہش تڑپ اٹھی تھیں۔ پھر وہ بولا اور بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ یثرب کے اس ابلیس کا نام فیتون ہے وہ وہاں یہودیوں کا سردار اور رئیس

ہے اور عربوں کی کوئی لڑکی جس کی شادی ہو وہ ایک رات اس ابلیس کے پاس گزارے بغیر اپنے شوہر کے پاس نہیں جا سکتی۔

اے بادشاہ یثرب میں یہودیوں کے سامنے عرب اس قدر بے بس اور مجبور ہیں کہ جس لڑکی کی بھی شادی ہوتی ہے اسے اپنے شوہر کے یہاں بھیجنے کے بجائے فیتون کی خلوت گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اے بادشاہ جب سے ہم سدمارب کے ٹوٹنے کے خطرے سے ہجرت کر کے یمن سے یثرب میں آ کر آباد ہوئے ہیں تب سے اس اوباشی اور لعنت کا سلسلہ جاری ہے اے بادشاہ ہم اکیلے اس فیتون کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ یثرب شہر میں یہودی قوت اور تعداد میں ہم پر غلبہ اور فوقیت رکھتے ہیں۔ اے بادشاہ اس کام میں اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم یقیناً فیتون کی لعنت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عرب نوجوان روبیل کی اس گفتگو کے جواب میں بنوغسان کے بادشاہ جبیلہ نے چند ساعتوں تک اپنے دائیں طرف بیٹھے سرمنڈے راہب کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں نارنجی رنگ کے چند پھول تھے۔ اور جو ٹکٹکی باندھے روبیل کی طرف دیکھے جا رہا تھا اس سرمنڈے راہب نے جب دیکھا کہ اس کا بادشاہ ابوجبیلہ اس کی طرف متوجہ ہے تو اس نے بھی روبیل کی طرف سے اپنی توجہ ہٹائی بڑے غور سے اس نے ابوجبیلہ کی طرف دیکھا اس پر اس نے اثبات میں دھیرے دھیرے اپنا سر ہلا دیا تھا۔ شاید یہ راہب کی طرف سے ابوجبیلہ کو کوئی اشارہ تھا۔ سرمنڈے راہب کی طرف سے یہ اشارہ ملنے کے بعد ابوجبیلہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی آخر اس نے کوئی فیصلہ کیا اور دوبارہ روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن اجنبی پہلے یہ تو بتاؤ کہ یثرب میں یہودیوں کے کتنے قبیلے ہیں اور وہ کب سے اس شہر میں آباد ہیں۔ اس پر روبیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ یثرب میں یہودیوں کے کئی قبیلے ہیں ان کے بڑے بڑے اور مشہور قبیلے بنو شقمہ۔ بنو ثعلبہ۔ بنوزرعہ۔ بنو قینقاع۔ بنو یزید۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔ بنو بہدل۔ بنو عف اور بنو عصص ہیں۔

اے بادشاہ اب سے سینکڑوں برس پہلے عمالقہ قوم آباد تھی۔ عمالقہ بنیادی طور پر عرب ہی تھے اور یہ اللہ کے پیغمبر نوحؑ کے بیٹے سام کے فرزند لاوذ کی اولاد سے تھے۔ ان دنوں مصر میں بھی عمالقہ کی ہی حکومت تھی۔ اللہ کے رسول ابراہیم کے دور کا مصر کا بادشاہ سنان بن اشل اور یوسف علیہ السلام کے دور کا مصر کا بادشاہ قابوس بن سعد قوم عمالقہ میں ہی سے تھے۔

جب اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد جب فلسطین کا رخ کیا تو ایک لشکر انہوں نے عمالقہ کی سرکوبی کیلئے یثرب کی طرف بھی روانہ کیا۔

اس لشکر کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا حکم تھا کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب کو قتل کر دیا جائے یوں اسرائیلی لشکر یثرب پر حملہ آور ہوا۔ عمالقہ کے بادشاہ ارقم بن ارقم سمیت سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر یثرب میں عمالقہ کی اولاد ارقم میں سے ایک نوجوان جو حسن و جمال میں لاثانی اور بے مثل تھا بچ گیا تھا۔

اس شہزادے کے قتل کے سلسلے میں اسرائیل کے لشکریوں نے کچھ توقف سے کام لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اس کے سلسلے میں واپس جا کر موسیٰ علیہ السلام سے نیا حکم حاصل کیا جائے۔ لہٰذا یثرب میں عمالقہ کا خاتمہ کرنے کے بعد بنو اسرائیل کا لشکر واپس فلسطین کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر بنی اسرائیل کو جب خبر ہوئی کہ ان کے لشکر نے عمالقہ پر کامیابی حاصل کی ہے تو بنی اسرائیل کے بے شمار لوگ اپنے کامیاب اور فاتح لشکر کا استقبال کرنے کے لئے فلسطین کی سرحدوں پر جمع ہو گئے۔ اس وقت تک اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔

بنی اسرائیل نے جب اپنے فاتح لشکر کا استقبال کیا اور انہیں علم ہوا کہ ان کے لشکریوں نے یثرب میں عمالقہ کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے کا قتل نہیں کیا تو انہوں نے لشکریوں پر برہمی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے سردار اس لشکر سالاروں اور کمانداروں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

تم لوگوں نے اللہ کے نبی کے حکم کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا تمہیں ہم اپنے درمیان ہر گز نہ رہنے دیں گے۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم کسی اور سرزمین کی طرف نکل جاؤ اور اگر تم لوگوں نے زبردستی فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے اس وقت تک جب تک تم سب تباہ نہیں ہو جاتے یا ہمارا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

یہ کیفیت دیکھ کر لشکر کے کمانداروں نے باہم فیصلہ کیا اور لشکر میں شامل سب یہودی یثرب میں جا کر آباد ہو گئے۔ اے بادشاہ تب سے ہی وہ یثرب میں سب پر غالب ہیں۔ وہ بہت سے قبیلے ہیں جبکہ ہم عربوں کے صرف دو قبیلے عوف اور خزرد یثرب میں ہیں جو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اے بنوغسان کے بادشاہ افرادی قوت کے ساتھ ساتھ یہودی قبائل مال و دولت میں بھی ہم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یہودی نہ صرف یثرب اور اس کے گرد و نواح میں بلکہ وہ وادی

القریٰ۔ خیبر۔ تیماء اور تبوک میں بھی تجارت زرگری۔ لین دین۔ مہاجنی اور سود کا کاروبار کرتے ہیں۔ افرادی قوت کے علاوہ اپنی دولت کی برتری کی بنا پر بھی وہ ہمیشہ ہم عربوں پر غالب رہتے ہیں۔ عرب نوجوان روبیل جب اپنی گفتگو مکمل کر کے خاموش ہوا۔ تو اس کے جواب میں ابوجبیلہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ اپنے ذہن میں کچھ فیصلہ کرتے ہو۔ ہ روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ یثرب سے آنے والے تو میرے پاس ہی مدد حمایت اور نصرت کی غرض سے کیوں چلا آیا۔ تمہارے اطراف میں اور بہت سی عرب قوتیں بھی ہیں تم انہیں بھی مدد کے لئے پکار سکتے تھے وہ قریب ہونے کی وجہ سے ہماری نسبت نہ صرف یہ کہ جلدی تم لوگوں کی مدد کرتے بلکہ وہ موثر طریقے سے بروقت یہودیوں کے خلاف تمہارا دفاع بھی کر سکتے ہیں۔ اس پر روبیل نے کسی قدر مایوسانہ سے انداز میں کہا۔

بنوغسان کے بادشاہ۔ تمہاری طرف اس لئے آیا ہوں کہ ہماری اور تمہاری اصل ایک ہے ہم اوس و خزرج اور تم لوگ بنوغسان سب۔ ہی یمن سے نکلے ہوئے قبائل ہو اور سبھی قبائل کا تعلق قوم سبا سے ہے اسی رشتے اسی تعلق کی بناء پر اے بادشاہ میں تمہاری طرف چلا آیا۔

بنوغسان کے بادشاہ میں تیری طرف اس لئے آیا ہوں کہ تو بھی ہماری طرح عرب ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ بنوغسان اوس و خزرج کا جد امجد ایک ہی ہے جس کا نام یذیکیا تھا۔ یمن میں جب سیلاب آیا تو اوس و خزرج یثرب میں آکر آباد ہو گئے جبکہ بنوغسان یہاں ارض شام میں آکر بس گئے۔

روبیل کی یہ گفتگو شاید ابوجبیلہ کو پسند آئی تھی تھوڑی دیر تک وہ مزید خاموش رہا اس دوران وہ اپنی خشخشی داڑھی میں انگلیاں پھیرتا رہا۔ پھر اس نے روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم اکیلے میرے پاس آئے ہو۔

روبیل نے جھٹ کہا نہیں میرے ساتھ میرے دو ساتھی بھی ہیں ان میں ایک میرا چھوٹا بھائی یہودا اور دوسرا میرا ایک قابل اعتماد دوست رباح ہے اس کا تعلق قبیلہ عوف سے ہے۔ جبکہ ہم بنو خزرج کے ایک ذیلی قبیلے بنو نجاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے یہ دونوں ساتھی اس وقت تیرے محل سے باہر کھڑے ہیں اور وہ بڑی بے چینی سے میرے واپس لوٹنے کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ توقع رکھتے ہوں گے کہ شاید میں تمہارے محل میں کامیاب اور کامران لوٹوں گا اور یثرب کے یہودیوں سے نپٹنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔

جبیلہ نے اس بار تفتیش کی نگاہ سے روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تم بتا سکتے ہو تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس پر روبیل نے ایک گہری نگاہ جبیلہ پر ڈالی۔ پھر وہ چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ گو میں جانتا ہوں کہ بنوغسانی نصرانی ہیں اس کے باوجود میں جھوٹ نہ بولوں گا سن بادشاہ میں موسیٰ کو مانتا ہوں مگر میں یہودی نہیں ہوں۔ میں عیسیٰ کو بھی مانتا ہوں مگر میں عیسائی بھی نہیں ہوں۔ میں ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھتا ہوں جس کا ابھی ظہور ہو گا اور وہ سارے نبیوں اور رسولوں کا سردار اور خاتم النبین ہو گا۔ اس کا نام احمد بن عبداللہ ہو گا۔

سن بنوغسان کے بادشاہ یہودی عالم اکثر اپنی کتابوں کے حوالے سے اس آخری معتبر نبی کی آمد کی پیش گوئیاں کرتے رہے ہیں اور ساتھ ہی یہودی عالم اس آنے والے خاتم الرسول کے متعلق یہ بھی کہتے رہتے ہیں کہ جب ہمارا وہ رسول آئے گا تو ہم پوری دنیا کو زیر کر لیں گے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ بنی نجار اس آنے والے خاتم الرسول کا ننہال ہو گا۔ یہودی علماء کا کہنا ہے کہ یہ رسول مکہ سے ظاہر ہو گا اور یثرب اس کا دارالہجرت ہو گا۔ یثرب میں اس کے لئے ایک خوبصورت محل بھی تعمیر ہے۔ اس میں یہ آنے والا محترم رسول قیام کرے گا اور وہاں کے لوگ بڑی بے تابی سے اس آخری رسول کی آمد کے منتظر ہیں۔

بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ نے حیرت زدہ نگاہوں سے روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دیکھ اجنبی یہ جو باتیں تو نے کی ہیں میرے لئے ناآشنا ہیں۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ جو انکشاف جو تم نے مجھ پر کئے ہیں میرے لئے نئے ہیں۔ میں نے آج تک بھی کسی یہودی یا نصرانی عالم سے یہ باتیں نہیں سنیں۔ یہ تو بتا کہ اس آنے والے رسول کے لئے یثرب شہر کے اندر یہ محل کس نے بنایا ہے۔ اس پر روبیل نے غور سے ابوجبیلہ کی طرف دیکھا پھر وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

سن بادشاہ۔ آج سے برسوں پہلے ایک یمن کا عرب بادشاہ تبان بن اسعد ابوکرب تھا وہ یمن سے نکل کر مغربی ممالک پر حملہ آور ہوا۔ اس پیش قدمی میں جب وہ یثرب سے ہو کر گزرا اور شہر پر قبضہ کر کے وہاں اپنے بیٹے کو حاکم کر کے آگے بڑھا تو اس کی غیر موجودگی میں اہل یثرب نے اس کے لڑکے کو قتل کر ڈالا۔

تبان اسعد کو جب اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہوئی تو سخت برہم اور پیچ و تاب ہوا اور مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے وہ پلٹا اور چاہتا تھا کہ یثرب پر حملہ آور ہو اور اسے تباہ اور برباد

کر دے۔ یثرب میں آباد قبائل کو جب یہ خبر ہوئی کہ تبان اسعد ان پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے متحدہ طور پر یثرب کے دفاع کا فیصلہ کیا۔ ابھی عملی طور پر تبان اسعد یثرب شہر پر حملہ آور نہ ہوا تھا کہ یہودی قبیلے بنو قریظہ کے دو معمر اور معتبر عالم اس کے پاس آئے اور تبان اسعد کو مخاطب کر کے ان دو عالموں میں سے ایک کہنے لگا۔

یمن کے بادشاہ تو اپنے اس فعل بد سے باز آ۔ تو اپنے ارادوں کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یثرب کسی صورت خراب اور ویران ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ نبی آخرالزمان کا جو قریش مکہ میں پیدا ہو گا دارالہجرت ہے اور یہیں وہ آ کر قیام پذیر ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد روبیل ذرا رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا بادشاہ پھر یوں ہوا کہ تبان اسعد ان دونوں یہودی عالموں کی گفتگو سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی فوراً بند کرا دی۔ وہ اس نبی پر ایمان لے آیا اور پھر اس آنے والے رسول کے لئے یثرب میں ایک عالیشان محل تعمیر کرایا اور کتابی صورت میں اس نے اس نبی کے نام ایک پیغام بھی لکھا۔ یہ محل اور کتاب اس نے ایک یہودی عالم کے حوالے کی اور اسے ان کا متولی بنایا اور کہا کہ یہ محل اور کتاب پشت در پشت آگے حوالے کرتے رہیں یہاں تک کہ میرے نبی اس میں آ کر قیام کریں۔ سن بادشاہ اب تک اس یہودی کی اولاد محل اور کتاب کی متولی ہے اور وہاں کے سب لوگ اس آنے والے رسول کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔

سن بادشاہ۔ اس محل کے اندر ایک چاندی کا صندوق ہے جس کے اندر وہ کتاب رکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں آنے والے رسول کے نام کیا لکھا ہے یہ کسی کو علم نہیں تاہم یثرب کے لوگ اس کتاب کو متبرک جانتے ہیں اور اس کے سامنے احترام اور تقدس کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب مکہ سے آنے والے اس نبی کے حوالے کی جائے گی جو اس محل میں قیام کرے گا۔ (یاد رہے کہ نبی اکرمؐ جب مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لائے تو اس محل کے سامنے آپکی ناکہ بیٹھ گئی اسی محل میں حضور نے پہلے نچلے حصے میں پھر اوپر کے حصے میں قیام کیا۔ اس وقت یہ محل حضرت ابو ایوب انصاری کے تصرف میں تھا)

ابوجبیلہ نے چند ثانیوں تک سوچتے ہوئے پھر روبیل کی طرف دیکھا اور پوچھا اے آنے والے نوجوان یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج میں تمہاری کیا حیثیت ہے اس پر روبیل نے بلا تامل کہا اے بادشاہ میں صرف اوس و خزرج کے ایک حصے بنی نجار کا سردار

ہوں اور یہ کہ بنی نجار اوس و خزرج کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

اس پر ابوجبیلہ نے جھلا کر پوچھا۔ پورے اوس و خزرج کا سردار کون ہے۔ اس پر روبیل فوراً بولا اور کہنے لگا۔ ان دنوں اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان ہے۔ اس پر ابوجبیلہ نے سخت اور کڑکتی ہوئی آواز میں پوچھا تو پھر اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان ہی میرے پاس امداد طلب کرنے کے لئے کیوں نہیں آیا اور اس نے تمہیں میری طرف کیوں روانہ کر دیا ہے۔

اس پر روبیل نے التجا بھری نظروں سے ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے بادشاہ مجھے اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے نہیں بھیجا۔ میں خود سے آیا ہوں۔ یثرب میں تو کسی کو یہاں تک خبر نہیں کہ میں تمہاری طرف آیا ہوں۔ میں تو یثرب سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بہانے سے نکلا تھا کہ میں طواف کعبہ کی خاطر مکہ جا رہا ہوں۔

اے بادشاہ جب سے یمن کے بادشاہ تبان اسعد نے یثرب میں آنے والے رسول کے لئے محل بنایا ہے تب سے اہل یثرب میں مکہ کی عزت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ تبان اسعد کو جن دو یہودی علماء نے حملہ کرنے سے منع کیا تھا وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ مکہ کے پاس سے گزرتے ہوئے ان علماء نے تبان اسعد کو مکہ کا طواف کرنے کو کہا تھا۔ تبان اسعد تو خود یہ چاہتا تھا کیونکہ وہ آنے والے نبی پر ایمان لا چکا تھا لہٰذا وہ خود ہی طواف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سو اس نے کعبہ کا طواف کیا اس پر غلاف چڑھایا۔

سن بنوغسان کے بادشاہ۔ عربوں میں تبان اسعد پہلا بادشاہ تھا جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا سو میں بھی طواف کعبہ کے بہانے اس طرف آیا ہوں مجھے بھی کسی نے نہیں بھیجا بلکہ عرب قوم سے ہمدردی اور ایک برے کام سے نفرت مجھے تمہاری طرف کھینچ لائی ہے۔

جواب میں بنوغسان کا بادشاہ جبیلہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر پھر سوچتا رہا اس کے بعد اس نے روبیل کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اگر تم یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج کو پکارو تو کتنے مسلح جوان لبیک کہہ کر تمہاری پکار پر تمہارے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کی اس استفسار پر روبیل کی حالت اندھے ماحول کے آئینے میں محرومی سے لکھے سوال جیسی افسردگی، گزرے دنوں کی داستانوں، کسی قفس میں تڑپتے پرندے جیسی قابل رحم اور بکھرے افسانوں کی الجھنوں اور طوفانوں میں جھکے اشجار جیسی اداس ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے اس کی آنکھوں میں ساعتوں کی بے کلی، سونی بنجر دھرتی، ریت پر لکھی تحریروں۔ چلموں کے مارے چولہے۔ اولوں کی ماری فاختہ جیسی کیفیت چھا گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ بے چارہ گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

بادشاہ میں اوس و خزرج کو کیونکر ایسے اندار میں پکار سکتا ہوں۔ میں تو بنو خزرج کے ذیلی قبیلے میں بنو نجار کا سردار ہوں۔ بنو نجار پر ہی قدرت رکھتے ہوئے انہیں پکارنے کی ہمت رکھتا ہوں اور وہی میری پکار پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔ اوس و خزرج کو اس انداز میں پکارنے کا حق صرف ہمارے سردار مالک بن عجلان ہی کو ہے۔

اس پر ابوجبیلہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا اگر ایسا ہے تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی واپس لوٹ جاؤ۔ تمہارے کہنے پر میں اوس و خزرج کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ میرے پاس ایسا آدمی مدد کی درخواست لے کر آئے جس کے پیچھے اوس و خزرج کی جان کی بازی لگا دیں۔ جنگ میں مجھے بھروسہ ہو کہ وہ یہودیوں کے خلاف میرے پہلو سے پہلو ملا کر جنگ کریں گے۔ اگر وہ شخص مالک بن عجلان ہے تو ایسی درخواست لے کر وہ خود آئے اب تم جا سکتے ہو۔ اس موضوع پر میں تمہارے ساتھ اور زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کروں گا۔

ابوجبیلہ کا یہ جواب سن کر روبیل کے چہرے سے زندگی کی سازی تازگی اور رسیلا پن جاتا رہا تھا اور وہ کھڑا ہو گیا اور افسوس بھرے انداز میں ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اذیت زدہ آواز میں کہا۔

بنوغسان کے بادشاہ تم نے اپنے اس فیصلے سے مجھے مایوس کر دیا ہے۔ اب میں خود ہی عربوں کے اندر ان کا نگہبان بن کر اٹھوں گا۔ میں یثرب میں یہودیوں کو گدھوں اور چیلوں کی طرح عربوں کا گوشت نہ نوچنے دوں گا۔ اے جبیلہ میں خود ہی اب ایک آبدار خنجر بن کر یہودیوں کے تاریک سینے اور گنہگار ذہن میں پیوست ہوں گا۔ آنے والے محترم رسولؐ کی قسم۔ میں بے دین اور فاسق فیتون کی شہوات و لذات اور زیادہ پھیلنے نہ دوں گا۔

دیکھ بادشاہ میں یثرب میں یہودیوں کے مقابلے میں عربوں کو غموں کا گہرا سمندر، اجڑی مانگ، سونا دیس، اداس سوچوں کے زاویوں میں فراق منظر، قحط کا مارا کھیت نہ بننے دوں گا۔ میں بکھری خاموشیوں اور سکوت کے بے کراں انبوہ میں بخت آوری کے دشت، حشر کے رقص، سرفروشیوں کے وجدان اور بجلیوں کی طیلسان ابرو کی طرح اٹھوں گا اور بادشاہ تم دیکھو گے کہ پھر ان یہودیوں کی حالت جو آج ہم پر چڑھ دوڑتے ہیں ہم خزاں کی پیاس، نوحوں کے قافلے، تیرگی کے جمود اور آگ کے دامن میں نفرت کے لاوے جیسی بنائیں گے اور ان کے سسکتے سانسوں کی خلش میں بچھڑے ہوئے گیت بھر کے رکھ دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی روبیل ایک ہیجان کے عالم میں ابوجبیلہ کے محل سے باہر نکل گیا تھا۔

محل کے باہر روبیل کا چھوٹا بھائی یہودا اور ان دونوں کا دوست رباح تینوں اونٹوں کی

نکیلیں پکڑے کھڑے تھے جب روبیل انکے پاس آیا تو روبیل کے بھائی یہودا نے پوچھا۔

اے میرے بھائی تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے۔ کیا ابوجبیلہ نے تمہاری التماس تمہاری التجا کو نظرانداز کر دیا ہے۔ اس پر روبیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ غصے اور خفگی میں آگے بڑھ کر اس نے اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ لی۔ اس بار رباح نے کہا روبیل۔ میرے بھائی۔ میرے عزیز تم چپ اور خاموش کیوں ہو۔ ہمارے اطمینان کی خاطر ہی کچھ کہو کہ جبیلہ نے تمہیں کیا جواب دیا ہے۔

اس پر روبیل نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ جبیلہ ایک بے درد اور بے نفس انسان ہے۔ اس نے ہماری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے ایسی درخواست اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان مجھ سے آ کر کرے تاکہ مجھے بھروسہ ہو کہ یہودیوں کے ساتھ جنگ کے دوران اوس و خزرج اس کا ساتھ دیں گے۔

میرے بھائیو مجھے قطعاً" کوئی امید نہیں کہ مالک بن عجلان ایسی درخواست لے کر جبیلہ کے پاس جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے حال میں مست اور پرسکون ہے اسے اس کا احساس نہیں کہ فیتون کے ہاتھوں عرب کیسے عذاب اور قہر میں مبتلا ہیں۔ ہمیں اب اپنی ہی علو ہمتی۔ محنت کشی کے بھروسے سے فیتون اور اس کی قوت کے لئے فنا کی پکار بننا ہو گا۔ اب یہاں رکنے سے کچھ حاصل نہیں۔ آؤ یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ ہمارا زیادہ عرصہ یثرب سے باہر رہنا کئی وسوسے اور شبہات کھڑے کر دے گا۔ روبیل کے بھائی یہودا اور دوست رباح نے روبیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے ساتھ ہی تینوں اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے۔

○

بنوغسان کے یہاں سے نکل کر وہ تینوں صحرا اور نخلستانوں کے اندر ہوتے اور اپنے اونٹوں کو تیزی سے ہانکتے ہوئے جب وادی القرا میں داخل ہو رہے تھے تو انکے سامنے ایک شترسوار نمودار ہوا اور اس شترسوار نے دور ہی سے انہیں آوازیں دے دے کر رکنے کے لئے کہنا شروع کر دیا تھا۔

جب وہ شترسوار نزدیک آیا تو وہ تینوں اسے پہچان گئے وہ روبیل کے ساتھی رباح کا چھوٹا بھائی حنوخ تھا۔ اس حنوخ کو دیکھتے ہوئے روبیل کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے کسی قدر پریشانی اور متفکر آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

حنوخ۔ حنوخ۔ تم اس طرف کیوں آئے ہو۔ ہمارے بعد یثرب میں خیریت تو گزری۔

اس پر وہ آنے والا نوجوان جس کا نام حنوخ تھا اپنے اونٹ کو ان تینوں کے قریب لایا پھر وہ کسی قدر متفکر آواز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم تینوں کی روانگی کے بعد کسی نے فیتون کو یہ شک ڈال دیا ہے کہ تم لوگ کعبہ کا طواف کرنے کے بجائے کسی اور سمت اس کے خلاف سازش کرنے گئے ہو۔ اسے یہ بھی شک ڈالا گیا ہے کہ تم بنو غسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کی طرف گئے ہو۔ ان ہی شکوک کی بناء پر فیتون نے اپنے چھ بہترین تیغ زن بھی تم لوگوں کے تعاقب میں روانہ کئے ہوئے ہیں اور انہیں نصیحت کی گئی ہے کہ اگر تم تینوں جبیلہ کی طرف گئے ہو تو تم تینوں کے سر کاٹ کر فیتون کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔ سنو میرے بھائیو۔ ان صحراؤں اور وادیوں کے اندر فیتون کے ان تیغ زنوں سے تمہارا سامنا تو نہیں ہوا۔

یہ خبر سن کر روبیل کے بھائی یہودا۔ حنوخ کے بھائی رباح بجھے ہوئے شعلے کی مانند غمگین زندگی کے شکستہ ساز' ویران گھر کے دیئے' قفس کی اسیری جیسے پریشان اور محکومی کی روایت جیسے ملول ہو کر رہ گئے تھے۔ دوسری طرف روبیل کی حالت عجیب اور مختلف ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں اور اس کے چہرے کے تاثرات میں ہواؤں سے خلاؤں تک افق سے اٹھنے والی عناصر کی طغیانی' شوریدگی کی المناکیاں' جنگل کی آگ میں آتش کے دامن اور آگ کے لاوے رقص کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے تھے۔ روبیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا آخر وہ بولا اور زہر آلود لہجے میں کہنے لگا۔

فیتون کے وہ تیغ زن ہمارا سامنا کرتے تو قسم ہے مجھے اپنے آنے والے صحرائی رسول کی میں دشت شام کے اندر انہیں دامن دریدہ اور خون آلود کر دیتا۔ میرے ساتھیوں تمہیں فکرمند اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب بھی صحراؤں' وادیوں یا کوہستانوں میں ہمارا سامنا فیتون کے چھ ساتھیوں سے ہوا تو ہم ان کی حیات کے رنگوں میں زہر رگ رگ میں رقص کرتی موت' زندگی کی قوس و قزح میں آندھیوں کے جھکڑ اور نس نس میں ریت کے بگولوں کی حشر سامانی بھر کے رکھ دیں گے۔ ان چھ کا انجام ہم ایسا کریں گے کہ یثرب میں بیٹھے ہوئے فیتون کو خبر تک نہ ہو گی کہ اس کے چھ بہترین تیغ زنوں پر کیا بیتی۔

یہاں تک کہنے کے بعد روبیل تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میرے ساتھیو آؤ یہاں سے فی الفور کوچ کریں۔ اپنی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ تیز کر دیں اور یہاں سے سیدھا یثرب جانے کے بجائے مکہ کا رخ کریں۔ وہاں کعبہ کا طواف کر کے ہم یثرب میں داخل ہوں گے۔ تاکہ [illegible]

فیتون ہم سے پوچھے کہ ہم اتنے دنوں کہاں اور کس جگہ رہے تو ہم بلا تامل کہہ سکیں کہ ہم طواف کعبہ سے لوٹ رہے ہیں۔

روبیل کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ وہ رکے بغیر وادی القریٰ سے نکل کر اس شاہراہ پر اپنے اونٹوں کو سرپٹ دوڑانے لگے تھے جو وادی القریٰ سے نکل کر دومتہ الجندل سے آتی ہوئی قبائل غسان اور وادی القریٰ سے نکل کر فدک' خیبر اور جبل احد کے بیچوں بیچ ہوتی ہوئی یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

دوپہر کے قریب جب وہ برق رفتاری سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھے اور دھوپ میں ننگا اور نیلا آسمان پگھل رہا تھا۔ وہ چاروں گرم صحرا کے اندر جلتے ویران موسم میں وادی القریٰ اور فدک کے درمیان آئے تو ان کے سامنے شاہراہ پر فتیون کے چھ مسلح تیغ زن نمودار ہوئے وہ اونٹوں پر سوار تھے اور قریب آ کر ان کا راستہ روک کھڑے ہو گئے۔ پھر ان کے سرخیل نے روبیل کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو بنو نجار کے سردار۔ فتیون کے اندازے اور اندیشے درست ہی ثابت ہوئے تو تم بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس سے ہو کر آ رہے ہو۔ پھر روبیل کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے رباح کے چھوٹے بھائی حنوخ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم انکے ساتھ کیسے آ ملے۔ تمہیں تو ہم یثرب میں چھوڑ کر آئے تھے۔ لگتا ہے ہمارے تعاقب سے تم انہیں مطلع کرنے نکلے تھے۔ اچھا ہوا ان کے ساتھ ساتھ ہم تمہارا سر بھی کاٹ کر لے جائیں گے۔

روبیل جو ابھی تک ان چھ سواروں کو چیلنج بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اپنے پورے غضب اور بھرپور غراہٹ میں انکے سرخیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ ہمارا تعاقب کرنے والے شیطان فتیون کے گماشتو۔ میں اس گروہ کا سرکردہ ہوں۔ تم نے اگر کوئی بات کرنی ہے تو مجھ سے کرو۔ اگر میرے کسی ساتھی کے ساتھ تم نے بے ہودہ گفتگو اور بدکلامی کی تو سن رکھو تمہاری زبان کاٹ کر میں تمہاری ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔ میں جانتا ہوں تم سب کس قدر بہادر اور شجاع ہو۔ آگے بڑھو میں تم سب کو اکیلا مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اگر اس تپتے صحرا کے اندر میں تمہارے کس بل نکال کر تمہاری تخریب کی خواہش مانجھ اور دھو نہ ڈالوں تو بنو نجار کا سردار نہیں کم ظرف اور بدذہن کہنا۔ آگے بڑھو۔ آگے بڑھو کہ میں تمہارے سروں سے زندگی کا بوجھ اتار کر تمہیں موت کی خوشخبری اور حشر کی بشارت دوں [illegible] ساتھ ہی روبیل نے اپنی ڈھال سنبھال کر تلوار کھینچ لی تھی اور اپنے

سر پر لوہے کا خود خوب جما لیا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں تھیں۔

روبیل نے اپنے شتر کو مہمیز لگا کر آگے بڑھایا اور اپنی تلوار سونت کر وہ دشمنوں پر حملہ آور ہوا۔ اسکے تینوں ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی یہودیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ تپتے صحرا میں تلواروں اور ڈھالوں کے ٹکرانے سے فضاؤں کا سکون درہم برہم ہو گیا تھا۔ یہودی شروع میں بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے لگے تھے لیکن جلد ہی روبیل اپنی کاری اور خوفناک ضربوں سے اور یہودا اور رباح حنوخ اپنے حملوں کی تیزی اور سرعت سے یہودیوں کے حواس پر طاری اور بھاری ہونے لگے تھے۔

یہودی زیادہ دیر تک ان چاروں کے سامنے جم کر نہ لڑ سکے تھے کیونکہ لڑائی میں روبیل نے ان کے خلاف اپنی تلوار اور ڈھال سے طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اس کا اونٹ بار بار پینترے بدل بدل کر اسے یہودیوں پر مناسب رخ بہترین حملے کرنے کے مواقع فراہم کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کی کشمکش کے بعد تین یہودی روبیل کی تلوار کا شکار ہو گئے تھے ایک کو اس کے بھائی یہودا نے قتل کر دیا اور باقی دو رباح اور حنوخ دونوں بھائیوں نے مل کر ٹھکانے لگا دیئے تھے۔

یہ ساری کاروائی مکمل کرنے کے بعد روبیل کے چہرے پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ ایک زہریلی جست کے ساتھ اپنے اونٹ سے صحرا کی ریت پر کودا اپنی خون آلود تلوار کو گرم گرم ریت پر رگڑ کر صاف کرنے لگا تھا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں سے اتر کر اپنے ہتھیار صاف کر رہے تھے۔ پھر روبیل اپنی تلوار دوبارہ اپنے نیام میں ڈالتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے باجبروت ساتھیو! آؤ ان مرنے والے سارے یہودیوں کو ریت میں دفن کر دیں تاکہ کسی کو ان کے قتل کا علم نہ ہو اور ان کے اونٹوں کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں۔ اس کے تینوں ساتھی اس کے ساتھ فوراً حرکت میں آئے۔ یہودیوں کی لاشوں کو انہوں نے ریت میں دفن کر دیا پھر ان کے اونٹوں کی نکیلیں اپنے کجاووں سے باندھ کر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

فدک شہر میں آ کر انہوں نے یہودیوں کے اونٹوں کو بیچ کر ان کی رقم آپس میں تقسیم کر لی تھی اور دوبارہ وہ کہیں رکے اور قیام کئے بغیر آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ خیبر سے باہر ایک ایسے چوراہے پہ آ کھڑے ہوئے جہاں سے ایک راستہ شمال مغرب کی طرف نکل کر مدائن صالح سے ہوتا ہوا تبوک کی طرف نکل گیا تھا۔ دوسرا راستہ بائیں ہاتھ نجد کی طرف

سے ہوتا ہوا ہزیل وہاں سے طائف اور پھر مکہ کی طرف چلا گیا تھا اور دومتہ الجندل اور وادی القریٰ سے آنے والی جس شاہراہ پہ وہ سفر کر رہے تھے وہ اب سیدھی یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

اس موقع پر روبیل نے حنوخ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا حنوخ تم یہاں سے سیدھے یثرب چلے جاؤ کسی سے یہودیوں کے ساتھ ہمارے ٹکراؤ کا ذکر نہ کرنا ہم تینوں یہاں سے مکہ کا رخ کریں گے اور وہاں کعبہ کا طواف کر کے یثرب لوٹ آئیں گے اب تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اور سنو ہمارے متعلق فکرمند نہ ہونا۔

روبیل کے کہنے پر حنوخ اپنے اونٹ کو مہمیز لگا کر سیدھا آگے بڑھ گیا جبکہ روبیل' یہودا اور رباح بائیں طرف مڑ گئے۔ طوفانی انداز میں وہ تینوں سفر کرتے ہوئے نجد' ہذیل اور طائف سے ہوتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے طواف کیا اور دوبارہ وہ مکہ سے یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یثرب میں داخل ہونے کے بعد روبیل اپنے بھائی اور اپنے دوست کے ساتھ شہر کے جنوب مشرقی حصہ میں بنو قینقاع کے محلہ سے گزرتا ہوا اپنے قبیلہ بنو نجار کے محلے کی طرف جا رہا تھا کہ ایک سوار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا ان تینوں کے قریب آیا اور روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

بنو نجار کے سردار تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یثرب شہر کے سردار **فتیون** نے طلب کیا ہے۔ اس نے تمہیں کیوں طلب کیا ہے یہ میں نہیں جانتا بہرحال اسے تمہارے یثرب شہر میں داخل ہونے کی خبر ہو گئی ہے اور جونہی اسے خبر ملی کہ تم شہر میں داخل ہو گئے ہو اس نے مجھے روانہ کیا تاکہ میں تمہیں بلا کر اس کے پاس لے جاؤں۔ روبیل نے اس سوار سے کچھ بھی نہ کہا بس وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو گیا تھا۔

بنو قینقاع اور بنو نضیر کے قلعوں کے درمیانی حصہ میں جو ایک کھلی اور وسیع جگہ تھی وہاں ایک شاہ نشین پر یثرب کا سردار **فتیون** بیٹھا تھا۔ اس کے اردگرد اس کے کئی مسلح محافظ بھی تھے۔ عمر کے لحاظ سے **فتیون** ۴۰ (چالیس) برس کے قریب ہو گا۔ قد خوب دراز تھا۔ جسم بھاری' چہرہ پر خشخشی داڑھی تھی اور سر کے بال خوب لمبے ہو کر گردن سے نیچے چلے گئے تھے۔

روبیل' یہودا اور رباح تینوں فتیون کے قریب آ کر اپنے اونٹوں سے نیچے اترے پھر وہ تینوں آگے بڑھے اور فطیون کے قریب آ کر روبیل نے پوچھا۔ فتیون! کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے فتیون منہ سے کچھ نہ بولا تاہم وہ بڑے غور اور بڑی دلچسپی سے روبیل کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اتنے میں بنو قرنطہ کے محلے کی طرف سے فتیون کا چھوٹا بھائی لابان اور اس کا چچا زاد بھائی تقیم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے قریب آئے اور فطیون کے پہلو میں آ کھڑے ہو گئے تھے۔ فطیون تھوڑی دیر تک بڑے غور سے روبیل کو دیکھتا رہا پھر پوچھا۔

بنو نجار کا سردار یثرب سے باہر اتنے روز کہاں رہا۔ میں نے مالک بن عجلان سے تمہارے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم طواف کعبہ کو اپنے بھائی یہودا اور رباح کے ساتھ گئے ہوئے ہو۔ لیکن دیکھو تمہاری غیر موجودگی میں کچھ لوگوں نے مجھے شکوک اور وسوسات میں ڈالا کہ تم مکہ کے بہانے بنو غسان کی طرف میرے خلاف کسی مہم کے سلسلہ میں گئے ہوئے ہو۔

فطیون کے خاموش ہو جانے کے بعد روبیل تھوڑی دیر تک اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا رہا اس دوران اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لیا۔ چہرے پر بشاشت اور شائستگی بکھیر لی پھر وہ بڑی پر سکون آواز میں بولا اور فطیون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

روبیل بن حماد جو کہتا ہے وہی کرتا ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی ابھی طواف کعبہ سے لوٹ کر شہر میں داخل ہوا ہوں۔ اگر تمہیں شک ہو کہ میں بنو نجار کا سردار جھوٹ کہتا ہوں اور یہ کہ میں طواف کعبہ کے بجائے بنو غسان کی طرف سے ہو کے آیا ہوں تو دیکھ فطیون تو اپنے چند ساتھیوں کو میرے ساتھ مکہ روانہ کر کعبہ کا متولی گواہی دے گا کہ میں طواف کعبہ کر کے لوٹا ہوں۔ کیونکہ طواف کے دوران میں متولی سے ملا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں بھی کرتا رہا تھا۔

روبیل کے اس جواب پر فطیون نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا ایک بار اس نے بڑی غور اور انہماک سے یہودا اور رباح کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ کمال ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تمہاری باتوں نے مجھے ششں و پنج اور ایک طرح کے ہیجان میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ روبیل پھر بولا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ فطیون وہ کون لوگ ہیں جو میرے خلاف تمہیں اکساتے ہیں کیا وہ ایسا کر کے یثرب کے ماحول کو مکدر اور یہاں کی فضاؤں کو متعفن نہیں بنا رہے وہ ہمارے درمیان بے تعلقی اور فتنہ اور فساد کی بساط بچھانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو فطیون جان لو یثرب' یثرب نہ رہے گا۔ ایسے لوگوں کے غلط الزامات اور بہتان تراشیوں کے سبب کہیں شہر دو دھڑوں

میں بٹ کر جنگ کا میدان بن جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو فطیون میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اس روز نہ کسی کی امارت رہے گی نہ کسی کا جان و مال محفوظ رہ سکے گا۔ کیا اب بھی فطیون تم اعتبار نہیں کرتے کہ میں طواف کعبہ سے لوٹا ہوں۔

روبیل بن حماد کی اس گفتگو کے بعد فطیون کے چہرے پر پھیلی ہوئی بداعتمادی کی جھلک جاتی رہی تھی پھر اس نے خوشی' اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کسی قدر شفقت آمیز اور نرم آواز میں کہنا شروع کیا۔

حماد کے بیٹے جن چھ آدمیوں نے مجھ سے تمہاری شکایت کی تھی میں نے انہیں ہی تمہاری تلاش میں بنو غسان کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر وہ سچے ہوتے تو راستے میں ان سے تمہاری ملاقات ضرور ہوئی ہوتی اور وہ تمہیں پکڑ کر میرے پاس لاتے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹے اور سزا کے حق دار ہیں۔ دیکھ بنو نجار کے سردار جب وہ چھ شکایت کرنے والے لوٹیں تو میں تمہارے سامنے اگر ان کی گردنیں نہ کٹواؤں تو فطیون نہیں۔ اب تم جاؤ مجھے بنو نجار کے سردار پر بھروسہ ہے کہ وہ میرے اعتماد کو ٹھیس اور میری شخصیت کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

روبیل' یہودا اور رباح بڑھ کر اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔ جب وہ تینوں بنو نجار کے محلّے کے قریب آئے تو روبیل نے اپنے چھوٹے بھائی یہودا اور اپنے دوست رباح سے کہا۔ تم دونوں گھر جاؤ میں مالک بن عجلان سے مل کر آتا ہوں۔ یہودا اور رباح بائیں طرف مڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے جبکہ روبیل اپنے اونٹ کو ایڑھ لگا کر دائیں طرف مڑ چکا تھا۔

اپنے اونٹ کو ہانکتا ہوا روبیل سیدھا اس طرف آیا جہاں یمن کے عرب بادشاہ تبان اسعد نے نبی اکرم کیلئے محل بنا رکھا تھا اس محل کے عین سامنے اس نے اپنے اونٹ کو روکا۔ نیچے کود کر اس نے مہار کی رسی اونٹ کے گھٹنے پر مارتے ہوئے اسے زمین پر بٹھا دیا اور وہ خود محل میں داخل ہوا۔ سامنے ہی محل کا بوڑھا متولی حوارین کھڑا تھا۔ روبیل کو دیکھتے ہی حوارین کے چہرہ پر بشاشت اور خوشی پھیل گئی اور اس نے ایک پدرانہ شفقت میں اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے۔

روبیل آگے بڑھا اور بوڑھے حوارین کے گلے لگ گیا تھا۔ اس سے رازدارانہ سرگوشیاں کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ حماد کے بیٹے کیا بنو غسان کے بادشاہ جبیلہ سے تمہاری ملاقات ہوئی اس پر روبیل نے بھی بڑی رازداری سے کہا۔ حوارین میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ سے مل کر آ رہا ہوں۔ حوارین نے بڑے تجسس بڑی چاہت میں پوچھا پھر ابو جبیلہ نے تم سے کیا

کہا۔ اس پر روبیل نے ویسی ہی مدھم مگر مایوس کن آواز میں کہا۔ دیکھو حوارین اس نے میرا کہا نہیں مانا وہ کہتا ہے کہ مدد کی درخواست اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان خود لے کر آئے تاکہ اسے بھروسہ ہو کہ اگر فطیون کے خلاف جنگ ہوتی ہے تو اوس اور خزرج پوری طرح اس کا ساتھ دیں گے۔

اس پر حوارین علیحدہ ہوا اور روبیل کا بازو پکڑ کر محل کے ایک کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے اس نے افسردگی اور مایوسی سے کہا آہ! ہمیں ناکامی ہوئی ہے لیکن ایک وقت ضرور آئے گا کہ ہم ایک نبی کو ماننے والے ضرور کامیاب ہوں گے۔ دیکھو روبیل گو ظاہری طور پر میں یہودی ہوں پر باطنی سے میں یہودی نہیں رہا کہ اب ہمارا مذہب وہی ہے جس کی تلقین ہمارا صحرائی رسول کرے گا۔ اللہ کرے وہ ہماری زندگی ہی میں مکہ سے ظاہر ہو اور ہم اس پر ایمان لا کر اس کی خدمت کر سکیں۔

روبیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ اس پر ایمان تو ہم اب بھی لا چکے ہیں۔ اس پر حوارین نے معذرت طلب لہجہ میں کہا ہاں میں نے غلط کہا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تمہارا کہنا درست ہے ہم تو ابھی سے ہی اس آنے والے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

دونوں محل کے ایک کمرے میں داخل ہوئے یہ وہی کمرہ تھا جس کے اندر چاندی کا ایک صندوق رکھا گیا تھا۔ تبان اسعد نے نبی اکرمؐ کے نام کوئی پیغام اور تحریر لکھ رکھی تھی۔ اس تحریر کو کسی نے کھول کر پڑھا نہ تھا بلکہ یہ نسل در نسل ایک دوسرے کے حوالہ ہوتی جا رہی تھی روبیل آگے بڑھ کا اس صندوق کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

صندوق کے سامنے والے حصہ پر یمن کے بادشاہ تبان اسعد کے عربی اشعار کندہ تھے جن کا ترجمہ کچھ یوں بنتا تھا۔

"میں گواہی دیتا ہوں بیشک احمد اللہ کے رسول برحق ہیں اگر میری عمر نے وفا کی اور میں ان کی آمد تک زندہ رہا تو میں ضرور ان کا معین و مددگار بنوں گا"۔

روبیل تھوڑی دیر تک ایک عجیب سے پاکیزہ جذبہ کے تحت چاندی کے اس صندوق پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر اس نے حوارین کی طرف دیکھ کر کہا۔ بزرگ حوارین کیا تم میرے لئے آج اس صندوق کو نہ کھولو گے کہ میں اس کے اندر رکھی کتاب پر ہاتھ رکھ کر اپنے رب کے حضور دعا مانگ سکوں۔

روبیل کے اس استفسار پر حوارین کے چہرے پر خوشگوار اور شفیقانہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر حوارین نے اپنی جیب سے ایک چابی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے صندوق کھول دیا۔ روبیل نے صندوق کے اندر رکھی چمڑے کے چند اوراق پر مشتمل کتاب

کو ایک طویل بوسہ دیا۔ اس کے بعد دوبارہ اس نے اس چرمی کتاب کو لکڑی کے اس صندوق میں رکھ دیا۔ پھر کھلے صندوق کے سامنے بیٹھ کر روبیل بن حماد ایک وجد اور ایک انوکھے التجائی و آتشیں انداز میں دعا مانگ رہا تھا۔

"اے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے یثرب جو آنے والے نبی کا دارالہجرت ہے اس پر گناہوں کی راتیں اپنی پوری تاریکیوں کے ساتھ نزول کر رہی ہیں۔ یہاں کی فضا جس کے مقدر میں کبھی مقدس ہونا لکھا ہے۔ اس کے اندر بے کراں عصانوں اور بے شمار فضاؤں کا سرسام اور طوفان برپا ہو گیا ہے۔

روبیل کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے تھے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے وہ دعا مانگ رہا تھا۔

اے خداوند۔ فطیون اس شہر یثرب میں ایک خون آشام بھیڑیئے کی صورت میں یثرب پر حاوی ہے اس کے پاس قوت اور دولت ہے میں اس کے خلاف انفرادی جنگ تو کر سکتا ہوں پر اس کی گندی فطرت نہیں بدل سکتا۔ تو اپنے آنے والے نبی کے طفیل یثرب کو گناہوں سے بچا۔ اور ہم جو اس پر ایمان لا چکے ہیں ان کی عزتوں اور عصمتوں کو محفوظ رکھ۔

اے خداوند تو ہی لبوں کی نطق آزادی کی صبح کے ساتروں کو تازہ معنویت عطا کرتا ہے۔ اے ارض و سما کے خالق تو ہی ذہنوں میں تصورات کی دھنک سوچوں میں حقائق کا اثر پیدا کرتا ہے۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی تیرہ و تار دماغوں کو ضیا بخشتا ہے۔ تو ہی زوال و انحطاط کے کھنڈرات میں تاریخ انسانی کے نئے دور کا آغاز کرتا ہے۔

اے خداوند یثرب شہر میں یہ فطیون تشدد اور بے حیائی کا راکھشش بنا ہوا ہے۔ اسکی فتنہ انگیزی اس کی شہوت پسندی اس کی ریاکاری اس کی دروغ گوئی میں اوس و خزرج کے یہ عرب قبیلے تیرگی کی گود میں ہاتھ بندھی خوشبو' دکھ کے کہرام میں لفظوں سے بچھڑنے والے معانی خوف کے لمحات میں قبروں کے کتبات۔ اضطراب کے اسباب میں غم کی ٹوٹی چٹانوں' بھنور کی سی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ میرے اللہ یثرب کے عرب کب تک بد نصیبی کے سایوں اور الم ناک کٹھن جیسی زندگی سے دوچار رہیں گے۔ خداوند تو یثرب کے عربوں کو بادلوں کی بلندی' ہوا کی شہزوری' کوہستانوں کی سنگینی عطا کر کہ یہ اپنی تقدیر میں دکھ کے نئے نصیب میں راکھ کو سمیٹ کر یثرب کے یہودیوں کے سامنے طاقت کی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔ اے خدائے لم یزل! مایوسیوں کی لہروں' آندھیوں کے تھپیڑوں میں

یثرب کے عربوں کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو نشانِ منزل عطا فرما"۔

دعا ختم کرنے کے بعد روبیل اپنی عبا کی کھلی آستینوں سے آنسو پوچھتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس نے جب مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے بوڑھا حوارین کھڑا تھا اس حالت میں کہ اس کے ہاتھ چھاتی پر بندھے تھے آنکھیں بند تھیں اور اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔

روبیل نے ڈوبتی اور دل فگار سی آواز میں حوارین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے محترم صندوق بند کر دو۔ میں اب اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان کے پاس جاتا ہوں۔ روبیل کے ان الفاظ پر حوارین چونکا۔ اپنے آنسو اس نے پونچھے۔ پہلے نیچے بیٹھ کر اس نے صندوق بند کیا۔ روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میں تیری کامیابی کامرانی کی دعا کرتا ہوں۔ حوارین کے ان الفاظ پر روبیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا تبعاں کے محل سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک خوبصورت اور خوشنما مکان کے سامنے روبیل نے اپنے اونٹ کو پھر روک لیا۔ وہ نیچے اترا آگے بڑھ کر مکان کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی خوبصورت پرکشش اور اعلیٰ شخصیت نوجوان اور دلکش لڑکی نے دروازہ کھولا۔ روبیل نے اسے دیکھتے ہی مخاطب کیا اور کہا تنفورا کیا تمہارا بھائی اندر ہے۔

وہ لڑکی جس کا نام تنفورا لے کر پکارا گیا تھا۔ ذرا سی مسکرائی پھر دلنشیں لہجے میں اس نے کہا اخی تو اندر ہی ہے۔ پر تم کعبہ کے طواف کو گئے تھے کب لوٹے ہو۔ جواب میں روبیل بڑی نرمی میں کہنے لگا میں آج ہی کعبے کے طواف سے لوٹا ہوں۔ ذرا اپنے بھائی کو باہر بلاؤ مجھے اس سے کچھ کہنا ہے۔

اس پر تنفورا نے دروازہ پورا کھول دیا تھا اور ایک طرف ہٹتی ہوئی کہنے لگی۔ روبیل یہ تم آج اجنبیوں جیسی گفتگو کیوں کر رہے ہو۔ تمہارے الفاظ سے لگتا ہے جیسے پہلی بار اس گھر میں آئے ہو۔ دیکھو بنو نجار کے سردار یہ گھر تمہارا اپنا ہی ہے۔ بلا جھجک اندر آؤ۔ مردان خانے میں بیٹھو۔ میں بھائی کو بلاتی ہوں۔

روبیل مسکراتا ہوا مکان میں داخل ہوا۔ تنفورا نے اسے دیوان خانے میں بٹھایا اور خود اپنے بھائی کو بلانے چلی گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد تنفورہ واپس آئی اس کے ساتھ اس کا بھائی اور اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان بھی تھا۔ روبیل نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا جواب میں مالک نے مسکراتے ہوئے پوچھا تم مکہ سے کب لوٹے ہو۔ اس پر روبیل دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

میں ابھی ابھی مکہ سے لوٹا ہوں۔ ابھی اپنے گھر بھی نہیں گیا۔ ایک انتہائی ضروری کام

سے سیدھا تمہاری طرف نکل آیا ہوں۔ مالک اور تنفورہ دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ مالک نے کسی قدر تجسس اور جستجو میں پوچھا تمہیں ایسا کون سا کام آن پڑا ہے جس کی وجہ سے تم پہلے گھر جانے کے بجائے سیدھے میری طرف چلے آئے ہو۔

روبیل نے بالغانہ اور مدبرانہ لہجے میں کہا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم بنوغسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس مدد کی درخواست لے کر جاؤ کہ وہ اپنی قوت استعمال کر کے ہمیں **فتیون** کی لعنت سے نجات دلائے۔

روبیل کی اس گفتگو کے جواب میں مالک بن عجلان نے چوکنا ہو کر کہا۔ دیکھ روبیل میرے بھائی ایسا کوئی خیال بھی اپنے دل میں نہ لانا۔ اگر **فتیون** کو علم ہو گیا کہ ہم اس سے متعلق کیسے خیالات رکھتے ہیں تو وہ یثرب میں عربوں کا جینا محال ہی نہیں ناممکن کر دے گا۔ میں جانتا ہوں تم جذباتی اور شجاع ہو اس کے باوجود حماد کے بیٹے میں تمہیں تاکید کروں گا کہ خاموشی سے جس طرح وقت گزر رہا ہے گزارتے رہو۔

دیکھ روبیل میرے بھائی ہم **فتیون** کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے خلاف کسی بھی سازش کی ابتداء ہماری زندگیوں کی انتہا ہو گی وہ ہر چیز برداشت کر لے گا لیکن اپنی ذات اور اپنے افعال کے خلاف بغاوت اور کوئی سرکشی اسے جھونکے سے طوفان اور چنگاری سے شعلہ بنانے کے لئے کافی ثابت ہو گی لہٰذا میرا تم کو مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ بس جو کچھ اس یثرب شہر میں ہو رہا ہے وہ دیکھتے رہو اس کے خلاف کچھ مت کہو بس اپنے ہونٹ سی لو۔

مالک بن عجلان کی اس گفتگو کے جواب میں روبیل کے چہرے پر ناپسندیگی، غضبناکی اور ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا۔ اور مالک بن عجلان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس ہو کر آ رہا ہوں۔ میں نے اس سے ملاقات کی اور اسے یثرب کے پورے حالات سناتے ہوئے اسے یثرب پر حملہ آور ہو کر اسے **فتیون** اور اس کے یہودی ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کی التماس کی پر جواب میں اس نے مجھے کہا کہ اوس و خزرج کا سردار یہ درخواست لے کر آئے تو میں ضرور یثرب کے عربوں کی یہودیوں کے خلاف مدد کروں گا۔

روبیل کے اس انکشاف پر مالک بن عجلان کا چہرہ اتر گیا تھا اس کا رنگ پیلا ہو گیا تھا وہ بڑی مایوسی اور لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ حماد کے بیٹے یہ تو نے بہت برا کیا۔ اگر **فتیون** کے کانوں میں تمہارے اس معاملے کی بھنک بھی پڑ گئی تو یاد رکھو وہ صرف تمہیں ہی

نہیں بلکہ یثرب کے سارے عربوں کو نقصان پہونچا کر رہے گا۔ لہٰذا میرا تمہارے لئے مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اپنی زبان سی لو۔ مجھ سے تم نے ذکر کر دیا ہے کہ تم بنوغسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس فتیون کے خلاف درخواست لے کر گئے تھے پر یہ ذکر کسی اور سے مت کرنا ورنہ فتیون کو اس کی خبر ہو جائے گی اور وہ ایک طوفان کھڑا کر دے گا۔ اس پر روبیل انتہائی تلخ لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ مالک بن عجلان میرے ساتھ اوس و خزرج کے سردار کی حیثیت سے بات کرو۔ اور میں یثرب شہر میں عربوں کے سردار سے پوچھتا ہوں کہ فتیون کی صورت میں یہ تباہی کب سٹے گی۔ کب یہ شورش و فغاں تھمے گی۔ کیا اس وقت؟ جب عربوں کا سارا دامن خون میں ڈوب جائے گا ذہنی رشتے بکھر جائیں گے اور ہماری مساعی میں کوئی ربط کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہ رہے گا۔

عجلان کے بیٹے قسمت کے معبد میں کھڑے ہو کر اپنی قوم کے لئے صبح آزادی کی تمہید نہ باندھو۔ فتیون ہماری روحوں کا قاتل ہے اور اس کے لئے ایک غیرفانی عمل شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تم ابو جبیلہ کے پاس نہیں جا سکتے تو آؤ اوس و خزرج کو مسلح کریں اور یثرب میں ظلم کے دوزخ اور مکر کے اس محافظ کو ہم خود ٹھکانے لگا دیں اور دیکھ عجلان کے بیٹے اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر مجھے ہی مصلوب کر دو۔

یاد رکھو مالک بن عجلان۔ یہودی صرف خنجر کی زبان سمجھتے ہیں اور ان کے شعور کو بیدار کرتے ہوئے ہمیں ایک نہ ایک روز اپنے خنجر کو بے نیام کرنا ہی ہو گا۔ کیوں نا اس کی ابتدا ابھی سے کر دیں۔ اس وقت کی ابتدا سے کیا حاصل جب عربوں کی ساری لڑکیاں بے آبرو اور داغدار ہو چکی ہوں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد روبیل جب خاموش ہوا تو مالک بن عجلان کی بہن قنطورہ حرکت میں آئی اور وہ روبیل کی تائید کرتے ہوئے اپنے بھائی سے کہنے لگی۔ میرے بھائی روبیل ٹھیک کہتا ہے۔ ہمیں فتیون کے خلاف ضرور کسی عمل کی ابتدا کر لینی چاہئے۔ ورنہ وہ دن بدن شیر ہوتا جائے گا اور عرب اس کے سامنے بے بس اور لاچار لومڑی کا ایک کردار ادا کرتے رہیں گے۔

مالک بن عجلان نے روبیل اور اپنی بہن قنطورہ دونوں کے خیالات کو جھٹلاتے ہوئے کہا تم دونوں کا فیصلہ جذباتی ہے۔ ہم میں اتنی سکت نہیں کہ ہم فتیون کی قوت کا مقابلہ کر سکیں۔ روبیل میرے بھائی یہ تمہیں مکہ سے لوٹتے ہوئے کیا ہو گیا کہ تم سرکشی اور بغاوت کی باتیں کرنے سیدھے میرے پاس چلے آئے ہو۔ گھر جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔

تمہاری ماں اور تمہاری بہن انتظار کر رہی ہوں گی۔

روبیل مالک بن عجلان کی اس گفتگو سے چراغ پا سا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ کھولتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے یہ عرب لڑکیوں کی بے آبروئی اگر تو برداشت کر سکتا ہے تو کرتا رہ۔ میں اس بے حمیتی کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کروں گا اور اگر تم نے فتیون کے خلاف مصلحت کی عبا اتار کر کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو یاد رکھ عجلان کے بیٹے میں خود ہی اس فتیون کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور اس کے لئے زہریلا خنجر بن کر رہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی روبیل غصے میں پیر پٹکتا ہوا مالک بن عجلان کے دیوان خانے سے نکلا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد روبیل اپنے گھر میں داخل ہوا اس کی بارہ سالہ بہن زرعہ اسے دیکھتے ہی بھاگ کر اسے لپٹ گئی تھی جبکہ اس کی ماں نے اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کر لیا تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی اس کے اونٹ کی مہار پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا تھا جبکہ اس کی بوڑھی ماں زمران اس کا ہاتھ تھام کر پیار بھرے شکوے میں کہہ رہی تھی۔

تم کہاں رک گئے تھے میرے بیٹے میرے بچے۔ یہودا کہہ رہا تھا کہ تم مالک بن عجلان کے پاس گئے ہو۔ سیدھا گھر آنے کے بجائے اس کے پاس جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔ تمہارے انتظار میں تمہارے بھائی نے ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا۔

روبیل نے ماں کو ٹالتے ہوئے کہا بس ایک ضروری کام سے مالک کے پاس چلا گیا تھا ماں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔ مجھے بس بھوک لگی ہے مجھے کھانا دو۔ ماں اسے پکڑ کر اندر لے گئی اتنی دیر تک یہودا بھی اونٹ کو اصطبل میں باندھ آیا تھا۔ پھر وہ چاروں اکٹھے بیٹھ کھانا کھا رہے تھے۔

○

یثرب کے شمال مغرب میں وادی عقیق کے اندر اور بیر رومہ کے آس پاس ہر سال فنون سپہ گری کا ایک میلہ سا لگا کرتا تھا۔ بیر رومہ وادی عقیق میں یثرب سے تین میل کے فاصلے پر ہے (یہ وہی کنواں ہے جس کا پانی شیریں تھا اور جسے سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین نے بیس ہزار درہم میں اس کے یہودی مالک سے خرید کر وقف عام کر دیا تھا۔ بعد میں یہی کنواں بیر عثمان کے نام سے موسوم کیا گیا۔)

وادی عقیق کے اندر یہ میلہ کئی روز تک جاری رہتا تھا۔ اس میں یثرب کے مانے ہوئے تیغ زن گھڑ سوار' تیر انداز' نیزہ باز اور پہلوانی کے علاوہ ایسے ہی دوسرے فنون کے

ماہرین اپنی طاقت' شہزوری اور فن کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ یہ سارے مقابلے فتیون کی نگرانی میں ہوتے تھے اور میلے پر اٹھنے والے اخراجات بھی فتیون ہی برداشت کرتا تھا۔

اس سال کے میلے سے چند یوم قبل فتیون نے یہودی قبائل کے تمام سرداروں کی ایک خفیہ مجلس اپنی حویلی میں منعقد کی۔ جب یہود کے قبائل بنو شکمہ۔ بنو زرعہ۔ بنو قرینہ۔ بنو ثعلبہ۔ بنو یزید۔ بنو نضیر۔ بنو قینقاع۔ بنو عوف اور بنو عمص کے سردار فتیون کے سامنے آکر بیٹھ گئے تب فتیون نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے حریت پسند ساتھیو۔ تم عرب سرداروں میں سب سے زیادہ اپنے لئے کسے خطرناک خیال کرتے ہو۔ کئی قبائل کے سرداروں نے یک زبان ہو کر کہا۔ عربوں میں سب سے زیادہ خطرناک بنونجار کا سردار روبیل بن حماد ہے۔

فتیون نے خواب انگیزی کی سی حالت میں کہا۔ روبیل بن حماد کا خاتمہ کر دیا جائے تو عربوں میں کوئی اور سردار ہے جو ہمارے خلاف سر اٹھا کر بغاوت کھڑی کر سکے۔ اس پر ایک سردار بولا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں۔ فتیون نے پھر رازداری میں کہا۔

سنو میرے ساتھیو۔ چند یوم تک وادی عتیق میں میلہ لگے گا۔ اس میلے میں آج تک کبھی قبائل کے سرداروں کا آپس میں مقابلہ نہیں ہوا اس بار میں یہ رسم بھی ڈالوں گا اور یہ بھی اعلان ہو گا کہ مقابلے میں جو بھی اپنے حریف کو جان سے مار دے اس پر قصاص واجب نہ ہو گا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا سردار ہے جو روبیل بن حماد سے مقابلہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار سکے۔

بنو یحدل کے قوی ہیکل جواں سال سردار فرزک نے کھولتے لہجے میں کہا میں روبیل کو مقابلے کے دوران موت کے گھاٹ اتار دوں گا وہ کوئی ایسا تیغ زن نہیں جسے زیر نہ کیا جا سکے۔ وادی عتیق کے اندر میں اس کے جسم کو ٹکڑوں میں کاٹ کر صحرا کی ریت کو خون آلودہ کر دوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کر سکا تو دیکھ فتیون میں اپنے قبیلے کی سرداری سے دست بردار ہو جاؤں گا۔

فتیون نے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ سنو جب عام لوگوں کے مقابلے ہو رہے ہوں کہ تم مسلح ہو کر میدان میں اترنا اور یثرب کے سارے قبائل کے سرداروں کو مقابلے کے لئے پکارنا۔ ظاہر ہے ہمارے سرداروں میں سے کوئی بھی باہر نہ آئے گا جو بھی مقابلے پر آیا۔ وہ عربوں ہی میں سے ہو گا۔ روبیل کے علاوہ کوئی دوسرا شاید میدان میں اترنے کی کوشش نہ کرے گا اور جب روبیل میدان میں اترے تو تم اس سے مقابلہ کر کے اور اسے اپنے سامنے زیر و مغلوب کر

کے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دینا۔

یہاں تک کہنے کے بعد فتیون تھوڑی دیر کیلئے رکا۔ پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سنو میرے ساتھیو یاد رکھو۔ جس روز بھی عربوں نے ہمارے خلاف سرکشی اور بغاوت کی وہ روبیل بن حماد کی سرکردگی میں ہو گی۔ اسے دوسری طرح بھی قتل کیا جا سکتا ہے مگر ایسی صورت میں ہمارے لئے خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اوس و خزرج یثرب کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ عرب قبائل بنو سلیم۔ بنو زبیدہ۔ بنو اسد۔ بنو سعد۔ بنو عفان کو ساتھ ملا کر یہ ہمارے لئے خطرات بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

یاد رکھو جس روز عرب قبائل آپس میں متحد ہو گئے اس روز یثرب میں یہودیوں کا آخری دن ہو گا۔ اس لئے میری ایک بات گرہ باندھ کر رکھو عربوں کے ساتھ اپنی طرف سے جنگ کی پہل مت کرو۔ اسی میں ہماری بہتری ہے۔ ظاہری طور پر ان سے برادرانہ اور دوستانہ مراسم رکھو اور اندر ہی اندر ان کے اتحاد اور قوت کی ساری جڑیں ایک ایک کر کے کاٹتے چلے جاؤ۔

میرے ساتھیو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب رہے تو عرب ابد تک بھی تم پر اپنا غلبہ قائم کرنے میں کامیاب ثابت نہ ہوں گے۔ اب تم جاؤ اور اپنے اپنے قبائل کی طرف سے میلے میں حصہ لینے کی تیاری کرو۔ عرب اکثر ان میلوں میں ہم پر بھاری رہے ہیں۔ اس بار ہم نے اگر روبیل بن حماد کو قتل کر دیا تو آج تک جس قدر ہزیمتیں ہمیں اٹھانی پڑی ہیں ان کا ازالہ ہو جائے گا۔ یہود کے تمام سردار اس کے بعد اٹھے اور فتیون کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

○

سرائے کے ہتھیار خانے سے یوناف کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں لوٹا ہی تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف اپنے بستر پر بیٹھ گیا اور پھر وہ بڑی نرم آواز میں ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا ہاں ابلیکا۔ اب تم کیا کہنے والی ہو۔ اس پر ابلیکا نے مسکراہٹوں بھری آواز میں کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف۔ یثرب شہر کی اس نواحی سرائے سے کوچ کرنے کی تیاری کرو تاکہ دونوں مل کر عزازیل کے خلاف حرکت میں آئیں۔ اس پر یوناف نے احتجاجی انداز میں کہا۔ اب تمہیں کدھر کوچ کرنا ہے ابلیکا۔ میں تو یہاں قیام کر کے اس فتیون کا انجام دیکھنا چاہتا تھا۔ تم جانتی ہو اس فتیون نے یثرب کے عربوں یعنی اوس و خزرج کے درمیان بدتمیزی بے

حیائی اور شاہوانیت کا ایک بازار گرم کر رکھا ہے۔ میں یہاں اسی سرائے میں قیام کر کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور اگر عرب اس کے خلاف کامیاب نہ ہو سکے تو میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ میں خود حرکت میں آؤں گا اور اس فتیون کو برباد کر کے رکھ دوں گا۔ اس لئے کہ جہاں کہیں بھی بدی پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے ہمیں وہاں نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے حرکت میں آنا چاہئے۔ فتیون بھی چونکہ یثرب میں بدی گناہ کے پھیلاؤ کا باعث بن رہا ہے لہٰذا فتیون سے نپٹنا بھی ہم پر فرض بنتا ہے۔ اس پر ابلیکا مٹھاس بھری آواز میں پھر کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے یوناف۔ لیکن اس وقت ہمیں اس سے بھی اہم کام سے برسرپیکار ہونا ہے۔ ہمارے ذمے سب سے پہلا کام عزازیل کے پائیرو کا خاتمہ کرنا ہے۔ دیکھ یوناف۔ پائیرو کو ختم کرنے کا اس وقت انتہائی اور بہترین مناسب موقع ہے اس سے بہتر مناسب موقعہ ہو سکتا ہے پھر کبھی نہ ملے اور دوسرا کام جو ہمارے ذمے لگ گیا ہے وہ یہ کہ اس عزازیل نے قدیم شہر تدمر اور انطاکیہ میں ایک عجیب و غریب انداز میں شرک کی ابتدا کر دی ہے۔ لہٰذا ہمیں پہلے تدمر اور اس کے بعد انطاکیہ شہر میں اس عزازیل کی گندی حرکتوں کے خلاف حرکت میں آ کر وہاں پھیلنے والے شرک کو روکنا ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے پوچھا۔

ابلیکا تو یہ کہو کہ پائیرو کو ختم کرنے کا ہمیں بہترین موقعہ کونسا ہاتھ آ رہا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ پائیرو کو ختم کرنا ہمارے اولین فرائض میں شامل ہے پر یہ تو کہو وہ اس وقت کہاں ہے اور اسے کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سن یوناف۔ پائیرو کہاں ہے اور اسے کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے یہ میں آج تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔ سنو غور سے سنو۔ پائیرو اس وقت .علبک شہر کے نواح میں ایک قصبہ ہے نام جس کا الکرک نوح ہے اس قصبے کے باہر کوہستانی سلسلے کے پاس دو قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر اللہ کے رسول نوح کی ہے اور دوسری نوح کی بیٹی جبلہ کی ہے۔ انہی قبروں کے قریب اس وقت پائیرو گہری نیند سویا ہوا ہے۔ تم ایسا کرو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے پائیرو پر چڑھ دوڑو۔ اس کے گرد پہلے حصار کھینچ کر اسے اس کی ساری سری قوتوں اور گزشتہ یادداشت سے محروم کر دو۔ یہ کام تمہیں ہر صورت کرنا ہو گا اس لئے کہ پائیرو اگر جاگ اٹھا تو تم کچھ بھی نہ کر سکو گے۔ اگر تم اس کی یادداشت اور سری قوتوں کو زائل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر اپنی تلوار پر اپنا سری عمل کر کے اپنی تلوار کو پائیرو پر برسانا شروع کر دینا۔

اور دیکھ یوناف۔ پائیرو چونکہ اپنی آواز کھو چکا ہو گا اور اپنی سری قوتوں سے محروم ہو چکا ہو گا لہٰذا وہ اپنے زخموں کو مندمل نہیں کر سکے گا۔ لیکن ان زخموں سے وہ مرے گا بھی نہیں جب تک اسے آگ میں جلا کر نہ رکھ دیا جائے اور میں نے اس کا خاطر خواہ بندوبست کر لیا ہے جہاں اس وقت پائیرو سویا ہوا ہے وہاں کچھ لکڑہاروں نے ڈھیر ساری لکڑیاں جمع کر رکھی ہیں۔ وہ اس طرح کہ وہاں کے گھنے درخت ہیں۔ لکڑہارے لکڑیاں کاٹ کر وہاں کئی کئی ہفتے تک خشک ہونے کو ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ لہٰذا جس وقت تم پائیرو کو زخمی کر رہے ہو گے اس وقت میں لکڑیوں کے ڈھیر کو آگ لگا دوں گی۔ پھر جب تم دیکھو کہ پائیرو زخموں سے نڈھال ہوتا جا رہا ہے اور تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آ سکتا تو تم اسے اٹھا کر آگ کے الاؤ میں پھینک دینا۔ اس طرح پائیرو کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا آج تو تم نے میرے علم میں خوب اضافہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کہیں اللہ کے رسول نوح اور ان کی بیٹی جبلہ کی بھی قبریں ہیں۔ یہ جو تم نے آج کہا ہے .علبک شہر کے نواح میں الکرک نام کا ایک قصبہ ہے جہاں اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی کی قبریں ہیں تو کیا تم نے خود ان باپ بیٹی کی قبروں کو دیکھا ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

ہاں میں نے خود اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی جبلہ کی قبروں کو دیکھا ہے۔ قبروں کے نزدیک ہی ایک گڑھا ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی گڑھا ہے جسے لوگ تنور کہہ کر پکارتے ہیں اور طوفان نوح کے پانی کی ابتدا اسی تنور سے ہوئی تھی۔ اس گڑھے کے قریب ہی کیلے کا ایک درخت ہے جس کا تنا اور شاخیں اتنی بڑی ہیں کہ کم ہی کسی کی اس کے برابر ہوں گی۔ کیلے کے اس درخت کے قریب ہی تقریباً اکیاون قدم لمبی قبر بنی ہوئی ہے جو نوح علیہ السلام کی قبر ہے اور اس قبر کے قریب ہی ان کی بیٹی جبلہ کی بھی قبر ہے۔ دونوں قبروں کے قریب ہی کیلے کے درخت کے پاس اس وقت پائیرو گہری نیند سویا ہوا ہے لہٰذا آؤ ہم دونوں حرکت میں آئیں اور عزازیل کی اس بد بلا کا خاتمہ کر دیں جو ہم دونوں کے لئے اذیت کا باعث بنی ہوئی ہے۔ یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور یثرب کی اس سرائے سے وہ .علبک شہر کے نواحی قصبے الکرک نوح کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف نوح علیہ السلام اور ان کی بیٹی جبلہ کی قبروں کے نزدیک رونما ہوا۔ اس نے دیکھا وہاں کیلے کا واقعی ایک بہت بڑا درخت تھا جس کا تنا غیر معمولی طور پر بڑا تھا اور اس کے قریب ہی پائیرو گہری نیند سویا ہوا تھا۔ یوناف فوراً حرکت میں آیا

اپنی تلوار نکال کر اس پر اس نے کوئی سری عمل کیا پھر اپنی تلوار کی نوک سے پائیرو کے ارد گرد اس نے حصار کھینچ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا دوسرا عمل کیا اور پائیرو کی یادداشت اور اس کی سری قوتوں کو اس نے زائل کر کے رکھ دیا تھا اس کے بعد اس نے اپنی تلوار پر سری عمل کیا اور پوری قوت کے ساتھ اس نے تلوار پائیرو کے شانے پر برسائی تھی۔

یوناف کی تلوار نے پائیرو کے شانے پر خاصہ گہرا اور بڑا زخم لگایا تھا جس کی وجہ سے پائیرو چیختا ہوا بلبلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اتنی دیر تک یوناف اس کے دوسرے شانے پر بھی وار کر چکا تھا۔ لہٰذا پائیرو یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اپنے دونوں بازوؤں کو اچھی طرح حرکت میں نہ لا سکا تھا۔ اس کی اس کمزوری سے یوناف نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور تیسرا وار یوناف نے اس کی پیٹھ پر کیا اور اس کی پیٹھ کو چیر کر رکھ دیا۔ پائیرو کے جسم سے بری طرح خون بہنے لگا تھا اس دوران تک یوناف نے چوتھا وار اس کے پیٹ پر دے مارا تھا۔ پائیرو بری طرح چیختا چلاتا اور واویلا کرتا ہوا زمین پر گر گیا تھا اتنی دیر تک یوناف نے دیکھا کہ پائیرو کے قریب ہی ایک لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر تھا اس میں آگ لگ گئی تھی اور شعلے تیز سے تیز ہو کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگے تھے۔

یوناف نے جب دیکھا کہ پائیرو بالکل بے بس ہو چکا ہے اور کسی بھی طور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا اور اس نے پوری قوت کے ساتھ پائیرو کو آگ کے اندر دے مارا تھا آگ کا الاؤ جلتا رہا اور یوناف اپنی برہنہ خون آلود تلوار اپنے ہاتھ میں لئے الاؤ کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ آگ جل کر ختم ہو گئی اور یوناف نے دیکھا اس میں پائیرو بھی جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے ابلیکا کو پکارنا شروع کیا۔

یوناف کے پکارنے پر ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی کھنکتی قہقہوں سے بھرپور خوش کن آواز سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف میرے حبیب تم نے کمال کر دیا تم نے وہی کیا جو کچھ میں چاہتی تھی میری خواہش۔ میری تمناؤں اور میری امیدوں کے عین مطابق تو نے پائیرو پر ضربیں لگائیں اسے بے بس کر دیا اب پائیرو ختم ہو چکا۔ ابلیس یونہی دندناتے ہوئے ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آجایا کرے گا۔ اب جب بھی وہ ہمارے مدمقابل آیا تو ہم دونوں مل کر اسے پیس کر رکھ دیں گے۔ اب آؤ ہم دونوں تدمر شہر کی طرف کوچ کریں۔ میرے خیال میں عزازیل ان دنوں انطاکیہ شہر میں شرک کی تشہیر کے لئے مصروف ہے وہ چند دنوں تک انطاکیہ سے تدمر شہر آئے گا اور ہم دونوں تدمر میں ہی رک کر اس کا انتظار کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف ابلیکا کے کہنے پر اپنی

سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں وہ بعلبک شہر کے نواحی قصبے الکرک نوح سے تدمر شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

یثرب کے نواح میں وادی عتیق میں بیر رومہ کے اطراف فنون سپہ گری کا میلہ لگا اور تین دن تک جاری رہا۔ اس میں جانوروں' دیگر اشیاء کی خرید و فروخت کے علاوہ اونٹ اور گھوڑوں۔ گھڑ دوڑ۔ تیغ زنی۔ نیزہ بازی۔ تیر اندازی اور کشتیوں کے مقابلے ہوتے ن رہے۔ جس میں اوس و خزرج کے جوانوں کا پلہ یہودیوں پر بھاری رہا۔

ایک قدیم رسم چلی آتی تھی کہ ان مقابلوں میں عام لوگ حصہ لیتے تھے جبکہ قبائل کے سردار اس میں شرکت نہ کیا کرتے تھے۔ یثرب کے مرد عورتیں انتہائی شوق سے جم غفیر کی صورت میں یہ میلہ دیکھتے تھے۔ اشیا کے لین دین کے علاوہ یہ ان کے لئے تفریح کا ایک سلسلہ بھی تھا۔

تیسرے اور آخری روز جب تقریباً سب مقابلوں کا فیصلہ ہو گیا تو بنو بحدل کا یہودی سردار فرزک جس نے اپنے آپ کو پوری طرح مسلح کر رکھا تھا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں اترا۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور گھوڑا اپنے لمبے عیالوں کی موٹی گردن کو خم کئے ہو کلیلیں کرتا ہوا میدان میں اترا تھا۔ میدان کے وسط میں آ کر فرزک نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور اونچی آواز میں پکار کر کہنے لگا۔ اے اہل یثرب میں بنو بحدل کا سردار فرزک ہوں۔ آج میں سرداران قبائل کے ان مقابلوں میں حصہ لینے کی رسم توڑتا ہوں اس طرح ہمارا خون منجمد ہوتا ہے تم میں کوئی ایسا سردار ہے جو یہ جان کر میرے مقابلے پر آئے کہ اگر وہ میرے ہاتھوں مقابلے پر مارا گیا تو اس کا کوئی قصاص نہ ہو گا۔

فتیون جبل احد کی سمت ایک بلند شہ نشین پر یہودی سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ فرزک کے اس فعل پر وہ مطمئن تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی کیونکہ یہ سارا کام اس کی خواہش کے مطابق ہو رہا تھا۔ یہودی سردار بھی فرزک کے اس اعلان پر مسرور اور مطمئن تھے۔

اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان بھی بیر رومہ کی جانب عرب سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا فرزک کا یہ اعلان ان سب نے حیرت اور استعجاب سے سنا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے تھے۔ بنو حطمہ کے سردار نے تیز نگاہوں سے مالک بن عجلان کی

طرف دیکھا پھر گرج کر کہا۔

لگتا ہے یہودی ہمارے خلاف کسی نئی سازش کی ابتدا کر رہے ہیں۔ مالک بن عجلان جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بنو ساعدہ کا سردار بول اٹھا اور کہنے لگا یہودی فرزک کے اس اعلان کا کیوں جواب دیں گے۔ کیا ہم میں کوئی ایسا نہیں جو فرزک کو نیچا دکھائے اس کے سارے کس بل نکالے۔ وادی عتیق کے اس میدان میں اسے خون آلودہ کر دے۔

اس کے بعد بنو سالم۔ بنو قوافل اور بنو واقف کے سردار بھی اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے تاہم بنو نجار کا سرار روبیل بن حماد ابھی تک خاموش اور چپ تھا اور غصیلے انداز میں مقابلے کے میدان میں للکارتے ہوئے فرزک کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جب سارے عرب سردار خاموش ہو گئے تو مالک بن عجلان نے تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کاش بنو بحدل کا یہودی سردار ایک نئی رسم کی ابتدا نہ کرتا۔ اس نے مقابلے کے لئے للکار کر ہم عرب سرداروں کو نیچا اور بزدل دکھانے کی کوشش کی ہے۔

روبیل غصے کی حالت میں کھڑا ہو گیا اور اپنی تلوار کو بے نیام کرتے ہوئے اس نے کہا کم ہمت تو ہم اس وقت ثابت ہوں گے جب ہم مقابلے کے لئے میدان میں نہ اترے یا فرزک ہمیں نیچا دکھا لے میں فرزک کی اس پکار پر لبیک کہتا ہوں۔

روبیل کے پیچھے اس کا چھوٹا بھائی یہودا اور قابل اعتماد دوست رباح بیٹھے ہوئے تھے۔ روبیل نے رباح کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ذرا میرا گھوڑا تو لاؤ۔ میں دیکھوں فرزک میدان میں کتنی دیر تک میرا سامنا کر سکتا ہے۔

رباح ابھی اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ بنو نجار میں سے ایک نوجوان نے کہا اے امیر تمہارا گھوڑا لانے کی سعادت میں حاصل کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ جوان اس طرف بھاگ کھڑا ہوا جس طرف عرب سرداروں نے اپنے گھوڑے باندھے ہوئے تھے۔ آناً ”فاناً“ اس نوجوان نے روبیل کا گھوڑا کھولا اور بھگاتا ہوا میدان میں لے آیا تھا۔

روبیل اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس کی زین سے لٹکتا ہوا آہنی خود اپنے سر پر جمایا جب وہ گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو مالک بن عجلان نے بڑی شفقت اور پیار سے کہا ٹھہرو روبیل زرہ پہن کر جاؤ میں تمہارے لئے زرہ منگواتا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ فرزک کے سر پر خود اور جسم پر زردہ چمک رہی ہے۔

روبیل نے ایک زقند کے ساتھ اپنے گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے کہا عجلان کے بیٹے مطمئن رہو۔ فرزک کی زرہ میری تلوار اور اس کے جسم کے درمیان دیوار یا آڑ ثابت نہ ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی روبیل نے اپنے گھوڑے کو سخت مہمیز لگا کر میدان میں اتار دیا تھا۔

فرزک کے قریب آ کر روبیل نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالتے ہوئے تیز عقابی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر طنزاً“ کہا۔ کیا تیری مرگ کا وقت تو نہیں آ گیا۔ جو تو نے مقابلے کے لئے پکار کر ایک نئی رسم کی ابتدا کی ہے۔ یاد رکھو فرزک وادی عتیق کے اندر میں تیرے تصورات کے سارے بت توڑ کر تیرے ظلم و کدورت کو تیرے ہی خون سے دھو ڈالوں گا۔ اب جان بچا کر میدان سے نکلنا تیرے لئے محال ہو گا۔

جواب میں فرزک کے چہرے پر غصے کے عالم میں سلوٹیں گہری ہو گئیں پھر اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر روبیل پر حملہ کر دیا تھا۔ روبیل نے اس کا وار اپنی ڈھال پر لیا اور جوابی حملہ کیا جسے فرزک نے بھی اپنی تلوار پر روک لیا تھا پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں کو دائیں بائیں سے ایڑ لگا کر اور پینترے بدل بدل کر حملہ آور ہونے لگے تھے۔

شروع شروع میں روبیل نے اپنے آپ کو زیادہ تر دفاع اور ہلکی پھلکی جارحیت تک محدود رکھا تھا پھر آہستہ آہستہ وہ بھڑکتا چلا گیا اور اس کے حملوں میں شعلوں کی چمک اور چنگھاڑ کی سی ہولناکی پیدا ہوتی چلی گئی تھی۔ لگتا تھا اپنے دامن میں قیامت لئے وہ فرزک کیلئے برق و باراں کا طوفان بنتا چلا گیا ہو۔

وادی عتیق میں روبیل نے تیز اور خطرناک و مہیب حملوں کا ایک ہنگام و اژدھام کھڑا کر دیا تھا۔ جبکہ فرزک نے اب آپ کو صرف دفاع تک ہی محدود کر لیا تھا روبیل کی تیز اور تواتر کے ساتھ برستی تلوار سے دفاع کرتے کرتے فرزک کی حالت اس بھیڑ جیسی ہو گئی تھی جو اپنے گلے سے بھٹک کر کسی بھیڑیے کا شکار ہو گئی ہو۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کاش لتیون کے کہنے پر اس نے اس مقابلے کی ابتدا نہ کی ہوتی۔

فرزک کی اس وقت چیخ نکل گئی تھی جب روبیل نے دائیں طرف کا چکر دے کر بائیں جانب سے اس پر تلوار گرا دی تھی۔ جس سے شانے کے قریب فرزک کی زرہ کی کڑیاں کٹ گئی تھیں اور خون بہہ نکلا تھا۔ شائد اسے ہلکا سا زخم بھی آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی روبیل نے زہر آلود لہجے میں کہا۔

سن فرزک۔ قسم ہے مجھے آنے والے صحرائی رسول کی۔ میں نے اپنی پوری قوت سے تجھ پر وار نہیں کیا۔ اگر ایسا کرتا تو تیری زرہ کے ساتھ میں تیرے سارے جسم کو بھی کاٹ کر رکھ دیتا۔ دیکھ فرزک میرے اس ایک ہلکے سے وار نے تیری زرہ کی کڑیاں کاٹ دی ہیں۔ میرا دوسرا وار تیرے جسم کی ہڈیاں اور گوشت کو کاٹے گا۔

فرزک کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ روبیل نے پھر طوفانی حملے شروع کر دیئے تھے اچانک

اس کی تلوار چمکی اور بلند ہوتی ہوئی پھر وہاں گری جہاں سے کڑیاں کٹ گئیں تھیں اور فرزک کے جسم کو پسلیوں تک کاٹتی چلی گئی تھی۔ فرزک گھوڑے سے گرا اور دم توڑ گیا تھا۔

اس موقع پر روبیل نے چلا کر کہا بنو بہدل کے لوگو۔ اپنے سردار کی لاش اٹھا کر لے جاؤ۔ کیونکہ اس کے اپنے فیصلے کے مطابق مجھ پر کوئی قصاص نہیں ہے اور اپنے نئے مقرر ہونے والے سردار سے کہہ دینا کہ تمہارا قبیلہ پھر کسی نئی رسم کی ابتداء نہ کرے کہ اس سے تلخیاں بڑھیں گی اور غلط فہمیاں جنم لیں گی۔

یہودی سردار فنیون کو سخت مایوسی ہوئی تھی۔ وہ سوچ تک نہ سکتا تھا کہ روبیل اس قدر آسانی سے فرزک کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ وہ سخت بددلی اور غم کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ دوسرے یہودی سردار بھی اٹھ کر وادی عتیق سے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔

روبیل کامیاب و کامران اور فاتح کی حیثیت سے جب میدان سے باہر نکلا تو اس کے چھوٹے بھائی یہودا نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تھی اور اس کے دائیں ہاتھ پر ایک طویل بوسہ دیتے ہوئے اس نے کہا

میں اپنے بھائی کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے بنو بہدل کے سردار کو مقابلے کے کھلے میدان میں کاٹ کر فنیون کے قلب کو درد آشنا کر دیا ہے۔

میدان سے باہر آ کر روبیل جب گھوڑے سے اترا تو اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے لپک کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا حماد کے بیٹے قسم ہے مجھے ابراہیم کے رب کی۔ تو نے یہودیوں کے دیو کو زیر کر کے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ تحسین تیری شجاعت کو۔ آفریں تیرے جذبے کو۔ آج تو نے وادی عتیق میں اپنی شجاعت اپنے فنون سپاہ گری میں مہارت کی اصل شخصیت کا پر تو دکھایا ہے۔ اب یثرب کا ہر یہودی تم سے دہشت زدہ ہو کر رہے گا۔ مالک بن عجلان جب علیحدہ ہوا تو بنو سالم بنو قوافل اور بنو واقف کے سردار روبیل سے گلے مل رہے تھے۔

لوگوں کے ہجوم کے اندر سے اس موقع پر روبیل کی ماں زمران اور اس کی چھوٹی بہن زرعہ اچانک نکلیں اور روبیل کی طرف بڑھیں۔ زرعہ بھاگ کر روبیل سے لپٹ گئی اور بھائی کی چھاتی پر سر رکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کو یہ فتح مبارک ہو۔ اتنی دیر تک اس کی بوڑھی ماں زمران بھی وہاں پہنچ گئی اور بیٹے کی کامیابی پر وہ اسے گلے لگا کر بار بار چوم رہی تھی۔

اتنی دیر میں تبان کے محل کا متولی جو روبیل کے ہر معاملے کا رازدان بوڑھا حوارین وہاں آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک نوعمر اور دراز قد نوخیز لڑکی تھی جس کا حسن آسمان پر آدھی رات کے چمکتے ستاروں جیسا معصوم اور دلکش تھا اس کا گلابی۔ جوان اور صندلی جسم خوب بھرا ہوا اور گداز تھا۔ اس کی گہری نیلی آنکھوں میں صحرائی رات کی خاموشی جیسا اسرار تھا اور اس کے دلکش اور حسین چہرے پر رات کے پچھلے پہر کے کنوارے خواب جیسی تازگی اور نکھار تھا۔

حوارین نے قریب آ کر بڑی نرمی اور شفقت میں روبیل سے کہا۔ روبیل میں تمہیں فتح کی مبارک باد دیتا ہوں۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑی اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ لڑکی تمہارے مداحوں میں سے ایک ہے یہ تمہیں مل کر تمہاری شجاعت اور فتح پر تمہیں دعائے خیر و برکت دینا چاہتی تھی۔ پر شرماتی ہوئی اکیلی نہ آ رہی تھی۔ اس لئے مجھے ساتھ لائی ہے ہماری طرح یہ بھی ہمارے آنے والے صحرائی رسول پر ایمان رکھتی ہے۔ پھر اس نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو بیٹی۔

لڑکی نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے گنگناتی ندیوں اور آبشاروں کے ترنم میں اپنی حسین آواز میں روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ فرزک یثرب میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے لمحوں میں اسے زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بنو نجار کے سردار سے مقابلہ کرنا آسان اور سہل نہیں ہے۔ آپ کی فتح ہماری خوشی کا باعث ہے۔ آپ اب ہمارے مستقبل کی امیدوں کے چاند ہیں۔ مکہ کے نبی کا رب آپ کو اس سے بھی زیادہ توفیق اور استحکام اور استقامت عطا فرمائے۔

روبیل نے پہلی بار لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے۔ لڑکی نے جھٹ کہا میرا نام راحیل ہے۔ راحیل بنت عجیل۔ میں عرب ہوں اور بنو سالم سے ہوں۔ روبیل نے مسکراتے ہوئے کہا بہت اچھا نام ہے۔

راحیل نے چونک کر کہا میں تو حوارین سے آپ کے نام کی تعریف کر رہی تھی یہ ایک بہادر اور شجاع جوان کا نام ہے۔ میرا نام کس لحاظ سے اچھا ہے۔ روبیل نے اور زیادہ مسکراتے ہوئے کہا اس لئے اچھا ہے کہ اللہ کے رسول یعقوب کی بیوی اور یوسف اور نبیامین کی ماں کا نام بھی راحیل تھا راحیل کی گردن جھک گئی اور کسی قدر شرما کر بولی۔ آپ نے سچ کہا۔

قریب کھڑی روبیل کی ماں نے راحیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بیٹی میرا نام

زمران ہے اور میں روبیل کی ماں ہوں۔ تیری باتوں میں اور تیرے انداز گفتگو میں دلکشی ہے۔ کیا تو میرے ساتھ میرے گھر چلے گی کہ تیری باتوں سے مجھے سکون اور تیری ذات سے گھر میں رونق ہو۔

راحیل نے کسی قدر شرما اور پھر مسکرا کر کہا۔ میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی آپ کے گھر جانا میری خوشنودی کا باعث ہو گا۔ اتنی دیر میں زرعہ آگے بڑھی اور راحیل سے لپٹتے ہوئے اس نے کہا میرا نام زرعہ ہے اور میں روبیل کی بہن ہوں۔ راحیل اسے لپٹا کر پیار کرنے لگی تھی۔ چپ اور خاموش کھڑا یہودا سامنے آیا۔ راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے بہن مجھے تو آپ فراموش ہی کر گئیں۔ روبیل میرے بڑے بھائی ہیں اس پر راحیل نے مسکرا کر کہا آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔

یہودا نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا ہاں بہن ہم سب اچھے ہیں۔ پر اخی روبیل کے دم سے۔ راحیل نے شرما کر منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ زمران نے سلسلہ کلام بدلتے ہوئے کہا چلو گھر چلیں بوڑھے حوارین نے جب وہاں سے ہٹنا چاہا تو روبیل نے کہا اے عم آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ آج سب مل کر اکٹھے کھانا کھائیں گے۔ سب واپس چل دیئے حوارین بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

اپنی حویلی میں داخل ہونے کے بعد روبیل۔ حوارین اور یہودا کو لے کر دیوان خانے میں بیٹھ گیا۔ زمران اور زرعہ راحیل کو سامنے والے کمرے میں لے گئیں تھیں۔ پھر اس کمرے میں اپنے قریب بٹھا کر زمران نے راحیل سے پوچھا بیٹی ہمارے یہاں آنے سے تمہارے گھر والے خفا تو نہیں ہوں گے۔ اس پر راحیل نے پرسکون رہتے ہوئے کہا نہیں۔ میرے باپ کو جب خبر ہو گی کہ میں عربوں کے فاتح روبیل کو مبارک باد دینے ان کی ماں کے ساتھ ان کے گھر گئی تھی تو انہیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

زمران نے ہمدردی کرتے ہوئے تم گھر کے کتنے افراد ہو۔ راحیل ایک دم ماند پڑ گئی اور اداس بکھرے لہجے میں اس نے کہا میں اپنے باپ کی واحد اولاد ہوں اور۔۔۔ راحیل کہتے کہتے رک گئی اور کسی احساس کے تحت اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں روبیل کھڑا تھا راحیل کو خاموش ہوتے دیکھ کر اس نے اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے کہا تم اپنی گفتگو مکمل کرو۔ رک کیوں گئی ہو۔ میں تمہاری باتیں دلچسپی اور غور سے سن رہا ہوں۔

راحیل نے گردن جھکاتے ہوئے کہا میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔ روبیل نے پوچھا تمہارے بابا کیا کرتے ہیں اور تمہاری گزر بسر کیسے ہوتی ہے۔ راحیل نے اپنی گردن جھکائے رکھی اور دکھ سے کہنے لگی۔ بیر عدلیس کے قریب ہمارا ایک چھوٹا سا باغ ہے۔ اس کے علاوہ

چند بکریوں پر مشتمل ہمارا ایک ریوڑ ہے بس یہی دو چیزیں ہماری گزر بسر کر رہی ہیں۔

روبیل نے اس بار زمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ماں آج کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہو گا۔ مجھے بھوک لگی ہے اور پھر دیوان خانے میں حوارین بھی بیٹھے ہیں ہم سب وہیں کھانا کھائیں گے اور ہاں ماں راحیل کو کھانا کھلائے بغیر جانے نہ دینا۔

زمران نے مسکرا کر کہا جائے گی کہاں۔ آج یہ اس گھر کا کھانا خود ہی تیار کرے گی۔ تم راحیل سے اس کے گھر کا پتہ پوچھ لو۔ اور اس کے بابا کو جا کر خبر کر آؤ کہ راحیل ہمارے یہاں ہے تاکہ وہ پریشان نہ ہوں۔

روبیل نے فوراً راحیل سے کہا اپنے گھر کا پتہ کہو۔ میں ابھی تمہارے بابا کے پاس جاتا ہوں پتے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بنو سالم میں چلے جائیں جس سے بھی پوچھیں گے وہ آپ سے میرے باپ کے متعلق بتا دے گا۔ میرا خیال ہے آپ تھوڑی دیر رک جائیں۔ میرے بابا میلے میں میرے ساتھ تھے۔ میں انہیں بتا کر ہی حوارین کے ساتھ آپ کے پاس گئی تھی۔ پر مجھ سے غلطی ہوئی۔ آپ لوگوں کے ساتھ آتے ہوئے مجھے اپنے بابا سے اجازت لے لینی چاہئے تھی۔ اگر انہوں نے مجھے آپ کے ساتھ آتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو وہ گھر جانے کے بجائے ادھر ہی آئیں گے۔ اس لئے کہ ________ اسی وقت ایک بوڑھا گھر میں داخل ہوا اور روحیل نے ذرا رک کر پھر کہا۔ اب آپ کو ہمارے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ میرے بابا آ گئے ہیں۔

روبیل نے آگے بڑھ کر اس آنے والے بوڑھے سے مصافحہ کیا اور پھر کہنے لگا میرا نام روبیل ہے اور راحیل کو میری ماں اپنے ساتھ لے کر آئی ہے۔ میں اسی کی اطلاع کرنے آپ کے گھر جا رہا تھا۔ اس بوڑھے نے بھی خوش طبعی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا میں راحیل کا باپ عجیل ہوں۔ میں جانتا ہوں تم بنو نجار کے سردار روبیل بن حماد ہو اور آج تو یثرب کے ہر فرد کو خبر ہو گئی ہے کہ تم شیر دل روبیل ہو کہ آج عربوں میں ہی نہیں بلکہ یہودیوں کے گھروں میں بھی تمہاری اس عظیم فتح اور فرزک کی بدترین موت کے چرچے ہوں گے۔

بوڑھا عجیل جب خاموش ہوا تو راحیل اس کے قریب ہو کر بولی بابا ان کی ماں مجھے شام کے کھانے تک یہاں روکنا چاہتی ہے اگر تم اجازت دو تو۔ راحیل یہیں تک کہنے پائی تھی کہ عجیل نے اس کی بات کاٹ کر بڑی فراخدلی میں مسکراتے ہوئے کہا تم بڑی خوشی سے شام تک یہاں رکو بیٹی۔ اس گھر پر میں پورا بھروسہ اور اعتماد کر سکتا ہوں۔ میں میلے میں تم سب سے قریب ہی کھڑا تھا اور میں نے وہاں سب کی گفتگو سنی تھی۔ اسی لئے تمہارے پیچھے

پیچھے یہاں چلا آیا ہوں۔ اب میں گھر جاتا ہوں تم یہاں سے فارغ ہو کر اور ان سے اجازت لے کر آ جانا۔

زمران نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ تم بھی رک جاؤ بھائی۔ دونوں باپ بیٹی اب شام کا کھانا کھا کر اکٹھے چلے جانا۔ عجیل نے بڑی عاجزی سے کہا نہیں بس اب میں جاتا ہوں۔ گھر میں بکریوں کا ایک چھوٹا سا ریوڑ ہے اسے بھی جا کر سنبھالنا ہے۔ تم ایک مہربانی کرنا اگر دیر ہو جائے تو راحیل کو کسی کے ساتھ روانہ کرنا۔ اسے اکیلی نہ بھیجنا۔ میں یہودیوں کی طرف سے اس کے متعلق فکرمند رہتا ہوں۔

اس پر روبیل نے چونک کر پوچھا۔ ان کی طرف سے آپ کو کیسا خطرہ اور فکر ہے۔

عجیل نے ندامت کے انداز میں گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ راحیل کا دراز قد اور خوبصورت ہونا ہی میری فکرمندی کی علامت ہے۔ **فتیون** اپنے آدمیوں کے ذریعے مجھے کئی بار پیغام بھجوا چکا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی کرو۔ مجھے یہ پیشکش بھی کی ہے کہ اگر تمہیں کوئی مناسب رشتہ نہیں ملتا تو اس کا انتظام میں کرتا ہوں۔ دراصل **فتیون** مجھے ہی نہیں ہر خوبصورت لڑکی کے والدین کو ایسے ہی پیغام بھجواتا ہے اس لئے کہ ہر شادی ہونے والی لڑکی اپنی عروسی شب کو اپنے شوہر کے پاس جانے کے بجائے **فتیون** کی خوابگارہ کی طرف جاتی ہے اور یہ ایسی لعنت ہے جس کا کوئی حل اور سدباب نہیں ہے۔

روبیل سوچوں میں کھو گیا عجیل نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ میری بکریاں بھوکی پیاسی بندھی ہوں گی اب میں چلتا ہوں۔ جلدی میں اس نے روبیل سے مصافحہ کیا اور حویلی سے نکل گیا تھا۔ زمران۔ راحیل اور زرعہ وہاں سے ہٹ کر کھانا پکانے کی تیاریاں کرنے لگیں۔ جبکہ روبیل دیوان خانے میں حوارین اور اپنے چھوٹے بھائی کے پاس جا کر باتیں کرنے لگا تھا۔

○

شام کے کھانے کے بعد جب راحیل نے زمران سے جانے کی اجازت طلب کی تو زمان پہلے باورچی خانے میں گئی وہاں سے ایک برتن میں کھانا باندھ کر وہ ایک ملحقہ کمرے میں آئی وہاں سے اس نے نقدی کی ایک چھوٹی سی خرجین لی پھر اس نے روبیل کو آواز دی جس کے جواب میں روبیل اور یہودا دونوں بھائی دیوان خانے سے اٹھ کر زمران کی طرف آ گئے تھے۔

زمران نے یہودا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم حوارین کے پاس ہی بیٹھو بیٹا۔ میں نے

روبیل کو آواز دی ہے کہ وہ راحیل کو اس کے گھر چھوڑ آئے۔ یہودا کی طبیعت کچھ مسخرانہ تھی اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ماں۔ حوارین تو جا چکے ہیں تم نے جو کچھ کہنا ہے کہو ماں۔ میرا وعدہ ہے میں کسی کے گلے میں ہڈی نہ بنوں گا۔ زمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی پھر رومال میں بندھا ہوا کھانا اور نقدی کی تھیلی راحیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

یہ دونوں چیزیں سنبھال لو بیٹی۔ رومال میں تمہارے بابا کا کھانا ہے گھر جا کر تم کہاں اکیلے باپ کا کھانا تیار کرنے کی زحمت اٹھاؤ گی اور اس تھیلی میں تھوڑی سی نقدی ہے اس سے اپنے لئے کپڑے بنا لینا۔ تمہیں بیٹی کہہ کر اپنے گھر لائی تھی لہٰذا اس گھر سے تم خالی ہاتھ کیونکر جا سکتی ہو۔ راحیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا کھانا تو میں لے جاؤں گی لیکن نقدی کی یہ تھیلی نہ لوں گی میں سمجھتی ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

کسی اور کے بولنے سے قبل ہی یہودا نے کہا لو میری بہن اس تھیلی میں سنہرے سکوں کی اچھی خاصی رقم ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں ملتے۔ اگر میں تمہاری جگہ لڑکی ہوتا تو جھپٹ کر اس تھیلی کو لے چکا ہوتا۔ راحیل کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور جلدی جلدی اس نے اپنی مسکراہٹ کو دبا کر یہودا کی طرف تیز نگاہوں سے گھور کر دیکھا اتنی دیر تک روبیل نے بھی راحیل کو مخاطب کر کے کہا۔

لے لو راحیل انکار کیوں کرتی ہو۔ راحیل نے ممنونیت کے عالم میں روبیل کی طرف دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی اور ہاتھ بڑھا کر اس نے زمران سے دونوں چیزیں لے لی تھیں۔ راحیل خاموشی کے ساتھ زمران اور زرعہ سے ملی اور پھر وہ روبیل کے ساتھ گھر سے نکل گئی تھی۔ دونوں بنو نجار اور بنو واقف کے محلوں سے گزرنے کے بعد بنو سالم میں داخل ہوئے اور راحیل نے ایک مکان کے سامنے رک کر دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور ان دونوں کے سامنے بوڑھا عجیل کھڑا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر روبیل سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا میں خوش بخت ہوں کہ میرے گھر میں عربوں کا عظیم سپوت اور شیر دل فرزند آیا ہے۔

مصافحہ کے بعد روبیل نے ہاتھ علیحدہ کرتے ہوئے کہا میں راحیل کو چھوڑنے آیا تھا۔ میں اب جاتا ہوں۔ ویسے بھی اندھیرا ہو گیا ہے میں کسی روز دن کے وقت آؤں گا اور آپ کے پاس بیٹھوں گا۔ عجیل نے ممنونیت سے کہا اگر دن کے وقت آنا چاہو تو شام کے قریب آنا۔ اس سے پہلے ہم دونوں باپ بیٹی اپنے باغ میں ہوتے ہیں۔ بیر اولیس کے پاس میرا ایک چھوٹا سا باغ ہے اس کے اندر ہی اپنی ضرورت کی فصلیں بھی اگاتا ہوں دن کے وقت

میں وہاں باغ اور کھیتوں میں کام کرتا ہوں اور راحیل اپنے ریوڑ کو چراتی ہے۔ روبیل نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا بیرادلیس سے ذرا ہٹ کر ہمارا بھی ایک باغ ہے۔ میں اکثر وہاں جاتا ہوں میں آپ سے ضرور وہاں ملوں گا۔ روبیل نے ایک الوداعی نگاہ راحیل پر ڈالی اور عجیل سے دوبارہ مصافحہ کر کے وہ چلا گیا تھا۔ عجیل اور راحیل تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے ہو کر اسے دیکھتے رہے۔ جب وہ اندھیرے میں روپوش ہو گیا تو انہوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔

○

ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں یوناف شام کی سرزمین کے قدیم شہر تدمر میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا تدمر شہر میں ستونوں کے اوپر عجیب و غریب عمارتیں اٹھائی گئی تھیں۔ یوناف ابھی اس قدیم شہر کے ایک چوراہے پر بڑی بڑی عمارتوں کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف میرے حبیب۔ یہ جو تم عجیب و غریب عمارتیں بڑے بڑے اور مدور ستونوں پر کھڑی دیکھتے ہو ان سے متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عمارتیں حضرت داؤدؑ کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کے حکم پر جنات نے تعمیر کی تھیں۔ یہ عمارتیں بڑے بڑے سرخ رنگ کے پتھروں سے بنائی گئی ہیں ابھی تم اور آگے بڑھو گے تو بڑے بڑے ہیکلوں کی عمارتیں بھی آئیں گے جن میں اس سے بھی بڑے بڑے پتھر استعمال کئے گئے ہیں اس کے علاوہ جب تم شہر میں داخل ہوئے ہو گے تم نے دیکھا ہو گا کہ شہر کا جو پھاٹک ہے وہ بھی کافی بڑے بڑے پتھروں سے بنایا گیا ہے اور پھاٹک دوہرا ہے تاکہ باہر سے حملہ آور ہونے والے دشمن شہر کو آسانی سے فتح نہ کر سکیں۔

جب تم اس چوک سے جہاں کھڑے ہو بائیں طرف بڑھو گے تو تم دیکھو گے کہ شہر کے اندر ایک ندی بھی بہتی ہے۔ جو شہر اور اس کے اطراف میں باغوں اور نخلستانوں کو سیراب کرتی ہے۔ اس شہر کا نام تدمر حضرت نوحؑ کی چھٹی نسل سے ایک لڑکی تدمر بنت حسان کے نام سے ہے۔ اس تدمر شہر کے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس شہر کی عمارتیں حضرت سلیمانؑ سے اتنی مدت قبل تعمیر ہوئی تھیں جس قدر کہ مدت حضرت سلیمانؑ کے زمانے کو اب تک گزر چکی ہے۔ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو بھی دنیا میں حیرت انگیز عمارت بنتی ہے وہاں کے رہنے والے اس عمارت کو حضرت سلیمانؑ اور ان کے ماتحت کام کرنے والے جنوں سے منسوب کر دیتے ہیں۔

سنو یوناف۔ میرے عزیز۔ اس تدمر شہر میں دو عجیب و غریب چیزیں ایسی ہیں جنہیں ذریعہ بنا کر عزازیل نے یہاں کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ پہلی چیز جس کی وجہ سے وہ شرک پھیلانے میں کامیاب ہوا ہے دو کنیزوں کے مجسمے ہیں جو اس شہر میں ایک عرصہ سے چلے آ رہے ہیں۔ آؤ پہلے ان دونوں کنیزوں کے مجسمے کی طرف چلتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کنیزیں جن کے مجسمے تدمر شہر کے وسط میں بنائے گئے ہیں اس شہر کی دو نہایت پاکدامن اور خوبصورت بہنیں تھیں۔ دونوں کنیزیں تھیں اور ان کی پاکدامنی ان کی شرافت کی وجہ سے لوگوں نے ان کے مجسمے کھڑے کر کے انکی یادوں کو محفوظ کر لیا۔

جس چوک پر تم کھڑے ہو اب حرکت میں آؤ اور اس کے سامنے جو شاہراہ شہر کے اندرونی حصے کی طرف جاتی ہے اس پر ہو لو۔ یہ سڑک ایک اور چوراہے سے جا ملے گی بس اسی چوراہے پر ان دو کنیزوں کے مجسمے ہیں۔ جن کی وجہ سے عزازیل نے لوگوں میں شرک میں مبتلا کیا ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف حرکت میں آیا اور اس چوک سے آگے جانے والی سڑک پر ہو لیا تھا۔

اگلے چوک پر جا کر یوناف رک گیا تھا اس نے دیکھا چوک کے بیچوں بیچ سنگ مرمر سے تراشے ہوئے دو بہت بڑے اور انتہائی خوبصورت لڑکیوں کے مجسمے تھے اور لوگ وہاں آتے جاتے اور گزرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر ان مجسموں کے سامنے دعائیں مانگ رہے تھے اور کچھ عورتیں اور مرد عجیب طرح سے گڑگڑاتے ہوئے ان مجسموں کو پاؤں کے قریب سر بسجود ہو رہے تھے۔ یوناف تھوڑی دیر تک ان مجسموں اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے والے لوگوں کو غور سے دیکھتا رہا اتنی دیر تک ابلیکا نے اس کی گردن پر پھر لمس دیا اور کہنے لگی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ یہ ہیں وہ دو مجسمے جن کی مدد سے عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا ہے۔ عزازیل نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے لوگوں سے کہا کہ یہ تمہارے شہر کی دو انتہائی شریف اور مقدس کنیزیں تھیں لہٰذا خدائے واحد کے بجائے ان دونوں کنیزوں سے مانگو۔ تمہیں ہر شے ملے گی۔ بس لوگ عزازیل کے بھٹکانے میں آ گئے اور انہی کنیزوں سے مانگنے لگے ہیں۔ اس شہر میں عزازیل نے اپنے کچھ گماشتے بھی پیدا کر لئے ہیں۔ جو بڑے زور و شور اس سے اس کے افکار کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ تو تدمر شہر میں شرک پھیلانے کا پہلا ذریعہ ہے۔ اب میں تمہیں دوسرا اور اس سے بڑا ذریعہ بھی بتاتی ہوں جو اس عزازیل نے اپنایا ہوا ہے۔

یوناف جواب میں بولا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ سنو ابلیکا یہ تو پہلا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا ہے۔ دوسرا ذریعہ کون سا

ہے اور اسے دیکھنے کے لئے مجھے شہر کی کس سمت جانا چاہئے۔ اس پر ابلیکا سنجیدہ سی آواز میں پھر بولی اور کہنے لگی۔ جس چوک پر کھڑے ہو اس کے بائیں ہاتھ دیکھو۔ ایک سڑک شہر کے بائیں پہلو کی طرف جاتی ہے بس اسی پر ہو لو۔ تم جوں جوں آگے جاؤ گے میں تمہاری رہنمائی کروں گی یہاں تک کہ ہم شرک پھیلانے کے دوسرے ذریعے تک بھی جا پہنچیں گے۔ ابلیکا کا کہا مانتے ہوئے یوناف اس چوک سے ہٹا اور بائیں طرف جانے والی سڑک پر شہر کے جنوب شرق حصے کی طرف چل دیا تھا۔

تدمر شہر میں چلتے چلتے یوناف جب شہر کی فصیل کے قریب پہونچ گیا تو ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی دیکھ یوناف اپنے سامنے نگاہ دوڑاؤ۔ شہر کی فصیل کے تم قریب آ گئے ہو۔ اپنے دائیں طرف دیکھو تمہیں کچھ دکھائی دیتا ہے اس پر یوناف نے جب اپنے دائیں طرف دیکھا تو غار نما ایک دروازہ تھا جس کے ذریعے لوگوں کا ایک ہجوم اس غار میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ باہر بھی آ رہا تھا۔ اس پر یوناف نے بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ابلیکا یہ کیا ہے۔ ابلیکا کہنے لگی۔

یہی وہ دوسرا ذریعہ ہے جس کا سہارا لے کر اس بدبخت عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ جو لوگ غار کے دروازے کے ذریعے داخل ہو رہے ہیں اور کچھ باہر آ رہے ہیں تم بھی اس غار کے دروازے سے اندر جاؤ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں اندر کیا ہے اور کس کا سہارا لے کر اس عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف دائیں طرف مڑا اور لوگوں کے ہجوم میں داخل ہو کر اس غار کے دروازے میں گھس گیا تھا۔

اس غار کی سیڑھیاں اتر کر یوناف جب نیچے گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے حجرہ نما قسم کا غار تھا۔ اس غار کے اندر سے تازہ صندل کی خوشبو آ رہی تھی غار کے اندر داخل اور باہر نکلنے کے لئے یوناف نے دیکھا چاروں طرف دروازے تھے اور چاروں دروازوں سے لوگ اندر باہر آ اور جا رہے تھے۔ غار کے اندر سے خوب صفائی کی گئی تھی اور روشنی کا بہترین انتظام رکھا گیا تھا۔ یوناف جب اس غار کے وسطی حصے میں گیا تو دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا۔

غار کے وسطی حصے میں ارتھی پر کسی عورت کی لاش اوندھے منہ رکھی ہوئی تھی اور لوگ گڑگڑا کر اس لاش سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ یوناف نے بھی یہ دیکھا کہ اس لاش کے لمبے لمبے بال ابھی تک محفوظ تھے۔ ان میں چھلے پروئے ہوئے تھے۔ اس لاش کے بالوں پر سونے کی ایک تختی بھی تھی جس پر سنہری حروف میں ہی لکھا ہوا تھا۔ بسم اللھم میں تدمر

ا بنت حسان ہوں۔ میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اس کو ذلیل کرے۔

یوناف لوگوں کے ہجوم میں کھڑا تدمر بنت حسان کی لاش کو بڑے غور اور انہماک سے دیکھے جا رہا تھا کہ اس موقعہ پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ قبل اس کے کہ ابلیکا کچھ بولتی اور کہتی یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔ دیکھ ابلیکا یہ تو بتاؤ کہ یہ لاش کس کی ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی یہ لاش تدمر بنت حسان کی ہے۔ جو اللہ کے رسول نوح علیہ السلام کی چھٹی پشت سے تھی۔ یہ تدمر شہر بھی اسی عورت کے نام پر آباد کیا گیا تھا۔ اب اس عورت کا سہارا لے کر عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہاں عزازیل نے جو اپنے گماشتے اور اپنے ایجنٹ بنائے ہیں وہ لوگوں کو یہی کہتے پھرتے ہیں یہ کہ اس عورت کا تعلق واسطہ اور رابطہ اللہ کے رسول نوحؑ سے ہے لہٰذا اس سے مانگو۔ جو مانگو گے وہ ملے گا۔ یہاں کے سیدھے سادھے لوگ عزازیل کے گماشتوں کی گمراہی میں آ چکے ہیں۔ تم دیکھو انبوہ در انبوہ اس غار کے چاروں دروازوں سے لوگ آ جا رہے ہیں اور لاش کے سامنے کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ کچھ جاہل اور بے وقوف لوگ تم دیکھو لاش کے آگے سجدہ ریز بھی ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اس سے بڑھ کر کوئی گمراہی اس سے بڑھ کر کوئی شرک ہو ہی نہیں سکتا۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس غار کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ابلیکا اگر اس لاش کے حوالے سے اور ان دو کنیزوں کے مجسموں کے حوالے سے عزازیل نے یہاں کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے تو میں یہاں قیام کر کے لوگوں کو شرک کی اس گندی دلدل سے نکال کے رہوں گا اس پر ابلیکا بولی اور پوچھنے لگی یہاں کے لوگوں کو شرک سے نکالنے کے لئے آخر تم اپنے کام کی کیسے اور کس طرح ابتداء کرو گے۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا اس کی ابتدا میں آج ہی کر رہا ہوں بلکہ یوں جانو کہ ابھی غار کے نکلنے کے ساتھ ہی میں اس کی ابتدا کروں گا اور تم دیکھتی جاؤ میں کیسے اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف ایک عزم ایک ولولے اور ایک انتظامی اور ایک استقلال کے ساتھ غار سے باہر نکل رہا تھا۔